طرابلس کے نامور محقق عالم علامہ حسین آفندی کی جدید علم کلام پر
مشہور تصنیف الرسالۃ الحمیدیہ کا اردو ترجمہ

www.kitabosunnat.com

سائنس اور اسلام

مترجم: مولانا سید محمد اسحٰق علی صاحب مدیر جامع العلوم کانپور
زیر نگرانی: حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہ

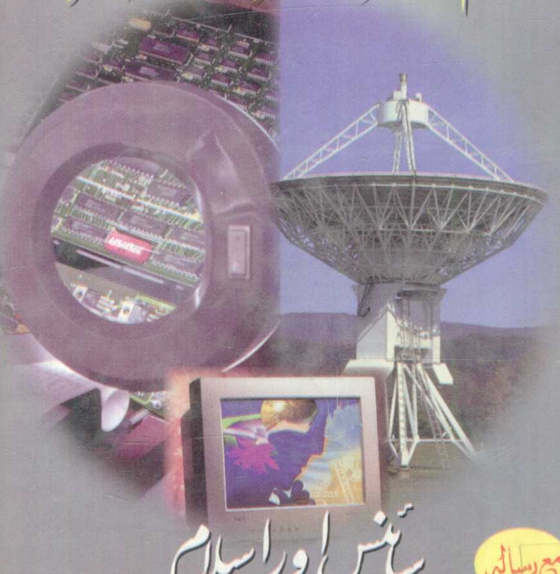

مع رسالہ

سائنس اور اسلام

از حضرت مولانا قاری محمد طیب رحمۃ اللہ علیہ مہتمم دار العلوم دیوبند

ادارہ اسلامیات
لاہور، کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

طرابلس کے نامور محقق عالم علامہ حسین آفندی کی جدید علم کلام پر
مشہور تصنیف "الرسالۃ الحمیدیۃ" کا اردو ترجمہ

سائنس اور اسلام

مترجم: مولانا سید محمد اسحٰق علی صاحب مدرس جامع العلوم کانپور
زیر نگرانی: حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہٗ

مع رسالہ **سائنس اور اسلام**

از حضرت مولانا قاری محمد طیب رحمۃ اللہ علیہ مہتمم دار العلوم دیوبند

www.KitaboSunnat.com

ادارہ اسلامیات لاہور ۲

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پہلی بار عکسی طباعت ——— محرم ۱۴۰۵ھ اکتوبر ۱۹۸۴ء
باہتمام ——— اشرف برادران سلمہم الرحمٰن
ناشر ——— ادارۂ اسلامیات، لاہور
مطبع ——— نفیس پریس۔ لاہور
قیمت مجلد ———
کتابت ——— مشتاق احمد جالپوری

ادارۂ اسلامیات
پبلشرز۔ بک سیلرز۔ ایکسپورٹرز
★ ۱۹۰۔ انارکلی، لاہور، پاکستان
★ چوک اردو بازار، کراچی

2871
آعان سی

ملنے کے پتے

ادارۂ اسلامیات۔ ۱۹۰۔ انارکلی لاہور
دارالاشاعت، اردو بازار۔ کراچی نمبر ۱
ادارۃ المعارف، دارالعلوم کراچی نمبر ۱۴
مکتبہ دارالعلوم۔ دارالعلوم کراچی نمبر ۱۴
ادارہ تالیفات اشرفیہ پوسٹ بکس نمبر ۳۰ ملتان

المکتبۃ الرحمانیۃ
۹۹۔ جے ماڈل ٹاؤن۔ لاہور
15613

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عرضِ ناشر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم۔ اما بعد!

الحمدللہ کہ "سائنس اور اسلام" کے نام سے یہ گراں قدر دینی تحریر آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ اس کی اہمیت کا اندازہ اس سے کیا جا سکتا ہے کہ یہ کتاب جدید علم کلام کی مشہور عربی درسی کتاب "الرسالۃ الحمیدیۃ" کا ترجمہ ہے جو طرابلس کے مشہور عالم علامہ حسین آفندی نے لکھی تھی اور بہت جلد اسے عرب و بیرونِ عرب ممالک میں قبولِ عام حاصل ہو گیا۔ موضوع کی اہمیت کے پیشِ نظر ہند و پاک کے ممتاز دینی مدارس میں یہ کتاب داخلِ نصاب کی گئی اور اب بھی کئی جگہ شاملِ درس ہے۔

اس دور کے مجدد الملت حکیم الامت حضرت مولانا شاہ اشرف علی تھانوی قدس اللہ سرہٗ نے کتاب کے نفعِ عام کے پیشِ نظر اس کا ترجمہ کروانا مناسب سمجھا اور اپنے شاگردِ رشید مولانا سید محمد اسحاق علی صاحب مدرس جامع العلوم کانپور کے ذمہ یہ کام سپرد کیا، جنہوں نے بڑی محنت و جانفشانی سے نہ صرف یہ کہ عمدہ ترجمہ کیا بلکہ اس میں ضروری مفید حواشی کا بھی اضافہ فرما دیا۔ جسے حضرت تھانویؒ نے بنظرِ پسندیدگی ملاحظہ فرمایا اور خود تقریظ تحریر فرمائی جو کتاب میں شامل ہے۔

یہ کتاب ہند و پاک میں کئی بار چھپی مگر اب کافی عرصہ سے ناپید تھی۔ بحمداللہ و توفیقہ ادارۂ اسلامیات کو اس کی اشاعت کی سعادت حاصل ہوئی اور نئی کتابت اور جدید پیراہن میں یہ کتاب اب آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ مزید افادہ کی خاطر حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ مہتمم دارالعلوم دیوبند کا معروف رسالہ جو اسی نام سے طبع ہو چکا ہے، اس کتاب کے آخر میں شامل کر دیا گیا ہے۔ اس طرح اب یہ کتاب انشاء اللہ تعالےٰ دو اہم تحریروں کا مجموعہ ہو کر پہلے سے زیادہ نافع ثابت ہو گی۔ حق تعالےٰ اس کتاب کی اشاعت کو مصنفین، مترجم و ناشرین کے لئے باعثِ نجات اور عام مسلمانوں کے لئے علم و عمل کا ذریعہ بنائے۔ آمین وآخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین۔

والسلام ناشر

اشرف برادران سلّمھم الرحمٰن

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"سائنس اور اسلام"

یعنی

رسالہ "حمیدیہ" کا اردو ترجمہ

از صفحہ ۵	تا	صفحہ ۵۶۴

"سائنس اور اسلام" کے موضوع پر

حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ

کا علمی مقالہ

از صفحہ ۵۶۵	تا	صفحہ ۶۴۵

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تقریظ

از

حکیم الامّت مجدّد الملّت حضرت مولانا شاہ اشرف علی تھانویؒ

مبسملاً وحامداً ومصلیاً

للّٰہ الحمد ہر آں چیز کہ خاطر میخواست   آمد آخر زپس پردۂ تقدیر پدید

مدت سے یوں دل چاہتا تھا کہ کوئی ایسی کتاب جمع کی جاوے جس سے اُن خیالات کی اصلاح ہو جو بوجہ ناواقفیت علومِ دینیہ کے بعض نوجوانوں کو تعلیم فلسفۂ جدیدہ سے اسلامی فروع و اصول میں پیدا ہو گئے ہیں۔ اسی اثناء میں اتفاقاً ایک کتاب "حمیدیہ" نامی نظر سے گزری جو اس غرض کی تکمیل کے لئے کافی ووافی ثابت ہوئی۔ چونکہ وہ عربی زبان میں تھی اس لئے اپنے ہموطن بھائیوں کے لئے اُردو میں اس کا ترجمہ ہونا مناسب معلوم ہُوا۔ چنانچہ بفضل خداوندی عزیزی جلیبی مولوی سید اسحاق علی کانپوری سلمہ اللہ تعالیٰ بالفیض الخفی والجلی کے ہاتھوں یہ کام بخیر و خوبی اتمام کو پہنچا اور اول سے آخر تک میری نظر سے گزرا۔ اصل و ترجمہ کی خوبی کا بیان کرنا شاید مبالغۂ شاعرانہ پر محمول ہو اس لئے اہلِ انصاف و فہم کے ملاحظہ اور اصل و ترجمہ کی تطبیق پر اُس کو حوالہ کیا جاتا ہے۔ اتنا البتہ کہنے کو بے اختیار دل چاہتا ہے کہ مصنف و مترجم نے اپنے ہم چشموں میں گویا خرقِ عادت کر دکھلایا۔ جزاہم اللہ تعالیٰ عن جمیع المسلمین خیر الجزاء وجعل عقباہما خیراً من الابتداء۔

اب خدا تعالےٰ سے یہ دُعا ہے کہ یہ ترجمہ چھپ جاوے اور ہر طالب علم عربی و انگریزی مدارس کا اس سے منتفع ہو اور ان سب کے لئے یہ سرمایۂ ہدایت و اہتداء ہو۔

آمین! یارب العالمین!

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

کاتب الحروف، ناچیز **اشرف علی تھانوی** غفر لہ ولوالدیہ

۲۸ رجب ۱۳۱۵ھ ہجری

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرست مضامین

(سائنس اور اسلام)

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
۲۳	التماس مترجم	۱
۳۰	پہلا فرقہ اور اس کا شاہی خط پہچان کر اس کی سفارت کی تصدیق کرنا	۲
۳۰	دوسرا فرقہ اور اس کا شاہی مُہر کو پہچان کر تصدیق کرنا	۳
۳۰	تیسرا فرقہ اور اس کا بادشاہ کی انشاء پردازی اور طرزِ تحریر اور سلطانی خطابات کو پہچان کر تصدیق کرنا	۴
۳۱	چوتھا فرقہ اور اس کا ایسے تحفے طلب کرنا جو بادشاہ کے سوا اور کسی کے پاس نہ تھے۔	۵
۳۱	پانچواں فرقہ اور اسکا گزشتہ سفیروں کے قول سے استدلال جو ایک سفیر کے آنیکی خبر دے گئے اور اس کی علامتیں بتلا گئے تھے	۶
۳۲	چھٹا فرقہ اور اس کا سفیر کے بتلائے ہوئے قوانین کو تمام رعایا کے لئے مفید اور نافع عام دیکھ کر استدلال	۷
۳۳	ساتواں فرقہ کا فی مدت تک انتظار کرنیکے بعد بھی بادشاہ کی جانب سے اسکے خلاف کوئی کارروائی نہ دیکھکر تصدیق کرنا	۸
۳۴	آٹھواں فرقہ اور اس کا گزشتہ فرقوں کی اجتماعی طور پر تصدیق کرنے کو مستقل دلیل قرار دے کر استدلال	۹
۳۵	نواں فرقہ جس کو دنیا میں مستغرق ہونے کی وجہ سے بادشاہ اور اسکے قوانین کی خبر نہ تھی اس کا تمام سابق الذکر فرقوں کے اجتماعی طور پر تصدیق کرنے سے متنبہ ہو کر اس کی سفارت کی تصدیق کرنا۔	۱۰
۳۷	دسواں فرقہ جسکو اُس شخص کی سچائی کا پورا یقین تھا تاہم اُس نے اپنی بڑائی اور ریاست کے زعم میں آکر اس کی سفارت کے اقرار کرنے سے عار کیا۔	۱۱
۳۸	گیارہواں متعصب فرقہ جس نے اندھا دھند اور بلا دلیل کے اس شخص کی تکذیب کی اور شاہی انتقام کا مستحق ٹھہرا	۱۲
۴۰	مثال مشروعیت جہاد	۱۳
۴۰	اہلِ ذمہ و جزیہ کی مثال	۱۴
۴۱	مثال منافقین	۱۵
۴۲	مثال سابق کو محمد صلی اللہ تعالے علیہ وسلم کے دعوئے رسالت اور ان حالات پر منطبق کرنا جو آپ کو لوگوں کے ساتھ پیش آئے۔	۱۶
۴۲	دعوئے رسالت کے وقت آپؐ کی حالت۔	۱۷

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۱۸	لوگوں کا اپنی اپنی عقل اور طریقہ استدلال کے اعتبار سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں مختلف فرقوں میں منقسم ہو جانا۔	۴۵
۱۹	فصحاء و بلغاء عرب کا قرآن کے معارضے سے عاجز رہنا اور اس کی حقانیت تسلیم کر لینا	۴۵
۲۰	ایک فرقہ کا قرآن کے غیبات پر مشتمل ہونے اور مختلف آداب و اخلاق پر حاوی ہونے سے اس کی حقانیت پر استدلال	۴۷
۲۱	مضامین قرآن کی مختصر فہرست	۴۸
۲۲	تیسرا فرقہ جس نے فصحاء و بلغاء اور مضمون شناس فرقہ کی شہادت کا اعتبار کر کے آپ کی تصدیق کی اور نیز اس کو اس نے دلیل قرار دیا کہ بہترے فصحاء و بلغاء باوجودیکہ مصیبت میں پڑے لیکن قرآن کا مثل نہ لا سکے۔	۴۹
۲۳	قرآن کی حقانیت پر جاحظ کا استدلال	۵۲
۲۴	چوتھا فرقہ جس نے معجزات طلب کئے اور امور خارق عادت سے آپ کی رسالت پر استدلال کیا	۵۴
۲۵	معجزہ شق القمر	۵۵
۲۶	آپ کی رسالت پر درخت کا شہادت دینا	۵۶
۲۷	سوسمار کا شہادت دینا	۵۶
۲۸	آپ کی انگلیوں کی گھائیوں سے پانی کا جوش مارنا	۵۶
۲۹	پانچواں فرقہ جس نے رسل سابقہ کی بتلائی ہوئی علامتوں سے استدلال کیا	۵۹
۳۰	کتب سابقہ کی وہ علامتیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے بعد ظاہر ہوئیں	۷۴
۳۱	اس زمانہ تک آپ کی شریعت اور امت کے حسن انتظام کے ساتھ رہنے سے آپ کے صدق پر ایک عمدہ اور نیا استدلال	۸۱
۳۲	چھٹا فرقہ جو اخلاق اور آداب کا فلاسفر تھا	۸۴
۳۳	رسالت کی دو قسم کی دلیلیں ہوتی ہیں عقلی اور حسی	۸۴
۳۴	اس فرقہ کے استدلال کا اجمالی بیان	۸۶
۳۵	شریعت کے عقائد حقہ پر مشتمل ہونے سے ان کا استدلال	۸۷
۳۶	رسولوں کے بھیجنے میں کیا حکمت ہے؟	۸۹
۳۷	رسولوں کی کیا شان ہوتی ہے؟	91
۳۸	شریعت کن اخلاق حسنہ کا حکم کرتی ہے اور کن اخلاق سیئہ سے منع کرتی ہے، زبان کی کیا آفتیں ہیں اور کون سے اعمال قبیح ہیں ان سب کا بیان۔	۹۲

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
۱۰۰	شریعتِ محمدیہ کی عبادتوں کی جو شان ہے اور جو اُن کی حکمتیں اس فرقہ پر ظاہر ہوئیں اُن کا اجمالی بیان	۳۹
۱۰۲	نماز اور اس کے توابع اذان اقامت میں کیا حکمتیں ہیں اذان اقامت میں جو الفاظ ہیں اُن سے کیا اشارہ مقصود ہے پھر سامعین اُن کا کیا جواب دیتے ہیں۔	۴۰
۱۰۴	نماز کے لئے طہارت کے مشروط ہونے کی حکمت	۴۱
۱۰۵	غسل، وضو اور اعضاء وضو کو خاص ترتیب سے دھونے اور مسح کرنے کی حکمتیں اور تیمم کا بیان	۴۲
۱۱۰	ستر کا چھپانا بھی نماز میں شرط ہونا اور عورت کو بہ نسبت مرد کے زیادہ بدن چھپانے کا حکم ہونا	۴۳
۱۱۱	نماز میں کعبہ کی طرف منہ کرنے کی حکمت اور نیز اس کا بیان کہ اس طرف منہ کرنے سے مقصود خدا ہی کی عبادت ہوتی ہے نہ کعبہ کی	۴۴
۱۱۲	نماز کے تکبیر سے شروع ہونے اور شروع کرتے وقت ہاتھ اُٹھانے کی حکمت	۴۵
۱۱۳	سبحانک اللّٰھم الخ اور اعوذ باللہ الخ کے شروع نماز میں پڑھنے کی حکمت	۴۶
۱۱۴	بسم اللہ اور آیاتِ سورۂ فاتحہ کے اشارات کی تفصیل اور آمین کے معنی	۴۷
۱۱۸	فاتحہ کے ساتھ ضم سورہ کی حکمت	۴۸
۱۱۸	رکوع و قومہ اور جو کلمات اس وقت مشروع ہیں ان کی حکمت	۴۹
۱۱۹	سجدہ اور اس کے متعلقات کی حکمت	۵۰
۱۲۰	قعدۂ اخیر اور جن چیزوں پر وہ مشتمل ہے سب کی حکمت	۵۱
۱۲۲	نماز پنجگانہ کو اُن کے خاص خاص اوقات میں ادا کئے جانے کی حکمت	۵۲
۱۲۴	سنن اور تراویح کی حکمت	۵۳
	جماعت سے نماز پڑھنے اور جمعہ عیدین اور حج وغیرہ عبادتوں میں مجتمع ہونے کی حکمت	۵۴
۱۲۵	خطبہ کی حکمت	۵۵
۱۲۷	نماز کے فوائد اور جو لوگ اُس سے جی چراتے ہیں اور اُس کے فوائد سے محروم رہتے ہیں اُن کی تہدید اور اُن کے واہی تباہی عذروں کا معقول جواب	۵۶
۱۳۱	زکوٰۃ کے فرض ہونے کی حکمت اور یہ کہ زکوٰۃ نہ ادا کرنے کے لئے حیلہ بازیاں کرنا خدا کے پاس مقبول نہیں	۵۷
۱۳۲	روزہ کے فرض ہونے کی حکمت اور اسکے فوائد اور یہ کہ خدا نے مسلمانوں کے لئے سکے متحمل ہونے کی کیسی کچھ قوت دی ہے	۵۸
۱۳۳	روزہ کے نہ رکھنے والوں کی تہدید اور روزہ کے فوائد	۵۹
۱۳۴	حج کے فرض ہونے کی حکمت اور اس کے فائدے	۶۰

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۶۱	اس بات کا بیان کہ اعمالِ حج کے مقرر کرنے میں انسانی خیالات اور عادات کی جن کو وہ اپنے دنیاوی بادشاہوں کے ساتھ برتا کرتے ہیں بہت کچھ رعایت مدنظر رکھی گئی ہے اور احرام، طواف، سعی وغیرہ کی حکمتیں۔	۱۳۶
۶۲	کعبہ کا نام بیت اللہ اور حجر اسود کا نام یمین اللہ رکھے جانے کی حکمت اور نیز محظورات احرام اور تقبیل حجر کی حکمت۔	۱۳۸
۶۳	اعمالِ حج کے تعبدی ہونے کی حکمت اور نیز یہ کہ عبودیت خدا کے لئے ہی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے اشرف اوصاف میں عبودیت شمار ہوتی ہے اس کا مطلب۔	۱۴۱
۶۴	وادیٔ منیٰ میں اترنے، احرام کھولنے اور ایام عید کے وہاں گزارنے کی حکمت اور اس بات کا بیان کہ یہ سب کچھ بمنزلہ خداوندی ضیافت کے ہے	۱۴۲
۶۵	حقداروں کے حقوق کی حفاظت کے لئے جو قوانین شریعت میں ہیں اُن پر اس فرقہ کا مطلع ہو کر اُن کو اعلیٰ درجہ کا پانا	۱۴۵
۶۶	قوانینِ ازدواج اور اُن کا نہایت باقاعدہ ہونا اور بہت سے نقصانات کے دفع کرنے کے لئے طلاق کا جائز ہونا وغیرہ۔	۱۴۶
۶۷	عورتوں کے پردہ میں رہنے کی حکمت اور یہ کہ پردہ اُن کے حق میں ظلم نہیں بلکہ بدمعاشوں سے اُن کی حفاظت کا ذریعہ ہے۔	۱۴۷
۶۸	عورتوں کی بے پردگی اور اُن کے اجنبی مردوں سے میل جول کرنے کی خرابیاں	۱۴۸
۶۹	قوانینِ معاملات بیع اجارہ وغیرہ کا شریعتِ محمدیہ میں نہایت عدل کے موافق ہونا جس سے تنازعات کا بہت کچھ انسداد ہو سکتا ہے۔	۱۵۰
۷۰	حدود و قصاص وغیرہ کی حکمت	۱۵۱
۷۱	حد سرقہ اور اس کی حکمت	۱۵۱
۷۲	رجم محصن کی حکمت	۱۵۱
۷۳	جلد غیر محصن اور اس کے سو کوڑے ہونے کی حکمت	۱۵۲
۷۴	حد شرب خمر اور اس کے اسّی کوڑے ہونے کی حکمت	۱۵۳
۷۵	حد قذف اور اُس کے اسّی ہونے کی حکمت	۱۵۳

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
۱۵۴	شریعت محمدیہ شرائع سابقہ کے احکام کی جامع ہے اور اُس نے انسان کی ہر حالت کے مناسب آداب و قوانین مقرر کئے ہیں۔	۷۶
۱۵۴	انسان کی جملہ حالتوں کے موافق شریعت میں قواعد و آداب مقرر کئے گئے ہیں۔	۷۷
۱۵۵	شریعت کا سیاست مدن کے اعلیٰ قواعد پر مشتمل ہونا اور نیز اس کی بحث کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کا نفع خاص آپ کی ذات اور آپ کے کنبہ والوں تک ہی محدود نہیں بلکہ انکا نفع عام ہے	۷۸
۱۵۵	اس فرقہ کے لئے جو مالِ غنیمت میں سے قبل قسمت صفی کے لے لینے اور اُس کے فقراء کو دیدینے کی حکمت ظاہر ہوئی اس کا بیان اور نیز یہ امر کہ آپ نے اپنی وفات کے بعد کسی کو اپنا وارث نہیں بنایا اور نہ کسی کے لئے خلافت کی وصیت کی بلکہ یہ مسلمانوں کی رائے پر چھوڑ دیا۔	۷۹
۱۵۶	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اور تمام مسلمانوں کے اہل و عیال کے بارہ میں ہمیشہ مساوات مدنظر رکھی	۸۰
۱۵۷	تعداد ازدواج اور ان کا چار میں محصور ہونا اور رسول اللہ ﷺ کے لئے چار سے زیادہ نکاح جائز ہونے	۸۱
۱۵۷	کا راز اور ہر شخص کے لئے چار سے زائد بھی لونڈیاں رکھنے کی اجازت کی حکمت	
۱۵۷	عام امت کو چار سے زیادہ نکاح جائز نہیں	۸۲
۱۵۷	تعدد ازدواج کی حکمت	۸۳
۱۵۹	چار شادیوں کی اجازت کی حکمت	۸۴
۱۵۹	جو انصاف نہ کرسکے اُسے متعدد شادیوں کی اجازت نہیں	۸۵
۱۵۹	تسرّیہ بنانے کی حکمت	۸۶
۱۶۱	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج سے آپ کے بعد نکاح حرام ہونا اور اس کی حکمت	۸۷
۱۶۵	اس فرقہ نے تو اپنے بعد آنے والوں کے لئے استدلال کا بہت اچھا دروازہ کھول دیا خصوصاً جو زمانہ بعثت نبوی کی مدتوں کے بعد آنے والے ہیں اُن کے لئے یہ باب استدلال اور بھی وسیع ہو گیا کیونکہ اتنی مدت کے گزرنے کے بعد بھی آپ کی شریعت کے احکام باقاعدہ رہے اور مختل نہیں ہوئے۔	۸۸
۱۶۷	بعض لوگ جو شریعت کی حقیقت سے ناواقف ہیں اُن کے اس خیال کی غلطی کہ شریعت کے قوانین اس زمانہ کے موافق نہیں رہے اور اصل یہ ہے کہ دوسری قوموں کے قواعد یا تو ناقص ہیں یا اسی شریعت سے ماخوذ ہیں اور کم سے کم اتنا تو ضرور ہے کہ کوئی مفید قاعدہ ایسا نہیں کہ کہیں اور ہو اور شریعت اس سے خالی ہو۔	۸۹

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۹۰	جسے فلاحِ عام کے قوانین حاصل کرنا مقصود ہوں اُسے متبحر علماءِ شریعت کو اس امر کی تکلیف دینا چاہیئے	۱۶۸
۹۱	جو مسلمان قواعدِ شریعت کی پابندی نہیں کرتے اُن کی حالت سے شریعت پر اعتراض کرنا بڑی غلطی ہے۔	۱۶۹
۹۲	فساق کی مثال	۱۷۰
۹۳	اُن لوگوں کے حالات سے جن کو لوگ علماءِ دین شمار کرتے ہیں اور ان کی حالت خراب ہے شریعت پر اعتراض کرنا غلطی ہے اور علماءِ آخرت اور علماءِ سو میں فرق۔	۱۷۱
۹۴	علماءِ سو	۱۷۲
۹۵	عالموں کی صورت بنا کر کھانے کمانے والوں کے فریب سے بچانا۔	۱۷۳
۹۶	جاہل صوفیوں کی مذمت	۱۷۴
۹۷	سچے صوفیوں کے حالات	۱۷۵
۹۸	ساتویں فرقہ کا فرق سابقہ کے بالاتفاق رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی تصدیق کرنے سے آپ کے صدق پر استدلال	۱۷۶
۹۹	آٹھواں سائنٹیفک اور مادہ کا قدیم ماننے والا دہریہ فرقہ (زمانہ کی ضرورت کے موافق اس فرقہ سے طول طویل اور تفصیلی گفتگو کی گئی ہے)۔	۱۷۹
۱۰۰	اس فرقہ کے لئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات سے بحث کرنے کا کیا باعث ہوا اور اس فرقہ نے بڑی تفتیش کے بعد تمام لوگوں کے لئے رسول اللہؐ کے اتباع کرنے کا کیا صحیح سبب قرار دیا۔	۱۸۱
۱۰۱	اس فرقہ کا اس امر کو جان کر کہ ہم تمام چیزوں سے پورے پورے واقف نہیں اپنے جی کو سمجھانا اور اس بات کا قائل ہونا کہ اور حقائق بھی موجود ہو سکتے ہیں جن کا پتہ ہمیں اب تک نہیں لگا ہے۔	۱۸۷
۱۰۲	اس فرقہ کا اپنے اس دعوےٰ پر قائم نہ رہ سکنا کہ ہم بغیر حواس خمسہ کے ادراک کئے ہوئے کسی چیز کو نہیں مانتے اور حقائق کو دریافت کرنے سے اپنے قاصر ہونے کا اعتراف کرنا اور نیز یہ کہ ہمارے عالم کے علاوہ کسی دوسرے عالم کو نہ ماننا محض تخمینی بات ہے۔	۱۸۹
۱۰۳	اس فرقہ کا اندیشناک ہونا کہ شاید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دعوےٰ سچا ہی ہو اور پھر اپنی بدانجامی سے خوف کرکے اس بات کا قطعی فیصلہ کرنا کہ محمدؐ کے دعوےٰ کی اچھی طرح جانچ کرنا ہی ٹھیک ہے۔	۱۹۱
۱۰۴	شریعتِ محمدیہ کے عقائد پر اُن کا مطلع ہونا جن میں سے بعض انہیں اپنے علوم کے مخالف معلوم ہوتے ہیں اور جن کی وجہ سے قریب تھا کہ شریعت کے حال سے بحث کرنا چھوڑ دیں لیکن انہیں بحث کرنے کے بارے میں اپنا قطعی فیصلہ یاد آیا۔	۱۹۴

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
۱۹۸	اس فرقہ کا مسائل شریعت کے مذاکرہ کے لئے ایک شریعت دار عالم پر اعتماد کرنا کہ حق بات ظاہر ہوجائے۔	۱۰۵
۱۹۹	اُس عالم کا فلاسفہ جدید کے مذہب کا خلاصہ دریافت کرنا اور اُن کا بیان کرنا۔	۱۰۶
۲۰۰	مساوات، ارضیات، حیات، عقل، انسان وغیرہ کے بارہ میں فلاسفہ جدید کا خیال	۱۰۷
۲۰۴	محمدی عالم کا مادہ کے حدوث کو ثابت کرنے کے لئے تمہید بیان کرنا۔	۱۰۸
۲۰۵	ابطال مذہب فلاسفہ کی تمہید	۱۰۹
۲۰۶	ابطال مذہب فلاسفہ کیلئے اُنکے مسلمات سے تین قضیوں کو انتخاب کرنا اور مادہ کا قدم باطل کرنا	۱۱۰
۲۱۱	حدوث مادہ کی اول دلیل منطقی ہیئت پر	۱۱۱
۲۱۳	حدوث مادہ کی دوسری دلیل	۱۱۲
۲۱۵	حدوث مادہ کی دلیل ثانی منطقی ہیئت میں	۱۱۳
۲۱۵	دلیل اثبات آلہ کے مقدمات میں سے استحالہ ترجیح بلا مرجح کی توضیح	۱۱۴
۲۱۸	اثبات آلہ	۱۱۵
۲۱۹	بطلان دور	۱۱۶
۲۱۹	دور معیت جائز ہے	۱۱۷
۲۱۹	ابطال تسلسل	۱۱۸
۲۲۰	ابطال تسلسل کے مقدمات کا بیان	۱۱۹
۲۲۰	برہان تطبیق سے تسلسل کا بطلان ثابت کرنا	۱۲۰
۲۲۱	برہان سلمی سے بطلان تسلسل کا ثبوت،	۱۲۱
۲۲۳	خدا کا قدیم لذاتہ ہونا	۱۲۲
۲۲۴	خدا کا مرید اور مختار ہونا	۱۲۳
۲۲۵	خدا کے لئے کمال علم وقدرت ثابت کرنا	۱۲۴
۲۲۶	گھڑی کی مثال دے کر خدا کے علم وقدرت کو سمجھانا اور یہ ظاہر کرنا کہ حرکت اجزار مادہ کو انواع بننے کا سبب قرار دینا غلطی ہے۔	۱۲۵
۲۲۸	اہل سائنس کو یہ بتلانا کہ وہ اپنے اس قاعدہ پر کہ بغیر مشاہدہ ہم کچھ نہیں مانتے نہیں رہ سکتے اور اسکے چھوڑنے کی شہادتیں پیش کرنا اور ثابت کرنا کہ وہ عقلی استدلالات کے بغیر مانے نہیں رہ سکتے۔	۱۲۶

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۱۲۷	خدا کے ثابت ہو جانیکے بعد تنوعات عالم کی پیدائش کے لئے کسی دوسرے موجد کی ضرورت نہیں	۲۲۹
۱۲۸	ایک دخانی کل کی مثال دیکر ثابت کرنا کہ اہل سائنس کا مذہب تحقیق عالم کے بارہ میں محض لچر ہے۔	۲۳۰
۱۲۹	خدا کا علم ارادہ اور قوت ان میں ہر ایک کن کن اشیاء کے ساتھ متعلق ہو سکتا ہے	۲۳۱
۱۳۰	خدا کے ارادہ اور قدرت کا تعلق واجب اور محال کے ساتھ نہیں ہو سکتا	۲۳۲
۱۳۱	خدا ہر شے کو جانتا ہے خواہ وہ موجود ہو یا گذشتہ یا آئندہ۔	۲۳۳
۱۳۲	اثبات قضا و قدر اور ان کے معنی کی توضیح	۲۳۴
۱۳۳	انبیاء و اولیاء کی پیشنگوئی کی حقیقت	
۱۳۴	خدا زندہ ہے	۲۳۵
۱۳۵	خدا مادہ کے تمام خواص سے متبرا ہے	۲۳۵
۱۳۶	خدا مکان اور محل کا محتاج نہیں	۲۳۶
۱۳۷	خدا کے عرض نہ ہونے پر دوسری دلیل	۲۳۷
۱۳۸	خدا موجد کا محتاج نہیں	۲۳۷
۱۳۹	صفات خداوندی اور صفات انواع مادہ میں محض اسمی مشارکت ہے	۲۳۷
۱۴۰	فلاسفہ جدید کے مقابل میں وحدانیت کی دلیل بیان کرنے کی حاجت نہیں	۲۳۸
۱۴۱	مسلمانوں کے عقیدے بلا دلیل نہیں بلکہ یقینی دلیل پر مبنی ہیں اسلئے وحدانیت کی دلیل بھی ضرور ہے	۲۳۹
۱۴۲	وحدانیت کے منکر فرقوں کے لئے بھی دلیل وحدانیت کی ضرورت ہے۔	۲۳۹
۱۴۳	قرآن میں توحید کی عقلی برہانی اور اقناعی دونوں قسم کی دلیلیں موجود ہیں	۲۴۰
۱۴۴	وحدانیت کی عقلی دلیل	۲۴۱
۱۴۵	دلیل تمانع کی ایسی تقریر جس سے اس کا قطعی دلیل ہونا ثابت ہوتا ہے	۲۴۳
۱۴۶	خدا کیلئے سوائے صفات مذکورہ بالا کے دلیل اثبات کمالیہ کے اثبات کی تمہید	۲۴۵
۱۴۷	انسان کسی چیز کا خالق نہیں اور وہ کچھ نہیں پیدا کر سکتا۔	۲۴۵
۱۴۸	انسان جو کچھ تصرفات کرتا ہے وہ حقیقت میں مقرر کردہ قوانین قدرت کو مسلط کر دیتا ہے اور اس سے کام لیتا ہے خود مستقل طور پر کچھ نہیں کر سکتا۔	۲۴۶
۱۴۹	کوئی شے اپنے مثل یا اپنے سے اکمل کو نہیں بنا سکتی اور اس بات کا ثبوت کہ خدا کی تمام صفات کامل ہیں۔	۲۴۸
۱۵۰	خدا کا سمیع بصیر اور متکلم وغیرہ ہونا اور ان کے معنی کی تشریح اور خدا کے اور حوادثات کے صفات کے مابین کیا فرق ہے؟	۲۴۸
۱۵۱	خدا کے لئے شریعت محمدیہ نے کچھ ایسی صفات بھی بتلائی ہیں جن کا ثبوت یا عدم ثبوت محض عقل سے نہیں معلوم ہو سکتا۔	۲۵۰

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۱۵۲	صفاتِ خداوندی کے بارہ میں متشابہات کا حکم	۲۵۰
۱۵۳	خدا کے اسماء توصیفی ہیں اور اللہ علم ذات ہے	۲۵۱
۱۵۴	شریعتِ محمدیہ نے خدا کی عظمت اور اُس کے صفاتِ کمالیہ کے ساتھ موصوف ہونے پر عقلی قطعی اور اطمینان بخش دونوں قسم کی دلیلوں سے استدلال کرنے کا طریقہ بتلایا ہے	۲۵۲
۱۵۵	آثارِ خداوندی سے خداوندی صفات پر استدلال کرنے کے لئے مقدمہ بیان کرنا جس میں بتلایا گیا ہے کہ مادہ کی عام اور خاص صفات کی نسبت مسلمان کیا عقیدہ رکھتے ہیں اور اہلِ سائنس کے ساتھ کس میں موافق یا مخالف ہیں اور کیوں ؟	۲۵۳
۱۵۶	جسم کی کشش عام اور کشش اتصال اور مدافعت پر ایک محققانہ بحث	۲۵۴
۱۵۷	قوانینِ قدرت کا محض عادی اسباب ہونا اور سب کچھ حقیقت میں خدا ہی کے پیدا کرنے سے موجود ہونا	۲۵۸
۱۵۸	مسلمانوں کے اس اعتقاد کی کیا وجہ ہے کہ سوائے خدا کے کسی کو مؤثر حقیقی نہیں مانتے اور اس کا کافی ثبوت	۲۶۱
۱۵۹	خدا کے لئے سوائے صفات مذکورہ بالا کے دیگر صفاتِ کمالیہ کے اثبات کی تمہید	
۱۶۰	انسان کسی چیز کا خالق نہیں وہ کچھ بھی حالتوں میں ہوتا ہے جیسے کسی نبی کا معجزہ یا کسی ولی کی کرامت	۲۶۴
۱۶۱	علم ہیئت کی دلچسپ بحث اور عالم کواکب سے خدا کی عظمت و قدرت پر استدلال	۲۶۵
۱۶۲	علم کائنات جو یعنی بادل ہوا وغیرہ کی دلچسپ بحث اور عالم کائنات جو سے خدا کی عظمت و جبروت پر استدلال	۲۶۹
۱۶۳	روشنی کی حقیقت وغیرہ اور اس کے خواص پھر اُس کی تفسیر پر اعتراضات جس سے اہلِ سائنس کو مجبوراً کسی فاعل مختار خدا کا اقرار کرنا پڑتا ہے ۔	۲۷۱
۱۶۴	زمین کے جغرافیہ طبعی کی دلچسپ بحث	۲۷۲
۱۶۵	سمندر کے حالات اور اس سے خدا کی عظمت و جبروت پر استدلال	۲۷۳
۱۶۶	پہاڑوں کا دلچسپ بیان اور قدرتِ خدا کا اظہار	۲۷۴
۱۶۷	سبزہ زاروں اور وادیوں کی کیفیت	۲۷۵
۱۶۸	جاوا کے وادی موت کا بیان	۲۷۶
۱۶۹	کھو اور غاروں کا بیان	۲۷۶
۱۷۰	نرم زمین کا بیان جس میں طرح طرح کی نباتات پیدا ہوتی ہیں ۔	۲۷۷
۱۷۱	معادن کا بیان اور خداوندی قدرت کا اظہار	۲۷۸
۱۷۲	مقناطیس کے خواص اور اہلِ سائنس نے جو اُنکی وجہ بیان کی ہے سپر جان نے نہایت سخت اشکال وارد کر کے انکا ناقابلِ تسلیم کرنا اور آخرکار خدا کی عظمت اور قدرت پر نہایت واضح استدلال	۲۷۹

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۱۷۳	علم نباتات کی کسی قدر تفصیلی اور نہایت دلچسپ بحث اور نباتی دنیا سے خدا کے صفاتِ کمالیہ پر نہایت واضح استدلال	۲۸۲
۱۷۴	شکاری نبات کا ذکر	۲۸۳
۱۷۵	ہوائی نبات کا ذکر	۲۸۴
۱۷۶	انسانی شکل رکھنے والی نبات	۲۸۴
۱۷۷	چڑیا کی صورت رکھنے والی نبات کا تعجب خیز بیان جسکا مصنف حمیدیہ نے خود مشاہدہ کیا	۲۸۴
۱۷۸	حسّاس اور متحرک نبات	۲۸۵
۱۷۹	نباتی گھڑی یعنی ایک نبات کا ذکر جسکی پتیاں ہر منٹ میں ساٹھ حرکت کرتی ہیں۔	۲۸۶
۱۸۰	سورج مکھی کا عجیب وغریب پھول	۲۸۶
۱۸۱	ان نباتات کا بیان جو بذریعہ خوردبین کے دریافت ہوئیں۔	۲۸۸
۱۸۲	نباتی دنیا سے خدا کے صفاتِ کمالیہ پر استدلال	۲۹۱
۱۸۳	روٹی کا درخت	۲۹۱
۱۸۴	دودھ کا درخت	۲۹۲
۱۸۵	بالائی کا درخت	۲۹۲
۱۸۶	علم نباتات کے جاننے والے خداوندی عظمت و قدرت پر استدلال کرنے کے سب سے زیادہ مستحق ہیں۔	۲۹۳
۱۸۷	علم حیوانات کا بیان اور حیوانی عجائب و غرائب سے خداوندی عظمت و قدرت پر استدلال	۲۹۴
۱۸۸	جو حیوان خوردبین سے نظر آتے ہیں ان کا بیان	۲۹۶
۱۸۹	جانوروں کی عمروں کے اختلاف اور توالد وتناسل کی تشریح۔	۲۹۷
۱۹۰	چیتے کے منقش ہوجانے کی عجیب وجہ	۳۰۴
۱۹۱	ہیڈرا جانور کا ذکر جو کاٹ ڈالنے کے بعد بھی نہیں مرتا بلکہ اُسکے ٹکڑے پورے جانور بن جاتے ہیں	۳۰۶
۱۹۲	ساری بحث گذشتہ کا خلاصہ یعنی خدا پر کوئی قانون حاکم نہیں وہ فاعل مختار ہے۔	۳۰۶
۱۹۳	اناٹمی اور فزیالوجی یعنی علم تشریح اور علم افعال افعال الاعضاء کے موافق حواس خمسہ میں سے آنکھ کی تشریح اور پھر خداوندی حکمت اور قدرت پر استدلال۔	۳۰۷
۱۹۴	بصر اور اُس کے طبقات و رطوبات وغیرہ کی تشریح اور روشنی کے خواص۔	۳۰۸
۱۹۵	دیکھنے کی کیفیت کی تشریح	۳۱۰
۱۹۶	دیکھنے میں خطا لوفی کیونکر اُٹھ گئی ؟	۳۱۳
۱۹۷	روشنی کے خواص کے موافق ہم کو چیزیں الٹی نظر آنی چاہئیں۔	۳۱۴
۱۹۸	اشیاء کی سیدھی نظر آنیکی قرینِ قیاس وجہ	۳۱۴
۱۹۹	آنکھ اور دیکھنے کی کیفیت سے خدا پر استدلال اور یہ کہ دماغ کے ادراک کرنیکی حقیقت کے بیان کرنے سے اہلِ سائنس عاجز ہیں اور مادہ یا اس کی اضطراری حرکت وغیرہ کا انتظام رویت کے لئے محض ناکافی ہونا۔	۳۱۶
۲۰۰	مژگان اور ابرو سے کیا فائدہ ہے ؟	۳۱۷

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۲۰۱	قناۃ دمعیہ کے بننے کے لئے مادہ کی غیر ارادی حرکت وغیرہ کافی نہیں اور پھر قدرت خدا پر استدلال	۲۲۰
۲۰۲	بینائی کے اجمالی طور پر منافع	۲۲۰
۲۰۳	محض خدا کے رویت پیدا کرنے سے ہمیں نظر آتا ہے اور بصر کے متعلق تمام قوانین قدرت عادی شرائط میں کوئی قانون مؤثر بالذات نہیں اور اس کے ثبوت میں ایک امریکہ کے واقعہ کا ذکر	۲۲۱
۲۰۴	جسم حیوانی جن اعضاء پر مشتمل ہے اور جو اُن کے افعال ہیں اُن کا اجمالی بیان اور خدا تعالےٰ کی حکمت کا اظہار	۲۲۳
۲۰۵	علوم کائنات جاننے والے خدا کے وجود پر اس کی ذی قدرت ذی حکمت ہونے پر اس طرح اور اوصاف پر استدلال کرنیکے زیادہ مستحق ہیں ۔	۲۲۴
۲۰۶	کالجوں میں جن میں کہ سائنس اور طبیعات وغیرہ علوم کائنات پڑھائے جاتے ہیں تعلیم پانے والوں کے عقائد بجائے قوت ایمان کے فاسد کیوں ہوتے ہیں اور اس کی اصلاح کی کیا تدبیر ہے ؟	۲۲۴
۲۰۷	قانونِ قدرت کے معنی ایک مثال میں سمجھانا ۔	۲۲۸
۲۰۸	روح، حیات، عقل وغیرہ کے مباحث میں خالق کائنات کے وجود پر نہایت ہی قوی دلائل موجود ہیں اور انسانی عقل انکی حقیقت کے سمجھنے سے عاجز ہے اور اس کا راز	۲۳۲
۲۰۹	اہلِ سائنس کو اس بات سے متنبہ کرنا کہ اُنکے عقائد کا نتیجہ نہایت ہی خطرناک ہے ۔	۲۳۴
۲۱۰	اہلِ اسلام اور اہلِ سائنس کی حالت کو ایسے دو شخصوں کی مثال فرض کر کے دکھلانا جو ایک قصر میں داخل ہوئے اور ہر ایک نے جداگانہ رائے قائم کر لی ۔	۲۳۴
۲۱۱	ذاتِ خداوندی اور تمام عالم کو اُس کا عدم محض سے پیدا کر دینا اور اُس کی مخلوقات میں اس کا حکم جاری ہونا وغیرہ جو امور پہلے ثابت کئے گئے اہلِ سائنس کے اُن پر اعتراضات اور اُن کے معقول جوابات ۔	۲۳۹
۲۱۲	اہلِ سائنس کی کتب میں بکثرت ایسی اشیاء کے مذکور ہونے سے جن کی حقیقت نامعلوم ہے اُن کے ادراکِ حقیقت سے قاصر و عاجز ہونے پر استدلال ۔	۲۴۱
۲۱۳	اہلِ سائنس کا مادہ کی حقیقت کافی طور پر نہ بتلا سکنا اور نیز حواسِ خمسہ سے ادراک کرنیکی جو حقیقت ہے اُس سے ناواقف ہونا ۔	۲۴۲
۲۱۴	حیات اور عقل کی حقیقت سمجھنے سے اہلِ سائنس کا عاجز رہنا ۔	۲۴۳

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۲۱۵	روشنی کے قوانین کے موافق ہم کو اشیاء معکوس نظر آنی چاہئیں لیکن پھر بھی سیدھی دکھائی دیتی ہیں اور اس کی کوئی قطعی وجہ اہلِ سائنس نہیں بیان کر سکتے۔	۲۴۳
۲۱۶	یہ کہنا غلط ہے کہ ایمان علم نہیں ہے کیونکہ ایمان تو اعلیٰ درجہ (یقین) کا نام ہے۔ خدا کی عظمت کے مقابل میں انسان کی ایسی ہی مثال ہے جیسے ہمارے مقابل میں خوردبین سے پانی میں نظر آنے والے کیڑوں کی۔	۲۵۲ ۲۵۴
۲۱۷	اہلِ سائنس کی مثال معتزلہ کی سی ہے	۲۵۶
۲۱۸	اسلامی عالم کا اہلِ سائنس کے مذہب میں سے چار مسئلوں کو اُن پر گفتگو کرنے کے لئے انتخاب کرنا۔	۲۵۸
۲۱۹	اہلِ سائنس کے مذہب پر گفتگو کرنے کے لئے دو مقدمے بیان کرنا۔	۲۶۰
۲۲۰	پہلا مقدمہ اس امر کے بیان میں کہ اہلِ اسلام متواتر اور مشہور نصوص پر اعتقاد کے بارہ میں اعتماد کرتے ہیں اور نیز یہ کہ کس قسم کی نصوص پر بلا تاویل اعتقاد کرنا فرض ہے اور کس قسم میں دلیل عقلی کی موافقت کے لئے تاویل کرنا جائز ہے۔	۲۶۰
۲۲۱	حتی اذا بلغ مغرب الشمس وجدہا تغرب فی عین حمئۃ کی تاویل بوجہ اسکے کہ اُسکے ظاہری معنی عقلی قطعی دلیل کے معارض ہیں۔	۲۶۳
۲۲۲	دوسرا مقدمہ جس میں یہ بیان ہے کہ شرائع کا مقصود خلق کو خدا کی جانب رہنمائی کرنا ہے۔ علوم طبعیہ کا بیان کرنا اُن کے مقاصد میں داخل نہیں ہاں صرف ایسے امور بیان کر دیئے جاتے ہیں جن سے صانع عالم پر استدلال ہو سکتا ہے۔	۲۶۵
۲۲۳	تحقیق عالم کے بارہ میں جو نصوص شرعیہ وارد ہیں اُن کا بیان اور نیز یہ کہ علماء نے اُن کے کیا معانی بیان کئے ہیں اور کس قدر اعتقاد کافی ہے؟	۲۶۶
۲۲۴	علوم طبعیہ میں کائنات کے بننے کے بارہ میں جو کچھ کہا گیا ہے محض تخمینی ہے لہٰذا اہلِ اسلام جب تک قطعی دلیلیں اُس پر قائم نہ ہو جائیں اُنہیں نہیں مان سکتے۔ ہاں اگر قطعیت ثابت ہو جائے تو اس وقت بے شک اگر کہیں ان کی نصوص سے مخالفت ہو گی تو تاویل کر کے تطبیق دیں گے	۲۷۱
۲۲۵	اہلِ سائنس اگر اسلامی دین کے معتقد ہو جائیں تو وہ عالم کے پیدا ہونے کی کیفیت اپنے خیال کے موافق اسلامی طرز پر بھی بیان کر سکتے ہیں اگرچہ وہ صرف بعض علماء ہی کے قول کے موافق ہو اور اتنا بھی اُن کی نجات کے لئے کافی ہو سکتا ہے۔	۲۷۴

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۲۲۶	اُن نصوص کا بیان جن سے بظاہر نوع انسانی کا بطریق خلق کے مستقل طور پر پیدا ہونا معلوم ہوتا ہے اور اہلِ اسلام کو اُن نصوص کی تاویل کرنا ضروری نہیں جب تک کہ طریق نشو پر قطعی دلائل نہ قائم ہو جائیں ۔	۳۷۹
۲۲۷	اگر اہلِ سائنس اسلام قبول کرلیں اور ان کے پاس طریق نشو پر قطعی دلیل قائم ہو جائے تو نصوص مذکورہ کو طریق نشو پر منطبق کر سکتے ہیں اور اگر وہ اُس مقام کے بارہ میں جہاں کہ آدم علیہ السلام کی پیدائش ہوئی اور جہاں کہ وہ مع اپنی زوجہ کے رہے علماء اسلام میں سے بعض کے قول پر اعتماد کرلیں جب بھی اسلامی دین سے خارج نہ ہوں گے ۔	۳۸۲
۲۲۸	ظنی دلیلوں کی وجہ سے نصوص شرعیہ میں تاویل جائز نہیں ورنہ دین کھیل ہو جائے گا ۔	۳۸۵
۲۲۹	جو دلائل اہلِ سائنس نے طریق نشو پر قائم کی ہیں وہ ظنی ہیں اور ان کی مشہور دلیلوں کا بیان کرکے اُن کی منصفانہ جانچ	۳۸۷
۲۳۰	ادنیٰ درجہ کی نوع کا اعلیٰ درجہ کی نوع کی جانب ترقی کرنا چار قدرتی قوانین کے موافق ہے اور اُن کا بیان ۔	۳۹۰
۲۳۱	بعض حیوانات میں اعضا کے غیر مکمل نشانات پائے جانے سے طریقہ نشو پر استدلال نہیں ہو سکتا ۔	۳۹۱
۲۳۲	علم جیالوجی سے بھی طریق نشو پر استدلال نہیں ہو سکتا ہے ۔	
۲۳۳	چاروں قوانین قدرت طریق خلق پر بھی منطبق ہو سکتے ہیں اور نیز باہم تباینات کے پیدا کئے جانے کی حکمت ۔	۳۹۶
۲۳۴	قانون تباینات پر ایک منصفانہ بحث اور اُس پر مذہب نشو کا مبنی نہ ہو سکنا ۔	۳۹۹
۲۳۵	قانون انتخاب طبعی سے مذہب نشو لازمی نتیجہ نہیں نکلتا ۔	۴۰۲
۲۳۶	انسان کا بندر سے ترقی کرکے بن جانا ایک لچر خیال ہے اور اس کے خلاف ایک عقلی دلیل موجود ہے ۔	۴۰۳
۲۳۷	حیات اور عقل کے بارے میں شریعت میں جو وارد ہوا ہے اُس میں اور اہلِ سائنس کے قول کے مابین تطبیق دینا	۴۰۷
۲۳۸	عقل کی تقسیم عزیزی اور عقل مکتسب کی طرف ۔	۴۰۸
۲۳۹	اُن باقی شرعی مسائل کا بیان جن سے اہلِ سائنس انکار کرتے ہیں یعنی آسمان، عرش، کرسی، لوح، قلم وغیرہ حالانکہ عقل اور تحقیقات فلکی کے خلاف نہیں اور مسلمان ان کو کیوں مانتے ہیں ؟	۴۱۰
۲۴۰	فرشتوں اور جنوں کا موجود ہونا اور اُن کا شکل بدل لینے پر قادر ہونا اور نظر نہ آنا عقل کے خلاف نہیں اور طبیعات میں سے اُس کے نظائر پیش کرنا ۔	۴۱۴

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۲۴۱	روح کا موجود ہونا، قیامت کا قائم ہونا، جنت و دوزخ میں داخل ہونا وغیرہ عقل کے خلاف نہیں ۔	۴۱۹
۲۴۲	تمام عالم کے فنا ہو جانے کے متعلق ایک مضمون ۔	۴۲۱
۲۴۳	مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونا اور اُس کی نسبت مسلمان کیا اعتقاد کرتے ہیں اور اُن اعتراضات کا جواب جو فلاسفہ وارد کرتے ہیں ۔	۴۲۶
۲۴۴	انسان کے دو قسم کے اجزاء ہوتے ہیں اصلیہ و فضلیہ اور مرنے کے بعد زندہ ہونے کی اس بنا پر توجیہ ۔	۴۲۸
۲۴۵	امام رازی کا اس بات پر استدلال کہ انسان بدن کا نام نہیں کچھ اور شئے ہے اور اس کا مقر قلب ہے ۔	۴۲۹
۲۴۶	جس آیت میں اولادِ آدمؑ سے عہد لینے کا ذکر ہے اُس کی تفسیر و توجیہ اور علم فزیالوجی وغیرہ کے موافق اس کا ثبوت ۔	۴۳۱
۲۴۷	اہلِ سائنس کے علوم کے موافق بعث اور نشر کی تقریر اور علم فزیالوجی کی عبارات سے اُس کا قریب الفہم ثابت کرنا ۔	۴۳۴

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۲۴۸	روح کی مثال مقناطیس کی سی ہے جب کسی بدن سے متعلق ہوتی ہے تو وہ زندہ ہو جاتا ہے، جیسے کہ مقناطیس جب فولاد سے متصل ہوتا ہے تو اُس میں بھی قوت کشش آ جاتی ہے ۔	۴۳۵
۲۴۹	خلاصہ اُس تقریر کا جو انسان کے دوبارہ زندہ کئے جانیکے بارے میں مذکور ہوئی ۔	۴۴۲
۲۵۰	بعث و نشر وغیرہ کا اجمالی اعتقاد جس قدر کہ نصوص سے معلوم ہوتا ہے نجات کے لئے کافی ہے اور تفصیل محض اس غرض سے کی جاتی ہے کہ لوگ ان امور کو محال نہ سمجھیں اور اور جو شبہات اُنہیں پیدا ہوتے تھے دفع ہو جائیں ۔	۴۴۳
۲۵۱	بعث و نشر کے واقع ہونے پر عقلی دلائل جو ہر منصف کے لئے اطمینان بخش ہیں ۔	۴۴۵
۲۵۲	قیامت کی اوّل دلیل	۴۴۶
۲۵۳	قیامت کی دوسری دلیل	۴۴۷
۲۵۴	حشر کی تیسری دلیل	۴۴۷
۲۵۵	حشر کی چوتھی دلیل	۴۴۸
۲۵۶	حشر کی پانچویں دلیل	۴۴۸
۲۵۷	اس بات کا بیان کہ انکار بعث کے بارہ میں اہلِ سائنس کا خیال اتنا بڑا اشتر ہے کہ جس کے برابر کوئی دوسرا اشتر نہیں ہے	۴۴۹

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۲۵۸	آسمان سے پانی کے نازل ہونے کا مسئلہ اور قوانینِ عقلی پر اس کی تطبیق	۴۵۲
۲۵۹	اہلِ سائنس کو چاہیئے کہ جو شرعی امور اُن کو عقلی قواعد کے خلاف معلوم ہوں وہ علماء واقف کار پر پیش کر کے اُن کی توجیہ دریافت کریں اور ناواقفوں سے بچتے رہیں۔	۴۵۴
۲۶۰	اس بات کا بیان کہ مؤلف حمیدیہ نے بعض ناواقفوں کو یہ کہتے سنا ہے کہ امریکہ کا وجود اسلامی دین کے موافق نہیں مانا جا سکتا۔ کیونکہ اس سے زمین کی کرویت لازم آتی ہے اور اس بات کا بیان کہ زمین کی کرویت بلا مخالفت اسلامی دین کے مانی جا سکتی ہے۔	۴۵۵
۲۶۱	اہلِ سائنس کو اسلامی دین کی حقانیت پر اطمینان ہو جانا اور اسلام قبول کر لینا	۴۵۶
۲۶۲	اُس فرقہ کا ذکر جس کو باوجودیکہ دلائل کی وجہ سے اسلام کی حقانیت کا یقین ہو گیا تھا۔ پھر بھی اُسے اپنی کسرِ شان سمجھ کر اسلام کا اقرار کرنے سے عار آیا اور پھر تمام سابق الذکر فرقوں کے دلائل میں اُس کا شبہے نکالنا اور اُن فرقوں کا جواب دینا۔	۴۵۸
۲۶۳	اُس فرقہ پر جس نے قرآن کے مقابلہ سے عاجز آکر محمدؐ کے رسول ہونے کی تصدیق کی تھی اُن کا شبہات وارد کرنا اور اس فرقہ کا جواب دینا	۴۵۹
۲۶۴	اُن کا اس فرقہ پر شبہ وارد کرنا جس نے قرآن کو صفاتِ فاضلہ پر مشتمل پا کر شریعت کے منتظم اور باقاعدہ ہونے کی وجہ سے تصدیق کی تھی اور اُس فرقہ کا جواب دینا اور حضرتؐ کے اُمّی ہونے کا ثبوت اور آپؐ کو جو کسی دوسرے سے سیکھ لینے کی تہمت لگائی جاتی ہے اس کو دفع کرنا	۴۶۲
۲۶۵	ان لوگوں کا اس فرقہ پر شبہات وارد کرنا جس نے سابق کے تینوں فرقوں کی حالت دیکھ کر تصدیق کر لی تھی اور اس فرقہ کا اُن کو جواب دینا۔	۴۶۹
۲۶۶	اُن لوگوں کا اُس فرقہ پر شبہات وارد کرنا جس نے معجزات اور خوارق عادات دیکھ کر تصدیق کی تھی اور اُس فرقہ کا جواب دینا اور آپؐ کی نسبت ساحر ہونے کے احتمال کو ردّ کرنا۔	۴۷۲
۲۶۷	اُن لوگوں کا اُس فرقہ کے پاس آکر شبہات وارد کرنا جس نے انبیاء سابقین اور کتب سابقہ کی بتلائی ہوئی علامتوں کے آپؐ پر منطبق ہو جانے سے آپؐ کی رسالت پر استدلال کیا اور اس فرقہ کا اُن کو جواب دینا	۴۷۵

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۲۶۸	اُن لوگوں کا اُس فرقہ کے پاس آکر شبہات وارد کرنا جس نے ادلہ سابقہ کے آپ کے صدق پر متفق ہو جانے سے استدلال کیا اور اس فرقہ کا اُن کو جواب دینا اور نیز اس امر کا بیان کہ مجموعہ کا حکم اپنے افراد کے علاوہ ایک خاص حکم بھی ہوتا ہے ۔	۴۷۴
۲۶۹	پھر اُن لوگوں کا اہلِ سائنس اور مادہ کے قدیم ماننے والے فرشتہ پر شبہات وارد کرنا جس نے بڑی بحث و تدقیق کے بعد آپ کی تصدیق کی تھی اور پھر اُس فرقہ کا اُن کو جواب دینا ۔	۴۸۱
۲۷۰	ایک محض ناسمجھ فرقہ کا بیان جس نے دلائل کا کچھ بیان نہ کیا اور برابر تکذیب کرتا رہا اور اس فرقہ کا معذور نہ ہونا جیسا کہ وہ شخص معذور نہیں سمجھا جائیگا جو شرعی احکام سیکھنے سے غفلت کرے ۔	۴۸۴
۲۷۱	اس پست خیال فرقہ کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا برابر نصیحت کرتے رہنا اور اُن کیلئے دلائل قائم کیا کرنا اور پھر اُن کے ہدایت پر آنے سے مایوس ہو جانا اور انکی ایذا رسانی سے تنگ آنیکے بعد جہاد کا مشروع کیا جانا اور اس کا ثبوت کہ شریعتِ محمدیہ کا جہاد سراسر انصاف اور آسانیوں پر مبنی ہے جو شرائع سابقہ میں نہ تھیں ۔	۴۸۷
۲۷۲	خدا کی عادت ہے کہ گناہگاروں اور کفار کو مغلوب کرتا ہے اور اُن کو دُنیا و آخرت میں مختلف سزائیں دیتا ہے تو پھر جہاد کے شروع ہونے سے بھی کوئی امر مانع نہیں ہے ۔	۴۹۳
۲۷۳	بعضوں کا گمان کہ اسلام تلوار سے قائم ہُوا ہے اس کا رد اور اس بات کا ثبوت کہ جہاد سے پہلے ہی بکثرت لوگ اسلام لا چکے تھے ۔	۴۹۵
۲۷۴	بعض لوگوں کا غلامی کو بُرا سمجھنا اور اس کا رد کہ شریعت میں جس غلامی کی اجازت ہے وہ مستحسن ہے بلکہ کبھی غلام کیلئے نفع کا باعث ہوتی ہے اور غلام کے مولیٰ پر حقوق	۴۹۹
۲۷۵	شریعت کی وصیتیں جو غلام کے ساتھ سلوک کرنے اور گذران میں مساوات کے لحاظ رکھنے کے بارہ میں کی گئی ہے اور آزاد کرنیکی ترغیب اور آزادی کے وسائل جو شریعت نے مقرر کئے اور نیز غلام کا اپنے مولیٰ کے ساتھ نسبت کی طرح رشتہ قائم ہو جانا وغیرہ ۔	۵۰۱
۲۷۶	وہ ذرائع جو شریعت نے غلاموں کی آزادی کے لئے مشروع کئے ہیں ۔	۵۰۵
۲۷۷	غلاموں کو بدولت غلامی کے بسا اوقات اس قدر نعمت مل جاتی ہے جو بلا غلامی نہ مل سکتی تھی اور اہلِ اسلام کا غلاموں کے ساتھ سلوک ۔	۵۰۹

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۲۷۸	غلاموں کے ساتھ بعض لوگوں کے سنگدلی سے پیش آنے کی وجہ سے شریعت پہ اعتراض اور اس کا جواب اور اس طریق کا نادر الوجود ہونا اور نیز یہ کہ غیر ممالک میں غلاموں پہ زیادہ سختی کی جاتی ہے جن کا اسلامی ممالک میں نشان بھی نہیں ۔	۵۱۰
۲۷۹	عہد عتیق و عہد جدید کی نصوص سے غلامی کا ثبوت	۵۱۱
۲۸۰	شریعت کا اہلِ ذمہ کے ساتھ معاملہ اور اُن رعائتوں کا بیان جو اُن کے ساتھ کی جاتی ہیں ۔	۵۱۵
۲۸۱	جو لوگ تکذیب پر مصر رہے اور قلعہ بند ہو گئے اُن کا حکم اور نیز منافقوں کا حکم اور اُن کی قسمیں اور علامات ۔	۵۱۷
۲۸۲	دینِ اسلام کے مکمل ہو جانے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دار البقا کی جانب انتقال فرمانا اور اُس کی حکمت ۔	۵۱۸
۲۸۳	خاتمہ اس بات کے بیان میں کہ اسلام کا ماخذ قرآن و حدیث اور اجماع امت اور اجتہاد ہے اور اجتہاد مطلق کی شرطیں ۔	۵۱۹
۲۸۴	دین اسلام کا فروع کے اعتبار سے مختلف مذاہب رکھنا اور سوائے چار مذہب کے اور مذاہب کا باقی نہ رہنا اور یہ کہ آپس میں مسلمانوں ان چاروں مذہب والوں کو حق پر سمجھتے ہیں ۔	۵۲۴
۲۸۵	علماء حنفیہ کا چوتھی صدی کے بعد سے باب اجتہاد کے مسدود ہو جانے کا قائل ہو جانا اور اس قول کے صحیح اور عین حکمت ہونے کا ثبوت ۔	۵۲۸
۲۸۶	علامہ ابن الحاج کے کلام کو چوتھی صدی کے بعد سے باب اجتہاد کے مسدود ہو جانے کی تائید میں نقل کرنا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول سے قرون ثلثہ کی فضیلت ثابت ہونا ۔	۵۳۱
۲۸۷	بعض ناواقفوں کا نام کے علماء ہیں یہ کہنا کہ صرف قرآن کو لینا ہمارے لئے بہتر ہے اور احادیث کے ساتھ تمسک کرنے کی کوئی ضرورت نہیں اور اُن کے اس شبہ کا ردّ ۔	۵۳۷
۲۸۸	اس بات پر تنبیہ کہ ناظرین رسالہ ہذا کو اگر کوئی امر بادی النظر میں غلط معلوم ہوتا ہو تو اُس کی تغلیط میں عجلت نہ کریں بلکہ سیاق و سباق اور نیز اس امر کو دیکھ لیں کہ یہ رسالہ کیوں لکھا گیا ہے اور مؤلف کتاب کا اپنے عقائد کی تصریح کرنا ۔	۵۴۶
۲۸۹	ترجمہ خاتمۂ کتاب مصنف علام	۵۵۰
۲۹۰	خاتمہ از مترجم	۵۵۱
۲۹۱	تعدد ازدواج، پردہ، طلاق کے بارہ میں ایک رسالہ	۵۵۲

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

التماسِ مترجم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین۔

آج کل کا زمانہ بھی عجب زمانہ ہے کہنے کو تو کون سی شئے ہے جس میں موجودہ زمانے میں ترقی نہیں ہوئی جو باتیں متقدمین کے کبھی خواب وخیال میں بھی نہ گزری ہوں گی وہ آج کل آنکھوں سے نظر آتی ہیں۔ علم کائنات کی جو شاخ لیجئے اس کی تحقیقات کا پایہ بہت ہی بلند نظر آئے گا۔ صنعت میں وہ وہ ایجادیں ہوئیں کہ جن سے عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ صناعان چین کی صناعیاں جو کسی زمانہ میں ضرب المثل تھیں اب گرد نظر آتی ہیں۔ علم الافلاک کو دیکھئے تو بہت سے نئے سیاروں وستاروں کا ذخیرہ نظر سے گزرے گا جو قدماء کے زمانے میں موجود نہ تھا۔ خلاصہ یہ کہ ہر شئے ترقی کا دم بھرتی ہے۔ لیکن اگر بنظر تعمق دیکھا جائے تو جس قدر اور علوم وفنون میں ترقی ہوئی ہے اسی قدر اخلاقی اور مذہبی پہلو انحطاط کی جانب گرتا چلا گیا ہے۔ سائنٹیفک دنیا میں یورپ کے لوگ سب سے زیادہ مہذب مانے جاتے ہیں لیکن اخلاقی جرائم کا جس قدر یورپ کے لوگ حصہ لیتے ہیں شاید دوسرے ممالک میں اس کی نظیر مشکل سے ملے گی جس کا ادنیٰ ثبوت یہ ہے کہ یورپ کے بچوں کی تعداد کے پورا کرنے میں ایسے بہت سے بچے شامل ہوتے ہیں جن کے باپ کا پتہ نہیں اس کو بھی جانے دیجئے شراب خوری کیا کم ہے جس کو تمام اخلاقی برائیوں کی جڑ کہنا کچھ مبالغہ نہیں۔ چنانچہ اسی واسطے اس کو ام الخبائث کا لقب دیا گیا ہے۔ خلاصہ یہ کہ نئی تہذیب کا جس قدر زیادہ حصہ کسی ملک نے لیا ہے اُسی قدر اس میں اخلاقی برائیاں زیادہ شائع ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہی حالت کیا اسلام اور کیا دیگر مذاہب جنہوں نے تہذیب اخلاق کا ذمہ لیا ہے سب پر قریب قریب صادق آتی ہے کوئی مذہب والا یہ نہیں کہہ سکتا کہ ہمارے مذہب کی آب و تاب کا پایہ بلند ہے۔ بظاہر اگر آپ کوئی ایسا مذہب انتخاب کریں گے تو شاید عیسائیت کا نام لیں گے لیکن اگر آپ عیسائیوں کے خیالات ٹٹولیں گے تو جن کو عہد عتیق و عہد جدید کے موافق عیسائی کہا جا سکے ایسے لوگوں کی بہت ہی کم تعداد ملے گی جدید سائنس کی بدولت بہت کچھ دہریت کا حصّہ آپ ان کے خیالات میں شامل پائیں گے۔ سائنس کے مقابلہ میں موجودہ مذاہب میں سے بہتیرے تو ٹھہر ہی نہیں سکتے اور اگر کوئی مذہب ٹھہر سکتا ہے تو وہ یا تو اسلام ہوگا یا وہ مذہب جس میں اسی کے قریب قریب باتیں مانی جاتی ہیں بلکہ یہ کہنا بھی بیجا نہیں کہ دنیا بھر میں ایک مذہب اسلام ہی ایسا مذہب ہے جو سائنس کے ہم پہلو ہو کر چل سکتا ہے۔ چنانچہ دہریت کا خراب اثر جتنا کہ دیگر مذاہب پر پڑا اس قدر اسلام پر نہیں پڑا اور جس قدر کہ بظاہر معلوم ہوتا ہے اس کی وجہ یہ نہیں کہ اسلام میں محقق سائنٹفک اصول کے خلاف کوئی بات مانی جاتی ہے بلکہ اس کی صرف یہ وجہ ہوئی کہ مسلمانوں میں سے جن لوگوں نے علوم کائنات اور فلسفہ جدیدہ کو حاصل کیا ان میں اکثر ایسے اشخاص شامل ہوئے جو اپنے مذہب سے بالکل ناواقف تھے یا وہ اس قدر واقفیت نہ رکھتے تھے جو اسلام اور سائنس کو پہلو بہ پہلو لے چلنے کے لئے کافی ہوتی۔ چنانچہ یہی وجہ ہے کہ اکثر تعلیم یافتہ اشخاص اس بلا میں پھنس کر عجب مخمصہ میں گرفتار ہو گئے۔ بعضوں نے تو یہ کہہ کر اپنا جی سمجھا لیا کہ مذہب کو سائنس سے کوئی علاقہ نہیں اور بعضوں نے اپنے سچے مذہب کے مقابلے میں سائنس کی اس قدر حد سے زیادہ وقعت کی کہ انہوں نے اسلام کے وہ مسلم الثبوت مسائل جو بانی اسلام کے زمانے سے لے کر آج تک اسلامی دنیا میں برابر مانے گئے تھے اور عقلاً و نقلاً مدلل ہو چکے اُن کا انکار کر دیا اور اس کا باعث صرف یہ ہوا کہ جدید فلسفہ کی مزاولت کی وجہ سے اسلامی صحیح مسئلہ کو اسلامی لباس میں نہ پہچان سکے اور اسی بنا پر انہیں سائنٹیفک اصول کے وہ خلاف معلوم ہوا ورنہ اگر کوئی جامع شخص وہ مسئلہ ان کو سائنٹیفک لباس پہنا کر دکھاتا تو بے دھڑک اس پر ایمان لے آتے۔ بس اسی دقت کے رفع کرنے کے لئے بہت سخت ضرورت تھی کہ کوئی ایسا شخص ہو جو ہمارے تعلیم یافتہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھائیوں کو اسلامی مسائل سائنٹیفک لباس میں دکھا سکے۔ چنانچہ خدا تعالے نے اس کا غیب سے سامان کر دیا اور مولانا حسین آفندی الجسر طرابلسی کو ایک ایسی عربی کتاب جس کا نام حمیدیہ ہے لکھنے کی توفیق دی جو فلسفۂ جدیدہ کے موافق بالکل سائنٹیفک اصول پر تالیف کی گئی ہے اور جو جو شبہات ہمارے نوجوان تعلیم یافتہ اشخاص کو اسلامی مسائل میں پیدا ہوتے تھے قریب قریب ان سب کا علوم جدیدہ کے موافق شافی جواب دیا ہے۔

وہ کتاب ہمارے بزرگ حضرت اقدس مقتدانا و مولانا جناب حاجی حافظ قاری شاہ مولوی محمد اشرف علی صاحب تھانوی مدظلہ العالی کے ملاحظہ سے گزری چونکہ مولانا صاحب موصوف کو اپنے دینی بھائیوں کی اصلاح دل سے مدنظر تھی آپ نے اس عاجز کو اس کے ترجمہ کرنے کا ارشاد کیا۔ یہ ہیچمدان اگرچہ اس قابل نہ تھا لیکن بمقتضائے "الامر فوق الادب" خدا پر بھروسہ کرکے اس پر آمادہ ہوگیا اور جناب موصوف ترجمہ کو من اولہ الی آخرہ بنظر تصحیح ملاحظہ فرماتے رہے اور جو مقام کتب سابقہ سے نقل بشارات کا اس کتاب میں تھا اس کو غایت اہتمام کے لئے مولوی رحم الٰہی صاحب کو بھی عاجز نے سنا دیا اور ان کی رائے سے ان کی کتاب براہین رحمیہ سے بعض حواشی مفیدہ بھی چڑھا دیئے۔ مولوی صاحب کو اس بحث خاص میں کامل دستگاہ حاصل ہے اور بشارات کتب سابقہ کے باب میں مولوی صاحب کی کتاب براہین رحمیہ بھی اپنی آپ نظیر ہے۔

خدا کا شکر ہے کہ وہ ترجمہ اختتام کو پہنچ گیا۔ ترجمہ کرنے کی جن صاحبوں نے کبھی دقت اٹھائی ہوگی وہ اندازہ کرسکیں گے کہ عاجز کو کس قدر کلفتیں برداشت کرنا پڑی ہوں گی خصوصاً جب کہ اس کا بھی لحاظ کیا گیا ہو کہ عبارت حتی المقدور بامحاورہ رہے اور مصنف کا اصل مطلب بھی فوت نہ ہونے پائے۔ عاجز نے اپنے مقدور بھر کوشش کرنے میں اگرچہ کوئی کوتاہی نہیں کی لیکن بمقتضائے "الانسان مرکب من الخطاء والنسیان" غلطیوں کا واقع ہونا خصوصاً مجھ ایسے کم استعداد طالب علم سے کچھ مستبعد نہیں مگر تاہم ناظرین سے امید ہے کہ یہ سمجھ کر کہ مسلمانوں میں سے ایک ادنیٰ درجہ کے طالب علم نے اپنے دینی بھائیوں کی خدمت کرنے کے لئے کوشش کی ہے مسامحات سے قطع نظر کرکے اس ناچیز ترجمہ کو محبت کی نظر سے دیکھیں گے اور اصلی مقصود

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا لحاظ رکھیں گے اور باوجود اس کے جو بزرگوار ملت اس کی بابت کوئی نیک مشورہ دیں گے نہایت شکریہ کے ساتھ قبول کیا جائے گا اور انشاء اللہ آئندہ اس کا لحاظ رکھا جائے گا۔

میں اہل اسلام سے عموماً اور تعلیم یافتہ پارٹی سے خصوصاً اس بات کا ملتجی ہوں کہ اصل کتاب کو یا کم سے کم اس کے ترجمہ کو من اولہ الی آخرہ ضرور ملاحظہ فرمائیں۔ علاوہ تحقیقات مسائل اسلامیہ کے اس میں بتہیری فلسفۂ جدیدہ کی دلچسپ بحثیں نظر سے گزریں گے جو فائدہ سے خالی نہیں۔ کاش اس کتاب کا ترجمہ کوئی بھی خواہِ قوم انگریزی زبان میں کرتا تو زیادہ مفید ثابت ہوتا۔ مجھ میں تو اس قدر قابلیت نہیں کہ میں اس کا ترجمہ ایسی انگریزی میں کرسکوں جو آپ لوگوں کے دیکھنے کے قابل ہو سکے۔ ورنہ میں اردو کی طرح اس سے بھی ہرگز باز نہ رہتا۔ لیکن امید ہے کہ ہمارے گریجویٹ بھائیوں میں سے کوئی صاحب اس بات پر کمر ہمت باندھیں گے اور موجودہ اور آئندہ اسلامی نسلوں کو اس بلائے بے درماں سے بچائیں گے اور ہمدردیٔ قوم کا عملی ثبوت دیں گے۔

فقط والسلام خیر ختام

سید اسحاق علی عفی عنہ
مدرس جامع العلوم کانپور

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سیدنا محمد
رسول اللہ وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین

بعد حمد و صلوٰۃ کے واضح ہو کہ جامع علوم عقلی و نقلی حسین بن محمد الجسر طرابلسی مؤلف رسالہ حمیدیہ نے اپنے دیباچہ میں وجہ تالیف[1] اور وجہ تسمیہ تحریر کی تھی لیکن چونکہ یہ دونوں امر چنداں مفید اور باعث دلچسپی نہ تھے اس لئے اس کو چھوڑ کر اصل مقصود سے ترجمہ کیا گیا ناظرین معاف فرمادیں۔ وھو ھذا۔

ایک شہر کے سارے لوگوں میں سے ایک آدمی کھڑا ہوا اور اس کی حالت یہ ہے کہ اپنی ابتدائے پیدائش سے تمام لوگوں میں سچائی اور امانت داری کے ساتھ معروف و مشہور ہے۔ نہ کبھی اس نے کوئی جعلسازی کی نہ کبھی ناحق حیلہ بازی اس سے دیکھی گئی۔ اسی طرح لوگوں کو یہ بھی خوب معلوم ہے کہ وہ ناخواندہ محض ہے کچھ لکھا پڑھا نہیں تو پھر بھلا دوسرے کے خط کی نقل کرنا تو درکنار اور نہ کبھی اس نے شاہی قوانین اور قاعدے ہی بنانے کی مشقت اٹھائی جن میں عام رعایا کی مصلحتوں کی رعایت ہوتی ہے۔ پس کھڑے ہو کر اس شخص نے باواز بلند سارے لوگوں میں ایک آواز دی اور ان سے کہا کہ اے لوگو! سن لو کہ میں تمہارے پاس تمہارے بادشاہ کی طرف سے سفیر بن کر آیا ہوں۔ بادشاہ کا مجھے حکم ہے کہ اس کا پیغام تمہیں پہنچا دوں اور اس کے ان قوانین کی جنہیں اس نے تمہارے لئے حال ہی میں جاری کیا ہے بخوبی تشریح کر دوں۔

---

[1] وجہ تالیف کا خلاصہ یہ ہے کہ کسی انگریز نے عیسائیوں اور مسلمانوں کے عقائد میں تطبیق دینی چاہی تھی اور اسلامی مسائل کی تحقیق کا ارادہ کیا تھا لیکن چونکہ اس کی تحقیقات ناکافی تھیں اور اسی وجہ سے اطمینان بخش بھی نہ ہو سکتی تھیں اس لئے یہ رسالہ تالیف کیا گیا اور وجہ تسمیہ تو خود رسالہ حمیدیہ کے نام ہی سے ظاہر ہے کہ سلطان معظم سلطان عبدالحمید خاں لازالت ایام دولۃ الباہرہ وسلطنۃ القاہرہ کے اسم مبارک کی طرف منسوب ہے۔ مترجم

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کا حکم ہے کہ تم لوگ ان قوانین کے مقتضی پر چلو اور اُن کے مضمون کے موافق عملدرآمد کرو۔ اور یہ کوئی نئی بات تو ہے ہی نہیں اُس نے تو زمانہ گزشتہ میں بھی میرے علاوہ تمہارے پاس متعدد سفیر بھیجے تھے اور انہوں نے اس زمانہ کے مناسب جو قوانین تھے تمہیں بادشاہ کی جانب سے پہنچائے بھی تھے۔ لیکن اب بادشاہ حکم دیتا ہے کہ ان پرانے قوانین میں سے بہت سے منسوخ ہو گئے ہیں انہیں چھوڑ دو کیونکہ جو زمانہ اُن کے مناسب تھا وہ گزر گیا۔ اب تمہارے ذمہ یہ ضروری ہے کہ ان نئے قوانین کی پیروی کرو جو اس نے میرے ساتھ کر دیئے ہیں۔ اسی طرح اُس کا یہ بھی حکم ہے کہ ان رسموں کو ترک کر دو جو تم نے اپنے آبا و اجداد سے سیکھی ہیں یا اپنی خواہش سے اختراع کر لی ہیں کیونکہ اس نے ان کا کسی وقت میں حکم نہیں کیا اور سچ پوچھو تو وہ ہیں ہی بُری رسمیں اور قبیح عادتیں جن سے عقل انکار اور طبیعت نفرت کرتی ہے اور ان میں تمہارا سراسر ضرر ہی ضرر ہے اور ان میں سے بہتیری رسمیں تو ایسی ہیں جن سے بادشاہ کی بیشمار نعمتوں کی ناشکری ہوتی ہے اور اس کی ضعیف رعیت پر ظلم۔ پس بادشاہ کا حکم سمجھ کر میری تصدیق کرو اور میری راہ چلنا اپنے اوپر لازم کر لو تاکہ تمہیں بتادوں کہ بادشاہ کس بات سے خوش ہوتا ہے اور کس سے ناراض ہوتا ہے۔

یہ سن کر سب لوگوں نے اُسے جواب دیا کہ اس سے کہنے لگے کہ اے مقام عظیم اور منصب عالی کے دعویدار! ذرا ٹھہر! تو نے تو اپنے اس دعوے سے ہمیں ایسی راہ چلنے کی تکلیف دی ہے جس پر چلنا ہمیں سخت دشوار معلوم ہوتا ہے اور ہمارے نفوس اس سے نفرت کرتے ہیں عقلیں منقبض ہوتی ہیں اور ہماری فکریں اس کے تحمل کے خیال سے مضطرب ہوئی جاتی ہیں۔ ہاں جب ہمارے نزدیک یہ بات متحقق ہو جائے کہ ہمارا بادشاہ جس کے ہم پر بکثرت احسانات ہیں اور جو ہماری جانوں کو اپنی بخشش سے غلام بنائے ہوئے ہے وہی اس کا حکم کرتا ہے اور اسی نے ہمارے لئے یہ باتیں پسند کی ہیں تو اس وقت تو سوائے اطاعت کرنے کے ہمیں کوئی گنجائش نہ رہے گی اور تیری بات ماننا تیری سفارت کی تصدیق کرنا اور تیری پیروی کرنے پر متوجہ ہو جانا ہمیں ضروری ہو جائے گا۔ ایک تو اس وجہ سے کہ ہمارے بادشاہ کو ہم پر احکام نافذ کرنے کا استحقاق حاصل ہے اور اس کی ہم پر زوردار

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حکومت بھی ہے اور دوسرے اس وجہ سے کہ ہمیں خوب معلوم ہے کہ وہ ہمارے لئے ایسی ہی چیز پسند کرتا ہے جس میں ہماری سراسر ظاہری و باطنی مصلحت ہی مصلحت ہو۔ لیکن یہ تو بتا کہ تیرے دعوے کے صحیح ہونے کی کوئی برہان کوئی دلیل بھی ہے؟ جو ہمیں تیرے سامنے پست ہو جانے اور تیری بات کے یقین کرنے پر مجبور کر دے۔ تو اس شخص نے کہا کہ ہاں! اے عقلمندو ہے اور بھلا عقلمند کو کیا یہ زیبا ہے کہ بلا کسی حق تک پہنچانے والی دلیل کے کسی کے دعوے کی تصدیق کر لے؟ لو دیکھو! بادشاہ کے خط کا۔ بادشاہ کی مہر کا۔ بادشاہ کی طرزِ تحریر کا جسے تم بھی پہچانتے ہو میرے پاس ایک فرمان ہے اُس میں وہ کہتا ہے کہ فلاں شخص یعنی میرے اس فرمان کا حامل فلاں فلاں صفات سے آراستہ ہے جو معائنہ کرنے کے وقت اس میں ظاہر ہیں جو کچھ میری طرف سے تمہیں پہنچائے سب میں سچا ہے اور میں نے تمہارے پاس اسے سفیر بنا کر بھیجا ہے تاکہ اُن قوانین کی تمہارے لئے تشریح کر دے جنہیں میں نے تمہارے نفع کے لئے مقرر کیا ہے۔ پس اس کے حکموں کی تعمیل کرو اور اس کے منہیات سے بچتے رہو۔

تو اُن لوگوں نے کہا کہ اچھا تو پھر وہ فرمان جس کا تُو دعوے کرتا ہے ہمارے روبرو پیش کر ہم دیکھیں کہ تیرا جھوٹ سچ کھل جائے اور ہمارا شبہ مٹ جائے۔ پس اس وقت اُس نے وہ فرمان نکالا اور ان کے سامنے ڈال دیا اور ہر ادنیٰ اور اعلیٰ اُس میں غور کرنے کے لئے جمع ہو گئے اور سب کے سب نے اس میں غور کیا اس کو پڑھا اُس کے معانی سمجھے تو بادشاہ کی طرف سے اس کے کہنے کے موافق لوگوں کے لئے صاف یہی فرمان نکلا کہ یہ شخص میرے اس فرمان کا حامل فلاں فلاں علامات سے آراستہ جو اس میں ظاہر ہیں تمہارے پاس میرا سفیر بن کر آتا ہے اور جو چھوٹی بڑی بات میری طرف سے تمہیں پہنچائے سب میں سچا ہے اس کے حکموں کو مانو اور اس کی منہیات سے بچو اور جو قوانین میں نے تمہارے لئے جاری کئے ہیں اس سے سیکھو۔ اسی طرح جس جس بات کا وہ دعویٰ کرتا تھا کہ بادشاہ نے فلاں فلاں کام میرے سپرد کئے ہیں اس میں اول سے آخر تک سب کے سب نکلے اور چونکہ وہ سب لوگ قوتِ ادراک اور طریقِ استدلال کی شناخت میں متفاوت تھے اس لئے کئی فرقوں میں منقسم ہو گئے۔ کیونکہ یہ بات معلوم ہے کہ سارا علم شخصِ واحد کے پاس نہیں مل سکتا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

البتہ پوری جماعت کے ساتھ مل سکتا ہے۔

پہلا فرقہ۔ لوگوں کا شاہی خط کو پہچان کر اُسکی سفارت کی تصدیق کرنا

چنانچہ ان میں سے ایک فرقہ کے لوگ شاہی خط کو کماحقہ پہچانتے تھے اور اس میں دھوکہ نہ کھا سکتے تھے اور اس کا بھی انہیں یقین تھا کہ وہ شخص نقل نہیں کر سکتا۔ پس جب انہوں نے یہ فرمان دیکھا تو کہنے لگے یہ تو ہمارے بادشاہ ہی کا خط ہے اس لئے ہو نہ ہو بلاشبہ یہ اسی کا بھیجا ہوا فرمان ہے تو ہم نے تو جو کچھ اس میں ہے پورے طور سے اس کا یقین کر لیا اور اس شخص کے دعویٰ میں اس کی تصدیق کر لی۔

دُوسرا فرقہ۔ شاہی مُہر کو پہچان کر تصدیق کرنا

ان میں سے ایک فرقہ کے لوگ شاہی مہر پورے طور سے پہچانتے تھے اور یہ بھی انہیں خوب معلوم تھا کہ یہ شخص نقل نہیں کر سکتا پس جونہی انہوں نے اس فرمان کو دیکھا تو وہ بول اُٹھے کہ بے شک یہ ہمارے بادشاہ ہی کی مہر ہے اس میں کسی طرح کا جعل نہیں ہو سکتا پس ہم نے بھی اس شخص کی بلا چون وچرا تصدیق کر لی۔

تیسرا فرقہ۔ لوگوں کا بادشاہ کی انشاء پردازی اور طرزِ تحریر اور سلطانی خطابات کو پہچان کر تصدیق کرنا

ان میں سے ایک فرقہ کے لوگ بادشاہ کی انشاء پردازی اس کے شاہی طرزِ تحریر اور سلطانی خطابات سے بخوبی واقف تھے جس کی بلاغت سے اور لوگ عاجز محض ہیں پس وہ لوگ کہنے لگے کہ اس میں کچھ شک نہیں کہ اس فرمان کا طرزِ تحریر ہمارے بادشاہ ہی کا طرزِ تحریر ہے اور ہمیں خوب معلوم ہے کہ یہ طرزِ تحریر اسی کے ساتھ خاص ہے اور یہ خطاب بھی اسی کا سا خطاب ہے جس کو ہم نے اسے اپنی رعایا کی مخاطبات میں استعمال کرتے ہوئے بار ہا دیکھا ہے اسی لئے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہم نے بھی اس شخص کی اس کے دعوے میں تصدیق کر لی۔

چوتھا فرقہ۔ ایسے تحفے طلب کرنا جو بادشاہ کے سوا اور کسی کے پاس نہ تھے!

ان میں سے ایک فرقہ کے لوگ امور مذکورہ بالا میں سے تو کچھ بھی نہ جانتے تھے لیکن انہیں یہ معلوم تھا کہ ہمارے بادشاہ کے پاس قسم قسم کی نایاب چیزوں کے ذخیرے ہیں کہ اس کے سوا بڑے بڑے مالداروں اور بادشاہوں کے پاس بھی نہیں مل سکتے تو وہ لوگ اس شخص سے کہنے لگے کہ ہمارے نزدیک تو تیرے سچے ہونے کی یہی دلیل ہے کہ اس کے خزانۂ خاص کی فلاں فلاں نادر اشیاء بادشاہ کے پاس سے لاکر حاضر کر دے تو اُس نے انہیں جواب دیا کہ میں انشاء اللہ یہ بھی کروں گا اور پھر تھوڑی مدت کے بعد جو کچھ انہوں نے مانگا تھا اس نے لاکر حاضر کر دیا اور لوگوں نے اُسے دیکھا اور پہچان لیا اور اُنہیں یہ بھی خوب معلوم تھا کہ بادشاہ کی اجازت اور ارادہ کے بغیر اُن نادر اشیاء کا حاضر کر دینا بالکل ناممکن ہے کیونکہ وہ سب انتہا درجہ کی حفاظت کے ساتھ اُس کے خزانوں میں محفوظ ہیں، پس اس وقت اس فرقہ نے اس شخص کے دعوی کی کامل طور پر تصدیق کر لی۔

پانچواں فرقہ۔ گذشتہ سفیروں کے قول سے استدلال جو ایک سفیر کے آنیکی خبر دے گئے اور اس کی علامتیں تبلا گئے تھے

ان میں سے ایک فرقہ بولا کہ ہمارے بادشاہ نے گذشتہ زمانہ میں کچھ سفیر بھیجے تھے اور اس زمانہ کے مناسب قوانین ان کے ساتھ کر دیئے تھے جو اس زمانہ کی ضرورت کے لئے بالکل کافی تھے اور انہوں نے اپنے دعوی کے ثابت کرنے والے دلائل قائم کرکے یہ امر مدلل کر دیا تھا کہ انہیں بادشاہ ہی نے بھیجا ہے اور وہ یہ بھی کہتے تھے کہ بادشاہ اس بات

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

کو ٹھان چکا ہے کہ ہمارے اس زمانہ کے بعد وہ ایک اور سفیر بھیجے گا اور ایسے قوانین اس کے ساتھ کر دے گا جو تمہارے حالات کی اصلاح کے پورے کفیل ہوں گے اور جس زمانہ میں اُسے بھیجے گا اس کے مناسب اور اس کی ضرورتوں کے کافی طور پر ذمہ دار ہوں گے اور اس سفیر میں فلاں فلاں علامتیں موجود ہوں گی۔ چنانچہ وہ ہمیں بہت سی علامتیں بتلا بھی گئے تھے کہ جن سب کا اجتماعی طور پر دو شخصوں میں بھی پایا جانا عقل نہیں مان سکتی۔ پس اب ہم جو کچھ یہ شخص لایا ہے اور جس کی نسبت اس کا دعویٰ ہے کہ ہمارے بادشاہ کے پاس سے اسے ملا ہے۔ اس میں غور کرتے ہیں اگر یہ سفیران گذشتہ کے قول کے موافق نکلا اور اس شخص میں ان سفیروں کی بتلائی ہوئی علامتیں پائی گئیں تو ہم جان لیں گے کہ یہ اپنے دعوے میں سچا ہے اور اگر معاملہ بالعکس ہُوا تو بے کھٹکے اس کے دعوے کو الگ کریں گے۔ پس یہ کہہ کر جب انہوں نے ان قوانین میں تامل کیا جن کی نسبت اس کا دعویٰ تھا کہ بادشاہ کے بھیجے ہوئے ہیں تو اسے سفیرانِ گذشتہ کی خبر کے سراسر موافق پایا اور جب ان سفیروں کی بتلائی ہوئی علامتوں کی تفتیش کی تو بلا کسی بناوٹ کے کھلم کھلا وہ اس میں نظر آئیں۔ پس جب انہوں نے ہر طرح سے اپنا اطمینان کر لیا تو اس وقت وہ بھی اس کے دعوے کے مصدق بن گئے اور انہوں نے بھی کامل طور پر اس کی پیروی اختیار کر لی۔

چھٹا فرقہ۔اس کے بتلائے ہوئے قوانین کو تمام رعایا کے لئے مفید اور نافع عام دیکھ کر استدلال کرنا

ان میں سے ایک فرقہ کے لوگ کہنے لگے کہ احتیاط کی بات یہ ہے کہ اس شخص کے اوامر و نواہی میں ہم غور کریں اور اُن قوانین کو سوچیں جن کے بادشاہ کے پاس سے ہونے کا یہ مدعی ہے اگر ایسی چیزوں کا حکم کرے جن کو ہم بادشاہ کی مرضی کے موافق سمجھتے ہیں اور ایسی ہی چیزوں سے منع کرے جس کو اُس کی مرضی کے خلاف جانتے ہیں اور اس کے لائے ہوئے قوانین کو بھی ہم انہیں قوانین کی طرح جن کو ہم شاہی قوانین سمجھتے ہیں اصلاح کا متکفل اور

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لوگوں سے مشقت کی خرابیوں کا دفع کرنے والا دیکھیں خصوصاً جب کہ ہم یہ بات دیکھ لیں کہ کسی ایسی شئے کا حکم نہیں کرتا جس کا نفع اسی کی ذات کے ساتھ خاص ہو بلکہ اس کے مقاصد کا مآل کار تمام فرقوں کے لئے عام طور پر نفع پہنچانا ہو تو ہم جان لیں گے کہ اپنے دعوے میں سچا ہے اور اگر معاملہ بالعکس ہوا تو ہم سمجھ لیں گے کہ وہ اپنے دعوے میں جھوٹا ہے۔ پس جب یہ کہہ کر انہوں نے اس کے احکام میں نظر کی تو انہیں ان احکام کے بالکل موافق پایا جنہیں وہ اپنے بادشاہ کی مرضی کے موافق سمجھتے تھے اور اسی طرح اس کے قوانین کو بھی ممالک کی اصلاح اور لوگوں کی کامیابی اور رفع فساد کا پورا متکفل دیکھا اور اس کے تمام اوامر و نواہی میں کوئی ایسی بات نظر نہ آئی جس کا نفع اسی کی ذات کے ساتھ خاص ہوتا بلکہ اس کی ساری باتیں ایسی ہی دیکھنے میں آئیں کہ جن سے عام نفع حاصل ہو اور ضرر دفع ہوا اور اس میں یہ تعلیم بھی تھی کہ وہ اپنے بادشاہ کے انعامات کا شکر ادا کریں اور حقیقت میں اس شکر کا نفع آخر کار انہی کو ملنے والا ہے۔ پس اس وقت تو ان لوگوں نے اس شخص کے صادق ہونے کا یقین کر لیا اور اس کے سامنے پورے طور سے فروتنی اختیار کر لی۔

ساتواں فرقہ۔ کافی مدت تک انتظار کرنے کے بعد بھی بادشاہ کی جانب سے اس کے خلاف کوئی کارروائی نہ دیکھ کر تصدیق کرنا

ان میں سے ایک فرقہ کے لوگ کہنے لگے کہ یہ یقینی بات ہے کہ ہم لوگوں میں جن جن باتوں کا یہ دعویٰ کرتا ہے اور جو جو قوانین یہ شائع کر رہا ہے اور آئندہ شاہی رعایا کے لئے جو کچھ جاری کرنے کا یہ ارادہ کرتا ہے ہمارے بادشاہ کو ضرور اس کی خبر پہنچے گی اور یہ ناممکن ہے کہ اس بات کی اسے اطلاع نہ ہو کیونکہ یہ بات تو کیا عام اور کیا خاص سب میں شائع ہو چکی ہے اور ایسی بات تو دور دراز مقامات کے لوگوں سے بھی نہیں چھپ سکتی سو اگر اس کا دعویٰ صحیح ہوگا تو بادشاہ اس کو اس کے کاموں پر بحال رکھے گا اور کسی ایسے کو نہ بھیجے گا جو اس کی غلط بیانی ظاہر کر کے اس کی تکذیب کرے اور اس کو مع اس کے ساتھیوں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے گرفتار کرے اور ان سب کو سخت سزا دے اور اگر یہ جھوٹا ہوگا اور بادشاہ پر اُس کے خط کا۔ اُس کی مہر کا جعل باندھا ہوگا اور اس کی رعیت کو اپنی خواہشوں کا کھیل بنا رکھا ہوگا تو اس میں کچھ شک نہیں کہ بادشاہ خبر پاتے ہی بہت جلد کسی ایسے کو بھیجے گا جو اس کی تکذیب کرے اور اُس کو مع اس کے ساتھیوں کے گرفتار کرے اور ان سب کو بڑی عبرتناک سزا دے اس لئے کہ ایسا جعل اور ایسی افترا پردازی ہمارے دانا اور عاقل بادشاہ کے نزدیک کوئی چھوٹی بات نہیں ہے بلکہ وہ بڑی ہی سخت بات ہے۔ ممکن نہیں کہ ایسی بات کو وہ معاف کرے یا تساہل و چشم پوشی سے کام لے۔ پس یہ سوچ کر یہ لوگ ایک کافی زمانہ تک توقف کئے رہے تاکہ بادشاہ کو اس کی خبر معلوم ہو جائے اور اتنا زمانہ گزر گیا کہ کسی طرح اتنے زمانہ تک بادشاہ سے اُس خبر کا مخفی رہنا عقل میں نہیں آسکتا اور باوجود اس کے بادشاہ کی جانب سے کوئی نہ آیا جو اس شخص کی تکذیب کرتا اور اس کو اس کے ساتھیوں سمیت گرفتار کر لیتا اور ان کو سزا دیتا اور لوگوں کو اس کے شائع کردہ قوانین پر عمل کرنے سے باز رکھتا بلکہ روز بروز اس کے ساتھی بڑھتے ہی گئے اور وقتاً فوقتاً اس کی حالت میں ترقی ہوتی رہی جب ان لوگوں کا سب طرح سے اطمینان ہو گیا تو انہوں نے بھی اس شخص کی تصدیق کر لی اور اس کے پورے پورے پیرو بن گئے۔

آٹھواں فرقہ۔ گذشتہ فرقوں کی اجتماعی طور پر تصدیق کرنے کی ایک مستقل دلیل قرار دے کر ایک فرقہ کا استدلال کرنا

ان میں سے ایک فرقہ کی سمجھ میں یہ ساری دلیلیں تو آئی نہیں لیکن انہوں نے اس شخص کی اور اس کے ساتھیوں کی حالت میں غور کرنا شروع کیا اور ان دلیلوں کو سوچنے لگے جن کی وجہ سے یہ سارے فرقے اس شخص کی اطاعت پر کمربستہ ہو گئے تھے پس وہ کہنے لگے یہ سب لوگ تو بڑے دانش مند ہیں نہ معلوم انہوں نے محض اس شخص کی تصدیق کے پیچھے اپنی آبائی رسمیں اور قدیم شاہی قوانین کیوں چھوڑ دیئے بے شک یہ بڑا مشکل امر ہے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیونکہ وہ خوب جانتے ہیں کہ اگر پہلے بادشاہ کے قانون کا چھوڑنا اس کی مرضی کے خلاف پڑا تو اُن پر بڑی مصیبت نازل ہو جائے گی ہو نہ ہو یہی بات ہے کہ اس شخص کی راستی کی دلیلیں انہیں خاطر خواہ معلوم ہو گئی ہیں جن پر یہ بھروسہ کر بیٹھے ہیں ورنہ انہیں کیا ہوا تھا جو اپنی عادتوں کو چھوڑتے اور ایسی جرأت کر کے ناحق خطرہ میں پڑتے اور ان کی عقلیں انہیں اس کی اجازت دیتیں پس بے شک اس شخص کی راستی پر ان سب کا اتفاق کر لینا اس کی سچائی کی کافی دلیل ہے اور یہ کہنا کہ ساری دلیلوں کا جمع ہو جانا اور ان سب کا اتفاق کر لینا اتفاقی بات ہے۔ عقل میں کسی طرح نہیں آتا اور اس کا کوئی سمجھدار قائل نہیں ہو سکتا اس لئے ہمارے نزدیک تو اس شخص کی راست بازی پورے طور سے ثابت ہو گئی اور ہم نے اس کی تصدیق کر لی اور بلا تردد اس کی سفارت کا اقرار کر کے اس کے مطیع بن گئے۔

نواں فرقہ جسکو دنیا میں مستغرق ہونیکی وجہ سے بادشاہ اور اسکے قوانین کی خبر نہ تھی تمام سابق الذکر فرقوں کے اجتماعی طور پر تصدیق کرنے سے متنبہ ہو کر اس کی سفارت کی تصدیق کرنا

ان میں سے ایک فرقہ اپنے دنیاوی کاروبار میں پھنسا ہوا تھا اور لذتوں میں ایسا مستغرق تھا کہ انہیں اس کی خبر ہی نہ تھی کہ لوگوں کا کوئی بادشاہ بھی ہے اور اس کو پورا غلبہ حاصل ہے اور انصاف کو مدنظر رکھ کر ان کے ساتھ جو معاملہ چاہے کر سکتا ہے اور چونکہ اس کے لوگ دل و جان سے مطیع ہوتے ہیں اس لئے اگر وہ چاہے تو بہت کچھ مال بھی جمع کر سکتا ہے اور ان کی قوتوں کو یکجائی طور پر کام میں لا سکتا ہے۔ پس اس وجہ سے اس کی کوئی برابری نہیں کر سکتا اور اپنی غفلت سے وہ یہ بھی سمجھتے تھے کہ لوگوں کے کاروباریوں نہیں چل سکتے ہیں اور سارے قانون اور قاعدے اُن کے ہاتھوں میں ہیں کسی بادشاہ یا حاکم کا کوئی انتظام نہیں ہے بلکہ ان کا یہاں تک گمان تھا کہ یہ سب معاملات بطور عادت کے زمانہ کی گردش کے موافق جاری ہیں۔ گویا کہ یہ ایک قدرتی قانون بن گیا ہے جس کے خلاف ہو ہی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں سکتا۔ بس وہ اسی قابل تھے کہ انہیں شاہی سفیروں اور سلطانی قوانین و اختیارات کی اطلاع نہ ہو لیکن جب انہوں نے اس شخص کا علی الاعلان دعویٰ سنا اور لوگوں کو دیکھا کہ پہلے تو اُسے جھٹلاتے تھے پھر اس سے گفتگو کر کے اس کے پیرو بن گئے تب تو یہ لوگ چونکے اور ان کے کان کھڑے ہوئے اور کہنے لگے کہ اس بات کا تحقیق کرنا نہایت ضروری ہے اگر فی الواقع لوگوں کا کوئی بادشاہ ہُوا جوان پر حاکم ہے اور اسی نے اس شخص کو بھیجا ہے تاکہ ہم اس کا کہا مانیں اور پھر بھی ہم غفلت میں پڑے رہیں اور اس کی بات نہ سنیں تو بیشک ہمارا بُرا انجام ہوگا کیونکہ یہ شخص ہماری بے پرواہی کی خبر پہنچا دے گا اور پھر وہ بادشاہ ہماری ایک نہ سنے گا اور بڑی سخت سزا دے گا اس لئے ہماری بہتری اسی میں ہے کہ ہم اس کے دعوے اور اُن لوگوں کی حالتوں میں غور کریں جو پہلے اس کے مخالف تھے اور پھر اس کے ساتھی بن گئے کیا عجب کہ ہمیں حقیقت حال کا پتہ چل جاوے پھر اگر وہ سچا ہوگا تو مان لیں گے ورنہ کھلم کھلا اس کی تکذیب کریں گے۔

یہ کہہ کر وہ سوچنے لگے اور بڑی غور و فکر کے بعد انہوں نے نتیجہ نکالا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اگرچہ ہم بادشاہ کو نہیں جانتے اور نہ ہم کو اس کے خط یا مہر یا اس کی طرز تحریر کی خبر ہے اور نہ اس کے قانون سے ہم آگاہ ہیں جن سے اس شخص کے قانون کا مقابلہ کریں اور نہ پہلے ہی سفیروں کی بتلائی ہوئی علامتیں ہی ہمیں معلوم ہیں تو کیا ہم اس سے بھی گزر گئے کہ ان تمام لوگوں کی شہادت پر اعتبار کر لیں جنہوں نے کہ ان سب باتوں کی تحقیق کر کے اس کی پیروی کر لی ہے۔ لہٰذا ہمارے لئے اس شخص کی راستی پر اتنے دانشمندوں کا اتفاق کر لینا اور بلا تردد تمام دلیلوں کا یقین کر لینا اور اپنی آبائی رسموں کا چھوڑ بیٹھنا کافی دلیل ہے کیونکہ یہ سب باتیں اتفاقی نہیں ہوسکتیں اور نہ یہ کاہلی یا اور کسی غرض سے ظہور میں آسکتی ہیں اور اچھا اگر ہم یہ سب دلیلیں اور اتنے لوگوں کی شہادت بھی جانے دیں تو یہ نہیں ہو سکتا کہ اس شخص کے لائے ہوئے شاہی تحفوں کا بھی جو بغیر اس کی اجازت کے نہیں مل سکتے تھے کچھ خیال نہ کریں کیونکہ یہ تو یقینی بات ہے کہ اس کے پاس تو ایسے تحفے نہیں پائے جا سکتے تھے۔ ہاں کوئی ایسا ہی ذی اختیار ہو جو لوگوں کے دل و جان و مال میں جیسے چاہے تصرف

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر سکے اس کے پاس ہو سکتے ہیں۔ پس اس شخص کے یہ تمام تحفے حاضر کر دینے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ کوئی ایسا شخص ضرور ہے جس میں یہ سب باتیں پائی جاتی ہیں جس کا نام یہ "بادشاہ" بتلاتا ہے اور ہو نہو اُسی نے اس کو یہ تحفے دے کر ہمارے پاس بھیجا ہے پس ان سب باتوں پر اعتماد کر کے ہم نے تو یقین کر لیا کہ لوگوں کا ضرور کوئی بادشاہ ہے جس نے اس شخص کو ہمارے پاس بھیجا ہے اور وہ بھی اس کے پورے پورے پیرو بن گئے۔

ایک فرقہ جس کو اس شخص کی سچائی کا پورا یقین تھا تاہم اس نے اپنی بڑائی اور ریاست کے زعم میں اس کی سفارت کے اقرار سے عار کیا

اب اور سُنیے! ان سب فرقوں میں چند متکبّر اور اپنی آبائی رسموں پر جان دینے والے لوگ بھی تھے اور بعض اپنی قوم کے سردار تھے انہوں نے خیال کیا کہ اگر ہم نے اس شخص کے دعوے کو مان لیا تو اس سے دب کر رہنا پڑے گا اور یہ ہم پر حکومت کرے گا یہ سوچ کر بظاہر تکذیب ہی کرتے رہے اگرچہ ان کے دل اس کی تصدیق کے مضمون سے پُر تھے اور ان کی خواہشوں نے ان کی عقلوں سے بازی جیت لی اور ان کو شاہی انتقام آسان معلوم ہونے لگا اور کیوں نہ ہو ایسے بہتیرے احمق ملیں گے جو تکبّر یا تعصب کی وجہ سے یا غصہ اور غیرت کے مارے حق سے آنکھیں بند کر کے ناحق باتوں کی حمایت کرنے لگ جاتے ہیں پھر آخر کار انہیں پشیمان ہونا پڑتا ہے جس سے پھر کوئی نفع نہیں ہوتا۔

خلاصہ یہ کہ ان لوگوں نے عناد کے مارے اُن دلیلوں کی طرح طرح کی تاویلیں شروع کیں۔ کبھی مہمل اور ساقط الاعتبار باتوں سے کامیابی حاصل کرنی چاہی کبھی دھوکے بازیوں سے کام نکالنا چاہا اور وہ ایسی ایسی ظاہر باتوں سے انکار کرنے لگے جن کو ہر عامی آدمی بھی سمجھ سکتا ہے اسی کو لیجئے کہ اگر تمام دلیلوں کی علیحدہ علیحدہ تاویل ان کی ظاہر سے مان بھی لی جاوے تو عقلِ سلیم اور آزاد طبیعت اِسے کیوں ماننے لگی کہ ساری دلیلیں اتفاق سے جمع ہو گئیں اور یہ شخص تمام ہی غلط دلیلوں کو کیسے صحیح دلائل کا جامہ پہنا سکا اور اتنے لوگوں کو دھوکہ دے کر اپنی راست بازی اور

www.KitaboSunnat.com

حقانیت کا کیونکر یقین دلاسکا اور طرہ تو یہ ہے کہ بہتیری دلیلیں اس کے اختیار سے باہر تھیں نہ اس نے انہیں قائم کیا نہ ان کے جمع کرنے کی کوشش کی بلکہ لوگوں کو غور و فکر کرنے سے خود ہی معلوم ہو گئیں۔ انہی علامتوں کو دیکھئے جو پہلے سفیر بیان کر گئے تھے بھلا یہ ساری علامتیں وہ اپنے میں کیونکر پیدا کر لیتا اور پھر امتحان کرتے وقت سب کی سب ٹھیک اترتیں۔ خوبی تو یہ ہے کہ ان لوگوں کو اتنی بھی سمجھ نہیں کہ چند چیزیں جب مجتمع ہو جاتی ہیں تو ان کا کچھ اور ہی اثر ہو جاتا ہے اور علیحدہ علیحدہ یہ بات نہیں ہوتی اجتماعی قوت کی کچھ بات ہی اور ہے اور یہ قاعدہ تو محسوسات اور معقولات دونوں میں مسلم ہے کہ جماعت کثیر کی شہادت سے جو بات ہوتی ہے وہ ایک شخص سے نہیں۔ اگر کسی دعوے پر بہت سی دلیلیں قائم ہو جائیں تو اس میں ذرا بھی شبہ نہیں رہتا اور ایک دو دلیلوں سے یہ بات پیدا نہیں ہوتی۔

پس جب یہ ہم مان بھی لیں کہ شاید اس شخص نے شاہی خط کی نقل کر لی ہوگی تو عقل میں یہ سب باتیں کیسے آنے لگیں کہ سلطانی مہر کی نقل بھی اُتارنا اسے آسان ہو گیا۔ شاہی طرزِ تحریر بھی اس نے سیکھ لیا اُس کے قوانین بھی شاہی قوانین کے موافق ہو گئے اور اسے وہ تحفے بھی مل گئے جو بے سلطانی اجازت کے دستیاب نہیں ہو سکتے۔ اور پہلے سفیروں کی تبلائی ہوئی علامتیں بھی اس میں سب آپ سے آپ جمع ہو گئیں اور اس کا حال گو زمانہ بھر میں شائع ہو گیا تھا لیکن تاہم بادشاہ کو اتنی کافی مدت گزرنے پر بھی نہ معلوم ہوا اور نہ بادشاہ نے اس کو سزا دینے اور اس کی تکذیب کرنے کے لئے کسی کو بھیجا۔ اس لئے حق تو یہ ہے کہ ان واہی تباہی تاویلوں کا وہی قائل ہو گا جو اپنی بڑائی مارتے پر تلا بیٹھا ہو اور ان سب باتوں کے اتفاقی طور پر جمع ہونے کا وہی اعتقاد کرے گا جسے تعصب نے اندھا بنا دیا ہو۔ ایسا آدمی گفتگو کے لائق نہیں اور نہ ایسے کو جواب دینا مناسب ہے۔

ایک متعصب فرقہ جس نے اندھا دھند اور بلا دلیل کے اس شخص کی تکذیب کی اور شاہی انتقام کا مستحق ٹھہرا

ان لوگوں میں سے ایک ایسا بے فکرا گروہ بھی تھا جس نے اس شخص کے صدق و کذب

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے بارہ میں اپنی عقل سے کام ہی نہیں لیا۔ بڑی بات انہوں نے یہ کی کہ وہ اپنی آبائی رسموں پر اندھوں کی طرح جمے رہے اور یہی کہتے رہے کہ ہم تو ان رسموں کو نہ چھوڑیں گے اور جب اُن سے کوئی یہ کہتا تھا کہ اگر یہ آدمی اپنے دعوے میں سچا نکلا تو اُس کی نافرمانی کی وجہ سے بادشاہ کہیں تم سے انتقام نہ لے ذرا اس سے تو ڈرو۔ تو ان کا یہ جاہلانہ جواب ہوتا تھا کہ اجی وہ تو جھوٹا ہے ہم اس کی بات نہیں مانتے۔ ایسا جواب دینا سراسر اُن کی بے عقلی اور نافہمی نہیں تھی تو اور کیا تھا۔ اب یہ تو بتلاؤ کہ ایسے لوگوں سے انتقام لینے پر بھی کیا بادشاہ ظالم قرار دیا جا سکتا ہے؟ تم جو چاہو کہو ہم تو قسمیہ کہہ سکتے ہیں کہ جب بادشاہ انہیں سزا دینے لگے اور اس سے کوئی یہ کہے کہ یہ بے چارے تو اس سفیر کے نہ ماننے میں معذور ہیں کیا کریں ان کو اس کی راستی کی کوئی دلیل ہی نہیں ملی تو وہ بے شک یہ جواب دے سکتا ہے کہ اگر یہ اپنی معاش کے بارہ میں بے شعور ہوتے اور اسے نہ سمجھ سکتے" تو البتہ میں انہیں معذور سمجھتا اور ان کی خطا سے درگزر کرتا لیکن میں تو انہیں صاف دیکھتا ہوں کہ اپنے کاروبار میں نفع و نقصان کے سمجھنے میں بڑے بیدار مغز اور دانشمند ہیں۔ انہیں اپنی حاجتوں اور ارادوں میں کامیاب ہونے کے لئے بڑی کافی عقل ہے۔ پھر انھوں نے اپنی انہی قوتوں کو جن سے اپنے معاملات میں کام لیتے ہیں اُس شخص کے صدق اور کذب دریافت کرنے کے لئے کیوں نہیں استعمال کیا اور جیسے کہ وہ جھگڑے کے وقت اپنے معاملہ والوں کے سامنے اپنے اغراض ثابت کرنے کے لئے استدلال پیش کرتے تھے ویسے ہی ان قوتوں کو اس شخص کے بارہ میں برتا ہوتا۔ میرے نزدیک تو اب وہ معذور نہیں ٹھہر سکتے۔ بلکہ انہوں نے میرے سفیر کی بات سننے سے کاہلی کی اور اسی وجہ سے ان کے کانوں پر پردے پڑ گئے اور انہوں نے اس کی تکذیب کی لہٰذا بیشک وہ سزا کے مستحق ہیں اور انصاف کے موافق میں اُن سے ضرور انتقام لوں گا۔

پھر اس سفیر کے اتنے آدمی مطیع ہو گئے تب بھی وہ ہمیشہ اسی فکر میں لگا رہا اور سعی بلیغ کرتا رہا کہ کسی طرح ان ضدی متکبر واہی تباہی باتیں بکنے والے اور حیلہ باز منکر فرقوں کا بھی اطمینان کر دیا جائے اور خیر خواہی کے مارے طرح طرح کی دلیلیں ان کے سامنے پیش کرتا رہا اُن کی بھلائی کی باتیں انہیں سمجھا کر متنبہ کرتا رہا اور وہ سمجھے کہ اُن کی ضد اور نفرت دن بدن

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بڑھتی گئی۔ آخر کو یہاں تک نوبت پہنچی کہ وہ سفیران کو سمجھاتے سمجھاتے تھک گیا اور اس کو ان کے اصلاح پذیر ہونے سے مایوسی ہوگئی اور یہ یقین ہوگیا کہ اب سمجھانے سے کام نہ چلے گا اور وہ لوگ اس کی اور اس کے ساتھیوں کی عداوت پہ کمر باندھ چکے اور ان کی ایذا رسانی کے لئے موقع ومحل کے منتظر ہیں۔ آخر ناچار اپنے بادشاہ کی اجازت سے وہ بھی لڑائی پر آمادہ ہوگیا اور اس نے بھی تلوار کھینچ لی۔ کیونکہ ظاہر ہے کہ جب آدمی کو نصیحت کارگر نہیں ہوتی اور وہ باز نہیں آتا تو اس کے روکنے کے لئے مار پیٹ سے کام لینا پڑتا ہے۔

مثال مشروعیت جہاد

پس اس شخص نے اپنے ساتھیوں سے مدد لے کر دشمنوں کا مقابلہ کیا اور آپس میں بڑی گرما گرمی سے لڑائی ہونے لگی۔ پھر کچھ دنوں یوں ہی ہوتا رہا کہ کبھی میدان ان کے ہاتھ رہا اور کبھی اُن کے ہاتھ رہا جیسا کہ خدا تعالےٰ کے یہاں قاعدہ ہے۔ آخر کو اسی سفیر کی فتح ہوئی اور کیوں نہ ہو پرہیزگاروں کا انجام اچھا ہی ہوتا ہے۔ خلاصہ یہ کہ جب اُس نے سوائے قتل کے اُن کی ایذا رسانی مسدود کرنے کا کوئی چارہ نہ دیکھا تو اُس نے بعضوں کو قتل کیا اور کیونکہ عقل کا یہی فتویٰ ہے کہ مفسد اور موذی قتل کئے جائیں تاکہ ملک کے اور لوگ ہلاکت سے نجات پائیں اس لئے کہ بیمار عضو کا کاٹ ڈالنا نہایت ضروری ہے اگر اُس سے آدمی کی جان بچتی ہو اور اُس نے بعضوں کو گرفتار کر کے غلام بنا لیا کہ پھر سر نہ اٹھا سکیں اور بادشاہ سے بغاوت کرنے کی اچھی طرح سزا پائیں۔

مثال اہل ذمہ وجزیہ

اور بعضوں کو اپنا مطیع بنا لیا تاکہ اسی طرح اس کی اور اس کے ساتھیوں کی ایذا رسانی سے باز رہیں اور اس خیال سے کہ کہیں اس کے ساتھی دیکھا دیکھی گڑبڑ نہ مچائیں اور اُس کی شان و شوکت میں فرق نہ آنے پائے اُس نے کھلم کھلا تکذیب کرنے سے منع کر دیا اور یہ حکم دے دیا کہ وہ اپنی کمائی کا بہت تھوڑا حصہ دیتے رہیں تاکہ اس سے کچھ مدد ملتی رہے اور ملک کے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انتظام میں خلل نہ پڑنے پائے اور بادشاہ کی روبکاری تک اُس نے ان کی یہی سزا مقرر کی اور بعض اس ملک سے نکل کر قلعوں اور پہاڑوں میں جا کر پناہ گزیں ہوئے۔ وہ ان سے اس امید پر کہ کہیں اب بھی اس کی تصدیق کرنے لگیں اور اس خیال سے کہ مبادا وہ موقع پا کر اُس پر چڑھائی نہ کر بیٹھیں لڑتا رہا اور ڈراتا رہا کہ سمجھ لو کہ اگر تم اب قلعہ بند ہونے کی وجہ سے مجھ سے محفوظ بھی رہے لیکن بادشاہ جب آموجود ہوگا اور چڑھائی کرے گا تو اس سے ہرگز نہیں بچ سکتے تو وہ عدل اور حکمت کے موافق بغیر سزا دیئے نہیں رہے گا۔

مثال منافقین

اور ان میں سے بعض خوف یا لالچ کے مارے محض اوپر کے دل سے تصدیق کرنے لگے اور جی میں اُسے جھوٹا سمجھتے تھے اس نے انہیں بھی اپنے ساتھیوں کے زمرہ میں داخل کر لیا اور وہی برتاؤ ان کے ساتھ بھی برتا کیونکہ اس کا تو یہ قول تھا کہ جو کوئی بظاہر اطاعت کرے بادشاہ کا حکم ہے کہ اسے بھی اپنے ساتھیوں میں داخل کر لو۔ اس لئے کہ تفتیش کرنے سے بتہیرے لوگ جو سچے ہیں بھی کھٹک جائیں گے اور دشمنوں کو یہ کہنے کا موقع ملے گا کہ اسے اپنے ساتھیوں پر اطمینان نہیں ان کی نسبت شک کیا کرتا ہے اور بادشاہ پہ جب حال کھلے گا کہ یہ لوگ محض خوف یا طمع کی وجہ سے بظاہر مطیع بنے ہوئے تھے اور ان کا دلی ارادہ یہ تھا کہ موقع پا کر اس کو اور اس کے ساتھیوں کو خوب ایذا دیں تو وہ خود ان کو خوب سزا دے لے گا اور ان کو ان کے بغض و عداوت کا مزہ اچھی طرح چکھا دے گا کیونکہ یہ لوگ اوروں سے عداوت میں بڑھے چڑھے ہوئے اور گھر کے بھیدی تھے اور ہر وقت ان سے کھٹکا لگا رہتا تھا اور بعض لوگ گو دل میں جھوٹا سمجھتے تھے لیکن اس مال کی طمع سے جو وہ شخص ملک کی اصلاح کے لئے جمع کرتا تھا بظاہر اس کے مطیع بن گئے اور اس طرح انہیں اس کی جانچ کا موقع ملا اور جب اس کے معاملات اور قوانین کو راستی پر مبنی پایا اور دیکھا کہ وہ بھلی باتیں بتلاتا ہے اور برائی سے منع کرتا ہے تو ان کے جی کو یہ سب باتیں لگ گئیں اور دل کھول کے ظاہر و باطن سے اُس کی تصدیق کرنے لگے اور اس طرح اس کے خیر خواہ اور مددگار بن گئے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھر جب آپ کو یہ معلوم ہو گیا کہ طرفداری اور تعصب کی پابندیوں سے چھوٹی ہوئی اور آزاد عقل ایسے شخص کی سفارت میں ذرا بھی شک نہ کرے گی اور اس کے سفیر ہونے کا بلا تردد یقین کرے گی۔ کیونکہ دانا اور بیدار مغز کے نزدیک یہ سب دلیلیں اتفاقی طور پر جمع نہیں ہو سکتیں۔

مثال سابق کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دعویٰ رسالت اور ان حالات پر منطبق کرنا جو آپ کو لوگوں کے ساتھ پیش آئے

تو آپ سنیئے کہ محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تشریف آوری کی خبر ہم کو تواتر سے معلوم ہوئی۔ تواتر تو ایک اصطلاحی لفظ ہے۔ اس کے معنی سمجھ لیجئے یعنی آپ کی خبر اتنے زیادہ آدمیوں کے نقل کرنے سے ہم تک پہنچی کہ ان سب کا جھوٹ پر متفق ہو جانا عقل میں نہیں آتا اور یہ نہیں ہو سکتا کہ آپ تشریف نہ لائے ہوں اور سب آدمی جھوٹے ہوں یہ ایسی ہی بات ہے کہ اگر مکہ یا لندن موجود نہ ہوتا تو اتنے بہت سے آدمی اس کے موجود ہونے کی خبر بالاتفاق نہ دیتے چلے آتے۔ پس اسی طرح اس کو بھی سمجھ لیجئے کہ آپ کے احوال کے بھی بے شمار لوگ ہر زمانہ میں یہ ان سے اور وہ ان سے حتیٰ کہ آخر میں ان لوگوں سے خبر دیتے چلے آئے جنہوں نے اپنی کھلی آنکھوں سے آپ کو دیکھا تھا اور آپ کے جملہ حالات کی اُن کو خبر تھی اور جو کچھ آپ کو مختلف فرقوں کے ساتھ اپنی زندگی بھر پیش آیا تھا اُس سے بھی وہ بخوبی واقف تھے۔ بہر حال ہم کو یقینی طور پر یہ خبر پہنچی۔

دعویٰ رسالت کے وقت آپ کی حالت

آپ ان لوگوں میں چالیس برس کے ہو گئے تھے اور برابر راستبازی اور امانت داری کے ساتھ شہرہ آفاق رہے۔ یہاں تک کہ امانت داری کی وجہ سے لوگ آپ کو محمد ”امین“ کہا کرتے تھے اور اس مدت میں آپ کو کبھی کسی سے لکھنے پڑھنے کی نوبت نہیں آئی نہ کبھی لکھے پڑھے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لوگوں کے ساتھ رہنے کا اتفاق ہوا کہ آپ ان سے لکھ پڑھ لیتے یا مختلف اقوام کے احوال دریافت کر لیتے یا گذشتہ امتوں کی شریعت پر مطلع ہوتے یا مختلف ملکوں کے قوانین سیکھتے باوجود ان سب باتوں کے آپ سارے عرب اور عجم کے لوگوں میں اُٹھ کھڑے ہوئے اور حالت یہ تھی کہ نہ آپ کو کچھ ذاتی ثروت حاصل تھی اور نہ کچھ بہت لوگ آپ کے مددگار تھے اور نہ آپ کے خاندان سے سلطنت زائل ہو گئی تھی ورنہ شاید لوگ شبہ کرتے کہ اسی حیلہ سے آپ کو اپنی آبائی سلطنت کا پھر اپنے قبضہ میں لانا مقصود ہے۔ اس حالت سے کھڑے ہو کر آپ نے یہ دعویٰ ظاہر کیا کہ سارے عالم کے معبود "اللہ" نے مجھے تمام لوگوں کے پاس بھیجا ہے کہ میں ان کو خدا کی ایسی شریعت پہنچادوں جو دین اور دنیا دونوں کی بھلائی کی ذمہ دار ہے اور یہ شریعت وہ قانون ہے کہ اس زمانہ سے قیامت تک کے لئے بخوبی مناسب اور موزوں ہے اور سارے واقعات کے لئے کفایت کرے گا اور پہلے رسولوں کی شریعت کے بتھیرے احکام کو منسوخ کر دے گا کیونکہ جس زمانے کی مناسبت کا لحاظ کر کے وہ قواعد اتارے گئے تھے اب وہ زمانہ نہیں رہا اور ہم کو یہ بھی معلوم ہوا کہ آپ بری رسموں اور عادتوں سے بھی منع فرماتے تھے جو لوگوں نے اپنے آباؤ اجداد سے سیکھی تھیں یا شیطان نے اُن کی خوبی ان کے ذہن نشین کر دی تھی سب سے قبیح تر آپ نے یہ بات قرار دی تھی کہ بتوں کی پرستش کی جائے یا آگ اور پتھروں اور درختوں کو معبود بنایا جائے اور آپ کی تعلیم یہ تھی کہ خدا کو ایک سمجھو۔ اس کو تمام صفات کمالیہ کے ساتھ موصوف مانو سارے عیوب اور نقائص سے پاک اور مبرا جانو اور علاوہ بریں ان کو اپنے پیدا کرنے والے کی نعمتوں کے شکر کا طریقہ بھی تعلیم فرمایا تھا گو حقیقت میں اس شکر کا نفع انہی کو ملنے والا تھا اس کے سوا اور بہت سی ایسی باتیں بتائی تھیں جن میں سراسر اُن کا نفع اور نقصان سے بچاؤ تھا۔

پس جب وہاں کے ادنیٰ اور اعلیٰ لوگوں نے آپ کا اتنا بڑا دعویٰ سنا تو آپ کی بات ماننے سے نفرت ظاہر کرنے لگے اور سب کے سب درپئے عداوت ہو گئے یہاں تک کہ آپ کے بھائی بندوں نے بھی آپ کا ساتھ نہ دیا اور سارے دوست دشمن نظر آنے لگے اور آپ کی تکذیب کے لئے ہر شیخ و شاب نے زبان درازی کی اور آپ سے منازعت کرنے پر آمادہ ہو گئے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

اور ہر ایک آپ سے طالب دلیل ہُوا اور کوشش کرنے لگا کہ کسی طرح آپ کو عاجز کر دے اور آپ کا یہ حال تھا کہ اُن کے لئے دلیل پر دلیل بیان کرتے تھے اور ہر سوال کا معقول جواب دیتے تھے اور ہر طرح سے ان کو اطمینان دلانے کے لئے سعی بلیغ فرماتے تھے اور آپ نے اپنے دعوے کے اثبات میں سب سے بڑی نہایت مستند اور قابل اعتماد جو دلیل پیش کی وہ عربی کلام کا مجموعہ تھا جس کو آپ قرآن شریف کے مبارک لقب سے یاد فرماتے تھے۔ اُس کی نسبت آپ کا یہ دعویٰ تھا کہ یہ کلام خدا تعالےٰ نے مجھے بطور سند کے دے کر بھیجا ہے اور اس میں اس بات کی تصریح ہے کہ آپ تمام لوگوں کی جانب بھیجے گئے ہیں اور سب کے رسول ہیں اور جن باتوں کی آپ خبر دیں وہ سب سچ ہیں اور قرآن میں ان قوانین کا بیان ہے جو خدا تعالےٰ نے اپنے بندوں کے لئے مقرر کئے ہیں۔

قرآن شریف کے چھوٹے سے چھوٹے ٹکڑے کو جسے آپ سورت کہتے تھے مقابلہ کے لئے پیش کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ اس کلام کی حقانیت اور منجانب اللہ ہونے کی یہ دلیل ہے کہ تم لوگ اگرچہ عربی زبان کے بڑے ماہر اور فصاحت و بلاغت میں یگانۂ روزگار ہو لیکن کوئی ایسا کلام ہرگز نہیں لا سکتے جو قرآن شریف کی چھوٹی سی چھوٹی سورت کے ساتھ بھی فصاحت و بلاغت میں لگاّ کھا سکے۔ چنانچہ ایسا ہی ہُوا گو عربی زبان کے ایسے کاملین موجود تھے کہ فصاحت و بلاغت جن کے قبضۂ اقتدار میں تھی اور وہ اس کے مالک کہلانے کے مستحق تھے بلکہ ان میں ایسے لوگ بھی ملتے تھے جن کو اس فن میں دستگاہ کامل حاصل تھی اور تمام لوگ ان کے مقابلہ سے عاجز تھے اور انسانی قوت کے لئے اس سے بڑھ کر کوئی مرتبہ حاصل کرنا ممکن نہ تھا۔ تاہم کسی کو یہ جرأت نہ ہوئی کہ قرآن کریم کی بہت چھوٹی سی سورت کی مثل بھی بنا لیتے۔

پھر اس حیص بیص کے بعد تمام لوگ حضرت محمد صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے ساتھ ہونے لگے اور آپ کے مطیع ہو کر انہوں نے آپؐ کا دین اختیار کرنا شروع کیا اور گروہ کے گروہ آپ کے پیرو بن کر آپ کو خدا کا رسول ماننے لگے۔ ہاں وہی لوگ اس سے محروم رہے جنہیں خدا نے نہ چاہا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لوگوں کا اپنی اپنی عقل اور طریقہ استدلال کے اعتبار سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ میں مختلف فرقوں پر منقسم ہو جانا

جن قوموں کا معاملہ آپ کے ساتھ پڑا۔ چونکہ ہم کو ان کے حالات کی جہاں تک کہ اخبار صحیحہ سے معلوم ہو سکا یا عقل نے تجویز کیا تمثیل دینا مقصود تھی اس لئے ہم نے آپ کے ساتھ ان لوگوں کے معاملات غور کئے تو وہ لوگ اپنی عقلوں کی بلند پروازی اور کم فہمی کے اعتبار اور استعدادوں کے اختلاف سے مختلف فرقے نظر آئے۔ ان میں سے بعض عربی فصاحت و بلاغت میں طاق نکلے جس کا اُس زمانہ میں ملک عرب میں بہت کچھ رواج تھا اور جن کو وہ اپنے علوم میں سب سے زیادہ شریف سمجھتے تھے اور جن کو انہوں نے اپنا مایۂ ناز بنا رکھا تھا اور وہ لوگ فصاحت و بلاغت کے جملہ اسلوب سے بخوبی واقف تھے اور اس کے اسرار کو بخوبی جانتے تھے۔ یہاں تک کہ اس کے ان سارے مرتبوں پر پورے طور سے حاوی تھے جس قدر کہ انسانی طاقت میں آسکتے ہیں اور یہی نہیں بلکہ ان کے بڑے زور و شور کے قصیدے بھی ہوتے تھے۔

فصحاء و بلغاء عرب کا قرآن کے معارضہ سے عاجز رہنا اور اس کی حقانیت تسلیم کر لینا

بہرحال یہ سب کچھ تھا لیکن اس وقت اُن سے کچھ بھی نہ بن پڑا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے قرآن شریف کی چھوٹی سے چھوٹی سورت پیش کر کے اُن کے عجز کا بڑے شد و مد سے دعوے کیا اور عام طور سے خصوصاً ان کے جلسوں میں اس کی تشہیر شروع کی کہ تم سب مل کر چاہے کتنی ہی کوشش کیوں نہ کرو لیکن اس کلام کی مثل لانے سے ہمیشہ عاجز اور قاصر رہو گے اور صرف اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ اُن کی بری رسموں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی قباحت دکھا دکھا کر انہیں بے وقوف بنایا۔ اُن کے باطل خداؤں کی خوب ہجو کی ان کی پرستش میں طرح طرح کے نقص ثابت کئے اور ہر طرح سے انہیں غیرت دلائی کہ کسی طرح قرآن کے مثل لانے کی سعی کریں لیکن ہونا کیا تھا آخر کو قرآن میں غور کرنے کے لئے جھک پڑے اور زباندانی کے اصول کے موافق اس کی خوب جانچ و پڑتال کی اور اسے خوب الٹ پھیر کے دیکھا اور بڑی غور و فکر سے پرکھا یہاں تک کہ اُس کے امتحان میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں ہونے پایا۔ بالآخر انہوں نے یہ رائے قائم کی کہ قرآن شریف فصاحت و بلاغت کے اعتبار سے ایسے عالی مرتبہ پر پہنچ گیا ہے کہ وہاں تک انسانی قوت کی کسی طرح رسائی نہیں اور جس کسی نے اپنی بڑائی کے زعم میں کچھ لکھا بھی تو وہ قرآن کے سامنے بالکل پھیکا کلام ثابت ہوا اور خود انہی لوگوں نے اس کی ہزلیات سے زیادہ قدر نہیں کی۔ کیونکہ ظاہر ہے کہ کوئی چیز فی نفسہٖ کیسی ہی عالی کیوں نہ ہو۔ لیکن جب اُس کا کسی ایسی چیز سے مقابلہ کیا جائے گا جو اس سے بدرجہا بڑھی چڑھی ہو اور شرف وفضل میں اُس کا پایہ بلند ہو تو خواہ مخواہ وہ نظروں سے گر جائے گی اور عقل اسے دلی اور خسیس سمجھنے لگے گی۔

پس یہ معاملہ قرآن شریف کے سامنے اُن کے زیادہ سے زیادہ فصیح و بلیغ کلام کا ہوا اور اچھی طرح سے ثابت ہو گیا کہ وہ فصاحت و بلاغت میں فرد ہے اور سارے کلام اس کے مقابل میں گرد نظر آتے ہیں اور اس کی چھوٹی سی سورت کی مثل بھی لوگ نہیں بنا سکتے اور ان لوگوں کو اقرار کرنا پڑا کہ ہم کیا بلکہ سارے آدمی بھی ایسا کلام ہرگز نہیں بنا سکتے اور یہ اس بات کی کھلی دلیل ہے کہ قرآن شریف خدا تعالےٰ کے پاس سے آیا ہے۔ پھر ان سب نے محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کے رسول ہونے کی تصدیق کی اور آپ کا حکم ماننے کے لئے گردن جھکا دی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک فرقہ کا قرآن کے غیبیات پر مشتمل ہونے اور مختلف آداب و اخلاق پر حاوی ہونیسے اس کی حقانیت پر استدلال

ان میں سے ایک گروہ ایسا تھا جو بات کو خوب پرکھتا تھا اور کلام کے بُرے اور بھلے مضمون کی اُسے خوب شناخت تھی اور اس کے عجیب اور عمدہ اسلوب سے خوب واقف تھا۔ پس جب ان لوگوں نے قرآن میں انصاف کی نظر سے تامل شروع کیا تو انہیں معلوم ہوا کہ اس میں اعلیٰ درجہ کی خصوصیتیں موجود ہیں جو عقل کے نزدیک کسی کلام میں ہرگز نہیں پائی جاسکتیں۔ گو اس کا بنانے والا نہایت کامل اور بڑا تاریخ داں اور تمام علوم و فنون کا پورا ماہر اور حکیم اور سیاسیات پر پورے طور سے حاوی ہی کیوں نہ ہو اور اس نے اس بات کا اہتمام بھی کیا ہو کہ اس کے مضامین میں کہیں مخالفت اور مناقضت نہ ہونے پائے اور عرب کے سارے اسلوب سے اس کا طرز نرالا اور انوکھا ہو ہاں البتہ جب اس کا قائل خدا کو مانا جاوے جو ان سب باتوں کو جس کلام میں چاہے جمع کرنے پر بخوبی قادر ہے تو سب کچھ ہو سکتا ہے اور ان کے اس خیال کی یہ وجہ ہوئی کہ انہوں نے دیکھا کہ قرآن آئندہ کے واقعات کی من وعن خبر دیتا ہے جیسا کہ اس میں یہ خبر دی گئی کہ کسی نہ کسی دن محمد علیہ الصلوۃ والسلام کے ساتھی مکہ میں بامن و امان جائیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور وہ پہلے لوگوں کے حالات اور متقدمین کے واقعات اس طرح بیان کرتا ہے کہ گویا کوئی اس موقع پر موجود تھا اور آنکھوں دیکھی باتیں سُنا رہا ہے اور وہ لوگوں کے دل کی بات صاف صاف بتا دیتا ہے جیسا کہ اُن واقعات سے ظاہر ہے جو محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھیوں اور آپؐ کے دشمنوں کو پیش آئے۔ (چنانچہ ان کا حال حدیث و تفسیر کی کتابوں میں مشرح طور پر موجود ہے) اور وہ اتنے بے شمار مضامین پر مشتمل ہے کہ اس کی نسبت یہ کہنا بھی بے جا نہیں کہ اس نے متقدمین اور متاخرین کے علوم میں سے کسی کو نہیں چھوڑا۔ کہیں نہ کہیں یا تو صراحۃً اس کا ذکر آگیا یا کسی عجیب و غریب اسلوب سے جو بالکل بے لوث ہو اس کی طرف اشارہ کر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیا ہے۔ اس کے مضامین کی بہت مختصر فہرست سے آپ کو کچھ نہ کچھ اندازہ ہو جائے گا۔

مضامین قرآن کی مختصر سی فہرست

لیجئے سنیئے! اس میں گزشتہ اور آئندہ لوگوں کی خبریں ہیں۔ طرح طرح کے احکام ہیں نصیحتیں ہیں، لوگوں کے سمجھانے کے لئے مثالیں بیان کی گئی ہیں اخلاق اور آداب کا ذکر کیا گیا ہے۔ نیک کاموں کی ترغیب دلائی گئی ہے بُری باتوں سے خوف دلایا ہے نیکوں کی تعریف کی ہے نافرمانوں کی مذمت بیان کی ہے۔ بری خصلتوں اور کمینگی سے بچانا چاہا ہے۔ انتظام ملکی کی تدبیر سکھائی ہے دوستوں کی رعایات کرنے اور دشمنوں کو دفع کرنے اور اُن سے گفتگو کرنے کی تعلیم دی گئی ہے اور سرکشوں کی سرکوبی کی ہدایت کی ہے۔ خدا کا وجود اس کی وحدانیت اور حشر و نشر کو دلائل سے ثابت کیا ہے اور سارے شکوک و شبہات کا معقول جواب دیا ہے اور جنت اور اس کے ساکنین کا حال کہہ سنایا ہے، جہنم اور اس کی ہولوں سے مطلع کر دیا ہے اس میں عالم سمٰوات اور اس کے سوا جو کچھ عالم علوی میں آثارِ قدرت اور عجائبات مثل ستاروں۔ بارش۔ بادل۔ رعد اور برق وغیرہ کے پائے جاتے ہیں اُس کا تذکرہ ہے اسی طرح زمین اور عالم سفلی کی چیزیں خواہ وہ میدان۔ پہاڑ۔ دریا۔ چشموں اور نہروں کے قبیل سے ہوں یا نباتات۔ حیوانات۔ پھل۔ پھول۔ درخت۔ چرند۔ پرند۔ تاریکی اور روشنی میں ان کا شمار ہو اس میں مذکور ہیں۔

خلاصہ یہ کہ اس میں سبھی کچھ ہے اور پھر اس کا طرزِ بیان ایسا انوکھا ہے کہ کوئی شبہ کہہ ہی نہیں سکتا کہ کسی دوسرے کی پیروی کی گئی ہے۔ کیونکہ نہ اس میں عربی قصیدوں کا خاکہ اتارنے کی کوشش کی ہے نہ اُن کے بلیغ خطبوں کا طرز اختیار کیا ہے اور اس پر بھی عقلوں کے نزدیک پسندیدہ۔ دلکش۔ شیریں اور پیارا کلام ہے اور کانوں کو تو اس کے ساتھ کچھ ایسی الفت معلوم ہوتی ہے کہ جوں جوں سُنیئے قند مکرر کا مزہ آتا ہے اور اسے کوئی کیوں نہ پڑھے۔ لیکن اس کی قدر و قیمت میں کیا مجال کہ ذرا فرق آجاوے اور ہاں اگر خدا سمجھ دے تو کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ یہ سب باتیں اتفاق سے جمع ہو گئی ہوں گی کیونکہ صحیح اور آزاد عقل

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں ان سب باتوں کا اتفاقیہ جمع ہو جانا ہرگز نہیں آتا۔ پس جب ان لوگوں نے قرآن کے یہ اوصاف دیکھے تو بول اُٹھے کہ سارے آدمی مل کیوں نہ جائیں لیکن ایسا کلام بنانا اُن کی قوت سے باہر ہے اور یہ بات تو عادۃً محال ہے کہ ایسا کلام کوئی بڑا بھاری عالم نہایت ہی ماہر فلسفی بڑا تاریخ داں اور امور مملکت میں اعلےٰ درجہ کا مدبر بھی بنا سکے اور جب یہ ٹھہری تو محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایسے بے پڑھے لکھے شخص کا اسے لے آنا اس بات کی کھلی دلیل ہے کہ خدا تعالےٰ نے آپ کو رسول بنا کر بھیجا ہے اور یہ کلام آپ کا معجزہ قرار دیا ہے۔ پس ہم نے آپ کی رسالت کی تصدیق کی اور آپ جو کچھ فرمائیں بجا اور درست ہے۔ اس طرح یہ لوگ بھی آپ کے مطیع بن گئے۔

تیسرا فرقہ

جس نے فصحاء و بلغاء اور مضمون شناس فرقہ کی شہادت کا اعتبار کر کے آپ کی تصدیق کی اور نیز اس کو اس نے دلیل قرار دیا کہ بتہیرے فصحاء بلغاء باوجودیکہ مصیبت میں پڑے لیکن قرآن کا مثل نہ لا سکے[۱۲]

اور ان میں سے ایک فرقہ کا حال یہ تھا کہ نہ وہ فصاحت و بلاغت سے واقف تھا اور نہ اس میں اتنی قوت تھی کہ قرآن شریف کے مضمون میں غور و فکر کر کے سمجھتا کہ اتنی صفات آدمی کے کئے نہیں ہو سکتیں اس لئے یہ خدا کے پاس سے آیا ہے لیکن اُن لوگوں نے یہ سارا قصہ اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا کہ محمد علیہ السلام نے اپنے رسول ہونے کا دعویٰ کیا اور قرآن مجید کو خدا تعالےٰ کے پاس سے بتلایا اور اس کی چھوٹی سی چھوٹی سورت پیش کر کے کھلے خزانہ یہ ظاہر کر دیا کہ اس کی مثل کوئی نہیں لا سکتا اور عام لوگوں میں اہل فصاحت و بلاغت کو ایسے کلام کے مثل لانے سے عاجز اور قاصر ثابت کر کے ان کے برسر بازار لتے لئے اور بعضوں نے دیکھا کہ کہنے کو تو فصاحت و بلاغت میں اُن کا نمبر بہت چڑھا ہوا تھا لیکن اس کے مقابلہ سے انھوں نے منصفانہ اپنے عجز کا اقرار کر لیا اور اپنے آبائی مذہب اور قدیم رسموں کو چھوڑ بیٹھے اور محمد صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے دین کی پیروی کے پیچھے ایسی راہ اختیار

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر لی کہ اگر انہیں آپؐ کی رسالت کا یقین کامل نہ ہوتا تو انہیں یہ طریق نہایت ہی دشوار گذار نظر آتا اور نیز انہوں نے بعضوں کو دیکھا جنہیں کھوٹے کھرے کی اچھی پرکھ تھی اور کلام کی عمدہ صفات کو خوب پہچانتے تھے کہ انہوں نے اس بات کی کافی شہادت دی کہ اگر یہ قرآن خدا تعالےٰ کے پاس سے نہ ہوتا تو اتنی کامل اور عمدہ صفات پر اس کا حاوی ہونا ناممکن تھا اور اس بنا پر انہوں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلّم کی تصدیق کی اور اپنا طریق چھوڑ کر آپ کے پیرو ہو گئے۔ اور بعضوں کی یہ حالت دیکھی کہ گو وہ فصحاء و بلغاء کے نزدیک فصاحت و بلاغت کے اعتبار سے مسلم الثبوت تھے۔ لیکن قرآن کے سامنے ان کی ہمت پست ہو گئی اور اس کے مقابلہ سے انہیں جان چراتے ہی بن پڑا۔ اگرچہ رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم اس کی چھوٹی سے چھوٹی سورت پیش کر کے ان کا عجز ثابت کرتے رہے اور کیا جلسہ کیا مجمع عام دونوں میں پکار پکار کر غیرت دلاتے رہے کہ کسی طرح ایسا کلام لے آؤ۔ ان سے یہ تو ہو نہ سکا ضد کے مارے لڑنے پر آخر مجبور ہو گئے اور یہ گوارہ کر لیا کہ ان کی خونریزی کی جائے ان کا مال لوٹ لیا جائے ان کے بال بچے قید کر لئے جائیں اُن کے گھربار اُجاڑے جائیں اور اپنا وطن چھوڑ کر مارے مارے پھریں۔

بھلا سمجھو تو سہی کہ اگر اُن کی وسعت میں یہ ہوتا کہ قرآن کی چھوٹی سے چھوٹی سورت کی مثل بھی بنا سکتے تو بنا نہ لاتے اور اس سے کیوں باز رہتے اور بیٹھے بٹھائے اپنے کو مصیبت میں پھنساتے یہ تو بڑی آسان بات تھی کہ قرآن کی کسی چھوٹی سے چھوٹی سورت کے برابر کوئی فصیح و بلیغ کلام بنا کر محمد صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم سے کہہ دیتے کہ لیجئے صاحب ہم نے آپ کے قرآن کا مقابلہ کر لیا اور آپ کی دلیل باطل کر دی۔ بہت کہا کرتے تھے کہ قرآن کا ایسا کلام تم نہیں لا سکتے، دیکھو کیسے بنا لائے اور یہ بات کھل گئی کہ قرآن کی طرح آدمی بھی بنا سکتا ہے اور حق تو یہ ہے کہ اُن سے ہو ہی نہ سکا۔ کیونکہ اگر اس کا ایسا تو کیا اُس کے قریب قریب بھی اگر کوئی کلام کبھی لائے ہوتے تو بھلا یہ بات ممکن تھی کہ اتنے طرفداروں کے ہونے پر بھی ہم تک خبر نہ پہنچتی لوگ اسے ضرور نقل کرتے جس طرح اور سب باتیں نقل کی ہیں۔ مثلاً انہوں نے آپ کی ہجو کی آپ پر اتہام باندھا آپ کے ساتھ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سفاہت اور درشتی سے پیش آئے۔ آپ کے متبع شاعروں اور خطیبوں سے مقابلہ کیا۔ وہ کیا کریں اس بات میں مجبور تھے ورنہ اتنی بڑی مصیبت میں کیوں گرفتار ہوتے اور اپنے کو خطرۂ عظیم میں ڈالتے۔ کچھ ناسمجھ تو تھے ہی نہیں عقلمند تھے پھر بھلا ان کی عقلیں ایسے آسان راستہ کو چھوڑ کر نہایت مشکل اور خطرناک راہ کو اختیار کرنے کی کیوں اجازت دیتیں۔ علاوہ ازیں دنیا میں کون عاقل ایسا کرے گا کہ بلا کسی ضرورت شدیدہ کے جس سے کہ اس کا بس چل ہی نہ سکے اور خواہ مخواہ مصیبت اٹھانا ہی پڑے اپنی جان و مال اور بال بچوں کو ہلاکت میں ڈالے گا۔ اور اپنے گھر بار کی خرابی اور ترکِ وطن کو پسند کرے گا۔ ہاں جب اور کچھ بن ہی نہ پڑے تو بیشک ایسا ہی کرے گا۔ بقول شخصے ؎

وقت ضرورت چو نماند گریز دست بگیرد سر شمشیر تیز

پس یہاں بھی اگر وہ مجبور نہ تھے تو اپنے کو آفت میں ڈالنے پر کیوں آمادہ ہو گئے۔ بس یہی ہے کہ انہوں نے اپنے آپ کو قرآن مجید کے مقابلہ کرنے سے عاجز پایا اور ان کی ہٹ دھرمی نے جس سے وہ بدبخت ہو رہے تھے اس بات کی ان کو اجازت نہ دی کہ اپنے عجز کا اقرار کر لیتے۔

پس جب ان لوگوں نے ان تینوں فرقوں کے حالات میں غور کیا تو خوب سوچ سمجھ کر یہ کہنے لگے کہ ایک فرقہ جو بڑا فصیح و بلیغ تھا جس کی نسبت بے پرواہی اور کاہلی کا گمان ہو ہی نہیں سکتا قرآن کے مقابلہ سے آخر اپنے عجز کا اقرار کر کے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کر ہی چکا اور دوسرے فرقہ نے بھی جو مضمون شناسی میں دستگاہ کامل رکھتا تھا اس بات کو مان لیا کہ قرآن میں اتنی صفاتِ کمالیہ موجود ہیں جو خدا تعالےٰ کے سوا اور کسی کے جمع کئے نہیں ہو سکتیں اور یہ کہہ کر سوائے اطاعت کرنے کے کوئی چارہ نہ دیکھا۔ اب رہا تیسرا فرقہ جس کی فصاحت و بلاغت میں تو کچھ بھی کلام نہ تھا اس نے اپنے کو عاجز پاکر قرآن شریف کے معارضہ سے تو کنارہ کشی کی اور تعصب نے اقرار عجز کی اجازت نہ دی۔ آخر کو مجبور ہو کر اپنے آپ کو مصیبت میں ڈالنا گوارا کیا۔ پس یہ کہنے لگے کہ ہو نہ ہو محمد صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم سچے رسول ہیں اور ان تینوں فرقوں کا تصدیق کر لینا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہمارے لئے کافی دلیل ہے۔

قرآن کی حقانیت پر جاحظ کا استدلال

اب میں کچھ کہتا ہوں اسے بھی سن لیجئے۔ اہل عرب کے قرآن حکیم کے مقابلہ سے عاجز ہونے سے جاحظ ارج نے جس طرح استدلال اپنی کسی کتاب میں بیان کیا ہے اُسی طرز پر اس فرقہ نے بھی اپنا مطلب حاصل کیا۔ چونکہ ان کا کلام جی کو لگتا ہوا ہے اور اُس سے سارے شبہ دفع ہو جاتے ہیں تو اس موقع پر اُس کا ذکر کرنا فائدہ سے خالی نہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ خدا تعالےٰ نے محمد صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو اس زمانہ میں بھیجا جب کہ عرب کی شاعری اور خطبہ گوئی نہایت عروج پر تھی۔ ان کے لُغت کو بہت کچھ استحکام حاصل ہو چکا تھا سارے ساز و سامان سے درست تھے۔ پس آپ نے تشریف لا کر ان کے ادنےٰ اور اعلےٰ کو خدا تعالےٰ کی وحدانیت اور اپنی رسالت کی تصدیق کی طرف متوجہ کیا اور دلیلیں قائم کر کے اپنا دعویٰ ثابت کر دیا اور سارے شبہے دفع کر دیئے اور ان کے لئے ناواقفی کے عذر کرنے کا کوئی موقع نہ چھوڑا اب ان کا اعراض کرنا محض ہواؤ ہوس یا ناحق طرفداری کی وجہ سے رہ گیا اور پھر آپس میں لڑائی ٹھن گئی اور رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے ان کے عالم اور فاضل اور کنبے والوں کو قتل کیا اور آپؐ اُن سے رات و دن یہی کہا کرتے تھے کہ اگر میں جھوٹا ہوں تو تم اس قرآن کی سی ایک سورت یا چند آیتوں ہی کی مثل لے کیوں نہیں آتے اور آپ جب کبھی اس طرح انہیں عاجز کرتے تھے تو کوئی دلیل تو اُن سے بیان نہیں کی جاتی تھی یہ حیلہ کیا کرتے تھے کہ صاحب آپ کو تو امتوں کے حالات معلوم ہیں اور ہم جانتے نہیں پھر اگر آپ نے ایسا کلام بنا لیا اور ہم نہ بنا سکے تو کمال کیا ہوا۔ تو آپؐ نے فرمایا اچھا اپنے جی سے کچھ بنا کر لے آؤ۔ اس پر بھی نہ کسی خطیب نے ارادہ کیا نہ کسی شاعر نے ہمت باندھی۔ اگر کوئی ہمت کرتا تو کچھ تو دکھلائی دیتا اور پھر اس کی طرفداری کرنے والے بہتیرے کھڑے ہو جاتے اور ضرور شور مچ جاتا کہ لیجئے قرآن کا مقابلہ کر لیا اور ویسا کلام بن گیا۔ پس اس دانشمند

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے ان سب باتوں سے قوم عرب کا عجز سمجھ لیا اور یہی اُن کے عاجز ہونے کی دلیل ٹھہرائی۔ کیونکہ جب ان سے بتھیرے آپ کے ساتھیوں کی ہجو کرتے تھے مسلمان شاعروں اور خطیبوں سے مقابلہ کرتے تھے اور انہیں بھی ذرا دقت نہیں معلوم ہوتی تھی تو پھر یہ کیا مشکل امر تھا کہ قرآن کے مقابلے میں کچھ لکھ ڈالتے۔ ایک چھوٹی سی سورت یا چند آیتوں میں تو قصہ پاک ہوتا تھا اتنے ہی میں تو آپ کا دعویٰ باطل ہوتا تھا اور سارا بنا بنایا کھیل بگڑتا تھا۔ آپؐ کی جمعیت منتشر کرنے کے لئے اس سے سریع الاثر تو کوئی نسخہ ہی نہ تھا اس کی کیا ضرورت تھی کہ اپنی جان و مال کو معرض ہلاکت میں ڈالیں اور گھر بار چھوڑ کر مارے مارے پھریں۔ قریش تو قریش وہ تو بڑے فصیح و بلیغ تھے ان سے چھوٹے چھوٹے قبیلوں پر بھی یہ امر دشوار نہ تھا۔ اگر ان کے اختیار میں ہوتا تو یہ کون سی بڑی بات تھی آخر بڑے عجیب و غریب قصیدے نہایت طویل و عریض خطبے۔

خلاصہ یہ کہ اُن کا ہر طرح کا نظم و نثر کلام مشہور ہی تھا پھر یہ کب ہو سکتا ہے کہ ایسی ظاہری بات کسی کی سمجھ میں بھی نہ آتی اور قرآن حکیم کے مقابلہ سے ان کا عجز بیان کر کے لعن و طعن کرنے پر بھی انہیں غیرت نہ معلوم ہوتی اور وہ چپ چاپ بیٹھے سُنا کرتے اور پھر ان کا حال یہ کہ اپنی آن بان میں بڑے کڑے تھے اور دنیا بھر سے زیادہ فخر کرتے تھے۔ خصوصاً کلام کی فصاحت و بلاغت پر تو اُن کو ناز تھا اور بجا تھا۔ پس جس طرح کہ بات محال ہے کہ تئیس برس تک انہیں ایسے ظاہر اور خیر المنفعت امر کی خبر نہ ہوتی اور غلطی میں پڑے رہے۔ اسی طرح یہ بھی ناممکن ہے کہ جان بوجھ کر اس سے پہلوتہی کرتے اور قرآن کریم کے مثل بنانے پر قادر ہونے کی صورت میں بھی کچھ نہ بنا لاتے حالانکہ اس سے کہیں زیادہ رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی مخالفت میں کوشش کیا کرتے تھے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چوتھا فرقہ جس نے مُعجزات طلب کئے اور امور خارق عادات سے آپؐ کی رسالت پر استدلال کیا

ان میں سے ایک اور گروہ تھا جس میں اکثر ایسے ہی لوگ تھے جو نہ فصاحت و بلاغت میں بصیرت رکھتے تھے اور نہ قرآن حکیم کے عمدہ صفات کو سمجھ سکتے تھے کہ یہ سوائے خدا تعالیٰ کے اور کوئی نہیں جمع کر سکتا اور نہ انہوں نے اس کا خیال کیا تھا کہ یہ دونوں فرقے قرآن کے مقابلہ سے اپنے عجز کا اقرار کر چکے ہیں اور بعضے عجز کی وجہ سے لڑائی کرنے پر آمادہ ہو گئے ہیں اُن کی بڑی توجہ عالم طبعیات اور قوانین قدرت کی جانب مصروف تھی جن کے موافق عالم کا کارخانہ چل رہا ہے اور وہ جانتے تھے کہ ان قوانین کے خلاف عملدرآمد کرنے پر کوئی آدمی قادر نہیں ہے۔

پس وہ کہنے لگے کہ اُو محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ہم ایسی باتیں طلب کریں جن سے قوانین قدرت ٹوٹ جائیں یعنی اس عالم میں جو خدا تعالےٰ کی عام طور پر عادت جاری ہے اس کے خلاف لازم آئے۔ پس یہ اگر ایسا کریں گے تو بے شک سچے ہوں گے کیونکہ جب ہماری طلب کے موافق کوئی امر خارق عادت اُن سے ظاہر ہو گا تو ہم سمجھ لیں گے کہ اللہ تعالےٰ نے آپؐ کے دعوئے رسالت کی تصدیق کے لئے عادت کے خلاف کر دیا اور یہ امر خدا کے اس قول کے قائم مقام ہو جائے گا کہ جو بات محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہیں اس میں انہیں سچا سمجھو۔ آپ اسے اس طرح سمجھئے کہ اگر کوئی بادشاہ کے سامنے کھڑا ہو کر حاضرین سے یہ کہنے لگے کہ یہ بادشاہ تمہیں میری اطاعت کا حکم دیتا ہے اور لوگ کہیں کہ ہم تو جب جانیں کہ بادشاہ اپنی جگہ سے اٹھ کر فلاں جگہ جا بیٹھے اور فرض کیجئے کہ بادشاہ یہ سنتے ہی اپنی جگہ سے اٹھ کر اس جگہ جا بیٹھے پھر اسی طرح انہوں نے کسی دوسری بات کی اس شخص کی تصدیق کے لئے درخواست کی۔ مثلاً وہ یہ کہ بادشاہ اپنے سر کا تاج ذرا دیر کے لئے کسی دوسرے شخص کو پہنادے یا چھ سات قدم چل کر پھر اپنی جگہ بیٹھ جائے اور بادشاہ نے یہ بھی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر دیا۔ اب اس صورت میں کچھ شک نہیں رہ سکتا کہ اُن لوگوں کے کلام کو سنتے ہی بادشاہ کا ایسے افعال کا کر دکھانا ہرگز اتفاقی نہیں ہے بلکہ اُس کے اس قول کے قائم مقام ہے کہ مَیں تم سب کو اس شخص کی اطاعت کا حکم کرتا ہوں اور جو کوئی اس بات کے اتفاقی ہونے کا قائل ہوگا تو لوگ ضرور اسے احمق خیال کریں گے۔

پس وہ لوگ یہ منصوبہ باندھ کر کہنے لگے کہ اگر محمد صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم ہماری طلب کے موافق خلافِ عادت باتیں ظاہر نہ کریں گے تو یہ ان کے کذب کی دلیل ہوگی اور ہم سمجھیں گے کہ خدا نے انہیں جھوٹا کر دیا۔ پس وہ ایسی باتیں آپؐ سے طلب کرنے لگے جو اس عالم میں عادتِ مستمرہ کے خلاف تھیں۔

معجزۂ شق القمر

پس بعضوں نے آپ سے چاہا کہ چاند کے دو ٹکڑے ہو جائیں۔ چنانچہ آپؐ نے اُن کے کہنے کے موافق اسے بھی کر دکھایا اور نفقط حاضرین ہی نے نہیں بلکہ ان سب لوگوں نے بھی جو کہیں دور سے آرہے تھے اور ان کا افق وہاں کے لوگوں کے موافق تھا اپنی کھلی آنکھوں سے اُسے دیکھ لیا اور آکر اس بات کی خبر دی کہ تم لوگوں کی طرح ہم نے بھی چاند کے دو ٹکڑے ہوتے دیکھا ہے۔ چاند کے دو ٹکڑے ہو جانا ایسا ہی سمجھئے جس طرح زلزلہ کے وقت اکثر بڑے بڑے پہاڑ پھٹ جاتے ہیں اور وہ خطّہ کا خطّہ تہ و بالا ہو جاتا ہے۔ یا جس طرح بعض حال کے سائنس جاننے والے کا خیال ہے کہ زمین اور اسی طرح اور سیارے آفتاب سے جدا ہوئے ہیں اور پھر ایک نہ ایک دن آفتاب سے جا ملیں گے اور یہ سب کچھ عقل کے نزدیک خواہ اس کے لئے کوئی ظاہری سبب ٹھہرائے یا نہ ٹھہرائے ممکن اور خدا کی قدرت میں داخل ہے اگرچہ ہوتا نہیں ہے اور عادت کے خلاف ہے اور طرح طرح کے کام کرنے کے لئے جو طول زمانہ کو زیادتی قوت کے عوض بننے کے لئے لازم قرار دیا ہے وہ صرف قوت ناقصہ یعنی مخلوقات کی قوت کے لئے شرط ہے۔ خدا کی کامل قوت کے واسطے شرط نہیں اور خدا تعالےٰ نے اپنے عجیب و غریب

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کاموں میں یہ زمانہ اور اسباب اس لئے مقرر کئے ہیں کہ ذرا عقلمندوں کی آزمائش کرے اور بہکنے والے بہک جائیں اور دوسروں کی امر واقعی تک رسائی ہو جاوے۔

آپؐ کی رسالت پر درخت کا شہادت دینا

بعضوں نے یہ طلب کیا کہ آپؐ کی طرف درخت دوڑنے لگے آپ سے باتیں کرے اور آپ کی رسالت کی شہادت دے آپ نے اسے بھی کر دیا۔

سوسمار کا شہادت دینا

بعضوں نے سوسمار کے بولنے کی درخواست کی اور کہا کہ یہ بھی آپ کی رسالت کی شہادت دے تو ہم جانیں۔ آپؐ نے ان کی یہ درخواست بھی پوری کر دی (ان چیزوں کا بول اُٹھنا محال نہ سمجھئے۔ کیونکہ اگر حیات۔ ادراک اور آلات نطق وغیرہ کو بولنے کے لئے شروط عادیہ میں سے شمار کیا جائے یعنی بغیر ان کے بھی بولنا ممکن ہے تب تو ظاہر ہے کہ خدا تعالےٰ نے کلام پیدا کر دیا ہو اور ان سے صادر ہو گیا ہو اور اگر ان چیزوں کو بالغرض لازمی شرط بھی قرار دیا جائے جیسا کہ بعض کا گمان ہے تب بھی کچھ مشکل نہیں اس لئے کہ خدا ان شرطوں کو بھی پیدا کر سکتا ہے اور اس کی قدرت سے باہر نہیں ہیں۔

آپؐ کی انگلیوں کی گھائیوں سے پانی کا جوش مارنا

بعضوں نے یہ دیکھا کہ جب آپؐ کے ساتھیوں کے پاس پانی ختم ہو گیا اور انہوں نے آپ سے پانی کی درخواست کی تو آپؐ نے تھوڑے سے پانی میں اپنا ہاتھ ڈال دیا اور آپؐ کی انگلیوں کے درمیان سے یعنی گھائیوں سے کثیر پانی جوش مار کر نکلنا شروع ہوا یہاں تک کہ جماعت کثیر اس سے سیراب ہو گئی اور اُن سب کے لئے پانی کافی ہو گیا اور یہ بات بھی کچھ ممتنع نہیں اس طرح ہو سکتی ہے کہ خدا تعالےٰ نے پانی کی ایک مقدار پیدا کر دی ہو جو اس تھوڑے سے

ف چنانچہ آلہ فونوگراف میں سے بعینہٖ انسان کی آواز نکلتی ہے حالانکہ ادراک۔ زبان وغیرہ اس میں نہیں ہے ۱۲ مترجم

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پانی سے مل گئی ہو اور لوگوں کو نظر آتا ہو کہ انگلیوں کے بیچ سے پانی نکل رہا ہے اس لئے کہ خدا تعالے لانے وہیں اتنا پانی پیدا کر دیا ہو اور پیدا کرنے والا تو خدا ہے۔ وہی سب کچھ پیدا کرتا ہے اس میں تعجب کی کون سی بات ہے اور علاوہ اس کے جب ہوا کو پانی سے منقلب کر دینا علم کیمیا (یعنی کیمسٹری) جاننے والوں کے اختیار میں ہے تو پھر خدا کا کیا پوچھنا ہے وہ تو کیا عناصر اور کیا علم کیمیا اور کیمیا دان سبھی کا پیدا کرنے والا ہے اور اسی طرح بہت سی خارق عادت باتیں لوگوں کے درخواست کرنے پر آپؐ سے صادر ہوئیں جن کی ہم کو معتبر ذریعہ سے خبر پہنچی ہے۔ اگرچہ ان میں ایسی خبریں بھی ہیں کہ تنہا حد تواتر کو نہیں پہنچیں. لیکن اس میں تو ذرا بھی شک نہیں رہا کہ یہ سب مل ملا کر تواتر کے مرتبہ سے کسی طرح کم نہیں ہیں۔ بلکہ ہم بلا تردد کہہ سکتے ہیں کہ محمد صلی اللہ تعالے علیہ وسلم سے درخواست کرنے پر خوارق عادات کا صادر ہونا اجمالاً متواتر ہی ہے اور ایسے تواتر کو تواتر معنوی کہتے ہیں جس کے معتبر ہونے پر محققین عقلاء کا اتفاق ہے اور اس کا انکار وہی کر سکتا ہے جس کو بدیہی باتوں کے انکار سے بھی شرم نہ معلوم ہوتی ہو اور لوگوں میں اپنی وقعت ثابت کرنے کی غرض سے بے دھڑک بدیہیات کا انکار کر بیٹھتا ہو۔

پس اس گروہ نے جب یہ دیکھا کہ محمد صلی اللہ تعالے علیہ وسلم نے خوارق عادات اور ان قوانین کے خلاف کر دکھایا جن کے خلاف کرنے پر سوائے خدا تعالے کے کوئی قادر نہیں ہے تو انہیں یقین ہو گیا کہ ہو نہو درخواست کرنے پر خدا ہی نے آپ کی تصدیق کے لئے ایسی باتیں آپؐ سے کرا دی ہیں اور پھر آپ کی تصدیق کر لی اور آپؐ کی رسالت کے معتقد ہو گئے۔

اس کو خوب سمجھ لیجئے کہ ایسے معجزات صرف انہی لوگوں کی عقلوں کے سمجھانے کے لئے ہیں جن کے افہام معجزات ادبیہ کے سمجھنے سے قاصر ہیں اور ان کی قابلیت نہیں رکھتے ورنہ سمجھداروں کے لئے تو معجزات ادبیہ ہی موزوں ہیں جیسا کہ قرآن کے احوال میں ان کا کچھ تو ذکر ہو بھی چکا ہے اور آئندہ بھی ان کا بیان آئے گا جہاں کہ شریعتِ محمدیہ کے حسنِ انتظام کی شان دکھائی ہے اور ظاہر کیا ہے کہ خدا تعالے کے پاس سے ہونے کی اس میں فلاں فلاں دلیلیں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

موجود ہیں اور جہاں کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر متقدمین کی کتابوں میں جو علامتیں مذکور ہیں منطبق کر دکھائی ہیں اور ہمیں ان لوگوں سے جو اپنے ادراک کو معجزات ادبیہ کی عزت اس وجہ سے کرتے ہیں کہ یہ امید ہے اس خیال سے کہ یہ ان کے ان علوم کے مخالف ہیں جن کو انہوں نے اپنے اسکولوں میں حاصل کیا ہے اور ان کی عقلیں انہیں قبول نہیں کرتیں، دھوکے میں نہ پڑیں گے اور معجزات حسیہ کو اپنے ایمان کے طریق میں سدراہ نہ بنائیں گے۔ بلکہ ان کی شان کے لحاظ سے حق اور ان کی عزم و احتیاط کے مناسب تو یہ امر ہے کہ ان خوارق کو ان ہی لوگوں کے سمجھانے کے لئے خیال کریں جنہیں معجزات ادبیہ کے ادراک کا سلیقہ نہیں اور خود ایسی اشیاء اختیار کریں جنہیں ان کی عقلیں قبول کرتی ہوں اور پھر اگر کوئی ایسی چیز پیش آئے جو ان کی عقلوں میں نہیں آتی اور یقینی دلیل عقلی کے خلاف ہو تو ایسا طرز اختیار کریں جو نقل اور عقل کا جامع ہو اور تاویل کر کے دونوں کو موافق بنالیں۔ جیسا کہ آئندہ ذکر ہوگا کہ شریعت محمدیہ کا یہ عام قاعدہ ہے کہ اگر کوئی چیز ان سے یہاں منقول ہو اور بظاہر یقینی دلیل کے خلاف ہو تو اس میں تاویل کر دیتے ہیں کیونکہ اگر ایسا نہ کریں تو ان کی حالت اس شخص کی مثل ہو جائے گی جو دن دوپہر آفتاب کو دیکھ رہا ہے اور گمان کرے کہ اس وقت رات موجود ہے اس لئے کہ اس کو یہ خیال بندھ گیا ہے کہ کسی نکلے ہوئے ستارے کو وہ دیکھ رہا ہے۔

پس وہ دن کے موجود ہونے کی واضح دلیل کو یعنی آفتاب جو صاف نظر آرہا ہے چھوڑ دے اور اس خیالی ستارہ کو جس کا کہیں پتہ بھی نہیں لے بیٹھے۔ ایسا آدمی غلطی کے اسباب میں سے کسی نہ کسی سبب سے ستارہ کو دیکھنے اور اس کو موجود سمجھنے میں بسا اوقات غلطی کر سکتا ہے۔

ایسی حالت میں چاہیئے یہ تھا کہ اگر ستارہ کے ہونے کا اس کو یقین بھی ہوتا ہم اپنے دیکھنے کی کوئی تاویل ضرور کرے اور اس آفتاب درخشاں کو جو دن کے وجود کی کھلی دلیل ہے مہمل نہ جانے دے۔ اصل یہ ہے کہ خدا تعالیٰ جسے چاہتا ہے اسی کو راہ راست دکھاتا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پانچواں فرقہ جس نے رسلِ سابقہ کی بتلائی ہوئی علامتوں سے استدلال کیا

ان میں سے ایک فرقہ یہ کہنے لگا کہ اللہ تعالےٰ نے گذشتہ زمانہ میں بھی رسولوں کو بھیجا تھا اور ان کی شریعت ان کے زمانہ کے مناسب اور ہماری اصلاح کی پوری پوری ذمہ دار تھی وہ خود بھی کہتے تھے اور ان کی باتوں سے بھی کچھ ایسا ہی معلوم ہوتا تھا کہ خداوند تعالےٰ کچھ زمانہ کے بعد تمام لوگوں کی طرف ایک رسول بھیجے گا۔ اس کی شریعت بھی اُس کے زمانہ کے مناسب اور مضامین اصلاح پر کافی طور سے حاوی ہوگی اور اس رسول میں فلاں فلاں علامتیں موجود ہوں گی جن میں سے بہت سی علامتیں اب تک بھی ان کتابوں میں پائی جاتی ہیں جو اُن رسولوں کی جانب منسوب ہیں۔ پس آؤ ہم محمد صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے حالات میں غور کریں۔ اگر اُن کی شریعت ان رسولوں کے کہنے کے موافق ہوگی اور ان میں ان کی بتلائی ہوئی علامتیں بھی موجود ہوں گی تو ہم یقیناً سمجھ لیں گے کہ یہ اپنے دعوے میں سچے ہیں اور اگر یہ بات نہ نکلی تو ان کے دعوےٰ کو الگ کریں گے اور اُن کی بات بھی نہ سُنیں گے۔

اس کے بعد جب ان لوگوں نے آپؐ کے سارے احوال میں غور کیا تو انہیں معلوم ہوا کہ آپؐ کی شریعت جیسا کہ چاہیئے اُسی طرح لوگوں کی اصلاح کی کفیل ہے (جیسا کہ آپ کو اس کے بعد والے فرقہ کے بیان میں معلوم ہوگا) اور ان لوگوں نے آپؐ میں ان لوگوں کی بتلائی ہوئی علامتیں بالکل صاف طور پر دیکھیں جن کے پائے جانے میں اُس شخص کو تو ذرا بھی شک نہیں رہ سکتا جو اپنے تعصب کو چھوڑ دے اور واہی تباہی تاویلوں کے درپے نہ ہو۔ اور وہ چاہتا ہو کہ حق بات واضح ہوجائے اور انجام بد سے اُسے نجات ملے اور اپنے نفس کے ساتھ خیر خواہی کرے اور اس مقصد میں اپنی قوم کی ملامت اور لعن طعن کی ذرا بھی پرواہ نہ رکھتا ہو اور یہ علامتیں ان کتابوں میں آج تک برابر ملتی چلی آئی ہیں۔

اب لیجئے ان کی تفصیل سُنئے۔ اول تو یہ کہ اشعیا علیہ السلام نے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں جو کچھ یہ کیا تھا آپ پر منطبق ہوگیا اشعیاؑ کا قول یہ ہے:۔

(۱) بیشک رب فاران کے پہاڑوں سے ظاہر ہُوا اور ہزاروں پاک لوگ اس کے ہمراہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں اور اس کی آنکھ میں آتشی طرز ہے اور یہ کنایہ ایسا ہی ہے جس طرح اشعیاؑ کے کلام میں سینا (طور سینین) سے رب کی آمد" موسیٰ علیہ السلام سے کنایہ ہے اور رب کا ساعیر میں روشن ہونا عیسیٰ علیہ السلام سے کنایہ ہے۔ اب آپ کے اوپر اشعیاؑ کے قول کا انطباق دیکھئے کیسا صاف ہے کیونکہ فاران کے پہاڑ سے مراد مکہ ہے جیسا کہ سفر تکوین میں حالات اسمعیلؑ میں منقول ہے کہ وہ فاران میں رہے تھے۔

(۲) اور ان کا (اشعیا کا) یہ قول کہ "ہزاروں پاک لوگ اُس کے ساتھ ہیں" آپ کے ساتھ والوں سے کنایہ ہے جو تمام عیبوں سے پاک تھے جیسا کہ لوگوں نے انہیں مشاہدہ کیا ہے۔

(۳) اور ان کا یہ قول کہ "اس کی آنکھ میں آتشی طرز ہے" آپ کی شریعت میں جہاد کے مشروع ہونے سے کنایہ ہے اور آپ پر جو کچھ تثنیہ میں ہے وہ بھی صادق آتا ہے۔ یعنی

(۴) رب اس کو ان کے (یعنی بنی اسرائیل) بھائیوں میں سے نبی بنا کر اٹھا کھڑا کرے گا۔

اور ظاہر ہے کہ بنی اسرائیل[1] کے بھائی بنی اسماعیل ہی ہیں۔

---

[1] یہاں یہ شبہ نہ کرنا چاہیئے کہ بنی اسرائیل کے بھائی بنی اسماعیل کے مثل بنی عیص اور بنی ابنائے اُخر ابراہیمؑ بھی ٹھہر سکتے ہیں۔ پس اس نبی کی بالتخصیص بنی اسمٰعیل ہی میں پیدا ہونے کی کیا دلیل ہے۔ کیونکہ یہ تخصیص دوسری آیات سے ہو گئی ہے۔ بنو عیص اس عموم سے بوجہ مبغوضیت اور منافی بغض وحب کے خارج ہوئے اور سند مبغوضیت کے پولس کا قول ہے رومیوں کا نواں خط درس ۱۳ جیسا لکھا ہے کہ میں نے یعقوب سے محبت رکھی اور عیص سے عداوت اور نیز اس وجہ سے کہ عیص نے اپنے حصۂ نبوت کو جو بوجہ بڑائی کے ان کو حاصل تھا یعقوبؑ کے ہاتھ بیچ ڈالا۔ سند اس کی کتاب پیدائش باب ۲۵ درس ۳۱۔ تب یعقوب نے کہا آج ہی اپنے پہلوٹے ہونے کا حق میرے ہاتھ بیچ درس ۳۲ عیسو (عیص) نے کہا دیکھ میں تو مرنے جاتا ہوں پہلوٹا ہونا میرے کس کام آئے گا۔ درس ۳۳ تب یعقوب نے کہا آج ہی مجھ پاس قسم کھا اس نے اس پاس قسم کھائی اور اس نے اپنے پہلوٹے ہونے کا حق یعقوب کے ہاتھ بیچا اور نیز اس لئے کہ یعقوب علیہ السلام نے عیص علیہ السلام کا بالکل حق بھی اسحٰقؑ سے لے لیا اور سند اس کی وہ قصہ ہے جو کتاب پیدائش باب ۲۷ میں پہلے درس سے لے کر ۴۵ درس تک مذکور ہے۔ خلاصہ اس کا یہ ہے کہ اسحاق علیہ السلام نے اپنے بڑے بیٹے عیص علیہ السلام سے کہا کہ

(باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

(۵) اور یہ کہ آپ موسیٰ علیہ السلام کے مشابہ ہیں یعنی شریعت اور مشروعیت احکام اور جہاد کے اعتبار سے ان کی طرح ہیں۔

(٦) اور یہ کہ خدا کا کلام ان کے منہ میں رکھا گیا ہے۔" اور وہ یہی باکمال قرآن ہے جس کو آپ لائے ہیں اس کے سوا جو یوحنا بیں سے ہے وہ بھی آپ پر صادق آتا ہے۔ یعنی

(٧) آپ فارقلیط اور معزی ہوں گے جو تمام چیزوں کو سکھلائیں گے۔ مطلب یہ ہے کہ تمام حقائق اور معارف کو سکھلائیں گے۔ جیسا کہ آپ کے متبعین کے حالات سے ظاہر ہے۔

(٨) اور یہ کہ آپ عیسیٰ علیہ السلام کی کہی ہوئی باتیں یاد دلائیں گے۔ اور وہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ٦٠ سے آگے) تو میرے لئے شکار کر اور مجھے لذیز کھانے کھلا تاکہ میں تجھے برکت بخشوں۔ یعقوب کی ماں ربقہ نے یہ خبر پاکر اپنے بیٹے یعقوب کے ہاتھ ان کو عیص کا بھیس بدلوا کر اسحاق علیہ السلام کے پاس کھانے لے کر بھیجا۔ چونکہ نابینا تھے پہچان نہ سکے اور عیص سمجھ کر یعقوب علیہ السلام کو ساری برکت بخشی۔ جب عیص علیہ السلام آئے اور انہوں نے بھی برکت مانگی تو بجائے برکت دینے کے انہیں یعقوبؑ کی اطاعت کا حکم دیا اور برکت نہیں دی جس کی وجہ سے وہ یعقوب کے دشمن ہو گئے اور آمادہ قتل ہوئے۔ ربقہ نے یہ بات معلوم کرکے یعقوب کو اپنے بھائی لابن کے پاس حاران جانے کا حکم کیا۔ پس حضرت عیصؑ تو اپنے حق کے یعقوبؑ کے ہاتھ بیچنے اور نیز یعقوبؑ کے اسحاق علیہ السلام سے حق عیص لے لینے کے باعث اس عموم سے خارج ہوئے۔ رہی ابراہیم علیہ السلام کے دوسرے بیٹوں کی اولاد وہ ابراہیم علیہ السلام کے خارج کر دینے کی وجہ سے پہلی ہی سے خارج ہے سند اس کی کتاب پیدائش باب ٢٥ درس (۵) اور ابرہام نے اپنا سب کچھ اضحاق کو دیا (٦) لیکن حرموں کے بیٹوں کو جو ابرہام سے ہوئے ابرہام نے کچھ انعام دے کر اپنے جیتے جی ان کو اپنے بیٹے اضحاق کے پاس سے پورب کے رخ پورب کی سرزمین میں بھیج دیا (٧) اور ابرہام کی حیات کے برسوں کے دن جن میں وہ جیتا رہا ایک سو پچھتر برس تھے تب ابرہام جان بحق ہوا اور اچھی عمر درازی میں بوڑھا اور آسودہ ہو کے مرا اور اپنے لوگوں میں جا ملا اور اس کے بیٹے اضحاق اور اسمعیل نے کفیلہ کے مغارہ میں حتی صحرا کو بیٹی غفروں کے کھیت میں جو ممرے کے آگے ہے گاڑا۔ ١٢ براہین احمدیہ مع اختصار

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باتیں توحید اور ایمان اور دنیا سے بے رغبتی کی تعلیم اور آخرت کی ترغیب دینا ہے۔

(۹) اور یہ کہ آپ عیسیٰ علیہ السلام کے لئے شہادت دیں گے۔ یعنی ان کی نبوت و رسالت اور لوگوں کے افتراء سے اُن کی برارت کے شاہد بنیں گے۔

(۱۰) اور یہ کہ آپ جب تک کہ عیسیٰ علیہ السلام تشریف نہ لے جائیں گے تشریف فرما نہ ہوں گے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

(۱۱) اور یہ کہ گناہوں پر لوگوں کو سرزنش کریں گے۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ آپ ہر خطاکار اور گناہ کرنے والے کو سرزنش کرتے ہیں اور جو کچھ مزامیر میں ہے وہ بھی آپ پر منطبق ہے۔

(۱۲) اور یہ کہ آپ خوبرو ہوں گے۔ چنانچہ آپ اعلیٰ درجہ کا حسن رکھتے تھے۔

(۱۳) اور یہ کہ "حکمت آپ کے لبوں سے ٹپکتی ہوگی" اور یہ بات آپ کے قرآن مجید جس کی آپ تلاوت فرماتے تھے اور آپ کے معارف و حکم کے دیکھنے سے صاف ظاہر ہے۔

(۱۴) اور یہ کہ "آپ تلوار لٹکائے ہوں گے" چنانچہ آپ اعداء دین کے ساتھ لڑائی میں برابر لگے رہے۔

(۱۵) اور یہ کہ "آپ قوی ہوں گے" پس ظاہر ہے کہ آپ قوت دلیل انتظام ملکی اور قوت جسمانی ہر اعتبار سے قوی تھے۔ یہاں تک کہ آپ نے اپنی جسمی قوت سے بڑے بڑے پہلوانان عرب کو گرادیا اور یہ کہ آپ (۱۶) حق کے پیرو (۱۷) طبیعت کو قابو میں رکھنے والے (۱۸) اور راستباز ہوں گے۔ چنانچہ یہ تینوں باتیں آپ میں واضح طور پر موجود تھیں۔

(۱۹) اور یہ کہ تیراندازی آپ کا طریق ہوگا۔ چنانچہ دشمنوں کے لئے آپ کا اور آپ کے ساتھیوں کا سامان تیراندازی سے طیار رہنا مشہور بات ہے اور آپ کی شریعت میں لوگوں کو حکم ہے کہ تیراندازی سیکھیں اور کوئی اگر سیکھ کر بھول جائے تو وہ گناہگار سمجھا جاتا ہے اور یہ کہ (۲۰) زمین کا بہت بڑا حصہ آپ کے تحت تصرف میں ہوگا۔ چنانچہ آپ قریب قریب تمام ملک عرب پر قابض تھے۔

(۲۱) اور یہ کہ آپ خیر دوست (۲۲) اور گناہ سے بیزار ہونے والے ہوں گے چنانچہ یہ دونوں باتیں بھی آپ میں ایسے کھلے طور پر ثابت ہیں جن کا آپکے دشمن بھی اقرار کرتے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں (۲۳) اور یہ کہ شہزادیاں آپ کی خدمت کریں گی۔ پس یہ بھی ہو لیا کیونکہ سرداران عرب کی لڑکیاں جو آپ کے پاس مقید کر کے لائی جاتی تھیں شہزادیوں سے کچھ کم نہ تھیں۔ علاوہ بریں صفیہؓ بنت اخطب جو ایک یہودی بادشاہ کی صاحبزادی تھیں آپ کی زوجہ ہی تھیں (۲۴) اور یہ کہ بادشاہوں کے یہاں سے آپ کے پاس ہدیئے آئیں گے۔ چنانچہ حبشہ کا بادشاہ نجاشی اور مقوقس شاہ مصر وغیرہ نے آپ کے پاس ہدیئے بھیجے۔ (۲۵) اور یہ کہ مالدار بھی آپ کی اطاعت کریں گے اور اس کے مصداق امت کے وہ مالدار ہیں جو آپ کے ارشاد کے موافق اپنے مال کی زکوٰۃ دیتے ہیں اور علاوہ بریں (۲۶) اشعیا میں یہ جو واقع ہوا ہے کہ آپ کی نماز ایک نئی طرز کی عبادت ہوگی، شریعت محمدیہ کی نماز پر پورے طور سے صادق ہے۔ کیونکہ اس نماز کے مشابہ شرائع سابقہ میں کوئی عبادت نہ تھی اور یہ کہ (۲۷) آپ اس نماز کو علی العموم بڑی بڑی دور کے رہنے والوں پر بھی واجب کریں گے حتیٰ کہ جزائر اور بیابانوں میں بسنے والے بھی اس سے مستثنیٰ نہ ہوں گے۔ پس ظاہر ہے کہ بعد ایمان کے سب سے اول درجہ نماز ہی کا ہے کہ جس سے کوئی عاقل بالغ مستثنیٰ نہیں (۲۸) اور یہ کہ بیابان یعنی وہ مقامات جس میں قیدار سکونت پذیر تھے آپ کے ذکر سے گونج اٹھے گا اور قیدار اسماعیل علیہ السلام کے بیٹے ہیں اور آپؐ کے یعنی محمد صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے اجداد کا انہی کے ذریعہ سے سلسلۂ نسب اسماعیل علیہ السلام سے جا ملتا ہے اور وہ مقامات یہی عرب کے شہر ہیں جن کے ہر ہر کوچہ میں جہاں دیکھو آپ ہی کا ذکر ہے (۲۹) اور یہ کہ سلعؔ کے بسنے والے آپ کا گیت گائیں گے۔ پس یہ لوگ آپؐ کے ساتھی ہیں جو پہاڑوں

ملہ۔ سلع مدینہ میں ایک پہاڑ ہے اور اُسی پہاڑ کی جانب غزوۂ خندق میں جس کا ذکر بشارات بیبل سے بیان غزوات میں انشاءاللہ آئے گا خندق کھدی تھی اور یہ پہاڑ مدینہ میں مشہور ہے مگر تبکیت خصم کے لئے سند بھی ضرور ہے قاموس کے باب العین فصل السین میں ہے وسلع جبل فی المدینۃ یعنی سلع ایک پہاڑ ہے مدینہ منورہ میں اور بخاری شریف کے باب الاستقاء میں یہ حدیث منقول ہے عن انس بن مالک ان رجلاً دخل المسجد یوم الجمعۃ من باب کان نحو دار القضاء و رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم قائم یخطب فاستقبل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

(باقی حاشیہ اگلے صفحہ ۶۴ پر)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی چوٹیوں اور بلند مقامات میں ہر وقت بآواز بلند نماز یا اذان میں آپ کا ذکر کیا کرتے ہیں۔ (۳۰) اور یہ کہ وہ[1] (سلع کے بسنے والے) آپ کی ثنا خوانی کریں گے اور یہ رات و دن میں پانچ وقت کی اذان ہے جس میں آپؐ کا نام مبارک لیا جاتا ہے اور آپؐ کی رسالت کی شہادت دی جاتی ہے۔ (۳۱) اور یہ کہ اب بہادر کی طرح نکلے گا اور یہ جہاد سے کنایہ ہے جو آپؐ کی شریعت میں مشروع ہے اور چونکہ جہاد میں نیت کے خالص کرنے کی بڑی سخت تاکید ہے یہاں تک کہ جہاد کی تعریف میں بھی اس کا اعتبار کیا گیا ہے۔ چنانچہ کہا ہے کہ جہاد محض اعزاز دین کے لئے دشمن سے لڑنے کا نام ہے تو اب اگر "رب کے بہادر کی طرح نکلنے" سے جہاد سے کنایہ کیا جائے تو کچھ مضائقہ نہیں ہے۔ (۳۲) اور یہ کہ اندھوں کو آپ ایسی راہ میں لے چلیں گے جس سے وہ محض ناواقف ہوں گے اور یہ دین کے بارے میں زمانہ بھر سے جاہل تر عرب کی قوم تھی جس کو آپؐ دین کی ایسی راہ پر لے چلے ہیں جس کی اسے خبر بھی نہ تھی (۳۳) اور یہ کہ آپ بتوں اور تراشی ہوئی ہیکلوں کے پوجنے والوں کی بے عزتی

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۳ سے آگے) قائماً ثم قال یا رسول اللہ ہلکت الاموال وانقطع السبل فادع اللہ یغیثنا فرفع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یدیہ ثم قال اللھم اغثنا اللھم اغثنا اللھم اغثنا قال انس لا واللہ ما نری فی السماء من سحاب ولا قزعۃ وما بیننا وبین سلع من بیت ولا دار الخ مجمع البحار میں اس جملہ "ما بیننا وبین سلع" پر لکھا ہے بفتح السین وسکون اللام جبل بالمدینۃ ۱۲ براہین رحمیہ۔

[2] جناب مولوی رحم الٰہی صاحب شاگرد جناب مولوی رحمت اللہ صاحب مرحوم نے اپنی کتاب "براہین رحمیہ" میں لکھا ہے کہ "گیت" سے مراد کلام الٰہی ہے اور یہ ان کا محاورہ ہے کہ کلام الٰہی کو گیت کہتے ہیں۔ چنانچہ اب بھی زبور کے ترجمہ کو بیبل میں گیت لکھتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ مدینہ منورہ میں بھی کلام الٰہی آپ پر نازل ہوگا اور وہاں آپ ہجرت کر کے جائیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور اس کا تفصیلی بیان براہین رحمیہ میں دیکھ لیجئے۔ ۱۲ مترجم

[1] براہین رحمیہ میں یہ بشارت اس طرح ہے کہ "سلع کے بسنے والے ایک گیت گائیں گے اور بحری ممالک میں اس کی ثنا خوانی کریں گے۔ ۱۲ مترجم

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کریں گے۔ چنانچہ ظاہر ہے کہ ایسوں پر آپ خدا تعالےٰ کی ساری مخلوق سے زیادہ تر سخت ہیں اور آپ کا سارا قرآن ان کی عقلوں کی سفاہت کے اظہار اور ان کے بتوں کی طعن و تشنیع سے بھرا ہوا ہے اور اس قسم کے بے شمار مضامین اس میں موجود ہیں (۳۴) اور یہ کہ آپ بڑے لڑنے والے ہوں گے جو مشرکوں کے ہلاک کرنے کے لئے پیدا کئے گئے اور آپ پر وہ مضمون بھی صادق آتا ہے جو متی الیٰ ہے (۳۵) اور یہ کہ آپ کی مثال اس پتھر کی سی ہے جسے معماروں نے رد کیا اور وہ کونے کا سرا ہو گیا یعنی آپ کا محافظ قصر نبوت ہوئے اگرچہ ان کو جن کی اولاد میں آپ ہیں بنی اسرائیل حقیر سمجھتے تھے اس لئے کہ آپ ہاجرہ کی نسل سے ہیں اور ان کی اولاد بنی اسمٰعیل کو بنی اسرائیل حقارت کی نظر سے دیکھتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ یہ لوگ کنیزک زادے ہیں اور خدا تعالےٰ نے ان ہی میں سے آپ کو نبی بنا دیا اور جو کچھ مشاہدات انجیل میں ہے وہ بھی آپ پر بخوبی صادق آتا ہے (۳۶) اور یہ کہ آپ کی حکومت بڑے بڑے فرقوں پر ہو گی اور آپ لوہے کی چھڑی سے ان کی نگہبانی کریں گے کیونکہ سب جانتے ہیں کہ آپ کی ایسی حکومت ہو چکی ہے کہ بڑی سے بڑی متکبر قومیں آپ کے سامنے گردن جھکاتی تھیں اور لوہے کی چھڑی یہی آپ کی تلوار ہے جس سے آپ بے حکمی کرنے والوں کو ڈانٹتے ڈپٹتے تھے (۳۷) اور جب ہم آپ کے لائے ہوئے قرآن میں غور کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ بھلائی کی راہیں بتلاتا ہے اس لئے اس کو وہی صبح کا ستارہ سمجھنا چاہیئے جو آپ کو ملنے والا تھا (۳۸) اور مزامیر میں یہ جو ہے کہ حبشہ آپ کے

لہ اس کے تفصیلی بیان کا اگر شوق ہو تو براہین رحمیہ کو دیکھئے وہ بشارات کتب سابقہ کی باب میں نہایت عمدہ اور کافی کتاب ہے۔ انصاف تو یہ ہے کہ شاید ایسی کتاب اس بحث خاص میں اس سے بیشتر نہیں لکھی گئی ہے۔ مولوی صاحب موصوف نے خوب حق ادا کیا ہے اور حجت ختم کر دی۔ ۱۲ مترجم

سہ جناب مولوی رحم الہٰی صاحب ساکن قصبہ منگلور۔ ضلع سہارن پور۔ (یہی پتہ ہے)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سامنے گھٹنوں کے بل گر پڑے گا۔ وہ بھی آپ پر صادق ہے کیونکہ حبشہ کا بادشاہ نجاشی آپ پر ایمان لے آیا تھا (۳۹) اور سلاطین یمن آپ کی خدمت میں قربانیاں لے کر حاضر ہوتے تھے (۴۰) اور تمام قومیں آپ کی اطاعت اختیار کرتی تھیں (۴۱) اور یہ کہ آپ مظلوم بیچاروں کو قوی لوگوں سے چھڑا دینے والے ہوں گے۔ کیونکہ آپ کے نزدیک زبردستوں کا کمزوروں پر ظلم کرنا گناہ ہے اور آپ اس سے بہت سختی سے منع فرماتے تھے اور ظالم کو ظلم کرنے سے ہر طرح سے باز رکھتے تھے۔ (۴۲) اور یہ کہ آپ ایسے کمزوروں کو جن کا کوئی یار و مددگار نہ ہو (ظلم وغیرہ سے) چھڑائیں گے۔ چنانچہ سب جانتے ہیں کہ آپ ایسے تھے۔ (۴۳) اور یہ کہ آپ ضعیفوں اور مسکینوں کے ساتھ نہایت شفقت سے پیش آتے ہوں گے۔ جیسا کہ آپ کے حالات سے ظاہر ہے اور آپ کو ان سے نہایت محبت تھی یہاں تک کہ اپنے آپ کو مسکینوں ہی میں شمار کرتے تھے اور اپنے رب سے یہ دعا مانگا کرتے تھے یا اللہ! مجھے زندگی میں بھی مسکین ہی بنائے رکھ اور مرتے دم بھی مجھے مسکین ہی رکھیو اور قیامت میں بھی مجھے مسکینوں ہی کے زمرہ میں اٹھائیو (۴۴) اور یہ کہ آپ لوگوں سے سود لینا چھڑا دیں گے۔ چنانچہ آپ سود سے نہایت سختی کے ساتھ ممانعت فرماتے تھے اور اس کا باعث حاجت مندوں کے حال پر شفقت فرمانا تھا جن کو قرض لینے کی ضرورت پڑتی ہے اور دولت مندوں کو اس بات پر برانگیختہ کرنا مقصود تھا کہ یہ اہلِ حاجت کو قرض دے دلا کر ان کے ساتھ سلوک کیا کریں اور آپ نے اپنے بعض خطبوں میں یہاں تک فرمایا کہ تمام سود میرے قدموں کے تلے پامال ہیں (۴۵) اور یہ کہ آپ شہر سبا کا سونا جو یمن کے اطراف میں کسی طرف واقع ہے لوگوں کو دیں گے اور یہ اس طرح صادق ہوا کہ آپ کے پاس اس کا اخراج آیا کرتا تھا۔

(۴۶) اور یہ کہ آپ کے لئے روزمرہ برکت کی دعا کی جائے گی۔ جیسا کہ یہ آپ کے مطیعین کی عبادت میں داخل ہے۔ چنانچہ وہ روزانہ اپنی نماز میں بیس مرتبے سے بھی کچھ زیادہ یہ پڑھا کرتے ہیں السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ یعنی اے نبی! آپ کو ہمارا سلام پہنچے اور آپ پر خدا تعالےٰ کی نوازش اور برکتیں نازل ہوں اور ہر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

روز دس بار بھی زیادہ خدا تعالیٰ سے یہ دعا کرتے ہیں کہ بارک علی محمد و علی آل محمد یعنی اے خدا محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے کنبے والوں پر برکت نازل کر۔ (۴۷) اور یہ بات ہم صاف طور پر مشاہدہ کر رہے ہیں کہ جس دن سے آپ نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے اُس دن سے لے کر آج تک برابر آپ کے متبعین سبزہ کی طرح روئے زمین پر بڑھتے چلے جاتے ہیں جو مضمون اشعیاؔ میں آپ کی نسبت واقع ہے وہ بھی بخوبی آپ پر صادق آتا ہے (۴۸) یہ کہ آپ مؤید اور پسندیدہ ہوں گے اور اس کا پتہ اس طرح لگتا ہے کہ دن بدن آپ کا عروج ہوتا چلا جاتا ہے۔ (۴۹) اور یہ کہ جس دین کو آپ خدا کا دین کہیں گے اس کے اظہار میں نہ گھبرائیں گے نہ اکتائیں گے۔ اور اشعیا میں جو آپؐ کی نسبت جسمانی علامتیں مذکور تھیں وہ بھی آپ میں بخوبی ظاہر تھیں۔ (۵۰) یعنی کبوتر کے بیضہ کے برابر آپ کے شانہ پر شاہی مہر ہوگی اور آپ اس کو مہر نبوت سے تعبیر فرماتے تھے (۵۱) اور یہ کہ آپ نئے نام سے پُکارے جائیں گے چنانچہ آپ کا اسم مبارک محمد تھا کہ یہ نام آپ کے اجداد میں کسی کا بھی نہ ہوا تھا۔ اس کے علاوہ آپؐ کا نام احمد بھی تھا۔ اس کے ساتھ بھی آپؐ سے پہلے کوئی موسوم نہیں ہوا تھا (۵۲) اور یہ کہ خدا تعالیٰ سے مشورہ کریں گے اس لئے کہ آپ دعوے سے کہتے تھے کہ میں کوئی بات اپنی خواہش نفسانی کے موافق نہیں کہہ دیا کرتا ہوں، جو کچھ میں تم لوگوں کو تعلیم کرتا ہوں وہ خدا کے پاس سے وحی ہی آیا کرتی ہے۔ (۵۳) اور یہ کہ تمام عالم کے آپ باپ ہوں گے اور یہ بات بھی کچھ جھوٹ نہیں۔ کیونکہ آپ کے متبعین آپ کی اطاعت کے اعتبار سے بیٹوں ہی کی طرح ہیں اور آپ بھی شفقت اور تربیت کے لحاظ سے گویا بالکل باپ ہی ہیں (۵۴) اور یہ کہ آپ امن قائم کرنے والے سردار ہوں گے چنانچہ آپ نے جاہلیت کی لڑائیوں میں جو عرب میں ہوا کرتی تھیں اور جن کا نتیجہ سوائے لوگوں کے ہلاک کرنے کے اور کچھ بھی نہ تھا بالکل مسدود کر دیا۔ رہا آپ کا دشمنوں سے لڑنا۔ وہ محض اس غرض سے تھا کہ وہ دین جس کی نسبت آپ دعوے سے کہتے تھے کہ یہ خدا کا دین ہے محکم ہو جاوے اور عالم میں امن قائم ہو۔ پس یہ تو اس عربی مثل کے موافق ہو گیا جس کا ترجمہ یہ ہے کہ قتل کرنا ہی قتل کرنے کو خوب روکتا ہے یعنی فسادیوں کو قتل کرنے سے اور لوگ محفوظ رہتے ہیں (۵۵) اور یہ کہ آپ کی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حکومت کو دن بدن عروج ہوتا رہے گا چنانچہ یہ کھلی آنکھوں نظر آتا ہے (۵۶) اور یہ کہ آپ کی وجہ سے بہت کچھ امن قائم ہو جائے گا۔ چنانچہ جوں جوں آپ کے مطیعین بڑھتے گئے لوگوں کی حالتیں درست ہوتی گئیں اور جاہلیت کے فتنے مٹتے گئے (۵۷) اور یہ کہ آپ شتر سوار ہوں گے اس لئے کہ آپ اہلِ عرب سے ہیں جو لوگ بڑے شتر سوار مشہور ہیں جس طرح کہ عیسیٰ علیہ السلام دراز گوش پر سوار ہونے والے ہیں۔ (۵۸) اور یہ کہ آپ کے تسلط کے بعد بُت ٹوٹ جائیں گے اور زمین پر پھینک دیئے جائیں گے جیسا کہ آپ نے اس وقت کیا جب کہ مکہ فتح ہوا اور آپ کعبہ پر سے گراتے جاتے تھے اور بت شکست ہو رہے تھے اور جو کچھ یوحنا کے خواب کے بیان میں ہے وہ بھی آپ پر صادق آتا ہے (۵۹) کہ آپ امین کے لقب سے مشہور ہوں گے۔ چنانچہ آپ اس نام سے دعویٰ رسالت کے قبل ہی مشہور ہو چکے تھے اور آپ کو لوگ محمد امین کہا کرتے تھے۔ (۶۰) اور یہ کہ آپ کا حکم کرنا اور جنگ کرنا عدل پر مبنی ہو گا۔ چنانچہ آپ کو ہم نے ایسا ہی پایا حتیٰ کہ آپ نے اپنی اُمت پر یہ بات فرض کر دی کہ اپنے پر یا اپنی اولاد ہی پر کیوں نہ حکم کرتا ہو لیکن کسی طرح اُس کے ہاتھ سے عدل نہ جانے پاوے علیٰ ہذا القیاس۔ آپ کا جنگ کرنا بھی محض عدل کے موافق تھا کیونکہ عہد کرنے کے بعد بد عہدی جانتے ہی نہ تھے اور نہ جہاد میں کسی عورت اور بچے کو قتل کرتے تھے اور نہ کسی ایسے کو مارتے تھے جو لڑائی لڑنے اور تدبیر بتانے سے عاجز ہو اور نہ اُس شخص کو مارتے تھے جو اپنے زعم کے موافق گوشہ عبادت میں بیٹھا ہو۔ (۶۱) اور یہ کہ آپ کے لشکر کا لباس سفید اور پاکیزہ ہو گا جیسا کہ ہم دیکھتے ہیں کہ آپؐ کو سفید لباس اور سب لباسوں سے زیادہ پسند تھا اور آپؐ کی امت نے بھی اسے اختیار کیا ہے اور جمعہ کے روز گویا جو مسلمانوں کی ہفتہ وار عید ہے آپ کی شریعت میں سفید لباس پہننا بہت مناسب خیال کیا گیا ہے (۶۲) اور یہ کہ آپ کے منہ سے ایک تیغ رواں نکلے گی تاکہ آپ لوگوں کو اس سے ماریں یہ آپؐ کے لائے ہوئے قرآن پر پورے طور سے منطبق ہے کیونکہ آپ نے عرب کے لوگوں کو اُس کے مقابلہ کرنے سے عاجز کیا گیا بلکہ سچ پچ اس سے انہیں تو مار ہی دیا۔ (۶۳) اور یہ کہ پرندے ان بادشاہوں کا گوشت کھائیں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گے جو آپ سے لڑ کر مقتول ہوں گے۔ یہ بات بھی سب جانتے ہیں کہ آپ نے کتنے ہی میدانوں کو بادشاہوں کی لاشوں سے بھر دیا اور انہیں پرندوں کی خوراک بنا دیا۔

(۶۴) اور یہ کہ شاہان روئے زمین مع اپنے خدم و حشم کے اتفاق کر کے آپ سے جنگ کریں گے۔ پس شاہان خیبر اور عرب کی دیگر قوموں کا متفق ہو کر آپ سے مقابلہ کرنا اس کی کافی شہادت ہے اور آپ کے مطیعین پر وہ مضمون بھی جو مزامیر میں ہے صادق آتا ہے۔

(۶۵) یہ کہ ان کے پاس دو دھاری تلوار ہوگی اور بڑے بڑے جابروں سے انتقام لیں گے۔

(۶۶) اور یہ کہ بادشاہوں کو طوق اور زنجیروں میں گھسیٹیں گے۔ پس بلاشک یہ دونوں باتیں بھی وہ لوگ کر چکے ہیں۔ (۶۷) اور یہ کہ وہ لوگ اپنی خوابگاہوں میں خوش خوش آرام کریں گے۔ چنانچہ ان کا طریقہ یہ ہے کہ وہ سوتے وقت یاد خدا سے اپنا جی خوش کیا کرتے ہیں یہاں تک کہ سو جاتے ہیں۔ www.KitaboSunnat.com

(۶۸) اور یہ کہ ہر وقت خدا کی عظمت بیان کریں گے پس اس کی مصداق ان کی نماز ہے کہ اس سے پہلے بھی اذان میں تکبیر کہتے ہیں اور بغیر تکبیر کے تو اُن کی نماز شروع ہی نہیں ہوسکتی۔ اس کے علاوہ ایک رکن سے دوسرے رکن کی طرف منتقل ہوتے وقت بھی وہ تکبیر کہتے ہیں اور عیدالاضحٰے کی تکبیرات تو مشہور ہی ہیں۔ بہر حال اُن کی نماز کے ہر ہر فعل سے خدا تعالےٰ کی عظمت ظاہر ہوتی ہے اور ان پر وہ مضمون بھی صادق آتا ہے جو تثنیہ میں ہے۔ (۶۹) یہ کہ خدا تعالےٰ بنی اسرائیل کو ان سے غیرت دلائے گا اور ایک جاہل فرقہ سے ان کو غیرت دلا کر غضبناک کرے گا اس لئے کہ قوم عرب محمد صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی رہنمائی سے پہلے نہایت ہی جاہل تھی سوائے بت پرستی کے اسے کسی دین کی خبر ہی نہ تھی اور اس وقت کے یہود کا حسد مسلمانوں کے ساتھ مشہور ہے۔ (۷۰) اور یہ کہ وہی لوگ ایسے ہوں گے جنہیں بے مانگے مراد ملے گی۔ اس لئے کہ انہوں نے کسی شریعت کی درخواست نہیں کی تھی اور محمد صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے شہر مکہ پر وہ مضمون جو اشعیا میں ہے صادق آتا ہے (۷۱) اور یہ کہ وہ بانجھ ہوگا کیونکہ بعد اسماعیل علیہ السلام کے اس میں کوئی نبی نہیں ظاہر ہوا تھا۔ (۷۲) اور وہ وحشی (یعنی خانماں برباد) عورت کے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیٹے یہی عرب کے لوگ ہیں کیونکہ یہ ہاجرہ علیہا السلام کی اولاد میں ہیں جو بمنزلہ مطلقہ کے ہو رہی تھیں اور دوسرا قرینہ اس کا یہ ہے کہ اسمٰعیلؑ کے حق میں یہ واقع ہوا ہے کہ وہ وحشی[ل] آدمی ہوں گے۔ جیسا کہ سفر تکوین میں مذکور ہے اور شوہر والی عورت کے بیٹوں سے سارا علیہا السلام کی اولاد مراد ہے۔ پس مکہ کو جو بانجھ عورت کے لقب سے پکارا گیا ہے اس خطاب کرنے کا راز ظاہر ہو گیا کہ تو خدا تعالےٰ کی پاکی اور وحدانیت بیان کرے گا اور شکر کا اظہار کرے گا۔ کیونکہ خانماں برباد ہاجرہؑ کی اولاد سے جو بمنزلہ مطلقہ کے ہو رہی تھیں، بتھیرے سارہؑ کی اولاد سے افضل نکلے جو شوہردار کے مبارک لقب سے یاد کی جاتی تھیں۔ (۳۶) اور یہ کہ محمد صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے طفیل سے مکہ کو جو وسعت حاصل ہوئی ہے وہ عبادت گاہوں میں سے کسی کو بھی حاصل نہ ہوئی ہو گی۔ (۳۷) اور ہر سال قربانیاں لے جانے کی وجہ سے جو مکہ کی توقیر بڑھی ہے وہ شاید ہی کسی عبادت گاہ

[ل] ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آج کل جو اس موقع پر انجیل میں لفظ وحشی پایا جاتا ہے وہ تحریف ہے، بجائے اس کے شاید کوئی اور لفظ ہو گا۔ چنانچہ مولوی رحم الٰہی صاحب نے ایک دوسری بشارت کے ذیل میں براہین رحمیہ میں اس کی تصریح کر دی ہے ہم اُن کی عبارت نقل کرتے ہیں اس سے ایک اور بشارت بھی معلوم ہو جائے گی۔ صحیفہ یسیعیاؑ باب ۲۸، درس ۱۱۔ ہاں وہ وحشی کے سے ہونٹوں اور اجنبی زبان سے اس گروہ کے ساتھ باتیں کرے گا اور پیدائش کے سولھویں باب کے درس ۱۲ میں نسبت اسمٰعیل علیہ السلام کی مذکور ہے کہ وہ وحشی آدمی ہو گا اس کا ہاتھ سب کے اور سب کے ہاتھ اس کے برخلاف ہوں گے اور وہ وحشی نعوذ باللہ من التحریف یعنی اسمٰعیل علیہ السلام عربی اللسان تھے اور کلام اللہ اور کلام محمد رسول اللہ عربی ہے نہ انجیل مسیح اور نہ زبان مسیح علیہ السلام انتہی۔ مولوی صاحب کا مطلب یہ ہے کہ درس ۱۲ میں وحشی تحریف ہے۔ لیکن خیر ہمارا اصل مطلب اب بھی ثابت ہو جائے گا۔ کیونکہ جب وحشی اسمٰعیل علیہ السلام کا وصف ٹھہرا تو درس ۱۱ میں وحشی کے سے ہونٹوں اور اجنبی زبان الخ سے مراد اسمٰعیلؑ کی زبان ہو گی اور ان کی زبان عربی تھی۔

پس اس کے بولنے والے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں نہ کہ عیسیٰ علیہ السلام اور اس زبان میں جو کتاب الٰہی نازل ہوئی وہ قرآن شریف ہے نہ کہ انجیل کیونکہ وہ عبری تھی ۱۲ مترجم

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو نصیب ہوئی ہو۔

پس یہ فرقہ رسل ماضیہ کی بتلائی ہوئی علامتوں کو محمد صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم اور آپ کے مطیعین کے حالات سے مقابلہ کر چکا اور بلا استثناء تمام علامتیں آپ کے حالات پر منطبق آئیں اور علامتیں بھی ایک دو نہیں ستر ۷۰ سے بھی کچھ زیادہ اور پھر ستر کا عدد بھی کثرت کے اظہار میں بہت کچھ بڑھا ہوا۔ یہاں تک کہ مبالغہ کے موقع میں زبان زد ہے تب تو ان میں سے ایک دوسرے سے یوں کہنے لگا کہ جب سے کہ یہ علامتیں کتب سابقہ میں بیان کی گئی ہیں اس زمانہ سے آج تک کوئی ایسا رسول محمد صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم سے قبل نہیں گزرا کہ جس میں آپ کی طرح ساری علامتیں موجود ہوتیں۔ اگرچہ بعض رسولوں میں کچھ کچھ علامتیں پائی بھی گئیں لیکن اس کے ساتھ ہی یہ بھی ہوا ہے کہ بعض علامتیں باقی بھی رہ گئی ہیں اور یہ نوبت نہیں آنے پائی کہ ساری علامتوں کے جامع ہونے کا اطلاق ان پر ہو سکے۔ کیونکہ اُن کے حالات اور علامات میں کچھ نہ کچھ مخالفت اور منافات ہمیشہ پائی گئی۔ مثلاً یہ بات پائی گئی کہ نیکی کو پسند اور گناہ کو ناپسند کرتے تھے۔ لیکن سلاطین ان کے مطیع نہیں ہوئے۔ اور نہ انہوں نے لوہے کی چھڑی سے لوگوں کو راہ راست پر چلایا اور نہ وہ دشمنوں سے بڑے لڑنے والے نکلے۔ اسی طرح اور علامتوں کا حال سمجھئے اور پھر اُن سب علامتوں کا باوجود اپنی کثرت اور گوناں گوں ہونے کے محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں محض اتفاقی طور پر جمع ہو جانا کسی طرح عقل میں نہیں آتا۔ اور کوئی منصف ان سب کے اتفاقی طور پر مجتمع ہونے کا ہرگز قائل نہیں ہو سکتا۔ ہاں! کوئی اپنی وقعت ثابت کرنے کے لئے یا عداوت کی راہ سے کہہ دے تو بات ہی دوسری ہے۔

پھر بعد اس کے کہ اتنی زیادہ علامتیں محمد صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم میں مجتمع ہو جائیں اور اس بات کا کوئی عقلی یا عرفی مانع بھی نہ پایا جاوے اور نہ عادت یا شرع کی مخالفت لازم آئے کہ جن کی نسبت یہ علامتیں بتلائی گئی تھیں وہ آپ ہی ہیں تو اب بھی اگر کوئی یہ کہے کہ شاید وہ کوئی دوسرے شخص ہوں گے جو ابھی آئے نہیں آئندہ آئیں گے تو یہ بات ناعاقبت اندیشی اور عداوت پر مبنی نہیں تو اور کیا ہے اور ایسا کہنا محض لغو اور سراسر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بے سود ہے اور یہ کہہ کر ایسے شخص کی اطاعت سے جس میں کہ ساری علامتیں متحقق ہو چکیں روگردانی کرنا اور کسی دوسرے کا انتظار کرنا جس کی آمد مشکوک اور محض ایک گمان ہی گمان ہو نہایت بے عقلی کی بات ہے۔

بھلا غور تو کیجئے کہ اگر کوئی شخص اپنے نوکر کو ایک خط دے کر اس سے یہ کہہ دے کہ اُس شخص کو دے دینا جو تھوڑے عرصہ میں تیرے پاس آئے گا اور کہے گا کہ میں ہی وہی شخص ہوں جسے کہ تیرے مالک نے خط دلوایا ہے اور اُس کو اُس شخص کی چند علامتیں بھی بتلا دے جن کا دو آدمیوں میں بھی مجتمع ہو جانا عقل کے نزدیک مستبعد خیال کیا جاتا ہے اور پھر وہ شخص نوکر کے پاس آکر اس کے مالک کے بتلانے کے موافق وہ خط طلب کرے اور نوکر اس میں اپنے مالک کی بتلائی ہوئی علامتیں دیکھنے پر بھی اُسے خط نہ دے اور اس نہ دینے کی وجہ یوں بیان کرے کہ شاید میرے مالک کا بتلایا ہوا شخص تو نہیں ہے کوئی اور ہو گا۔

اب بتلائیے کہ کونسا ایسا عاقل ہو گا جسے اس بات میں ذرا بھی شبہ ہو کہ اس نوکر نے اپنے مالک کے کہنے پر عمل نہیں کیا اور سزا کا مستحق ٹھہرا اور محقق بات کو چھوڑ کر ایک امر موہوم کا منتظر ہو بیٹھا جس کی وجہ سوائے اس کے وسوسہ یا ایسی ہی کوئی دوسری شے کے اور کیا ہو سکتی ہے۔ پس ہم لوگ بھی محمد صلی اللہ تعالے علیہ وسلم پر ساری علامتیں منطبق ہونے کے بعد بھی اگر آپ کا اتباع نہ کریں اور کسی دوسرے کا انتظار[۱] کرنے لگیں (خصوصاً ایسی حالت میں کہ جب سینکڑوں برس کا زمانہ گزر بھی گیا ہو اور کوئی دوسرا نہ آیا ہو) تو بے شک عقلِ سلیم ہم کو بھی اسی نوکر کی طرح راہ راست سے منحرف

---

[۱] مترجم کہتا ہے کہ علاوہ علامات مذکورہ کے کتب سابقہ (بیبل) سے بعثت محمد مصطفٰے صلی اللہ تعالے علیہ وسلم کے زمانہ کا پتہ بھی لگتا ہے۔ چنانچہ جناب مولوی رحم الٰہی صاحب نے اپنی کتاب براہین رحمیہ کے باب فصل سوم میں صـ۶۳ سے لے کر صـ۹۳ تک اس بحث کو نہایت تفصیل کے ساتھ لکھا ہے اور متعدد بشارات بیبل سے زمانہ بعثت رسول اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو بخوبی ثابت کر دکھایا ہے بخوف طوالت میں اس کو یہاں نقل نہیں کر سکتا شائقین اس میں دیکھ لیں۔ ۱۲ مترجم ∴

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہونے والا ٹھہرانے میں تامل نہ کرے گی ۔ پس اگر بعد اس بات کے بھی محمد صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم صادق ٹھہر چکے اور اُن میں ساری علامتیں بھی ہم لوگوں نے دیکھ لیں ہم آپ کی تصدیق نہ کریں اور کسی دوسرے کے انتظار میں رہیں تو بتلائیے کہ اپنے رب کو ہم کیا جواب دے سکتے ہیں ۔ کیا اللہ سبحانہٗ کے سامنے جس سے ایک ذرہ بھی مخفی نہیں یہ کہہ دیں گے کہ آپ کی بتلائی ہوئی علامتیں محمد صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم پر منطبق نہیں ہوئیں اور اس طرح جھوٹ بول کر نجات پا جائیں گے ؟ یا ہم یہ کہہ سکیں گے کہ ہم نے تو اُن کی تصدیق اس وجہ سے نہیں کی تھی کہ ہمیں انتظار تھا کہ اُن کے بعد کوئی دوسرا شخص آئے گا اور پھر اگر خدا ہم سے پوچھنے لگے کہ ایسا تم نے کیوں کیا اور کس دلیل سے تم اُن کی تصدیق چھوڑ کر کسی دوسرے کے منتظر بن بیٹھے تو بھلا سوائے اس کے ہم کیا جواب دے سکتے ہیں کہ صاحب اب تو ہم نے ایسا ہی کیا محقق امر کو چھوڑ دیا اور امر موہوم کا انتظار کرنے لگے اور کیا ایسا جواب دینا ہمیں نجات دلانے کے لئے کافی ٹھہر سکتا ہے ؟ ہرگز نہیں پس ہمارے حق میں ٹھیک بات یہی ہے کہ محمد صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کا اتباع اختیار کریں اور آپ کے دعویٰ کو سچ جانیں اور اگر اس طور پر جیسے کہ حق پر استدلال کرنے کے لئے کبھی محال بھی فرض کر لیا جاتا ہے ہم یہ بھی فرض کر لیں کہ محمد صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم وہ شخص نہیں ہیں جن کی خدا اور اس کے رسولوں نے علامتیں بتلائی تھیں اور آپ میں علامتیں جمع ہونے پر ہم چوک بھی جائیں تو بے شک ہم کو عذر کرنے کا موقع مل سکتا ہے اور ہم اس وقت اپنے رب سے یہ کہہ سکتے ہیں کہ اے ہمارے رب ! تجھے تو سب کچھ معلوم ہے تو سچے اور جھوٹے رسولوں سے بھی خُوب واقف تھا اور سارے آئندہ واقعات کی بھی تجھے پوری پوری خبر تھی ۔ پس جب تو یہ جانتا تھا کہ اس سچے رسول سے پہلے جس کی علامتوں سے تو نے ہمیں اپنے رسولوں کے ذریعہ سے مطلع کیا تھا کوئی جھوٹا مدعی نبوت بھی ہوگا کہ جس میں ساری بتلائی ہوئی علامتیں پائی جائیں گی تو کیا تیری حکمتِ کاملہ اور مہربانی اور رحمت کا یہ مقتضیٰ نہ تھا کہ انہی رسولوں کے ذریعہ سے اس جھوٹے شخص سے بھی آگاہ کر دیتا اور زیادہ نہ سہی ایک ہی آدھ کوئی ایسی علامت بتلا دیتا جس سے ہم سمجھ لیتے کہ یہ شخص سچا رسول نہیں ہے اور ہمیں سچے اور جھوٹے کا پتہ لگ جاتا ۔ اچھا اسے بھی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جانے دیجئے۔ وہ رسول جہاں انہوں نے اور ساری علامتیں بتلائی تھیں اتنا اور کہہ دیتے کہ ایک جھوٹا مدعی نبوت بھی ہوگا جس میں یہ سب علامتیں موجود ہوں گی اُس سے ذرا ہوشیار رہنا۔ پس اے ہمارے رب! جب ان باتوں سے ہم کو کچھ بھی نہیں بتلایا گیا تو تیری حکمت کا تو صاف یہی مقتضیٰ ہے کہ تو مواخذہ کرنے سے ہم کو معاف رکھے گا اور اپنے مقصود کے خلاف اس دوسرے رسول کی اطاعت کرنے سے ہم کو عذاب نہ دے گا۔ کیونکہ ہمارا تو کھلا ہُوا عذر ہے۔ لیکن یہ بات تو ہو ہی نہیں سکتی۔ خدا لوگوں کو دھوکے میں ڈالنے سے پاک اور مبرا ہے۔ اس لئے کہ دھوکہ میں ڈالنا اس کی حکمت کے نقصان کا باعث ہے اور اس کی حکمت میں سارے نقصانات محال ہیں۔ پس نتیجہ یہ نکلا کہ خدا تعالےٰ کا بندوں کو دھوکہ میں ڈالنا بھی محال ہے اور کسی طرح نہیں ہوسکتا۔

پس اگر ان علامات سے سوائے محمد صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے کسی اور کا بتلانا مقصود ہوتا تو ہم ایسی حالت میں ضرور دھوکے میں پڑتے اور ابھی ثابت ہوچکا ہے کہ خدا کے بندوں کو دھوکے میں ڈالنا ممکن ہی نہیں۔ پس یقینی طور پر معلوم ہوگیا کہ سوائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی اور مراد نہیں ہوسکتا آپ ہی مراد ہیں جس میں ذرا بھی شک وشبہ نہیں۔ پس ہم نے ان دلیلوں پر نہایت اطمینان سے اعتماد کر کے محمد صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی تصدیق کرلی اور آپ کے مطیع بن گئے کیونکہ ان دلیلوں کو دیکھ کر ہماری صریح عقلوں نے صاف یہی حکم دیا کہ آپ کسی طرح جھوٹے نہیں ہوسکتے۔

کتب سابقہ کی وہ علامتیں جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانے کے بعد ظاہر ہوئیں

مَیں کہتا ہوں کہ اگر اس فرقہ کو اس کے سوا اور علامتیں بھی جو انہی کتب سابقہ میں موجود ہیں دیکھنے کا موقع ملتا جو آپ کے زمانے کے بعد آج تک ظہور پذیر ہوتی رہیں تو ان کو ان سب علامتوں کے پورے ہونے سے بڑی خوشی حاصل ہوتی اور مخالفین کے مقابلہ میں ان کی دلیل اور بھی قوی ہوجاتی۔

بیان اس کا یہ ہے کہ آپ پر وہ مضمون بھی صادق آتا ہے جو مزامیر (زبور) میں ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۷۵) اور یہ کہ بہت سی قومیں آپ کے تحت تصرف میں ہو جائیں گی۔ چنانچہ فارس، روم بربر اور اُن کے علاوہ اور لوگ بھی آپؐ کی امت کے مطیع بن گئے اور ان کے ممالک پر ان کا تسلط ہوگیا اور اس موقع پر یہ نہ کہئے گا کہ یہ تو آپ کی اطاعت نہ ہوئی بلکہ آپ کی امت کی اطاعت ہوئی اس لئے کہ یہ مجازاً تعبیر کہا گیا ہے ایسی تعبیرات رسولوں کی کتابوں میں بہت ملیں گی۔ اسی کو نہ دیکھئے کہ خدا نے بنی اسرائیل سے جبکہ انہیں مصر سے نکالا ہے یہ وعدہ کیا تھا کہ انہیں بیت المقدس کا مالک بنا دیا گیا اور پھر صرف ان کی اولاد کو مالک بنایا تھا کیونکہ خود وہ لوگ جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ نکلے تھے وادی تیہ میں ہی ہلاک ہو چکے تھے جیسا کہ اُن کتابوں سے معلوم ہوتا ہے۔ علاوہ اس کے اس مجاز کی اور بہت سی نظیریں ملیں گی۔

(۷۶) اور یہ کہ آپ کے بیٹے اپنے آباء کے عوض میں زمین میں سردار بنیں گے۔ چنانچہ آپ کی اولاد میں سے بتہیرے یمن حجاز اور عرب وغیرہ میں سردار گزرے ہیں اور ان کے بیٹے ان کے قائم مقام بنے ہیں (۷۷) اور یہ کہ آپ کا نام ہر دور میں برابر لیا جائیگا چنانچہ باوجود اتنی زمانہ منقضی ہونے کے آپ کی امت کے درمیان اذان میں نماز میں ہر خطبہ کے افتتاح میں ہر دعا کے خاتمے میں آپ کا برابر نام لیا جاتا ہے۔ (۷۸) اور یہ کہ مختلف فرقے آپ کی ثناء کریں گے۔ چنانچہ آپ کی امت سے عرب، ترک۔ فارس ہند۔ داغستان۔ افغان۔ قزاق اور بربر سوڈان وغیرہ کے فرقے اپنی اپنی زبانوں میں آپ کی توصیف و ثنا کرتے ہی ہیں۔ (۷۹) اور یہ کہ آپ ہمیشہ بابرکت رہیں گے اور آپ اس زمانہ تک بابرکت کے متعدد معانی میں سے جس لحاظ سے ہم دیکھیں برابر بابرکت ہی رہے ہیں اور جو کچھ بخت نصر کی خواب کی تعبیر دانیالؑ نے بتلائی ہے وہ بھی آپ پر صادق ہے (۸۰) اور یہ کہ آپ کو اور آپ کے متبعین کو حکومت ملے گی۔ چنانچہ مسلمانوں کا شرق سے لے کر غرب تک خصوصاً بلاد فارس پر جس کے بارہ میں یہ خواب تھا تھوڑے ہی زمانہ میں تسلط ہوگیا۔ (۸۱) اور یہ کہ آپ کی مثال اس پتھر کی سی ہے کہ جو کسی پہاڑ سے جدا ہوگیا ہو اور پھر اس نے ٹھیکری لوہے۔ تانبے۔ چاندی اور سونے کو پیس ڈالا ہو ان سے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مراد فارس کی سلطنتیں ہیں جن کا تاریخ سے پتہ چلتا ہے کیونکہ وہ آپ کی اُمت کے زمانہ میں بالکل پس گئیں اور نیست و نابود ہوگئیں کسی کا نشان بھی باقی نہیں رہا (۸۲) اور یہ کہ آپ کی مثال اس پتھر کی سی ہے جو پہاڑ بن گیا ہو اور اس نے بہت کچھ زمین گھیر لی ہو چنانچہ آپ کی امت کا تسلط عظیم اسی قبیل سے ہے اور آپ کی شریعت پر وہ مضمون صادق آتا ہے جو متی میں ہے (۸۳) اور یہ کہ اللہ تعالےٰ کا ملکوتی حکم اُس رائی کے دانہ کے مشابہ ہوگا کہ جیسے کسی آدمی نے لے کر کھیت میں بویا ہو اور پھر وہ بڑھ کر بڑا سا درخت بن گیا ہو۔ پس اسی طرح آپ کی شریعت کا حال ہُوا کہ پہلے نہایت ضعف کی حالت میں تھی اس لئے کہ آپ مختلف فرقوں اور بادشاہوں کے خلاف تن تنہا کھڑے ہو گئے تھے اور اُس کے رفیع الشان بنانے میں آپ نے کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہیں ہونے دیا۔ یہاں تک کہ یہ نوبت پہنچی کہ آپ کے دین کی مدد ہوئی آپ کی شریعت کو شیوع نصیب ہوا اور وہ بہت کچھ بڑھ گئی اور اس کے عروج کا پایہ نہایت بلند نظر آنے لگا۔ خصوصاً اس حالت کے بعد تو کچھ پوچھنا ہی نہیں جب کہ آپ کی امت کے علماء نے اس کی تشریح کی۔ اس سے احکام مستنبط کئے اور اس کے حلال و حرام کو واضح کر دیا۔

(۸۴) اور یہ کہ شریعت غیر قوموں سے چھین کر آپ کی امت کو دے دی جائے گی جو اس کے ثمرات کے موافق عملدرآمد کرے گی۔ پس ظاہر ہے کہ آپ کی شریعت ایسی ہے کہ احکام۔ عدل اور آداب کے اعتبار سے کوئی شریعت اُس کے ہم پلہ نہیں اور آپ کے متبعین اعتقاد اور عمل دونوں کے لحاظ سے اس کا اہتمام کرتے ہیں اور جو مضمون مزامیر میں ہے وہ آپ پر صادق آتا ہے۔ (۸۵) یہ کہ آپ ایک بحر سے لے کر دوسرے بحر تک مالک ہو جائیں گے۔ چنانچہ آپ کی امت بحر ہند سے لے کر بحر طنجہ کے اس سرے تک مالک ہو چکی۔ (۸۶) اور یہ کہ آپ نہر سے لے کر زمین تک (یعنی خشکی) کے سرے تک مالک بن جائیں گے۔ پس آپ کی امت نہر اردن سے لے کر جو داؤد علیہ السلام کے زمانہ میں بنی اسرائیل کے نزدیک بڑی ہی مشہور نہر تھی بلاد غرب کی انتہا تک مالک رہ چکے اور یہی زمین کا سرا ہے کیونکہ خشکی یہیں ختم ہوتی ہے اس

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے بعد بحر اوقیانوس جنوبی شروع ہوتا ہے اور جو مضمون اشعیا میں مذکور ہے وہ بھی آپ کی امت پر صادق آتا ہے۔ (۸۷) کہ ان[1] لوگوں کی (یعنی مسلمانوں کی) تلوار اور تیر و کمان سخت

---

[1] جناب مولوی رحم الٰہی صاحب کی تحقیق کے موافق چونکہ مصنف حمیدیہ سے اس مقام (بشارت ۸۷، ۸۸) پر تسامح واقع ہوا ہے اس لئے ہم انہی کی کتاب براہین رحمیہ سے نقل کرتے ہیں (صفحہ براہین ۱۵) ترجمہ بیبل ہندی مطبوعہ مرزاپور ۱۸۶۷ء صحیفہ یسیعیاہ (اشعیا) باب ۲۱ ترجمہ ۱۸۱۱ء) النبوۃ فی العرب و بنی قیدار پہلے باب کی دوسری فصل میں اُن درسوں کا ہی بیان ہو چکا ہے اور خلاصہ اس کا یہ ہے کہ جن کا ذکر پاک اس بشارت کے پہلے درسوں میں ہے۔ ان شتر سوار کے وطن کا بیان ان درسوں میں ہے یعنی عرب میں پیدا ہوں گے اور نبوت بھی آپ کی عرب میں ہی ہوگی اور آپ قیداری ہوں گے یعنی سیدنا ذبیح اللہ اسمٰعیل علیہ السلام کے بیٹے قیدار کی اولاد میں آپ پیدا ہوں گے۔ یہ تیرھویں درس کا بیان ہُوا۔ ترجمہ بیبل ہندی مطبوعہ مرزاپور ۱۸۶۷ء درس (۱۴) پانی لیکر پیاسے کا استقبال کرنے آؤ۔ اے تیما کی سرزمین کے باشندو! روٹی لیکر بھاگنے والے کے ملنے کو نکلو درس (۱۵) کیونکہ وہ تلواروں کے سامنے سے ننگی تلوار سے اور کھینچی ہوئی کمان سے اور جنگ کی شدت سے بھاگے ہیں درس (۱۲) خداوند نے مجھے یوں فرمایا ہنوز ایک برس ہاں مزدور کی سی ٹھیک ایک برس میں قیدار کی حشمت جاتی رہے گی درس (۱۷) اور تیراندازوں کے جو باقی رہے قیدار کے بہادر لوگ گھٹ جائیں گے کہ خداوند اسرائیل کے خدا تعالےٰ نے یوں فرمایا ہے۔ انتھی چودھویں درس میں ذکر ہجرت سید الرسل ﷺ طیبہ یعنی مدینہ منورہ کی جانب ہے اور آپ کو اس سفر میں شدت تشنگی پیش آئی تھی اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے بکری کے دودھ پر دا ہے سے دُہا کر لسی بنا کر جان عالم حیات بخش انس و جان کو پلائی ہے اور موافق ارشاد اسی درس کے اے تیما کی سرزمین کے باشندو! روٹی لے کر بھاگنے والے کے ملنے کو نکلو اور پیاسے کا استقبال کرو آؤ۔" جن دنوں میں کہ آپ کی مدینہ منورہ میں آمد آمد کی خبر گرم تھی تیما یعنی طیبہ والے ہر روز آپ کے استقبال کے واسطے آتے اور مکہ معظمہ کے راستہ پر منتظر طلوع روشنی جمال احمدی کے پہر دن چڑھے تک بیٹھے رہتے الخ درس (۱۵) کیونکہ وے تلواروں کے سامنے سے الخ میں بیان

(باقی حاشیہ اگلے صفحہ ۷۸ پر)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لڑائی کے سامنے دشمن بھاگ کھڑے ہوں گے (۸۸) اور یہ کہ قیدار کی عظمت جو عرب کے مورث اعلیٰ ہیں نیست و نابود ہو جائے گی اور ان کمانوں کی تعداد گھٹ جائے گی اور یہ بات آپؐ کی امت کے غالب ہونے سے صادق ہوئی جن کی باہم اعانت کرنے کی بنا محض اتحاد دین ہے نہ علاقہ قومیت اور آپ پر یہ بھی صادق ہے کہ (۸۹) آپ کی وجہ سے اندھی آنکھیں اور بہرے کان کھل جائیں گے اور اس سے آپ کی شریعت کی بدولت ان جاہل قوموں ہدایت پانا مراد ہے (۹۰) اور یہ کہ خشک صحراؤں میں چشمے پھوٹ نکلیں گے اور میدانوں میں نہریں جاری ہو جائیں گی اور ریگستانوں کے باغ لہلہاتے ہوں گے اور جن میدانوں میں وہ لوگ پیاسوں مرا کرتے تھے وہاں پانی کے چشمے بہیں گے اور یہ اس طرح صادق ہے کہ خلفاءؓ نے راہ حجاز میں تالاب تعمیر کرائے اور نہریں جاری کیں (۹۱) اور یہ کہ وہاں ایک کوچہ یا راہ ہوگی جو مقدس کہلائے گی۔ یہ اس طرح کہ اس کے مذہب کے موحد جو شرک سے مقدس اور پاک ہیں اس میں گزرتے ہیں۔ (۹۲) اور یہ کہ اس میں کوئی ناپاک نہ چلے گا۔ چنانچہ مشرکین کو اس کی اجازت نہیں ہے (۹۳) اور اس میں چلنے والا اس وجہ سے کبھی راستہ نہ بھولے گا کہ اس میں بہت سے نشانات ہوں گے اور حاجیوں کے آثار

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۔ سے آگے) سبب ہجرت کا ہے اور وہ یہی تھا جو بیان فرمایا ہے اس لئے کہ تمام قبیلے عرب کے آپ کی شہادت میں جو محال ہے شریک ہو گئے تھے اور وہ ہزاروں تلواریں گویا کہ ایک تلوار بن گئی تھی اسی سبب سے جمع کو صیغۂ واحد کے ساتھ تعبیر کیا اور نیز لفظ جمع بھاگے ہیں" مشعر معیت صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ اور ہادی کا بھی ہے درس (۱۶) خدا نے الخ میں اس ارادۂ بد کی سزا کا بیان ہے یعنی ہجرت سے برس روز کے بعد قریش (جو قیدار کی اولاد میں ہیں) اس ارادۂ بد کی سزا پائیں گے اور ہلاک ہوں گے اور مارے جائیں گے۔ چنانچہ پورے برس روز کے بعد ہجرت سے اذن قتال ہوا اور انیسویں مہینے ہجرت رسول الثقلین صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم سے غزوۂ بدر ہوا اور اس میں مکہ والے قریشی مارے گئے اور ہلاک ہوئے اور قید ہوئے اور اللہ کا وعدہ پورا ہوا۔ ومن اصدق من اللہ قیلا ۔ ۱۲

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پائے جائیں گے جو ہزاروں کے ہزاروں ہی ہر سال بغرض حج اس میں چلیں گے (۹۴) اور یہ کہ اس میں اللہ تعالےٰ کے مہمان چلیں گے اور یہ لوگ کعبہ کا حج کرنے والے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کی زیارت کرنے والے ہیں جن کا ہر سال مجمع ہوتا ہے

(۹۵) اور یہ کہ لوگ وہاں سے لوٹتے ہوئے صہیون کو آئیں گے اور وہ بلاد قدسیہ کے شہروں میں سے ایک شہر ہے جو داؤد علیہ السلام کی بادشاہت میں داخل تھا اور اس سے سرحد کے وہ حاجی مراد ہیں جو حجاز کے شہروں سے لوٹ کر اپنے شہروں میں آتے تھے اور انہی میں سے صہیون بھی ہے اور اس طرح کی واپسی اس وقت نہایت ہی ظاہر ہو جاتی ہے جب اُن حاجیوں کو لیا جائے جو بلاد قدسیہ کی جانب واپس ہوتے وقت مزیربت ہو کر آتے تھے جیسا کہ تاریخ سے پتہ لگتا ہے اور اس کے آثار میں سے بڑی بڑی حوضیں جو قدس اور جبرون کے قریب دیکھنے میں آتی ہیں ہمیشہ پائی گئی ہیں۔

(۹۶) اور وہ لوگ گاتے ہوں گے'' اور ان کا گانا یہی اپنے مولا کی اس بات پر یاد کرنا ہے کہ اُس نے ان کو حج کا فرض ادا کرنے اور اپنے نبیؐ کی قبر کی زیارت کرنے کی توفیق دی ہے۔

(۹۷) اور یہ کہ وہ لوگ ابدی خوشی میں ہوں گے اور اس بات سے ہر وہ شخص بخوبی واقف ہے جسے اسلامی فرقہ سے ملنے جلنے کا اتفاق ہوتا ہو کیونکہ وہ دیکھتا ہے کہ حاجیوں کو انتہا درجہ کی مسرت ہوتی ہے جس کا مقابلہ کوئی خوشی نہیں کر سکتی یہاں تک کہ بہتیروں کے نزدیک تو اس کے مقابلہ میں شادی کی خوشی بھی کوئی حقیقت نہیں رکھتی اور لوٹتے وقت حاجیوں کے دل اور اس کے ساتھ ہی ان کے عزیز و اقارب اور دوست و احباب کے دل بھی سرور سے معمور نظر آتے ہیں وہ ہدیئے تقسیم کرتے ہیں دعوتیں کھلاتے ہیں۔ خلاصہ یہ کہ ہر شخص اپنی حسب حیثیت دل کھول کر خیرات اور صدقات کرتا ہے اور حاجیوں کے دل سے تو یہ خوشی مرتے دم تک نہیں جاتی اسی وجہ سے اس کا نام ابدی خوشی رکھا گیا اور جتنی مشقتیں سفر حج میں اٹھائی ہوتی ہیں اتنا ہی اس مبارک سفر کو یاد کر کر کے حاجی لذت حاصل کیا کرتے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ دوبارہ بھی اس نعمت عظمےٰ سے بہرہ یاب ہوں اور اگر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوبارہ بھی وہ کامیاب ہوگئے تو تیسری بار بھی انہیں یہی تمنا ہوتی ہے۔ بہرحال ان کا جی کبھی نہیں بھرتا۔

اگر کوئی کسی حاجی سے جب وہ دوبارہ حج کرنے کا ارادہ کر رہا ہو یہ کہے کہ صاحب آپ تو ایک مرتبہ حج کر چکے بس کافی ہے آپ کا فرض تو ادا ہو چکا تو وہ اس بات کو نہایت تعجب کی نگاہ سے دیکھے گا اور بے ساختہ کہہ اٹھے گا کہ واہ جناب کیا یہ ایسی چیز ہے جس سے آدمی کا جی بھر جائے اور کیا یہ ایسا چشمہ ہے جس سے تشنہ کو سیرابی حاصل ہو جائے اور پھر جی تقاضا نہ کرے۔

اب آپ نے سُن لیا کہ اپنے نبیؐ کی قبر اور کعبہ کی زیارت کی خوشی میں اسلامی فرقہ کا تو یہ حال ہے کہ باوجود اس کے کہ انہیں گراں بار ہونا پڑتا ہے اور قرنطینہ کی مصیبتیں برداشت کرنا پڑتی ہیں اور ان کے مصارف بڑھ جاتے ہیں۔ بکثرت آدمی تلف ہو جاتے ہیں یا ڈاکو گاٹیوں سے نکل کر مار ڈالتے ہیں۔ پھر بھی تمام اطراف عالم سے (جیسے کہ کاشغر۔ بخارا۔ خوارزم۔ افغانستان۔ بلخستان۔ ہند۔ جاوی۔ داغستان۔ کرج۔ قوقاز۔ فارس۔ ردملی۔ انفول۔ بلاد روس۔ عراق۔ عرب۔ یمن۔ سوڈان۔ اندرونی افریقہ۔ مصر اور شام وغیرہ کے) گروہ کے گروہ چلے آتے ہیں۔

دن کو گرمی کی شدت سہتے ہیں، راتوں کو سونا حرام کرتے ہیں میدانوں میں چلنا گوارا کرتے ہیں، بحری سفر کی تکلیفیں اٹھاتے ہیں اپنے اہل وعیال سے جدائی اختیار کرتے ہیں۔ خلاصہ یہ کہ حج کے لئے اپنے کو بڑے بڑے خطرات میں ڈالنا بھی ان کو بہت ہی آسان معلوم ہوتا ہے اور بعض بعض پر یہاں تک نوبت گزر جاتی ہے کہ دو دو سال کے بعد اپنے گھر واپس ہونا نصیب ہوتا ہے اور اتنی مدت کے بعد دوستوں کی صورت نظر آتی ہے اور بہتیرے پیادہ پا بادیہ پیمائی اور دشت نوردی کر کر کے حج کو جاتے ہیں اور یہ ساری مصیبتیں خدا کی رضا اور مغفرت کی طلب میں جھیلنا گوارا کرتے ہیں اور ان کو اس بات کا فخر حاصل ہے کہ وہ پکے دیندار ہیں۔

(۹۸) اور انہیں صہیون کی جانب لوٹنے والوں کی نسبت ان کا یہ قول ہے کہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کے سروں کے اوپر بہت وسروں پایا جائے گا جو حاجیوں کی اس مسرت پر بخوبی صادق آتا ہے جو اُن کو اپنے نبی علیہ السلام کی قبر اور کعبہ مکرمہ کی زیارت سے حاصل ہوتی ہے۔ کیونکہ وہ لوگ خدا تعالیٰ کی اس عطا سے نہایت ہی ہشاش بشاش نظر آتے ہیں اور ان کا یہ قول بھی کہ (۹۹) ان کا غم دور ہو جائے گا۔ ظاہر ہے یعنی اس مبارک زیارت کے حاصل ہونے سے پہلے جو اُن کے دل میں غم والم ہوگا دور ہو جائے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوتا ہے۔ اور ان کا یہ قول بھی صادق آتا ہے (۱۰۰) کہ اُن کی بے سرو سامانی جاتی رہے گی۔ یعنی وہ بے سرو سامانی جو ناداری یا دیگر موانع کی وجہ سے قبل حج انہیں لاحق ہو رہی تھی۔ پس یہ پوری سو علامتیں ہیں کہ محمد صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم اور اُن کی امت کے احوال پر منطبق ہوگئیں اور اہلِ نظر کے لئے ان کا انطباق سپیدۂ صبح کی طرح ظاہر و باہر ہو گیا جس میں تردد کی ذرا بھی گنجائش باقی نہیں رہی۔

اس زمانہ تک آپؐ کی شریعت اور امت کے حسنِ انتظام کے ساتھ رہنے سے آپؐ کے صدق پر ایک عمدہ اور نیا استدلال

مَیں کہتا ہوں کہ اگر یہ لوگ اس زمانہ تک بھی باقی رہتے تو انہیں محمد صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے صدق پر انہی کتب سابقہ سے نہایت ہی واضح طور پر استدلال کرنے کا موقع مل جاتا۔ بیان اس کا یہ ہے کہ انہی کتابوں میں یہ مضمون بھی واقع ہُوا ہے جیساکہ زبور میں موجود ہے کہ "منافقوں کی راہ ماری جائے گی اور سارے جھوٹ بولنے والے ہلاک ہو جائیں گے اور رب کا اسی جانب رخ ہوگا کہ بُرے عمل کرنے والوں کا ذکر زمین سے بالکل مٹا دے گا اور خطا کرنے والوں کی کلائیاں ٹوٹ جائیں گی وہ لوگ ہلاک ہو جائیں گے اور رب کے دشمن جب بڑھنے اور بزرگ ہونے لگیں گے نابود ہو جائیں گے اور دھوئیں کی طرح فنا ہو کر رہ جائیں گے" اب دیکھئے کہ اگر محمد صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو باوجودیکہ تیرہ صدیاں گزر چکی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں لیکن کس دن آپؐ کا ذکر مٹ گیا۔ آپؐ کی امت میں سے آپؐ کے نام لینے والے تو ہزاروں بلکہ لاکھوں ہی موجود ہیں جو اطراف عالم میں شرق سے لے کر غرب تک کیا خشکی اور کیا تری قریب قریب ہر قریہ اور ہر شہر میں نماز اور اس کے علاوہ بتھیری عبادتوں میں رات و دن برابر آپؐ کا ذکر کیا کرتے ہیں اور کوئی منبر یا اذان گاہ ایسی نہ ملے گی جس پہ آپ کا نام نہ پکارا جاتا ہو بلکہ ایسا اتفاق بہت ہی کم ہوتا ہے کہ خدا تعالےٰ کے نام کے ساتھ آپؐ کا نام نہ لیا جاتا ہو اور پھر وہ بھی یوں ہی نہیں اُس کے ساتھ ہی آپؐ کے اسم مبارک کی بڑی تعظیم وتکریم کی جاتی ہے۔ آپ کے لئے بھلائی کی دعا مانگی جاتی ہے۔ آپ کی تعریف زبان پہ اور محبت دل میں جاگزین ہوتی ہے لوگ اپنی جانیں آپ کے اسم شریف پر فدا کرنا اپنا فخر سمجھتے ہیں۔ بہرحال آپؐ کے منصب و مقام کی نگہداشت میں بڑی حفاظت اور رعایت سے کام لیا جاتا ہے اور پھر ہر سال حضرت کی قبر شریف پر سلاطین امراء ذی عزت دولت مند اور فقراء۔ خلاصہ یہ کہ ہر درجہ کے لوگ ہزاروں ہی حاضر ہوتے ہیں آپؐ پر سلام بھیجتے ہیں آپ کی شفاعت کے طالب ہوتے ہیں۔ آستانۂ عالی کو بوسہ دینا اپنے لئے برکت کا باعث خیال کرتے ہیں اور وہاں کی خاک پاک کو اپنے درد کی دوا سمجھتے ہیں۔ شاعروں کے مدحیہ قصیدے اور فصحاء کی تعریفیں آپ کے اوصاف حمیدہ اور حسن وخوبی کے ذکر سے مزین کی جاتی ہیں اور آپؐ کے حضور میں ان کی نذریں گزاری جاتی ہیں۔

آپؐ کی شریعت کو دیکھئے کہ ہمیشہ ذی عزت اور بلند مرتبہ رہی تب اُس کے مدد کرنے والے بکثرت پائے گئے ہیں۔ تمام فرقے اسی کے خوشہ چیں رہے ہیں اسی کے چمکتے ہوئے آفتابوں کی روشنی کے طفیل عرب و عجم کو راستہ سوجھا ہے۔ آپؐ کے متبعین کی طرف نظر اٹھائیے تو خدا کے فضل سے ساری زمین ان سے معمور دکھائی دیتی ہے۔ جو کچھ آپؐ نے سنت و فرض ان کے لئے مقرر کر دیا ہے سب اس کی پیروی میں لگے ہوتے ہیں اگرچہ کہیں کہیں باہم کسی قدر اختلاف کی جھلک بھی معلوم ہوتی ہے لیکن یہ بات مقصود کی توضیح کرتے وقت اس طرح پیدا ہو گئی کہ آپؐ کی شریعت کے بعض احکام کو لوگ مختلف طرح سے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سمجھے ورنہ خدا نخواستہ اصول میں ان میں اختلاف نہیں سب متفق ہیں۔ خدا کی توحید کے قائل ہیں، قرآن کی تصدیق کرتے ہیں، حشر و نشر کو مانتے ہیں، جنت و دوزخ کو تسلیم کرتے ہیں۔ باوجودیکہ اتنا زمانہ گزر گیا لیکن ان کے دل آپ کی محبت اور تعظیم سے مملو پائے جاتے ہیں۔ پس جب یہ حال ہے تو بتلایئے کہ مسلمان کدھر سے ہلاک ہوئے کیونکر ان کی کلائیاں ٹوٹیں اور وہ دھوئیں کی طرح کس طرح فنا ہوئے۔ غایت سے غایت یہ ہُوا کہ کبھی ان کو اس عالم میں کچھ آزمائش اور مصیبت سے سامنا کرنا پڑا جو کہ خدا کی حکمت کے اعتبار سے اس عالم کا ایک خاصہ ہے اور خدا تعالیٰ کی عادت تو بدل ہی نہیں سکتی جو یہ اس سے مستثنٰی ہو جاتے۔

اب رہی یہ بات کہ محمد صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے صدق پر اس فرقہ کا کیونکر استدلال ہو سکتا ہے؟ اس کی تقریر یوں سمجھئے کہ اگر وہ لوگ اس زمانہ تک رہتے تو اس طرح کہتے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے متبعین اگر ان خطاکار، جھوٹوں اور رب کے دشمنوں کے مصداق ہوتے جن کا ذکر مزامیر کے کلام میں ہے تو ضرور یہ ساری مصیبتیں ان کو پیش آتیں۔ خدا ان کے ذکر کو نیست و نابود اور ان کو ہلاک کر دیتا۔ وہ دھوئیں کی طرح فنا ہو جاتی اور ان کی کلائیاں ٹوٹ جاتیں۔ ورنہ لازم آئے گا کہ داؤد علیہ السّلام کی زبانی رب نے جو خبر دی تھی اس کے خلاف واقع ہو۔ لیکن ظاہر ہے کہ خدا نے ان باتوں میں سے ان کے ساتھ کچھ بھی نہیں کیا۔ پس اب بے شک یہ بات معلوم ہو گئی کہ یہ لوگ (یعنی مسلمان) ان خطاکاروں وغیرہ کے ہرگز مصداق نہیں ہو سکتے اور جب یہ لوگ اس کے مصداق نہ ہوئے تو ضرور مطیع سچے اور خدا تعالےٰ کے دوست ہوں گے۔

اب اس وقت اگر ہم ان کی تکذیب کریں گے اور جو کچھ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لائے ہیں اُس کو توڑیں گے تو بلا شک خدا تعالےٰ سے لڑائی کرنے والے ٹھہریں گے جس طرح کہ یہود کے معلم عمالائیل نے حواریین کے حق میں کہا ہے جیسا کہ اعمال رسل میں مذکور ہے کہ اگر وہ (یعنی حواریین کی رائے اور ان کا عمل) خدا تعالیٰ کی جانب سے ہو گا تو اس کے توڑنے پر ہرگز قادر نہ ہو گے تاکہ تم خدا سے لڑائی کرنے والے نہ ٹھہرو۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب اس فرقہ کا استدلال اس طرح مرتب ہو گیا تو تم ان کو ضرور خیال کرد گے کہ وہ بڑے کامل ایمان والے ہیں جنہوں نے آپ کے شبے مٹا لئے اور یہ کہنے لگے کہ خدا تعالٰے شیطان اور خواہشِ نفسانی کا بُرا کرے ہم تعصب سے کیسے چھوٹ گئے ورنہ ہم اپنے خیالات سابقہ کی پابندی کے پیچھے لکیر کے فقیر ہی بنے رہتے۔ بھلا حق بھی کوئی شرمانے کی چیز ہے، عقل ایسی چیز کو کیونکر اختیار کر سکتی تھی جو اگرچہ سردست ہی مل جائے لیکن بالکل بے قدر اور فانی ہو اور ایسی چیز کا ترک کر دینا کیسے مستحسن سمجھ سکتی ہے جو چاہے کچھ لوں بعد ہی ملے لیکن نہایت ہی نفیس اور باقی رہنے والی شے ہو یہ کس طرح زیبا تھا کہ ہم انجام کو نہ دیکھتے اور ناحق طرفداری کے پیچھے غفلت میں پڑے رہنا گوارا کرتے؟ یہ بات ایسی ہے کہ جسے ذرا بھی عقل ہو گی اسے کبھی پسند نہ کرے گا اور ہمارا تو ملجا و ماوی خدا ہی کے پاس ہے۔ پھر ہم کیونکر اس کی طرف متوجہ ہوتے اور یہ بھی ایک کہنے کی بات ہے ورنہ اصل تو یہی ہے کہ خداوند کریم ہی راہ راست دکھاتا ہے۔ کسی دوسرے کی کیا مجال ہے جو کچھ دعویٰ کر سکے۔

چھٹا فرقہ - جو اخلاق و آداب کا فلاسفر تھا ۱۲

اُن میں سے ایک گروہ کے لوگ اخلاق و آداب کے فلاسفر تھے اور شرائع سابقہ سے بخوبی واقف تھے ان کے اسرار و فوائد کی شناخت میں ان کی نظر نہایت ہی دقیق تھی، بڑے باریک بیں تھے۔ ان کو فطرتِ سلیمہ کا بھی بہت کچھ حصہ ملا تھا جس کی بدولت بُرے بھلے کاموں میں اچھی طرح تمیز کر سکتے تھے، انتظام ملکی اور دیگر مختلف اوصاف و امور کے حسن و قبح کو خوب پہچانتے تھے۔

رسالت کی دو قسم کی دلیلیں ہوتی ہیں عقلی اور حسّی

وہ لوگ کہنے لگے کہ یہ تو ظاہر بات ہے کہ خدا تعالےٰ کے ہر رسول کے صدق ثابت کرنے کے لئے دو قسم کی دلیلیں ہوتی ہیں ایک تو وہ دلائل جن کے سمجھنے میں بہت کچھ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عقل درکار ہوتی ہے اسی وجہ سے اگر اُن کو عقلی کہا جائے تو نہایت ہی سزاوار ہے کیونکہ ان کو وہی لوگ سمجھ سکتے ہیں جو نہایت دانشمند اور فہیم ہوتے ہیں اور یہ باتیں نہایت ہی پاکیزہ اصول پسندیدہ طریقے عمدہ حالات فتح پانے والے علوم اور مضبوط دلیلیں ہیں جو رسولوں کے لئے ثابت ہوا کرتی ہیں۔ دوسری قسم معجزہ یا خارق عادت امور ہیں جن کا حواس سے ادراک ہوتا ہے اُس کے طلب کرنے والے دو ہی قسم کے لوگ ہُوا کرتے ہیں یا تو وہ جو پاکیزہ عقلی اصول وغیرہ کے سمجھنے کا سلیقہ نہیں رکھتے اور اس سے قاصر ہوتے ہیں اس وجہ سے ایسی چیز کے طالب ہوتے ہیں جس کو وہ اپنے حواس سے دریافت کر لیں یا وہ لوگ ہوتے ہیں جو باوجود اس نقص کے عناد پر بھی کمر باندھ لیتے ہیں اور ان کا مقصود محض یہ ہوتا ہے کہ ناحق جھگڑا کریں۔

پس وہ اس رسول سے لایعنی باتوں کی فرمائش کیا کرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ ہم آپ پر یوں تو ایمان نہیں لائیں گے۔ ہاں یا تو آپ زمین سے پانی کا چشمہ جاری کر دیجئے یا آپ ایسے باغ کے مالک بن جائیں جس میں کھجوروں اور انگور کے درخت لگے ہوں، جا بجا نہریں بہ رہی ہوں، ورنہ آپ ہمارے اوپر آسمان ہی گرا دیجئے یا خدا اور فرشتوں کو بلا لائیے۔ یا تو ہم دیکھیں کہ آپ کا مکان سونے کا بن جائے یا اور کچھ نہیں تو آسمان ہی پر چڑھ جائیے اور آپ کے چڑھنے کو بھی ہم جب مانیں گے کہ آپ وہاں سے کوئی کتاب لیتے آیئے تاکہ ہم اسے پڑھ بھی لیں۔ اُن معاندوں کا جواب رسول کے پاس یہ ہوتا ہے کہ سبحان اللہ! مَیں تو ایک آدمی ہوں۔ خدا نے مجھے رسول بنا دیا ہے مجھ سے یہ مہمل سوال کیسے؟ مطلب یہ ہے کہ آدمی ہونے کی حیثیت سے مَیں عاجز ہوں۔ یہ سب باتیں خدا تعالےٰ کے اختیار میں ہیں، خدا ہی جب چاہتا ہے اس قبیل کی چیزوں کو ایجاد کر کے میری تائید کر دیتا ہے اور جب اُسے منظور نہیں ہوتا تو کچھ بھی نہیں کرتا۔ یہ ضرور ہے کہ اس نے مجھے منصب رسالت عطا کیا ہے میرا کام اتنا ہے کہ جو کچھ اس نے مجھے حکم دیا ہے تمہیں پہنچا دوں سو وہ مَیں کر چکا اب تمہیں اختیار ہے جو چاہو کرو۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھر وہ کہنے لگے کہ ہم لوگ[۵۱] تو خدا کے فضل و کرم سے رسولوں کی ان علامات کے سمجھنے سے کسی طرح قاصر نہیں ہیں جو عقلی دلائل کے قبیل سے شمار کی جاتی ہیں بلکہ ہم تو دانشمندوں اور سمجھداروں کے زمرہ میں داخل ہیں کچھ تو عمدہ اوصاف جو اُن رسولوں میں ہوا کرتے ہیں جنہیں خدا تعالےٰ خلق کی ہدایت کے لئے بھیجتا ہے۔ ہم محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں دیکھ بھی چکے ہیں۔ مثلاً آپ کا شریف النسب ہونا۔ خوب صورت اور خوش اخلاق ہونا نہایت تیز اور زود فہم ہونا۔ آپ کی دلیل کا قوی ہونا اور آپ کے طریق کا مستقیم ہونا۔ اب ہمیں مناسب یہ ہے کہ آپ کے دعوے کو سوچیں اور آپ کی شریعت میں غور کریں۔ پس اگر آپ کی شریعت میں یہ سب باتیں پائی جائیں گی کہ وہ ہم کو ایسے صحیح عقیدوں کے یقین کرنے کا حکم دیتی ہوگی جو صحیح دلیل عقلی کے موافق ہوں اور ان سے یقینی باتوں کے خلاف نہ ماننا پڑتا ہو۔

اس فرقہ کے استدلال کا اجمالی بیان

اور اس کی یہ تعلیم ہوگی کہ ہم اخلاق حسنہ اور آداب مرضیہ کے ساتھ اپنے کو مزین کریں عمدہ صفات اپنے میں پیدا کریں۔ ایسے عمدہ عمل اور تدبیریں اختیار کریں جن سے ہمارے باہم معاشرت کرنے کے انتظام میں خلل نہ آنے پائے اور ہماری عبادتیں ایسی ہوں جن سے خالق اکبر کی نعمتوں کا شکر نہایت خوبی سے ادا ہوتا ہو (اور بات یہ ہے کہ ان سب باتوں کے واجب کرنے میں مختلف حکمتیں ملحوظ ہوتی ہیں جن کا نفع آخر کو ہم لوگوں کو ملتا ہے۔ جیسا کہ رسولوں کی سکھلائی ہوئی عبادتوں میں اس راز کی ضرور رعایت کی جاتی ہے کیونکہ خود خدا تعالیٰ کو ان کی کیا حاجت ہے وہ تو ان سب چیزوں سے بالکل بے پرواہ ہے) اور آپ کی شریعت محض خرافات اور غلط عقیدوں سے روکتی بھی ہوگی جس سے آدمی کو خواہ مخواہ ایسی باتیں ماننی پڑتی ہیں جو مشاہدہ اور

---

[۵۱] یہ فلاسفہ اخلاق کا مقولہ ہے ؎

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یقینی دلائل کے بالکل خلاف ہیں اور بُری عادتوں سے منع کرتی ہوگی اور اس بات کو جائز نہ رکھتی ہوگی کہ آدمی بجائے اداب کے ساتھ موصوف ہونے کے ایسے رزیل اوصاف میں آلودہ ہو جائے جو نہایت معیوب اور مذموم خیال کئے جاتے ہیں اور ایسی بات اختیار کرے جس سے ہماری باہم معاشرت میں رخنہ پڑے اور انتظام درہم برہم ہو جائے اور ہم کو ایسی عبادتوں کی تکلیف نہ دیتی ہوگی جس سے ہم اپنے رب کی ناشکری کریں اور بے ادب ٹھہریں۔ اگر یہ سب کچھ ہوگا تو بے شک آپ یقینی اللہ کے بھیجے ہوئے ہیں۔ کیونکہ رسولوں کی یہی شان ہوتی ہے اور ان کی شریعتوں کا یہی حال ہوتا ہے۔ خصوصاً اس صورت میں جب کہ آپ کی شریعت میں کوئی ایسی بات بھی نہ ہو جس میں آپ کا کوئی ذاتی نفع ہو اور عام مصلحت کے خلاف ہو۔ پس اس وقت ہم آپ پر ایمان لے آئیں گے اور آپ کی تصدیق کر لیں گے اور اگر کہیں اس کے خلاف ثابت ہوا تو آپ کے دعویٰ کو الگ کریں گے اور پھر نہایت سختی سے مقابلہ پر آمادہ ہو جائیں گے۔ یہ کہہ کر وہ آپ کی شریعت کی باتوں میں غور کرنے لگے۔

شریعت کے عقائد حقّہ پر مُشتمل ہونے سے اُن کا استدلال

اور انتہا درجہ کی تفتیش اور آزمائش کے بعد انہوں نے دیکھا کہ آپ کی شریعت واقعی انہی اعتقادات کو بتلاتی ہے جو خرافات اور بے اصل باتوں سے بالکل الگ ہیں اور ان کے ماننے سے کسی یقینی بات کی مخالفت بھی لازم نہیں آتی اور اس کا یہ بھی حکم ہے کہ آدمی کو چاہیئے کہ اپنے میں پسندیدہ اخلاق پیدا کرے آداب اور صفات حسنہ کے ساتھ موصوف ہو۔ اعلےٰ درجہ کی تدبیروں کو اختیار کرے جس سے انتظام عالم میں خلل نہ پڑنے پائے اور وہ رخنہ اندازی سے محفوظ رہے اہلِ عالم کو فائدہ پہنچے اور اُس کے نقصانات سے اُن کی حفاظت ہو۔ جن عبادتوں کا اس نے حکم دیا ہے وہ بھی ایسی ہیں جن سے خدا تعالےٰ کی نعمتوں کا نہایت خوشی سے شکر ادا ہوتا ہے اس میں اور بھی بہت سی حکمتیں نظر آئیں جن سے لوگوں کو قرار واقعی نفع حاصل ہو سکتا ہے۔ وہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بے اصل اور غلط عقیدوں سے جو یقینی امور کے خلاف ہیں منع کرتی ہے۔ آداب سے بے بہرہ ہو کر بُرے اوصاف اور معیوب خصلتوں کے اختیار کرنے کی اجازت نہیں دیتی اور نہ ایسے بے تدبیری کے کاموں کو جائز رکھتی ہے جن سے عالم کا انتظام مختل ہو اور ایسی باطل عبادتوں سے روکتی ہے جن سے خدا تعالےٰ کے ساتھ بے ادبی لازم آئے اور ناشکری ان کا ثمرہ ٹھہرے۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ شریعت محمدیہ کا یہ حکم ہے کہ خدا تعالےٰ کو ذات وصفات اور افعال کے اعتبار سے منفرد اور یکتا سمجھو اور اس بات کا یقین اور اعتقاد کرو کہ وہ تمام صفات کمالیہ کے ساتھ موصوف ہے اور سارے نقائص سے پاک ہے۔

چنانچہ ہر عاقل بالغ کے ذمہ یہ یقین کرنا ضروری بتلاتی ہے کہ خدا تعالےٰ موجود ہے۔ زندہ ہے اُس کا علم نہایت ہی کامل ہے۔ اُس کا ارادہ نہایت ہی تام ہے۔ اُس کی قدرت نہایت ہی عظیم ہے۔ اُس کے سوا تمام چیزیں اُسی کی محتاج ہیں، اس کو ان ساری چیزوں میں سے کسی کی بھی حاجت نہیں۔ نہ وہ کسی مخلوق کے مشابہ ہے اور نہ کوئی اس کے مشابہ ہو سکتا ہے۔ وہ ازلی اور ہمیشہ سے ہے ابدی اور ہمیشہ رہے گا۔ نہ اس کی ازلیت کی کوئی ابتدا ہے نہ اس کی ابدیت کی کوئی انتہا ہو سکتی ہے۔ وہ حکیم ہے سارے کام محض اپنے قصد و اختیار سے حکمت کے موافق کرتا ہے اگرچہ اس کی پابندی اس کے ذمہ ضروری نہیں۔ بندوں کو کسی ایسی چیز کی تکلیف نہیں دیتا جو اُن کی وسعت سے باہر ہو۔ اس کے سوا نہ کوئی پیدا کرنے والا ہے اور نہ تدبیر کرنے والا اُس نے خلق کو عدم سے پیدا کر دیا اور پہلے ہی سے اُن کے سارے حالات کو تجویز کر دیا۔ ظلم سے بالکل پاک ہے اور نہ اس کی نسبت ظلم کا اطلاق صحیح ہو سکتا ہے کیونکہ ظلم صرف دوسرے کی ملک میں بغیر اس کی مرضی کے بے جا تصرف کرنے کا نام ہے اور اللہ سبحانہٗ تمام کائنات کا علی الاطلاق حقیقی مالک ہے اس دُنیا کے علاوہ اس نے دو اور ایسے مقام پیدا کئے ہیں جن میں سے ایک میں تو مطیعین کو آرام و آسائش میں رکھے گا اور دوسرے میں نافرمانوں کو سزا دے گا۔

پس اُس نے جس طرح کہ تمام خلق کو عدم سے پیدا کیا ہے اسی طرح بعد فنا ہو

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جانے کے اُن سب کو پھر زندہ کرے گا تاکہ مطیع کو جزا دے اور نافرمان کو سزا دے ورنہ لازم آئے گا کہ مرنے کے بعد وہ شخص جو دولت مند خوش حال ۔ دوسروں پر ظلم و جبر کرنے والا خدا کے ساتھ کفر کرنے والا ہو اُس شخص کے برابر ہو جائے جو محتاج ،ضعیف ۔ بے چارہ ۔ مظلوم ایماندار ہو اور اُن دونوں میں کوئی فرق باقی نہ رہے حالانکہ یہ خداوندی حکمت کے خلاف ہے ۔خدا تعالےٰ کو اختیار ہے کہ اپنی مخلوق میں جس طرح چاہے تصرف کرے ۔لیکن خدا تعالےٰ اس سے پاک ہے کہ اُس کے کام حکمت کے خلاف واقع ہوں بلکہ اس کا جو کام ہوگا عین حکمت ہی ہوگا اور جو کچھ اس سے صادر ہوگا اس اعتبار سے کہ خدا سے صادر ہُوا ہے ضرور مستحسن ہوگا ۔اُس نے لوگوں کے پاس رسولوں کو بھیجا ہے تاکہ وہ خدا کی نسبت صحیح اور واقعی عقیدوں کی تعلیم کریں ۔کیونکہ ان کی عقلیں اگرچہ اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ خدا موجود ہے اور تمام صفات کمالیہ کے ساتھ متصف ہے جیسا کہ اُس کی اُلوہیت کا مقتضا ہے ۔

رسولوں کے بھیجنے میں کیا حکمت ہے ؟

لیکن خدا تعالےٰ کی بہت سی ایسی عظیم صفتیں ہیں کہ جب تک وہ رسولوں کے ذریعہ سے اُس کی اطلاع نہ دے محض انسانی عقل اس کو سمجھ نہیں سکتی ۔ اسی طرح رسولوں کے بھیجنے سے یہ بھی مقصود ہے کہ لوگوں کو اُن کی مصلحت کی باتیں سکھائیں اور اُن کے تمام حالات کی تکمیل کریں ۔کیونکہ بمقتضائے حکمت خداوند تعالےٰ نے آدمیوں کے دو قسم کے اخلاق (یعنی قوتیں یا خواہشیں) پیدا کئے ہیں ۔ایک تو اخلاق حسنہ جن سے اُن کے حالات درست ہوتے ہیں اور دوسرے اخلاق اُن کے خلاف ہیں جو محض اس غرض سے پیدا کئے گئے ہیں کہ لوگ اُن کے ذریعہ سے اس عالم کے آباد کرنے میں ترقی کریں[1] ۔ جہاں کہ انہیں ایک خاص زمانہ تک رہنا ہے ۔لیکن اگر ہر خواہش کو ترقی اور زیادتی کے لحاظ سے کسی حد کے ساتھ محدود کر دیا جاتا تو ہر خواہش کرنے والے کو اُسی حد تک

---

[1] جیسا کہ ابھی معلوم ہوا جاتا ہے ۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پہنچ کر رک جانا پڑتا اور آگے قدم بڑھانے سے مایوسی ہو جاتی جس سے ترقی کی رفتار میں فرق آتا۔ اسی لحاظ سے اخلاق (یعنی قوتوں یا خواہشوں) کی اصل فطرت میں اعتدال نہیں رکھا گیا بلکہ ان کو اس قابل بنایا کہ اپنے قصد و اختیار کے موافق ان قوتوں سے اعتدال کے ساتھ کام لیا جا سکے اس لئے ان اخلاق سیئہ کی نسبت یہ اندیشہ پیدا ہو گیا کہ کہیں یہ اعتدال سے بڑھ کر بجائے نفع کے نقصان کا باعث نہ ہو جائیں اور زیادہ ضرر رساں نہ ثابت ہوں۔ پس اب مصلحت اسی کی مقتضی ہوتی کہ ان قوتوں کی جولانی کی ایک حد مقرر کر دی جائے اور ان سے باقاعدہ کام کیا جائے تاکہ ضرر کا اندیشہ جاتا رہے اور نفع حاصل کرنا آسان ہو جائے۔ اسی وجہ سے خدا تعالےٰ نے رسولوں کو بھیجا تاکہ وہ اُن سے باقاعدہ کام لینا اور اُن کے بے موقع جوش و جولانی کو روکنا سکھائیں یہاں تک کہ وہ ایسی حد پر آ لگیں جن سے اُن کا ضرر دفع ہو جائے اور نفع ہی حاصل ہوتا رہے۔ اور اس طرح سے اخلاق سیئہ بھی اخلاق حسنہ بن جائیں۔ اس کام کے لئے رسول دو مؤثر ذریعوں سے کام لیتے ہیں۔ لوگوں کو رغبت دلانا اور اُن کو ڈرانا اور اُس کے ساتھ ہی وہ عمدہ چیزوں کی خوبی اور قبیح اشیاء کی برائی ثابت کرنے کے لئے دلائل بھی قائم کرتے ہیں جس سے ان دونوں طریقوں کی اور بھی تقویت ہو جاتی ہے۔

اس کو ایک مثال میں آپ اس طرح سمجھئے کہ لالچ ایک بُرا وصف ہے لیکن اگر یہ نہ ہوتا تو لوگ کسب معاش کرنے باغ لگانے اور مکانات وغیرہ بنانے کی تکلیف ہرگز نہ اُٹھاتے اور اس کے ساتھ ہی یہ بات بھی ہے کہ جب لالچ بے اعتدالی کے ساتھ ظاہر ہوتی ہے تو طرح طرح کے جھگڑے اور برائیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ پس رسول کی شریعت کا کام یہ ہے کہ اس قوت سے باقاعدہ کام لینا لوگوں کو تعلیم کرے اور یہ سکھلائے کہ بجائے زیادہ مال جمع کرنے اور دوسرے کے نقصان پر اپنے نفع کو مقدم رکھنے کے اس قوت کو زندگی کی ضروریات کے حاصل کرنے اور مناسب امور کی کوشش میں استعمال کریں اس طرح سے اس کی ترقی کی رفتار میں فرق بھی نہ آنے پائیگا اور بلا کسی ضرر کے دنیا کی آبادی کا باعث ہو گی چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اس قول سے کہ "میں مکارم اخلاق کی تکمیل کے لئے بھیجا گیا ہوں" اسی بات کی طرف اشارہ کیا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسولوں کی کیا شان ہوتی ہے

پھر خدا تعالےٰ نے رسولوں کی فطرت میں یہ بات رکھ دی ہے کہ وہ نہایت کامل صفات کے ساتھ موصوف ہوں۔ سچائی امانت داری اُن کا شعار ہو۔ ہر حال میں حق کے حامی لوگوں کے خیر خواہ اور اُن کے ساتھ نیکی اور سلوک سے پیش آنے والے ہوں اور جو امور منصب رسالت کے خلاف ہوں اُن سے مبّرا اور پاک رہیں۔ اسی بنا پر واہی تباہی باتیں اُن میں نہیں پائی جاتیں گناہ نہیں کرتے اور اُن میں کوئی ایسا امر ہوتا ہے جس سے لوگوں کو اُن سے نفرت ہو اور ان کی طرف توجہ نہ کریں اور جہاں کہیں ان سے کوئی بات معصیت کے مشابہ سرزد ہو گئی ہے اور خدا تعالےٰ نے اُس پر معصیت کا اطلاق کیا ہے وہ حقیقت میں معمولی امور ہیں جن سے نہ اُن کا مرتبہ ہی گھٹتا ہے اور نہ اُن کی شان میں کچھ کمی آتی ہے اور خدا کا ایسے امور پر معصیت کا اطلاق کرنا اور اُس کے جانب اُن سے باز پُرس ہونا محض اُن کے منصب عالی اور مقام رفیع کے لحاظ سے ہے۔ رہی یہ بات کہ اُن سے ایسے امور صادر ہونے میں حکمت کیا ہے وہ یہ ہے تاکہ لوگ اس بات سے متنبہ ہو جائیں کہ خدا یکتا ہے اور وہی اکیلا علی الاطلاق کمالات کے ساتھ موصوف ہو سکتا ہے کوئی مخلوق کیسی ہی عالی کیوں نہ ہو لیکن خدا کے ہم پلّہ نہیں ہو سکتی۔

خلاصہ یہ کہ وہ سارے معاصی سے مبّرا ہیں کیونکہ گناہ سے تو ادنیٰ ادنیٰ متقی پرہیز کیا کرتے ہیں رسولوں کا تو مرتبہ ہی بڑا ہے اور وہ تمام لوگوں میں کامل اور برگزیدہ ہُوا کرتے ہیں۔ پھر کیسے ہُوا کرتا ہے کہ وہ معاصی سے محفوظ نہ رہیں۔ پس بدکاری کرنا اپنے لوگوں کی آبرو ریزی کرنا۔ بے حیا عورتوں سے اختلاط کرنا۔ جھوٹ بولنا و دغا بازی کرنا کفر کرنا، بُت پرستی کرنا یا اور ایسے ہی گناہ ان سب سے رسول بالکل پاک وصاف ہیں۔

شریعتِ محمدیہ اس بات کا حکم دیتی ہے کہ ہم تمام رسولوں کی تعریف کریں اُن کے نام تعظیم و تکریم سے لیں اُن کے ساتھ توقیر سے پیش آئیں اُن کا ادب کریں اور جو کچھ وہ لائے ہیں اس پر عمل کریں۔ ہاں وہ احکام اس سے مستثنیٰ ہیں جو انہیں رسل سابقہ کے زمانہ کے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مناسب تھے اور اس شریعت میں زمانہ کی مناسبت کے لحاظ سے خدائے خبیر و حکیم کے حکم سے بدل دیئے گئے ہیں جس نے پہلے ہی ہر زمانہ کے مناسب احکام تجویز کر لئے تھے۔

شریعت کن اخلاق حسنہ کا حکم کرتی ہے اور کن اخلاق سیئہ سے منع کرتی ہے زبان کی کیا آفتیں ہیں اور کونسے اعمال قبیح ہیں ان سب کا بیان

شریعت محمدیہ ہر شخص کو کم سے کم قدر ضروری علم سیکھنے کا بھی حکم کرتی ہے جو عقیدوں کی تصحیح عبادات، اخلاق اور آداب میں منافع ہو اُس کا سب سے پہلا اور نہایت ہی مہتم بالشان حکم ایمان و اسلام قبول کرنا ہے یعنی جتنی چیزوں کی نسبت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا لانا قطعی طور پر ثابت ہو چکا ہے اُن کی تصدیق جازم کرنا اور جو کچھ احکام آپ لائے ہیں اُن کی بجا آوری بلا چون وچرا کرنا۔ اسی طرح اُس کا حکم ہے کہ اخلاق و عادات حسنہ کو اختیار کرنا چاہیئے۔ چنانچہ وہ حکم دیتی ہے کہ آدمی تقویٰ کرے یعنی تمام اُن چیزوں سے احتراز کرے جو اُس کے دین میں مضر ثابت ہوں اور خدا تعالےٰ کیواسطے خالص نیت سے عمل کرے۔ نیکی کرے عمل میں احسان کی رعایت کرے اور احسان یہ ہے کہ آدمی اس طرح اپنے رب کی عبادت کرے گویا کہ وہ اُس کی آنکھوں کے سامنے ہے۔ خلق اللہ کے ساتھ خیر خواہی سے پیش آئے۔ صبر کیا کرے یعنی دہشت اور الم کے مقابلے میں ثابت قدم رہے جو چیز خدا تعالےٰ کی پسندیدہ ہو اُس پر راضی رہے۔ حیا کیا کرے اور حیا ارتکابِ افعالِ شنیعہ کے خوف سے جی رُک جانے کا نام ہے۔ حلم سے پیش آئے یعنی جوش غضب میں نرمی سے کام لے۔ عفو کیا کرے اور عفو کے معنی خطا کار سے باوجود قدرت کے بدلہ نہ لینا ہے مگر حدود[1] بوجہ مضر عام ہونے کے اس سے مستثنےٰ ہیں اچھے کاموں میں لوگوں کی حرص کرے۔ سخاوت و کرم میں کوتاہی نہ کرے شجاعت کرنے میں پیشقدمی کے ساتھ موصوف ہو۔ غیرت کیا کرے یعنی دین و آبرو کو تہمت

---

[1] یعنی تعزیرات شرعی ۔

www.KitaboSunnat.com

سے محفوظ رکھے۔ ثابت قدم رہے یعنی خوف کے وقت نہ گھبرائے۔ دوسروں کو اپنے فائدہ پر ترجیح دے، مروت سے پیش آئے اور وہ بقدر امکان لوگوں کو نفع پہچانے کی سچی رغبت کا نام ہے۔ ضبط نفس کو ہاتھ سے نہ جانے دے یعنی خواہش نفسانی کے ہیجان کے وقت اپنا جی قابو میں رکھے۔ قناعت کرے۔ صاحبِ وقار بنے یعنی مطالب کی طرف متوجہ ہونے کے وقت سنبھلا رہے سکون سے پیش آئے یعنی لڑائی جھگڑوں میں جلد بازی سے کام نہ لے رفق کا برتاؤ کرے اور وہ امر جمیل تک پہنچانے والی چیز کی عمدہ طور سے پیروی کرنے کا نام ہے۔ حسن سیرت کو اختیار کرے یعنی جو چیز نفس کے کمال کا باعث ہو اس سے محبت کرے۔ حکمت کے ساتھ موصوف ہو شکر کرتا رہے۔ خدا سے ڈرتا رہے اُس کی ذات سے اُمید رکھے اپنے سارے کام خدا کے سپرد اور اُس کے حوالے کر دے اُلفت کا برتاؤ رکھے اور وہ اصطلاح میں تدبیر معاش میں متفق الرائے ہو کر سعی کرنے کا نام ہے وفادار بنے۔ صلۂ رحم یعنی اپنے اہلِ قرابت سے سلوک کرتا رہے۔ خلق اللہ پر شفقت کیا کرے اُس کے بندوں کی اصلاح میں مصروف رہے۔ امانت دار بنے وعدہ اور عہد کو پورا کرتا رہے۔ دوستی اور دشمنی جو کچھ کرے خدا تعالےٰ کے واسطے کرے لوگوں کے ساتھ نیک گمان رکھے۔ سلامت روی اختیار کرے۔ کوشش پر آمادہ رہے بھاری بھرکم بنا رہے۔ نیک کاموں میں جلد باز ہو۔ دین کے معاملہ میں مضبوط ہو۔ خدا تعالےٰ کے ساتھ اُنس حاصل کرے دل میں اس کی محبت اور شوق پیدا کرے۔ پارسائی اپنا شعار رکھے۔ ورع کو ضروری سمجھے یعنی اعمالِ جمیلہ کو اپنے ذمہ لازم کرے۔ استقامت اور راستی اختیار کرے۔ عالی حوصلہ رہے یعنی ایسی چیزیں اختیار کرے جس سے نیک نام ہو دل کا نرم رہے یعنی دوسرے کی تکلیف پر علی العموم اِس کا جی دُکھے۔ پاک کمائی حاصل کرے یعنی بغیر کسی قسم کی ذلت اُٹھائے اور بدوں کسی ظالمانہ کارروائی کے مال حاصل کرے۔ مال اچھے موقعوں پر خرچ کیا کرے۔ غصہ کو ضبط کرے۔ خدا کے ساتھ پستی اور بندگی سے پیش آئے آزادی اختیار کرے اور وہ شہوتوں اور خواہشوں کی پابندیوں سے اپنے نفس کو آزاد رکھنے کا نام ہے۔ اپنے نفس کا حساب لیتا رہے اور اس کی جانچ کیا کرے اور

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نازیبا امور سے ملامت کرتا رہے ۔

خلاصہ یہ کہ جتنے خصائل حمیدہ ہیں شریعت نے سبھی کا حکم دیا ہے (پس آدمی کو چاہیئے کہ ان عمدہ خصائل کو اختیار کر کے اپنے نفس کا ہمیشہ علاج کرتا رہے اور یہاں تک کوشش کرے کہ کمال کی حد تک پہنچ جائے) اسی طرح یہ شریعت بُرائیوں سے بھی روکتی ہے چنانچہ وہ کفر کی اجازت نہیں دیتی ۔عبادت میں کسی کو خدا کا شریک ٹھہرانا ناجائز قرار دیتی ہے بدکاری سے منع کرتی ہے اُس کا حکم ہے کہ خداوندکریم کے اوامر و نواہی کی مخالفت نہ کی جائے ۔خواہشِ نفسانی کی پیروی سے آدمی باز رہے ۔ ریا کو چھوڑ دے یعنی لوگوں کے دکھلانے کی غرض سے عمل نہ کرے بلکہ محض خدا کے لئے ۔ اپنے کو بڑا نہ سمجھے کینہ نہ رکھے خود بینی سے کنارہ کش رہے اور خود بینی یہ ہے کہ آدمی عمل کر کے اپنے کو کچھ سمجھنے لگے ۔حالانکہ چاہیئے تو یہ کہ اُس کی نظر خدا تعالےٰ کے فضل پر ہو جس نے اُسے عمل کرنے کی توفیق عنایت کی ۔ حسد نہ کرے اور وہ دوسرے سے نعمت زائل ہو جانے کی آرزو کا نام ہے ۔ لوگوں کی مصیبتوں پر خوش نہ ہُوا کرے کسی کی عداوت پر اقدام نہ کرے ۔ ہاں جو محض خدا تعالےٰ کے لئے ہو اس کا مضائقہ نہیں ۔

تہوّر سے باز رہے اور وہ ایسی شئے پر جو اُس کے قابو کی نہ ہو بے جا دلیری کر بیٹھنے کا نام ہے ۔خدا کے ساتھ بدگمانی نہ کرے ۔ بدشگونی اور بدفالی جس کی شریعت میں کوئی سند نہیں نہ کیا کرے ، بخل کو چھوڑ دے نہ لالچ کے مارے خرچ میں انتہا درجہ کی تنگی کرے اور نہ فضول خرچی کہ روپیہ اُڑانے پر آمادہ ہو جائے ۔ نازیبا امور کے لئے مال سے محبت نہ کرے ۔ کاہلی اور بے کار پڑے رہنے سے احتراز کرے جلد بازی سے بچے ، سنگدلی اور درشتی اختیار نہ کرے بے شرمی اور بے حیائی کے پاس نہ پھٹکے بے استقلالی نہ کرے ۔ کسی کی نعمتوں کے ساتھ انکار اور ناشکری سے پیش نہ آئے ۔غضب و غصّہ کی عادت نہ ڈالے علماء سے عداوت نہ رکھے خدا کے مقابلے میں دلیری نہ کرے اس کے غصّہ اور عذاب سے بے خوف نہ ہو ۔ امور دنیا میں سے اگر کوئی چیز فوت ہو جائے تو اس پر افسوس نہ کرے ۔ دین کے معاملوں میں ڈھیلا نہ ہو سبکی اور اوچھے پن سے اپنے آپ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو بچاتا رہے۔ ناحق کسی کی الزام دہی کے درپے نہ ہو۔ حق بات سے جان بوجھ کر انکار نہ کرے اور نہ اپنی بڑائی کے زعم میں اُس کے مقابلہ پر آمادہ ہو۔ سرکشی اور انکار کرنے سے باز رہے لالچ اور حرص نہ کرے پژمردہ دلی سے علیحدہ رہے گناہوں پر اصرار نہ کرے اور بے موقع غصہ نہ کرے خدا تعالیٰ کے دین کی حمایت کے سوا جوش میں نہ آجائے۔ خدا کی رحمت سے ناامید نہ ہو ظالموں اور مجرموں سے محبت نہ رکھے نیکوں سے عداوت نہ کرے۔ ایسا دل سخت نہ کرے کہ کسی مضطر کی مدد نہ کر سکے۔ زبان کی بتہیری آفتیں ہیں جن سے آدمی کو چاہیئے کہ ہمیشہ بچتا رہے مثلاً چغلخوری نہ کرے یعنی کسی کی ایسی بات ظاہر نہ کر دے جس کا ظاہر ہونا اسے ناگوار ہو کسی کا راز فاش نہ کرے مسخرہ پن اور دل لگی بازی نہ کرے لوگوں کی سبکی اور تذلیل کے درپے نہ ہو۔ لعن طعن اور گالی گلوچ کرنے سے اپنے کو محفوظ رکھے۔ بے ہودہ چیزوں کو کھلے کھلے الفاظ میں نہ کہہ بیٹھا کرے۔ لوگوں کے حسب ونسب میں عیب نہ نکالا کرے۔ ناحق نہ جھگڑے یعنی دوسرے کی بات میں بلا قصد کے حق ظاہر ہو جائے خواہ مخواہ اعتراض نہ کرے۔ محض دوسرے کے تنگ کرنے کے لئے گفتگو نہ کرے بے جا باتوں میں دخل نہ دیا کرے۔ ندیدہ پن نہ کرے ہاں جو بھوکوں مرنے لگے وہ معذور ہے۔ منہ دیکھی باتیں نہ کرے لوگوں سے دو فصلی باتیں نہ کہے۔ بے موقع سفارش نہ کرے۔ نیکی سے منع اور بُرائی کا حکم نہ کرے۔ سخت کلامی اور درشتی سے باز رہے۔ مانگنے سے بچے۔ لوگوں کے عیبوں کی تفتیش نہ کرے۔ ظالم کی زندگی کی دعا نہ مانگے۔ مسجدوں میں دنیاوی باتیں نہ کرے لوگوں کے نام بگاڑ بگاڑ کر نہ لیا کرے۔ خدا تعالیٰ کے سوا کسی کی قسم نہ کھائے۔ زیادہ قسم کھانے سے اگرچہ سچی بات پر کیوں نہ ہو خدا تعالیٰ کے نام کی عظمت قائم رکھنے کے لئے احتراز کرے۔ اپنے بھائی کی معذرت قبول کرلے ردّ نہ کرے۔ قرآن شریف کی من گھڑت تفسیر نہ کرے بغیر کسی مصلحت شرعی کے دوسرے کی بات نہ کاٹے ہر شخص جس کے ماتحت ہو اُس کے کلام کے قبول کرنے سے جب تک کہ شرع کے خلاف نہ ہو انکار نہ کرے اور اُس کی مخالفت سے بچے کسی تیسرے کے سامنے دو شخص سرگوشی نہ کریں جس سے اُسے رنج ہو۔ پرائی جوان عورت سے باتیں نہ کرے جو

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گناہ کرنے کا ارادہ کرتا ہو اُس کو گناہ کا راستہ نہ بتائے ایسی خوش طبعی نہ کرے جس کی شرع نے اجازت نہ دی ہو یا جس سے شر اُٹھ کھڑا ہو لایعنی باتوں کے تکلّم سے علیٰحدہ رہے غلام کو اُس کے مالک سے اور عورت کو اُس کے شوہر سے بہکا کر برگشتہ خاطر نہ کرے۔ جھوٹی شہادت نہ دے۔ سچی گواہی دینے سے جان نہ چرائے۔ بھولی پارسا عورتوں کو تہمت نہ لگائے۔ مردوں کو گالیاں نہ دے بادشاہوں کو دشنام سے یاد نہ کرے اور ان کی صلاحیت کی دُعا سے باز نہ رہے۔ علم نہ چھپائے۔ جان بوجھ کر خدا اور رسول پر جھوٹ نہ باندھے مفسدہ پردازی کی باتوں سے اجتناب کرے تاکہ لوگ ضرر سے محفوظ رہیں۔ بے حیائی کی باتوں میں بہت نہ رہا کرے جس سے کہ لوگ اندیش ناک ہو جائیں۔ مانگنے میں ایسا بھی الحاح نہ کرے جس سے دینے والے کو ایذا پہنچے۔ خیرات کر کے احسان نہ جتائے۔ مخلوق کے احسان کی ناشکری نہ کرے جس سے کہ خدا تعالےٰ کی نعمتوں کا ناشکر ٹھہرے۔ مریض پر جو کچھ قرض ہو اُسے نہ چھپائے بلکہ صاف اقرار کر دے۔ کسی کے نسب کا نہ جھوٹا اقرار ہی کرے اور نہ اُس سے انکار کرے۔ لوگوں کی آبروریزی میں زبان درازی نہ کرے۔ اپنا باپ چھوڑ کر دوسرے کو باپ نہ بنائے۔ امر بالمعروف و نہی عن المنکر ترک نہ کرے۔ غیبت سے بچے اور وہ کسی کی نسبت اس کی غیبوبت میں ایسی بات کہنا ہے جو اُسے بری معلوم ہو اور یہ زبان کی ایسی آفت ہے کہ لوگ اس میں اکثر مبتلا ہو جاتے ہیں اور اس سے ضرر بھی نہایت ہی عظیم ہوتا ہے۔

اس کے علاوہ اور بہتیرے قبیح اعمال و افعال سے بھی شریعت منع کرتی ہے۔ مثلاً وہ عہد کو توڑنے اور وعدہ خلافی کرنے سے ممانعت کرتی ہے۔ دغابازی اور مکّاری اور دھوکے بازی کی اجازت نہیں دیتی۔ فتنہ پردازی کی سخت مخالف ہے اور وہ لوگوں میں گڑبڑ مچا دینے کا نام ہے۔ خلل اندازی اور بغیر کسی دینی مصلحت کے اختلاف کرنے کو جائز نہیں رکھتی خونریزی خودکشی حرام کاری اور لواطت کو اگرچہ اپنی ہی عورت کے ساتھ کیوں نہ ہو ناجائز بتلاتی ہے۔ کیونکہ ان امور میں خداوندی حکمت کی مخالفت لازم آتی ہے اور انسانی نسل گھٹتی ہے۔ خصوصاً زنا سے تو لوگوں کے نسب محفوظ نہیں رہتے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ باہم ہمدردی نہیں رہتی۔ نسب کے بارے میں لوگ دھوکا کھاتے ہیں مال ومتاع کے ایسے لوگ مالک بنائے جاتے ہیں جن کا ذرا بھی استحقاق نہیں بچہ اس وجہ سے کہ اُس کا پورے طور سے کوئی پرورش کرنے والا نہیں ہوتا جدا ضائع ہوتا ہے۔ خلاصہ یہ کہ اس میں طرح طرح کی قباحتیں پائی جاتی ہیں کہاں تک کوئی بیان کرے۔ شریعت میں اس کی اجازت نہیں ہے کہ پرائی عورت کو کوئی چھوئے یا تنہائی میں اُس کے پاس ٹھہرے کیونکہ اس سے ناجائز تعلق کا اندیشہ ہے علی ہذا القیاس۔ بے ریش لڑکے کے بارے میں بھی یہی کہا جاسکتا ہے۔

اسی طرح اس کا حکم یہ بھی ہے کہ عورتوں کے معمولی ایام میں اُن سے مقاربت نہ کی جائے اس لئے کہ اس میں سراسر گندگی ہے اور نہ کسی عورت کو ایسی جگہ سفر کرنیکی اجازت ہے جہاں اُسے اپنی آبرو کے جانے کا اندیشہ ہو۔ مردوں کو عورتوں کی اور عورتوں کو مردوں کی وضع اختیار کرنے سے روکتی ہے اور اس بات کا امر کرتی ہے کہ صحبت کے وقت ذرا بھی بے پردگی نہ ہونے پائے اور اس کے حکم کے موافق جو نکاح پر قدرت رکھتا ہو اور اُس کو کوئی وجہ عذر کی نہ ہو تو وہ بے نکاح نہیں رہ سکتا کیونکہ اس میں نسل کی افزائش کے اعتبار سے خداوندی حکمت کی مخالفت لازم آتی ہے اگر کسی کے اختیار میں کوئی عورت ہو یعنی وہ اس کا ولی ہو تو نکاح کرنے سے اُسے ہرگز نہ روکے مرد اپنی عورت کا اور عورت اپنے مرد کا راز فاش نہ کرے بن سنور کر کوئی عورت نہ نکلے کوئی مرد اپنی عورت کے معاملہ میں بے عزتی نہ اختیار کرے۔ اسی طرح کوئی پرائے مرد اور عورتوں میں متوسط نہ بنے کوئی نشہ نہ پئے کیونکہ اس میں عقل ایسی افضل نعمت جو خدائے ذوالجلال نے انسان کو عنایت کی ہے جاتی رہتی ہے اور نشہ باز جو کچھ نہ کر گذرے تھوڑا ہے کسی گناہ یا فعل شنیع سے بند نہیں۔ پھر اس کے نقصانات کے مقابل میں جو کچھ اس سے نفع خیال کیا گیا ہے کیا حقیقت رکھتا ہے۔ کوئی قمار بازی نہ کرے کیونکہ اس سے مال ناحق خطرہ میں پڑ جاتا ہے اپنے اسباب کی نکاسی کے لئے کوئی جھوٹی قسمیں نہ کھایا کرے۔ ناپ تول میں کمی نہ کرے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صاحب وسعت باوجود مطالبہ کے کسی کا حق نہ ٹالا کرے۔ بے جا موقعوں پر مال نہ اڑائے اپنے پڑوسی کو اگرچہ غیر مذہب والا کیوں نہ ہو کسی قسم کی تکلیف نہ دے۔ چوری ڈاکہ زنی نہ کرے، سُود نہ لے کیونکہ سود لینے سے دائن جو قرض دے کر لوگوں کے ساتھ احسان کرتا تھا اور حاجت مند کا اس طرح پر آسانی سے کام نکل جاتا تھا اُس کا دروازہ بالکل بند ہو جاتا ہے۔ تجارتی مال لانے والوں سے بالا بالا مل کر دام نہ توڑ لیا کرے اگر کوئی کچھ سودا چکا رہا ہو تو اُس پر بھاؤ نہ کرنے لگ جایا کرے۔ آپس میں شرکاء ایک دوسرے سے خیانت نہ کریں مالک کی بلا اجازت عاریت میں کوئی بے جا تصرف نہ کرے۔ مزدور سے کام کرا کر اُس کی مزدوری نہ مارے بلکہ اُس کے ادا کرنے میں ذرا دیر بھی نہ لگائے جن چیزوں کی عام طور پر یا کسی خصوصیت کے ساتھ اجازت ہو اُس سے لوگوں کو نہ روکے کسی خاص راستہ میں مالک کی بلا اجازت کوئی تصرف نہ کرے۔ اسی طرح عام راستوں میں کوئی ایسا امر نہ کرے جس سے لوگوں کو تکلیف پہنچے۔ امانت میں خیانت نہ کرے۔ جانداروں کی نہ تصویر کھینچے اور نہ ان کی تصویروں کو اپنے مکان میں رکھے تاکہ حیوانات اور ان کی تصویر کی پرستش کرنے والوں کی مشابہت سے بچا رہے۔ کھانا اتنا زیادہ بھی نہ کھائے کہ جس سے صحت میں فرق آجائے اور ضرر پہنچے۔ ظلم اور تعدی کی راہ سے اپنی کئی عورتوں میں سے بعض کو بعض پہ ترجیح نہ دے۔ ناراض ہو کر کسی مسلمان سے تین دن سے زیادہ بول چال نہ چھوڑے۔ آپس میں لگاڑ کرنے اور عداوت کرنے سے باز رہے۔

اپنے بال بچوں کو ضائع نہ ہونے دے بلا اجازت شرعی نہ کسی کو مارے اور نہ کسی کو ہتھیار سے دھمکائے۔ جادو کے سیکھنے سکھانے اور اُس کے عمل پر کچھ لینے سے باز رہے۔ فال گوئی اور نجوم سے پرہیز کرے اور اس کے جاننے والوں کی طرف رجوع نہ ہو۔ اپنے حاکم سے بغاوت نہ کرے اور نہ کسی دنیاوی غرض کے فوت ہونے کی وجہ سے اُس سے عہد شکنی کرے۔ ایسی حالت میں ہرگز نہ حکومت قبول کرے جب یہ جانتا ہو کہ مجھ سے ضرور خیانت ہو گی۔ اسی طرح کوئی انتظام کسی ظالم یا فاسق کے ہرگز سپرد نہ کرے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کسی لائق شخص کو معزول کر کے اُس سے کم درجہ والے کو مقرر نہ کرے۔ ذی اختیار لوگ ظلم نہ کریں۔ کوئی حاکم ایسے موقع پر اجلاس نہ کرے جہاں مستغیثوں کو رسائی مشکل ہو۔ نہ اپنے مذہب والے پر اور نہ کسی غیر مذہب والے پر ظلم کریں۔ مثلاً حزب و شتم سے نہ پیش آئیں۔ کوئی حاکم ہونے پر کسی ایسے کا نذرانہ قبول نہ کرے جس سے اس قسم کے پہلے سے مراسم نہ ہوں۔ اسی طرح اُس دعوت میں شریک نہ ہو جس میں اس کی خصوصیت مدِنظر رکھی گئی ہو کسی سے خواہ وہ حق پر ہو یا باطل پر رشوت نہ لے۔ ایسے ہی وہ شخص جو دغابازی کے درپئے ہو رشوت نہ دے۔ ہاں جو شخص حق پر ہو اور اپنی پریشانی دفع کرنے کے لئے مجبوراً کچھ دے دلا کر کام نکال لے تو کچھ گناہ نہیں۔ رشوت کے لینے دینے میں دلالی نہ کرے۔ اگر مظلوم کی مدد کرنے کی قوت ہو تو اس سے علیحدگی اختیار نہ کرے۔ فضیحت کرنے کے لئے کسی کے عیوب کی جستجو اور پردہ دری کے درپئے نہ ہو۔ بغیر اذن کے کسی کے گھر کی دیکھ بھال نہ کرے یہاں تک کہ دروازے سے بھی نہ جھانکے ایسے لوگوں کی باتیں نہ سُنے جو اُس کو سنانا پسند نہیں کرتے۔ جب دشمن اگر سر ہی پر آ پڑے تو اُس وقت کم ہمتی نہ کرے۔

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو نہ چھوڑے۔ جو لوگ عہد و پیمان کر کے مسلمانوں کی امان میں آگئے ہوں عہد شکنی کر کے نہ انہیں قتل کرے اور نہ کسی قسم کا اُن پر ظلم روا رکھے۔ فنونِ حرب سیکھ کر نہ بھلا دے ایسے شخص کو اختیارات سپرد نہ کرے جسے جانتا ہو کہ اپنی جہالت یا ظلم کی وجہ سے کارِ منصبی کے ادا کرنے میں قاصر رہے گا۔ ناحق نہ جھگڑے اپنے مقابل پر قابو حاصل کرنے یا ستانے کے لئے جھوٹ نہ بولے براہ عناد اپنے مقابل کو ہرا دینے کی غرض سے جھگڑا نہ کرے۔ بانٹنے میں تقسیم کرنے والا بے انصافی نہ کرے۔ اسی طرح اشیاءِ مشترکہ کی قسمت لگانے میں بے انصافی سے بچے۔ بد وضع اور آوارہ لوگوں کے پاس نہ بیٹھے۔ کسی بار دار درخت کے نیچے یا دریا یا نہر کے کنارہ قضائے حاجت نہ کرے۔ گناہوں سے توبہ کرتا رہے۔

خلاصہ یہ کہ جتنی چیزیں نظامِ عالم جان و مال، عقل یا آبرو کو ضرر پہنچانے والی ہیں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سب کی سب ممنوع ہیں۔ کہاں تک کوئی بیان کرے۔ کیونکہ اگر اُن سب کو مع اُن دلائل کے جو قرآن و حدیث سے معلوم ہوتے ہیں بیان کیے جائیں تو کتنی ہی ضخیم جلدیں بھر جائیں اور پھر بھی ختم نہ ہوں۔

شریعتِ محمدیہ کی عبادتوں کی جو شان ہے اور جو اُن کی حکمتیں اُس پر ظاہر ہوئیں اُن کا اجمالی بیان

اِس کے بعد اُن لوگوں نے اُن عبادتوں میں غور کرنا شروع کیا جو محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے مطیعین پر واجب کی ہیں۔ پس اُنہوں نے دیکھا کہ اُس میں ایسے اعمال پائے جاتے ہیں جن سے خالق کی سراسر عظمت ظاہر ہوتی ہے۔ اُس کی بیشمار نعمتوں کا تھوڑا بہت شکر ادا ہوتا ہے۔ علاوہ بریں اُن میں اسرار حکمتیں اور طرح طرح کے فائدے بھی موجود ہیں جن کی بدولت عبادت کرنے والے کو کامیابی اور سعادت کے بڑے سے بڑے مرتبے تک رسائی نصیب ہوتی ہے۔ اُس کی صُورت یہ ہے کہ وہ اپنے نفس کو مہذب بناتا ہے اخلاقِ ذمیمہ کو ترک کر کے عمدہ خصلتیں اختیار کرتا ہے جو اس کی زینت کا باعث ہوتی ہیں۔ اپنے خالق کی یاد میں لگا رہتا ہے تاکہ شواغل دُنیوی جو اُس کے دل کو گھیرے رہتے ہیں کہیں اس کو غضب میں نہ ڈال دیں جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ گناہ سے بچتا ہے اور شیطانی امیدوں کو الگ کرتا ہے۔ وہ اس بات کا دھیان کیا کرتا ہے کہ اُس کا کوئی نہایت ہی شفیق نگہبان ہے جو گویا ہر وقت اُس کے قریب ہی رہتا ہے۔ ان عبادتوں میں یہ بھی فائدہ مدِ نظر رکھا گیا ہے کہ اوقات عبادات میں تمام لوگ یکجا جمع ہو جایا کریں جس سے آپس میں محبت بڑھے۔ ایسے لوگوں کے حالات معلوم ہوں جن کو مدد کی ضرورت ہے حاجت مندوں کی مدد کرنے میں سہولت ہو اُن کے دردناک حالات معلوم ہوسکیں تاکہ ازراہِ شفقت و احسان ان کے کام نکال دیئے جایا کریں۔ رسل سابقہ اور اُن کے کنبہ والوں کے حالات یاد آیا کریں جنھوں نے اپنے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رب کی عبادت کی ہے اُس کے حکموں کو مانا ہے اُس کے منہیات سے احتراز کیا ہے تاکہ اسی طرح سے لوگوں کو اُن کی اقتدار کرنے کی رغبت پیدا ہو اور یہ بھی ان ہی کی سی روش اختیار کریں۔ پھر اُن کی اور اُن کے مطیعین کی تعریف کرتے رہیں۔ مسلمانوں کی جماعت بڑھانے میں کوشش کر سکیں۔ مخالفین کو راہِ راست دکھائیں۔ خداوندی دین کی اشاعت کریں۔

اسی طرح پر اُن عبادات میں جا بجا طرح طرح کے ثمرات مفیدہ اور تدابیر نافعہ موجود ہیں جنہیں ہر شخص نہیں سمجھ سکتا ان کا سمجھنا کچھ اہلِ علم ہی کا حصہ ہے۔ جو شخص ان عبادتوں پر ظاہری نظر ڈالے اور ان کے حکم۔ اسرار اور فوائد سے غافل رہے تو اس کی ایسی ہی مثال ہے جس طرح کہ کوئی نفیس موتیوں سے بھری ہوئی سیپ کو پتھر کا ٹکڑا خیال کر کے بے توجہی سے پھینک دے اور اس کی کچھ قدر نہ کرے اُس کی نظروں کو اُس کے ساتھ کچھ بھی دلچسپی نہ ہو۔

اس میں کچھ شک نہیں کہ ایسا نادان شخص بڑی قیمتی شئے کو جس کے حاصل کرنے میں سینکڑوں روپے صرف ہوتے ہیں بے وقعتی کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور اپنے ہاتھ سے ضائع کرتا ہے۔ بتھیرے نادان ایسے بھی ملیں گے جنہیں تمیز تو خاک نہیں لیکن ان عبادتوں میں نقص نکالنے کے لئے آمادہ ہیں اُنہیں خوبیاں بھی عیب نظر آتی ہیں۔ ایسے لوگوں کی ٹھیک مثال اس مریض کی سی ہے جس کو پانی بھی بدمزہ معلوم ہوتا ہو اور شیرینی کو تلخ بتلاتا ہو۔

کاش! یہ لوگ بھی جب انہیں عبادتوں کی خوبیاں نظر آئیں تو اسی مریض کی طرح کریں جو کڑوی دوا کو مفید سمجھ کر زبردستی گلے سے اُتار ہی جاتا ہے اگرچہ اس میں کچھ کلفت ہی کیوں نہ اٹھانا پڑے۔ خدا اس جہالت کا بُرا کرے سارے گل اسی کے کھلائے ہوتے ہیں۔ ان لوگوں کو تو اُس نے اپنا کھلونا بنا رکھا ہے۔ اسی کی وجہ سے اُن کو طرح طرح کے نقصان اُٹھانا پڑتے ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نماز اس کے توابع اذان اقامت میں کیا حکمتیں ہیں اذان و اقامت میں جو الفاظ ہیں اُن سے کیا اشارہ مقصود ہے پھر معترضین اُنکا کیا جواب دیتے ہیں

اب آیئے آپ کو اس فرقہ کے لوگوں کو جو شریعت محمدیہ کی عبادتوں کے اسرار نظر آئے ہیں اُس کی تھوڑی سی تفصیل کہہ سنائیں۔ پہلے تو انہوں نے دیکھا کہ یہ ہر عاقل بالغ کو منجملہ اور عبادات کے ایک عبادت ادا کرنے کا جسے نماز کہتے ہیں حکم دیتی ہے نماز چند مخصوص اقوال و افعال کے مجموعہ کا نام ہے جو خدا تعالےٰ کی عظمت کے اظہار یعنی تکبیر سے شروع ہو کر سلام پر ختم ہو جاتی ہے۔ نماز پڑھنے والا اُس کو اس طرح پر ادا کرتا ہے گویا کہ وہ خدا تعالےٰ کے سامنے حاضر ہے اُس نے مقرر کیا ہے کہ جب نماز کا وقت آئے تو ایک منادی یعنی مؤذن سارے نمازیوں کو نہایت فصیح الفاظ میں بلایا کرے چنانچہ اس کے حکم کے موافق وہ چار مرتبہ خدا کی عظمت کا اعلان کرتا ہے گویا وہ کہتا ہے کہ اے لوگو! تم جو دنیوی اور اُخروی مرغوبات میں پھنسے ہوتے ہو یہ بھی خبر ہے کہ خدا تعالےٰ نہایت ہی بڑا اور اس بات کا زیادہ مستحق ہے کہ سارے مرغوبات کو چھوڑ کر اُس کی جناب کی طرف راغب ہو جاؤ۔ پھر دو مرتبہ گواہی دیتا ہے کہ خداوند تعالےٰ معبود یکتا ہے اُس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں گویا وہ یہ بتلاتا ہے کہ تمہاری دنیوی اور اُخروی حاجتوں کو وہی پورا کر سکتا ہے جو معبود حقیقی ہو اور اپنے ماسوا سے بے نیاز ہونے میں یکتائی اس کے اخص اوصاف میں شمار ہو اور ساری خلق اُسی کی محتاج ہو اور ایسا معبود "اللہ" ہی ہے جس کی ذات واقعی معبودیت کے شایاں اور اس امر میں یکتائی کے ساتھ موصوف ہے۔

پس تمہیں چاہیئے کہ اپنی ساری حاجتیں خواہ دُنیوی ہوں یا اُخروی سب اسی کی جناب میں لے جاؤ اور اُسی کی درگاہ کی طرف رجوع کرو۔ پھر دوبارہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رسالت کی شہادت دیتا ہے گویا وہ یہ کہتا ہے کہ یہی رسول تمہارے اور تمہارے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذی عظمت معبود کے درمیان میں واسطہ ہیں انہی کے ذریعہ سے تمہیں اپنی دُنیوی اور اخروی مصلحتوں کی اطلاع ہوئی ہے۔ اپنی کھلی آنکھوں سے دیکھ چکے ہو ورنہ کم سے کم دلیل سے تو ضرور تمہیں اس بات کا یقین ہو چکا ہے کہ یہ تمہارے بڑے بھی خواہ اور تمہیں بھلائی کے طریق سکھانے والے ہیں۔ پس اب تمہیں چاہیئے کہ تم اُس عبادتؐ کے ادا کرنے میں بدل و جان کوشش کرو جو انہوں نے تمہارے لئے مقرر کی ہے۔ اور جس میں تمہارا سراسر نفع متصور ہے۔ اس کے بعد دو دفعہ نماز کی طرف متوجہ کرتا ہے اُس کو اس مضمون کی تفریع سمجھنا چاہیئے جس کی طرف وہ تکبیر و تشہد میں اس سے پہلے اشارہ کر چکا ہے کہ اس ذی عظمت خدا کی درگاہ میں تمہیں ضرور التجا کرنا چاہیئے۔ یا یوں سمجھئے کہ پہلے کلام کا یہ نتیجہ ہے گویا وہ یہ کہتا ہے کہ جب یہ خدا سارے بڑوں سے بڑا اور معبودیت اور تمام خلق کی حاجت برآری کے اعتبار سے یکتا ٹھہرا اور اس خیر خواہ رسول نے تمہیں اُس کی عبادت کی تعلیم کی اور یہ وعدہ کیا کہ تم اس کی بدولت اپنی امیدیں حاصل کرنے میں کامیاب ہو گے تو تم کو چاہیئے کہ نماز کی طرف ضرور متوجہ ہو جاؤ اور خدائے جلیل کی درگاہ میں حاضر ہو اور نماز ادا کر کے اس کے وسیلہ سے خدا کی درگاہ میں اپنی چھوٹی بڑی حاجتوں کی درخواست پیش کرو۔ پھر وہ نماز کے فوائد و ثمرات کی طرف اجمالی طور پر " حیّ علیٰ الفلاح " یعنی کامیابی اور رستگاری کی طرف دوڑو کہہ کر اشارہ کرتا ہے۔

گویا وہ یہ کہتا ہے " آدمی کے لئے فلاح ساری مرغوبات سے بڑھ کر ہے اور فلاح خواہ دُنیوی ہو یا اُخروی اسی عبادت سے حاصل ہوتی ہے کیونکہ اس سے اخلاق درست ہوتے ہیں اخلاق کی عظمت کا نقشہ پیشِ نظر ہو جاتا ہے۔ قیامت میں اُس کی جزا کے ملنے کی امید ہو جاتی ہے۔ پس اس فلاح و کامیابی کو غنیمت سمجھو اور اس کی طرف متوجہ ہو جاؤ۔ اس کے بعد وہ مرغوبات میں سے جو نہایت ہی کامل شئے ہے اس کی طرف نمازیوں کے خیالات کو متوجہ کرتا ہے اور اس بات پر اُن کو متنبہ کرتا ہے کہ وہ جب اس عبادت کی طرف متوجہ ہوں تو کہیں خدا تعالےٰ کے سوا کوئی دوسری چیز کو مقصود

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اصلی نہ ٹھہرالیں بلکہ اُن کی مشتاق نظریں اُسی کی جناب کی طرف رہیں اُسی کا تقرب مدّنظر ہو اور ان کا مقصدِ اصلی اور مدعائے دلی کیا دنیا اور کیا آخرت دونوں میں خدا تعالےٰ ہی خدا ہو اسی وجہ سے وہ اس موقعہ پر دو مرتبہ تکبیر کہتا ہے اور خدا تعالیٰ کی معبودیت کے لحاظ سے یکتائی ظاہر کرتا ہے۔ یہ تو موذن کی کفیت تھی۔

اب لیجئے سُننے والے کیا کرتے ہیں؟ وہ لوگ بھی موذن کے اقوال کو دُہراتے جاتے ہیں گویا کہ وہ اس کی ہر بات میں تصدیق کرتے ہیں اور اس بات کی تصریح کرتے ہیں کہ وہ بھی اس کے ساتھ متفق ہیں لیکن جب وہ ان کو نماز اور فلاح کی طرف بُلاتا ہے تو اُس کے الفاظ کو نہیں دُہراتے کیونکہ بُلانے والے کے الفاظ جواب میں بھی کہنا تو مسخرہ پن کی بات ہے اس لئے وہ "لاحول ولا قوۃ الاّ باللہ" پڑھا کرتے ہیں۔ گویا وہ کہتے ہیں کہ نماز میں داخل ہو کر اس خیرِ عظیم کا حاصل کرنا اور فلاح کا پالینا سوائے خداوندی مدد اور قوت کے کسی اور طور پر ممکن نہیں ہم تو اُسی کی مدد کے طلب گار ہیں اور ان کا یہ قول بطور استکراہ و تنفر کے نہیں ہوا کرتا جیسا کہ بعض ناواقف یہ سمجھ کر اعتراض کیا کرتے ہیں۔ پھر جب اُس موقع پر جو کہ اسی عبادت کے ادا کرنے کے لئے مخصوص ہوتا ہے لوگ جمع ہو جاتے ہیں تو ندا کرنے والا مزید تاکید کے لئے انہی الفاظ کا اعادہ کرتا ہے تاکہ یہ سب باتیں لوگوں کے خوب ذہن نشین ہو جائیں اور وہ شخص بھی سُن لے جس نے اذان نہیں سُنی تھی اور بلا اذان سُنے ہی آ گیا تھا۔ یہاں تک کہ اس بارگاہِ عالی کی حضوری کے وقت یہ سارے مضامین پورے طور سے پیشِ نظر ہوں۔ اسی واسطے وہ اب کے مرتبہ الفاظ سابقہ ہی پر اکتفا نہیں کرتا بلکہ "قد قامت الصلوٰۃ" اور بڑھا دیتا ہے یعنی اب نماز قائم ہو گئی ہے۔

نماز کے لئے طہارت کے مشروط ہونے کی حکمت

شریعت نے اس عبادت کے ادا کرنے کے لئے جو شرطیں لگائی ہیں اور جو آداب مقرر کئے ہیں وہ بھی سُن لیجئے۔ چنانچہ اُس نے یہ مقرر کیا ہے کہ نماز پڑھنے والے کا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بدن پاک ہو اس کا لباس طاہر ہو، اس مکان میں جہاں وہ نماز ادا کریگا کسی قسم کی نجاست نہ پڑی ہو اس کا بدن حکمی ناپاکی سے بھی پاک ہو اور اس سے ایسے حالات مراد ہیں جو حدث کے نام سے موسوم ہوتے ہیں اور اُن کا اس وقت اعتبار کیا جاتا ہے جب بدن سے کسی قسم کی نجاست نکلے اور اس طہارت سے نمازی کو اس بات پر تنبیہ کرنا مقصود ہوتی ہے کہ اُس کا نماز میں داخل ہونا گویا اپنے مولیٰ کے سامنے اور اسکی بارگاہ عالی میں اس کے احسان کا امیدوار بن کر شکر کے لئے حاضر ہوتا ہے۔

پس جس طرح کہ شاہان دنیا میں سے کسی کے دربار میں جب جانا مقصود ہوتا ہے تو اس بات کا بڑا اہتمام کیا کرتے ہیں کہ کہیں بادشاہ کی نظر کسی چیز پر نہ جا پڑے جو اُسے ناگوار خاطر ہو اسی طرح یہاں بھی یہ نہایت ضروری امر ہے کہ خداوندی دربار میں حاضری کے وقت سارے اعضاء تمام ایسے ناپسندیدہ اعمال سے بالکل پاک و صاف ہوں جن کا منشاء خواہ اس کی خواہش نفسانی اور میلانِ طبع ہو یا دوسروں کی وسوسہ اندازی سے اُن کا مرتکب ہُوا ہو اور جملہ اخلاق ذمیمہ سے اس کا دِل بھی پاک ہو یہاں تک کہ سارے میل کچیل کو توبہ اور پشیمانی کے پانی سے دھو دھلا کر صاف وسُتھرا بن گیا ہو۔ علاوہ بریں بدن کو پانی سے دھونے کی وجہ سے جس خوشی کا اثر روح تک پہنچتا ہے وہ بھی مخفی نہیں کیونکہ روح اور بدن میں جو علاقہ پایا جاتا ہے اُس کا کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ اسی لئے جب ان دونوں میں سے ایک میں بھی کوئی چیز اثر کرتی ہے تو دوسرے میں اس کا اثر نمایاں ہو جاتا ہے چنانچہ روح بدن دھونے کے وقت کیسی شاداں و فرحاں نظر آتی ہے اور اس کی ساری کسلمندی دور ہو جاتی ہے۔ گویا کسی نے اس کے سارے بندھن کھول دیئے جن میں وہ جکڑی ہوئی تھی خصوصًا اُس حالت میں جب کہ عورتوں سے صحبت کرنے کے بعد غسل کیا جائے اور طبی فوائد اس کے علاوہ ہیں جو کسی پر چنداں مخفی نہیں۔

غسُل وضو اور اعضاءِ وضو کو خاص ترتیب سے دھونے اور مسح کرنے کی حکمتیں اور تیمّم کا بیان ۱۲

شریعت نے اُن اعتباری حالات سے طہارت حاصل کرنے کو جو حدث کے نام سے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

موسوم ہیں دو قسموں پر منقسم کیا ہے ایک کا نام طہارت کبریٰ ہے جس سے سارے بدن کا دھونا یعنی غسل مُراد ہے دوسرے کو طہارت صغریٰ یا وضو کہتے ہیں جس سے مقصود یہ ہے کہ بعض اعضاء کو دھویا جائے اور بعض کا مسح کیا جائے ۔

اب اُس نے سارے بدن کا مسح اس وقت واجب کیا ہے جب منی نکلے چاہے حکماً ہی کیوں نہ ہو (اور حکماً منی نکلنے کی صورت یہ ہے کہ جماع کرنے سے منی نکلنے کا پتہ نہ لگے) یا جب عورت کے رحم سے حیض یا نفاس کا خون جاری ہو۔ چونکہ ان نجاستوں کا کچھ نہ کچھ حصہ سارے بدن سے آتا ہے اس لئے شریعت نے بھی اُس اعتباری حالت یا نجاست کے ساتھ جو اُن کے نکلنے سے پیدا ہوتی ہے سارے بدن کو ملوّث قرار دیا اور اسی وجہ سے اُن کا نام حدثِ اکبر رکھا گیا۔ پس گویا سارے بدن کے دھونے اور پاک کرنے سے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ ان سارے گناہوں سے توبہ کر کے پاک ہونا چاہیئے جن کو تمام بدن سے علاقہ ہے نہ کسی خاص عضو سے خصوصاً اخلاق سیئہ سے پاک ہونا تو اور بھی ضروری ہے ۔

دوسری حکمت اس میں یہ بھی ہے کہ یہی چیزیں ہیں جن سے بچہ بنتا ہے ۔ چنانچہ منی حمل ٹھہرنے اور بچہ کی صورت بننے کا مادہ ہے اور خون رحم سے بچہ کو غذا پہنچتی ہے اور اُس کو نمو حاصل ہوتا ہے اور ظاہر ہے جو بچہ اس سے پیدا ہُوا کرتا ہے وہ کبھی نیک بخت ہوتا ہے اور کبھی بدبخت ۔ بچہ کے نیک بخت ہونے کے لحاظ سے بچہ کا پیدا ہونا شرعاً قابلِ تعریف اعمال میں سے شمار کیا جا سکتا ہے اور یہ امید ہو سکتی ہے کہ ان دونوں میاں بیوی کو جن کی مباشرت سے نیک بچّہ ہُوا ہے بہت عمدہ جزا ملے خصوصاً اس وقت جب کہ اُن دونوں کی نیّت بھی نیک ہو اور یہ مقصود ہو کہ اس طرح نسل میں خدا تعالےٰ کے مطیع موحدوں کی ترقی ہو اور بچہ کے نیک بخت ہونے کے لحاظ سے ان چیزوں کے خارج ہونے کے وقت مکلف کے لئے گویا یہ اشارہ نکلتا ہے کہ یہ شئے جو تیرے بدن سے خارج ہوئی ہے اور جس میں تیرا سارا بدن شریک ہے بچہ کے پیدا ہونے کا مادہ ہے اور ممکن ہے کہ اس سے ایسا بچہ پیدا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو جو خدا تعالےٰ کی نافرمانی اور اس کے ساتھ کفر کرے۔ پس سارے بدن کے دھونے سے اس بات پر آگاہی حاصل کرنا چاہیئے کہ ایسے امر سے بھی توبہ کرنا مناسب ہے جس میں گناہ کی سببیت کا احتمال بھی ہو اور گویا وہ زبان حال سے یہ کہتا ہے کہ ان چیزوں کے خارج ہونے سے جن میں میرا سارا بدن شریک ہے مجھے اس بات کی تشخیص ہو گئی کہ اگر ایسا بچہ پیدا ہُوا جو تیری نافرمانی کرے تو میں ضرور اس کا سبب ٹھہروں گا اس لئے میں اپنا سارا بدن دھوئے ڈالتا ہوں اور میں اس کو اپنی اس توبہ کا عنوان قرار دیتا ہوں جو مجھے اس سببیت سے تیرے سامنے کرنا چاہیئے اور یہ بات گناہ سے انتہا درجہ کی علیحدگی اور توبہ میں نہایت ہی مبالغہ اور اہتمام کرنے پر مبنی ہے اگرچہ حقیقتاً یہ کوئی گناہ نہیں ہے محض گناہ کا امکان اور اندیشہ ہے اب رہیں ایسی نجاستیں جو تمام بدن سے نہیں آتیں خواہ وہ حقیقتاً خارج ہوں جیسے کہ بدن سے خون بہے یا قضائے حاجت کے دونوں مقاموں میں سے کسی سے سوائے منی۔ خون حیض یا نفاس کے کوئی اور شئے خارج ہو اور خواہ حکماً ان کا اخراج پایا جائے جیسے کہ اس طرح سونے کے وقت جب اعضاء ڈھیلے ہو جائیں اعتبار کیا جاتا ہے۔ پس ان کے پائے جانے کے وقت شریعت نے اُس اعتباری نجاست سے جو حدث اصغر کے نام سے موسوم ہیں خاص خاص اعضاء کو ملوث قرار دیا گیا ہے۔ گویا اس طہارت صغریٰ کے حکم سے جسے وضو کہتے ہیں (اور وہ بعض اعضاء کے دھونے اور بعض کے مسح کرنے کا نام ہے) اُس کا یہ اشارہ ہے کہ انہیں خاص خاص اعضاء کے گناہوں سے توبہ کرنا چاہیئے اور اُن اعضاء کی تخصیص اور اس ترتیب سے جو اُن کی طہارت میں اعتبار کی گئی ہے عجیب نکتہ کی رعایت مدنظر ہے۔ بیان اس کا یہ ہے کہ سارے بدن میں یہی ایسے اعضاء ہیں جو مخالفت کرنے کے لئے نہایت سرعت کے ساتھ حرکت کرتے ہیں اس لئے ان کے دھونے سے اُن کی طہارت باطنی کے اہتمام پر تنبیہ ہو جائے گی اور مقصد اس سے یہ ہے کہ اُن کے کثیر الوقوع گناہوں سے توبہ کی جائے۔

اعضاء کے دھونے میں جو ترتیب اختیار کی گئی ہے اس میں یہ لحاظ ہے کہ جو عضو

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مخالفت میں نہایت سرعت سے حرکت کرتا ہو اُسی کو سب سے مقدم کیا جائے۔ پھر اُس کے بعد اُس سے کم اسی طرح آخر تک سمجھنا چاہیئے۔ پس سب سے پہلے چہرہ کے دھونے کا حکم ہے جس میں منہ ناک اور آنکھیں پائی جاتی ہیں اور چہرہ میں سے پہلے منہ سے دھونا[1] شروع کیا جاتا ہے۔ اس لئے کہ تمام اعضاء میں سے زبان مخالفت کرنے میں زیادہ چلتی ہے کیونکہ اسی سے کلمہ کفر کا کہا جاتا ہے۔ اُسی سے غیبت چغلخوری کی جاتی ہے۔ فحش بکا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ بھی زبان کی بہت سی آفتیں ہیں جن میں سے کچھ پہلے بھی بیان ہو چکی ہیں۔

پس منہ کے دھونے سے جب یاد آجاتا ہے کہ طہارت ظاہری سے باطن کی تطہیر کی طرف اشارہ ہے تو خدا تعالےٰ کی طرف وہ توبہ کرنے لگ جاتا ہے اور زبان سے جو کچھ اُس نے بے جا کہا تھا اُس سے کنارہ کشی اختیار کرتا ہے۔ اسی طرح ناک میں پانی ڈالنے کے وقت یاد کر کے اُن چیزوں سے جن کو اُس نے بلا اجازت شرعی سونگھا ہے توبہ کرتا ہے۔ اسی طرح اُن چیزوں سے بھی توبہ کرتا ہے جن کا دیکھنا حرام تھا اور اُس نے انہیں دیکھا ہے۔ چہرے کے بعد کہنی تک دونوں ہاتھوں کے دھونے کا حکم ہے اس لئے کہ جہاں زبان سے کوئی بات نکلی اور کسی پر نظریں پڑیں تو فوراً دست درازی کرنے کے لئے ہاتھ بڑھتا ہے اور کسی نہ کسی موقع پر جا ہی لگتا ہے۔ پس جب اُن دونوں کی نوبت آئے گی تو خواہ مخواہ ان کی طہارتِ باطنی کا بھی خیال پیدا ہو گا اور اپنی دست درازیوں سے توبہ کرے گا۔ اس کے بعد سر کے مسح کرنے کا حکم ہے اور غسل کا حکم نہیں دیا گیا اور محض مسح ہی گویا اس لئے کافی سمجھا گیا کہ نفس سر سے تو کوئی مخالفت سرزد نہیں ہوئی تھی اگر ہوئی تھی تو زبان اور آنکھ سے ہوئی تھی جو سر سے ملی ہوئی ہیں اسی وجہ سے سر کیلئے متوسط درجہ کا حکم یعنی مسح تجویز کیا گیا

---

[1] یعنی کلی کی جاتی ہے اور کلی سے پہلے جو ہاتھ گٹے تک دھوئے جاتے ہیں وہ اصل میں کلی ہی کرنے کے لئے صاف کر لئے جاتے ہیں۔ ۱۲ مترجم

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور غسل کا حکم نہیں دیا۔ اسی طرح چونکہ کان میں بسا اوقات بلا قصد کوئی بات آ پڑتی ہے اُس کے لئے بھی مسح ہی پر اکتفا ہُوا اور غسل کی طرح اب مسح کرتے وقت بھی توبہ کی یاد آجائے گی۔ کانوں نے جو کچھ بے جا سُنا ہوگا اور سر سے بباعث مجاورت ان اعضاء کے جو کچھ سرزد ہُوا ہوگا اُس سے بھی اپنے کو پاک کر لے گا۔ گردن کے مسح کی نسبت بھی اسی طرح کہا جا سکتا ہے۔ اس کے بعد پَیروں کے دھونے کا حکم ہے اس لئے کہ جب آنکھیں دیکھ چکتی ہیں زبان سے کچھ باتیں ہو جاتی ہیں ہاتھ بڑھ چکتے ہیں کانوں میں آواز آلیتی ہے اُس وقت پیروں کی باری آتی ہے اور آدمی ان سے چلتا ہے پس مخالفت میں سب سے پیچھے پَیر ہی ٹھہرے اس لئے سب سے پیچھے اُن کے دھونے کا حکم ہُوا اور اُن کے دھونے سے بھی پیروں کے لحاظ سے باطنی طہارت کی فکر ہوتی ہے اور جہاں کہیں اس سے بے جا قدم اٹھا ہوتا ہے اس سے توبہ کرتا ہے۔

پھر اعضاء کے تین تین مرتبہ دھونے میں ایک عجیب دقیق نکتہ پایا جاتا ہے گویا کہ توبہ کے تینوں ارکان کا پُورا پورا مقابلہ ہے اور توبہ کے تینوں رکن یہ ہیں:۔ (۱) جو گناہ ہو چکا ہو اس پر نادم ہو (۲) اُس گناہ سے باز آئے اور (۳) اس بات کا پختہ قصد کر لے کہ آئندہ اس کا مرتکب نہ ہوگا۔ پس ہر مرتبہ دھونے سے توبہ کے ایک ایک رکن پر تنبیہ ہوتی ہے۔ وضو کرنے والا جب وضو سے فارغ ہو چکتا ہے اور توبہ کرکے طہارت باطنی حاصل کر لیتا ہے تو اسے مناسب ہے کہ یہ دُعا پڑھے:۔

اللھم اجعلنی من التوابین واجعلنی من المتطہرین۔

”یعنی اے خدا مجھے توبہ کرنے والوں اور پاک وصاف بننے والوں کے زمرے میں کر دے“

اس میں اس کے لئے گویا یہ اشارہ پایا جاتا ہے کہ خدا تعالےٰ سے وہ یہ استدعا کرے کہ اُس نے جہاں توبہ اور تطہیر باطن کی توفیق دے کر اس پر احسان کیا ہے اُسے قبول بھی کر لے۔ اور جب نمازی کو پانی کا میسر آنا مشکل ہو یا بوجہ مرض کے اُس

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے استعمال پہ قدرت نہ ہو تو اُس وقت شریعت نے بجائے غسل یا وضو کے تیمم مقرر کیا ہے اور وہ کسی پاک چیز سے جو کہ مٹی کے قبیل ہو نیت تطہیر کے ساتھ چہرہ اور دونوں ہاتھوں کے کہنیوں تک مسح کرنے کا نام ہے اور یہی ایسے اعضاء ہیں کہ انسان کو جن کے پاک کرنے کی اور اعضاء سے زیادہ حاجت ہوتی ہے اور اس میں گویا بندہ کے لئے یہ اشارہ پایا جاتا ہے کہ جب اُس پر توبہ کے سارے ارکان ادا کرنا دشوار ہوں اور اُن کے حاصل کرنے کے لئے اُسے توفیق نہ ہو تو اس سے تو گیا گزرا نہ ہو کہ اپنے گناہ دیکھ کر عجز اور انکسار کرنے لگے کیا عجب کہ اسی بہانہ خدا تعالٰے اُس کے گناہ بخش دے۔ چنانچہ کہا کرتے ہیں کہ جو گناہ عجز و انکسار پیدا کرے وہ ایسی اطاعت سے تو اچھا ہی ہے کہ جس سے آدمی عجب و تکبر کرنے لگے۔ علاوہ بریں جب اس مسح کے اس اشارہ کی طرف لحاظ کیا جاتا ہے تو یہ بھی کچھ بعید نہیں معلوم ہوتا کہ اُس پر اب توبہ کے تمام ارکان کا حاصل کرنا بھی آسان ہو جائے اور وہ حقیقتاً توبہ ہی کر لے۔ پھر چونکہ اعضائے وضو میں سے پیروں کے دھونے میں زیادہ پانی صرف ہوتا تھا اور کچھ مشقت کا بھی اندیشہ تھا اس وجہ سے اگر چرمی موزے پہن لئے جائیں تو بغرض آسانی خاص شرطوں کے ساتھ اُن پہ پانی سے مسح کرنا بھی جائز رکھا گیا اور اس طرح پر اُن کے گناہوں سے توبہ کرنے کی طرف اشارہ بھی فوت نہیں ہونے پایا۔

ستر کا چھپانا بھی نماز میں شرط ہونا اور عورت کو بہ نسبت مرد کے زیادہ بدن چھپانے کا حکم ہونا

شریعت نے یہ بھی مقرر کیا ہے کہ نماز ننگے ہو کر نہ پڑھی جائے بلکہ نمازی بدن ڈھانک لیا کرے اور اس سے جو کچھ ادب کی رعایت پائی جاتی ہے وہ تو ظاہر ہی ہے علاوہ اس کے اس میں یہ بھی اشارہ ہے کہ بندہ کو گناہوں اور اخلاق ذمیمہ سے اگر پورے طور پر توبہ کر کے پاک و صاف بننا نصیب نہ ہو تو جب نماز پڑھنے لگے یا یوں کہئے کہ اپنے مولیٰ کی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بارگاہ میں حاضر ہونے لگے تو کم سے کم باقتضائے ادب اتنا تو کرے کہ ان ساری مخفی لفظوں کو دبائے رکھے تاکہ اُن کا زور شور گھٹا رہے اور ان کی یہ حالت ہو جائے گویا انہیں پردہ میں چھپا دیا ہے اگرچہ خدا سے کوئی چیز چھپ نہیں سکتی اور وہ سب کچھ جانتا ہے۔

بدن چھپانے میں ایک یہ بھی فائدہ ہے کہ جب اس کی نظر اعضا پر نہ پڑے گی تو اِدھر اُدھر جی نہ بھٹکنے پائے گا اور چونکہ عورتوں کے سارے بدن میں یہ قباحت پائی جاتی تھی کہ اُس پر نظر پڑنے سے طبیعت بگڑتی تھی اس لئے اسے حکم ہے کہ سارا بدن چھپائے۔ ہاں آزاد عورت کے لئے اتنے بدن کے کھولنے کی اجازت ہے جس کے کھولنے کی اکثر احتیاج پڑتی ہے جیسے چہرہ، کلائی تک دونوں ہاتھ اور قدم ان کا چھپانا ضروری نہیں اور وہ عورت لونڈی ہو تو چونکہ کام کاج کرنے میں ان اعضاء کے علاوہ اور اعضاء بھی اکثر کھل جاتے ہیں اور ان کے چھپانے کے واجب کرنے میں حرج متصور تھا اس لئے اس کو ان کے علاوہ بھی کسی قدر اور بدن کھلا رکھنے کی اجازت دی گئی۔

نماز میں کعبہ کی طرف منہ کرنیکی حکمت اور نیز اس کا بیان کہ اس منہ کرنے سے مقصود خدا ہی کی عبادت ہوتی ہے نہ کہ کعبہ کی

شریعت نے یہ بھی مقرر کیا ہے کہ نمازی کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتا اس لئے کہ انسان کے لئے کئی جہت پائی جاتی ہیں جن کا کہ وہ اپنے کاروبار میں عادی ہے اور اُن جہتوں کے نام یہ ہیں:- آگے پیچھے۔ دائیں بائیں۔ اوپر نیچے۔ پس اگر اُسے اختیار دے دیا جاتا کہ جدھر چاہے منہ کر کے نماز پڑھ لے حالانکہ نماز میں مقصود یہ ہے، کہ خدا تعالےٰ کی طرف یکسو ہو جائے اور اپنے خیالات کو مجتمع کر کے خدا ہی کے کام میں لگا دے تو اس کا جی پریشان ہو جاتا اور کچھ کرتے دھرتے نہ بن پڑتا اور اسی حیرت میں رہ جاتا کہ کدھر منہ کروں کدھر نہ کروں معلوم نہیں کہ خدا تعالیٰ کی طرف متوجہ ہونے کے لئے لائق تر کون سی جہت ہے کہ جس سے میری دُعا قبول ہو جائے۔ پس خدا تعالےٰ نے بنظر تلطف انسانی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عقل و فطرت کا لحاظ کر کے کعبۂ مکرمہ کو مقرر کر دیا کہ اُس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی جائے کیونکہ خداوند کریم نے اِس قطعۂ زمین کو مشرف و مکرم بنا دیا ہے اور خدا کو اختیار ہے کہ اپنے ملک میں سے جس شئے کو چاہے فضیلت دے کر معظم و مکرم بنا دے اس لئے کہ وہ فاعل مختار اور تمام چیزوں کا علی الاطلاق مالک ہے۔ خداوند تعالےٰ نے کعبہ کا "بیت اللہ" یعنی خدا کا گھر نام رکھا ہے اگرچہ خدا کو مکان کی کچھ ضرورت نہیں بلکہ وہ اس سے بالکل پاک و منزہ ہے۔ لیکن اس تعیین سے مقصود یہ ہے کہ نمازی کا دل خدا سے عرض و معروض کرتے وقت یکجا رہے اور اس کے جی کو اس بات کا اطمینان ہو جائے کہ خدا تعالےٰ کی طرف متوجہ ہونے کے اعتبار سے اُس نے تمام جہتوں میں سب سے افضل اور نہایت ہی مناسب جہت اختیار کی ہے جس سے اُمید ہے کہ اُس کی دعا ضرور مقبول ہو جائے گی۔

پس یہاں سے یہ بات بخوبی ظاہر ہو گئی کہ نماز اور جو کچھ کہ نماز میں مثل رکوع و سجدہ وغیرہ کے پایا جاتا ہے اگرچہ اُس وقت منہ کعبہ کی طرف رہتا ہے لیکن اُس سے مقصود جناب باری تعالےٰ ہی ہے کعبہ ہرگز مقصود نہیں اس لئے کہ جو شخص (خدا پناہ میں رکھے) اپنے سجدہ سے غیر خدا کو قصد کرے اس کی نسبت شریعت کفر کا حکم دیتی ہے۔ پس اس عبادت سے کعبہ کی مقصودیت کا گمان کرنا انتہا درجہ کی ناواقفی پر مبنی ہے۔

نماز کے تکبیر سے شروع ہونے اور شروع کرتے وقت ہاتھ اُٹھانے کی حکمت

پہلے بھی معلوم ہو چکا ہے کہ نماز خدا تعالیٰ کی تعظیم و تکبیر سے شروع ہوتی ہے اور اس کا مقصود بندہ کا "اللہ اکبر" کہنا ہے اور اس وقت نمازی اگر مرد ہوتا ہے تو اپنے کانوں تک ہاتھ اٹھاتا ہے اور عورت اپنے مونڈھوں تک ہاتھ اٹھاتی ہے۔ اللہ اکبر کہنے میں اوّل تو تعظیم پائی جاتی ہے دوسرے اس طرح بارگاہِ شاہی میں گویا تحیت و سلام عرض

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا جاتا ہے اور حاضری کی اجازت مانگی جاتی ہے اور باوجود ان باتوں کے اس میں یہ بھی اشارہ ہے کہ بندہ کو یہ مضمون پیشِ نظر رکھنا چاہیئے کہ اُس کا مولیٰ جس کے سامنے وہ حاضر ہونے کو ہے تمام چیزوں سے بڑا ہے۔ کوئی شے اُس کی کبریائی و عظمت کو نہیں پہنچ سکتی۔ پس مناسب ہے کہ اپنے مولیٰ کے سوا خواہ دنیوی تعلقات ہو یا اُخروی مرغوبات سب سے اپنے دل کو پاک کر کے اُس کے حضور میں حاضر ہو اور دونوں ہاتھوں کے اُٹھانے سے بھی اسی بات کی تاکید ہوتی ہے جیسے کہ کوئی شخص اعراض کر کے اُس چیز سے جو اُس کے سامنے ہو ہاتھ کھینچتا ہے گویا کہ نمازی نے یہ فرض کیا ہے کہ خدا کے سوا تمام اشیاء اس کی آنکھوں کے روبرو حاضر ہیں اور یہ کہہ کر کہ خدا جملہ اشیاء سے بڑا ہے وہ اُن سب سے ہاتھ اُٹھاتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ مَیں اللہ تعالےٰ کے سوا کسی چیز کو نہیں لیتا اسی کو اختیار کرتا ہوں اور لو مَیں اپنی ساری مرغوبات کو چھوڑے دیتا ہوں مَیں تو اسی کی بارگاہ عالی میں حاضر ہونے کا پختہ قصد کر چکا ہوں۔

مرد کے خلاف بجائے کانوں تک کے عورتوں کے شانوں ہی تک ہاتھ اُٹھانے میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اپنے جی کو قابو میں رکھنے پر قادر ہونے کے لحاظ سے مردوں سے عورتوں کا مرتبہ ذرا گھٹا ہُوا ہے۔ گویا کہ مرد و عورت دونوں اپنے اپنے مرتبہ کو زبانِ حال سے بیان کرتے ہیں۔ علاوہ بریں عورتوں کے لئے محض شانوں ہی تک ہاتھ اٹھانا کافی سمجھے جانے میں اُن کے پردہ کی بھی رعایت ہو جاتی ہے۔ پھر بندہ تکبیر کہہ کر غلاموں کی طرح اپنے مالک کے سامنے نہایت ادب سے ہاتھ باندھ کر کھڑا ہو جاتا ہے اُس کی نظر ہے کہ زمین کی طرف لگی ہوئی ہے دونوں قدم برابر رکھے ہیں نہ کوئی عضو ہلنے پاتا ہے نہ ادھر اُدھر جُھکتا ہے۔

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ اور اَعُوْذُ بِاللّٰهِ الخ کے شروع نماز میں پڑھنے کی حکمت

اس کے بعد وہ نماز شروع کرنے کی دُعا پڑھتا ہے جس میں پہلے تو اپنے رب کریم کی پاکی اور تمام عیوب سے براءت بیان کرتا ہے۔ پھر اس کی تعریف کرتا ہے اس کا نام نہایت

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تعظیم وتکریم سے لے کر اُس کی سلطانی عظمت و جبروت کو ظاہر کرتا ہے اس کی وحدانیت کا مقر ہوتا ہے اس کو یوں سمجھئے کہ جیسے بادشاہوں سے کچھ عرض کرنے کے پہلے چند القاب ذکر کیا کرتے ہیں جن سے اُن کی عظمت ظاہر ہو اسی طرح خدا سے بھی عرض کرنے کے وقت اس کی رعایت کی گئی۔ پس تکبیر گویا درگاہِ خداوندی میں حاضر ہونے کے وقت آداب بجالانا ہے اور یہ دعا گزارش کرنے سے پہلے بمنزلہ القاب ذکر کرنے کے ہے پھر چونکہ انسان پر شیطان مسلط کیا گیا ہے اور اُسے یہی فکر رہتی ہے کہ کسی طرح اُس کے دل میں وسوسہ ڈال کر خدا تعالےٰ سے عرض ومعروض کرنے میں جی نہ لگنے دے اور اسے پریشان کر دے اس لئے شیطان کی عداوت سے بچنے کے لئے اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ پڑھتا ہے یعنی میں اس مردود شیطان کے شر سے بچنے کے لئے خدا تعالےٰ کی پناہ میں آیا جاتا ہوں۔ اس طرح اپنے دشمن شیطان سے بچنے کے لئے خدا تعالیٰ کی پناہ مانگ کر ذرا اُس کے دل کو سہارا ہو جاتا ہے۔ اب خدا سے عرض ومعروض کرنے کا وقت آ پہنچتا ہے۔

بسم اللہ اور آیات سورۂ فاتحہ کے اشارات کی تفصیل اور آمین کے معنے

چنانچہ وہ بسم اللہ پڑھ کر سورۃ فاتحہ پڑھنا شروع کر دیتا ہے۔ اس کے پڑھنے سے جن امور کی طرف اشارہ پایا جاتا ہے اُس کا بیان یہ ہے کہ پہلے[1] تو وہ خدا تعالےٰ سے توسل حاصل کرنے کے لئے نہایت ہی شریف وسیلہ کو ذکر کر کے برکت حاصل کرتا ہے اور وہ وسیلہ اُس کا نہایت ہی باعظمت اسم مبارک ہے کہ اُس کے سوا کوئی اُس کے ساتھ موسوم نہیں اور چونکہ وہ اپنے کو ایسے مقام میں پاتا ہے کہ جس کے اعتبار سے اُس کو اس بات کی نہایت احتیاج ہوتی ہے کہ خدا اپنی رحمت اور احسان کے صدقہ میں اُس کو طرح طرح کی نعمتیں عنایت کرے کیونکہ یہی وہ مقام ہے جہاں کہ خدا تعالیٰ کی بخششوں

---

[1] یہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہنے کی حکمت ہے ۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی امید کی جاتی ہے۔ اس لئے وہ اپنے رب کی تعریف میں یہ ذکر کرتا ہے کہ وہ رحمٰن و رحیم یعنی بے نہایت و بے پایاں رحمت والا ہے۔ گویا کہ یہ اشارہ ہے کہ اس کی دُعا مقبول ہونے کے لئے سوائے خدا کی کامل اور عام رحمت کے کوئی ذریعہ نہیں۔

پھر[1] حق سبحانہٗ تعالےٰ کی عظمت اور اس کی نعمتوں کی وسعت خصوصًا اس کے پرورش کرنے کے احسان کو کہ جو ابتدائے پیدائش سے برابر اُس پر ہوتا رہا خیال کر کے اس کی ذات عالی کی جو کہ تمام اعلیٰ سے اعلیٰ محامد کی شایان ہے تعریف کرتا ہے اور اس کے کامل احسانات کی توصیف میں مشغول ہوتا ہے جن میں سے سب سے بڑا احسان یہ ہے کہ خدا اس کو فنا ہونے سے بچاتا ہے اور ظاہری و باطنی رزق برابر جاری رکھ کر اس کی پرورش کرتا ہے۔ پھر[2] یہ دیکھ کر کہ بتیرے لوگ اُس کی نعمت کی بے قدری کرتے ہیں اور اُس کا کما حقہ شکر ادا نہیں کرتے اور اس خوف سے کہ کہیں اس کا بھی انہی لوگوں میں شمار نہ ہونے لگے۔ خداوندی رحمت کی طرف متوجہ ہو کر التجا کرنے لگتا ہے اور اپنے رب کو رحمت کے ساتھ موصوف کر کے اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ تیری وسیع رحمت کے سوا اُن لوگوں کا کوئی کارساز نہیں ہو سکتا اور[3] یہ خیال کر کے کہ بعض لوگ ایسے بھی پائے جاتے ہیں کہ جب اُن پر احسان ہوتا ہے تو اور زیادہ اترانے لگتے ہیں اور جب تک کہ اُن کے ساتھ عدل نہ برتا جائے اور اُن کی تادیب نہ کی جائے اُن کی اصلاح نہیں ہو سکتی اس لئے اس کی صفت جلال کو یوں ظاہر کرتا ہے کہ وہ انصاف و جزا کے دن کا بادشاہ اور مالک ہے۔ پس جس طرح کہ بندہ کو خدا تعالےٰ سے انتہائی درجہ کی امید کرنا چاہیئے۔ اسی طرح یہ بھی ضرور ہے کہ اس سے ڈرتا بھی زیادہ رہے۔ اب وہ[4] اپنے رب کے حضور میں اپنی عبادت کو جو کہ اس کی نعمتوں کا تھوڑا بہت شکر یہ ہُوا کرتا ہے پیش کرتے وقت وہ ضروری امروں کا لحاظ کرتا ہے۔ اوّل تو یہ کہ وہ اپنے کو حق

---

[1] یہ الحمد للہ رب العالمین کہنے کی حکمت ہے ۱۲ مترجم [2] یہ الرحمٰن الرحیم کہنے کی حکمت ہے [3] ایاک نعبد و ایاک نستعین ۱۲ مترجم [4] یہ اہدنا الصراط المستقیم کہنے کی حکمت ہے ::

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عبادت ادا کرنے میں قاصر خیال کرتا ہے اس لئے اپنے اُن موحد بھائیوں کی عبادت کے ساتھ ملا کر اپنی عبادت کو پیش کرتا ہے جن میں سے اکثروں نے نہایت خلوص کے ساتھ اپنی پوری انسانی طاقت صرف کر کے عبادت میں کوشش کی ہے تاکہ اُنہی کے طفیل سے کیا عجب کہ اس کی عبادت بھی خدا کی درگاہ میں قبول ہو جائے۔

دوسرے وہ یہ دیکھتا ہے کہ مشرکوں نے اس خدا تعالیٰ کی عبادت میں جس کے سوا کوئی عبادت کے شایان نہیں بتھیرے شریک بھی ٹھہرائے ہیں اس لئے وہ اپنی عبادت پیش کرتے وقت اس طور پر بیان کرتا ہے کہ جس سے محض خدا تعالیٰ ہی کے لئے عبادت کا انحصار معلوم ہو۔ پھر جب اس موقع پر اس کی نظر اپنے حال کی طرف جاتی ہے تو اپنے کو عبادت اور اس شکر کے ادا کرنے سے نہایت ہی عاجز پاتا ہے۔ ہاں اُس وقت وہ کچھ کر سکتا ہے جب کہ خداوند کریم اُس کی مدد کرے اور اُس کے کاموں کو درست کر دے۔ اس کے دل میں اس کی رغبت پیدا کر دے اور سارے موانع دُور کر دے اور چونکہ یہ بات خدا تعالیٰ ہی کی قدرت میں ہے اس لئے وہ اُس سے اسطور پر مدد کا طلب گار ہوتا ہے جس سے یہ بھی معلوم ہو جائے کہ خدا کے سِوا کسی اور کی اعانت اُسے مطلوب نہیں۔

پھر[1] اُس بات کا خیال کر کے کہ خدا تعالےٰ کو وہی کام پسند آتے ہیں جو کہ راستی کے ساتھ کئے جائیں اور اُس میں کج روی کو دخل نہ دیا جائے وہ خدا تعالےٰ سے راہ راست کی راہنمائی کی درخواست کرتا ہے تاکہ اس ذریعہ سے اُس کی عبادت کو مقبولیت کا اعلیٰ درجہ حاصل ہو جائے اور وہ کامیاب ہو۔ اب چونکہ لوگ تین قسم کے پائے جاتے ہیں بعض[2] تو وہ جنھوں نے اعتقاد اور عمل دونوں کی حیثیت سے راہِ راست کو پا لیا اور اس طرح سے وہ فائز المرام ہو گئے اور بعض[3] عمل میں کج روی کو دخل دے کر خداوند تعالےٰ کے مورد غضب بن گئے اور بعض نے اپنے عقیدے درست نہ رکھے اور اس طرح سے

---

[1] یہ اھدنا الصراط المستقیم کہنے کی حکمت ہے ۱۲ مترجم [2] یہ صراط الذین انعمت علیھم سے مراد ہیں ۱۲

[3] یہ غیر المغضوب علیھم سے مراد ہیں [4] یہ ولا الضالین سے مراد ہیں ۱۲ مترجم

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حق سے بھٹک گئے۔

پس نمازی کو راہِ راست کی درخواست کے بعد یہ رغبت بھی پیدا ہوئی کہ یہ بھی اُنہی لوگوں میں سے ہو جائے جو اپنے عقیدے اور عمل درست کر کے خداوندی نعمتوں سے مالامال ہو گئے تاکہ اس ذریعہ سے یہ بھی اُن کے انوار و ثمرات سے خوشہ چینی کر کے بہرہ یاب ہو اس میں یہ اشارہ بھی نکلتا ہے کہ آدمی کے لئے کوئی نہ کوئی ضرور رہنما ہونا چاہیئے کہ جو اس کو راہِ راست سے آگاہ کرے اور نافرمانوں اور گمراہوں سے علیحدگی اختیار کرنے کی ترغیب دے۔

پس گویا نمازی یوں کہتا ہے کہ اے رب! میں اپنے موحد بھائیوں سمیت تجھ سے اُسی فرقہ کی راہِ راست کا طالب ہوں جس نے تُو نے عقیدے اور عمل دونوں کے درست ہونے کی وجہ سے اپنی نعمتیں نازل کیں تاکہ ہم لوگ بھی انہی کے زمرہ میں داخل ہو کر اُن کی نیک صحبت کی برکت سے کامیاب ہو جائیں اور اُن لوگوں کے طریقہ سے بچے رہیں جن پر اس وجہ سے کہ اُنہوں نے بُرے عمل کیے تو غضب ناک ہُوا یا جو غلط عقیدوں کی وجہ سے راہِ راست سے بھٹک گئے۔ اے ہمارے رب! ان لوگوں سے ہمیں بچائے ہی رکھنا کہیں ہم بھی اسی آفت میں نہ مُبتلا ہو جائیں اور پھر اُن ہی کی طرح ہم کو بھی نقصان اُٹھانا پڑے۔ اب وہ مقبولیت کی درخواست پر اپنی اس دُعا کو ختم کرتا ہے۔ چنانچہ اسی لئے وہ اس موقع پر لفظ آمین کہتا ہے یعنی اے رب! اب ہماری دُعا کو قبول کر لے۔ کیونکہ تو نے تو اپنے رسول کی زبانی ہم سے وعدہ کر کے ہمیں امیدوار بنا رکھا ہے اور تیری تو عادت ہی ہے کہ دُعا کرنے والے کی بہت جلد دعا سُن لیا کرتا ہے۔ پھر چونکہ قاعدہ ہے کہ جب طبیب سے کوئی شخص علاج کراتا ہے تو اُس کے لئے وہ جو دوا تجویز کر دیتا ہے اُس کو استعمال کرتا ہے اور اس کے حکم کی تعمیل اپنے ذمہ ضروری سمجھا کرتا ہے۔ اسی طرح پر یہاں بھی سمجھیئے کہ بندہ کا خدا سے راہِ راست کی راہنمائی کا طالب ہونا گویا کہ اپنے بے جا اعمال اور بُرے عقیدوں کے امراض کے لئے دُعائے شافی مانگنا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

فاتحہ کے ساتھ ضم سورۃ کی حکمت[12]

پس گویا خدائے ذوالجلال کی جانب سے اُس کے جواب میں یہ ارشاد ہوتا ہے کہ تمہارا علاج یہی ہے کہ تم میرے کلام کی تلاوت کرو اور اس میں سے جو کچھ پڑھ سکو پڑھو اس سے تم کو شفاء حاصل ہو گی کیونکہ یہی کلام ایسی شافی دوا ہے کہ جس سے فسق، شرک، ریا، تکبر، حسد اور کینہ وغیرہ سارے مرضوں کو صحت حاصل ہوتی ہے اس لئے کہ اُس میں کافی طور پر دلائل بیان ہوئے ہیں اور پوری پوری نصیحتیں کی گئی ہیں۔ پس اگر تم اسے پڑھو گے تو تمہیں تمہاری بیماری سے شفاء حاصل ہو گی اور تمہارا مرض زائل ہو جائے گا۔

اس وجہ سے نمازی بعد سورۃ فاتحہ کے کہ جو بمنزلہ مرض بیان کرنے کے تھی اپنے طبیب کی بتلائی ہوئی دوا کے طور پر قرآن پاک میں سے تھوڑا بہت اس کے سوا کچھ اور بھی پڑھ لیا کرتا ہے۔ اب اس دوا کو استعمال کر کے یعنی کلام اللہ سے کچھ پڑھ کر وہ اپنی کمزوری اور عاجزی پر نظر ڈالتا ہے اور اس دوا کی واقفیت و شفاء حاصل کرنے کے لئے اپنے آپ کو اپنے مولیٰ کا محتاج پاتا ہے اور یہ بھی دیکھتا ہے کہ یہ بات سوائے خدا تعالیٰ کے اور کسی کے قبضۂ قدرت میں نہیں پس اس وقت اپنی ہیئت سے بھی اپنا عجز ظاہر کرنے کے لئے اپنے مولیٰ کی بڑائی بیان کرتا ہوا اُس کے سامنے جھک جاتا ہے اور اسی کو رکوع کہتے ہیں۔

رکوع و قومہ اور جو کلمات اس وقت مشروع ہیں ان کی حکمت[12]

پھر وہ اسی حالت میں اپنے باعظمت مولا کی کہ جو سب سے بے نیاز ہے اور جس کے کہ سب محتاج ہیں پاکی بیان کرتا ہے اور بعد اس کے کہ اُس نے اپنی ہیئت سے بھی اپنی عاجزی ظاہر کر دی اس کی طرف اپنے محتاج ہونے کا اقرار بھی کر لیا۔ اس کی عظمت و جلال کی تعظیم بھی کر چکا۔ اپنے مالک کا شکر ادا کرنے کے لئے سیدھا کھڑا ہو جاتا ہے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جس نے کہ دو اشرافی عنایت کر کے اُس پر بڑا احسان کیا ہے اور اپنے جی کو اس طرح سمجھاتا ہے کہ اگرچہ وہ نہایت ہی کمزور اور بڑا ہی ذلیل ہے اور اس کا مالک بہت ہی بڑی عظمت و جلال والا ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی وہ لوگوں کی سنتا بھی ہے اور اُن کی دعائیں قبول کرتا ہے اور جو اس کی تعریف کرتا ہے وہ اسے بھی سُن لیتا ہے پس اسی وجہ سے اپنے جی کو اطمینان دلانے کے لیے وہ "سمع اللہ لمن حمدہ" کہا کرتا ہے یعنی جو خدا کی تعریف کرتا ہے خدا تعالےٰ اُس کی سُن لیتا ہے اور پھر وہ اپنی تعریف و حمد "اللّٰھم ربنا لک الحمد" کہہ کر پیش کر دیتا ہے۔ اس کے بعد جب یہ خیال کرتا ہے کہ خدا تعالیٰ کی نعمتیں تو بے پایاں اور غیر محصور ہیں اور وہ اگر ابد تک بھی اطاعت اور عاجزی کرتا رہے جب بھی سو نصوں میں سے ایک حصّہ بھی شکر کا ادا نہیں ہو سکتا۔

پس اس موقع پر گویا زبانِ حال سے وہ یہ کہنے لگتا ہے کہ اے میرے رب! میں تو تیری نعمتوں کے شکر ادا کرنے سے بہت قاصر ہوں اور تُو تمام چیزوں سے بے نیاز ہے۔ پھر میں کون سا کام کروں کہ تیرے بڑے بڑے احسانوں کا بدلہ ہو سکے۔ تیری شان جو نہایت ہی عالی ہے میں ہزار کوشش کروں لیکن بھلا مجھ بے چارے سے کیا ہو سکتا ہے۔

سجدہ اور اُس کے متعلقات کی حکمت

سب سے بڑھ کر تیرے مقابلے میں جو کچھ کر سکتا ہوں وہ یہی ہے کہ میں اپنے اعضاء میں سے جو نہایت ہی شریف اور باعزت ہے اور وہ میرا چہرہ ہے۔ تیری عظمت و جلال کی تعظیم کرنے کے لئے زمین پر تیرے سامنے رکھ دوں اگرچہ میں جانتا ہوں کہ تیری کبریائی و عظمت میں اس سے کچھ زیادتی نہ ہو جائی گی کیونکہ تو سب بڑوں سے بڑا ہے۔

پس وہ اپنے مولیٰ کی تعظیم کرنے کے لئے "اللہ اکبر" کہتا ہُوا سجدہ میں گر پڑتا ہے اور اپنی پیشانی اُس کے سامنے زمین پر رکھ دیتا ہے اور سجدہ میں اپنے کو نہایت ہی پستی کی حالت میں پاتا ہے اور چونکہ اس نے یہ حالت اپنے ایسے مولیٰ کی تعظیم کی غرض سے اختیار کی ہے جو سب بڑوں سے بڑا ہے اس لئے وہ "سبحان ربی الاعلیٰ" کہنے لگتا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے یعنی میرا رب جو جملہ چیزوں سے عالی ہے تمام عیبوں سے پاک ہے اور پھر یہ خیال کر کے کہ اگر وہ تمام عمر بھی خدا تعالےٰ کے سامنے عاجزی کرتا رہے جب بھی اس کی تعظیم کا پورا پورا حق ادا کر کے سبکدوش نہیں ہو سکتا " اللہ اکبر" کہتا ہوا اپنا سر سجدہ سے اُٹھا لیتا ہے گویا وہ اس امر کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ اُس کی عظمت و کبریائی کے سامنے تمام لوگوں کی تعظیم و تکریم ہیچ ہے اس کا کما حقہٗ، کوئی حق ادا ہی نہیں کر سکتا۔ پھر سجدہ سے سر اٹھانے کے بعد وہ دیکھتا ہے کہ سجدہ کی حالت تو میری نہایت ہی شرف و بزرگی کی حالت تھی اور ابھی تو اس مقصد عالی سے میرا مدعا حاصل ہی نہیں ہوا ہے اور یہ بھی یاد کرتا ہے کہ شیطان نے تو اپنی بدبختی کی وجہ سے ایک سجدہ بھی نہیں کیا تھا خدا کا شکر ہے کہ مجھے سجدہ کرنا تو نصیب ہُوا۔ یہ سمجھ کر شیطان کے خلاف پھر اس بارگاہِ عالی میں اپنے مولیٰ کی عظمت ظاہر کرنے کے لئے سر کو سجدہ میں رکھ دیتا ہے اب بعد اس کے سجدہ سے سر اُٹھا کر نماز کے بقیہ اعمال و افعال کے پورا کرنے میں مصروف ہو جاتا ہے اور اسی طرز سابق سے جس میں کہ طرح طرح کی حکمتیں اور راز پائے جاتے ہیں اپنی نماز کی تکمیل کے درپے ہوتا ہے۔ اگر اُن سب کا بیان کیا جائے تو کلام نہایت ہی طویل ہو جائے۔

قعدہ اخیرہ اور جن چیزوں پر وہ مشتمل ہے سب کی حکمت[۱۲]

پھر وہ اپنے ضروری کاروبار کے انتظام اور دوسری عبادتوں کی بجا آوری کے لئے اس بارگاہِ عالی سے باہر آنے پر آمادہ ہو کر غلاموں کی طرح باادب دوزانو بیٹھ جاتا ہے اور اپنے مولیٰ کے حضور میں جو کہ زمین و آسمان کا مالک ہے " التحیات للہ والصلوٰت والطیبات" کہہ کر تحیت و سلام عرض کرنے لگتا ہے ٹھیک اسی طرح سے جیسے کہ شاہی دربار سے باہر آتے وقت آداب بجالایا کرتے ہیں اب وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے مرتبہ کو یاد کرتا ہے جن کے ذریعہ سے اس کو اس بارگاہِ عالی میں باریاب ہونا نصیب ہُوا ہے۔ پس وہ آپ پر سلام بھیجتا ہے اور آپ کے لئے برکت و رحمت کی دُعا کرتا ہے اسی لئے اس موقع پر " السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ" کہتا ہے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھر اُسے یہ رغبت پیدا ہوتی ہے کہ جہاں خدا تعالےٰ نے اُسے اس عبادت کے فوائد سے بہرہ یاب کیا ہے وہ اُس کو اور اس کے موحد بھائیوں کو امن و امان میں بھی رکھے۔ پس وہ "السّلام علینا" کہہ کر اس رغبت کو خدا تعالےٰ کے حضور میں ظاہر کرتا ہے پھر اُسے اپنے اُن بھائیوں کی یاد آتی ہے جن کی عبادت کے ساتھ ملا کر اُس نے اپنی عبادت خدا تعالیٰ کی درگاہ میں بامید قبول پیش کی تھی اور اس وجہ سے اُن کا حق اُس کے اوپر کسی قدر خصوصیت کے ساتھ ثابت ہو گیا تھا۔ چنانچہ خدا تعالےٰ نے جو کچھ نعمتیں انہیں دی تھیں اُن کے لئے بھی حفاظت کی دُعا کرتا ہے اور "وعلیٰ عباد اللّٰہ الصّالحین"، کو اور بڑھا دیتا ہے پھر گویا کہ یہ بات اس کے پیشِ نظر ہو جاتی ہے کہ منعم حقیقی خداوند تعالےٰ ہے اور اس بھلائی تک جن کے ذریعے سے رسائی ہوئی ہے وہ محمد رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ تعالےٰ علیہ وسلم کی ذات مبارک ہے۔

پس صدق دل سے اللّٰہ تعالےٰ کی معبودیت کے اعتبار سے یکتا ہونے کی شہادت دیتا ہے اور اپنی کلمہ کی انگلی اُٹھا کر اسی یکتائی کی طرف اشارہ کرتا ہے تاکہ اعتقاد۔ قول اور فعل جملہ اعتبار سے موحد بن جائے اور اس میں یہ بھی اشارہ پایا جاتا ہے کہ معبودیت کے لحاظ سے وہی یکتا خیال کیا جا سکتا ہے جو احسان و انعام کرنے کے اعتبار سے بھی فرد ہو۔ اس کے بعد محمد رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ تعالےٰ علیہ وسلّم کے لئے خدا تعالےٰ کی عبودیت کی جو کہ نہایت ہی کامل مرتبہ ہے اور رسالت کی جو بہت ہی شریف منصب ہے شہادت ادا کرتا ہے اور "اشہدان لا الٰہ الا اللّٰہ واشہدان محمداً عبدہٗ و رسولہٗ" کہتا ہے۔ اب اس کا اس بات کی دعا کی جانب میلان ہو جاتا ہے کہ خداوند کریم محمد صلّی اللّٰہ تعالےٰ علیہ وسلم اور آپ کے کنبہ والوں پر خلق کی راہنمائی کے بدلے میں رحمت و برکت نازل فرمائے جس طرح کہ خدا تعالےٰ نے ابراہیم علیہ السّلام اور اُن کے گھر والوں پر پہلے لوگوں کی رہنمائی کے عوض میں رحمت و برکت نازل کی تھی اور یہ خیال کرکے کہ اُس کو خواہ دُنیوی خواہ اُخروی ساری ضرورتوں میں خدا تعالیٰ ہی کی طرف احتیاج ہے اس لئے اپنی حاجتوں کے لئے بھی درخواست کرتا ہے۔ اب چونکہ اس بات کا وقت

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آ پہنچتا ہے کہ اُس بارگاہِ عالی سے باہر اگر دوسری عبادتوں کے ادا کرنے میں مشغول ہو اور اپنی معاش وغیرہ کی تحصیل کی فکر کرے جیسا کہ خدا تعالےٰ نے اُس کے ذمہ ضروری کر دیا ہے کیونکہ اس نے اس عالم کا یہی قاعدہ مقرر کر رکھا ہے کہ تمام چیزوں کے کچھ نہ کچھ سبب ہُوا کرتے ہیں اور وہ اشیاء بذریعہ اپنے سبب ہی کے حاصل ہُوا کرتی ہیں اس لئے اس درگاہ سے وہ اس طرح علیٰحدہ ہوتا ہے کہ اپنے دل کو اسی طرف رہنے دیتا ہے اور فقط چہرہ اِدھر اُدھر پھیر لیتا ہے گویا کہ اپنی زبانِ حال سے اس مضمون کو ادا کرتا ہے کہ اگر مجھ کو ضرورت نہ درپیش ہو تو اس بارگاہِ عالی سے کبھی جُدا نہ ہوتا اور اُس کی جدائی کا صدمہ نہ اُٹھاتا جہاں کہ طرح طرح کی عبادتوں سے بہرہ یاب ہُوا ہوں اور وہ عبادتیں خدا کی یاد کرنا۔ اُس سے دُعا مانگنا۔ اُس کی تعظیم کرنا۔ اُس کے سامنے رکوع وسجدہ کرنا۔ عاجزی اور فروتنی سے پیش آنا ہیں۔ اب وہ اپنے مسلمان بھائیوں اور فرشتوں کی طرف جن کی جانب اتنی دیر تک ملتفت نہ رہا تھا" السلام علیکم و رحمۃ اللہ" کہہ کر متوجہ ہو جاتا ہے اور اپنے کاروبار میں مصروف ہو جاتا ہے۔

نمازِ پنجگانہ کو اُن کے خاص خاص اوقات میں ادا کئے جانے کی حکمت

پھر چونکہ انسان جب سو کر جاگتا ہے تو گویا وہ مر کر زندہ ہوتا ہے۔ کیونکہ سونا بھی اس اعتبار سے کہ آدمی کے حواس احساس کرنے سے معطّل رہتے ہیں مرنے ہی کی مثل ہے اور وہ دیکھتا ہے کہ خدا تعالےٰ نے اُس کو اس حالت سے جو موت کے مشابہ ہے اُٹھا کھڑا کیا اور اپنے کاروبار میں ہاتھ پیر ہلانے اور دماغی قوت سے کام لینے کی وجہ سے جو کچھ اس کی قوتوں میں ضعف ہو چلا تھا اس نیند سے اس کی تلافی کر دی کہاں تو وہ بالکل تھکا ماندہ سویا تھا اور اُٹھنے کے وقت اُس کا سارا کسل دُور ہو گیا۔ طبیعت خوش اور بشاش ہو گئی۔ علاوہ اس کے خدا نے اس کو سونے کی حالت میں تمام موذی چیزوں سے بھی محفوظ رکھا اور اس کا کھانا بخوبی ہضم کر کے اُس کو ایسی عجیب وغریب صورت سے جس کے سمجھنے میں عقل چکر میں آجاتی ہے جزوِ بدن بنا دیا اور اُس کو اس کا پتہ بھی نہ لگا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ فعل انہضام نے کیونکر انجام پایا اور اُس سے اُس کو کیا کیا فائدہ پہنچے اور کون کون سی مضر چیزیں دفع ہوئیں اس کی غایت درجہ کی کوشش یہ تھی کہ اُس نے کھانا نگل کر معدہ میں پہنچا لیا تھا اور اس طرح سے اُس نے کھانے کی لذت حاصل کر لی تھی اس کے بعد ہضم وغیرہ کا خیال بھی اُس کے دل میں نہ گزرا تھا صرف ان فوائد پر کیا موقوف ہے نیند سے اور بھی بتھیرے فائدے حاصل ہوتے ہیں اور خدا کی کتنی ہی بے شمار نعمتیں پائی جاتی ہیں کہ جو سب تحریر و تقریر میں آ ہی نہیں سکتیں اس لئے اُس کے ذمہ یہ بات ضروری ہو گئی کہ بیدار ہونے کے ساتھ ہی خدا تعالےٰ کا شکر ادا کرنے کی غرض سے نماز پڑھے۔ چنانچہ وہ اسی وجہ سے صبح کی نماز ادا کرتا ہے۔ پھر جب آدھا دن گزر جاتا ہے اور خدا تعالےٰ کے اُس پر بڑے بڑے احسانات ہو لیتے ہیں۔ مثلاً یہ کہ خدا زمین کو تا کہ اُسے اپنی معاش کی راہیں صاف نظر آنے لگیں روشن کر دیتا ہے اُس کے حواس کو تقویت پہنچا دیتا ہے جن کے ذریعہ سے وہ نافع اور مضر چیزوں میں تمیز کر لیتا ہے اُس پر کسب معاش کے ذریعے آسان ہو جاتے ہیں اُس کو غذا مل چکتی ہے کوئی کہاں تک بیان کرے اس کے علاوہ بھی بے انتہا احسانات خدا تعالےٰ کی جانب سے اُس پر ہو لیتے ہیں اُس وقت بھی اُس کے ذمہ خدا تعالیٰ کا شکر کرنا لازمی امر ہو جاتا ہے۔

پس وہ ظہر کی نماز ادا کرتا ہے پھر جب دیکھتا ہے کہ دن چلنے لگا اور ختم ہونے کے قریب آگیا اور اس عرصے میں خدا کے بڑے بڑے احسانات اُس پر ہو چکے اور اُس نے اپنے کاموں سے فارغ ہو کر اپنے مکان کی طرف لوٹنے کا ارادہ کیا تو اُس وقت بھی اُس پر اس خدمت کی بجا آوری واجب ہو جاتی ہے اور پھر وہ عصر کی نماز ادا کرتا ہے۔ اس کے بعد جب دیکھتا ہے کہ دن ختم ہو گیا اور رات آ پہنچی جس میں کہ اُسے راحت نصیب ہو گی اور یہ بات نہ ہوئی کہ ہمیشہ دن ہی رہتا جس میں اُسے راحت و آرام کرنے کا موقع ہی نہ ملتا تھا بلکہ وہ بخیر و خوبی ختم ہو گیا تو اُس پر اس وقت بھی یہ امر ضروری ہو جاتا ہے کہ خدا تعالےٰ کی عبادت کی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طرف پھر متوجہ ہو جائے جو کہ اس کے لئے عین سعادت کا باعث ہے۔

پس وہ نماز مغرب ادا کرتا ہے پھر جب چاروں طرف تاریکی چھا جاتی ہے اور سونے کا وقت آ پہنچتا ہے اور وہ خیال کرتا ہے کہ جو نعمتیں صبح سے لے کر اب تک اس پر ہوتی رہیں اُن کا شکر ادا نہ کر سکا اور جو کچھ عبادت اس نے کی بھی اس سے سو حصوں میں سے ایک حصہ بھی شکر کا ادا نہیں ہُوا اور دیکھتا ہے کہ خدا تعالےٰ کا اس وقت کو پیدا کرنا بھی کہ جس میں بہت اچھی طرح سے آرام کیا جا سکتا ہے اُس کی بے شمار نعمتوں سے ایک بہت ہی بڑی نعمت ہے اور پھر وہ بھی اُس حالت میں جب کہ اُسے کسی کا خوف نہ ہو اور اپنے مکان میں نہایت ہی نرم بچھونے پر اُسے آرام کرنا نصیب ہو۔

پس وہ عشاء کی نماز ادا کرنے لگتا ہے تاکہ خداوند کریم کا جو کچھ شکر ادا ہو سکے اُتنا ہی ادا کر دے پُورے طور سے شکر ادا کر کے سبکدوش ہو جانا تو ساری عمر صرف کرنے پر بھی ممکن نہیں ہے چاہے وہ ہزار عبادت کرے رات و دن بلکہ ہر لحظہ عبادت ہی میں مصروف رہے لیکن اُس کی عظمت و بے شمار نعمتوں کے مقابلے میں ہمیشہ عاجز اور قاصر ہی سمجھا جائے گا۔

سُنن اور تراویح کی حکمت [۱۲]

پھر دیکھئے کہ خدا تعالےٰ نے ادائے شکر کے لئے جو نمازیں ضروری ٹھہرائی ہیں تو اُس شخص کے لئے جو مسافر نہ ہو بیس[۲۰] رکعتیں ہیں دس[۱۰] دن کو اور دس[۱۰] رات کو اور مسافر کے لئے تخفیف کر کے چودہ رکعتیں کر دی گئی ہیں چھ دن کو کیونکہ یہی سفر میں زیادہ چلنے کا وقت ہے اور آٹھ رات کو کیونکہ یہ ایسا وقت ہے جس میں مسافر ٹھہرا کرتا ہے ان پنج وقتی نمازوں کے ساتھ کچھ اور نمازیں بھی مقرر کی ہیں کہ جو واجب تو نہیں ہیں لیکن شارع علیہ السلام نے اُن کے ادا کرنے کا اس غرض سے ارشاد فرمایا ہے کہ اگر کہیں فرض نمازوں کے ادا کرنے میں کچھ نقصان رہ گیا ہو تو اُن کے ذریعہ سے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ پورا کر دیا جائے اور ایسی نمازوں کو سنت کہتے ہیں اور ماہ رمضان کی طرف خاص توجہ کر کے اُس میں بیس۲۰ رکعتیں سنت علاوہ ان کے اور مقرر کی ہیں تاکہ اُس کی نمازوں کی اور زیادہ تکمیل کر دی جائے۔ یہ تو ہو چکا اگر ابھی ان نمازوں میں اور غور کیا جائے تو بے انتہا فائدے اور حکمتیں نظر آئیں گی۔ مثلاً اُن سے لوگوں کے نفوس مہذب ہوتے ہیں خصوصاً جابروں اور متکبروں کے نفوس جو کہ زمین سے اپنے دامنوں کے چھُو جانے سے بھی ناک چڑھاتے تھے اور اس سے بھی اُنہیں عار آتا تھا چہ جائیکہ وہ اپنی پیشانی زمین پر رکھیں۔ خدا تعالےٰ کے سامنے عاجزی کرنے کی عادت پڑتی ہے۔ غافلوں اور اُن لوگوں کو جو کہ دنیاوی تفکرات میں اپنے کو کھپائے ڈالتے ہیں اسی بہانہ سے اپنے پیدا کرنے والے اور اپنے نگہبان کی یاد آجاتی ہے کیونکہ اگر وہ اس خدمت گزاری کے لئے اپنے پروردگار کے سامنے نہ کھڑے ہوتے اور اس امر کی اطاعت اُن کے ذمہ ضروری نہ کر دی جاتی تو دن تو دن سالہا سال تک بھی بعضوں کے خیال میں یہ بات نہ گزرتی کہ ان کا کوئی خدا بھی ہے جسے انہیں حساب دینا ہوگا اور وہ ان کی حرکات و سکنات سے بخوبی واقف ہے اور اس امر کی شہادت کے لئے یہ کیا کم ہے کہ یہ لوگ اب بھی اس غفلت میں پڑ کر طرح طرح کی مخالفت کا سبب بن جاتے ہیں اور تمام فسادات کے باعث ہوتے ہیں۔ علاوہ بریں نماز کے وقت از سر نو توبہ کرنی بھی نصیب ہوتی ہے۔ اسی موقع سے اس راز کا بھی پتہ لگتا ہے کہ نماز بندہ کو اُس کے پروردگار سے ملانے کا کیونکر ذریعہ ہے اور بے شرمی کی باتوں سے کیسے باز رکھتی ہے۔ جیسا کہ قرآن شریف[1] میں نماز کی نسبت واقع ہُوا ہے۔

جماعت سے نماز پڑھنے اور جمعہ عیدین اور حج وغیرہ عبادتوں میں مجتمع ہونے کی حکمت

اب لیجئے جماعت سے نماز پڑھنے اور تمام اعمال نماز میں مقتدیوں کی اپنے

---

[1] ان الصلوٰۃ تنھیٰ عن الفحشاء والمنکر ۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام کی اطاعت کرنے کا نکتہ سُنئے اور وہ یہ ہے کہ لوگ اپنے سردار کی تابعداری اور پیروی کے عادی ہو جائیں جیسا کہ ہم سرداران لشکر کو دیکھتے ہیں کہ وہ فوجی لوگوں سے ایسے کاموں کی خوب مشق کرایا کرتے ہیں جن کی نسبت اُن کا یہ خیال ہوتا ہے کہ میدانِ جنگ میں وہ ان کی بخوبی رعایت نہ کر سکیں گے اور اس سے یہ مقصود ہوتا ہے کہ فوجی سپاہی اپنے سپہ سالار لشکر کے حکموں کی تعمیل کرنے کے عادی بنے رہیں اور اس نکتہ کو فارسیوں کے سپہ سالار رستم نے خوب ہی سمجھا تھا جب کہ اُس نے صحابہ کو دیکھا کہ اپنے پیشوا کے پیچھے نماز پڑھ رہے ہیں اور ساری حرکات و سکنات میں اُسی کی پیروی کرتے ہیں۔ چنانچہ اس موقع پر حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی نسبت جو کچھ اُس نے کہا تھا وہ تاریخ میں بخوبی مذکور ہے۔

جماعت سے نماز پڑھنے میں ایک یہ بھی فائدہ ہے کہ اوقات نماز میں مسلمانوں میں باہم ملاقات ہو جاتی ہے اور اس طرح سے آپس میں محبت و ہمدردی کے سلسلہ کو نہایت استحکام ہوتا ہے اسی لئے اس امر کی اور عبادتوں میں بھی رعایت مدِ نظر رکھی گئی ہے اور یہ کام اس طور پر انجام پاتا ہے کہ ہر محلہ کے لوگوں کے لئے یہ امر مناسب قرار دیا گیا ہے کہ اپنے محلہ کی مسجد میں پانچوں وقت نماز پڑھنے جایا کریں۔ اسی طرح اہلِ شہر کو بھی چاہیئے کہ ہفتہ میں ایک دن جمعہ کی نماز پڑھنے کے لئے جامع مسجد میں جمع ہو جایا کریں۔ رہی عیدالفطر و عیدالاضحٰے کی نماز، اُس کے لئے تو، شہر تو شہر بلکہ اُس کے قرب وجوار تک کے لوگ بھی سال میں دو بار جمع ہُوا کرتے ہیں۔ علاوہ بریں سارے عالم کے مسلمانوں پر یہ بات لازم کر دی گئی ہے کہ اُن میں سے خداوند تعالےٰ جن جن کو مقدرت دے وہ تمام عمر میں کم سے کم ایک مرتبہ تو ضرور ہی حج کے لئے جمع ہو جایا کریں۔ چنانچہ حج کے بیان میں اس کا ذکر آتا ہے:۔

خُطبہ کی حکمت

اس شریعتِ محمدیہ نے اپنی پیروی کرنے والوں کے لئے ان دینی مجمعوں سے بعض بعض

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں یہ بھی مقرر کیا ہے کہ اُن کا پیشوا لوگوں کو مخاطب کر کے خطبہ پڑھے یعنی اُن کے سامنے کچھ تقریر بیان کرے جس میں اُن کو نصیحت کے مضامین سُنائے ناز یبا امور سے زجر و توبیخ کرے اور جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خدا کے پاس سے اُن کے لئے لائے ہیں اُس کی انہیں یاد دلائے اور اُن لوگوں پر یہ ضروری ہے کہ خاموش ہو کر بگوش دل اُس کو سُنتے رہیں۔ چنانچہ آپ دیکھتے ہوں گے کہ وہ لوگ اس وقت کیسے چُپ چاپ گھٹنوں کے بل سر جھکائے بیٹھے سُنا کرتے ہیں نہ کسی کو حرکت ہوتی ہے اور نہ اُن میں سے کسی بات کی تحسین کے لئے کوئی تالیاں بجاتا ہے اور نہ کسی امر کے قبح ثابت کرنے کے لئے شور کرتا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ انہیں یہ بات یقینی طور پر معلوم ہوتی ہے کہ خطیب شریعت کے خلاف کچھ نہیں بیان کرتا جو کچھ کہتا ہے اُن کی شریعت کے موافق کہتا ہے ہاں بالفرض اگر وہ شرعی حدود سے قدم باہر نکالنے لگے (اگرچہ ایسا کبھی واقع ہُوا نہیں کرتا) تو سب کو چاہیئے کہ اُس کی بات تسلیم نہ کریں اور ہر اعلیٰ و ادنیٰ کو اس بات کا اختیار دیا گیا ہے کہ اس کے قول کی تردید کر دے۔

نماز کے فوائد اور جو لوگ اس سے جی چراتے ہیں اور اس کے فوائد سے محروم رہتے ہیں اُن کی تہدید اور اُن کے واہی تباہی عُذروں کا معقول جواب

چونکہ نماز میں کثرت سے فائدے پائے جاتے ہیں اسی لئے نماز کا ترک کرنا شریعت میں بہت بڑا گناہ شمار کیا گیا ہے اس کے ترک کرنے والے کی بہت سختی سے مخالفت کی گئی ہے اور وہ دنیا اور آخرت دونوں میں نہایت سخت سزا کا مستحق ٹھہرایا گیا ہے یہاں تک کہ نماز کا ترک کرنا بھی کفر کی علامتوں میں سے شمار کیا گیا ہے جیسے کہ برابر نماز پڑھنا ایمان کی علامت قرار دی گئی ہے اس موقع سے اُن لوگوں کی نادانی بخوبی واضح ہو جاتی ہے جو نماز کے بارے میں بے پروائی کرتے ہیں چونکہ کاہلی نے انہیں گھیر رکھا ہے یا شیطان کا اُن کے دلوں پر پورا تسلّط ہو گیا ہے جس کی وجہ سے اُنہیں نماز کی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

واقعی خوبی نظر نہیں آتی۔ اصل مغز کو چھوڑ کر پوست کو لے بیٹھتے ہیں اور اپنی نادانی کی وجہ سے اُس کے ترک کرنے کے واہی تباہی وجہیں نکالا کرتے ہیں اور نامعقول عذر کیا کرتے ہیں۔ چنانچہ بعض کہتے ہیں کہ صاحب ہمارا رب ہماری کاہلی کی کیا پرواہ کرتا ہے اُسے ہماری نماز کی ضرورت ہی کیا پڑی ہے؟ ان کم فہموں سے کوئی یہ تو کہے کہ ہاں! بے شک تمہارا رب تمام چیزوں سے بے نیاز ہے تو کیا اے نادانو! تم بھی تمام چیزوں سے بے نیاز ہو گئے یا تمہیں اُن فائدوں کی جو نماز سے حاصل ہوتے ہیں کیا ذرا بھی حاجت باقی نہیں رہی تمہیں خبر بھی ہے کہ خدا تعالےٰ نے اپنے فائدے کے لئے نماز ہرگز مقرر نہیں کی اُس کا تو مقصود یہ ہے کہ تم نماز کے بے شمار فائدوں سے بہرہ یاب ہو۔ اچھا ہم تم سے پوچھتے ہیں کہ کیا تمہیں تہذیب حاصل کرنے کی ضرورت نہیں رہی یا اپنے رب کی یاد سے بالکل مستغنی ہو گئے یا یہ وجہ ہو کہ تم کو اُس کے سامنے از سرِ نو توبہ کرنے اور اُس کی اطاعت کی عادت ڈالنے کی حاجت باقی نہ رہی ہو۔ اچھا اور کچھ نہ سہی تو کیا تمہیں اُن فوائد کی بھی پرواہ نہیں رہی جو بحیلۂ نماز باہم اپنے بھائیوں سے مخالطت کرنے کی وجہ سے تمہیں حاصل ہوتے ہیں باہم محبت بڑھتی ہے آپس میں ہمدردی قائم ہوتی ہے اس کے علاوہ بھی بتہیرے فائدے ہیں۔ مَیں تو کسی طرح خیال نہیں کر سکتا کہ تم ان سب باتوں سے بے نیاز ہونے کے قائل ہو جاؤ گے۔ ہاں اگر تم ہٹ دھرمی ہی پر کمر باندھ لو یا اپنی نادانی سے اس کے بھی قائل ہو جاؤ تو بات ہی دوسری ہے اُس وقت مَیں تم کو اس قابل ہرگز نہیں سمجھ سکتا کہ تمہاری کسی بات کا جواب دیا جائے یا تمہارا انسانیت کے زمرہ میں شمار ہو سکے۔

ایسے وقت تو تمہاری حالت بالکل اُن بیماروں کی سی ہے جن کو کہ خیرخواہ طبیب کوئی نافع دوا بتا کر اُس کے استعمال کا حکم کرتا ہو اور وہ طبیب سے یہ کہہ کر اُس کے استعمال سے پرہیز کرتے ہوں کہ صاحب ہمارے دوا کے استعمال کرنے سے آپ کو کیا فائدہ ہوگا آپ کو تو اِس کی کچھ بھی حاجت نہیں ہے۔ گو یہ بات سچ ہے کہ طبیب کو اُس کی کوئی حاجت نہیں لیکن کیا کوئی عاقل تجویز کر سکتا ہے کہ ان بیماروں کو بھی ضرورت نہیں ہے یہ بھی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس سے بے نیاز ہو گئے ہیں ہرگز نہیں۔ بس صاف یہی سمجھا جائے گا کہ بیماری کی وجہ سے اُن کی عقل جاتی رہی ہے اور ہذیان بک رہے ہیں۔

نماز ترک کر کے اُس کے فائدوں سے محروم رہنے والوں سے یہ پوچھنا چاہیئے کہ تم نماز کیوں نہیں پڑھتے؟ اگر اس وجہ سے نماز نہیں پڑھتے ہو کہ تمہارے نزدیک وہ انکار کے قابل ہے اور تمہاری فاسد عقلوں میں وہ قبیح معلوم ہوتی ہے تو سمجھ رکھو کہ ایسے شخص کی نسبت شریعت محمدیہ کا یہ حکم ہے کہ وہ کافر ہو کر دائرۂ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے تب تو نماز کے بارے میں تم سے گفتگو ہی مناسب نہیں کیونکہ کفر سے بڑھ کر اور کون سا گناہ ہو گا بلکہ اس وقت تو تمہارے ساتھ یہی خیر خواہی ہے کہ تمہیں از سرِ نو مسلمان بنایا جائے اور تم سے اس کفر سے توبہ کرائی جائے اور اگر کاہلی کی وجہ سے تم نے نماز کو چھوڑ رکھا ہے تو بڑی ہی شرم کی بات ہے۔ ایسی بھی کاہلی کس کام کی کہ اگر تمہیں عقل کا کچھ بھی حصہ ملا ہو تو بھلا سوچو تو سہی کہ دن رات میں چوبیس گھنٹے ہوتے ہیں اس میں اپنی ساری خواہشیں پوری کرتے ہو، طرح طرح کی لذتیں حاصل کیا کرتے ہو تمام دنیاوی کاروبار میں لگے رہتے ہو تو کیا صرف نماز ہی ایسی مشکل ہے کہ وہ تم سے ادا نہیں کی جاتی حالانکہ اُس میں کچھ بہت زمانہ بھی نہیں لگتا۔ ساری نمازوں کے ادا کرنے میں ایک گھنٹہ نہیں تو دو گھنٹے صرف ہو جائیں گے اور بس تو کیا یہی عقلمندی اور یہی انصاف کی بات ہے کہ بائیس گھنٹے تک دنیاوی مقاصد اور لذتوں کے حاصل کر لینے پر بھی صرف ایک یا دو گھنٹے صرف کر کے دائمی فوائد کے حاصل کرنے سے محروم رہو اور اپنی کاہلی کے مارے اتنی دیر بھی عبادت نہ کر سکو جو دن رات کے دسویں حصہ سے بھی کچھ کم ہے۔

بھلا بتلاؤ تم اپنے ساتھ یہی خیر خواہی کرتے ہو؟ یہی تمہاری اُن عقلوں کا نتیجہ ہے جن کی نسبت تم دعوے سے کہا کرتے ہو کہ وہ بالکل ٹھیک سمجھتے ہیں اور ان ہی کی مدد سے راہِ راست کے دریافت کر لینے کا تمہیں بڑا زعم ہے جب کہ تم اپنے ہی ساتھ خیانت اور دشمنی کرنے میں بند نہیں ہو تو تم سے بھلائی کی کون امید کر سکتا ہے اور اگر کہیں تم حاکم بن جاؤ تو تمہارے انصاف کی بھی کس کو توقع ہو سکتی ہے؟ اور اگر تم ہمارے درمیان

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تاجرانہ کاروبار کرو تو تمہاری امانت داری کا اس حماقت پر کیسے اطمینان ہو سکتا ہے اور جس وقت کہ تم نے اسلامی دین کے بڑے عظیم رکن کو گرا دیا تو مسلمان اپنے بھائیوں میں تمہارا کیونکر شمار کر سکتے ہیں۔ نماز کے ترک کرنے کا خدا تعالےٰ کے سامنے تم کیا عذر کر سکتے ہو؟ حالانکہ اللہ تعالےٰ نے اس کی بڑی تاکید کی ہے اور قرآن مجید میں بار بار اس کے ادا کرنے کا حکم دیا ہے۔ تمہیں اپنے پیغمبر سے بھی شرم نہیں آتی جن کا یہ قول تھا کہ نماز میں میری آنکھوں کو ٹھنڈک حاصل ہوا کرتی ہے۔

خُدا کی قسم! اُن لوگوں سے بڑا ہی تعجب معلوم ہوتا ہے جو اسلام کا تو بڑے زور وشور سے دعویٰ کرتے ہیں اور نماز پڑھنے میں اُن کی جان نکلتی ہے اور طُرّہ یہ کہ کچھ ایسے ناسمجھ بھی نہیں، دنیاوی کاروبار میں تو معلوم ہوتا ہے کہ اُن کے برابر کوئی عقلمند ہی نہیں۔ بڑے صائب الرائے نظر آتے ہیں لیکن جہاں نماز کا ذکر آیا اور بچوں کی سی باتیں کرنے لگے اُس وقت اُن کی ساری عقلمندی جاتی رہتی ہے نماز کے فائدے اُن کو نظر ہی نہیں آتے۔ آنکھوں پر پردے پڑ جاتے ہیں میری سمجھ میں تو اس کی وجہ سوائے اس کے اور کچھ نہیں آتی کہ اُن کو خاص کر نماز ہی کے بارے میں خاص قسم کا جنون ہو گیا ہے اور اس میں تعجب ہی کیا ہے جنون کی بہتیری قسمیں ہیں ایک قسم یہ بھی سہی۔

اُن لوگوں کی حالت سے مجھے نہایت ہی شرم آتی ہے جو کہنے کو تو بڑے عقیل و فطین سمجھے جاتے ہیں اور جب اُن کے ساتھ کے بیٹھنے والے نماز پڑھنے کھڑے ہوتے ہیں تو وہ لوگ نماز سے ایسے گھبراتے ہیں جیسے لاحول سے شیطان بھاگتا ہو اس عقلمندی پر ایسی فرومائیگی کی باتیں؟ شرم! شرم!

ایسے نادان کی سمجھ میں کیا اتنا بھی نہیں آتا کہ اگر کوئی مسلمان اس کو اس حالت میں دیکھے گا تو کیا کہے گا؟ اگر اُس نے کافر نہ سمجھا تو فاسق تو ضرور ہی خیال کرے گا۔ اس کی نظروں میں اس کی کیا وقعت رہے گی؟ یہی خیال کرے گا کہ یہ شخص بڑا ضعیف الاعتقاد ہے اس کا دین نہایت ہی کمزور ہے ہرگز اس قابل نہیں کہ اس کی شہادت قبول کی جائے یا اس کو عادل سمجھا جائے بالکل ادنیٰ درجہ کا مسلمان ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا آپ سمجھتے ہیں کہ تمہاری اس قابلِ شرم حالت کی اُسے اطلاع نہیں اُسے سب کچھ معلوم ہے۔ بات یہ ہے کہ کم بختی نے گھیر رکھا ہے۔ شیطان نے اپنا کھلونا بنا لیا ہے۔ جیسی چاہتا ہے پٹی پڑھاتا ہے اس بے نمازی شخص کو سمجھ لینا چاہیئے کہ اُس کے مسلمان بھائی اگر کسی وجہ سے اُس کی اس ناشائستہ حالت کا زبان سے اظہار نہیں کرتے تو کیا ہُوا دل میں اِس کو وہ نہایت ہی بُرا خیال کرتے ہیں۔ اگر اُن کو موقع ملے تو نہایت ہی بُرے الفاظ سے اُس کا ذکر کریں اور کچھ نہیں تو اتنا تو ضرور کہیں کہ بے نماز کمزور دین والا۔ یہ نہایت ہی افسوس کی بات ہے ایسے شخص کی حالت پر تو اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھنا چاہیئے۔

زکوٰۃ کے فرض ہونے کی حکمت اور یہ کہ زکوٰۃ ادا کرنے کے لئے حیلہ بازیاں کرنا خدا کے پاس مقبول نہیں ۱۲

پھر اس فرقہ نے یہ بھی دیکھا کہ اس شریعت نے اسلام کی پیروی کرنے والوں میں سے اُس شخص پر جو مالدار ہو زکوٰۃ دینا فرض قرار دیا ہے اور وہ یہ ہے کہ سال بھر میں ایک مرتبہ اپنے مال کا تھوڑا سا حصّہ محتاجوں کو دے دیا کریں تاکہ انسانی خصوصیتیں ہاتھ سے نہ جانے پائیں۔ لوگوں کے ساتھ شفقت اور ہمدردی کرنے کا حق ادا ہوتا رہے۔ بخل کے عیب سے لوگوں کے نفوس پاکیزہ رہیں۔ پھر خوبی یہ کہ شریعت نے اتنے سے قلیل مال کے دینے پر بہت بڑے ثواب کا وعدہ کرکے امیدوار بھی بنا دیا ہے اور زکوٰۃ کی جو مقدار مقرر کی ہے اُس میں یہ بات مدِّنظر رکھی گئی ہے کہ کسی پر اُس کا ادا کرنا گراں نہ گزرے اس سے مال میں کچھ ایسی کمی بھی نہ آنے پائے اور اگر اُتنی ہی مقدار کے ادا کرنے کی پوری پوری پابندی کی جاتے تو لوگوں کی حاجت براری بخوبی ہو جایا کرے اور حاجت مند ڈھونڈے نہ ملیں۔

زکوٰۃ ادا کرنے میں جہاں یہ دو فائدے پائے جاتے ہیں کہ حاجت مند کی کاربراری

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوتی ہے اور دولت مند کا نفس پاک ہوتا ہے اور اُسے داد و دہش کے ساتھ جس کا کہ اعلیٰ درجہ کے اخلاق میں شمار ہوتا ہے الفت پیدا ہوتی ہے۔ وہاں اس بات کا بھی امتحان ہو جاتا ہے کہ دیکھیں زکوٰۃ دینے والے کو خدا تعالیٰ سے کہاں تک محبت ہے؟ کہ محض اُس کی خوشنودی حاصل کرنے کی غرض سے مال ایسی محبوب شئے کو وہ اپنے پاس سے جُدا کئے دیتا ہے۔ اب اس موقع سے ایماندار کو ضرور پتہ لگ گیا ہوگا کہ زکوٰۃ ساقط کرنے کے لئے حیلہ بازی کرنا اللہ تعالےٰ کے نزدیک کبھی مقبول نہیں ہو سکتا کیونکہ اس صورت میں زکوٰۃ دینے سے جو دونوں فائدے مقصود تھے وہ فوت ہوئے جاتے ہیں۔ بھلا تبلائیے کہ جب صاحب مقدرت کے ہاتھ سے کچھ نکلے ہی گا نہیں تو کیونکر کسی بے چارے کی کاربرآری ہو سکتی ہے یا خود وہ دولتمند مرض بخل سے کیونکر پاک ہو سکتا ہے حالانکہ اپنی محبوب چیز کو خدا کی راہ میں اس نے اپنے پاس سے جدا نہیں ہونے دیا۔

روزے کے فرض ہونے کی حکمت اور اُس کے فوائد اور یہ کہ خدا نے مُسلمانوں کو اُس کے متحمّل ہونے کی کیسی کچھ قوّت دی ہے[۱۲]

اس فرقہ نے یہ بھی دیکھا کہ اس شریعت نے مسلمانوں پر سال بھر میں ایک ماہ کے روزے بھی فرض کئے ہیں اور روزہ کے معنی یہ ہیں کہ دن بھر کھانے پینے اور عورت کے ساتھ صحبت کرنے سے بالکل احتراز کیا جائے اور اُس میں بے شمار فائدے پائے جاتے ہیں۔ بڑی بات یہ ہے کہ روزہ دار کا نفس اپنے خالق کی اطاعت میں نفسانی خواہشوں سے روکے جانے کی وجہ سے نہایت ہی مہذّب بن جائے گا اور اُس پر عقل کو پورا تسلط ہو جائے گا۔ اگرچہ پہلے عقل کو نفس کی اطاعت کرنا پڑتی تھی اور جب اُسے معلوم ہو جائے گا کہ عقل کے سامنے میری کچھ نہ چلے گی اور اب مجھے اسی کا محکوم ہو کر رہنا پڑے گا تو اُسے ان چیزوں کے ارتکاب کرنے میں جو نقصان رساں ہونے کی وجہ سے شریعت میں حرام کر دی گئی ہیں عقل کی اطاعت کرنے سے مایوسی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو جائے گی اور گویا کہ نفس یہ کہنے لگے گا کہ جب روزے کی حالت میں اشیاءِ خورد و نوش کے کھانے و پینے کے بارے میں جو کہ روزہ دار ہی کی ملک تھیں اور اپنی عورت سے صحبت کرنے کے معاملے میں جس سے کسی قسم کے ضرر کا اندیشہ بھی نہ تھا عقل پر میرا کچھ زور نہ چل سکا تو اُس وقت میرا قابو کیونکر چلے گا کہ جب مَیں بلا اُس کی مرضی کے کسی دوسرے کی چیز کے خورد و نوش کرنے کا ارادہ کروں حالانکہ یہ نہایت ہی قبیح امر ہے اسی طرح مجھے نشہ کے استعمال کرانے پر کیونکر قدرت حاصل ہو سکتی ہے جس سے کہ عقل جاتی رہتی ہے اور آدمی کی شرافت میں خلل پڑتا ہے یا دوسرے کی عورت کے ساتھ صحبت کرانے کے لئے مجھے بہکانا کیونکر ممکن ہوگا جب کہ اُس میں طرح طرح کے ضرر پائے جاتے ہیں۔ مثلاً باہم عداوت کی بنیاد قائم ہوتی ہے۔ لوگوں کے نسب بے پتہ ہو جاتے ہیں بچہ جُدا ضائع ہوتا ہے اور جن کو کسی قسم کا استحقاق نہیں وہ مستحق ٹھہرائے جاتے ہیں۔ پھر اگر ہم مسلمانوں کی اس وقت کی حالت کو غور کریں جب کہ ماہِ رمضان میں وہ آفتاب کے غروب ہونے سے پہلے مل جُل کر بیٹھتے ہیں اور اُن کے سامنے خورد و نوش کی چیزیں چُنی ہوتی ہیں اُن کا دل اُن کی طرف کھچا جاتا ہے اُن کی مُشتاق نظریں اُن نفیس چیزوں پر پڑتی ہیں اور پھر اُن میں سے کسی کا ہزار جی للچائے کہ کھانے کا ایک دانہ کھالے یا پانی کا ایک قطرہ پی لے لیکن آفتاب کے غروب ہونے سے پہلے کسی کی خصوصاً پرہیزگار کی ہرگز جرأت نہ ہوگی اور غروب آفتاب کا سب کے سب انتظار کرتے رہیں گے تو اس وقت ہم کو ضرور اس کا قائل ہونا پڑے گا کہ مسلمانوں کو اپنے مولیٰ کی اطاعت میں اپنے نفس کے روکنے پر پورا قابو حاصل ہے۔

روزہ کے نہ رکھنے والوں کی تہدید اور روزہ کے فوائد

اس موقع سے یہ بات بخوبی واضح ہوگئی کہ جو شخص اپنی بدبختی یا خواہشِ نفسانی کے پھندے میں پھنس کر روزہ نہیں رکھتا وہ ہرگز اس قابل نہیں کہ اپنے کو صاحبِ ہمت یا عقلمند کہہ سکے بلکہ اُسے اپنا نام کم ہمت شکم پرور۔ کم فہم اور اپنی خواہشِ نفسانی کا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بندہ رکھنا چاہیئے اُس سے تو روزہ دار عورت کی عقل و ہمت کہیں بڑھ چڑھ کر معلوم ہوتی ہے کیونکہ جس قدر ذکاوت اِس عورت کو حاصل ہے ایسے آدمی کے پاس اُس کا کہیں پتہ بھی نہیں لگتا۔ روزہ کے فوائد میں سے ایک امر یہ بھی ہے کہ روزہ دار کو جب بھوک کی تکلیف اُٹھانا پڑے گی اُس وقت بے چارے محتاج کی دردناک حالت کو خوب سمجھ سکے گا اور اس کا دل اس پر کڑھے گا اور خیر خیرات کرنے پر مائل ہو جائے گا۔ کیونکہ دولت مند خوش حال شخص کو اگر روزہ کی تکلیف نہ برداشت کرنی پڑتی تو ساری عمر گزرنے پر بھی اُسے بھوک کی تکلیف کا حال نہ معلوم ہوتا۔ پھر جب کوئی بھوکا فقیر اُس کے سامنے ہاتھ پھیلاتا اور گرسنگی کی تکلیف کی شکایت کرکے کچھ طلب کرتا تو چونکہ اُسے گرسنگی کی قدر معلوم ہی نہیں ہے بھلا اُس پر اُسے کیا رحم آتا۔ اب روزہ رکھنے کی وجہ سے جب گرسنہ رہنے کی قدر و عافیت اُسے معلوم ہو جائے گی تو یتیموں اور محتاجوں کی دل کھول کر مدد کرے گا۔

حج کے فرض ہونے کی حکمت اور اس کے فائدے

اس فرقہ نے یہ بھی دیکھا کہ شریعت محمدیہ نے اپنی پیروی کرنے والوں میں سے جنہیں مقدرت ہے اُن پر عبادتِ حج کو بھی فرض کیا ہے اور وہ کعبہ شریف اور اُن مقامات کی جو اُس کے قرب وجوار میں واقع ہیں خاص اقوال و افعال کی رعایت کے ساتھ زیارت کرنے کا نام ہے اور اس میں جو راز اور حکمتیں پائی جاتی ہیں عرب و عجم کے سارے عقلاء بھی اس پر حاوی ہونے سے بالکل عاجز ہیں۔ مثلاً یہی دیکھیئے کہ ہر سال اُن مقامات میں ہزاروں ہی مسلمانوں کا حج کے حیلہ سے مجمع ہوتا ہے جس کی وجہ سے اُن میں باہم تعارف ہو جاتا ہے۔ اُلفت بڑھتی ہے۔ تبادلۂ خیالات کا موقع ملتا ہے۔ پھر ایک دو ملک کے لوگ نہیں بلکہ عرب، ترکستان، فارس، ہند، داغستان، افغانستان، ملک مغرب، بربر، سوڈان اور جاوہ وغیرہ تمام ممالک کے باشندے نظر آتے ہیں اور ان سب کا ایک دین اور ایک ہی مقصد یعنی اپنے بڑے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

رحیم و کریم مولیٰ سے مغفرت طلب کرنا ہوتا ہے۔

جو افعال ان کو وہاں کرنا پڑتے ہیں ان کی بتہیری حکمتوں میں سے ایک یہ ہے کہ ان متبرک مقاموں میں جو کچھ کہ اللہ تعالےٰ کے نیک بندوں اور باعظمت رسولوں پر زمانۂ سابق میں گزرا ہے ان افعال کی وجہ سے یاد آجائے جیسے کہ ابوالبشر آدم اور اُن کی زوجہ حوا علیہما السلام کا واقعہ کہ اُن کو جنت سے زمین پر اُتار دینے کے بعد اُن کے دل میں خدا تعالےٰ نے یہ بات ڈال دی کہ اس سے التجا کریں۔ یہاں تک کہ خدا تعالےٰ نے اُن کی توبہ قبول کر لی اور اسی طرح ابراہیم خلیل اللہ اور اُن کے بیٹے اسماعیل علیہما السلام کا قصہ یا سیدۂ ہاجرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کا واقعہ ان سب کے یاد آنے سے اس بات کا دل میں خیال پیدا ہوتا ہے کہ کچھ ٹھکانہ ہے وہ لوگ اللہ تعالےٰ کی اطاعت میں کیسے سرگرم تھے اور جب اُن کی آزمائش کی گئی تو کیسے ثابت قدم نکلے۔ اللہ تعالےٰ کی خوشنودی سے سرمو تجاوز نہیں ہونے پایا اور سب کو جانے دیجئے سیدنا ابراہیمؑ ہی کے ماجرے کو خیال کیجئے کیسی جانچ کا وقت تھا جب کہ خدا تعالےٰ نے ان کو لخت جگر یعنی پیارے بیٹے اسماعیل علیہ السلام کو ذبح کرنے کا حکم دیا اور اس شفیق باپ نے خداوند کریم کی اطاعت کے سامنے کچھ پرواہ نہ کی اور اس پر آمادہ ہو گیا اور اسی طرح اُس ہونہار لڑکے نے بھی خداوندی حکم کی تعمیل سے ذرا عذر نہ کیا اور اپنی جان دینے اور قبر میں سو رہنے کے لئے مستعد ہو گیا اور جب شیطان نے وادی منیٰ میں وسوسہ ڈالنا چاہا تو اُسے دفع کر دیا اور اپنا سا مُنہ لے کر ناکام رہ گیا۔ پھر خدا نے فدیہ بھیج کر باپ بیٹے دونوں پر احسان کیا اور اُن کے غم کو دُور کر کے ان کو خوشخبری سنا دی۔ اسی طرح ان کاملین کے اور بتہیرے پسندیدہ افعال اور خداوند کریم کے احسانات جو اُن پر ہوئے ہیں یاد آتے ہیں اور جب اُن مقامات میں ان نیک بندوں کے کام یاد کر کے ان کی پیروی کی جاتی ہے تو بے اختیار جی چاہتا ہے کہ دیکھیں ان کے بقیہ افعال اور عبادتیں، عمدہ خصلتیں کیسی تھیں اور وہ اپنے مولیٰ کی کیونکر اطاعت کرتے تھے اس سے اُن کی اقتداء کرنے کا شوق پیدا ہوتا ہے اور اُن کے پسندیدہ خصائل اختیار کرنے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی طرف جی مائل ہو جاتا ہے۔ اور دل چاہتا ہے کہ ان کی اس بات پر تعریف کی جائے اُن کے لئے دُعا مانگی جائے کہ وہ کیسے کیسے عمدہ افعال جاری کر گئے ہیں۔ کیسی کیسی نیک باتیں سکھا گئے ہیں۔ مثلاً یہ کہ خدا کے سامنے توبہ کرنا چاہیئے، اُس کی طرف رجوع ہونا چاہیئے۔ انسان کو مناسب ہے کہ اخلاق حمیدہ کے ساتھ موصوف ہو، صبر اختیار کرے تسلیم و رضا سے کام لے، خدا کے سامنے ادب کی رعایت رکھے وغیرہ وغیرہ۔

اس بات کا بیان کہ اعمالِ حج کے مقرر کرنے میں انسانی خیالات اور عادات (کی اجن کو وہ اپنے دنیاوی بادشاہوں کے ساتھ برتا کرتے ہیں) بہت رعایت مدنظر رکھی گئی ہے اور احرام طواف، سعی وغیرہ کی حکمتیں ۱۲

علاوہ ان فوائد مذکورہ کے اعمالِ حج کے مقرر کرنے میں جو ترتیب اختیار کی گئی ہے وہ بھی نہایت ہی عجیب و غریب ہے۔ اس میں خداوندی عظمت و تقدس سے تنزل کر کے انسانی عقول و خیالات کا لحاظ رکھا گیا ہے اور اُن امور کی رعایت کی گئی ہے جن کے ساتھ لوگ مانوس پائے جاتے ہیں اور جن کو کہ اُس وقت برتا کرتے ہیں جب کہ وہ اپنے حاکموں یا بادشاہوں کے حضور میں کسی ظالم یا ایذا پہنچانے والے کے فریادی بن کر حاضر ہوتے ہیں یا جب اُن کی درگاہ میں اُن کے احسان و اکرام حاصل کرنے کی غرض سے درخواست کیا کرتے ہیں۔ چونکہ اعمالِ حج جن پر کہ خداوند تعالےٰ نے مغفرت کا وعدہ کیا ہے، انسانی خیالات و عادات کے موافق ہیں اس لئے حاجیوں کے جی کو اُن کے ادا کرنے کے وقت اس بات کا پورا اطمینان حاصل ہو جاتا ہے کہ نافرمانیوں اور گن ہوں کے ظالم لشکر کے مقابلہ میں خدا تعالےٰ اُن کی ضرور مدد کرے گا اُن کی فریاد سُنی جائے گی اور وہ ان کی مراد پوری کر کے ان سے احسان کے ساتھ پیش آئے گا۔

اس کا بیان یہ ہے کہ لوگ اس بات کے عادی ہو رہے ہیں کہ جب کبھی کوئی دشمن اُن پر چڑھ آتا ہے اور وہ اس کے مقابلے سے اپنے آپ کو عاجز پاتے ہیں یا گردش زمانہ کے بیچ میں آکر قحط یا خشک سالی میں مُبتلا ہو جاتے ہیں جس کی وجہ سے اُنہیں طلب

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معاش کی فکر میں گرفتار رہنا پڑتا ہے تو اُس وقت بادشاہ کے حضور میں اُن کے محلوں پر حاضر ہونے کا قصد کرتے ہیں اور اپنی اپنی مصیبت کے موافق سب کے سب پراگندہ بال اپنے خاک آلودہ چہرے لئے ہوئے ننگے بدن برہنہ پا استغاثہ کی غرض سے فریاد کرتے ہُوئے اُس کے سامنے جا کھڑے ہوتے ہیں اور راستہ میں جو جو چیزیں ملتی جاتی ہیں کہ جن کے ساتھ بادشاہوں کو کچھ بھی علاقہ ہو خدم وحشم کے علاوہ حیوانات و نباتات تک کی بھی تعظیم وتکریم کرتے جاتے ہیں اور قصور شاہی کے قریب پہنچ کر اُن کے گرد چکر لگایا کرتے ہیں اور اُن کے دروازوں کی تلاش میں سرگرداں رہتے ہیں یہاں تک کہ اُن کو اس بات کی اجازت مل جاتی ہے کہ بادشاہ کے حضور میں حاضر ہوں اور اس کے سامنے مؤدب کھڑے ہو کر استغاثہ دائر کریں اس کی تعریف کریں اپنی حاجت روائی کے لئے قوی سے قوی ذریعہ اختیار کریں اور اُن کے اور اُن کے بزرگوں کے اعلیٰ و ادنیٰ پر جو جو بادشاہ کے احسانات، رعائتیں اور مہربانیاں سابق زمانہ میں ہوتی رہی ہیں ان کی یاد دلائیں۔ اس کے بعد جب بادشاہ انہیں اپنے ہاتھ پر بوسہ دینے کی اجازت دے دیتا ہے تو اپنی عین کامیابی وسعادت تصور کر کے نہایت رغبت ظاہر کرتے ہیں اور اُس کے ہاتھ پر نہایت ادب وتعظیم سے بوسہ دیتے ہیں پھر بادشاہ اُن کی درخواست قبول کرنے اور اُن کی مصیبت دُور کرنے کا اُن سے وعدہ کرتا ہے اور اس غرض سے کہ وہ خیرخواہ سلطنت کے بنے رہیں اور اُن کو اس بات کا یقین ہو جائے کہ وہ اُس کے ہمیشہ کے نمک خوار ہیں اور اس بات سے کہ اپنی رعایا کے ساتھ احسان کر کے مدد کرنا بادشاہ کی عادت میں داخل ہے اُن کے دلوں کو پورا پورا اطمینان ہو جائے وہ بھی اُن قدیم احسانات و رعایتوں کو انہیں یاد دلاتا ہے جو کہ اُن کے آباؤ اجداد پر وقتاً فوقتاً ہوتی رہیں جب کبھی کہ وہ اُس کی جناب میں بغرض استغاثہ حاضر ہوئے اور انہوں نے اپنی خدمات پیش کیں تو برابر اُن کو نعمتوں سے مالامال کر دیا گیا۔

چنانچہ اس وقت ان لوگوں کو بھی اِنہی خدمتوں کے بجالانے کا وہ حکم کرتا ہے جن کی بجاآوری اُن کے آباؤ اجداد کرتے رہے تھے تاکہ سلطنت کے لئے اُن کی خیرخواہی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور بڑھ جائے اور یہ پورے پورے مطیع بنے رہیں۔ کیونکہ لوگوں میں اپنے بزرگوں کے اخلاق حاصل کرنے اور انہی کے طریقہ کے اختیار کرنے کا فطری میلان پایا جاتا ہے پھر جب وہ تمام خدمات کی بجا آوری سے فارغ ہوتے ہیں تو وہ مزید عنایت کر کے انہیں اپنا مہمان بناتا ہے بہت کچھ انعام دیتا ہے اُن کی پراگندگی دُور کر دیتا ہے ان کو خلعت بخشتا ہے اور وہ اُس کے باب عالی پر اس امید سے ایستادہ ہو جاتے ہیں کہ اُس نے اُن کی فریادرسی کرنے کا جو وعدہ کیا تھا اُسے پُورا کرے۔

چنانچہ پھر شاہی حکم صادر ہونے لگتے ہیں دشمنوں کے مقابلہ میں بادشاہ اُن کو مدد دیتا ہے اُن کی تکلیف دفع کرتا ہے جب اُن کا مقصد حاصل ہو جاتا ہے اور وہ کامیاب ہو لیتے ہیں تو انہیں اُن کے وطن واپس جانے کی اجازت مل جاتی ہے تاکہ وہ اپنے دوست واحباب سے جا ملیں۔ اب رخصت ہونے کا وقت آ پہنچتا ہے اور وہ قصر شاہی پر حاضر ہو کر اپنے منصب کے موافق اس کی ثنا و توصیف میں مصروف ہوتے ہیں، نہایت ہی تعظیم و تکریم سے پیش آتے ہیں۔ اُس کے مکرّم ہاتھوں کو بوسہ دیتے ہیں۔ غمِ فراق کی وجہ سے اُن کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوتے ہیں آخر کار بادلِ دردناک مفارقت اختیار کرتے ہیں۔

کعبہ کا نام بیتُ اللہ اور حجرِ اسود کا نام یمینُ اللہ رکھے جانے کی حکمت اور نیز محظوراتِ احرام اور تقبیل حجر کی حکمت ۱۲

پس اللہ تعالےٰ نے بھی انسانی عقلوں کی رعایت کر کے ایک قطعۂ زمین کو خاص کر دیا اور حسبِ امر کے کہ وہ دنیاوی بادشاہوں سے فریاد کرنے کے وقت عادی ہو رہے تھے اُس کا لحاظ کر کے اُسی قطعہ کو فضیلت عنایت کر دی اور اس کا نام بیتُ اللہ یعنی اپنا گھر رکھ دیا جو کہ کعبہ شریف کے لقب سے مشہور ہے اگرچہ خدا مکان سے بالکل پاک ہے اُسے گھر وغیرہ کی مطلق حاجت نہیں۔ اسی طرح حجرِ اسود کا جو کعبہ کی دیوار میں لگا ہُوا ہے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنا دستِ راست نام رکھ دیا۔ اگرچہ اُس کے دونوں ہاتھ ہمارے ایسے ہاتھوں کی طرح نہیں ہوسکتے۔ خدا ہی جانے وہ کیسے ہوں گے اور نہ ان میں راست و چپ کا امتیاز قائم کیا جاسکتا ہے بلکہ اگر اُن کی نسبت دست کا اطلاق کیا جائے تو تعظیماً دستِ راست ہی کا ہونا چاہیئے۔ پھر چونکہ پیروانِ اسلام کی نسبت بھی یہ بات ضرور ہُوا کرتی ہے کہ گناہوں کا لشکر اُن پر چڑھائی کرتا ہے خطا اور نافرمانیوں کے حملہ آوروں کا انہیں مقابلہ کرنا ہوتا ہے اُنہیں خدا تعالیٰ کے احسانات کی ضرورت پڑتی ہے۔

اس لئے جو لوگ اُن میں سے صاحبِ مقدور ہیں اُن پر یہ امر ضروری کردیا گیا ہے کہ اُسی مکان پر فریادیوں کی سی صورت بنائے ہُوئے حاضر ہوں اُن کے بال پراگندہ نظر آتے ہوں سر کھلا ہو جسم خاک آلود ہو۔ نہ بدن پر کوئی سِلا ہُوا کپڑا ہو نہ خوشبو مہکتی ہو سارے عیش و آرام کے سامان برطرف کردیئے ہوں اور اپنی نافرمانیوں اور خطاؤں کے فریادی بنے ہُوئے اپنی مرادوں کے برآنے کی اُمید میں اپنے رب کے سامنے عاجزی کرتے ہوئے جا کھڑے ہوں اس خانۂ خدا کی سرحد میں پہنچ کر کسی چیز کی بے حرمتی نہ کریں۔ تمام اشیاء کو عزت کی نگاہ سے دیکھیں۔ نہ وہاں کی گھاس کاٹیں نہ کوئی درخت قطع کریں اور نہ کسی چرند و پرند کے شکار کی جرأت کریں۔ آخر کو جب اس معظم و مکرم مکان پر پہنچ جائیں تو جس طرح کہ فریادی بادشاہی محلوں کے گرد چکر لگایا کرتے ہیں وہ بھی اس کے گرد پھریں اور اس کے پردے پکڑ کر پناہ طلب کریں۔ پھر اس بابرکت پتھر کو جس کا کہ نام بہ مصلحت خدا کا "دستِ راست" رکھ دیا گیا ہے بوسہ دیں اور یہی سمجھیں کہ وہ ایک پتھر ہے نہ اس میں کسی قسم کے نفع رسانی کی قدرت ہے نہ نقصان پہنچانے کی۔ نفع و ضرر جو کچھ ہے خدائے ذوالجلال ہی کے ہاتھ میں ہے وہی نفع و ضرر کا مالک ہے (چنانچہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اُس کو بوسہ دیتے وقت صاف صاف کہہ ہی دیا جس کا حاصل یہ ہے کہ مجھے خوب معلوم ہے کہ تو پتھر ہے نہ تو نقصان پہنچا سکتا ہے اور نہ کچھ نفع دے سکتا ہے۔ اگر میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو تجھے بوسہ دیتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا تو تجھے کبھی بوسہ نہ دیتا اور مقصود آپ کا یہ تھا کہ لوگ اپنے خیالات خراب

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنے سے محفوظ رہیں اور انہیں یہ معلوم ہو جائے کہ شریعت محمدیہ کی اُس کی نسبت واقعی تعلیم کیا ہے اور لوگوں کو اس کی نسبت کیسا اعتقاد رکھنا چاہیئے۔) اس کے بعد وہ مختلف اعمال کی بجاآوری کے لئے متوجہ ہوتے ہیں جن کے اس موقع پر ادا کرنے سے مقصود یہ ہے کہ وہ اپنے جلیل القدر بزرگوں کے کاموں کو یاد کریں جیسے کہ آدمؑ اور ان کی زوجہ حوا یا سیدنا ابراہیمؑ اور اُن کے بیٹے اسماعیلؑ اور ان کی والدہ ہاجرہ علیہم السّلام کے ماجرے۔

چنانچہ وہ اعمال یہ ہیں کہ صفا اور مروہ کے مابین سعی کرنا، عرفات میں ٹھہرنا، اُس کے بعد مزدلفہ میں وقوف کرنا، پھر منیٰ میں اُترنا، شیطان کی ناکامی یاد کرنے کی غرض سے اُس مقام کی طرف کنکریاں پھینکنا جہاں کہ ابراہیم خلیل اللہ کے بیٹے اسماعیل علیہ السّلام کو اُس نے دھوکہ دینا چاہا تھا اور پھر ناکام رہا۔ اسی طرح اور اعمال کو سمجھ لیجئے۔

پس جو شخص کہ ان اعمال کے اس راز سے کہ اُن سے مقصود اُن نیک بندوں کی یاددہانی اور اُن کی پیروی ہے۔ ناواقف رہا تو اُسے ضرور خلجان ہوگا کہ ان سب کی حکمت کیا ہے اور اُن کے فائدوں کے تجسس میں وہ سرگرداں رہے گا اور جس کی سمجھ میں یہ بات آگئی وہ بے کھٹکے دل کھول کر ان سب کو بجا لائے گا اور اُن کے ثمرات کا نہایت شائق رہے گا۔ اُس کی بڑی رغبت یہ ہوگی کہ سارے فوائد حاصل کر کے کسی طرح سے کامیاب ہو جاؤں۔

پس خداوند کریم نے جو حاجیوں پر کعبہ شریف پہنچ کر ان اعمال کا ادا کرنا ضروری ٹھہرایا ہے۔ اُس کو یوں سمجھئے کہ پہلی مرتبہ کعبہ کا طواف کرنا تو بمنزلہ اس بات کے ہے جیسے بادشاہ اپنی فریادی رعایا کو ان کے آباؤ اجداد کی سی خدمات کی بجا آوری کا حکم دیتا ہے اور اُس کے سامنے وہ بجالاتے ہیں تاکہ اُن کی اطاعت وخیرخواہی ثابت ہو اور یہ معلوم ہو کہ اُن کی خصلتیں بھی اپنے آباؤ اجداد ہی کے مثل ہیں یہ بھی انہی کی طرح فرمانبردار رہیں گے۔ پس حاجی لوگ جب مکہ کے خاص خاص مقامات میں اُن اعمال کو ادا کرتے ہیں تو اپنے پاک طینت نیک نفس بزرگوں کی پیروی کی وجہ سے سارے عالم کی پرورش کرنے والے کی بندگی کا مضمون اُن کے دلوں میں خوب جم جاتا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اعمالِ حج کے تعبدی ہونے کے معنی اور نیز یہ کہ عبودیت خدا ہی کے لئے ہے اور رسول اللہ کی اشرف اوصاف میں عبودیت شمار ہوتی ہے اس کا مطلب[۱۲]

یہ جو کہا جاتا ہے کہ یہ اعمال تعبدی یعنی بلا چون وچرا مان لینے کے قابل ہیں تو اس کا مطلب نہیں کہ ان میں حکمتیں اور فائدے نہیں پائے جاتے بلکہ مقصود یہ ہے کہ بظاہر یہ ایسے ہی افعال ہیں کہ جو ان کو ادا کیا کرتا ہے تو گویا وہ انہیں اپنے مالک کا محض حکم سمجھ کر بجا لاتا ہے اور اُن کی بجاآوری کو اطاعت و فرمانبرداری خیال کرتا ہے اُسے اس کی پرواہ نہیں ہوتی کہ اس میں کوئی فائدہ بھی ہے یا نہیں؟ وہ اس کی تفتیش کے درپے نہیں ہوتا۔ اگرچہ غور کرنے کے بعد ان کے فوائد مخفی نہیں رہتے۔

علاوہ بریں اگر یہ بھی فرض کر لیا جائے کہ ان میں کوئی حکمت نہیں تو اس وقت ان کی بجاآوری سے بندوں کی جانب سے اور بھی خدا تعالےٰ کی اطاعت و فرمانبرداری ظاہر ہو گی گویا کہ بندہ اپنی زبان حال سے ان کے بجالاتے وقت یہ کہے گا کہ اے میرے رب! مجھے تو جو کچھ حکم دیتا ہے میں اس کی فرمانبرداری کرتا ہوں۔ گو تیرے حکم کے ثمرات میری سمجھ میں نہ آویں لیکن تب بھی تیری شان عالی اور سلطنت عظیم کی تعظیم کی غرض سے میں بجا لاتا ہوں اور بندہ کی شان ہونا بھی یہی چاہیئے کہ جو کچھ اُس کا مالک حکم دے بلا چون وچرا اُسے مان لے اُسے کیا منصب ہے کہ حکمت اور راز پوچھنے بیٹھے اور شریعت محمدیہ کا مقصد اصلی بھی یہی ہے کہ اُس کی پیروی کرنے والوں کی خدا کے سامنے یہی حالت ہونا چاہیئے اور یہ نہایت عظیم مرتبہ سمجھا جاتا ہے۔ اسی وجہ سے اس دین کے پیشوا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے اس کو اپنے اعلیٰ درجہ کے اوصاف میں شمار کیا ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں جس کا ماحصل یہ ہے کہ میں بندہ ہوں اور بندہ ہی کی طرح بیٹھتا ہوں۔ آپ نے اپنی تعریف میں مبالغہ کرنے سے بھی منع فرمایا ہے اور آپ کے قول کا خلاصہ یہ ہے کہ مجھے حد سے نہ بڑھایا کرو بلکہ یوں کہا کرو کہ وہ خدا کا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بندہ اور اُس کا پیغامبر ہے۔ خداوند تعالےٰ نے بھی آپؐ کی اعلیٰ درجہ کی تعریف کے موقع میں اسی وصف عبودیت ہی کے ساتھ آپؐ کو موصوف کیا ہے۔ چنانچہ خدا تعالےٰ آپؐ ہی کی شان میں ارشاد فرماتا ہے :۔ سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ "یعنی جو اپنے بندہ کو راتوں رات لے گیا وہ پاک ہے" پس عبودیت آپ کے لئے نہایت ہی خوشی اور بڑی خوبی کی بات ٹھہری۔

وادیٔ منیٰ میں اُترنے احرام کھولنے ایّامِ عید کے وہاں گزارنے کی حکمت اور اس بات کا بیان کہ یہ سب کچھ بمنزلہ خداوندی ضیافت کے ہے[۱۲]

پھر حاجی ان خدمات کی بجاآوری کے بعد اپنے مولیٰ کے مہمان بن کر مقامِ منیٰ میں جا اُترتے ہیں۔ اپنی پراگندہ حالی کو دُور کرتے ہیں۔ کپڑے بدلتے ہیں، خوشبو لگاتے ہیں، حجامت بنواتے ہیں اور اپنے عیش و آرام کی جو چیزیں چھوڑ رکھی تھیں اور جن سے کہ پرہیز کرتے تھے پھر اُن سب کو مباح سمجھنے لگتے ہیں۔ اپنی مبارک عید کے دنوں کو خورد و نوش میں گزارتے ہیں خوب قربانیاں کرتے ہیں، یہاں تک کہ گوشت بہا بہا پھرتا ہے لوگوں کے کھائے نہیں چکتا آدمیوں کا تو ذکر ہی کیا وحوش و طیور بھی خوب سیر ہو جاتے ہیں اور یہی خداوندی ضیافت ہے کیونکہ اصل پوچھئے تو تمام چیزیں خدا تعالےٰ ہی کی مِلک ہیں وہی رزق دینے والا ہے اور لوگوں کے پاس جو کچھ آپ دیکھتے ہیں خدا ہی نے بطور عاریت کے اُنہیں دے رکھا ہے۔ اسی وجہ سے عید کے دن روزہ رکھنا حرام قرار دیا گیا ہے کیونکہ اُس دن روزہ رکھنے سے خداوند تعالےٰ کی ضیافت سے ایک قسم کا اعراض پایا جاتا ہے۔
اب ان تمام اعمال کو پورا کرکے اور خداوندی مہمانی سے فارغ ہو کر وہ اسی باعظمت مکان کا طواف کرتے ہیں گویا کہ اُس سے مقصود یہ ہوتا ہے کہ خدا تعالےٰ اُن کے گناہوں اور نافرمانیوں کے حملہ آوروں کے مقابلہ میں اُن کی مدد کرے، اُن کو مغفرت عنایت کرے اور اپنی نعمتوں سے اُنہیں مالا مال کر دے۔ علاوہ اس کے اپنے وطنوں کے واپس جانے کی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اجازت مانگنے کے قائم مقام بھی یہی طواف ہوتا ہے۔ گویا اس کے بعد اُنہیں واپسی کی اجازت مل جاتی ہے اور اس اجازت کو اس بات کی علامت سمجھنا چاہیئے کہ خداوند کریم نے توبہ قبول کر لی وہ نہایت مہربان ہو گیا اور اب وہ ضرور اُن کے ساتھ انعام و اکرام سے پیش آئے گا۔ نافرمانیوں کے شکر کے مقابلہ میں اُنہیں ضرور مدد دے گا۔ چنانچہ ان کے رسول علیہ السلام نے اُن کی خوش خبری اُنہیں سنا بھی دی ہے پھر وہ اپنے اپنے شہروں کی طرف جانے کے لئے آمادہ ہوتے ہیں اور اُن کے دلوں میں یہ خیال جاگزین ہوتا ہے کہ ہمیں ہماری مراد مل گئی ہماری ساری کلفتیں دُور ہو گئیں۔ اب وہ اس بیت معظم سے رخصت ہونے کی طرف مائل ہوتے ہیں اور طواف رخصت ادا کرتے ہیں اُن نعمتوں کا شکر بجالاتے ہیں جو اُن متبرک مقامات میں اُن کو نصیب ہوئیں اور جب اُس سے جُدا ہوتے ہیں تو اُن کا یہ حال ہوتا ہے کہ آنکھوں سے آنسو جاری ہیں۔ دل ہے کہ صدمۂ فراق سے بے چین ہُوا جاتا ہے وہ ہیں کہ اپنے مولیٰ کی نعمتوں کا شکر بجالا رہے ہیں۔ اُس کی ہدایت کی طلب میں سرگرم ہیں اُس سے کامیابی کی دُعا مانگ رہے ہیں اور ادب کے مارے پچھلے پیروں لوٹتے چلے آتے ہیں اور اس جدائی کا انہیں یہاں تک غم ہوتا ہے کہ بعضوں کو کتنے ہی دنوں تک نیند نہیں پڑتی۔ پھر جب وہ اپنے وطن پہنچ جاتے ہیں تو مارے خوشی کے پھُولے نہیں سماتے اُن کے دل ابدی مسرت و شادمانی سے پُر ہوتے ہیں (چنانچہ اس امر کا مزامیر و زبور میں ذکر آیا ہے) اس لئے کہ وہ سمجھتے ہیں کہ خداتعالےٰ نے ہمیں بخش دیا ہم اُس کی نعمتوں سے مالامال ہو گئے۔ ہمیں گناہوں کے حملہ آوروں سے نجات ملی۔

اگر حج کے جملہ اعمال کی ایک ایک کر کے ہم حکمت بیان کرنا شروع کریں تو بڑی ضخیم جلدیں لکھی جا سکتی ہیں کہ پڑھنے والے بھی اُکتا جائیں اور اُن کے مطالعہ کے لئے وقت بھی مشکل سے مل سکے۔ پس جو کچھ بیان ہُوا ہے اُسے یوں سمجھئے کہ بطور مشتے نمونہ از خروارے سارے دریا میں سے ایک قطرہ ہے۔ خدائے ذوالجلال ہی میں طاقت ہے کہ وہ راہِ راست دکھلا سکتا ہے

www.KitaboSunnat.com

اس فرقہ نے یہ بھی دیکھا کہ شریعت محمدیہ نے پیروانِ اسلام پر یہ بات ضروری کر دی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے کہ جب اُنہیں موقع ملے تو وہ اُن لوگوں سے مقابلہ کریں جو دین میں اُن سے مخالفت کرتے ہیں اور اُن کی ایذارسانی سے سمجھانے سے بھی باز نہیں آتے تاکہ وہ لوگ یا تو دین اسلام قبول کرلیں یا اُن کے مقابلہ میں سر اُٹھانا چھوڑ دیں اور اس مقابلہ کے نام اُس نے جہاد رکھا ہے اور اس میں سراسر انصاف کا لحاظ رکھا ہے۔ جیسا کہ کُتب سابقہ میں حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نسبت خبر دی گئی ہے کہ وہ لوگوں کے انصاف کے ساتھ لڑیں گے۔ چنانچہ شریعت نے سخت ممانعت کر دی کہ کوئی لڑکے، عورت، پیر فرتوت کو قتل نہ کرے اور نہ اس شخص کو مارے کہ جو بقصد عبادت تعلقاتِ دنیا کو قطع کئے ہوئے ہے۔ ہاں جب کوئی ان میں سے لڑائی میں شریک ہو کر مقابلہ کرے یا کسی کی جانب سے تدبیریں بتلانے کا اندیشہ ہو وہ بے شک واجب القتل ہے اور مقصود جہاد سے یہ ہے کہ خداوند کریم کے دین کی اشاعت ہو اور جو لوگ کہ اُس کے مخالف ہوں اُن کی رہنمائی کر دی جائے۔

چنانچہ ظاہر ہے کہ جو لوگ اسلام قبول کر لیتے ہیں وہ لوگ بھی اور مسلمانوں کی طرح سمجھے جاتے ہیں۔ اُن کے حقوق و حالات کی مثل تمام مسلمانوں کے رعایت کی جاتی ہے۔ اس بارے میں عربی و عجمی ہونے کا کوئی لحاظ نہیں کیا جاتا بلکہ سب کے سب باہم بھائی شمار ہوتے ہیں ایک دوسرے کے معاون سمجھے جاتے ہیں ہر ہر مسلمان اپنے اور محمدی بھائیوں کی نسبت وہی حکم رکھتا ہے جیسے کہ ایک جسم کے اعضاء میں باہم علاقہ ہوتا ہے جہاں ایک عضو کو ایذا پہنچی اور تمام بدن بے چین ہو گیا۔ سب ایک ہی اصول کے پابند ہوتے ہیں سب کا مقصد ایک ہی ہوتا ہے اور وہ خدا کی وحدانیت اور صرف اُسی یکتا خدا کا سزا اور عبادت ماننا ہے۔ تمام مسلمان اُسی کی خوشنودی کے طالب ہوتے ہیں۔ جب کسی طرح نہ اپنی خوشی سے اور نہ کچھ خوف کر کے مخالفینِ اسلام ہدایت قبول ہی نہیں کرتے تو اُس وقت اُن سے مقابلہ کرنے سے مقصود یہ ہوتا ہے کہ وہ سر اُٹھانا چھوڑ دیں مسلمانوں سے درپئے عداوت نہ ہوں ان کی ایذارسانی سے باز رہیں مسلمان اُن کی ضرررسانی سے محفوظ رہ کر نفع حاصل کر سکیں۔ یہاں تک کہ آخر کار مسلمان اُن کو

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذمی بنا لیتے ہیں یعنی اُن سے صلح کر کے اُن کے ذمہ دار ہو جاتے ہیں کہ ہم لوگ تمہاری جان و مال اور آبرو کی پوری پوری محافظت کریں گے جو قانون کہ مسلمانوں کے لئے تمام معاملات میں جاری ہے تمہارے لئے بھی وہی قانون رہے گا۔ ہم تمہارے دین سے تعرض نہیں کرتے تم اپنے دین کے پابند رہنے کے مختار ہو اور یہ کہ اُن کا معاملہ آخرت پر خدا کے حوالے کرتے ہیں اور انہیں مجبور نہیں کرتے۔

پس اگر اسلامی جہاد کا پہلی شریعتوں کے جہاد سے مقابلہ کیا جائے تو صاف ظاہر ہو جائے گا کہ اس میں طرح طرح کی آسانیاں پائی جاتی ہیں کہ جو پہلے نہ تھیں چنانچہ شریعت محمدیہ یہ ہرگز حکم نہیں دیتی کہ تمام دشمنوں کا پورے طور سے قلع و قمع کر دیا جائے۔ یہاں تک کہ ننھے بچے بھی مار ڈالے جائیں جیسا کہ پہلی شریعتوں میں حکم تھا جو شخص کہ اس دین کے ساتھ پہلے شریعتوں کے جہاد کے احکام سے بھی واقف ہو گا اُسے صاف معلوم ہو جائے گا کہ اُن میں اور اس میں زمین و آسمان کا فرق ہے اور اُسے اس بات کا قائل ہونا پڑے گا کہ شریعتِ محمدیہ کے جہاد میں انتہا درجے کا عدل و انصاف مدنظر رکھا گیا ہے۔

حق داروں کے حقوق کی حفاظت کے لئے جو قوانین شریعت میں ہیں اُن پر اس فرقے کا مطلع ہو کر اُن کو اعلیٰ درجے کا پانا

اسی طرح اس فرقہ نے شریعتِ محمدیہ کی ساری عبادتوں میں غور کیا تو انہیں یہ معلوم ہُوا کہ اسی کے اعمال میں جیسے کہ چاہیئے پورے طور پر اس بات کی رعایت کی گئی ہے کہ ان میں خالق کی اچھی طرح سے تعظیم پائی جائے اور مخلوق پر سراسر مہربانی ہو اور نیز اس فرقہ نے یہ دیکھا کہ ان سب اعمال کا نفع اس عبادت کرنے والے ہی کو ملتا ہے خداوند کریم کو مخلوق کی اطاعت سے کچھ فائدہ نہیں پہنچتا اس لئے کہ اسے ضرورت ہی کیا ہے خدا تو تمام مخلوقات سے بے نیاز ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھر اس گروہ نے شریعت کے ان قوانین میں غور کیا جو اُس نے اس غرض سے مقرر کئے ہیں کہ حق داروں کا حق نہ مارا جائے اُس کی پوری حفاظت ہو۔ رعایا میں سے خواہ مسلمان ہوں یا غیر قوم کے لوگ کسی پر کوئی بدمعاش ظلم نہ کرنے پائے کوئی کسی کی حق تلفی نہ کرے۔ چنانچہ ان قوانین کو بھی انہوں نے اعلیٰ درجہ کا پایا۔

قوانین ازدواج اور اس کا ایک دوسرے سے بُرا ہونا اور رہبت سے معافی فساد وغیرہ کرنے سے طلاق کا جائز ہونا وغیرہ

اسی طرح اس فرقہ نے دیکھا کہ اس شریعت نے ازدواج کے احکام بھی نہایت ہی باقاعدہ مقرر کر دیئے ہیں چنانچہ اُس نے زوجہ و شوہر دونوں کے لئے کچھ اتفاق کی حالت میں حقوق قرار دیئے ہیں اور کچھ اس وقت جب کہ وہ علیحدگی اختیار کرنا چاہیں اور اُس نے اس بات کی اجازت دی ہے کہ اگر وہ ایک دوسرے سے تعلق قطع کرنا چاہیں تو کر سکتے ہیں تاکہ ہر ایک نقصان سے محفوظ رہے کیونکہ اگر ان کو اس کی اجازت نہ دی جاتی اور پھر اُن میں کسی وجہ سے آپس میں نفرت پیدا ہو جاتی جیسا کہ اکثر دیکھا جاتا ہے کہ زن و شوہر میں مختلف اسباب سے ناراضگی ہو جایا کرتی ہے تو اُس وقت یہ بات کچھ بعید نہ تھی کہ طرح طرح کے فساد پھیلتے جب خواہشِ نفسانی کا کسی پر غلبہ ہوتا تو باہم نفرت کی وجہ سے ضرور کسی دوسرے کے ذریعہ سے ناجائز طریق پر وہ خواہش پوری کی جاتی۔ بے عزت بننا پڑتا علاوہ اس کے جب عورت بانجھ ہوتی اور مرد میں بچہ پیدا کرنے کی قابلیت پائی جاتی یا بالعکس قصہ ہوتا تو ان دونوں میں سے ایک شخص کو ناحق اولاد سے محروم رکھنا لازم آتا اس لئے ان کو قطع تعلق کی اجازت دینا ہی عقل کے موافق ٹھہرا۔

پھر اُس نے طلاق دینا مرد کے اختیار میں رکھا ہے کیونکہ بخلاف عورتوں کے مردوں میں علی العموم استقلال اور عالی حوصلگی پائی جاتی ہے وہ زیادہ طرح دے سکتے ہیں اور

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عورتیں نہایت ہی زود رنج ہُوا کرتی ہیں اور اس کا پتہ اس وقت لگ سکتا ہے جبکہ دونوں کی خصلتوں میں باہم مقابلہ کیا جائے ماسوا اس کے چونکہ عورت کا خرچ وغیرہ مرد ہی کے ذمہ ہے تو وہ جب تک مجبور نہ ہو جائے گا اُس وقت تک اُس کو چھوڑ کر کبھی اپنا نقصان گوارا نہ کرے گا اور اگر کوئی نادان اتفاق سے اس کے خلاف نکل بھی آئے تو اس کا اعتبار نہیں ہو سکتا۔ سارا خرچ بخلاف عورت کے مرد ہی کے ذمہ شریعت نے اس لئے مقرر کیا ہے کہ مرد فطرتی طور پر بہ نسبت عورت کے جسمانی ساخت میں قوی ہونے کی وجہ سے تحصیل معاش پر زیادہ قادر ہے اور جو کچھ مشقتیں اس میں درپیش ہوں گی وہ بخوبی برداشت کر سکتا ہے۔ ہاں عورت کے لئے یہ مناسب ہے کہ خانہ داری کے اندرونی انتظامات کی دیکھ بھال کرے۔ بچوں کی غور و پرداخت میں مشغول ہو۔ جیسا کہ مرد بیرونی مصلحتوں کے لئے کوشش کرتے ہیں اور اس طرح پر عورت جو کہ مرغوب طبع اور مردوں کی منظورِ نظر ہے گھر سے باہر نکلنے پر بھی مجبور نہ ہو گی اور فتنوں سے محفوظ رہے گی۔

عورتوں کے پردہ میں رہنے کی حکمت اور یہ کہ پردہ اُن کے حق میں ظلم نہیں بلکہ بدمعاشوں سے اُن کی حفاظت کا ذریعہ ہے

اسی لئے فتنہ اور اسباب حرام کاری کے انسداد کی غرض سے جو کہ شرعاً اور عقلاً دونوں اعتبار سے قبیح ہے شریعت نے عورت کو پردے میں رہنے کا حکم دیا ہے اور یہ عورتوں کے اعلیٰ درجہ کے اوصاف میں سے ہے اور اُن کے لئے بڑے افتخار کا باعث ہے جس قدر کہ اس وصف میں وہ کامل ہوں اتنا ہی زیادہ فخر کر سکتی ہیں۔ پس جس طرح کہ کسی نفیس شئے کو لوگوں کی نظروں سے بچایا کرتے ہیں اور کسی کو نہیں دکھلاتے اور سات پردوں میں چھپا کر رکھتے ہیں اسی طرح پردہ سے بھی مقصود یہ ہے کہ عورتوں کی حفاظت کی جائے اُنہیں ہر کس و ناکس نہ دیکھ سکے نہ یہ کہ جیسا بعض نادان خیال کیا کرتے ہیں کہ عورت کے ساتھ بدگمانی کرنے کی وجہ سے پردہ کیا جاتا ہے کیونکہ اگر ایسا ہوتا ہے تو عورتوں کو

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ حکم دیا جاتا کہ وہ مردوں کے دیکھنے سے اپنی نظروں کو ہر وقت بچایا کریں اور مردوں کو حکم ہوتا کہ وہ عورتوں سے پردہ کیا کریں اور یہ خیال کرنا بھی بے جا ہے جیسا کہ بعض کم فہم خیال کرتے ہیں کہ عورتوں کو پردہ میں رکھنا انہیں قید کرنے کی مثل ہے۔ ان پر بڑی تنگی کی جاتی ہے جس سے کہ اُن کی آزادی میں خلل پڑتا ہے اور وہ بالکل نیست و نابود ہوئی جاتی ہیں کیونکہ مسلمان عورت تو بچپن ہی سے پردہ میں رہا کرتی ہیں۔ پردہ ہی میں وہ جوان ہوتی ہے اپنے پیدائش ہی کے زمانہ سے وہ پردے کے ساتھ مالوف ہو جاتی ہے گویا کہ وہ اس کی فطرت میں داخل ہو جاتا ہے۔ اس کو یہاں تک پردے کی عادت ہو جاتی ہے کہ وہ اُس سے اُنس اور محبت کرنے لگتی ہے۔ اُس کو بھی ایسا ہی ضروری خیال کرتی ہے جیسا کہ اپنی اور طبعی عادات کو حتیٰ کہ جو عورتیں اس میں ذرا کوتاہی کرتی ہیں انہیں شرم دلانے پر آمادہ ہو جاتی ہے اُن کو بے شرم بیباک قرار دیتی ہے اس کو ان کا ہلکا پن خیال کرتی ہے۔ علاوہ بریں یہ سمجھ کر کہ پردہ خدا تعالےٰ کا حکم ہے اُسے خوشی سے قبول کر کے خداوند کریم کے عطا اور ثواب کی امیدوار بن جاتی ہے۔ پس جب یہ حالت ہو تو کیونکر کہا جا سکتا ہے کہ شریعت محمدیہ نے عورت کو مظلوم و قیدی بنا رکھا ہے ظلم تو جب ہوتا کہ اُسے وہ اپنی خوشی سے نہ اختیار کرتی۔ شریعت کے موافق پردہ کرنے میں ظلم کا کہیں پتہ بھی نہیں ہے۔

عورتوں کی بے پردگی اور اُن کے اجنبی مردوں سے میل جول کرنے کی خرابیاں

حق تو یہ ہے کہ اس شریعت میں عورت کی بڑی حفاظت کی جاتی ہے۔ بدکاروں اور بدمعاشوں کی نظروں سے خوب بچایا جاتا ہے اور یہ لحاظ کیا جاتا ہے کہ نادانوں کو عورت کی نسبت جس کے بارہ میں بڑی غیرت سے کام لیا جاتا ہے زبان درازی کا موقع نہ ملے۔ علاوہ بریں عورتوں میں بعض ایسی بھی ہوتی ہیں جن میں پوری پوری پارسائی نہیں پائی جاتی اُن کی عادتیں اچھی نہیں ہوا کرتیں تو ایسی حالت میں پردہ کرنے سے عورت کی نسبت کسی قسم کی خیانت کا مشکل سے خیال ہو سکتا ہے بلکہ یوں کہا جا سکتا ہے کہ اُس کے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خاوند کو بچہ کے نسب کے بارے میں شک کرنے کا کوئی موقع نہیں ہے۔ پس جو اولاد اُس کے بطن سے پیدا ہوگی وہ نہایت اطمینان کے ساتھ یقین کر لے گا کہ میرے ہی نطفہ سے ہے۔ اس وقت شیطان کو اُس کے دل میں عورت کی نسبت وسوسہ ڈالنے کی گنجائش نہ رہے گی بخلاف اُس صورت کے جب کہ عورت بے پردہ ہو کر باہر نکلتی ہو اور غیر مردوں سے میل جول رکھتی ہو۔ باوجود ان سب باتوں کے اگر عورت کو کوئی ضرورت پیش آ جائے مثلاً یہ کہ اسے دینی احکام سیکھنا ہیں اور اُس کا خاوند یا اور عزیز و قریب اُس کو نہیں بتلا سکتا یا اپنے بھائی بندوں سے اُسے ملنا ہے تو ایسی حالت میں شریعت نے عورت کو باہر نکلنے کی اجازت بھی دی ہے لیکن وہی پردہ کے ساتھ تاکہ بدکاروں کی نظر سے محفوظ رہے اور شہوت پرستوں کے ہیجان کا باعث نہ ہو جس میں کہ اُس کی پارسائی اور آبرو پر حرف نہ آنے پائے۔ اگر تعصب کو چھوڑ کر عقل سلیم سے پوچھا جائے تو وہ یہی حکم دے گی کہ بے شک عورت کے لئے پردہ نہایت ہی عمدہ احکام میں سے ہے۔ زن و شوہر دونوں کا اس میں فائدہ ہے بلکہ یوں کہئے کہ اس کا نفع تمام لوگوں کو پہنچتا ہے کیونکہ اس کی وجہ سے شہروں سے فساد دور رہتا ہے چنانچہ آپ دیکھتے ہیں کہ جن شہروں میں عورتیں پردے میں رہتی ہیں وہاں کے اہالیان پولیس کو حرام کاری کے لئے خاص خاص مقامات نہیں مقرر کرنا پڑتے جہاں کہ بدکار لوگ ناجائز طور پر اپنی خواہشوں کو پورا کرنے کے لئے جمع ہوا کریں۔ کیونکہ وہاں کے بیباک لوگوں کی خواہشِ نفسانی میں بھی عورتوں کے نہ دیکھنے سے چنداں جوش نہیں پیدا ہوتا جس کی وجہ سے باآبرو لوگ اپنی عورتوں کی نسبت مشکوک ہونے سے محفوظ رہتے ہیں بخلاف ان شہروں کے جہاں کہ عورتوں میں پردہ کی رسم نہیں ہے اور وہ بے حجاب پھرتی ہیں۔ ظاہر ہے وہاں کی میونسپلٹی کو حرام کاری کے لئے خاص خاص مقامات متعین کرنے کا اہتمام کرنا پڑتا ہے اور وہ بدکاروں کو اُن سے نہیں روک سکتی۔ خدا کی پناہ! اس فعل شنیع کی یہاں تک کثرت پائی جاتی ہے کہ وہاں کے بچوں کی تعداد پورا کرنے میں قریب قریب نصف کے حرام سے پیدا ہونے والے بچے شامل ہوتے ہیں اور وہ لوگ یہ کہا کرتے ہیں کہ ہم شریف

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عورتوں کی حفاظت کی غرض سے اس نامعقول امر کے اختیار کرنے پر مجبور ہیں۔ پس اگر اُن بدکاروں سے جن کی شہوتیں کہ عورتوں کو ننگا کھلا دیکھتے دیکھتے ترقی کر چکی ہیں، انہیں خوف نہ ہوتا اور آبرو والے لوگ اپنی عورتوں کی عزت کو نہ ڈرتے ہوتے اور یہ اندیشہ اُن کو نہ لگا ہوتا کہ یہ لوگ عورتوں کے معاملے میں ہماری کچھ چلنے نہ دیں گے تو وہ کبھی ایسے قابلِ نفرت امر کا ارتکاب نہ کرتے، نفرین اور شرم ہے ایسوں پر جو کہ ملکی انتظام کے مدعی ہوں اور حیوانی حرکات اختیار کر کے اپنی عورتوں کی حفاظت کریں۔ کاش اگر وہ عورتوں کے پردہ کا انتظام کرتے تو پھر انہیں ایسے قابلِ ملامت فعل کے اختیار کرنے کی ہرگز ضرورت نہ پڑتی۔

اب یہ امر بخوبی واضح ہو گیا کہ عورتوں کا بے پردہ ہو کر نکلنا نہایت ہی ضرر کی بات ہے اور بالفرض یہ مان بھی لیا جائے کہ عورتوں کے پردہ میں رہنے سے نقصان ہے تو بے پردگی میں اُس سے بڑھ کر نقصان متصور ہے اور ظاہر ہے کہ جس میں کم ضرر ہو اُسی کا اختیار کرنا عقلاً و نقلاً بہتر ہوا کرتا ہے چہ جائیکہ بے پردگی میں بکثرت نقصانات ہوں اور پردہ کرنے میں سراسر فائدے ہی فائدے ہوں کہ جس کو ہر عاقل مان لے گا۔

قوانین معاملات بیع اجارہ وغیرہ کا شریعت محمدیہ میں نہایت عدل کے موافق ہونا جس سے تنازعات کا بہت کچھ انسداد ہو سکتا ہے

پھر اس فرقہ نے جبکہ شریعت محمدیہ کے قوانین معاملات کی طرف توجہ کی اور خرید و فروخت کرایہ، شرکت، قرض وغیرہ کے احکام میں غور کیا اور دیکھا کہ جائداد کی تقسیم اس میں بالکل حکمت کے موافق ہے اُسی شخص کو اس میں ترجیح دی گئی ہے جس کو کہ حاجت زیادہ ہوا کرتی ہے جس کے ساتھ کہ بہت ہی نزدیک کی قرابت پائی جاتی ہے اور امداد کے موقع پر جس سے کہ مدد پہنچنے کی زیادہ امید ہو سکتی ہے۔ پس انہیں یہ معلوم ہوا کہ سارے احکام نہایت ہی کامل انتظام اور بندوبست کی رعایت کر کے مقرر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کئے گئے ہیں جس میں کہ تمام معاملات انصاف کے موافق ہوں اور منازعت نہ ہونے پائے۔

حدود قصاص وغیرہ کی حکمت

پھر اس فرقہ نے حدود اور قصاص اور اُن تعزیرات میں غور کیا جو کہ اس شریعت نے لوگوں کے جان و مال آبرو اور عقل کی حفاظت کے لئے مقرر کئے ہیں۔ پس اُن سب کو انہوں نے بالکل حکمت کے موافق اور امن و امان کا ذمہ دار پایا۔ بیان اُس کا یہ ہے کہ جو شخص یہ جان لے گا کہ اگر وہ کسی دوسرے کو قتل کرے گا تو وہ بھی قتل کیا جائے گا تو پھر وہ قتل سے ضرور باز رہے گا اس طرح سے کم سے کم دو آدمیوں کی جان بچے گی۔ اسی نکتہ کی وجہ سے قرآن شریف میں وارد ہُوا ہے کہ قصاص[1] لینے میں زندگی حاصل ہوتی ہے۔

حد سرقہ اور اس کی حکمت

علیٰ ہذا القیاس جسے یہ معلوم ہو جائے کہ چوری کرنے سے اُس کا خیانت کرنے والا ہاتھ قطع کر دیا جائے گا تو پھر اُسے چوری کرنے کی جرأت نہ ہو گی جس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ دولت مندوں کو اپنے مال کے چوری ہونے کا کھٹکا نہ رہے گا۔ ایک شخص نے کسی کج فہم کے اعتراض کا کیا اچھا جواب دیا ہے جب کہ اُس نے یہ اعتراض کیا کہ عجب تماشے کی بات ہے کہ ہاتھ کی دیت تو پانچ سو اشرفیاں دینا پڑیں اور جب کوئی چوتھائی دینار بھی چُرائے تو اُس کا ہاتھ کاٹ ڈالا جائے اور وہ جواب یہ ہے کہ امانت داری ہاتھ سے کہیں بیش قیمت ہے اور خیانت کی ذلت بالکل ارزاں ہے اور اس کی بے قدری کی کچھ پرواہ نہیں ہو سکتی۔ پس اب خداوندی حکمت کو سمجھ جاؤ۔

رجم محصن کی حکمت

چونکہ حرامکاری باوجود بتہیری خرابیوں کے اُس بچہ کے قتل کا سبب ہُوا کرتی ہے

---

[1] ولکم فی القصاص حیوۃ الآیۃ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جو کہ حرام سے پیدا ہوتا ہے کیونکہ اُس کا نسب بے پتہ ہوتا ہے اُسے کوئی اپنے کنبہ میں شمار نہیں کرتا تاکہ اس کی مدد کرے اور نہ کوئی اس کا پرورش کرنے والا ہوتا ہے جس کی وجہ سے اکثر مر جایا کرتا ہے اس لئے شریعت نے حرام کاری کرنے والے کی جب کہ وہ اپنی منکوحہ سے متمتع ہو چکا ہے یہ سزا قرار دی ہے کہ پتھروں سے اُسے مار ڈالیں تاکہ جیسے کہ شہوت رانی سے سارے بدن کو لذت ملی تھی اُسی طرح اُس کا ہر ہر عضو اُس کی سزا کا مزہ بھی چکھ لے۔

جلد غیر محصن اور اُس کے معذور ہونیکی حکمت

اگر وہ حرام کار ایسا نہ ہو تو اس وقت کسی قدر اُس کو معذور رکھ کر صرف سو کوڑوں ہی پر اکتفا کیا گیا ہے جو کہ اُس کے سارے اعضاء پر لگائے جائیں گے جنہوں نے کہ بے جا شہوت رانی کی لذت اٹھائی تھی ہاں وہ مقامات مستثنیٰ ہیں جن پر ضرب لگنے سے موت کا اندیشہ ہو یا اُن سے حلیہ بگڑ جاتا ہو اور ان سو کوڑوں سے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ جو بچہ کہ اس سے پیدا ہو سکتا ہے اور اس نے حرام کاری سے اُسے ضائع کر دیا ممکن تھا کہ سو برس تک زندہ رہتا اور یہ وہ عمر ہے جس کی انسان میں جسمانی ساخت اور آہستہ آہستہ نشو و نما پانے کے لحاظ سے فطرتاً قابلیت پائی جاتی ہے۔ چنانچہ بعض اطباء کا یہ قول بھی ہے لیکن چونکہ زندگی بسر کرنے میں مختلف حوادث پیش آتے ہیں اُن کی وجہ سے بسا اوقات موت کے بہت سے اسباب لاحق ہو جاتے ہیں۔ پس اس مدت سے پہلے ہی کبھی انسان کی اجل آپہنچتی ہے جو اس کے لئے مقرر تھی اور وہ مر جاتا ہے اور کبھی یہی مدت اُس کی اجل ہُوا کرتی ہے تو وہ اس عمر کو پہنچ کر مرتا ہے۔

پس جتنے سال تک کہ اس بچہ میں جس کو کہ اُس نے حرام کاری کی وجہ سے ضائع کر دیا زندہ رہنے کی قابلیت ہو سکتی تھی اُن میں سے ہر ہر سال کے مقابل میں ایک ایک کوڑا مقرر کیا گیا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حدِ شربِ خمر اور اُس کے اَسّی کوڑے کی حکمت

پھر چونکہ انسان میں سو برس تک زندہ رہنے کی حکمت پائی جاتی ہے اور ظاہر ہے کہ ابتدا عمر میں پندرہ برس سے پہلے پہلے اُس کی عقل کا بوجہ ناقص رہنے کے تکالیف شرعیہ میں اکثر اعتبار نہیں ہوتا جیسا کہ اگر اس کی سو برس کی عمر ہو تو اکثر قریب پانچ برس کے اس کی عقل نہایت ہی ضعیف ہو جایا کرتی ہے اس بنا پر جو زمانہ اُس کی عقل کے قوی قابل اعتبار اور کامل رہنے کا ہے صرف اَسّی برس رہ جاتا ہے۔ پس جو شخص کہ عقل ایسی چیز میں جو کہ بعد ایمان کے خدا تعالےٰ کی نہایت ہی عظیم نعمت ہے۔ شراب پی کر خلل اندازی کرے جس سے کہ عقل یا تو بالکل ہی جاتی رہتی ہے یا ضعیف ہو جاتی ہے۔ شریعت نے اس کی سزا اَسّی کوڑے مقرّر کی ہے۔

پس گویا کہ جس مدت میں نعمتِ عقل پوری پوری پائی جاتی ہے اُس کے ہر ہر سال کے عوض میں ایک ایک کوڑا قرار دیا ہے اور اس عدد سے شرابی کے لئے یہ اشارہ ہے کہ اے شراب پینے والے اس مدت تک جو نعمت عقل تیرے پاس بخوبی پائی جاتی تو نے شراب پی کر اس میں رخنہ اندازی کی اسی لئے تجھ کو اتنے کوڑوں کی سزا دی گئی۔

حدِ قذف اور اُس کے اَسّی کوڑے ہونے کی حکمت

پھر انسان اپنے بالغ ہونے کی مدت یعنی اکثر پندرہ برس سے پہلے پہلے چونکہ مکلف نہیں ہوتا۔ پس آبرو کے بارے میں اس کی بے عزتی نہیں ہوتی کہ جتنے بالغ آدمی کی اسی طرح اگر وہ اپنی عمر طبعی یعنی سو برس تک زندہ رہے تو آخر کے پانچ سالوں میں چونکہ اس کے شہوت وقویٰ میں انتہا درجے کا ضعف ہو جاتا ہے تو نہایت مشکل سے اُس کی نسبت کسی فحش امر کے ساتھ متہم ہونے کا گمان ہو سکتا ہے اس لئے غالباً اس مدت میں بھی اس کی بے عزتی ہونا بہت ہی مستبعد امر معلوم ہوتا ہے۔ پس وہ زمانہ جس میں کہ اس کی آبرو کی کامل طور پر محافظت کی اکثر ضرورت پڑ سکتی ہے وہ صرف اَسّی برس

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ٹھہرتے ہیں۔ پس اس وجہ سے شریعت نے ایسے شخص کی سزا جو کسی دوسرے کو تہمت لگا کر اس کی آبروریزی کرے اسی کوڑے مقرر کئے ہیں گویا کہ اس عدد سے اس زمانہ کی طرف اشارہ پایا جاتا ہے جس میں کہ آبرو کی پورے طور سے حفاظت کیا کرتے ہیں اور تہمت لگانے والے کو گویا کہ یہ خطاب کیا جاتا ہے کہ تو نے جس کی تہمت لگا کر آبروریزی کی ہے اس کی آبرو کی پوری پوری حفاظت کرنے کی اس مدت تک ضرورت پڑا کرتی تھی اسی لیے تجھے یہ سزا دی گئی۔

شریعت محمدیہ شرائع سابقہ کے احکام کی جامع ہے اور اُس نے انسان کی ہر حالت کے مناسب آداب و قوانین مقرر کئے ہیں ۱۲

پھر یہ دیکھئے کہ شرائع سابقہ میں سے بعض میں قاتل کو قصاص میں قتل کرنے کا حکم تھا اور بعض میں معاف کر دینے کا شریعت محمدیہ نے ان دونوں حکموں کو جمع کر لیا اس لئے اس نے مقتول کے ولی کو اس امر کی اجازت دی ہے کہ اگر چاہے تو وہ قصاص لے لے یا معاف کر دے اور معافی کو تقویٰ کے قریب ٹھہرا کر اُس نے اس کی ترغیب دی ہے (اسی طرح پر آپ اور اکثر احکام کو پائیں گے کہ جو شرائع سابقہ میں جدا جدا پائے جاتے تھے اس شریعت نے انہیں جمع کر دیا اور سب کا خلاصہ نکال لیا اور ہونا بھی یہی چاہیئے تھا۔ کیونکہ اسی شریعت پر تمام شریعتوں کا خاتمہ ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے تمام شریعتوں کی خوبیوں کو اس میں مجتمع کر لیا۔

انسان کی جملہ حالتوں کے موافق شریعت میں قواعد و آداب مقرر کئے گئے ہیں ۱۲

پھر اس فرقہ نے اس شریعت کے آداب کو دیکھنا شروع کیا تو ان کو ہر باب میں اس کے قواعد و آداب بالکل مکمل نظر آئے۔ چنانچہ انہوں نے دیکھا کہ اُس نے کھانے پینے سونے، قضائے حاجت کرنے یہاں تک کہ صحبت کرنے تک کے قواعد مقرر کئے ہیں یہ بتلایا ہے کہ ہم اُٹھنے بیٹھنے باتیں کرنے کا کیا طریق ہے سفر اور حضر میں کن امور کی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رعایت کرنا چاہیئے۔ زن وشوہر اور تمام عزیز و اقارب باہم کیا برتاؤ کریں۔ پڑوسیوں اور دوستوں سے کیا معاملہ کرنا مناسب ہے۔ مسلمان مسلمانوں اور غیر قوموں کے ساتھ کس طرح سے پیش آئیں۔ اسی طرح پر تمام امور کے آداب و قاعدے اس نے مقرر کر دیئے ہیں جن کا کہ شریعت میں غور و فکر کرنے سے پتہ لگ سکتا ہے۔

شریعت کا سیاست مدن کے اعلیٰ قواعد پر مشتمل ہونا اور نیز اسکی بحث کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کا نفع خاص آپؐ کی ذات یا آپ کے کنبہ تک ہی محدود نہیں ہے بلکہ ان کا نفع عام ہے

پھر اس فرقہ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ملکی انتظامات کی جانچ شروع کی اور اس بات کی تفتیش کرنے لگے کہ جو کچھ آپ حکم دیتے ہیں اس کا نفع خاص آپ کی ذات اور آپ کی اولاد ہی پر محصور رہتا ہے یا عام لوگوں کو پہنچتا ہے۔ پس باوجود انتہا درجہ کی باریک بینی اور اعلیٰ درجہ کی تلاش کے بھی انہیں آپ کا کوئی حکم ایسا نہیں ملا اور نہ آپ کی شریعت میں کوئی امر اس قسم کا نظر آیا جس کا کہ فائدہ خاص آپ کی ذات یا آپ کی اولاد ہی کے ساتھ وابستہ ہوتا اور اس کی منفعت عام نہ ہوتی۔

اس فرقہ کیلئے جو مال غنیمت میں سے قبل قسمت صفی کے لے لینے اور اسکے فقرا کو دیدینے کی حکمت ظاہر ہوئی اسکا بیان اور نیز یہ امر کہ آپنے اپنی وفات کے بعد کسی کو اپنا وارث نہیں بنایا اور نہ کسی کیلئے خلافت کی وصیت کی

اور جو بات بظاہر اس قسم کی معلوم بھی ہوئی تو غور کرنے سے صاف ظاہر ہو گیا کہ حقیقت میں اس کا نفع بھی تمام لوگوں کے لئے عام ہے اور اس میں عام مصلحت کا لحاظ کیا گیا ہے۔ مثلاً یہ کہ مال غنیمت میں سے قبل تقسیم کر نیکے آپؐ کچھ لے لیتے تھے جس کو کہ صفی کہتے ہیں۔ اگرچہ اس کے ساتھ ابتداءً آپؐ اپنے منصب ریاست کی عظمت قائم رکھنے کے لئے اپنے نفس کی بظاہر تخصیص کیا کرتے تھے جیسا کہ علی العموم حاکم و محکوم میں اس امر کی رعایت دیکھی جاتی ہے اور اس سے فائدہ یہ ہوتا ہے کہ حاکم کی عظمت اور شان و شوکت اس کے مطیعین کے دل میں خوب مستحکم ہو جائے اور ظاہر ہے کہ یہ ملکی انتظام کے مقاصد میں سے اعلیٰ درجہ کا مقصد ہے۔ آخر کار جو کچھ آپؐ لے لیتے تھے وہ فقیروں کی حاجت براری میں صرف کر ڈالتے تھے۔ پس معلوم ہوا کہ آپؐ کا بظاہر اپنی تخصیص کرنا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

داب ریاست کے موافق اپنی شان وشوکت اور اختیار ظاہر کرنے کی غرض سے ہوتا تھا اور اس لئے کہ دولت منداس کے لینے سے باز رہیں اور وہ مال حاجت مندوں کو پہنچ جائے اور اس خوب صورتی سے کام انجام پائے کہ مالداروں کو حاجت مندوں سے کینہ رکھنے کا بھی موقع نہ ملے اور اُن کی کاربرآری بھی ہو جائے ورنہ شاید فقیروں ہی کو تقسیم کرنے سے دولت منداُن کو اپنے اُوپر ترجیح دیتے ہوئے دیکھ کر اُن کے دشمن ہو جاتے اس لئے آپ نے یہ طریق اختیار کیا بلکہ آپ کا تو علی العموم یہ دستور تھا کہ جو کچھ آپ کے پاس آتا تھا اس میں سے اپنی اور اپنے اہل وعیال کی حاجت روائی کی مقدار رکھ کر باقی سب محتاجوں کو تقسیم کر دیا کرتے تھے اور یہ ایسی بات تھی جس میں شُبہ کی گنجائش نہیں متواتر طور پر یہ ثابت ہے (یہاں تک کہ آپ دنیا سے بھی اسی حال میں رُخصت ہو گئے کہ اپنے اہل وعیال میں سے کسی کو ایک درہم و دینار کا وارث بھی نہ بنایا بلکہ آپ نے اپنی ساری جائداد منقولہ کو خیر وخیرات میں صرف کر دیا اور غیر منقولہ جائداد کو فی سبیل اللہ محتاجوں کے لئے وقف کر دیا)۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے اپنے اور تمام مُسلمانوں کے اہل وعیال کے بارہ میں ہمیشہ مساوات مدِنظر رکھی

اپنے اور اپنے ساتھیوں کے اہل وعیال کے لئے مسلمانوں کے خزانہ میں سے لینے میں آپ نے ہمیشہ مساوات کو مدنظر رکھا کبھی آپؐ نے اپنوں کو اپنا سمجھ کر ترجیح نہیں دی اور نہ اپنی اولاد میں سے کسی کے لئے اپنی خلافت یعنی جانشینی کے لئے وصیت کی بلکہ یہ امر محض زبانوں کی رائے پر چھوڑ دیا کہ جس کو مناسب سمجھیں وہ اپنی رائے سے مقرر کر لیں اور اگر آپؐ چاہتے تو کسی کی نسبت اپنی جانشینی کے لئے تصریحًا ارشاد فرما دیتے۔ پھر کسی کو قیامت تک بھی آپؐ کی مخالفت کی جرأت نہ پڑتی اور اس بارے میں سب سے بڑھ کر یہ بات ہے کہ آپؐ اپنے دوستوں اور کنبہ والوں کو ہمیشہ یہ نصیحت کرتے رہے کہ حاکم بننے سے جہاں تک بچ سکیں بچیں اور دنیاوی منصب اور ساز وسامان

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر کبھی مغرور نہ ہوں ۔

تعدادِ ازدواج اور ان کا چار میں محصور ہونا اور رسول اللہ ؐ کے لئے چار سے زیادہ نکاح جائز ہونیکا راز اور ہر شخص کے لئے چار سے زیادہ بھی لونڈیاں رکھنے کی اجازت کی حکمت

پھر اس فرقہ کو یہ معلوم ہوا کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خدا کے رسول اور ظلم و تعدی کرنے سے بالکل معصوم و محفوظ ہیں آپؐ کی کتنی ہی بیبیاں کیوں نہ ہوں آپ اُن کے ساتھ منصف بات کرنے پر پورے طور سے قدرت رکھتے ہیں اس لئے شریعت نے آپؐ کے لئے اجازت دے دی کہ جتنی عورتوں کے ساتھ آپ چاہیں نکاح کر سکتے ہیں جیسے کہ پہلے رسولوں کے لئے اجازت تھی مثلاً حضرت داؤد و حضرت سلیمان یا ان کے علاوہ اور انبیاء علیہم السلام ۔

عام امت کو چار سے زیادہ نکاح جائز نہیں

لیکن جب رسولوں کے علاوہ اگر عورتیں بہت زیادہ ہوں تو عام طور پر انسان انصاف کے ساتھ پیش آنے سے عاجز پایا جاتا ہے۔ اس لئے آپؐ کی پیروی کرنیوالوں سے کسی کے لئے چار عورتوں سے زیادہ کے ساتھ نکاح کرنے کی شریعت نے اجازت نہیں دی ہے ۔

تعدادِ ازدواج کی حکمت

ایک سے زیادہ شادی کی اجازت دینے میں گویا کہ شریعت نے عورتوں کی تعداد کی زیادتی کا لحاظ کیا ہے کیونکہ مردوں کی تعداد کا بہ نسبت عورتوں کے اس وجہ سے کم ہو جانا کہ انہیں سیر و سیاحت اور کسب معاش وغیرہ کی مشقتیں برداشت کرنا پڑتی ہیں لڑائی میں کام آتے ہیں ایک ضروری امر ہے۔ پس اگر مرد کو کئی شادیاں کی اجازت نہیں دی جاتی تو فاضل عورتیں بالکل معطل اور بے کار رہتیں اور بلا وجہ اُن کو نسل کی افزائش سے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رد کنا لازم آتا۔ علاوہ بریں مرد میں سن بلوغ سے لے کر آخر عمر تک خواہ وہ سو ہی برس تک کیوں نہ زندہ رہے توالد و تناسل کی استعداد باقی رہا کرتی ہے بخلاف عورت کے کہ وہ پچاس یا پچپن برس کے بعد اولاد سے بالکل مایوس ہو جاتی ہے کیونکہ اس سن تک اُس کا حیض منقطع ہو جاتا ہے اور تخم یعنی وہ مادہ جس سے کہ بچہ بنتا ہے اُس میں باقی نہیں رہتا۔

یہ بات بھی خدا تعالےٰ کے لطف سے خالی نہیں اس لئے کہ حاملہ ہونے، بچہ جننے اور دودھ پلانے کی وجہ سے اس کی قوتوں میں ضعف آجاتا ہے اگر اب بھی بچہ ہوتا تو اس کے لئے مصیبت پر مصیبت بڑھ جاتی۔ پس عورت کے بالغ ہونے سے لے کر سن ایاس تک باعتبار اکثر کے کل پینتیس برس کی مدت رہ جاتی ہے جس میں کہ عورت میں بچہ ہونے کی قابلیت باقی رہتی ہے۔

پس اگر مرد کو کئی شادیوں کی اجازت نہ ہوتی تو ایک عورت کے ساتھ رہ کر اپنی عمر کے ایک بہت بڑے حصہ تک اُسے ناحق اپنی نسل پھیلانے سے محروم رہنا پڑتا۔ پس کئی شادیوں کی اجازت دینے سے مرد کو اپنی نسل میں معطل رہنے کی آفت سے نجات مل گئی۔ اس موقع سے طلاق دینے کی اجازت کا نکتہ بھی معلوم ہو گیا ہو گا۔ کیونکہ بر تقدیر اجازت نہ ہونے کے اگر کوئی شخص ایک سے زیادہ عورت کے ساتھ شادی کرنے پر قادر نہ ہوتا تو درصورت اُس کی زوجہ کے بانجھ ہونے کے یا کبرسنی کی وجہ سے اولاد سے مایوس ہو جانے کے باوجود توالد و استعدادِ تناسل کے اُسے (مرد کو) نسل سے معطل رہنا پڑتا اس لئے کہ وہ طلاق تو دے ہی نہیں سکتا تاکہ بجائے اپنی زوجہ کے دوسری عورت سے شادی کر لیتا۔ اس طرح پر اگر مرد میں توالد و تناسل کی قابلیت نہ ہوتی تو عورت کو اولاد سے معطل رہنا پڑتا۔ اب یہ دونوں خرابیاں دفع ہو گئیں۔ (رہی یہ بات کہ طلاق دینے کا اختیار صرف مرد ہی کو کیوں دیا گیا؟ اس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے وہاں دیکھنا چاہیئے)۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چار شادیوں کی اجازت کی حکمت

اب صرف چار ہی عورتوں کی اجازت کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ اصل کسب معاش کے معتد بہ چار ہی قسم کے ذریعے ہُوا کرتے ہیں اس لئے ہر ایک کے مقابل میں ایک ایک عورت کی اجازت دی گئی کہ کبھی ایسا بھی ہو کہ صرف کسبِ معاش کا ایک ہی طریق وسیع ہونے کی وجہ سے باقی طریقوں کے قائم مقام ہو جائے اور وہ چار قسمیں یہ ہیں۔ تجارت[۱]، صنعت[۲]، زراعت[۳]، حکومت[۴]۔

جو انصاف نہ کر سکے اُسے متعدد شادیوں کی اجازت نہیں

پھر شریعت نے چار شادیوں کی اجازت اُس وقت دی ہے جب کہ آدمی چاروں کے ساتھ انصاف کر سکے۔ یہاں تک کہ اگر کوئی دو عورتوں کے ساتھ بھی انصاف کرنے سے قاصر ہو تو اُسے دو کی بھی اجازت نہیں ہے صرف ایک شادی وہ کر سکتا ہے اور اگر کسی کو ایک عورت کے ساتھ بھی بے انصافی کا خوف ہو اور اپنے کو عاجز پاتے یا نان و نفقہ دینے کی وسعت نہ رکھتا ہو تو اُسے ایک سے بھی شادی کرنے کی اجازت نہیں بلکہ سخت ممانعت ہے۔

سُرّیّہ بنانے کی حکمت

پھر چونکہ لونڈیاں یعنی وہ عورتیں جو کہ لڑائی میں گرفتار ہو کر آتی ہیں افزائشِ نسل سے محروم رہی جاتی تھیں۔ کیونکہ غلاموں کا کاروبارِ خدمت میں مشغول ہونے کی وجہ سے نکاح کر کے ان کی خبر گیری کرنا ذرا مشکل امر ہے بلکہ یوں کہئے کہ وہ نکاح کے حقوق ادا کرنے پر پورے طور سے قادر ہی نہیں اس لئے اُن کے (لونڈیوں کے) مالکوں کو گو وہ چار سے زیادہ ہی کیوں نہ ہوں متمتع ہونے کی اجازت دی ہے تاکہ وہ توالد و تناسل سے بے کار نہ رہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور غلام کو اس امر کی اجازت نہیں دی کہ وہ اپنی مالکہ کا شوہر بن سکے۔ کیونکہ عورت کے مالک ہونے کا تو یہ مقتضیٰ ہے کہ وہ غلام پر حکومت کر سکے وہ اُس کے قبضہ میں رہے اُس پر پورا اختیار حاصل ہو۔ پس اگر وہ اُس کا شوہر بن سکتا تو چاہیئے تھا کہ اس کی مالکہ بحیثیت اُس کی زوجہ ہونے کے اس کی فرمانبرداری کرے اور غلام کو اس پر قبضہ حاصل ہو۔ پس اس منافقت اور مخالفت کی وجہ سے باہم معاشرت کرنے میں بڑا خلل واقع ہوتا دونوں میں کبھی موافقت نہیں ہو سکتی اور اس بدانتظامی سے سارا عیش و آرام خاک میں مل جاتا۔ حالانکہ یہ امر اس منصف اور عادل شریعت کے مقاصد کے بالکل خلاف ہے۔ ہاں غلام کو دوسری عورتوں سے نکاح کی اجازت ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج سے آپؐ کے بعد نکاح حرام ہونا

پھر اس فرقہ کو معلوم ہوا کہ محمد صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی شریعت نے آپؐ کے بعد آپؐ کی عورتوں سے نکاح کرنا حرام قرار دیا ہے اور جب انہوں نے اس بارہ میں غور و فکر سے کام لیا تو اُن پر یہ بات ظاہر ہو گئی کہ یہ امر نہایت عظیم الشان حکمتوں پر مبنی ہے۔ اوّلؔ تو یہ کہ آپؐ کی تعظیم کرنا بلکہ تمام رسولوں کے مطیعین کا اُن کے ساتھ تعظیم و تکریم سے پیش آنا شرائع سابقہ میں ایک مانی ہوئی بات ہے اور آپؐ کے ساتھ ادب کی رعایت کے ضروری ہونے کے علاوہ یہ امر فی نفسہٖ بھی مستحسن معلوم ہوتا ہے کیونکہ علی العموم انسانی طبیعتوں پر یہ امر گراں گذرتا ہے کہ اُن کے بعد کوئی دُوسرا اُن کی عورتوں سے شادی کرلے اور اس امر کی رعایت سوائے آپؐ کے کسی دوسرے کے لئے اگرچہ وہ اس اُمت کے بڑے لوگوں میں شمار ہوں نہ ہوتا ہو اور بڑا عالم و فاضل ہی کیوں نہ ہو اس لئے نہیں کی گئی تاکہ افزائشِ نسل کے بارہ میں تنگی نہ ہونے پائے۔

دوسرے یہ کہ خلافت کے بارے میں بلا استحقاق دخل دہی کا انسداد کر دیا جائے کیونکہ بالفرض اگر آپؐ کی ازواجِ مطہراتؓ سے آپؐ کے بعد نکاح کرنے کی اجازت ہوتی تو جو شخص اُن میں سے کسی سے بھی نکاح کر لیتا تو وہ اگرچہ جانشینی کے قابل بھی نہ ہوتا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیکن عام لوگوں پر تسلط حاصل کر لیتا اور یہ کہہ کر لوگوں کو فریب دیتا کہ میرے پاس تو تمہارے رسول کی زوجہ موجود ہے اس وجہ سے مجھے اوروں پر ترجیح حاصل ہے اور بیشک میں خلافت و جانشینی کا استحقاق رکھتا ہوں اور آپؐ کی زوجۂ مطہرہ کو اپنے دل کے ارادوں میں عام لوگوں پر جو نادان ہوا کرتے ہیں فتح حاصل کرنے کے لیئے آڑ بنا لیتے ہیں اور یہ بات کوئی مستبعد نہیں ہے۔ کیونکہ برابر دیکھا گیا ہے کہ جب کبھی ملکی تغیرات کی وجہ سے کسی نے بادشاہ کی بیگم سے اس کے مرنے کے بعد شادی کر لی کہ وہ اس حیلہ سے ملک پر قابض بن بیٹھا جس کی تاریخ شاہد ہے۔

تیسرے یہ کہ اگر اس کی اجازت ہوتی تو آپ کے پیروی کرنے والوں میں بڑا فتنہ فساد برپا ہو جاتا کیونکہ ہر شخص یہی چاہتا کہ اپنے رسول کی زوجہ مطہرہ کو اپنے پاس رکھے تاکہ اس کو ان کے پاس رہنے سے شرف حاصل ہو۔ ان کی اولاد سے برکت حاصل کرنا نصیب ہو۔ اس اعلیٰ درجہ کی بزرگی سے فیض یاب ہو کر اپنے ہم چشموں پر فخر کرنے کا موقع مل جائے ان کے ذریعہ سے ان باتوں پر واقفیت ہو جائے جو بڑے بڑے سمجھداروں کو بھی معلوم نہیں۔ اس طرح باہم ان میں بڑی مخالفت پیدا ہو جاتی جس کی وجہ سے فتنہ و فساد کا بازار گرم ہو جاتا۔ پس اس امر کے انسداد کی غرض سے بالکل مصلحت کے موافق شریعت نے آپؐ کے بعد آپؐ کی ازواج مطہرات سے نکاح کرنا قطعی حرام کر دیا۔

چوتھے یہ کہ اگر آپؐ کی ازواج مطہرات آپؐ کے بعد کسی دوسرے سے نکاح کر لیں تو بے شک ان کے منصب عالی اور مرتبۂ عظیمہ کی بے قدری ہوتی اور تمام امت کے دلوں میں ان کی وہ قدر و منزلت نہ باقی رہتی جو ان کو اب حاصل تھی کیونکہ اس عورت کی حالت جو کہ ایسے جلیل القدر خدا کے رسول کے پاس رہ چکی ہو اور پھر وہ کسی دوسرے کے پاس رہے گو وہ کیسا ہی بڑا کیوں نہ شمار کیا جاتا ہو بالکل اس شے کی مثل ہے جس کو کہ کسی نے بلندی سے پستی میں ڈال دیا ہو یا اس شخص کی مثل جس کو کہ شاہی کے بعد گدائی نصیب ہوئی ہو اور پھر لوگوں کے دلوں میں ان

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی طرف سے نفرت پیدا ہو جاتی اور اس وجہ سے کہ وہ بعد آپ کے ایسے شخص کے قبضہ میں ہوتیں کہ جس کے لئے تمام معاصی اور قبائح سے محفوظ اور معصوم ہونا ضروری نہیں ان کی شرعی باتوں کی نسبت لوگ مشکوک ہو جاتے اور ممکن تھا کہ اُن کو یہ خیال ہو جاتا کہ وہ اپنے جدید شوہر کی خواہش کے موافق سارے اقوال و اعمال میں عملدرآمد کرتی ہیں اور اُسی کے خیالات کو رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کا نام لے کر رواج دیتی ہیں (یہ نہ سمجھئے کہ اُن کی نسبت ایسا خیال کرنا صحیح ہو سکتا ہے۔ حاشا و کلا وہ باعصمت بیبیاں ایسی باتوں سے بالکل مبرا ہیں بلکہ اُن کی شان میں ایسا گمان کرنا نہایت بے انصافی پر مبنی ہے) اس تقریر کا صرف مقصود یہ ہے کہ ایسی حالت میں لوگوں کے دلوں میں اس قسم کے خیالات پیدا ہونا کوئی بعید نہیں تھا۔ اُن کو یہ شک پیدا ہو سکتا تھا اور اگر کہیں ایسا ہوتا تو اُمت کو اُن کے اُن علوم کے ثمرات کثیرہ سے جن پر کہ دین کے بڑے جلیل القدر احکام مبنی ہیں اور جنہیں کہ اُنہی پاکدامنوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے بالکل محروم رہنا پڑتا اور وہ احکام ہمیں معلوم نہ ہوتے جو آپؐ کے اُن اقوال و افعال سے مستنبط کئے گئے ہیں جن کی روایت کرنے والی یہی عصمت مآب عورتیں ہیں جو کہ آپ کے ساتھ کھانے، پینے، سونے، بیٹھنے، جلوت و خلوت سب میں شریک رہتی تھیں اور اس طرح پر انہیں علوم نبوت سے واقفیت پیدا کرنے کا بہت اچھا اور قوی ذریعہ حاصل تھا۔ اسی وجہ سے اکثر احکام ہم کو انہی کے وسیلے سے معلوم ہوئے ہیں۔

پس اگر وہ کسی دوسرے کے پاس رہتیں تو اُن کی یہ عظمت کہاں باقی رہتی اور وہ وثوق جو کہ ان کی خبروں پر اب حاصل ہے اُس کا کہاں پتہ لگتا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا کہ یہ سارے علوم ہم سے فوت ہو جاتے۔ علاوہ بریں اس نکاح کے حرام کرنے میں خدا جانے اور کتنی حکمتیں اور اسرار پائے جاتے ہیں جو کہ غور کرنے کے بعد منصف کے نزدیک مخفی نہیں رہ سکتے۔ پس اگر آپؐ کے بعد نکاح کرنے کی انہیں اجازت نہ ہونے سے خاص ان کا ضرر بھی ہو تو اُس ضرر کا عام لوگوں کے نقصانات کے مقابلے میں کوئی اعتبار

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں ہو سکتا۔ مصلحتِ عام شخصی مصلحت پر ہمیشہ ترجیح دینے کے قابل ہے۔ پس یہ حکم کسی نفسانی غرض یا پست خیالات پر مبنی نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ اس بحث اور تدقیق سے یہ امر بخوبی واضح ہو چکا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم تو ایسی باتوں سے بالکل بری ہیں آپؐ کی نسبت کسی قسم کا خیال کرنا ہی بے جا ہے کیونکہ یہ تو اسرار اور حکم پر نظر کر کے خدا کا مقرر کیا ہوا حکم ہے۔

پس جب کہ یہ فرقہ شریعتِ محمدیہ اور اس کے انتظامات کی جانچ کر چکا اور اس کو اس کی خوش انتظامی اور نہایت ہی عجیب و غریب حکمتیں جن کا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے معلوم ہو چکیں تو آپس میں یوں کہنے لگا کہ صاحب حق سے تو انکار نہیں کیا جاتا اُس کو تو ماننا چاہیئے۔ پس بے شک جو کچھ کہ محمد صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم لائے ہیں وہ خدا ہی کی شریعت ہے ورنہ بھلا دیکھئے کہ محمد صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم ایک بے پڑھے آدمی جاہلوں میں پیدا ہوئے۔ وہیں پرورش پائی۔ اپنے وطن سے سوائے تھوڑی دور کے کہیں گئے نہیں اور وہ بھی چند ماہ کے لئے کہ جو مدت تھوڑا سا علم حاصل کرنے کے لئے بھی کافی نہیں ہو سکتی اور نہ آپ کو تمام عمر میں اپنے شہر میں کسی واقف کار اور دانش مند کی صحبت میں رہنے کا کبھی اتفاق ہوا اور نہ یہ ثابت ہوا کہ آپ نے کبھی ملکی قوانین یا شرائع میں سے قدرے قلیل بھی سیکھنے کا اہتمام کیا ہو۔ پس آپ کو کہاں سے ایسی عقل مل گئی کہ جس سے آپ نے ایسے عجیب و غریب انتظام و ترتیب کو مستنبط کر لیا کہ جو نہایت ہی عظیم الشان حکمتوں کو محیط ہو جس میں کہ تمام عمدہ خصائل پائے جاتے ہوں جس سے کہ انسانی دنیا کا پورا پورا انتظام ہوتا ہو اُن کے حالات کی اصلاح ہوتی ہو اُن کے نفوس پاکیزہ ہوتے ہوں اُن کے شہر آباد ہوتے ہوں انہیں شریروں سے پناہ ملتی ہو۔ اسی طرح اس میں تمام اس قسم کی چیزیں موجود ہوں جن سے کہ بنی آدم کو نفع پہنچتا ہو اور جملہ ضرر رساں اشیاء سے وہ محفوظ رہتے ہوں باوجود اس کے اُس میں تمام عالم کی پرورش کرنے والے کے بارہ میں صحیح عقیدے بھی پائے جاتے ہوں جن میں کہ پست مذ بے بنیاد خیالات کا کہیں پتہ نہ ہو۔ اسی طرح پر اُس میں خلقت کے رہنما اور برگزیدہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسولوں کی نسبت بھی عمدہ عقیدوں کی تعلیم ہو۔

یہ سب باتیں تو ایسی ہیں کہ اگر محمد صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم تمام عالم سے زیادہ دانشمند سارے لوگوں سے زیادہ واقف کار، بہت بڑے فلسفی، سیاست اور انتظامات ملکی کے بڑے ماہر بھی ہوتے تب بھی عقل میں یہ بات کسی طرح نہیں آتی کہ آپ تن تنہا ان تمام چیزوں پر حاوی ہو سکتے اور آپ کے لئے ان سب اشیاء کا جمع کر لینا ممکن ہوتا۔ ہاں! اُس وقت بے شک یہ بات سمجھ میں آسکتی ہے کہ آپؐ خدا تعالےٰ کے بھیجے ہوئے ہوں اور خدا ہی نے ان تمام امور کی طرف آپ کی رہنمائی کی ہو یہ سب کچھ آپ کو بتلا دیا ہو۔ ان سب کے بھید سمجھا دیئے ہوں اور پھر لوگوں کی تعلیم کا انہیں حکم دیا ہو۔ کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ بڑے سے بڑے فلسفیوں کو بھی یہ بات نصیب نہیں ہوئی کہ تمام امور میں ماہر ہو گئے ہوں گو اُن کی کیسی ہی اعلیٰ درجہ کی واقفیت کیوں نہ ہو۔ اور جملہ فنون پر ہی نظر کیوں نہ رکھتے ہوں بہت ہُوا تو ایک دو فن میں ان کو کمال حاصل ہو گیا۔ جالینوس ہی کو دیکھئے کہ ملکی انتظام میں کمال رکھتا تھا۔ ارسطو حکمت نظری اور الٰہیات کا ماہر تھا۔ بقراط کا پایہ طب میں تھا اور اقلیدس کو علم ہندسہ میں مہارت تامہ حاصل تھی اسی طرح کوئی کسی فن میں اور کوئی کسی فن میں کامل ہو گیا۔ اب رہا یہ امر کہ حکماء اور عقلاء میں سے کسی کو تمام فنون میں بھی کمال حاصل ہُوا ہو یا انسان کی جملہ مصلحتوں کی اُسے معرفت نصیب ہو گئی ہو یہ بات تو کبھی ہوئی نہیں اور نہ سمجھ میں آسکتی ہے۔

ہاں اگر محمد صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی شریعت کو دیکھا جائے تو وہ بے شک انسان کے نفع کی جتنی چیزیں ہیں سب پر حاوی ہے کوئی چیز بھی اُس نے نہیں چھوڑی چنانچہ ہم اس کا پہلے بیان کر چکے ہیں اور تمام امور کے بیان کرنے میں اُس نے ایسا پاکیزہ طرز اختیار کیا ہے کہ جس چیز کی زیادہ حاجت پڑتی تھی اور وہ بہت ضروری تھی اسے تو خوب شرح و بسط سے ذکر دیا اور کوئی دقیقہ اُٹھا نہ رکھا اور جو چیزیں ایسی تھیں کہ امورِ معاش یا نفس کے مہذب کرنے میں اُن کی ضرورت نہ پڑتی تھی ان کی طرف محض

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اشارہ کر دینا کافی سمجھا گویا کہ اس طرح پہ یہ بات بتلادی کہ اُن کے حاصل کرنے کا اگر تمہیں شوق ہو تو اُن کے جاننے والوں سے سیکھ لو پتہ ہم نے بتلا دیا ہے اس بنا پر فنون ہندسہ، حساب اور صناعات وغیرہ کے بارہ میں اُس نے نہایت سہولت سے کام لیا ہے۔ لوگوں کو اُن کے تحصیل کی چنداں تکلیف نہیں دی اُس کو محض اُن کی خوشی اور مصلحت اندیشی پر چھوڑ دیا ہے۔

یہ سب باتیں شریعت میں اُس شخص کو نظر آسکتی ہیں جو اُن پر مطلع ہونے کی غرض سے اُس کی بخوبی جانچ کرے اور اپنی عقل سے کام لے۔ ورنہ بھلا اس شخص کو کیا پتہ لگ سکتا ہے جو کہ بہ نظر تعصب اس کو دیکھے یا اس کے احکام وغیرہ پر سرسری نظر ڈالی جائے اور محض بعض مباحث پر واقفیت حاصل کر کے یہ سمجھنے لگے کہ میری نظر شریعت کی تمام چیزوں پر خوب محیط ہو گئی چاہیے حضرت کو سو حصّوں میں سے ایک حصّہ کی بھی خبر نہ ہو اور جو کچھ جانتے بھی ہوں وہ بھی پورے طور سے نہ سمجھے ہوں۔ خلاصہ یہ کہ اس بحث و تفتیش کے بعد اس فرقہ نے بھی محمد صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلّم کی تمام لائی ہوئی چیزوں میں تصدیق کی اور آپ کو خدا تعالےٰ کا پیغمبر ماننے لگے اور آپ کے نہایت ہی مطیع اور اعلیٰ درجہ کے خیر خواہ بن گئے۔

اس فرقہ نے تو اپنے بعد آنیوالوں کے لئے استدلال کا بہت اچھا دروازہ کھول دیا خصوصاً جو بعثتِ نبوی کے مدتوں کے بعد آنے والے ہیں اُن کے لئے یہ باب استدلال اور بھی وسیع ہو گیا کیونکہ اتنی مدت کے گزرنیکے بعد بھی آپ کی شریعت کے احکام باقاعدہ رہے اور مختل نہیں ہوئے

مَیں کہتا ہوں کہ ان لوگوں نے تو محمد صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے صدق پہ استدلال کرنے کا ایسا دروازہ کھول دیا کہ جو قیامت تک بھی بند نہ ہوگا جو شخص کہ آپ کے بعد چاہیے کتنے ہی زمانہ گزرنے پر کیوں نہ آئے لیکن وہ انہی لوگوں کی طرح آپ کے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صدق پر استدلال کر سکتا ہے اور اُس کے نزدیک بھی حق واضح ہو سکتا ہے کیونکہ جو کوئی شریعت محمدیہ کے عمیق دریا میں غوطہ لگائے گا اور قیود تعصب سے چھوٹی ہوئی نظر سے دیکھے گا اور اپنی عقل سے آزادانہ طور پر بلا رو رعایت کام لے گا ممکن نہیں ہے کہ اس کی حقانیت کا اُسے یقین نہ ہو جائے اور صاحبِ شریعت کے صدق پہ ایمان نہ لے آئے۔

جو شخص کہ محمد صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی تشریف آوری کے زمانہ دراز گزرنے پر خصوصاً تیرہ سو برس کی مدت کے بعد آوے اُس کے نزدیک تو شریعت کی مختلف فضیلتوں کے دیکھنے کی وجہ سے جو کہ اس کی خداوند تعالےٰ کے پاس سے ہونے پر دلالت کرتی ہیں حق تو واضح ہو ہی جائے گا۔

علاوہ بریں اس استدلال کا دروازہ اُسے اور بھی وسیع نظر آئے گا کیونکہ وہ دیکھے گا کہ یہ شریعت باوجود اتنی مدت گزرنے کے بعد بھی ہمیشہ محفوظ رہی اس کے قواعد ہمیشہ عام رہے کسی قاعدے کے توڑنے کی کبھی ضرورت نہ پڑی۔ یہاں تک کہ عقل یہ حکم کرتی کہ فلاں قاعدہ فلاں زمانے کے موافق نہیں رہا بلکہ اُس کے قواعد ہر زمانہ کے مناسب رہے۔ اُن کے فوائد ہمیشہ حاصل ہوتے رہے۔ چنانچہ وہ تمام عقلاء جن کی عقلیں مرض تعصب سے سالم ہیں اس کو برابر مانتے ہیں اور جسے ہماری بات کا یقین نہ آتے وہ امتحان کر کے دیکھ لے۔ کیونکہ امتحان کرنا سب سے قوی دلیل ہوتی ہے۔

پس اگر شریعت محمدیہ کے احکام کسی انسان کے تجویز کردہ ہوتے تو ان میں ضرور خلل پڑتا اور ان کا نظام فاسد ہو جاتا۔ چنانچہ برابر دیکھا جاتا ہے کہ زمانہ کے بدلنے سے آدمیوں کے تجویز کردہ قوانین میں تغیر و تبدل کی ہمیشہ ضرورت پڑتی ہے اور پہلے احکام میں خلل پڑ جاتا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بعض لوگ جو شریعت سے ناواقف ہیں

کہیں آپ بعض نادانوں کی یاوہ گوئیوں سے گھبرا نہ جائیں کیونکہ اس بارہ میں کم فہموں نے بڑی بڑی چہ میگوئیاں کی ہیں۔ یہاں تک کہ بعض وہ لوگ بھی اس زمرہ میں داخل ہیں جو اپنا تعلق اسلام سے ظاہر کرتے ہیں اور حقیقت امر یہ ہے کہ وہ اسلام سے کوسوں دُور ہیں اُن کو اس کی ہوا بھی نہیں لگی۔ اُن کی اتنی نظر ہی نہیں ہے کہ انہیں کچھ دکھلائی دے۔ وہ اس شریعت کی قدر و منزلت کو کیا جانیں بالکل ناواقف ہیں، صرف انہوں نے کہیں سے اسلام کا نام سُن لیا ہے اسی بنا پر اُن کا بے قدر نفس طرح طرح کی باتیں بھگارنے لگا ہے اور اُن کی فاسد عقل میں یہ خیال جم گیا ہے کہ موجودہ زمانہ کے لئے شریعت کے مقرر کردہ احکام و قوانین کافی نہیں اس زمانے کے لئے نیا قانون بننا چاہیئے۔ اور یہ سمجھ کر غیر قوموں کے بعض بعض قوانین اختیار کرنے کا اپنے آپ کو محتاج خیال کرتے ہیں اور سچ پوچھئے تو وہ قواعد یا تو خود ایسے ہیں کہ جن سے پورے طور سے آدمی نفع نہیں حاصل کر سکتا اور اُن کے احکام بالکل کمزور پائے جاتے ہیں یہاں تک کہ اگر ان میں آپ کوئی نفع دیکھیں گے تو اُس کے ساتھ ہی بہت سی خرابیاں بھی نظر آئیں گی یا وہ فی الحقیقت اسی شریعت کے کامل قواعد سے ماخوذ نکلیں گے جنہیں کہ اُن لوگوں نے اسلامی لباس اُتار کر دوسرا لباس پہنا رکھا ہے جس کی وجہ سے اُن کی اصلی صُورت اچھی طرح سے نہیں پہچانی جاتی اسی وجہ سے کم فہم لوگ اس کو ایک جدید شئے خیال کرنے لگتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ انہیں قوموں نے اُن کو ایجاد کیا ہے اور طرح طرح کی حکمتوں کی اُن میں رعایت ملحوظ رکھی ہے۔

کاش! ایسے سمجھنے والے کو اگر شریعتِ محمدیہ کے سمجھنے کی استعداد ہوتی اور اُس کے احکام کے واقف کاروں میں ہوتا تو کبھی ایسی غلطی نہ کرتا اُس پر یہ بات روشن ہو جاتی کہ اس شریعت میں خود ایسے کامل اور اعلیٰ درجہ کے قواعد موجود ہیں جو کہ زمانہ موجودہ کیا معنی بلکہ ہر زمانہ کی ضرورتوں کے لئے پورے پورے کافی ہیں۔ اُس کے قواعد کے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سامنے ان ناقص قاعدوں کا ذکر کرنا ہی بے جا ہے جو کہ ہرگز اس قابل نہیں ہو سکتے کہ اس کے قواعد کے مطابق میں اُن کی طرف ذرا بھی التفات کیا جائے اور اگر یہ نہ ہوتا تو اسی امر کا پتہ لگ جاتا کہ ان قوموں کے پاس جو کامل قواعد وضوابط دیکھے جاتے ہیں شریعت کے جملہ قواعد میں یہ بھی داخل ہیں۔ یہ نہیں ہے کہ یہ شریعت اُن سے خالی ہے۔ غایت سے غایت یہ ہو گا کہ اُنھوں نے اُن کی اصلی اسلامی صورت کو بدل ڈالا ہے اور ایک نیا جامہ پہنا کر ظاہر کیا ہے یا اگر انھوں نے شریعتِ محمدیہ سے اُن قواعد کو اخذ نہیں کیا ہے اور اُن کی عقل اُن قواعد تک اس وجہ سے پہنچ گئی ہے کہ وہ عقل کے نزدیک مستحسن ہیں تو شریعت میں بھی وہ موجود ہیں اور اس وقت وہ ضرور یہ حکم کرتا کہ شریعتِ محمدیہ کے قواعد بالکل کافی ہیں اُسے دوسری قوموں سے سیکھنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ لیکن ہاں اس بات کے دریافت کرنے کے لئے عقل رسا اور احکامِ شریعت سے پوری پوری واقفیت کی بڑی ضرورت ہے۔ جب تک آدمی کو شریعت کے جملہ ابواب میں تبحر حاصل نہ ہو اُس وقت تک اس امر کا پتہ لگنا ہے ذرا مشکل امر۔ محض سرسری نظر سے احکام شریعت کو دیکھ لینے سے کچھ کام نہیں چلتا۔

جسے فلاح عام کے قوانین حاصل کرنا مقصود ہوں اُسے متبحّر علمائے شریعت کو اس امر کی تکلیف دینا چاہیئے

پس اگر کوئی یہ چاہے کہ شریعت کے قواعد کو تفصیل اور شرح وبسط کے ساتھ مہیا کرے جس سے کہ عام لوگوں کو سمجھنا آسان ہو جائے اور اُن کی اصلاح ہو تو اُس کو چاہیئے کہ شریعتِ محمدیہ کے متبحر عالموں پر اس امر کو پیش کر کے اُن سے درخواست کرے کہ وہ کوشش کر کے اُن قواعد میں سے ایسی چیزیں یکجا کر دیں جن سے کہ اُس کی حاجت روائی ہو جائے اور مقصد بر آئے تا کہ وہ لوگ درخواست کے موافق ایسے امور جمع کر دیں جن سے کہ عام لوگ پورے طور سے مستفیض ہو سکیں۔ چنانچہ سلطانِ اعظم نے (خدا ان کی سلطنت کا ہمیشہ حامی اور مددگار رہے) جب علماء سے ایسی کتاب تالیف

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنے کی خواہش ظاہر کی جس میں کہ اُن تمام معاملات کے منصفانہ احکام مجتمع ہوں جو کہ لوگوں کو اکثر اوقات بپیش آیا کرتے ہیں تا کہ حکام اور اہلِ مقدمہ اُن کو آسانی سے سمجھ سکیں تو اُنہوں نے ایسی ہی کتاب لکھ دی جس سے کہ اس بارہ میں لوگوں کی پوری پوری مقصد برآری ہو سکے اور اُس کتاب کا نام "مجلۃ الاحکام العدلیۃ" ہے۔

جو مسلمان قواعدِ شریعت کی پابندی نہیں کرتے اُن کی حالت سے شریعت پر اعتراض کرنا بڑی غلطی ہے

اُن لوگوں کے حالات دیکھ کر بھی آپ خلجان میں نہ پڑیں جو کہ کہنے کو تو اسلام کی پیروی کے مدعی ہیں لیکن اُنہیں نہ تو کچھ ادب و قاعدہ سے مطلب ہے نہ اُن کے طرزِ عمل میں کچھ انتظام پایا جاتا ہے اُن کے تمام کاروبار میں بدتدبیری اور بدنظمی پھیلی ہوئی ہے ایسوں کو دیکھ کر جو شخص کہ حقیقتِ حال سے واقف نہیں اور جو یہ نہیں جانتا ہے کہ انہوں نے اپنی شریعت کی کہاں تک مخالفت کی ہے اُسے یہ خیال پیدا ہو سکتا ہے اور وہ کہہ سکتا ہے کہ مسلمان کیسے یہ دعوے کرتے ہیں کہ اُن کی شریعت اپنے پیروی کرنے والوں کی اصلاح کرتی ہے اُن کو انتہا درجہ کی تہذیب سکھلائی ہے۔ ہم تو دیکھتے ہیں کہ یہ لوگ اگرچہ مسلمان ہیں لیکن طرح طرح کی بُرائیوں میں پھنسے ہوئے ہیں۔ ان کو انواع انواع کی بدبختی گھیرے ہوئے ہے اُن کے لئے شریعت کی اپنی مطیعین کے احوال درست کرنے کی ذمہ داری کہاں گئی، وہ ان لوگوں کی اصلاح کیوں نہیں کرتی ایسے شخص کا یہ جواب ہے کہ دیکھئے انصاف نہ چھوڑیئے یہ کس نے دعویٰ کیا تھا کہ شریعتِ محمدیہ اُس شخص کی بھی اصلاح کی ذمہ دار ہے جو صرف نام کا مسلمان ہے اور اپنے آپ کو وہ مسلمان کہتا ہے لیکن عمل کے اعتبار سے اُس کی پوری مخالفت کرتا ہے اُس کے احکام کی تعمیل نہیں کرتا اور نہ اُس کے بتائے ہوئے آداب و اخلاق اختیار کرتا ہے۔ آپ یقیناً سمجھ لیجئے کہ شریعت نے اس کی کبھی ذمہ داری نہیں کی وہ صرف اُنہی لوگوں کی اصلاح کرتی ہے جو کہ اُس کے احکام پر عمل کرتے ہیں اُس کی تعلیم کے موافق اخلاق اور آداب اختیار کرتے ہیں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چنانچہ اس بات کی قرآن اور حدیثوں میں تصریح کر دی گئی ہے۔ بلکہ شریعت نے تو یہاں تک کہہ دیا ہے کہ جو شخص ان امور میں اس کے ساتھ مخالفت سے پیش آئے گا اُس پر طرح طرح کی مصیبتیں اور بلائیں نازل ہوں گی یہاں تک کہ اُس کو اُن اُن مصائب سے سامنا کرنا پڑے گا جن سے کہ مخالفینِ اسلام بالکل محفوظ رہیں گے اس لئے کہ ایسا شخص بجائے آخرت کے دنیا ہی میں اپنے گناہوں کا کچھ مزہ چکھ لے تاکہ اسی طرح پر کہیں وہ مخالفت سے باز آجائے اور اُسے توبہ کرنا نصیب ہو۔ خدا تعالےٰ کی یہ بھی عادت ہے کہ جس شخص کے ساتھ اُسے اُس کی بعض نیکیوں کو پسند کر کے لطف اور مہربانی سے پیش آنا منظور ہوتا ہے تو اُس کو دُنیا میں گناہوں سے پاک کرنے کے لئے طرح طرح کی تکلیفوں میں مُبتلا کرتا ہے تاکہ دُنیاوی مصیبتیں اُس کے گناہوں کا کفارہ ہو جائیں اور وہ اُخروی عذاب سے بچ جائے۔

فساق کی مثال

آیئے ہم ایسے شخص کی جو کہنے کو تو مسلمان ہو لیکن بباعث نافرمانیوں کے اسلامی برکتوں سے محروم رہتا ہو آپ کے لئے ایک ایسی مثال بیان کریں جس سے کہ آپ اس مضمون کو بخوبی سمجھ جائیں۔ پس فرض کیجئے کہ ایک شخص کے پاس ایک بہت بڑا کتبخانہ موجود ہے جس میں کہ عمدہ اخلاق و آداب کی بہت سی نفیس کتابیں رکھی ہوئی ہیں اُن کے مضامین تمام پسندیدہ کاموں کی ہدایت و ترغیب سے مملو ہیں لیکن اُن میں سے کسی کتاب کو کبھی کھول کر نہیں دیکھتا اور نہ اُس سے مستفید ہوتا ہے تو کیا آپ کی عقل اس بات کا خیال کر سکتی ہے کہ ایسا شخص محض کتابوں کی جلدوں کو مطلاّ و مذہب کر کے انہیں اپنے کتب خانہ میں نہایت آراستگی کے ساتھ رکھنے سے مہذب بن جائے گا یا وہ اس طرح پر فضیلت حاصل کر لے گا اور علمی سعادت سے بہرہ یاب شمار کیا جائیگا حق تو یہ ہے کہ سوائے اس شعر ؎ نہ محقق بود نہ دانشمند چار پائے برو کتابے چند کے مصداق بننے کے وہ اور کس لائق ہو سکتا ہے اور اسے سوائے جاہل کے اور کیا خطاب دیا جا سکتا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان لوگوں کے حالات سے جنکو لوگ علماءِ دین شمار کرتے ہیں اور انکی حالت خراب ہے شریعت پر اعتراض کرنا غلطی ہے اور علماءِ آخرت و علماءِ سوء میں فرق ۱۲

پس اگر کوئی یوں کہے کہ صاحب ہم تو اس شریعت کے پیروی کرنے والوں میں ایسوں کو بھی پاتے ہیں کہ جن کا شمار اسلام کے علماء میں ہوتا ہے۔ پھر بھی اُن لوگوں کے اخلاق درست نہیں ہوتے اور نہ اُن کی عادتیں ہی اچھی ہوتی ہیں دُنیا طلبی میں اُن کا نمبر تو جاہلوں سے بھی بڑھا ہُوا ہوتا ہے، اوندھے سیدھے مال کی طلب میں گرے پڑتے ہیں، دل کھول کر لوگوں کو ستاتے ہیں انہیں کسی کے نقصان کی پرواہ نہیں ہوتی پھر بتلایئے کہ اس شریعت سے اُن شریروں کو کوئی تہذیب حاصل ہوئی انہیں اس کا کیا ثمرہ ملا بلکہ اگر ان کا عالموں میں شمار نہ ہوتا تو یہی بہتر تھا تبھی خرابیوں سے اُن کا ہاتھ رکا رہتا۔

اس اعتراض کا جواب مجھ سے سنئے! حقیقت امر یہ ہے کہ ایسے لوگوں نے شریعت کو جانا ہی نہیں ہے کہ وہ کیا ہے محض اُس کے پوست کو انہوں نے دیکھ لیا مغز تک وہ پہنچتے ہی نہیں انہیں اخلاق و آداب سے پورے طور سے اطلاع ہی نہیں اگر تحقیق کیجئے تو معلوم ہو جائے گا کہ ایسے لوگ وہی ہیں کہ جنہوں نے عربی لغت کے متعلق مختلف علموں میں سے ایک آدھ علم جیسے نحو، صرف، بلاغت وغیرہ کو اچھی طرح سے حاصل کر لیا ہے جو کہ شریعت کے سمجھنے کا ذریعہ ہے نہ عین شریعت ہے اور کتب شریعت پر محض ایک سرسری نظر اس غرض سے ڈال لی ہے کہ انہیں اپنے مقصد بے جا حاصل کرنے میں کامیابی ہو۔ اُنہیں نیت کے درست رکھنے سے کیا کام؟ بڑا مقصود اُن کا یہ ہوتا ہے کہ شریعت کے معمولی احکام سے واقف ہو جائیں تاکہ حکام کو خوش کر سکیں اور عام لوگوں سے جنہیں کہ بُرے بھلے کی تمیز نہیں ہوتی خوب مالِ حرام لے کر کھائیں۔ شریعتِ محمدیہ کے آداب اور نصائح صرف اس غرض سے انھوں نے یاد کر رکھے ہیں تاکہ لوگوں میں بیٹھ کر خوب باتیں بنا سکیں اور اُن کو اپنے دام میں پھنسائیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اُن کا یہ ہرگز مقصود نہیں ہوتا کہ وہ اپنا علاج کریں اور اُن کے امراضِ نفسانی کو صحت حاصل ہو اسی لئے تو وہ شریعت کے رفیع الشان اخلاق اختیار نہیں کرتے اور نہ اُس کے آدابِ جمیلہ کو سیکھتے ہیں۔ اُنہیں یہ بھی توفیق نہیں ہوتی کہ اُس کی نصیحتیں مان کر اپنے قابلِ نفرت احوال و افعال سے باز آئیں۔

اُن کا بڑا مقصد یہ ہے کہ دنیوی مقاصد کو حاصل کر کے اپنی خواہش نفسانی کو پُورا کریں۔ اُن لوگوں کی مثال اُس طبیب کی سی ہے جو کہ امراض کو تشخیص کر سکتا ہے اُس کو اُن کی دوائیں اور علاج بھی معلوم ہے لیکن وہ اپنے سخت مرض کی طرف ذرا التفات نہیں کرتا اور اگر کبھی ملتفت بھی ہوتا ہے تو دوا استعمال نہیں کرتا اور نہ لگ کر علاج کرتا ہے بلکہ اس کا سارا خیال اسی میں لگا ہُوا ہے کہ مریضوں سے خوب مال حاصل کرے اور اُسے اپنے مرض کی کچھ بھی پرواہ نہیں۔ تو پھر تمہیں خدا کی قسم! بھلا بتلاؤ تو سہی کہ جب اُس طبیب کی غفلت کا یہ حال ہو تو اُس کا مرض کیونکر صحت یاب ہو سکتا ہے۔ کیا محض علم طب سے واقف ہونا اُس مرض کے دفع کرنے کے لئے کافی ہو جائے گا اور اُس کو اس طرح شفاء حاصل ہو جائے گی؟ ہرگز نہیں۔ پس کیا یہ کہنا اُس وقت بجا ہو سکتا ہے کہ علمِ طب محض بے کار ہے اُس سے بیماروں کو ذرا بھی نفع نہیں پہنچتا۔ دیکھو نا یہ طبیب اگرچہ علم طب سے واقف تھا مگر اُس نے معالجہ نہیں کیا تو اُس کو مرض سے کچھ بھی شفاء حاصل نہ ہوئی۔ مَیں تو کسی طرح خیال نہیں کر سکتا کہ اس بے ہودہ بات کے کہنے کی کوئی جرأت کرے گا۔ ہاں جس کے حواس ہی ٹھیک نہ ہوں وہ جو چاہے سو بک دے۔

علماءِ سوء

اب اس کو سمجھ لیجئے کہ علماءِ اسلام میں سے جن کی یہ حالت ہو اور وہ شریعت کی مخالفت کے ساتھ لوگوں میں بدنام ہوں ایسوں کو شریعت علماء السوء یعنی بُرے علماء کے نام سے پکارتی ہے۔ کوئی جاہل سے جاہل کیوں نہ ہو لیکن ان لوگوں کا ضرر مُسلمانوں کے حق میں اُن سے بدرجہا بڑھا ہُوا ہے۔ یہ مُسلمانوں کے پکّے دُشمن ہیں۔ مسلمانوں میں سے خدا تعالےٰ ایسوں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو غارت کرے۔ دُنیا سے ناپید ہو جائیں اور اُن کے عوض میں خدا تعالےٰ ایسے علماء و فضلاء کو پیدا کرے جو کہ پرہیز گار ہوں۔ لوگوں کو حق بات بتائیں راستی کی راہنمائی کریں پسندیدہ صفات سے موصوف ہوں خوش اخلاق ہوں۔ آدابِ شریعت کو نگاہ رکھتے ہوں۔ سنت یعنی اپنے رسولؐ کے طریق کے پورے پورے متبع ہوں۔ خدا تعالےٰ ایسے عالموں کی تعداد کو زیادہ کرے اور اُن کے عمدہ اعمال اور نیک کوششوں کا انہیں ثمرہ عنایت کرے۔ تمام اُمت کی جانب سے انہیں بہتر جزا سے مالا مال کر دے ایسے ہی لوگ علماء آخرت کہلانے کے مستحق ہیں جن میں کہ خدا تعالےٰ نے اپنے خوف و خشیت کو منحصر کر دیا ہے، اپنی بابرکت کتاب میں اُن کی تعریف کی ہے۔ اپنے رسول صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے اُن کی توصیف و ثناء کا اظہار کرایا ہے۔ یہی لوگ ہیں جن کے کہ جملہ اقوال و اعمال میں شریعت محمدیہؐ کے پیروی کے آثار پائے جاتے ہیں انہی کی راست کرداری کا صدقہ ہے کہ مخالفین اسلام کے لئے اعتراض کا کوئی موقع نہیں رہا ہے ان ہی کی استقامت کا طفیل ہے کہ کسی دشمن کو گفتگو کرنے کی مجال نہیں ہے۔ چنانچہ یہ بات عقلاء پر مخفی نہیں ہے۔

عالموں کی صُورت بنا کر کھانے کمانیوالوں کے فریب سے بچانا

پھر اُس شخص سے میں کچھ کہنا چاہتا ہوں جسے کہ ان عُلماءِ سُوء کو دیکھ کر دھوکہ ہو گیا ہے اور وہ سمجھنے لگا ہے کہ یہی وہ علماء شریعت ہیں جو خود صلاح کا نہیں اور جن سے کہ مسلمانوں کی اصلاح کی امید کی جاتی ہے بخیر صاحب میں آپ کو معذور سمجھ سکتا ہوں اگر آپ کو ان شیطانوں کو دیکھ کر دھوکہ ہو گیا ہے جو کہ رسمی علوم اور احکامِ شرعیہ کے الفاظ یاد کر کے اپنے کو عالم ثابت کرتے ہیں اور اپنے ظاہر کو اس طرح سے آراستہ کرتے ہیں لیکن اگر آپ سمجھدار ہیں تو میں آپ کو ایسا نہیں خیال کر سکتا کہ ان کے علاوہ ایک دوسرے فرقہ کو بھی دیکھ کر آپ دھوکہ میں پڑ جائیں گے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جو کہ بالکل کورے ہیں اُنہیں کچھ بھی واقفیت نہیں ہے اسی کا اُن میں نام و نشان نہیں محض جاہل اور نادان ہیں عالموں کا لباس پہن رکھا ہے۔ دنیا کمانے کے لئے پرہیزگاروں کی سی صورت بنا رکھی ہے۔ لوگوں کے پھنسانے کے لئے جُبّہ و دستار سے آراستہ ہو کر جال پھیلایا ہے۔ فقط کھانے کمانے کے لئے اپنی شکل بدل لی ہے ان میں سے بعض لوگ علم کے منصوبوں پر بھی جرأت کر بیٹھتے ہیں، درس و تدریس میں مشغول ہو جاتے ہیں مفتی و قاضی بننے میں بھی اُنہیں باک نہیں ہوتا اور عام لوگ ہیں کہ اپنی نادانی سے پھنس جاتے ہیں وہ کیا جانیں زمین و آسمان میں کیا فرق ہے؟ خدا تعالےٰ ہدایت کرے۔ ایسوں پر تو اناللہ وانا الیہ راجعون پڑھنا چاہیئے۔ میرا کہنے سے مقصود یہ ہے کہ بحث و مناقضہ میں کہیں ان دھوکہ بازوں کو نہ لے بیٹھئے گا ان کی مکاری کی بنیاد نہایت کمزور ہے۔ ذراسی بات میں تو ان کی قلعی کھلتی ہے صاف ظاہر ہو گا کہ حیوانات سے بھی گئے گزرے ہیں۔

جاہل صوفیوں کی مذمّت

اب ایک مکار فرقہ اور رہ گیا ہے جس سے کہ اسلام کو نہایت ضرر پہنچتا ہے۔ عام لوگوں میں وہ اپنی چالاکیوں کو رواج دے دیکر اُن کے عقیدے بگاڑتے ہیں اور انہیں خبر بھی نہیں ہوتی بلکہ اُلٹے ان دھوکہ بازوں کی من گھڑت باتوں کو جان کر یہ سمجھنے لگتے ہیں کہ اُن پر حقائق اشیاء منکشف ہو گئیں اور معرفت میں بڑے بڑے عالموں سے بھی وہ سبقت لے گئے اور سچ پوچھئے تو وہ اپنی اُسی گمراہی میں پھنسے رہتے ہیں۔ ان دغا بازوں کی حقیقت مجھ سے سنیئے کہ وہ یہ دعوے کرتے ہیں کہ انہیں شریعت محمدیہ کے ایسے ایسے بھید اور علوم کی معرفت حاصل ہو گئی ہے جو کہ بڑے بڑے عالموں کو بھی نہیں معلوم ہوتی اور خدا تعالےٰ نے فلاں فلاں ذریعوں سے اُن کو برگزیدہ بنا کر تمام بھید ان کو بتلا دیئے اور ان رموز اور بھیدوں کو ایسے کلمات سے تعبیر کرتے ہیں جو کہ شرعی قواعد کے موافق سراسر کفر ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سچے صُوفیوں کے حالات

لیکن بات یہ ہے کہ اُن کی باتیں علماء شریعت میں سے بعض عارفین کے اقوال کے بظاہر مشابہ معلوم ہوتی ہیں جن کے عقیدوں کے صحیح ہونے میں ذرا بھی شک نہیں ہوتا اور دین کے بارے میں جن کی راست کرداری کی بتہیری شہادتیں موجود ہوتی ہیں اور در حقیقت خداوند کریم ان کی پرہیزگاری اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے طفیل میں شریعت کے بتہیرے رموز اور بھیدوں پر انہیں مطلع بھی کر دیتا ہے۔ جن سے کہ وہ لوگ بالکل بے بہرہ رہتے ہیں جو اُن کے ایسے نیک عمل نہیں کرتے اور جن میں کہ اُن کی ایسی راستی اور استقامت نہیں پائی جاتی اور در واقع میں وہ امورِ شریعت کے ذرا بھی مخالفت نہیں ہوتے بلکہ وہ اسی شریعت کے مختلف رموز و اشارات سے ماخوذ ہوتے ہیں۔ صرف بات کیا ہے کہ اُن کے بیان کرنے میں بعض مرتبہ یہ شبہ پڑ جاتا ہے کہ وہ شریعت کے مخالف ہیں اور یہ خرابی زبان میں اُن کے ظاہر کرنے کے لئے کافی الفاظ نہ موجود ہونے کی وجہ سے لاحق ہو جاتی ہے۔ پس اُن کے ظاہری الفاظ سے شریعت کی مخالفت کا وہم ہونے لگتا ہے اگرچہ واقع میں ایسا ہُوا نہیں کرتا۔ پھر چونکہ ان عارفین کی پابندی شریعت اور راست کرداری میں ذرا بھی شُبہ نہیں ہُوا کرتا اس لئے علماء ان کے کلام کی تاویل کر دیا کرتے ہیں یعنی اُن کے اقوال کے ظاہری معنی چھوڑ کر صحیح معنی لیتے ہیں جو کہ شریعت کے موافق ہوں تاکہ لوگ اُن بزرگوں سے بدگمانی نہ کریں اور اُن کے عقائد کی نسبت مشکوک ہونے سے محفوظ رہیں۔ باقی رہے یہ دغاباز جو کہ شریعت کی راہ راست کو چھوڑ کر کجروی اختیار کرتے ہیں اور لذات فانی اور خواہشات نفسانی کے پورا کرنے میں سرگرم ہوتے ہیں۔ یہ لوگ محض مدعی ہُوا کرتے ہیں اُنہیں اُن عارفین کے منصب کا صرف دعویٰ کرنا آتا ہے اور کچھ واہی تباہی کلمات بک دیا کرتے ہیں جو کہ بظاہر اُن کے کلام کے مشابہ ہوتے ہیں لیکن ان کی ایسی پرہیزگاری سے کوسوں دور رہتے ہیں اور نہ ان کے علوم و معارف کا اُن کے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پاس نشان ملتا ہے۔ ہوشیار رہو دیکھو خبردار کبھی ان دغا باز گمراہوں کی باتوں میں نہ آنا اُن کی طرف ذرا بھی التفات نہ کرنا یہ لوگ دین کے تباہ کر دینے والے ہیں۔ اس زمانہ میں ان کی بڑی کثرت ہے خدا جانے انہوں نے کتنوں کے عقیدے خراب کر ڈالے اور کتنی حرام چیزوں کو حلال کر دیا۔ پس ہر مسلمان کو جو کہ شریعت محمدیہ کی پیروی کا ارادہ کرتا ہے یہ چاہیئے کہ وہی عقیدے رکھے جو قرآن اور صحیح حدیثوں سے صراحتاً معلوم ہوتے ہوں اور اس بارے میں انہیں بڑے بڑے علماء کے کلام کا اعتبار کرے جن کا علم اور جن کی راست کرداری کیا عام اور کیا خاص تمام لوگوں کے نزدیک مسلم الثبوت ہو اور اس کے سوا تمام خیالات اور اوہام کو الگ کرے۔ خدا بطفیل سید المرسلینؐ کے ہم سب کی راہنمائی کرے۔ آمین !

ساتویں فرقہ کا فرق سابقہ کے بالاتفاق رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی تصدیق کرنے سے آپؐ کے صدق پر استدلال

ان میں سے ایک فرقہ اور تھا جن کی نظر ان استدلالات مذکورہ تک تو پہنچی نہیں لیکن انہوں نے اس امر میں غور کرنا شروع کیا کہ دیکھیں محمد صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلّم کے حالات کیا ہیں اور یہ تمام فرقے جو کہ پہلے آپؐ کے مخالف تھے کیونکر مطیع بن گئے اور وہ کون سی دلیلیں ہیں جن کی وجہ سے ان سب کو آپؐ کی اطاعت اور تصدیق کرنا پڑی۔

پس کہنے لگے کہ یہ سارے فرقے جنہوں نے کہ محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم کی اطاعت قبول کر لی بے شک نہایت عقلمند ہیں ان کی عقل بھی بالکل صحیح و درست معلوم ہوتی ہے ان میں یہ بھی قابلیت موجود ہے کہ استدلال کر کے صحیح طور پر حقیقت امر کو دریافت کر لیں۔ ہم نے ان لوگوں کو دیکھا کہ پہلے تو ان سب نے محمد صلی اللہ علیہ وسلّم کے دعویٰ کی تصدیق کرنے سے بڑا انکار کیا بہت نفرت ظاہر کی، بڑے زور وشور سے آپؐ کی تکذیب کرنے پر آمادہ ہو گئے۔ یہاں تک کہ آپؐ کے دوست احباب آپؐ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے عزیز و اقارب آپؐ کے کنبہ والوں نے بھی آپؐ کی مخالفت کرنے میں کوئی کوتاہی نہیں کی۔ خاص کر ان لوگوں کو دیکھئے جو کہ پہلے رسولوں کے دین کو مانتے تھے اور اُن کے پاس انہی رسولوں کی لائی ہوئی کتابیں بھی موجود تھیں۔ وہ سب کے سب آپؐ کو آپؐ کے دعوے سے باز رکھنے کی غرض سے زجر اور توبیخ اور ملامت سے پیش آئے۔ بہت کچھ کوشش کی کہ کسی طرح سے آپ اپنی بات کو چھوڑ دیں اُن سب کو بیوقوف نہ بنایا کریں، اُن کے بتوں کے ساتھ طعن و تشنیع سے نہ پیش آیا کریں اور اُن کے باطل اعتقادات کی خرابی نہ بیان کریں۔ اس مقصد کے حاصل کرنے میں انہوں نے بہت کچھ لالچ بھی دی اور یہ بھی کہا کہ اگر تم اپنے دعوے کو ترک کر دو تو تمہیں اپنے مال میں شریک کرلیں گے۔ اپنی اچھی سے اچھی لڑکی سے تمہاری شادی کر دیں گے پھر اُن ہی لوگوں کا یہ حال ہُوا کہ کہاں اتنی نفرت اور انقباض تھا اور کہاں وہی اپنی آبائی عادتوں اور عقیدتوں کو ترک کرنے لگے۔ خصوصًا وہ لوگ جو کہ پہلے رسولوں کے دینوں میں سے کسی دین کے معتقد تھے۔

چنانچہ اُن کی یہ کیفیت ہوئی کہ پہلے تو اپنے آسمانی دین اور آسمانی کتابوں سے استدلال کرکے اسلام کی مخالفت پر آمادہ ہو گئے تھے اور انتہا درجہ کی نفرت ظاہر کرنے لگے تھے۔ پھر کچھ سمجھ کر ان ساری باتوں سے باز آئے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کرنے کی طرف پورے پورے متوجہ ہو گئے کیونکہ خود ان ہی کی کتابوں میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی راستی کی متعدد شہادتیں انہیں ملیں اور جو جو علامتیں ان میں بطور پیشین گوئی کے مذکور تھیں سب کی سب آپؐ پر منطبق ہو گئیں۔ پھر کیا تھا انہوں نے جب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی یہ سُن لیا کہ آپؐ کی شریعت تمام پہلی شریعتوں کے لئے ناسخ ہے تو اُن شریعتوں کے بہتیرے احکام کو جن کو وہ مانتے ہُوئے تھے چھوڑ دیا اور آپؐ کے بتلائے ہُوئے احکام بجالانے لگے۔ سچ پوچھئے تو یہ بات تھی بڑی مشکل کہ اپنی ساری عادتوں کو جن کے وہ مدتوں سے عادی ہو رہے ہیں بلاوجہ دفعتًہ چھوڑ دیں، کبھی ہو ہی نہیں سکتا اور یوں تو وہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کبھی چھوڑ ہی نہیں سکتے۔ ہاں جب کوئی ایسا ہی قوی سبب درپیش ہو جائے تو اُس وقت یہ امر ممکن ہے کیونکہ وہ اس بات کو یقیناً جانتے تھے کہ پہلے رسولوں کے شرائع کے اتنے بہت سے احکام کو اگر وہ خدا کے حکم اور مرضی کے خلاف چھوڑ بیٹھیں گے تو ضرور بہت سخت انتقام اور سزا کے مستحق ٹھہریں گے۔

پس محمد صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم پر اُن لوگوں کا ایمان لے آنا اور آپ کی رسالت کی تصدیق کر لینا ہو نہ ہو ضرور دلیلوں کی بڑی دیکھ بھال پر مبنی ہے کیونکہ اگر وہ دلیلیں یقینی اور قطعی نہ ہوتیں کہ جن سے اُن کے دلوں کو پورا پورا اطمینان حاصل ہو گیا اور اُن کی عقلوں نے انہیں تسلیم کر لیا اور حق دریافت کرنے کے لئے کافی پایا تو وہ کبھی ان دلیلوں کے مقتضا کے موافق کاربند نہ ہوتے اور اپنی عادات کو ہرگز ترک نہ کرتے اور اپنے پہلے خیال کے مطابق وہ اپنے آپ کو خداوندی انتقام کا مستحق نہ بناتے اور اُن کی صحیح عقلیں اس باطل امر پر پیش قدمی کرنے کو ہرگز روا نہ رکھتیں اور ان کو اس بات کی کبھی اجازت نہ دیتیں کہ وہ محض کسی ضعیف دلیل پر اعتماد کر لیں یا اپنی بدانجامی کا لحاظ نہ کرکے خواہشِ نفسانی کی پیروی کرنے پر مائل ہو جائیں اور اپنے آپ کو اتنے بڑے خطرے میں ڈال دیں۔ اس موقع پر اُن میں کوئی اور سبب مثل نفسانی جذبات وغیرہ کے بھی نہیں پایا جاتا کہ جس کی وجہ سے کبھی کبھی آدمی جوش میں بیجا امور کا ارتکاب کر لیا کرتا ہے۔ بلکہ اگر دیکھا جائے تو اُن کے دلوں میں اس کے خلاف نفسانی جوش، قومی پاس اور مذہبی تعصب موجود تھا کہ جو بجائے تصدیق کے اُن کو تکذیب پر زیادہ تحریک دے سکتا تھا اور ان کے لئے اپنے قدیم مذہب پر ثابت قدم رکھنے کا بہت قوی ذریعہ ہو سکتا تھا۔

پس باوجود طرح طرح کی دلیلوں کے موجود ہونے کے کہ جن سب کا ایک ہی نتیجہ نکلتا ہے اُن سب کا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق پر متفق ہو جانا بے شک ایک اور مستقل دلیل بننے کی صلاحیت رکھتا ہے جس سے آپ کا دعویٰ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بخوبی ثابت ہوسکتا ہے۔ کیونکہ یہ بات محال ہے عقل سلیم اس کو ہرگز نہیں تسلیم کرسکتی کہ یہ سب عقلاء باوجودیکہ وہ اپنی عادات اور خیالات کے بڑے طرفدار تھے اتفاقی طور پر متفق ہو گئے اور نیز یہ کہ اتنی بہت سی دلیلوں کا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی راستی پر حاصل ہوجانا بھی محض ایک اتفاقی امر تھا ایسی باتوں کے اتفاقی ہونے کا وہی قائل ہوسکتا ہے جوکہ انصاف کو چھوڑ کر ہٹ دھرمی کرنے لگے۔

پس اس بات پر اعتماد کرکے ان سب فرقوں کا اتفاق کرلینا اور اتنی بہت سی دلیلوں کا مجتمع ہوجانا ہرگز اتفاقیہ نہیں ہوسکتا۔ ہم نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دعوے کی تصدیق کرلی اور آپؐ کے جملہ احکام کو قبول کرکے ہم نے اقرار کرلیا کہ آپ بے شک خدا تعالےٰ کے رسول ہیں۔ آئیے آپ کو اس فرقہ کا استدلال ہم منطقی طرز پر سمجھائیں۔ اس فرقہ نے ایسے قیاس استثنائی سے استدلال کیا ہے جس میں سے کہ نقیض تالی کو اس لئے استثنا کرتے ہیں تاکہ نقیض مقدم نتیجہ نکلے۔ چنانچہ ہم اُن کی دلیل کو بالاختصار یوں بیان کرسکتے ہیں کہ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم سچے نہ ہوتے تو یہ تمام[1] مخالف عقلاء جو بڑے متعصب تھے آپؐ کی تصدیق پر اتفاق نہ کرتے اور نہ اتنی ایک دلیلیں آپ کے موافق جمع ہوجاتیں لیکن ان تمام لوگوں نے اتفاق کرلیا اور اتنی دلیلیں جمع ہوگئیں تو آپ ضرور سچے ہوئے۔ پس یہ شُبہ نہ کیجئے کہ اس فرقہ نے پہلے فرقوں کی تقلید کرکے ایمان اختیار کرلیا ہے بلکہ انھوں نے بھی دلیل سے اس امر کو ثابت کیا ہے جیسا کہ آپ کو ابھی معلوم ہُوا۔

آٹھواں سائنٹیفک اور مادہ کا قدیم ماننے والا دہریہ فرقہ

ان میں سے ایک دہری مادہ کا قدیم ماننے والا اور طبعیات[2] کا جاننے والا فرقہ بھی تھا جن کا خیال یہ ہے کہ عالم کا مادہ قدیم ہے اور وہ کسی کا پیدا کیا ہُوا نہیں

---

[1] میٹریالسٹ [2] سائنٹسٹ ؞

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بلکہ خود موجود ہے۔ عالم کے لئے کوئی خدا نہیں جس نے کہ عالم کو پیدا کر کے اس عمدہ انتظام پر اُس کو مرتب کیا ہو۔ وہ باوجود اپنے رنگ برنگی اور اس عجیب و غریب حالت پر موجود ہونے کے جس میں کہ عقل چکرا جاتی ہے محض عناصر کے ملنے اور قوانینِ قدرت کے موافق جو ان میں موجود ہیں فعل و انفعال ہونے کی وجہ سے بن گیا ہے اور چونکہ وہ عالم کے پیدا کرنے میں کے وجود کو نہیں مانتے تو وہ لامحالہ رسولوں کی بھی تصدیق نہیں کر سکتے جن کا کہ یہ دعویٰ ہوتا ہے کہ اُن کو اللہ یعنی اس عالم کے پیدا کرنے والے نے ہدایت کے لئے بھیجا ہے۔

پس جب انہوں نے یہ سُنا کہ محمد صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم اپنے آپ کو خدا کا بھیجا ہُوا کہتے ہیں اور یہ دیکھا کہ ان تمام فرقوں نے پہلے تو آپ کی تکذیب کی اور پھر آپ کی تصدیق کرنے لگے اور وہ مختلف دلیلیں بھی انہیں معلوم ہوئیں جن سے کہ ان فرقوں نے آپ کی تصدیق پر استدلال کیا تھا اور یہ مشاہدہ کیا کہ انسانی دنیا میں ان سب باتوں کی وجہ سے عجیب انقلابِ عظیم پیدا ہو گیا کہ ان سارے فرقوں نے اپنی تمام رسموں اور عادتوں کو جن کے کہ وہ مدتوں سے عادی ہو رہے تھے ترک کر دیا اور اپنے خیالات اور عقائد کو بھی بدل ڈالا اور ایک بے لکھے پڑھے شخص کے مطیع بن گئے جس نے کہ تن تنہا ان ہزاروں کے خلاف دعویٰ کیا اور اُن کے مقابلہ کی جرأت کی اور حالت یہ تھی کہ نہ اُس کا کوئی یار تھا نہ مددگار اور کہنے لگے کیا یہ کوئی معمولی واقعہ سمجھا جا سکتا ہے ہرگز نہیں بلکہ یہ ضرور اس قابل ہے کہ اس کی طرف توجہ کی جائے۔ اس بارہ میں خوب غور و فکر سے کام لیا جائے اُس کے اسباب سے اور اس بات سے بحث کی جائے کہ یہ امر ان اسباب سے کیونکر واقع ہُوا اور واقعی امر کو دریافت کیا جائے کہ آیا یہ سب کچھ یقینی امور کی وجہ سے ظہور میں آیا ہے یا بعض اوہام اور خیالات ان کے باعث ہوتے ہیں۔

پس اُن کی عقلوں کو اس کی وجہ سے تحریک پیدا ہوئی اور انہوں نے فکروں کو اس طرف متوجّہ کیا کیونکہ ظاہر ہے کہ جب کوئی کسی بات کو سُنتا ہے ضرور اس کے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دل میں اُس کی نسبت کچھ نہ کچھ خیال پیدا ہوتا ہے اور اُس کے دریافت کرنے کی فکر پڑجاتی ہے۔ پس وہ بھی آپس میں یوں کہنے لگے کہ یہ واقعہ تو نہایت ہی ضروری معلوم ہوتا ہے اور ہم تو عالم کی ذرا ذرا سی چیزوں سے بحث کیا کرتے ہیں اُن کے اسباب کی تفتیش کرتے ہیں۔ ان کی وجہ حقیقت اور غایت کو دریافت کرتے ہیں۔ ہم تو اس بات کو مانے ہوئے بیٹھے ہیں کہ انسانی دنیا میں ہر حادث اور ہر انقلاب کا کوئی نہ کوئی سبب ضرور ہے جیسے کہ مادہ کے متعلق حوادثات میں ہمارے نزدیک ثابت ہو چکا ہے کہ مادہ کا کوئی اثر نہیں پایا جاسکتا کہ جس کا کوئی مؤثر نہ ہو بلکہ اُس کے ہر ہر تغیرات کے لئے کوئی نہ کوئی ضرور مقتضی موجود ہو گا تو کیا اس بات کے ماننے کے بعد بھی اتنے بڑے عظیم واقعہ سے کہ محمد صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلّم اپنے دعوےٰ میں کامیاب ہو گئے اور تمام لوگ آپؐ کے مطیع بن گئے۔ ہم چشم پوشی کر سکتے ہیں۔ یہ تو انسانی دنیا میں اتنا بڑا انقلاب ہے کہ تاریخ میں اس کی نظیر مشکل سے مل سکے گی۔ تو پھر کیا ہمیں یہ مناسب ہے کہ بلا تحقیق کئے ہوئے محض اٹکل اور تخمین سے یہ کہہ دیں کہ اجی محمدؐ نے سرداری اور حکومت حاصل کرنے کے لئے یہ دعویٰ کیا ہے اور ان سب لوگوں کو وہم ہو گیا ہے کہ انہوں نے آپ کا اتباع کر لیا۔

اس فرقہ کے لئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات سے بحث کرنیکا کیا باعث ہوُا

کیا اس موقع پر ہمارا فرض منصبی نہیں ہے کہ ہم تاریخی فلسفہ سے کام لیں اور اتنے بڑے انقلاب اور تغیر کے اسباب دریافت کریں اور اس کی کوئی وجہ ڈھونڈھ نکالیں کہ اس بے یار و یاور محض بے پڑھے لکھے شخص کے اتنے لوگ کیوں مطیع ہو گئے اچھا اگر ہم فرض بھی کر لیں کہ آپؐ کا دعویٰ فقط حکومت حاصل کرنے کی غرض سے تھا تو ہم اس کا کیا سبب بتا سکتے ہیں کہ ان تمام متعصب فرقوں نے آپؐ کی اطاعت کیوں کر لی اور وہ باوجودیکہ اپنی رسموں کے بڑے پابند اور اپنے خیالات کے بڑے طرفدار تھے آپؐ کے کیسے مطیع بن گئے اور اگر ہم یہ کہیں کہ اس اطاعت قبول کرنے کا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سبب اُن سب کا تعصب تھا تو یہ بھی نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ سب تو اپنی عادتوں اور اپنے ہی خیالات کے ساتھ تعصب کرتے تھے اس کا تو مقتضا یہ ہے کہ محمد صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی موافقت کرنا کیا معنی اُلٹے آپ کی اور زیادہ مخالفت کرتے اور اگر ہم اس کا یہ سبب ٹھہرائیں کہ اُن کو قومی پاس تھا اور یہ لالچ کرتے تھے کہ اگر انہیں حکومت حاصل ہو جائے گی تو ہم بھی اُس سے بہرہ یاب ہوں گے تو یہ بھی صحیح نہیں ہو سکتا کیونکہ ہم آپ کی قوم اور آپ کے قرابت مندوں کو تو دیکھتے ہیں کہ آپ کے سب سے زیادہ مخالف تھے اور جو کوئی ان میں سے آپ کا مطیع بھی ہوا تو اس وقت کہ جب آپ کو اپنے ارادہ میں پورے طور سے کامیابی حاصل ہو چکی اور آپ کے معاونین اور مددگاروں کی تعداد بہت زیادہ ہو گئی اور ایسے بہت ہی قلیل لوگ نکلیں گے کہ جو آپ کے عزیزوں میں سے پہلے پہل ایمان لے آئے ہوں۔

پس جب یہ حالت ہو تو اُن کا قومی تعصب کسی طرح اس کا سبب نہیں ٹھہر سکتا۔ علاوہ بریں اگر یہ بھی مان لیا جائے کہ اول امر میں آپ کے قرابت والے آپ کی حمایت کرتے تھے تو بھلا اس کو اور تمام کثیر فرقوں کی اطاعت اختیار کر لینے میں کیا اثر ہو سکتا ہے؟ کیونکہ آپ کے عزیزوں کی قوت اتنے بہت سے لوگوں کے مقابلہ میں کچھ زیادہ نہ تھی بلکہ ان سے بہت ہی کم تھی اور نہ ان لوگوں کی مثل آپ کے قرابت مندوں کی بات کا لوگوں پر چلنا ہی آسان تھا پس اگر آپ اپنے قرابت مندوں کی طرفداری پر بھروسہ کر کے اتنے لوگوں سے مقابلہ کرتے تو ضرور آپ نے اُن سب کو معرضِ ہلاکت میں ڈال دیا ہوتا اور ان ہزاروں کی قوت کے سامنے ان کا نام و نشان بھی نہ باقی رہتا۔ یہ بات اُس وقت معلوم ہو سکتی ہے کہ جب دونوں جانب کی صحیح تعداد دریافت کی جائے اور اگر ہم اس کا یہ سبب قرار دیں کہ ان تمام فرقوں نے یہ لالچ کر کے آپ کی اطاعت قبول کر لی کہ جب آپ اپنے دعوے میں کامیاب ہو جائیں گے اور آپ کو

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جو غلبہ حاصل ہونے والا تھا حاصل ہو جائے گا تو ان سب کو بھی اس کے ثمرات حاصل کرنے کا موقع ملے گا تو یہ بھی صحیح نہیں ہو سکتا کیونکہ ان تمام فرقوں کو یہ کہاں سے معلوم ہو گیا تھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ضرور اپنے دعویٰ میں کامیاب ہی ہوں گے اور آپؐ کو ایسا غلبہ حاصل ہو ہی جائے گا اور حالت یہ تھی کہ جب آپؐ ابتداء میں یہ دعویٰ کرتے کھڑے ہوئے تھے تو بالکل تن تنہا تھے۔ نہ کوئی آپؐ کا ساتھ دینے والا تھا اور نہ کوئی مدد کرنے والا اور نہ کوئی بظاہر ایسا ذریعہ ہی آپ کو حاصل تھا کہ جس کی وجہ سے آپ کی کامیابی کی امید ہو سکتی۔ آپؐ نے یہ دعویٰ کیا کیا تھا کہ لوگوں کے لئے ایک مذاق ہاتھ لگا تھا یوں کہا کرتے تھے کہ اس خبط کو دیکھتے ہو کہ اتنا بڑا تو دعوےٰ اور پھر نہ کوئی کامیابی کا ذریعہ نہ سبب۔ جب یہ کیفیت ہو تو کون سی ایسی قوم ہو سکتی ہے کہ جو کسی شخص کو اس کے دعوے میں جھوٹا بھی سمجھتی ہو اور وہ بھی بالکل تن تنہا ہو کامیابی کے ذرائع میں سے اُس کو کوئی ذریعہ بھی حاصل نہ ہو اور پھر وہ لوگ اپنی ان عادات اور اعتقادات کو جن سے کہ وہ اپنی دین و دنیا کی بہتری کی امید کرتے ہوں ترک کر دیں اور محض یہ لالچ کر کے اُس شخص کا اتباع کرنے لگیں کہ جب اُس کو اپنے ارادہ میں کامیابی حاصل ہو جائے گی تو انہیں بھی فانی ثمرات سے فیضیاب ہونے کا موقع ملے گا چاہے دائمی ثمرات سے محروم ہی کیوں نہ رہیں اور تو کوئی نہیں ہاں البتہ مجنونؒ ایسا کر سکتے ہیں اور اس بات کو یقیناً عقل ہرگز نہیں تسلیم کر سکتی کہ یہ سب فرقے مجنون تھے اور اگر ہم یہ کہیں کہ آپؐ کی فصاحت اور جادو بیانی اس کا سبب ہے آپ نے اپنی قادر بیانی سے ان سب کو اپنا

ؒ اور اگر ہم کہیں کہ اس کا سبب خوف ہے تو یہ بھی صحیح نہیں ہو سکتا کیونکہ اول امر میں ان تمام فرقوں کو محمدؐ سے ذرا بھی خوف نہ تھا اس لئے کہ آپؐ تن تنہا تھے۔ نہ کوئی یار نہ مددگار۔ ہاں البتہ بعض لوگوں نے خوف کی وجہ سے بھی اتباع کیا ہے لیکن یہ کب ؟ جبکہ آپؐ کو کامیابی حاصل ہو چکی لیکن اس کے ساتھ ہی یہ بھی ہے کہ ہزاروں نے بلا کسی خوف کے آپؐ کی اطاعت قبول کی ہے تو پھر ان لوگوں کی اطاعت کی کیا وجہ ہو گی ؟ ۱۲

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فریفتہ کر لیا ہے اور اپنی راستی کے دلائل کا ذبہ کو رنگ آمیزیاں کر کے سچ کر دکھایا ہے تو یہ بھی صحیح نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ سارے فرقے محض آپ ہی کی بیان کی ہوئی دلیلوں سے آپ کے مطیع نہیں ہوتے جیسا کہ اُن لوگوں کی ساری دلیلوں کے دیکھنے سے واضح ہوتا ہے بلکہ انہوں نے بہت سی ایسی دلیلوں سے بھی استدلال کیا ہے کہ جس میں آپؐ کو کوئی دخل نہیں ہے اور نہ اُن کا قائم کرنا آپ کی قدرت و اختیار میں تھا۔

بھلا بتلا ئیے تو سہی کہ کیا یہ آپؐ کے اختیار میں تھا کہ آپ اپنے میں اُن ساری علامتوں کو جمع کر لیتے جو کہ اُن ہی میں سے بعض بعض فرقوں کی کتابوں میں موجود تھیں جنہیں کہ وہ پہلے رسولوں کی کتابیں بتلاتے تھے اور وہ انہیں یہ خبر دے گئے تھے کہ ہمارے بعد عنقریب ایک رسول آئے گا کہ جس میں یہ ساری علامتیں پائی جائیں گی چنانچہ آپؐ میں وہ ساری علامتیں اُنہوں نے بچشم خود دیکھ لیں۔ کیا آپؐ کی طاقت میں تھا کہ اپنے قرآن میں تمام اعلیٰ درجے کے صفات جمع کر لیتے جن سے کہ بڑے بڑے فصیح اور ماہر فلسفی بھی عاجز ہیں اور حالت یہ کہ آپؐ بالکل بے پڑھے لکھے شخص۔ آپؐ نے جاہلوں میں پرورش پائی اور پھر جمع کر کے اپنی راستی کی دلیل میں پیش کرتے۔ کیا یہ آپؐ کی قدرت میں تھا کہ ان جملہ قوانین کو جسے کہ آپ شریعت کہتے ہیں اس عجیب و غریب ترتیب کے ساتھ جس کو دیکھ کر عقلیں بھی دنگ ہو جاتی ہیں مرتب کر لیتے تا کہ اپنی راستی کی دلیل میں پیش کر سکیں اور پھر نہ آپؐ لکھے نہ پڑھے متفرق قوموں کے حالات سے بے خبر اور مختلف ممالک و بلاد کے قوانین سے محض ناواقف۔ کیا یہ آپؐ کے قبضہ کی بات تھی کہ قرآن کی چھوٹی سی چھوٹی سورت کے مقابلے سے بھی ان تمام فرقوں کے بڑے بڑے فصیح و بلیغ لوگوں کی زبان کو گونگا بنا دیں۔ یہاں تک کہ بعض تو اپنے عجز کا اقرار کر لیں اور بعض ناچار ہو کر لڑنے پر مستعد ہو جائیں اور اپنی جانوں کو جنگ و جدل کی مصیبتوں میں پھنسائیں اور ایک سورت کے بھی مقابلہ کی جرأت نہ کریں حالانکہ اگر وہ مقابلے پر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قادر ہوتے تو اس سے بڑھ کر ان کے لئے اور کوئی آسان تدبیر ہی نہ تھی جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ بے شک وہ مقابلہ کرنے سے عاجز تھے اور اگر کوئی یوں کہے کہ ان سب لوگوں پر چونکہ وہم طاری ہو گیا تھا اسی وجہ سے یہ مقابلہ سے عاجز رہے اس لئے کہ جب آپؐ نے اُن سے یہ کہا کہ تم لوگ میرے قرآن کی چھوٹی سے چھوٹی سورت کے مثل لانے سے بھی عاجز ہو تو اُن پر وہم غالب ہو گیا اور اُنہوں نے اپنے کو عاجز خیال کر لیا اور پھر اُن سے کچھ نہ ہو سکا اور وہم ایک ایسی چیز ہے کہ جس کی تاثیر سے کوئی انسانی عقل انکار ہی نہیں کر سکتی تو ہم کہیں گے کہ اس بات کو بھی عقلِ سلیم کسی طرح نہیں مان سکتی اور اس شخص کا یہ قول ہرگز نہیں تسلیم کیا جا سکتا کیونکہ جو اثر ہم وہم کا دیکھتے ہیں وہ صرف اسی قدر ہے کہ اُس کا تسلّط غایت سے غایت اگر ہو گا بھی تو کبھی ایک یا دو فرقوں پر اور وہ بھی ایک آدھ مقام پر اور اگر رہا بھی تو ایک یا دو دن اور اگر بہت رہا تو ایک یا دو مہینے بس۔ لیکن وہم کا یہ تسلّط کہ تمام لوگوں پر ہو جائے ہر مقام میں اُس کا دخل ہو بیس بیس برسوں سے بھی کچھ زیادہ زمانہ گذرنے پر بھی باقی رہے بلکہ صدیاں گزرنے پر بھی زائل نہ ہو جو لوگ کہ اُس وہم کے سبب کے وارد ہونے کے وقت بہت دُور ہوں اُن پر بھی قبضہ کر لے اور وہ بھی محض اس وجہ سے کہ اُن کو اُن لوگوں کی خبر پہنچ گئی جن پر کہ وہم چھا گیا تھا اور یہ سُنتے ہی اُن پر بھی وہم کا قبضہ ہو جائے۔ کبھی ایسا دیکھا نہیں گیا اور نہ آج تک سننے میں آیا کہ وہم کا ایسا عام اور باقی رہنے والا تسلّط بھی ہوتا ہے کہ ہر مقام میں بھی ہو برسیں گزرنے پر بھی باقی رہے۔ عقلِ سلیم وہم کی اس خاصیت کو بغیر کسی خارجی سبب کے پائے جانے کے کہ جس سے اِس کی تقویت ہوئی ہو ہرگز نہیں تسلیم کر سکتی۔

علاوہ بریں کیسی ہی واہمی باتیں کیوں نہ ہوں لیکن غور و فکر کرنے سے امتدادِ زمانہ کے بعد اُن سے ضرور خلاصی ہو ہی جاتی ہے اور واقعی بات کا پتہ لگ ہی جاتا ہے کیونکہ یہ ممکن نہیں ہے کہ کسی چیز میں غور و فکر سے کام لیا جائے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور پھر بھی حقیقتِ حال معلوم نہ ہو اور ظاہر بات ہے کہ یہ سارے فرقے محمدؐ کی مخالفت اور دشمنی کی وجہ سے حقیقت امر دریافت کرنے کے بڑے ہی حریص تھے تاکہ آپؐ کی تکذیب ثابت کرسکیں اور باوجود اس کے بھی اُن کی کسی ایسی چیز تک رسائی نہیں ہوئی اور قرآن کریم کے مقابلہ سے اُن کا عاجز رہنا ایک امر مستمر رہا کہ جس میں وہم کی ذرا بھی تاثیر ثابت نہیں ہوسکتی۔

پس اب بخوبی ظاہر ہوگیا کہ اُن کو وہم نہ تھا بلکہ وہ فی الواقع عاجز ہی تھے اور اگر وہم کے عام تسلّط اور مستمر رہنے کے امکان پریوں اعتراض کیا جائے کہ دیکھئے قدیم ہئیت داں علماء کو عام طور پر سینکڑوں برس تک اس امر کا وہم رہا کہ آسمان گھومتا ہے اور زمین ساکن ہے تو اس کا یہ جواب دیا جائے گا کہ اس وہم کا عام اور مستمر ہونا ایک بہت بڑے قوی سبب کی وجہ سے تھا اور وہ یہ ہے کہ نظر اور مشاہدہ سے نہ آسمان کا دَور کرنا معلوم ہوتا ہے اور نہ زمین کا ساکن ہونا۔

علاوہ بریں اُن کے پاس وہ آلات بھی موجود نہ تھے کہ جس سے حقیقتِ حال کے دریافت کرنے میں متاخرین کو (جیسا کہ اُن کا خیال ہے) بہت مدد ملی اور جس امر میں کہ بحث درپیش ہے اُس میں کوئی ایسا سبب موجود نہیں کہ جس کی وجہ سے اتنا عام اور مستمر وہم ہوسکے کیونکہ اس کا سبب (جیسا کہ معترض کا گمان ہے) سوائے محمد صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے اس قول کے کہ جو تمام لوگوں کو مخاطب کرکے آپؐ نے فرمایا تھا کہ تم سب قرآن کے مقابلہ سے عاجز ہو اور کوئی نہیں ہے اور ظاہر ہے کہ اس سبب میں اس قدر قوت ہرگز نہیں ہوسکتی کہ جس کی وجہ سے اتنا عام اور مستمر وہم پیدا ہو جائے۔ چنانچہ یہ بات منصف کے نزدیک بالکل واضح ہے۔ پس امر متنازعہ فیہ اور قدیم ہئیت کے جاننے والوں کے وہم میں اچھے طور سے فرق ظاہر ہوگیا۔

(میں کہتا ہوں کہ جب عقل کے نزدیک بغیر کسی قوی سبب کے بیس برس سے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کچھ زائد بھی وہم کا عام اور مستمر ہونا مسلم نہیں ہے تو ایسے وہم کا بلا کسی قوی سبب کے تیرہ سو برس کی مدت تک عام اور مستمر رہنا تو عقل سے اور بھی کوسوں دور ہوگا۔ اور جب یہ ٹھہرا تو سنئے کہ اتنی ہی مدت گذر چکی اور بڑے بڑے فصیح و بلیغ شاعر۔ انشا پرداز محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن رہے۔ بتہیروں نے آپ کی شریعت کی روشنی کو ٹھنڈا کرنا چاہا اور ان کے لئے کوئی ایسا مانع امر بھی نہ تھا پھر بھی ہمیشہ قرآن شریف کی چھوٹی سے چھوٹی سورت کا بھی مقابلہ نہ کر سکے۔ اتنی قلیل مقدار بھی قرآن کے مثل لانے سے سرتاپا عاجز ہی رہے اور ہمیشہ رہیں گے اور ہم تو کھلے خزانے بڑے دعوے سے کہتے ہیں کہ قیامت تک بھی قرآن کی مثل کوئی نہ لاسکے گا)۔

اس فرقے کا اس امر کو جان کر کہ ہم تمام چیزوں سے پورے پورے واقف نہیں اپنے جی کو سمجھانا

پھر اسی طرح یہ فرقہ ایسے سبب کی تفتیش کرتا رہا کہ جس کی وجہ سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع میں لوگ غلطی میں پڑ گئے ہوں لیکن انہیں ایسا کوئی سبب نہیں معلوم ہوا بلکہ بالآخر غایت درجہ کے استقراء اور تلاش کے بعد ان کے نزدیک یہ بات ثابت ہوگئی کہ اس موقع میں غلطی کا کوئی سبب نہیں ہو سکتا پھر کہنے لگے کہ کیا ہم نے تمام چیزوں کی جنہیں کہ عقل تجویز کر سکتی ہے اور جو کہ ذہن میں آسکتی ہیں حقیقت کا احاطہ کر لیا اور اشیاء کا ہمیں پورے طور سے پتہ لگ گیا ہرگز نہیں۔

انسانی شرافت کی قسم! ہم سچ کہتے ہیں کہ ہمارا علم تمام حقائق کو جو کہ خیال میں آسکتی ہیں ہرگز محیط نہیں ہے بلکہ بڑی چیز یعنی اس مادی دنیا کے جیسے کہ ہم رات دن دیکھا کرتے ہیں قوانین قدرت برابر ہم سے مخفی رہے چنانچہ دن بدن کچھ نہ کچھ نئے قوانین قدرت ہم کو دریافت ہوتے جاتے ہیں۔ وہ امر جیسے کہ ہم

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بڑے اطمینان سے کہہ سکتے ہیں یہ ہے کہ جتنی اشیاء سے ہم کو واقفیت حاصل ہو چکی ہے اگر اُن کی نسبت اُن اشیاء کے ساتھ دیکھی جائے کہ جو اب تک ہم کو دریافت نہیں ہوئیں تو بے شک وہی نسبت نکلے گی جو سمندر کو ایک قطرے کے ساتھ ہوتی ہے۔

پس جب یہ حالت ہو حقائق کی واقفیت میں ہمارا درجہ اتنا گھٹا ہوا ہوا اور تمام اشیاء پر حاوی اور محیط ہونا ہمارے لوازم ذات سے قرار پانا تو جُدا رہا ہم کو تمام حقائق کا پورا پورا علم بھی نہ ہو تو پھر ہم اس بات کا کیونکر اطمینان کر سکتے ہیں کہ اس مادی دنیا کے سوا کوئی دوسرا عالم نہیں ہے کہ جس کی اطلاع ہم کو نہیں ہوئی اور ہم اس کو دریافت نہ کر سکے خواہ اس وجہ سے کہ ہماری فکریں مادی دنیا سے بحث کرنے میں ہمہ تن مصروف تھیں اُس سے ہمیں بحث کرنے کا موقع ہی نہ ملا اور چونکہ ہمارے خیالات اسی کے عادی ہو رہے تھے تو اس سے یہاں تک نوبت پہنچ گئی کہ ہم دوسرے عالم سے بالکل غافل ہو گئے اور یہ سمجھنے لگے کہ شاید اس مادی دُنیا کے سوا کوئی دوسرا عالم ہی نہیں ہے اور خواہ اس وجہ سے کہ ہمیں کوئی ایسی دلیل ہی نہ ملی کہ جس سے دوسرے عالم کا پتہ لگتا یا اس وجہ سے کہ ہمیں ایسے ذرائع حاصل نہیں تھے کہ جن کے وسیلہ سے اس مادی دنیا کے علاوہ کوئی دوسرے عالم کو دریافت کرنے کے ہم قابل ہو جاتے۔

بھلا بتایئے تو سہی کہ برقی قوت کے دریافت ہونے سے پہلے اُس کا کون خیال کرتا تھا اور اُس کے خواص و آثار کس کی سمجھ میں آسکتے تھے اور اُن کو کون مان سکتا تھا۔ یہاں تک کہ اتفاقیہ وہ قوت دریافت ہو گئی اور متعدد تجربوں سے اُس کے فوائد کی تحقیق ہوتی چلی گئی حالانکہ یہ عالم طبیعات ہی سے ہے اور باوجود اس کے ہم اُس کو آنکھ سے آج تک دیکھ بھی نہ سکے۔ غایت سے غایت صرف یہ ہُوا کہ ہم نے اُس کے آثار کو دیکھ کر اس کے موجود ہونے کا استدلال کر لیا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس فرقہ کا اپنے اس دعویٰ پر قائم نہ رہ سکنا کہ ہم بغیر حواس خمسہ کے ادراک کئے ہوئے کسی چیز کو نہیں مانتے اور حقائق کے دریافت کرنے سے اپنے قاصر ہونے کا اعتراف کر لینا!

علاوہ بریں ہم لوگوں میں یہ بات جو مشہور ہے کہ ہم کسی چیز کو جب تک کہ اپنے حواس خمسہ میں سے کسی سے ادراک نہ کر لیں نہیں مانتے اس پر بھی قائم نہ رہ سکے اور اس کا ہر موقع پر التزام کرنا ہمارے امکان سے خارج ہو گیا بلکہ ضرورت کے وقت ہم کو اپنے اس قاعدہ کو برابر چھوڑنا پڑتا ہے۔ یہی دیکھئے کہ مادۂ اثیر (یعنی ایتھر) کو ہم مانتے ہیں اور اُسے ثابت کرتے ہیں حالانکہ یقیناً ہم نے اس کو اپنے حواس میں سے کسی سے ادراک نہیں کیا۔ ہم کو صرف اس کے ثابت کرنے کی یہ ضرورت ہے تاکہ ہم روشنی کی حقیقت سمجھ سکیں۔ چنانچہ ہم اس کے ثابت کرنے کے بعد اس بات کے قائل ہو گئے کہ روشنی اس مادہ اثیریہ (یعنی ایتھر) کی حرکت کا نام ہے کہ جو تمام دنیا میں پھیلا ہوا ہے۔ اثیر (ایتھر) اُن کے نزدیک ایک گیس ہے کہ جو غیر متناہی خلاء میں بھرا ہوا ہے اور جب تک کہ بعض روشن اجسام جیسے کہ ستارے اُس میں اثر نہ کریں تو وہ خود ساکن رہتا ہے اور ان کے اثر کرنے کی وجہ سے اس میں حرکت پیدا ہوتی اور موجیں مارنے لگتا ہے جیسے کہ ہوا جسم کے اثر کرنے سے آواز کے لئے حرکت کرنے لگتی ہے اور پھر اُس کی حرکت آنکھ تک پہنچ جاتی ہے جس کی وجہ سے اُس میں اثر ہوتا ہے اور اُسے مرئیات کا شعور ہو جاتا ہے اور وہ لوگ کہتے ہیں کہ عوامل یا قوی کہربائی (اور وہ حرارت قوت برقی اور قوت مقناطیسی ہیں) صرف اسی اثیر (ایتھر) کی لہریں ہیں اور وہی ایسی اصل ہے کہ چاروں غیر قابل وزن مادوں کو ایک مادہ میں جمع کرتی ہے اور وہ چاروں مادے روشنی، حرارت، قوت کہربائی یا برقی اور قوت مقناطیسی ہیں اور جب ہمارا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ مشہور قاعدہ قابلِ اعتبار نہیں رہا تو ایسی اشیاء کے وجود سے کون سی شئے مانع ہو سکتی ہے کہ جن کو محض ہمارے حواس ادراک نہیں کر سکتے اور یہ بات اُن موجودات سے جو کہ خورد بین (مائکراسکوپ) سے نظر آتے ہیں ثابت بھی ہو چکی ہے کیونکہ اُن کا ادراک جب تک کہ آلاتِ بصریہ نہ استعمال کئے جائیں ہو ہی نہیں سکتا تو پھر اب ایسی اشیاء کے موجود ہونے سے کون سا امر مانع ہو سکتا ہے کہ جن کے ادراک کے لئے ہمارے موجودہ حواس گو وہ کسی آلہ سے مدد ہی کیوں نہ لیں کافی نہ ہوں بلکہ اُن کے ادراک کے لئے کسی دوسرے حاسہ کی ضرورت ہو جو کہ ہم میں نہیں پایا جاتا چنانچہ یہی اثیر (ایتھر) ہی ایسا ہے اور جب ہمارے حواس مادی دُنیا کے اعتبار سے اس قدر عاجز ٹھہرے تو پھر مادی عالم کے علاوہ دوسرے عالم کی اشیاء کے ادراک سے اگر عاجز ہوں تو کچھ بھی مستبعد نہیں۔

پس اگر انصاف سے پوچھو تو یہی ہے کہ ہم معرفت اور شناخت کے راستہ میں بہت ہی قاصر ہیں اور اُن تمام اشیاء کے حقائق دریافت کرنے کے ذرائع جنہیں کہ عقل تجویز کر سکتی ہے ہم میں بے شک ناتمام ہیں۔ پس عقل اس بات کو جائز رکھتی ہے کہ بتہیری ایسی حقیقتیں واقع میں موجود ہو سکتی ہیں کہ جن سے ہم محض ناواقف رہیں یا اُن کی ہم کو خبر ہی نہ ہو اور اُن اشیاء کے ادراک کے ذرائع یا تو ہم میں موجود ہی نہ ہوں یا اُن کی تمام شرطیں نہ پائی جاتی ہوں اور جب ہم بے انصافی کا ساتھ چھوڑ کر انصاف کے مددگار بنیں گے تو ضرور ہم یہی سمجھیں گے کہ عالم طبعیات کے سوا کسی دوسرے عالم کو نہ ماننا محض ایک تخمینی بات ہے اور بلا دلیل حکم لگانا ہے۔ کیونکہ غایت سے غایت یہ ہو گا کہ جہاں تک ہم نے بحث کی ہے ہمیں اس عالم کے سوا کسی دوسرے عالم کی کوئی دلیل نہیں ملی اور نہ اس امر کی دلیل ملی جس سے کہ اس عالم کا کسی دوسرے عالم سے ارتباط معلوم ہوتا۔ رہی یہ بات کہ اس عالم مادی کے سوا کسی دوسرے عالم کے موجود نہ ہونے کی ہمیں کوئی دلیل مل گئی ہو یا اس امر کی کہ یہ عالم کسی دوسرے عالم کے ساتھ مرتبط نہیں ہے۔ قسم انسانی شرافت

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی کہ ایسا ہرگز نہیں ہے اور یہ امر ہر سمجھدار کے نزدیک مسلّم ہے کہ اگر کسی شخص کو کسی چیز کا پتہ نہ لگے تو اس سے یہ نہیں لازم آتا ہے کہ نفس الامر میں بھی وہ شئے موجود نہیں۔ اسی طرح سے اگر کسی شئے کے وجود کی دلیل ہمیں معلوم نہ ہو تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ واقع میں وہ شئے بھی موجود نہیں۔

پس ایسا ہی یہاں بھی سمجھئے کہ اگر مادی عالم کے سوا کسی دوسرے عالم کا ہم کو پتہ نہ لگے یا اُس کے موجود ہونے کی دلیل ہم کو معلوم نہ ہو تو اس سے یہ نہیں لازم آتا کہ نفس الامر میں بھی کوئی دوسرا عالم موجود نہیں ہے۔ ممکن ہے کہ ہو اور ہمیں دریافت نہ ہُوا ہو۔ چنانچہ یہی دیکھئے کہ ہمیں لوگوں میں سے قدیم طبعیات کے جاننے والوں پر ہزاروں برس کا زمانہ گزر گیا اور وہ رعد اور برق کی وجہ دریافت کرنے کے درپے رہے لیکن اُنہیں اس کی کوئی صحیح دلیل معلوم نہ ہوسکی اور اس کی حقیقت سے ناواقف رہے اور ظاہر ہے کہ اُن لوگوں کو دریافت نہ ہونے یا اُس کی دلیل نہ معلوم ہونے سے اُس کا فی نفسہٖ موجود نہ ہونا لازم نہیں آیا اور متاخرین کو اس کی دلیل معلوم ہوگئی اور انھوں نے اُس کی حقیقت کو دریافت کرلیا (اور وہ اُن کے خیال کے موافق قوت کہربائی ہے) اور وہ دنیا کی ضروری چیزوں میں سے ہے کہ جس کی وجہ سے اُس میں طرح طرح کے عجائبات ظہور پذیر ہوتے ہیں۔

اس فرقہ کا اندیشناک ہونا کہ شاید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کا دعویٰ سچا ہی ہو اور پھر اپنی بدانجامی سے خوف کر کے اس بات کا قطعی فیصلہ کرنا کہ محمدؐ کے دعویٰ کی اچھی طرح جانچ کرنا ہی ٹھیک ہے!

پس بنا بر جمیع امور مذکورہ کے کہ جس سے حقائق اشیاء کی نسبت ہماری واقفیت کا محدود اور ناتمام ہونا معلوم ہو چکا ہے۔ یہ بات بلاشک ممکن ہے کہ اس مادی عالم کے علاوہ کوئی دوسرا عالم بھی پایا جائے۔ اگرچہ اب تک ہم کو اُس کے موجود ہونے کی دلیل نہ معلوم ہوئی ہو اور جب یہ کیفیت ہے تو ہم اس بات سے کیونکر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مامون ہو سکتے ہیں کہ محمد صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم جن حقائق ممکنۃ الوجود کا دعویٰ کرتے ہیں وہ واقع میں موجود ہی ہوں اور ہم ان کی حقیقت اور واقعیت سے ناواقف ہوں اور اسی وجہ سے ہم نے اس کو حکومت حاصل کرنے کا حیلہ سمجھ لیا ہو اور ہم یہ خیال کرنے لگے ہوں کہ ان تمام فرقوں کا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت قبول کر لینا محض وہم پر مبنی ہے اور اُن کے پاس اُس کی کوئی یقینی دلیل نہیں ہے۔ کیا اب یہ ممکن نہیں ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دعوے میں سچے ہی ہوں اور ان تمام لوگوں کو سچی ہی دلیلیں معلوم ہو گئی ہوں کہ جن کی وجہ سے انہیں آپؐ کی تصدیق کرنی پڑی اگرچہ ہمیں اُن کی صحت کا ذرا بھی پتہ نہ لگا ہو اور جب بالفرض یہی کیفیت ہو اور محمد صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم اس عالم کے پیدا کرنے والے یعنی خدا تعالےٰ ہی کے بھیجے ہوئے ہوں اور اُن کی بتلائی ہوئی سب باتیں ہو پڑیں اور انہیں باتوں میں مثلاً ایک بات یہ بھی ہے کہ عالم انسانی کے لئے ضرور حشر و نشر ہو گا اور یہی خدا اُس شخص کو جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرتا ہے دائمی ثواب عطا کرے گا اور جو شخص کہ آپؐ کی تکذیب کرتا ہے اس کو ابدی سزا دے گا تو بھلا بتلائیے کہ اس وقت ہم کو کیا بہتری حاصل ہو سکتی ہے اور ہم اپنی محنت اور مشقت اور بحث و تفتیش سے کیا ثمرہ حاصل کر سکتے ہیں جو کہ ہم اپنے بڑے لمبے چوڑے علموں میں جیسے کہ علم افلاک، علم کائنات، علم طبقات الارض[1]، علم نباتات[2]، علم حیوانات، علم کیمیا[3] وغیرہ میں صرف کرتے ہیں۔ کیا اس وقت ہم پر یہ بات صادق نہ آئے گی کہ ہم ادنیٰ درجہ کی فانی چیز کے ساتھ مشغول ہوئے اور باعظمت دائمی شئے کو ہم نے چھوڑ دیا۔

بے شک ہم خسارہ میں رہیں گے اور جس سے کہ ہم برداشتہ خاطر ہوتے جاتے ہیں اور جس سے کہ ہم سوءِ اختیار یعنی بے تمیزی کے ساتھ کسی شئے کو

---

[1] جیالوجی [2] بوٹانی [3] کیمسٹری ؞

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پسند کرنے میں پڑنے سے ڈرتے ہیں وہ یہ امر ہے کہ اگر کہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اُن کی پیروی کرنے والوں کا قول قیامت کے بارے میں صحیح ہو گیا تو بیشک ہم کو نقصان اُٹھانا پڑے گا اور ہم اشک خونیں سے رونے کے قابل ہو جائیں گے اور اگر ہمارا یہ قول کہ قیامت نہ ہو گی اور انسان مرنے کے بعد زندہ نہ کیا جائے گا صحیح بھی ہو گا تو اُن کا ذرا بھی نقصان نہ ہو گا۔ چنانچہ طبیب اور منجم دونوں کے بارے میں کہ جن کا قیامت سے انکار کرنے میں ہمارا سا ہی خیال تھا کسی نے کیا خوب کہا ہے ؎

قال المنجّم والطبيب كلاهما لن يبعث الاموات قلت اليكما
ان صح قولكما فلست بخاسر او صح قولي فالخسار عليكما

یعنی منجم اور طبیب دونوں یہ کہنے لگے کہ مُردے کبھی زندہ نہ کئے جائیں گے تو میں نے انہیں جواب دیا کہ بس الگ رہو۔ اگر تمہاری بات صحیح بھی ہو گئی تو میرا کوئی نقصان نہیں ہو سکتا اور اگر میرا کہنا صحیح نکل آیا تو تم دونوں کو ضرور نقصان اٹھانا پڑے گا۔

پس ہمارے حق میں مصلحت یہ ہے کہ ہم حزم اور احتیاط سے کام لیں اور جتنی چیزیں کہ ہمارے علوم کے مخالف معلوم ہوں اُن کو سُنتے ہی بلا تحقیق اُن سے انکار نہ کریں اور اپنی اس ہٹ دھرمی کو ترک کریں اور محمد صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے دعوے سے بحث کریں اور اس امر کی تفتیش کریں کہ لوگ اُن کی کیوں تصدیق کرنے لگے اور اُن کے دلائل میں غور و فکر سے کام لیں کیونکہ ہمارا اس میں ضرر ہی کیا ہے اور تحقیق کرنے سے ہمیں کونسا امر مانع ہو سکتا ہے بلکہ ممکن ہے کہ اس بحث و تحقیق کا یہی نتیجہ ہو کہ ہم ضرر سے بچ جائیں۔

پس دلائل سابقہ کو دیکھ کر اسی امر پر اُن کی رائے قرار پائی اور سب متفق ہو گئے اور انہوں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دعویٰ کی تحقیق پر کمر ہمت باندھی اور اس سے بحث کرنے پر آمادہ ہو گئے کہ آیا آپ کا دعویٰ سچا تھا یا جھوٹا اور اُن دلائل کی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تفتیش کرنے لگے کہ جن کی وجہ سے اُن لوگوں نے آپؐ کی اطاعت اختیار کی تھی تاکہ اُن میں غور کرنے سے اس امر کا پتہ لگ سکے کہ آیا وہ دلیلیں صحیح ہیں کہ جن کی وجہ سے اُن لوگوں نے آپؐ کی اطاعت اختیار کی تھی تاکہ اُن میں غور کرنے سے اس امر کا پتہ لگ سکے کہ آیا وہ دلیلیں صحیح ہیں کہ جن کی وجہ سے اور لوگوں کی طرح انہیں بھی تصدیق کرنا چاہیئے یا غلط ہیں یہاں تک کہ اُن کی غلطی کے ظاہر ہونے کی وجہ سے شبہ رفع ہو جائے اور کچھ تردد باقی نہ رہے۔ پس سب سے پہلے انہوں نے اُن اشیاء کو دیکھنا شروع کیا جنہیں کہ محمد صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلّم لائے تھے اور جن کی نسبت ان کا یہ دعوےٰ تھا کہ یہ اللہ تعالےٰ لیعنی اس عالم کے خدا کے پاس سے ہیں اور جن سب کو کہ وہ شریعت کہتے تھے۔

شریعتِ محمدیہؐ کے عقائد پر اُن کا مطلع ہونا جس میں سے بعض انہیں اپنے علوم کے مخالف معلوم ہوئے اور قریب تھے کہ شریعت کے حال سے بحث کرنا چھوڑیں لیکن انہیں بحث کرنیکے بارے میں اپنا قطعی فیصلہ یاد آیا

پس اُنہوں نے اُس میں بہتیری ایسی چیزیں دیکھیں کہ جو اُن کے علوم طبیعہ کے خلاف معلوم ہوتی تھیں جسے کہ وہ بالکل یقینی سمجھتے ہیں منجملہ ایسے امور کے شریعت میں یہ واقع ہُوا ہے کہ عالم کا مادہ پہلے موجود نہ تھا اور پھر پیدا ہُوا ہے اور جس نے کہ اُسے بعد عدم موجود گی کے موجود کیا ہے اور اُس سے طرح طرح کی کائنات کو اس عمدہ انتظام پر پیدا کیا ہے وہی خدا تعالےٰ ہے اور اُس نے جیسے کہ اُسے عدم سے موجود کر دیا ہے وہ اسی طرح بعد موجود ہونے کے اُسے پھر معدوم کر سکتا ہے۔ اور اسی خدا نے علاوہ تمام حیوانات کے انسان کو ایک مستقل نوع بنایا ہے اور اُسی سے اُس کی عورت کو پیدا کیا ہے اور پھر اُن دونوں کو اُسی نے ایسے مکان میں رکھا ہے کہ جسے جنّت کہتے ہیں اور بعد اس کے ان دونوں کو اُن سے ایک امر میں خلاف

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو جانے کی وجہ سے زمین پر اُتار دیا۔

انسان کے لئے اُس کے بدن کے علاوہ ایک دوسری چیز نفس بھی ہے جسے کہ رُوح کہتے ہیں اُس کے بدن کے ساتھ اُس کو ایک خاص علاقہ ہُوا کرتا کہ جب تک وہ علاقہ رہتا ہے اُس کو زندگی حاصل رہتی ہے اور جب وہ علاقہ جاتا رہتا ہے تو موت آجاتی ہے۔ یہ روح بدن سے جدا ہونے کے بعد بھی باقی رہتی ہے۔ اور وہ ادراک کرتی ہے اُسے لذت اور الم بھی حاصل ہوتا ہے۔ انسان کی موت آنے اور اُس کے فنا ہونے کے بعد بھی خدا تعالےٰ اُسے پھر زندہ کرے گا اور اُس کے ساتھ دوبارہ روح کا علاقہ پیدا کر دے گا۔ اُس نے اپنی دنیاوی زندگی میں جو نیک عمل کئے ہوں گے اُس کو اُن کی جزا دے گا اور جو بُرے عمل کئے ہوں گے اُن کی سزا دے گا۔ خدا کی نعمتیں اس مکان میں ملیں گی جس کا نام جنت ہے اور اُس کا عذاب اُس مکان میں ہو گا جس کا نام دوزخ ہے۔ خدا انسان کو اُن دونوں میں زمین و آسمان کے تباہ ہو جانے اور لوگوں کے مرنے کے بعد پھر اُن کے دوبارہ زندہ کئے جانے کے بعد داخل کرے گا۔ لوگ اُن دونوں میں ہمیشہ رہیں گے۔ بدن کے ساتھ روح کے متعلق ہونے اور اس میں زندگی پائے جانے کے وقت لذت اور الم کے معلوم کرنے میں بدن اور روح دونوں مشترک ہیں۔ انسان کی طرح باقی حیوانات میں بھی روح پائی جاتی ہے اور جتنی سمجھ کہ اُن کی زندگی کے لئے ضروری ہے تمام حیوانات کو حاصل ہوتی ہے البتہ اس قدر سمجھ اور عقل نہیں پائی جاتی جس قدر کہ انسان میں موجود ہے اسی وجہ سے بخلاف اور حیوانات کے انسان کو اس خدا کی عبادت کی تکلیف دی گئی۔ اسی خدا نے کچھ نورانی اجسام پیدا کئے ہیں کہ جن کا نام فرشتہ ہے۔ اُن کو اس امر کی قدرت ہوتی ہے کہ مختلف شکلیں بدل لیں ہمارے سامنے سے گزر جائیں اور ہم نہ دیکھیں اُن میں نری بھلائی ہی پائی جاتی ہے۔ وہ ایسے ایسے کام کر سکتے ہیں کہ جن سے انسانی طاقتیں بالکل عاجز ہیں۔ یہی فرشتے خدا اور اُس کے اُن نیک بندوں کے مابین کہ جو رسول کے نام سے مشہور ہیں

www.KitaboSunnat.com
محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خداوندی احکام کے پہنچانے کا واسطہ واقع ہوتے ہیں۔ خدا تعالےٰ نے اسی طرح اور اجسام بھی پیدا کئے ہیں کہ جو اپنے بعض خواص میں انہی فرشتوں کے مشابہ ہیں۔ مثلاً مختلف شکلیں بدلنا، نظر سے چھپا رہنا، بڑے بڑے کاموں پر قادر ہونا لیکن اُن باتوں میں اُن سے فرق ہے کہ وہ ان کی طرح نورانی نہیں ہوتے اور نہ ان میں نری بھلائی ہی ہوتی ہے اور نہ وہ خدا کے اور اُس کے رسولوں کے درمیان واسطہ ہوتے ہیں ایسے اجسام کا نام جن ہے۔

خدا تعالےٰ نے ہمارے اُوپر سات آسمان پیدا کئے ہیں کہ جو فرشتوں سے بھرے ہُوتے ہیں اور وہ اہی آسمان سے پانی اُتارتا ہے اُسی خدا نے ان آسمانوں سے اوپر ایک بہت بڑا جسم پیدا کیا ہے کہ جس کا نام کرسی ہے اور اس کے اوپر اُس سے بھی بڑا ایک اور جسم ہے کہ جس کا نام عرش ہے۔ ہمارے اور ان آسمانوں کے درمیان بہت ہی بڑا فاصلہ ہے اور فرشتے اس فاصلہ کو بہت تھوڑے زمانہ میں قطع کر سکتے ہیں۔ جو کچھ کہ زمین ہو یا آسمان جنت ہو یا دوزخ جملہ کائنات میں ہوتا ہے خدا ہی کی قضاء و تقدیر سے واقع ہوتا ہے۔ یعنی اس وجہ سے کہ خدا نے جان لیا ہے اور وہ ارادہ کرتا ہے اور اس کو اپنی قدرت سے موجود کر دیتا ہے۔ اُس نے ایک بہت بڑا جسم جسے کہ لوح کہتے ہیں اور ایک دوسرا جسم جسے کہ قلم کہتے ہیں اس لئے پیدا کیا ہے کہ جو کچھ واقع ہو اُس میں ثبت کیا جائے اور مسطور رہے اگرچہ اُس کو اُس کی کوئی ضرورت نہ تھی۔ جتنی چیزیں کہ اُس کی قضاء اور حکم سے ہوتی ہیں سب اُسی کے پیدا کرنے سے موجود ہوتی ہیں

لہ قضاء و قدر کی بحث آگے آتی ہے یہاں اتنا سمجھ لیجئے کہ قدر اور تقدیر کے معنی اندازہ کرنے اور مقرر کر دینے کے ہیں اور قضاء کے معنے حکم کرنے کے ہیں۔ پس حاصل یہ ہُوا کہ خدا نے پہلے سے تمام عالم کا ایک اندازہ مقرر کر دیا ہے اور اُسی کے موافق اپنے حکم اور ارادہ سے سب کچھ پیدا کیا کرتا ہے ۱۲ مترجم۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اُس کے سوا کوئی خالق نہیں۔ اگرچہ اُس نے مسببات کو اسباب کے ساتھ مرتبط کیا ہے اور یہ مقرر کیا ہے کہ سبب کے بعد مسبب پایا جائے لیکن ان دونوں کے لئے وہی خالق ہے وہی سبب کو پیدا کرتا ہے اور وہی اس کے بعد مسبب کو پیدا کر دیتا ہے۔

تمام چیزوں کی تاثیرات جو کہ ہم مشاہدہ کرتے ہیں اُسی کے خلق اور ایجاد سے ہوتی ہیں۔ کوئی شئے بالطبع یا اُس قوت کی وجہ سے جو اس میں رکھ دی گئی ہے حقیقتاً مؤثر نہیں ہے۔ وہ خدا قدیم سے موجود ہے ہمیشہ رہے گا اُس پر عدم کا طاری ہونا محال ہے ایک ہے۔ اپنی ذات اور صفات کے اعتبار سے یکتا ہے اُس کے سوا جتنی چیزیں ہیں سب اُسی کی محتاج ہیں وہ کسی کا محتاج نہیں ہے۔ موجودات میں سے نہ کوئی شئے اُس کے مشابہ ہے اور نہ وہ کسی شئے کے مشابہ ہو سکتا ہے اس کا ارادہ نہایت کامل ہوتا ہے تمام چیزوں کو پورے طور سے جانتا ہے جو کچھ کہ ہو چکا یا ہو رہا ہے یا آئندہ ہو گا اُسے سب کی خبر ہے اُس کے علم سے کوئی شے الگ نہیں جتنی چیزیں کہ عقل کے نزدیک ممکن ہیں چاہے وہ کتنی ہی بڑی اور مشکل کیوں نہ ہوں لیکن وہ سب پر پورے طور سے قادر ہے زندہ ہے جملہ صفات کمال کے ساتھ جو اس کے شایان ہے متصف ہے اور تمام صفات نقصان سے پاک ہے ایسے ہی اور مضامین کو سمجھئے کہ جن کو انہوں نے شریعت میں پایا اور وہ ان کے معتقدات کے خلاف ہیں جو انہیں اپنے علوم سے دریافت ہوئے یا جہاں تک اُن کی عقل کی رسائی ہوئی اس کے موافق ان کے علوم میں اُن چیزوں کی کوئی دلیل نہیں ملی یہ کیفیت دیکھ کر قریب ہی تھا کہ وہ لوگ اپنے اُس ارادے سے ہٹ جاتے جس پر کہ اُنھوں نے پختہ قصد کر لیا تھا کہ ہم محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دعویٰ سے بحث کر کے اُس کی تحقیق کریں گے اور کچھ بعید نہ تھا کہ وہ پھر تکذیب کرنے پر جم جائیں۔ لیکن اس ارادے سے باز رکھنے والا امر ان کا سابق کا وہ فیصلہ ہوا کہ جس پر سب لوگ متفق الرائے ہو چکے تھے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور وہ یہ ہے کہ ہمارے حق میں مصلحت یہ ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دعوے سے بحث کر کے اُس کی بخوبی تحقیق کریں تاکہ خطا میں پڑنے سے محفوظ رہیں اور احتیاط پر عمل کریں اس لئے کہ اُن کا تمام حقائق کی پوری واقفیت سے قاصر رہنا اور جملہ ممکن الوقوع حقیقتوں پر حادی نہ ہونا اُن کو معلوم ہو چکا تھا جس کی وجہ سے وہ اس امر کے اختیار کرنے پر مجبور تھے۔

پس وہ اپنے فیصلہ کئے ہوئے حکم پر عمل کے موقع پر بھی ثابت قدم رہے اور کہنے لگے کہ قبل اس کے کہ ہم محمد صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلّم کے متبعین کی دلیلوں پر غور کریں۔ ہمیں اُن مسائل سے بحث کرنا چاہیئے کہ جو شریعت میں ہمیں ملے ہیں اور وہ ہمارے اُن خیالات کے خلاف ہیں جن کو کہ ہم نے اپنے علوم کی مدد سے قائم کیا ہے یا ہمارے علوم میں اُن کی کوئی دلیل ہی نہیں ہے کیونکہ شاید اس طریقہ سے شریعت کے ایسے مسائل کی اُن سے بحث کرنے کے بعد غلطی ظاہر ہو جائے اور پیروانِ شریعت کے نزدیک بھی اُن کا غلط ہونا مدلّل ٹھہر جائے تاکہ اوّل امر سے اُن کا دعویٰ ساقط ہو جائے اور اس کے متبعین یا اوروں کے دلائل سے بحث کرنے کی محنت ہمیں نہ اٹھانا پڑے اور اسی طرح معاملہ طے ہو جائے۔ لیکن اس وقت ان کے دل میں یہ بات آئی کہ جب ان مسائل سے باہم ہم بحث کریں گے تو بسا اوقات واقعی امر کے ظاہر ہونے میں ہمیں دقت پڑ سکتی ہے کیونکہ ممکن ہے کہ اُن سے وہ مُراد نہ ہو جو بظاہر سمجھ میں آتا ہے یا کوئی ایسی صحیح وجہ نکل سکتی ہو کہ جس کی وجہ سے ہمارے علوم کے ساتھ مطابقت ہو جائے اور ہم خود اس کو نہ دریافت کر سکتے ہوں۔

اس فرقہ کا مسائل شریعت کے مذاکرہ کے لئے ایک شریعت دان عالم پر اعتماد کرنا تاکہ حق بات بھی ظاہر ہو جائے ۱۲

اس لئے بہتر یہ ہے کہ محمد صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلّم کی پیروی کرنے والوں میں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے کسی عالم سے ملیں اور یہ مسائل اُس کے سامنے پیش کر کے اُن کے بیان کی درخواست کریں۔ پس ہمیں یا تو اُن کی غلطی معلوم ہو جائے گی یا اُن کی صحت کا ہمیں پتہ لگ جائے گا اور اس عالم کی وجہ سے ہمیں مطلب کے سمجھنے میں دقت بھی پیش نہ آئے گی۔ پس وہ علما اسلام میں سے ایک عالم سے ملے اور انھوں نے اپنا قصہ اور اُن مسائل میں اُس کے ساتھ گفتگو کرنے سے جو اُن کا مقصد تھا سب بیان کیا۔

اس عالم کا فلاسفہ جدید کے مذہب کا خلاصہ دریافت کرنا اور اُن کا اسے بیان کرنا ۱۲

اُس عالم نے اُن سے کہا کہ اگر آپ چاہیں تو پہلے اس عالم کے بارے میں اپنے مذہب اور خیالات کا خلاصہ اور تمام کائنات کے وجود کی اصل مجھ سے بیان کر دیں کیونکہ شاید اس طور میں اُن شرعی مسائل کو جن کو کہ آپ لوگ نہیں مانتے آپ ہی لوگوں کے خیالات کے موافق ثابت کر سکوں یا میں آپ کے اعتقادات اور خیالات کی غلطی نکال دوں یا اس کے سوا کوئی اور صورت اختیار کروں کہ جس سے باہمی اختلاف رفع ہو جائے۔ تب اس رائے کو سب نے پسند کیا اور کہنے لگے کہ لیجئے ہمارے مذہب اور خیالات کا خلاصہ سُنئے کہ جو ہم نے اپنے علوم کی مدد سے قائم کئے ہیں۔

وہ یہ ہے کہ اس عالم کی اصل اور انواع انواع کی ارضی اور سماوی اشیاء کی پیدائش کے بارہ میں قدمائے فلاسفہ کا بڑا اختلاف ہے ہر ایک نے ایک جدا مذہب قائم کیا لیکن زمانہ حال میں جس امر پر کہ رائے قرار پا چکی ہے اور جس بات کا پتہ تجربہ اور دلیل سے معلوم ہوا ہے وہ یہ ہے کہ اس عالم کی سماوی اور ارضی اشیاء کی اصل دو امر ہیں مادہ اور اُس کی قوت (حرکت) اور یہ دونوں قدیم اور ہمیشہ سے ہیں ازل سے ان میں تلازم پایا جاتا ہے یہ ممکن ہی نہیں کہ مادہ اور اُس کی قوت میں انفکاک اور انفصال ہو سکے اور ان دونوں میں سے کوئی بغیر دوسرے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے پایا جا سکے۔

مادہ سے مراد یہی اثیر (ایتھر) ہے جو کہ خلاء میں بھرا ہوا ہے مادہ کی جتنی صورتیں ہو سکتی ہیں انہیں سے بسیط سے بسیط صورت میں موجود ہونے کی حالت کے اعتبار سے اس کو اثیر (ایتھر) کہتے ہیں۔ رہی مادہ کی قوت اُس سے اُس کے غیر منقسم[1] اجزا کی حرکت مراد ہے جو کہ اپنی ذات کے اعتبار سے متماثل اور صفات کے لحاظ سے مختلف ہیں جن کی شکلیں بدلتی رہتی ہیں اور ہم لوگ (یعنی سائنس جاننے والے) اس بات کے قائل ہیں کہ یہ حرکت مادہ میں خود بخود پیدا ہوتی ہے اس کے لئے کوئی خارجی سبب نہیں ہے۔ پھر اجرام سماوی یعنی ستارے اور کائنات ارضی یعنی جمادات، نباتات، حیوانات پہلے موجود نہ تھے اور پھر اسی مادہ سے بذریعہ اس کی حرکت کے بنے ہیں اور اُن کا بننا بھی اسی طرح سے ہے جس طرح سے اپنی علت سے معلول بالضرور بن جاتا ہے اور اشیاء کی پیدائش میں مادہ اور اُس کی حرکت کو نہ کسی قسم کا ادراک ہوتا ہے اور نہ اُن میں قصد پایا جاتا ہے۔

سماویات ارضیات حیات عقل انسان وغیرہ کے بارے میں فلاسفہ جدید کا خیال

اب سنئے کہ پہلے تو انہی اجزاء کے خاص قسم کی کیفیات پر مجتمع ہو جانے سے سدیمی مادہ کا وجود ہوا۔ سدیمی[2] مادہ سے چھوٹے چھوٹے ذرے مراد ہیں اور قانون کشش ان کے اجتماع کا باعث ہوا اس طرح پر ایک کرہ بن گیا اور وہ اپنے محور کے گرد گردش کرنے لگا۔ پھر دوسرے قوانینِ قدرت کے موافق وہ مشتعل ہو گیا وہ کرہ یہی شمس تھا پھر اس کی گردش کے مقتضا کے موافق باقی ستارے اُس سے جدا ہونے لگے اور کرے بن بن کر اپنے محوروں پر گردش کرنے لگے منجملہ اُن کے ہماری زمین بھی ہے جس پر کہ

---

[1] یعنی جس کی قسمت فکی نہیں ہو سکتی [2] سدیمی (یعنی اجزاء و سقراطیسیہ) ۱۲ مترجم ؛؛

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہم آباد ہیں زمین کا یہ قصّہ ہُوا کہ آفتاب کے جُدا ہونے کے بعد اپنے محور کے گرد مدت تک گردش کرتی رہی اور اس طرح پر اس کا پوست یعنی سطح ظاہری سرد ہونے لگی اور مختلف طبقات بنتے اور معاون حیوانات، نباتات پیدا ہوتے رہے اور سبب اس کا وہی مادہ کی حرکت اور خاص طور پر باہم اُن کا اجتماع تھا۔ علم طبقات الارض[1] کی تحقیقات کے موافق ہمارے نزدیک یہ بات بھی پایۂ ثبوت کو پہنچ گئی ہے کہ حیوانات اور نباتات پہلے نہ تھے اور پھر اُن کا وجود ہُوا ہے اور یہ اس لئے کہ ارض کے مختلف طبقات کے خلاف آخری طبقہ میں جہاں تک کہ ہماری رسائی ہوسکی ہم نے حیوانات اور نباتات کے بالکل آثار نہیں پائے اس سے صاف ظاہر ہُوا کہ زمین پر کوئی ایسا زمانہ ضرور گزرا ہے کہ جب اُس پر جاندار اجسام یک لخت موجود نہ تھے اس کے بعد بحث۔ تحقیقات اور کیمیاوی اعمال کے مشاہدات کی بدولت ہماری یہاں تک رسائی ہوگئی جس سے کہ ہم نے یہ دریافت کر لیا کہ عناصر بذریعہ حرکت مادہ کے اُس کے اجزار کے اجتماع سے پیدا ہوئے ہیں کہ جو شمار میں ساٹھ سے بھی زائد ہیں اور عناصر کے مجتمع ہونے اور خاص طور پر ملنے کی وجہ سے معدنیات اور جاندار اجسام وجود میں آئے۔

پہلی چیز جس سے کہ یہ بنتے ہیں ایک قسم کا زلال کے مثل مادہ ہوتا ہے جس کی ترکیب میں چند عناصر شامل ہوتے ہیں اور وہ نہ تو بالکل جما ہُوا ہوتا ہے اور نہ پتلا بلکہ ان دونوں کی درمیانی حالت رکھتا ہے۔ اس میں غذا[1] حاصل کرنے، منقسم[2] ہونے، توالد[3] و تناسل کی قوت پائی جاتی ہے۔ ہم نے اس مادہ کا نام برٹو بلاسم (یعنی پہلی شئے) رکھا ہے۔ اسی کے منقسم ہونے سے وہ خول تیار ہوتے ہیں جن سے کہ جسم اعضاء کی بناوٹ ہوتی ہے اور اسی کے مجتمع ہو جانے سے حیوانات اور نباتات سب سے بسیط اور بالکل ابتدائی حالت میں پیدا ہوئے ہیں حیات (زندگی) انہی عناصر کے فعل و انفعال اور اُن کے کیمیاوی امتزاج کے محض ایک ظہور کا نام ہے

[1] جیالوجی ۱۲ مترجم

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ کوئی دوسری مستقل شئے نہیں ہے کہ جس کا جسم میں حلول ہوتا ہو جیسا کہ ہم لوگوں میں سے حیات کو ایک مستقل شئے ماننے والے فرقہ کا خیال ہے اور حیوان میں یہی حیات ہوتی ہے روح کوئی چیز نہیں ہے پھر وہ حیوانات اور نباتات جو ابتدائی حالت میں تھے قدرت کے چار قوانین کے موافق جو اُن کے لئے ضروری ہیں توالد و تناسل کی وجہ سے بڑھنے اور ترقی کرنے لگے۔ پہلا قانون افراد کا باہم ایک دوسرے سے مبائن ہونا ہے جس کا نام تبائن افراد ہے۔ پس کوئی فرد اپنی اصل کے بتمامہ مشابہ نہیں ہو سکتی۔ منجملہ ان تبائنات کے نر اور مادہ کے ہونا ہے۔

دوسرا قانون فروع کا باوجود دوسرے تبائنات یا جداگانہ خصوصیتوں کے اختیار کرنے کے ان میں اصول کے تبائنات یا خصوصیتوں کا منتقل ہو جانا ہے جس کا نام قانون انتقال تبائنات الاصول الی الفروع مع بقاء الامتیاز ہے۔ پس اسی وجہ سے افراد میں کوئی قوی ہوتا ہے کوئی ضعیف یا کمزور۔ کوئی خارجی صدمات کا متحمل ہو سکتا ہے کوئی نہیں۔ کسی کے لئے ظروف موافق ہوتے ہیں کسی کے لئے ناموافق۔

تیسرا قانون باہم افراد میں باقی رہنے کے بارہ میں منازعت کا واقع ہونا جس کا نام قانون تنازع بقا ہے۔ پس اسی واسطے ضعیف یا کمزور خارجی طاقتوں کے تحمل نہ کر سکنے والے اور وہ جنہیں کہ ظروف ناواقف ہیں ہلاک اور نابود ہو جاتے ہیں اور افراد میں سے جو اُس کے خلاف ہیں وہ باقی رہتے ہیں۔

چوتھا قانون طبعی یا فطری انتخاب ہے اور اس سے فطرت کا نہایت عمدہ اور کامل شئے کو انتخاب کر کے حفاظت کرنا مراد ہے۔ پس لاکھوں برس کے گزرنے پر حیوانات اور نباتات کو اجزاء مادہ کی اضطراری حرکت اور فطرت کے اُن قوانین اربع کے موافق رفتار اختیار کرنے سے موجودہ حالت تک ترقی کرنا نصیب ہو گیا۔ یہاں تک کہ خود انسان بھی منجملہ تمام حیوانات کے ایک قسم کا حیوان ہی ہے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیکن فطری انتخاب کے قانون کے موافق عمدگی اور خوبی کے اعتبار سے ترقی کر کے اس موجودہ حالت پر پہنچ گیا ہے اور چونکہ وہ بندر کے ساتھ نہایت مشابہت رکھتا ہے تو یہ بات کچھ بعید نہیں بلکہ بہت قرین قیاس معلوم ہوتا ہے کہ انسان اور بندر کی ایک ہی اصل سے پیدائش ہوئی ہو اور دونوں ایک ہی اصل سے نکلے ہوں اور پھر انسان ترقی کرنے لگا ہو۔ حتیٰ کہ ترقی کرتے کرتے اپنے قریبن یعنی بندر سے بڑھ گیا ہو اور انسان تمام حیوانی انواع کے اعتبار سے بالکل نو پیدا ہے اور اس کی پیدائش ان سب کے بعد واقع ہوئی ہے اسی وجہ سے صرف کئی لاکھ برس کے نہایت محدود اور محدود زمانہ سے اُس کا وجود پایا جاتا ہے۔ اگرچہ کروڑوں برس اس سے پہلے بھی بکثرت انواع موجود رہی ہیں۔ عقل اور انسانی ادراک منجملہ اُن تمام افعال مادہ کے کہ جو مادہ کے اجزاء متحرکہ اور عناصر ممتزجہ کی تاثیر و تاثر سے پیدا ہوتے ہیں محض ایک خاص فعل کا نام ہے وہ کوئی علیحدہ شے نہیں ہے اگرچہ اصل مادہ اور حرکت دونوں کے دونوں عقل و ادراک سے بالکل خالی تھے پھر انسانی عقل اور بقیہ حیوانات کی عقول میں محض کمیت اور مقدار کا فرق ہے ماہیت کے اعتبار سے کوئی فرق نہیں۔ صرف یہ بات ہے کہ انسان میں عقل کی مقدار تمام حیوانات سے بڑھی ہوئی ہے پھر وہ باقی مسائل کہ جو ہم نے محمد صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی شریعت میں پائے جیسے کہ انسان کا مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونا دار نعیم و دار عذاب یعنی جنت اور دوزخ کا پایا جانا۔ فرشتوں، جنوں، آسمانوں، عرش کرسی، لوح اور قلم کا موجود ہونا فرشتوں کا بڑے بڑے کاموں پر قادر ہونا اور اسی قسم کے اور مسائل (یعنی وہ مسائل جو پہلے بیان ہو چکے) یہ سب باتیں ایسی ہیں کہ ہمارے علوم میں ان کی کوئی دلیل نہیں پائی جاتی اس لئے ہم اُن کا اعتقاد بھی نہیں کرتے بلکہ ان میں سے بعض امور تو ایسے ہیں کہ جن کو ہمارے علوم بالکل ساقط الاعتبار ثابت کرتے ہیں اور ان کے استحالہ پر دال ہیں کیونکہ اُن سے اُن قوانینِ فطرت کا ٹوٹنا لازم آتا ہے جنہیں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ ہم نے کائنات میں پایا ہے ۔

پس ان امور کا نہ ماننا ایک نہایت ضروری بات ہے ۔ یہ تو ہمارے مذہب کا علی وجہ الاختصار بیان ہے اور اسی پر طبعیات (سائنس) جاننے والے فرقہ کی عام طور پر رائے قرار پا چکی ہے ۔ اس کے بعد وہ لوگ محمدی دین کے عالم کی طرف مخاطب ہو کر کہنے لگے کہ صاحب اب آپ کہئے ہم آپ کے کلام کو نہایت شوق سے سُنیں گے ۔

محمدی عالم کا مادہ کے حدوث کو ثابت کرنے کے لئے تمہید بیان کرنا

تب اسلامی عالم نے اُن لوگوں سے یوں کہنا شروع کیا کہ اے میرے انسانی بھائیو ! سنو میرا محمدی دین اور آپ لوگوں کا بغرض اظہار حق گفتگو کرنے کے لئے مجھے انتخاب کرنا یہ دونوں امر ایسے ہیں کہ آپ لوگوں کے ساتھ خالص اور سچی خیر خواہی سے پیش آنے اور اظہارِ حق میں باریک بینی سے کام لینے کو مجھ پر لازم کرتے ہیں لیکن اس موقع پر مَیں آپ سے بغیر ایک امر کی درخواست کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ یہ ہے کہ آپ لوگ اتنی سی بات اپنے اوپر لازم کرلیں کہ بلا تعصب اور اپنے پہلے خیال کی ناحق طرفداری کے بغیر میری تقریر کو بغور سُنیں اور اسے اپنے دماغ میں جگہ دیں کیونکہ اگر تعصب سے کام لیا جائے گا تو حق بات ہرگز سمجھ میں نہ آئے گی اور عقل کی بینائی جاتی رہے گی اور جس طرح کہ دن دوپہر بھی بدلی کی وجہ سے آفتاب نظر نہیں آتا اسی طرح سے اس موقع پر بھی آنکھوں پہ تعصب کے پردے پڑجائیں گے اور آفتابِ حقیقت آنکھوں سے پوشیدہ ہو جائے گا ۔ اور اگر آپ لوگوں نے تعصب چھوڑ دیا اور اپنے خیالات سابقہ کی طرفداری نہ کی اور اس طور پر ان دونوں ناحق کی قیدوں سے اپنے اپنے ضمیروں کو آزاد کرلیا تو پھر دیکھ لیجئے گا کہ مَیں آپ لوگوں کی خاطر سے ایسی تقریر کروں گا کہ جس سے حق روزِ روشن کی طرح ظاہر ہو جائے گا بشرطیکہ اُس خدا کو منظور ہُوا جس کے سوا میں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کسی دوسرے کو کسی شئے کا پیدا کرنے والا نہیں مانتا۔)

ابطال مذہب فلاسفہ کی تمہید

پس آپ لوگوں کے مذہب یعنی اُن خیالات میں جنہیں کہ آپ نے ابھی میرے سامنے بیان کیا ہے۔ سچے طور پر غور کرنے کے بعد میں کہتا ہوں کہ آپ کے مذہب کی بنیاد مجھے یہ معلوم ہوئی کہ آپ مادہ کو قدیم مانتے ہیں۔ پھر چونکہ آپ نے مادہ کو قدیم مان لیا اس لئے بظاہر آپ کسی کو خدا مان لینے کے لئے مجبور نہ ہوئے کہ جو اُس کو پیدا کرتا اور جب کہ آپ نے مادہ کے سماوی اور ارضی تنوعات کو دیکھا اور اُن کا حادث ہونا بھی آپ کے نزدیک ثابت ہوگیا اور عقل اُن تمام تنوعات اور تغیرات کے حدوث کو محض نفس مادہ ہی کی وجہ سے اس سبب سے تسلیم نہ کرسکی کیونکہ اس کے نزدیک مادہ میں اُس کی صلاحیت نہیں پائی جاتی۔ ان وجوہ سے آپ کو ضرورت ہوئی کہ آپ مادہ کے ذرات بسیطہ کے لئے حرکت ثابت کریں۔

اس طرح پر تمام تنوعات کو آپ نے مادہ اور اُس کی حرکت پر مبنی کیا اور اگر آپ مادہ کا حدوث مان لیتے تو آپ کو ضرور کسی نہ کسی خدا کے وجود کا یقین کرنا پڑتا جو کہ اُسے پیدا کرتا اور اُس کے عدم پر اُس کے وجود کو ترجیح دیتا۔ پھر اس کے بعد جب آپ اس کے تنوعات پر نظر ڈالتے تو اُس وقت یہی کہنے لگتے کہ جس خدا نے کہ مادہ کو پیدا کیا ہے وہی اُس کے تنوعات کو بھی پیدا کر رہا ہے کیونکہ اس تقدیر پر اُن تنوعات کے لئے سوائے خدا کے کسی دوسرے موجب کی ضرورت ہی نہ پڑتی اور نہ ذرات مادہ کے لئے حرکت ہی ثابت کرنے کی حاجت رہتی اور اس تکلف سے بھی نجات مل جاتی اور اس زبردستی کی بات کا قائل بھی نہ ہونا پڑتا کہ عالم کی انواع انواع کی چیزیں محض مادہ اور اُس کی حرکت سے علی وجہ الضرورت پیدا ہوگئی ہیں اور خوبی یہ کہ ان میں (یعنی مادہ اور اس کی حرکت

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں) نہ تو کسی قسم کا ارادہ پایا جاتا ہے نہ کچھ سمجھ ہے۔ نہ انہیں کسی شے کا علم ہی ہوتا ہے اور نہ کچھ تدبیر ہی کی قابلیت رکھتے ہیں اور پھر بھی اُن سے سب کچھ باقاعدہ ہی ہوتا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ تمام عالم نہایت ہی عجیب وغریب انتظام کے ساتھ پیدا ہو گیا جس کو دیکھ کر عقل صاف یہی حکم کرتی ہے کہ اُس کے لئے اتنی چیزوں کی ضرورت ہے کہ قدرت پوری پوری ہو علم نہایت ہی کامل ہو حکمت اور تدبیر اعلیٰ درجہ کی موجود ہو۔

اس موقع پر میں یہ خیال کرتا ہوں کہ جب میں مادہ کے قدم کے بطلان پر دلیل قائم کر دوں گا اور اس کا حدوث ثابت ہو جائے گا تو اس وقت لامحالہ آپ کو کوئی نہ کوئی خدا ماننا پڑے گا کہ جس نے مادہ کو پیدا کر دیا اور جو عدم سے اس کو وجود میں لایا۔ اس طریقہ سے آپ کو یہ سمجھنا بھی آسان ہو جائے گا کہ مادہ کے تمام تنوعات اُسی خدا کے فعل کی وجہ سے ہیں اور اُس کی قدرت علم حکمت اور تدبیر کا کامل ہونا انہیں تنوعات سے خود ہی معلوم ہو جاتے گا۔ اس کے بعد آپ لوگوں پر شریعتِ محمدیہ کے باقی مسائل کی تصدیق کر لینا بھی جنہیں کہ آپ اب تک اپنے علوم اور اعتقادات کے خلاف سمجھ رہے ہیں کچھ دشوار نہ رہے گا۔

ابطال مذہب فلاسفہ کے لئے اُن کے مسلمات سے تین قضیوں کو انتخاب کرنا اور مادہ کا قدم باطل کرنا

لیجئے سنئے! میں نے آپ کے سابق الذکر مذہب میں تین قضیئے ایسے پائے ہیں کہ جن کا آپ لوگ بڑے اعتقاد جازم کے ساتھ یقین کرتے ہیں اور اُس پر ایمان لائے ہوئے ہیں لیکن اگر صحیح نظر سے اُن میں غور کیا جائے تو صاف ظاہر ہو جاتا ہے کہ اُن سب کے ثبوت کی معًا تصدیق کرنا باعتبار نفس الامر کے ہرگز ممکن نہیں کیونکہ بعض اُن میں سے بالکل قطعی ہیں، مشاہدہ سے اُن کا ثبوت ہو چکا ہے اُن کی تصدیق کرنا ایک لازمی بات ہے لیکن اگر ان کی تصدیق کی جائے تو پھر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسرے کا ماننا کسی طرح صحیح نہیں ہو سکتا (پہلا قضیہ) یہ ہے کہ آپ لوگ مادہ اور اس کے ذرات بسیطہ کی حرکت کے قدم[1] کے قائل ہیں اور ان دونوں کو ازل سے متلازم مانتے ہیں کہ کوئی بغیر دوسرے کے پایا ہی نہیں جا سکتا۔ یعنی مادہ اور حرکت میں مفارقت ہونا محال ہے۔ (دوسرا قضیہ) یہ ہے کہ آپ لوگ مادہ کے جمیع تنوعات کے حدوث[2] کے قائل ہیں۔ یعنی تمام اشیاء سماوی اور ارضی خصوصاً حیوانات کی ساری انواع پہلے موجود نہ تھیں اور اسی مادہ سے پیدا ہو گئیں کیونکہ طبقات الارض کی دیکھ بھال سے آپ لوگوں کو لازمی طور پر یہ حکم لگانا پڑا کہ تمام انواع کے حیوانات اور نباتات زمین میں پہلے نہ تھے اور پھر پیدا ہوئے ہیں اور ان کی پیدائش کے لئے لاکھوں برس کا زمانہ آپ نے ٹھہرایا ہے اور اسی کی مقتضاء کے موافق آپ نے یہ حکم لگایا کہ انسان کی پیدائش جملہ انواع کے لحاظ سے بہت ہی حال کی ہے اور وہ سب کے بعد پیدا ہوا ہے کیونکہ اس کے آثار صرف زمین کے اوپر کے طبقات میں پائے جاتے ہیں۔ طبقات زیریں میں اس کے آثار کا نام و نشان نہیں۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ سب کے بعد پیدا ہوا پھر اس کی پیدائش کے زمانہ کے مقرر کرنے میں آپ لوگوں نے بے انتہا اختلاف کیا ہے جیسا کہ میں نے آپ ہی لوگوں کی کتابوں میں پڑھا ہے۔

(تیسرا قضیہ) یہ ہے کہ آپ لوگ مادہ کے جمیع تنوعات کو بذریعہ اس کے ذرات کی حرکت کے کہ جو مادہ کے لئے ازل سے لازم ملزوم ہے اور نیز ان قوانین قدرت کے مقتضاء کے موافق کہ جو ان میں موجود ہیں علی وجہ الضرورۃ مادہ سے حادث مانتے ہیں اور پھر مادہ اور اس کی حرکت کا نہ اس میں کچھ اختیار ہے اور نہ ان

---

[1] قدم سے مراد کسی شئے کا ہمیشہ سے موجود ہونا اور اس پر عدم کا کوئی زمانہ نہ گزرنا۔

[2] حدوث سے مراد کسی ایسے شئے کا موجود ہو جانا کہ جو پہلے موجود نہ تھی۔ (۱۲ مترجم)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں کوئی ارادہ ہی پایا جاتا ہے۔ مقصود اس سے یہ ہے کہ جیسا آپ کے کلام سابق میں اس کی تصریح موجود ہے کہ جس طرح معلول اپنی علت سے حادث ہوا کرتا ہے۔ اسی طرح مادہ اور اس کی حرکت سے تمام تنوعات حادث ہوئے ہیں۔

پس تمام تنوعات معلول ٹھہرے اور مادہ اور اُس کی حرکت تنوعات کی علت۔ (حقیقت میں اُن کے نزدیک محض مادہ کی حرکت ہی علت ہے لیکن جب کہ مادہ اور اُس میں حرکت میں انفکاک ناممکن تھا۔ یہاں تک کہ وہ اس امر کے قائل ہو گئے ہیں کہ مادہ اور اُس کی حرکت میں سے کسی کا وجود بغیر دوسرے کے متصوّر ہی نہیں ہے اس لئے دونوں کو بمنزلہ شئے واحد کے اعتبار کر لیا ہے اور اسی کو علّت کہہ دیا ہے اور چونکہ اُن دونوں میں تلازم پایا جاتا ہے اس لئے یہ اعتبار کر لینا جائز ہے کوئی مضائقہ بھی نہیں ہے)۔

جب آپ کو یہ سب کچھ معلوم ہو چکا تو اب سنئے کہ ہر عقل سلیم صرف یہی حکم کرتی ہے کہ کوئی شئے اپنی علّت سے جس سے کہ اُس کا وجود لازم ہو جاتا ہے ہرگز تخلف نہیں کر سکتی۔ پس اگر اُس کی علت حادث ہوگی تو وہ شئے بھی اس کے بعد ہی بلا تاخیر موجود ہو جائے گی اور اگر اُس کی علت قدیم ہوگی تو وہ شئے بھی قدیم ہی ہوگی اور قدم میں اپنی علت کی متابعت کرے گی اُس سے ہرگز متاخر نہ ہو سکے گی ورنہ لازم آئے گا کہ علت تو پائی جائے اور معلول نہ ہو اور یہ بات محال ہے۔ جب یہ ثابت ہو گیا تو اب میں کہتا ہوں کہ آپ لوگوں کے مادہ اور اس کی حرکت کو قدیم ماننے سے کہ جو جمادات۔ نباتات۔ حیوانات اور تمام عالم کی انواع انواع کی چیزوں کے لئے علت ہیں یہ لازم آتا ہے کہ یہ سب اشیاء بھی کہ جو اُن کی معلول ہیں قدیم ہو جائیں حالانکہ آپ لوگ اپنے علوم طبعیہ اور علم طبقات الارض کی تحقیقات کے موافق اُن کے قدم کے قائل نہیں ہیں اور اگر آپ یہ کہیں کہ اس علت کو اُن معلومات کے لازم ہونے سے یہ ضروری نہیں ہے کہ اُن کا وجود ایک ہی دفعہ بالکل مکمل ہو جائے اس لئے کہ علل اور معلولات

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں باہم ارتباط پایا جاسکتا ہے اور ایک دوسرے پر سلسلہ وار موقوف ہوسکتے ہیں۔ مثلاً یہ ممکن نہیں ہے کہ پانی کے وجود سے پہلے حیات کا ظہور ہوسکے اور پانی اپنے دونوں عنصروں کے بننے سے پہلے موجود ہو جائے اور وہ دونوں عنصر جو پانی کو مرکب کرتے ہیں ہائیڈروجن اور آکسیجن ہیں اور خود وہ دونوں اجزا مادہ کے خاص طور پر مجتمع ہونے سے پہلے کہ جس سے اُن کی تالیف حاصل ہوسکے موجود نہیں ہو سکتے۔ پس حیات کا وجود پانی کے وجود پر موقوف ہے چاہے اس سے ایک لحظہ ہی پہلے کیوں نہ ہو۔

پس کون سی عقل یہ قیاس کر سکتی ہے کہ مادہ اور اس کے سارے مرکبات ایک ساتھ ہی موجود ہوسکتے ہیں اس کا جواب ہم یہ دیں گے کہ جب ان تمام علتوں میں سے پہلی علت بھی (اور وہ مادہ اور اُس کے اجزاء کی حرکت ہے) حادث مان لی جائے اُس وقت بے شک اُن قوانینِ قدرت کے موافق جو پیدائش کے متعلق ہیں اور جن کے کہ آپ لوگ قائل ہیں ضرور ایک مدت کی حاجت پڑ سکتی ہے تاکہ اُس میں استعداد آجائے اور مادہ کے اجزاء اس طرح پر مجتمع ہولیں جس سے کہ عناصر کی تالیف ہو پھر پانی بنے اُس کے بعد حیات موجود ہو اور اس تقدیر پر بلاشبہ انہیں قوانینِ قدرت کے موافق عقل کے قیاس میں یہ صحیح نہیں ہوسکتا کہ پانی سے پہلے حیات موجود ہو جائے یا عناصر نہ بننے پائیں اور پانی حاصل ہو جائے یا اجزاء مادہ کے مجتمع ہونے سے پہلے ہی عناصر بن جائیں (یہ سب اہلِ سائنس کی سمجھ کے موافق کہا گیا ہے ورنہ پیروان اسلام کی عقلوں میں یہ امور ناممکن نہیں کیونکہ اُن کے نزدیک تو یہ سب کچھ خدائے قادر ہی کرتا ہے اور اُس کی قدرتِ کاملہ سے کوئی امر ممکن خارج نہیں ہوسکتا۔ کوئی شئے ہم کو چاہے کتنی ہی مستبعد اور تعجب انگیز کیوں نہ معلوم ہوتی ہو لیکن خدا سب پر قدرت رکھتا ہے) لیکن جب پہلی علت کو قدیم مانا جائے جیسا کہ آپ لوگوں کا خیال ہے تو پھر یہ کیونکر ممکن ہوسکتا ہے کہ یہ سارے معلولات حادث ہوں باوجودیکہ ان

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی علت ازلی اور ہمیشہ سے موجود ہے کیونکہ جب اُن کی علت اُن کے موجود ہونے کو بالاضطرار لازم کرتی ہے تو پھر بتلائیے کہ ان سب اشیاء کو اتنے لاکھوں یا کروڑوں برس کی مدت تک پیدا ہونے سے کس چیز نے روک رکھا اور پہلے پیدا نہ ہونے دیا اور کس وجہ سے اتنی مدت گزرنے کے قبل ہی وہ موجود نہ ہوگئیں اور اگر آپ یہ کہیں کہ اتنی مدت کی اس لئے حاجت ہے تاکہ علت میں معلولات کے پیدا ہونے کی استعداد آجائے یعنی اُس میں استعداد پیدا ہونے کے لئے اتنے کروڑ سال کی ضرورت ہوئی تو ہم آپ سے پوچھیں گے کہ آپ کی معین کردہ مدت کے قبل ہی استعداد کیوں نہ پیدا ہوگئی باوجودیکہ پہلی قدیم علت اس کی مقتضی بھی موجود تھی اور کس چیز نے اتنی مدت تک استعداد کو پیدا نہ ہونے دیا اور پھر اس قدر مدت گزرنے کے بعد اُسے پیدا کر دیا۔ معلولات کے حدوث اور اُس حدوث کی استعداد پیدا ہونے کے لئے جتنی مدت آپ بڑھاتے جائیں گے ہمارا یہ سوال برابر قائم رہے گا کہ پھر اس مدت سے پہلے حدوث کیوں نہ ہُوا اور اس کی استعداد اس سے قبل کیوں نہ آگئی۔ بہر حال یہ سلسلہ یوں ہی جاری رہے گا اور ہمارا سوال آپ سے ہرگز نہ اُٹھ سکے گا۔ خلاصہ یہ کہ علت اولی ہی سے استعداد کے بالاضطرار پیدا ہونے میں ذرا بھی شک باقی نہیں ہے۔

پس حدوث و قدوم کے اعتبار سے استعداد کی بھی وہی حالت ہوگی جو اُس کی علت کی ہے اور چونکہ اس موقع پر یہ علت قدیم مانی گئی ہے اس لئے ضروری ہے کہ استعداد بھی قدیم ہو اور استعداد کا قدیم ہونا مستلزم ہے کہ تمام تنوعات جو معلول ہیں وہ بھی قدیم ہوں ورنہ لازم آئے گا کہ علت تو ہمیشہ سے موجود ہو اور معلول ندارد۔ حالانکہ یہ صریح محال ہے۔

پس اب یا تو آپ ان تمام تنوعات کو بھی جو معلول ہیں قدیم مانئے اور جو بات کہ آپ کے علوم طبعیہ اور علم طبقات الارض کی تحقیقات سے پایۂ ثبوت کو پہنچ چکی ہے اُس کی تکذیب کیجئے حالانکہ آپ لوگ اس امر کے ہرگز قائل نہیں ہوسکتے اور یا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے قائل ہو جائیے کہ مادہ اور اُس کی حرکت سارے کام اپنے اختیار اور ارادے سے کرتے ہیں۔

پس انہوں نے ان تنوعات کی پیدائش کے لئے جو زمانہ چاہا مقرر کر دیا اور آپ لوگ اس کو بھی کبھی نہیں مان سکتے بلکہ اس کا تو آپ بڑے شدومد سے انکار کرتے ہیں جیسا کہ میں نے آپ لوگوں کی کتابوں میں پڑھا ہے اور اگر بالفرض بعض اہلِ سائنس اس کے قائل بھی ہو جائیں تو یہ خرابی لازم آئے گی کہ اُن کو اجزاء مادہ کے ہر ہر جز کے لئے اتنا علم اور ادراک ماننا پڑے گا جس سے وہ اس امر کے دریافت کرنے کے قابل ہو سکے کہ وہ باقی اجزاء کے ساتھ کون سے خاص طریقہ سے مجتمع ہو تا کہ عالم کی بے شمار انواع میں سے کوئی خاص نوع بن جائے اور پھر وہ اپنی وضع کون سی طرز پر بدل دے جس سے کوئی دوسری نوع بن جائے علیٰ ہذا القیاس تمام انواع کو لے لیجئے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ ہر ہر ذرہ میں اتنے امور کے دریافت کرنے کی قوت آپ مان سکتے ہیں جس کو کہ بڑے بڑے لوگ اور انتظامی دنیا کے نہایت ہی تجربہ کار سن رسیدہ اشخاص کی کمیٹی بھی دریافت نہیں کر سکتی اور وہ بھی عاجز ہیں۔

اس موقع پر اس کے علاوہ اور بہت سے اعتراضات اس بنا پہ وارد ہو سکتے ہیں کہ اگر ہم اُن سب کو بیان کرنے لگیں تو بہت ہی طوالت ہو جائے اور یا آپ لوگوں کو ایسا کوئی سبب صحیح بیان کرنا چاہیئے کہ جس کی وجہ سے یہ تمام تنوعات اپنی علت سے اتنے عرصہ تک متخلف رہے اور اتنے کروڑ برس کے بعد جا کر بنے۔ میں تو نہیں سمجھ سکتا کہ آپ لوگ اس کی کوئی وجہ اصلاً یا نقلاً کچھ بیان کر سکتے ہیں۔ اس کا بیان کرنا کیا مُنہ کا نوالہ ہے ذرا کام رکھتا ہے اور یا تو آپ لوگ مادہ اور اس کی حرکت کو حادث مان لیں اور یہی عین مقصود ہے۔

حدوث مادہ کی اول دلیل منطقی ہیئت پر ۱۲

آئیے اسی دلیل کو ہم اختصار کے ساتھ آپ کو مرتب کر کے دکھلائیں۔ وہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس طور پر ہو گی کہ اگر تمام تنوعات کی علت (اور وہ مادہ اور اُس کی حرکت ہے) قدیم ہو گی تو اُس کی استعداد بھی قدیم ہو گی اور اگر استعداد قدیم ہو گی تو تمام تنوعات بھی قدیم ہوں گے لیکن تنوعات قدیم نہیں ہیں اس لیئے استعداد بھی قدیم نہ ہوئی اور یہی مقصد ہے۔ پھر اگر آپ یہ کہنے لگیں (اگرچہ میں آپ کی نسبت ایسا ہرگز خیال نہیں کر سکتے کہ آپ ایسی بدیہی البطلان بات کے کہنے کی جرأت کر سکیں گے) کہ نہیں استعداد حادث ہے اور تمام تنوعات بھی حادث ہیں لیکن پھر بھی مادہ اور اُس کی حرکت دونوں قدیم ہی ہیں تو میں آپ سے دریافت کروں گا کہ استعداد پیدا ہونے سے پہلے مادہ اور اُس کی حرکت ازل میں یعنی لگاتار زمانہ غیر متناہی تک کیا کرتے رہے اور مادہ پر کیونکہ لامتناہی زمانہ گزر سکا اور وہ محض بے نتیجہ اور لغو حرکت کرتا رہا اور پھر نامتناہی ازلی اور غیر محدود مدت تک بے نتیجہ رہنے کے بعد کس چیز نے اُسے اس امر پر آمادہ کر دیا کہ ایک محدود زمانے سے اُس میں استعداد ہو جائے۔ پھر اسی طرح سے محدود زمانہ سے تنوعات بھی پیدا ہونے لگیں۔ میرا تو یہ خیال ہے کہ آپ کے پاس سوائے ساکت ہو جانے کے اور کیا جواب ہو گا۔

پس اس ساری بحث کے بعد حق اور ماننے کی بات یہ ہے کہ آپ لوگوں کو تاکہ آپ یہ سمجھ سکیں کہ قسم قسم کی انواع کیونکر پیدا ہو گئیں۔ مادہ اور اُس کے اجزاء کی حرکت جس کے کہ آپ قائل ہیں دونوں کو حادث ماننا چاہیئے۔ یعنی پہلے ان کا وجود نہ تھا اور پھر وجود ہُوا۔

اس موقع پر اور بھی بہت سی یقینی دلیلیں ہیں کہ جو مادہ کے حدوث پر دلالت کرتی ہیں لیکن مثل دلیل سابق کے آپ لوگوں کی تحقیقات پر مبنی نہیں ہیں۔ اس ہیں کوئی مضائقہ بھی نہیں معلوم ہوتا اگر میں اُن میں سے ایک آدھ دلیل آپ لوگوں کے ساتھ نیک گمان کر کے بیان کر دوں کہ آپ کی عقلیں اُس کے سمجھنے سے قاصر نہ ہوں گی اور اُسے تسلیم کریں گی خصوصاً جب آپ اپنے ترک تعصب کرنے کے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وعدے کو پورا کرنے کے لئے ثابت قدم رہیں بس کو کہ میں نے آپ کی جانب سے کچھ دیکھا بھی ہے۔

حدوث مادہ کی دُوسری دلیل

وہ یہ ہے کہ یہ امر ذرا بھی مخفی نہیں کہ مادہ صورت سے جو کہ اُس کے ساتھ قائم ہوتی ہے خالی نہیں پایا جاتا اور نہ مادہ کا تمام صورتوں سے مجرد ہو کر پایا جانا ممکن ہی ہے (جیسا کہ مادہ کا بغیر تحیز اور کسی نہ کسی قدر خالی جگہ کے گھیرے ہوئے موجود ہونا ممکن نہیں ہے) پس مادہ جب کبھی پایا جائے گا اس کے لئے کوئی نہ کوئی صورت ضرور ہو گی خواہ وہ صورت ایتھر کی ہو یا سدیمی[1] عنصری ہو یا معدنی۔ نباتاتی ہو یا حیوانی۔ اسی وجہ سے تو آپ اس بات کے قائل ہو گئے ہیں کہ مادہ اپنے اوّل وجود میں کہ جو اُسے تمام انواع کے بننے سے قبل حاصل تھا جتنی صورتیں کہ متصور ہو سکتی ہیں سب سے بسیط صورت میں موجود تھا اور یہ کہ جتنی صورتیں مادہ اختیار کرتا جاتا ہے وہ اسی کی حرکت ہی سے پیدا ہوئی ہیں اور یہ کہ حرکت اور مادہ میں انفصال ناممکن ہے۔

پس ان سب باتوں سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے مادہ اس حالت میں بھی تمام صورتوں سے مجرد اور خالی نہیں مانا ہے۔ اس لئے کہ یہ بات آپ لوگوں کی عقل تسلیم ہی نہیں کر سکتی۔ پھر جو کوئی صورت کہ مادہ میں قائم ہو گی وہ ضرور حادث ہی ہو گی اس لئے کہ وہ زائل ہو سکتی ہے اور اس پر عدم طاری ہو سکتا ہے اگرچہ وہ تمام صورتوں سے ابسط ہی کیوں نہ ہو۔ مثلاً اسی صورت کو لے لیجئے جس کا کہ تمام انواع کے بننے سے قبل مادہ کے لئے ثابت ہونا آپ کے کلام سے معلوم ہُوا ہے اور پہلی صورت کا معدوم اور زائل ہونا ہم کو اس طرح پر معلوم ہُوا کہ

---

[1] سدیمی سے مادہ کی وہ حالت مراد ہے جس میں عنصر بننے سے قبل موجود تھا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اُس کا معدوم ہو جانا اور اُس کے بعد بتیری صور نوعیہ کا طاری ہونا مشاہدہ کر لیا گیا ہے اور جس چیز پر کہ عدم طاری ہوتا ہے اور وہ اُسے قبول کر سکتی ہے اُس کا قدیم ہونا محال ہے کیونکہ جو شئے قدیم ہو گی وہ ہرگز زائل اور معدوم نہیں ہو سکتی جیسا کہ اس کا بیان آگے آتا ہے اس لئے کہ اس کا قدم یا تو اس وجہ سے ہو گا کہ اُس کی ذات ہی اُس کے وجود کو مقتضی ہو گی۔ یعنی اُس کا سبب سوائے اُس کے نفس کے اور کوئی نہ ہو گا بلکہ وہ خود ہی موجود ہو گی اور اس کا نام قدم ذاتی ہے اور یا اس وجہ سے کہ اُس کی علت قدیم ہو گی اور خود اُس کی ذات نہیں بلکہ وہی علت قدیمہ اُس کے قدم کو مقتضی ہو گی اور اُس کا نام قدم غیر ذاتی یا قدم بالغیر ہے اس کے سوا قدیم ہونے کی اور کوئی صورت نہیں نکل سکتی۔

اور ظاہر ہے کہ اُس شئے کے وجود کا مقتضی عام ہے اور اسی کی ذات ہو یا کسی دوسری شئے جب تک حاصل اور قائم رہے گا اُس وقت تک کیونکر ممکن ہے کہ اُس شئے پر عدم اور زوال طاری ہو سکے۔ پس قدیم کی دونوں قسمیں ایسی ہیں کہ اُن پر عدم کا طاری ہونا ممکن نہیں اور وہ عدم کو ہرگز قبول نہیں کر سکتیں۔ جب یہ ثابت ہو گیا تو اب ہم کہتے ہیں کہ جب مادہ کے تمام صور لازمہ کا حدوث ثابت ہو گیا تو پھر مادہ کا قدیم ہونا کسی طرح ممکن نہیں ہو سکتا کیونکہ جب ہم مادہ کی تمام صورتوں کو لیتے ہوئے ایسی صورت تک پہنچ جائیں کہ جو سب سے ابسط ہو اور مادہ کے لئے وہی پہلی صورت ہو تو اب عقل کے نزدیک یہ ہرگز ممکن نہیں ٹھہر سکتا کہ اس سے پہلے بھی مادہ کے لئے کوئی صورت ہو سکے۔ مادہ کے ابسط صورت کے بعد والی صورتوں کا حدوث تو اس طرح ظاہر ہے کہ وہ پہلے نہ تھیں اور اس کی اول صورت کے زائل ہونے کے بعد پیدا ہوتی ہیں۔ اب رہی یہ بات کہ مادہ کی ابسط اور سب سے پہلی صورت تو ہم کہتے ہیں کہ وہ بھی حادث ہے اس لئے کہ وہ معدوم اور زائل ہو گئی اور قدیم کا زائل ہونا محال ہے جیسا کہ ابھی ثابت ہوا۔

پس اب بتلائیے کہ مادہ اپنی اوّل صورت کے حادث ہونے کے قبل کس

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حالت میں موجود تھا یہ تو آپ کہہ ہی نہیں سکتے کہ مادہ کے لئے کوئی صورت نہ تھی کیونکہ اس کا سابق میں بیان ہو چکا ہے کہ مادہ کا بغیر کسی صورت کے پایا جانا محال ہے۔ اب یا تو آپ یہ مانئے کہ اس صورت سے پہلے کوئی اس سے بھی ابسط صورت موجود تھی اور یہ خلاف مفروض ہے کیونکہ آپ نے اس کو سب سے پہلی صورت مانا ہے اور تسلیم کر لیا ہے کہ اس سے قبل کوئی صورت ہی نہیں ہو سکتی اور یا تو آپ اسی کے قائل ہو جائیے کہ مادہ اسی صورت کے ساتھ حادث ہوا ہے اور مادہ حادث ٹھہرے گا نہ قدیم اور یہی مقصود ہے۔

حدوث مادہ کی دلیل ثانی منطقی ہیئت میں ۱۲

ہم اسی دلیل کو دوسرے لفظوں میں اس طرح بھی بیان کر سکتے ہیں کہ مادہ اس اوّل صورت اور اُس کے بعد والی صور نوعیہ کے لئے ملزوم ہے اور یہ صورت اور اس کے بعد آنے والی صورتیں مادہ کے لئے لازم ہیں اور مادہ سے سب کی سب منفک اور جدا نہیں ہو سکتیں۔ جیسا کہ علّت اور معلول کے مابین انفکاک ناممکن ہے۔ اب یوں تقریر کی جائے گی کہ اگر مادہ جوان صورتوں کے لئے قدیم ہوگا تو یہ سب صورتیں بھی جو اُس کے لئے لازم ہیں ضرور قدیم ہوں گی۔ کیونکہ لازم کا اپنے ملزوم سے منفک اور جدا ہونا محال ہے۔ لیکن یہ صورتیں اس دلیل سے کہ عدم کو قبول کرتی ہیں قدیم نہیں ہو سکتیں پس مادہ بھی قدیم نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ تالی کے سبب اور رفع کرنے سے مقدم کا رفع یا سلب لازم آتا ہے جیسا کہ علم منطق میں یقینی طور پر یہ بات طے ہو چکی ہے اور ہر عقل سلیم رکھنے والا شخص اس کو بخوبی سمجھ سکتا ہے۔

دلیل اثبات آلہ کے مقدمات میں سے استحالہ ترجیح بلا مرجح کی توضیح

پھر بحث سابق کے تمام ہونے کے بعد ہم کہتے ہیں کہ حادث یعنی ایسی شئے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے لئے جو پہلے نہ تھی اور پھر موجود ہو گئی ضرور کوئی ایسا امر ہونا چاہیئے جو اُسے موجود کر دے اور جس کی وجہ سے اُس کے عدم پر اُس کے وجود کو ترجیح ہو جائے اور وہ عدم کی تاریکی سے وجود کی روشنی میں نکل آئے ورنہ ترجیح بلا مرجح لازم آئے گی اور وہ منجملہ بدیہی محالات کے ہے۔ اگر خدانخواستہ آپ لوگوں کی یہ حالت ہو جائے کہ آپ ترجیح بلا مرجح کو بھی ممکن کہنے لگیں تو مجھ سے سنئے میں پوچھتا ہوں کہ جب آپ کسی شخص کو یہ کہتے ہوئے سُنیں کہ میں نے انسانی ایجاد کردہ ترازوں میں سب سے سبک اور ایک ایسی ترازو دیکھی کہ جس کے دونوں پلڑے بوجھ میں بالکل برابر تھے۔ پھر کیا دیکھتا ہوں کہ کہاں تو اُس کے دونوں پلڑے بالکل متوازی تھے یا فرض کیجئے کہ بائیں جانب کا پلڑا کسی سبب سے جھک کر زمین پر لگا ہُوا تھا پھر دفعتہً داہنا پلڑا بائیں سے راجح ہو گیا اور اتنا نیچا ہُوا کہ زمین سے لگ گیا اور بایاں اتنا اونچا ہو گیا جہاں تک کہ اونچا ہونا ممکن تھا۔ لیکن یہ سب کچھ بلا کسی سبب اور مرجح کے پایا گیا۔ راجح ہونے والے پلڑے کو نہ کسی حیوانی طاقت نے راجح کیا یعنی جھکایا نہ اُسے ہَوا کا دھکا لگا نہ کوئی دوسرا جسم جو اوپر سے گرا ہو اس کا باعث ہُوا۔ خلاصہ یہ کہ جتنی چیزوں سے پلڑا جھک سکتا ہے اُن میں سے کوئی بھی نہیں پائی گئی اور پھر بھی وہ بلا وجہ جھک گیا۔

پس اس موقع پر اگر آپ اس قائل کے قول کو سچ سمجھیں گے تو میں جان لوں گا کہ آپ لوگوں کا عناد انتہا درجہ کو پہنچ گیا۔ بس اب آپ سے گفتگو کرنا جائز نہیں اور اگر آپ نے اُس کی تصدیق نہ کی اور آپ نے کہا کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے یہ تو محال ہے تو اُس وقت میں آپ سے عرض کروں گا کہ حضرت یہی ترجیح بلا مرجح ہے اس کی نسبت میں نے سابق میں آپ سے کہا تھا کہ بدیہی محالات میں سے ہے۔

اس مثال میں اور جتنی حقائق کہ اس کے علاوہ متصور ہو سکتی ہیں عام ہے کہ وہ حسّی ہوں یا عقلی ان سب میں اس لحاظ سے ذرا بھی فرق نہیں ہے کہ ترجیح بلا مرجح سب میں محال ہے۔ جیسا کہ یہ امر ہر تامل کرنے والے کے نزدیک بخوبی ظاہر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے اور جب آپ اپنے بتھیرے علمی مباحث اور گفتگو میں تامل کریں گے تو آپ خود دیکھ لیں گے کہ آپ اپنے مدِمقابل سے بحث کرتے وقت بے شمار مواقع پر اسی قاعدہ کے ماننے پر اپنے آپ کو مجبور پاتے ہیں اور وہ قاعدہ یہی ترجیح بلا مرجح کا محال ہونا ہے چنانچہ جب کوئی شخص اس امر کا دعوےٰ کرتا ہے کہ حوادث فطرت میں سے فلاں امر بلا سبب پایا گیا اور اُس کا وجود اتفاقات فطرت میں فلتہ یا اتفاقی طور پر ہو گیا ہے تو آپ اُس سے کہتے ہیں کہ یہ بالکل ناممکن ہے اور ہمارے نزدیک محقق امر یہ ہے کہ جس کو لوگ فلتہ یا اتفاقی کہتے ہیں وہ محض باعتبار ظاہر کے ہے چونکہ اُس کا سبب نہیں معلوم ہوا ورنہ حقیقت میں اُس کا وجود ضرور کسی نہ کسی سبب اور قوانین فطرت میں سے کسی نہ کسی قانون کی وجہ سے ہُوا ہے کہ جو ہم پر مخفی رہا ہے بے وجہ کوئی چیز نہیں ہو سکتی۔

پس آپ لوگوں کا ایسے اقوال کہنا صاف اسی ترجیح بلا مرجح کے محال ہونے پر بھروسہ کرنا ہے۔ اس تقریر سے یہ ظاہر ہو گیا کہ آپ لوگ بھی اس قاعدہ کو مانتے ہیں اور اس کا انکار نہیں کر سکتے اور میں نے جو باوجود اس کی بداہت اور وضوح کے تقریر کو اس موقع پر اتنا طول دیا تو اُس کی یہ وجہ ہے کہ میں نے آپ ہی لوگوں میں بعض عقل کے کمزوروں کو دیکھا ہے کہ اس بدیہی اور فطری قاعدہ کا انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ترجیح بلا مرجح کے واقع ہونے سے کوئی امر مانع نہیں ہو سکتا۔ یعنی اس بات کے قائل ہیں کہ بلا وجہ بھی کوئی چیز ہو سکتی ہے اور ایسی بے شرمی اختیار کر لینا اُن کی جہالت کا نتیجہ ہے اس کا ارتکاب وہی کر سکتا ہے کہ جو محض ٹھس طبیعت کا ہو اور جس کی عقلی قوتیں نہایت ہی کمزور ہوں۔

ایسے شخص کا حال تو بالکل سوفسطائیہ فرقہ والوں کا سا ہے کہ جو حقائق اشیاء کے حتیٰ کہ مشاہدات کے بھی منکر ہیں اور یوں گمان کرتے ہیں کہ عالم کی چیزیں محض اوہام اور خیالات ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اثبات آلہ یہ سب تو آپ سمجھ گئے ہوں گے۔ اب سنئے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے متبعین کے نزدیک مادہ کا حادث ہونا بہت سی دلیلوں سے ثابت ہو چکا اُنہیں دلائل میں سے وہ دلیلیں بھی ہیں جو میں نے آپ لوگوں کے سامنے پیش کیں اور آپ لوگوں کے مقابلہ میں صرف اُنہی دلیلوں کی تخصیص کی وجہ یہ ہے کہ وہ آپ کی تحقیقات اور آپ کے علمی اصول کے مناسب ہیں یا اس لئے کہ وہ بالکل واضح ہیں اور ایسے مقدمات پر مبنی نہیں جن کے سمجھنے میں آپ کی عقلوں کو دقت ہو اور اُن کے نزدیک یہ بھی ثابت ہو چکا کہ ترجیح بلا مرجح محال ہے، اس لئے وہ اس بات کے قائل ہو گئے کہ ضرور کوئی ایسی شئے ہونا چاہیئے کہ جس سے مادہ حادث ہوا اور اُس کے وجود کو اُس کے عدم پر ترجیح ہوئی اور اس شئے کو جس سے کہ مادہ حادث ہوا ہے لامحالہ موجود ہونا بھی ضروری ہے کیونکہ جو شئے خود معدوم ہے اُس سے کوئی شئے اضطرارًا یا اختیارًا کیسے موجود ہو سکتی ہے بلکہ ناممکن ہے جیسا کہ عقل کے نزدیک یہ امر بدیہی اور ظاہر ہے۔

پس وہ لوگ (اہلِ اسلام) معتقد ہو گئے کہ وہ شئے جس سے کہ مادہ جو عالم کی اصل ہے پیدا ہوا ہے ضرور موجود ہے اُس کا معدوم ہونا محال ہے کیونکہ موجودات کسی معدوم سے ہرگز حادث نہیں ہو سکتیں اور نہ وجود و عدم دونوں مجتمع ہو سکتے ہیں اور انہوں نے اُس کا نام عالم کا خدا رکھا۔

پھر اُن لوگوں نے کہا کہ یہ خدا ضرور قدیم بھی ہونا چاہیئے ورنہ اگر حادث ہوگا تو ضرورت ہوگی کہ اُس کا حادث کرنے والا کوئی اور دوسرا ہو کیونکہ ترجیح بلا مرجح تو محال ہی ہے اور پھر اُس دوسرے کے لئے تیسرے کی ضرورت پڑے گی اور اسی طرح یہ سلسلہ چلے گا پھر یا تو دور لازم آئے گا یا تسلسل اور دور اور تسلسل دونوں محال ہیں اور جو چیز کہ اُن دونوں کی طرف مفضی ہوگی اور جس سے کہ محال لازم آئے گا وہ بھی محال ہوگی اور اس موقع پر اس خدا کے حادث ماننے سے یہ محال لازم آتا ہے تو خدا کا حدوث بھی محال ٹھہرا اور جب اُس کا حدوث محال ہوا تو لازمی بات

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے کہ وہ قدیم ہو۔

بطلان دور اب دور کے معنے سمجھئے وہ دو چیزوں کا اس طور پر ہونا کہ ہر ایک کا وجود دوسرے کے وجود پر موقوف ہو اور اس سے لازم آتا ہے کہ ہر ایک کا وجود اپنے سبب کے وجود سے پہلے ہو جائے جس سے یہ لازم آئے گا کہ شئے اپنے وجود سے پہلے موجود ہو جائے اور یہ بالبداہتہ باطل ہے۔ پس اگر ہم کہیں کہ وہ خدا جس پر مادہ کا وجود موقوف ہے خود اُس کا وجود بھی اسی مادہ پر موقوف ہے عام ہے کہ بلاواسطہ موقوف ہو یا کسی شئے کے واسطہ سے اس طور پر کہ اُس خدا کا وجود کسی دوسری شئے پر موقوف ہو اور اُس شئے کا وجود مادہ پر موقوف ہو اور مادہ خدا پر موقوف ہو تو اس صورت میں یہ لازم آئے گا کہ مادہ قبل اُس شئے کے پایا جائے کہ جو وجود مادہ کے لئے سبب ہے جس سے کہ یہ ضروری ہو گا کہ مادہ اپنے وجود سے پہلے ہی موجود ہو جائے اور یہ امر صراحۃً باطل ہے اور کوئی عقلمند اس کا قائل نہیں ہو سکتا، اس کا نام دورِ حقیقی ہے کہ جس کے باطل ہونے میں ذرا بھی شک نہیں۔

دورِ معیت جائز ہے اور ایک دورِ معیت بھی ہوتا ہے جس کے یہ معنی ہیں کہ دو شئے میں سے بعض بعض پر اس وجہ سے موقوف ہو کہ وہ دونوں ایک علت کے معلول ہیں۔ مثلاً دن کا موجود ہونا اور دنیا کا روشن ہونا کہ یہ دونوں طلوع آفتاب کے معلول ہیں ایسا دور محال نہیں ہے اور نہ ہمارا اُس میں کلام ہی ہے۔

ابطال تسلسل اب رہا تسلسل اُس کے یہ معنی ہیں کہ بے شمار امور جانب ازل[۱] میں لگاتار ہوتے ہوئے چلے جائیں اور یہ سلسلہ کہیں ختم ہی نہ ہو اور عقل اُس کے ناممکن ہونے کا اس لئے حکم لگاتی ہے کہ اُس سے

---

[۱] ازلی مبدء کی جانب غیر محدود ہونے کو کہتے ہیں۔ ۱۲ مترجم ؞

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

متعدد محالات لازم آتے ہیں اور ظاہر ہے کہ جو چیز محال کو مستلزم ہوتی ہے وہ بھی محال ہوتی ہے۔ محمد صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے متبعین نے اگرچہ تسلسل کے باطل ہونے کی بہت سی دلیلیں نہایت شرح وبسط اور تفصیل کے ساتھ اپنی کتابوں میں ذکر کی ہیں۔ لیکن ہم اُن میں سے اس موقع پر صرف ایسی ہی دلیلوں پر اقتصار کریں گے کہ جو آپ لوگوں کے افہام کے قریب ہوں اور جن کو کہ آپ کی عقلوں سے مناسبت ہو زیادہ نہیں آپ سے ہم صرف دو ہی دلیلیں بیان کریں گے۔

ابطال تسلسل کے مقدمات کا بیان

پس سنئے ہر عقلِ سلیم کے نزدیک یہ بات تو نہایت ہی ظاہر اور اعلیٰ بدیہیات میں سے ہے کہ عدد ناقص اپنی اکائیوں کی تعداد کے لحاظ سے عدد زائد کے ہرگز برابر نہیں ہو سکتا۔ مثلاً پانچ کا عدد سات کے اعتبار سے ناقص ہے تو یہ ہرگز نہیں ہو سکتا کہ جتنی پانچ میں اکائیاں ہیں اتنی ہی سات میں بھی ہوں بلکہ سات میں پانچ اکائیوں سے دو اکائیاں اور زائد ہیں اسی طرح ہر چھوٹے عدد کو بڑے عدد کے اعتبار سے سمجھ لیجئے۔

خلاصہ یہ کہ ہر عدد ناقص اور زائد کا (یعنی چھوٹے اور بڑے عدد کا) اکائیوں میں برابر ہو جانا صریح محال ہے۔ اسی طرح عقل یہ بھی حکم کرتی ہے کہ جو مقدار دو حدوں کے درمیان گھری ہوگی وہ ضرور محدود اور متناہی ہوگی اور یہ نہیں ہو سکتا کہ کوئی شئے دو حدوں کے درمیان گھری بھی ہو اور غیر محدود بھی ہو ان دونوں باتوں کا مجتمع ہو جانا سراسر محال ہے۔ پس جب آپ نے ان دونوں حکموں کو تسلیم کر لیا اور اُن کے تسلیم کر لینے میں آپ لوگوں کو شک ہی کیا ہو سکتا ہے یہ تو ظاہر باتیں ہیں تو اب دلیلیں سُنئے۔

برہان تطبیق سے تسلسل کا بطلان ثابت کرنا

پہلی دلیل یہ ہے کہ اگر تسلسل کا واقع ہونا ممکن ہوگا اور

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تسلسل غیر محدود امور کی جانب ازل میں مرتب ہونے کا نام ہے تو ضرور ہم کو یہ جائز ہو گا کہ ہم ایسے ہی امور کے دو سلسلے فرض کر لیں کہ جن میں سے ایک کی ابتداء تو زمانۂ موجودہ سے ہو اور دوسرا اَب سے مثلاً ہزار برس پہلے سے شروع ہوا اور دونوں جانب ازل میں لگاتار چلے گئے ہوں۔ اب اس میں ذرا بھی شک نہیں کہ پہلا سلسلہ (جو زمانہ موجودہ سے شروع ہُوا ہے) دوسرے سلسلہ سے (جو اَب سے ہزار برس قبل شروع ہُوا ہے) محض ایک مخصوص عدد (ہزار برس) کے اعتبار سے بڑا ہو گا۔ پھر ہم ان دونوں سلسلوں میں ہر ایک سے ایک ایک امر کو ساقط کرنا شروع کر دیتے ہیں یعنی ہم پہلے سلسلہ سے ایک ساقط کریں گے اُس کے مقابل دوسرے سے بھی ایک ہی ساقط کریں گے۔ پھر اسی طرح سے دونوں سے برابر ساقط کرتے چلے جائیں گے۔

پس اس صورت میں یا تو ان دونوں سلسلوں میں سے کوئی سلسلہ بغیر دوسرے کے ختم ہو جائے گا اور یہ خلاف مفروض ہے اور یا دونوں سلسلے معاً ختم ہو جائیں گے۔ پس جانب ازل میں ان کا غیر متناہی اور غیر محدود ہونا کہ اسی کا نام تسلسل ہے باطل ہو جائے گا اور یہی ہمارا مقصود تھا اور اگر ان دونوں سلسلوں میں سے کوئی بھی ختم نہ ہو گا تو اس صورت میں لازم آئے گا کہ سلسلۂ ناقصہ سلسلۂ زائدہ کے برابر ہو جائے۔ حالانکہ ہم پیشتر بیان کر چکے ہیں کہ عدد ناقص کا عدد زائد کے برابر ہو جانا محال ہے۔ پس ظاہر ہو گیا کہ اشیاء کا جانب ازل میں غیر متناعی ہونا کہ اسی کا نام تسلسل ہے محال کو مستلزم ہے اور جو شئے کہ محال کو مستلزم ہوتی ہے وہ بھی محال ہُوا کرتی ہے اس لئے تسلسل بھی ضرور محال ٹھہرا۔

برہان سلمی سے بطلان تسلسل کا ثبوت

دوسری دلیل یہ ہے کہ اگر تسلسل ممکن ہو تو ضرور ہمیں جائز ہو گا کہ ہم ایسے دو خط فرض کر لیں کہ جو ایک نقطہ سے مثلث کی دونوں ساقوں کے مثل نکل کر لگاتار چلے جائیں۔ پس اُن کے اجزاء بمنزلہ اُن غیر محدود امور کے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ٹھہریں گے کہ جو جانب ازل میں مرتب ہوتے ہوئے چلے گئے ہوں۔ پھر ہم اُن دونوں کے درمیان کی مسافت ظاہر کرنے کے لئے ضرور پے در پے خطوط فرض کر سکتے ہیں اور پھر وہ مسافت ظاہر کرنے والے خطوط بھی طول میں اتنے ہی زیادہ ہوتے جائیں گے جتنے کہ وہ پہلے کے دونوں خط مفروض بڑھتے جائیں گے اس صورت سے سمجھ لیجئے۔

پس جب ہم نے ان دونوں خطوں کو غیر متناہی مانا ہے تو ضرور ہے کہ ان دونوں خطوں کے درمیان کی مسافت بھی جس کو ہم نے خطوط سے ظاہر کیا ہے غیر متناہی ہو۔ پس ان خطوط میں سے وہ خط بھی جو غیر متناہی مسافت کو ظاہر کرے گا ضرور غیر متناہی ہو گا حالانکہ وہ دو عددوں کے درمیان گھرا ہُوا ہے کیونکہ اس درمیانی مسافت کی دو حدوں کے مابین گھرے اور محصور ہونے میں ذرا بھی شک نہیں اور دونوں حدیں وہی دونوں خط مفروض ہیں حالانکہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ جو مقدار دو حدوں کے مابین محصور ہو گی وہ ضرور متناہی ہو گی اور یہ کہ باوجود اس طرح پر محصور ہونے کے اُس کا غیر متناہی ہونا محال ہے۔ پس جو امر کہ اس محال کو مستلزم ہو اور وہ اس موقع پہ دونوں خطوں کا غیر محدود ماننا ہے جس کو کہ تسلسل کہتے ہیں وہ بھی ضرور محال ہُوا۔

پس جب آپ میری تقریر میں جس کو کہ میں نے دور اور تسلسل کے باطل اور محال ہونے پر قائم کیا ہے غور کریں گے اور اپنی فکر سے کام لیں گے تو یہ بات آپ پر بخوبی ہویدا ہو جائے گی کہ وہ خدا جس نے مادہ کو بنایا ہے ہرگز کسی دوسری شئے سے حادث نہیں ہو سکتا ورنہ یا تو دور لازم آئے گا۔ اگر ہم لوٹ پڑیں اور یہ کہنے لگیں کہ اُس خدا کا وجود اسی مادہ کے وجود پر موقوف ہے یا تسلسل لازم آئے گا اگر ہم کہیں کہ اُس خدا کا وجود کسی دوسری شئے پر موقوف ہے اور اس کا وجود کسی تیسری شئے پر پھر اسی طرح پر غیر محدود سلسلہ کرتے کرتے چلے جائیں اور دور اور تسلسل میں سے ہر ایک محال ہے جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔ پس جو امر دور اور وہ اس موقع

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پہ خدا کا حادث ماننا ہے) اُن دونوں محالوں کو مستلزم ہوگا وہ بھی ضرور محال ہوگا اور جب خدا تعالےٰ کا حادث ہونا محال ہُوا تو وہ لازمی طور پہ قدیم ٹھہرا کیونکہ موجودات میں سوائے حدوث اور قدم کے کوئی تیسری شق نکل ہی نہیں سکتی اور خدا کو قدیم ثابت کرنا ہی ہمارا مقصود تھا ۔

خدا کا قدیم لذاتہٖ ہونا

پھر محمد صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے متبعین اُس خدا کے قدم ثابت ہو جانے کے بعد یہ کہتے ہیں کہ اُس کا قدم لامحالہ کسی ایسے امر کی وجہ سے ہوگا کہ جو ازل میں اُس کے وجود کو مقتضی ہو اب اگر وہ امر اُسی کی ذات مانی جائے تو قدیم لذات ٹھہرے گا۔ لیکن اگر وہ امر اُس کی ذات کے سوا کوئی دوسری شئے قرار دی جائے گی تو اُس کو قدیم لغیرہ ماننا پڑے گا حالانکہ اس کے قدیم لغیرہ ہونے کا احتمال نکالے تو اس صورت میں اس غیر میں گفتگو جاری رہے گی کہ آیا وہ قدیم لذاتہ ہے یا وہ بھی قدیم لغیرہ ہی ہے۔ پھر یا تو اسی طرح برابر سلسلہ چلا جائے گا کہ جو تسلسل ہے اور وہ محال ثابت ہو چکا ہے اور یا کسی قدیم لذاتہ تک پہنچا کر سلسلہ کو ختم کرنا پڑے گا تو پھر پہلے قدیم لذاتہ سے گریز کرنے سے فائدہ ہی کیا ہُوا۔ پس حق یہی ہے کہ اُس خدا کو قدیم لذاتہ مانا جائے یعنی خود اُس کی ذات ہی اس کو مقتضی ہے کہ وہ ازل میں موجود ہو داس کی نظیر آپ لوگوں کا یہ قول ہے کہ اجزاء مادہ کی حرکت کے لئے کوئی دوسری شئے مقتضی نہیں بلکہ اُس کے لئے خود نفس حرکت ہی مقتضی ہے جیسا کہ میں نے آپ لوگوں کی کتابوں میں دیکھا ہے۔ پس اس بات سے بھی کچھ تعجب نہ کیجئے کہ یہ خدا قدیم لذاتہ ہے یعنی اس کی ذات ہی اُس کے وجود کے لئے مقتضی واقع ہوئی ہے) اب اس وقت یہ کہا جائے گا کہ جب تک خدا کی ذات جو اُس کے وجود کو مقتضی ہے قائم رہے گی اُس وقت تک وہ زوال اور عدم کو ہرگز نہیں قبول کر سکتا ورنہ لازم آئے گا کہ کسی شئے کے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وجود کا مقتضی تو موجود ہو اور باوجود اس کے وہ شئے فنا اور معدوم رہے حالانکہ یہ محال ہے۔ پس ثابت ہو گیا کہ اُس خدا کا فنا اور معدوم ہو جانا محال ہے اور اس کا باقی رہنا ایک لازمی امر ہے۔ پس وہ ہمیشہ اور غیر محدود مدت تک باقی رہنے والا ہے۔

خدا کا مرید اور مختار ہونا

پھر وہ لوگ یہ کہتے ہیں کہ وہ خدا جس سے کہ مادہ صادر ہُوا ہے یا تو مادہ کا حادث ہونا اُس سے بلا ارادہ اور اختیار کے بطریق علیت اور ضرورت کے ہوگا اور یا بطریق ارادہ اور اختیار کے ہوگا یعنی اُسی خدا نے مادہ کے وجود کا ارادہ کیا اور اُسے اختیار کر لیا اور اُس کے لئے وہی وقت مقرر کر دیا جس وقت کہ وہ پایا گیا لیکن مادہ کا حدوث خدا سے بطریق علت ہونا تو ممکن ہی نہیں ہے کیونکہ خدا تو قدیم ہے اگر اُس سے بطریق علیت اُس کا حدوث ہوتا تو مادہ کا قدیم ہونا لازم آتا اور اس کی وجہ سے تمام تنوعات بھی ضرور قدیم ہو جاتے کیونکہ جب مادہ میں ارادہ اور اختیار ہی نہیں پایا جاتا تو لامحالہ تنوعات کا حدوث اس سے بطریق معلولیت کے ہوتا۔

پس اس صورت میں ہرگز ممکن نہ تھا کہ مادہ حادث ٹھہرتا اور اپنی علت سے متاخر ہو سکتا حالانکہ مادہ اور اُس کے تمام تنوعات کا حدوث بخوبی ثابت ہو چکا۔ پس نتیجہ یہ ہُوا کہ اُس خدا سے مادہ کا حدوث بطریقِ معلولیت نہیں ہو سکتا اب سوائے اس کے کوئی صورت نہیں رہی کہ مادہ خدا کے ارادہ اور اختیار سے حادث ہُوا ہو اور اُسی نے اُس کے لئے وہ وقت پہلے ہی سے مقرر کر دیا ہو جب کہ وہ پایا گیا۔

پس اس تقریر سے یہ بات پورے طور سے پایۂ ثبوت کو پہنچ گئی کہ خدا کے لئے ارادہ اور اختیار ثابت ہے اُس کی ذات ارادہ کنندہ اور ذی اختیار کہلانے کے شایان ہے اس کے لئے اِس کی ضد محال ہے اور وہ ضد مجبور اور بے اختیار ہونا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھر اُس خدا نے مادہ کے وجود کا ارادہ کر کے اُس کے وجود کو عدم پر ترجیح دے دی اور اُس کے وجود کا ایک زمانہ معین کر دیا (اور یہی ترجیح اور تخصیص اختیاری صنع اور فعل ہے) اس لئے یہ مادہ محض خدا کے صنع اور فعل ہی سے ان عجیب وغریب اور حیرت انگیز تنوعات کے قابل حادث ہوا۔ اس موقع پر محمد صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے متبعین یہ کہتے ہیں کہ جس خدا نے مادہ (جس کی حقیقت کا سمجھنا انسانی فلاسفروں کی عقول پر نہایت ہی دشوار ہے جیسا کہ اُن کی کتابوں میں دیکھنے سے واضح ہوتا ہے کہ انھوں نے مادہ کی تعریف بیان کرنے اور اُس کی حقیقت ظاہر کرنے میں کیا کچھ خبط مچایا ہے) بنایا ہے کہ جو سماوی۔ ارضی۔ جمادی۔ نباتی اور حیوانی عجیب وغریب انواع پر متنوع ہُوا ہے اور جس میں کہ طرح طرح کی صورتیں یکے بعد دیگرے قبول کرنے کی قابلیت موجود ہے۔

خدا تعالےٰ کے لئے کمال علم وقدرت ثابت کرنا

بے شک وہ خدا نہایت کمال کے ساتھ علم وقدرت رکھنے والا اور پورا پورا قادر اور عالم ہے۔ عالم اس بات سے کہ اُسی نے مادہ سے انواع انواع کے تنوعات کو متنوع کیا ہو اور تمام تعجب خیز کائنات کو باوجود عجیب وغریب استحکام کے اُس سے بنایا ہو جیسا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے متبعین کا عقیدہ ہے اور یا اُس نے مادہ ہی کو اس قابل بنایا ہو کہ وہ اُس کے ذرات بسیطہ کی حرکت اور اُن قوانینِ فطرت کے موافق جو اُس کے ساتھ قائم ہیں ان تمام تنوعات اور تطورات کے قبول کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو جیسا کہ آپ لوگ اس امر کے قائل ہیں کہ یہ تمام تنوعات مادہ کے ذرات کی حرکت سے کہ جو خاص خاص قوانین فطرت کے موافق جاری ہے حاصل ہو گئے ہیں۔

پس ہر دو تقدیر پر خدا کے کمال علم اور قدرت پر قطعی دلالت موجود ہے کیونکہ ایسے کی نسبت جو کسی بسیط شئے کو پیدا کرے اور پھر بدل بدل کر اُس سے بے شمار

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انواع بناتا رہے اور باوجود غایت درجہ کے استحکام اور انضباط کے نہایت ہی حیرت افزاء اور تعجب خیز اشیاء کو اُس سے نکالتا رہے۔ یا وہ ایسی بسیط شے کو پیدا کر سکے جس میں یہ قابلیت موجود ہو کہ وہ اُن قوانین فطرت کے مقتضاء کے موافق ہی سہی جو اس میں قائم ہوں بے شمار عجیب و غریب انواع کی جانب منقلب ہو سکے تو ایسے کی نسبت کسی عاقل کو ذرا بھی شبہ نہیں ہو سکتا کہ وہ ضرور کامل علم اور قدرت والا ہو گا اور اس کا عاجز یا ناواقف ہونا سراسر محال ہے۔

گھڑی کی مثال دے کر خدا کے علم و قدرت کو سمجھانا اور یہ ظاہر کرنا کہ حرکت اجزاء مادہ کو انواع کے سبب قرار دینا غلطی ہے

مثلاً جب ہم کسی گھڑی کو جس سے کہ وقت معلوم ہوتا ہے دیکھیں اور ہم میں سے ہر شخص جانتا ہے کہ غایت انضباط اور استحکام کے ساتھ کیسی عجیب اس کی ترکیب ہوا کرتی ہے جو قواعد ہندسیہ اور کل سازی کے اصول پر سراسر مبنی ہوتی ہے۔ پس جس طرح کہ اس امر کو ہم سمجھتے ہیں کہ اس گھڑی کا ضرور کوئی بنانے والا ہے کہ جس نے اُسے بنایا ہے اور نہایت محکم اصول پر اُس کی بنا رکھی ہے اسی طرح قطعی طور پر ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ اُس کا بنانے والا جبھی اُس کو بنا سکتا ہے کہ اُس کے بنانے کی کافی قدرت رکھتا ہو اور نہایت مضبوط اور مستحکم اصول پر مبنی کرنے کا اُسے پورا پورا علم بھی ہو۔

عام ہے کہ خود اسی نے اس کے پرزے بناتے ہوں اور پھر انہیں اس طرح خود ہی جوڑا ہو کہ وہ بخوبی کام دے سکتی ہو اور یا اُس نے محض اُس کے پرزے ہی اس انداز سے بنائے ہوں کہ جس کو مرتب کر کے گھڑی جڑی جا سکتی ہو اور کام دینے کے قابل ہو سکتی ہو۔ اگر اس موقع پر ہم سے کوئی یہ کہنے لگے کہ اس گھڑی کو ایک شخص نے کہ جو اندھا۔ بہرہ۔ دست و پا بریدہ۔ ناسمجھ۔ بے خبر۔ علم ہندسہ سے بالکل بے بہرہ اور کل سازی کے اصول سے محض ناواقف ہے بنایا ہے تو ہم اس قائل

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی بڑے شدومد سے تکذیب کریں گے اور ہماری عقلیں ذرا بھی اس کی بات نہ مانیں گی اور یہ کہیں گی کہ جو اس بات کی تصدیق کرے اور ایسے شخص کو سچا جانے وہ پرلے درجہ کا احمق ہے۔ یہ تو آپ نے سُنائیں آپ سے کہتا ہوں کہ جب آپ لوگوں کو اُس کے وجود کا پتہ نہ لگا جس نے کہ مادہ پیدا کیا ہے اور پھر آپ مادہ کے قدم کی معتقد ہو گئے۔ پھر اس کے مختلف تنوعات اور تطورات کو آپ نے دیکھا کہ جو پہلے نہ تھے اور پھر حادث ہوئے اور یہاں بھی آپ اُس کے وجود کو دریافت نہ کر سکے کہ جو اِن تمام تنوعات کا پیدا کرنے والا ہے اس لئے آپ لوگوں کو یہ ضرورت ہوئی کہ اس سبب سے بحث کریں جس کی وجہ سے یہ سب تنوعات پیدا ہوئے کیونکہ عقل ہرگز اس کو نہیں تسلیم کر سکتی کہ وہ سب محض مادہ ہی سے حادث ہو گئے ہوں اس وجہ سے کہ ہر حادث کے لئے مزدور کوئی سبب ہونا چاہیئے کہ جس میں اس کے احداث کی صلاحیت موجود ہو اور مجرد مادہ ایسا ہے نہیں۔

پس بڑی سرگردانی کے بعد آپ لوگ اس امر کے قائل ہو گئے کہ مادہ کے ذرات بسیط جن کی شکلیں مختلف ہیں ازلی حرکت کے ساتھ متحرک ہیں اور اسی حرکت کے باعث سے یہ اجزاء مختلف ہیئت اور طرح طرح کی کیفیت پر مجتمع ہونے لگے کہ جس سے یہ جملہ تنوعات پیدا ہو گئے تو آپ لوگوں نے محض یہ کہہ کر اپنی عقلوں کو سمجھالیا کہ ان تمام تنوعات کا سبب یہی حرکت واقع ہوئی ہے حالانکہ آپ لوگوں نے ان اجزاء کو نہ تو محض اپنی آنکھوں ہی سے کبھی دیکھا اور نہ بڑی سے بڑی خوردبین سے آج تک یہ نظر آئے (اور نہ ہرگز آپ لوگ ان اجزاء کو دیکھ سکیں گے) اور نہ کبھی مادہ کی حرکت کا کسی کو ذرا احساس ہُوا (اور نہ ہرگز آپ لوگ احساس کر سکیں گے) لیکن جس چیز نے کہ آپ کو مادہ کے اجزاء اور اُن کی حرکت کے قائل ہونے پر مجبور کیا وہ محض یہ ضرورت ہے کہ آپ سمجھ سکیں کہ تمام انواع کیوں کر بن گئیں اور اس پر بھی آپ نے اکتفا نہیں کیا بلکہ آپ لوگوں نے ان اجزاء کے لئے مختلف شکلیں بھی مان لیں تاکہ آپ اس کہنے کے قابل ہو جائیں کہ انہی اجزاء کے اجتماع سے باوجود ان کی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انواع بناتا رہے اور باوجود غایت درجہ کے استحکام اور انضباط کے نہایت ہی حیرت افزاء اور تعجب خیز اشیاء کو اُس سے نکالتا رہے یا وہ ایسی بسیط کو پیدا کر سکے جس میں یہ قابلیت موجود ہو کہ وہ اُن قوانینِ فطرت کے مقتضا کے موافق ہی سہی جو اس میں قائم ہوں بے شمار عجیب وغریب انواع کی جانب منقلب ہو سکے تو ایسے کی نسبت کسی عاقل کو ذرا بھی شبہ نہیں ہو سکتا کہ وہ ضرور کامل علم اور قدرت والا ہوگا اور اُس کا عاجز یا ناواقف ہونا سراسر محال ہے۔

اہلِ سائنس کو یہ بتلانا کہ وہ اپنے اس قاعدہ پر کہ بغیر مشاہدہ ہم کچھ نہیں مانتے، نہیں رہ سکتے اور اس کے چھوڑنے کی شہادتیں پیش کرنا اور ثابت کرنا کہ وہ عقلی استدلالات کے بغیر نہیں رہ سکتے

اب اس موقع پر آکر آپ لوگوں نے اپنا وہ وعدہ بالائے طاق رکھ دیا جس کی نسبت ہم نے آپ لوگوں کو اکثر ڈینگ مارتے سُنا ہے وہ یہ ہے کہ آپ لوگ کسی امر کو جب تک کہ اُس کا احساس اور مشاہدہ نہ کر لیں ہرگز مانتے ہی نہیں وہ قاعدہ اب کہاں گیا؟ کیوں اس موقع پر احساس اور مشاہدہ کو چھوڑ کر عقلی دلیل سے استدلال کرنے پر مجبور ہوئے۔

اس سے یہ خیال نہ کیجئے گا کہ ہم عقلی استدلال کے طریقہ سے انکار کرتے ہیں نہیں یہ تو خاص ہمارا اور تمام معتبر حکماء کا ہمیشہ سے طریقہ رہا ہے۔ ہمیں صرف آپ لوگوں کو یہ یاد دلانا مقصود ہے کہ آپ لوگوں کا یہ قول کہ ہم احساس اور مشاہدہ کے سوا کسی چیز پر اعتماد ہی نہیں کرتے پورا نہ ہو سکا اور آپ اپنے اس قول پر قائم نہ رہ سکے (اور نہ ہرگز قائم رہ سکتے ہیں) اور اگر آپ یہ کہیں کہ موقع ہی یہ ایسا آن پڑا کہ ہمیں استدلال کی ضرورت ہوئی کیونکہ ہم نے اجزاء اور اُن کی حرکت کے آثار مشاہدہ کر لئے اور وہ آثار یہی تنوعات ہیں اور انہی آثار سے اُن کے مؤثر پر ہم نے استدلال کیا تو ہم آپ سے کہیں گے کہ یہی تو ہم بھی کرتے ہیں۔ خدائی عالم کے آثار

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مشاہدہ کر کے ہم اور اسی طرح تمام مذاہب والے خدا کے وجود پر استدلال کرتے ہیں اور خدا کے آثار یہی ساری کائنات ہے۔

پس ہم نہیں سمجھتے کہ آپ لوگوں کو ہمارے استدلال کا سمجھنا کیوں مشکل معلوم ہوتا ہے اور اپنے استدلال کو آپ آسان خیال کرتے ہیں حالانکہ اگر انصاف سے پوچھئے تو عقل ہمارے ہی استدلال کو قبول کرتی ہے جیسا کہ ابھی ہم بیان کریں گے۔

خدا کے ثابت ہو جانے کے بعد تنوعاتِ عالم کی پیدائش کے لئے کسی دوسرے موجد کی ضرورت نہیں ہے

اس تمہید کے بعد ہم اپنے اصلی مطلب پر پھر آتے ہیں اور کہتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے متبعین کے نزدیک جب کہ مادہ کا حدوث اور یہ امر ثابت ہو چکا کہ اس مادہ کے لئے ضرور کوئی محدِث اور موجد ہے جس نے کہ اس کو حادث کیا اور عدم سے اس کو اس طرح پر موجود کر دیا کہ وہ تمام تنوعات اور تطورات قبول کرنے کے قابل ٹھہرا اور اس سے اُن کے نزدیک اُس موجد کا ارادہ اُس کی قدرت اور اس کا علم بھی بخوبی پایۂ ثبوت کو پہنچ گیا اب اس کے بعد اُن کو اس امر کے سمجھنے کے لئے کہ تمام انواع کیونکر بن گئیں کسی دوسری چیز کے ثابت کرنے کی ضرورت نہ رہی اسی لئے وہ قائل ہو گئے کہ جس خدا نے مادہ کو پیدا کیا اُس کو تمام تنوعات قبول کرنے کے قابل بنایا اور جو کہ صفت ارادہ قدرت اور علم کے ساتھ موصوف ہے اُسی خدا نے مادہ پیدا کرنے کے بعد اُس سے ان تمام انواع کو بنایا اور ان نئی نئی صورتوں کو کہ جنہیں دیکھ کر عقل دنگ رہ جاتی ہے ایجاد کیا کیونکہ ان انواع کے حدوث کے لئے کوئی نہ کوئی موجب ضرور ہونا چاہیئے اور ظاہر ہے کہ اُن کے حدوث کو اُس خدا ہی کی طرف نسبت کرنے کو جس میں کہ ارادہ قدرت اور علم سب کچھ پایا جاتا ہے عقل قبول کرتی ہے اور سمجھ میں بھی آتا ہے بخلاف اس کے کہ اُن کے حدوث کو اجزاء مادہ کی حرکت کی جانب منسوب کیا جائے کہ جن میں نہ ارادہ ہے نہ قدرت

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے اور نہ کچھ علم ہی پایا جاتا ہے بلکہ صرف اتفاقی طور پر اُس کے اجزاء خاص خاص کیفیتوں پر مجتمع بھی ہو جاتے ہیں۔ پھر چند قوانینِ فطرت کے موافق جن کے لزوم کو عقل نہیں سمجھ سکتی عمل درآمد بھی کر لیتے ہیں۔ اگرچہ ان قوانین میں سے بعض کے لزوم کے لئے عقل کو کوئی نہ کوئی موجب تلاش کر لینا ممکن ہے اور یہ تبائنات اصول کے لئے فروع کی وراثت کا قانون ہے جیسا کہ پیشتر آپ کے مذہب کے بیان میں اس کا ذکر ہو چکا ہے۔ لیکن ان قوانین میں سے بعض ایسے بھی ہیں کہ اُن کی ملازمت کے موجب کا تلاش کرنا عقل کے امکان میں نہیں اور یہ وہ تبائنات ہیں جن کی موجودگی ہر فرع میں ضروری خیال کی گئی ہے اور جن کے اعتبار سے ہر فرع اپنی اصل کے خلاف ہوتی ہے کیونکہ ہر عاقل یہ کہہ سکتا ہے کہ کیا وجہ ہے کہ اصول کے خلاف فروع میں تبائنات کا موجود ہونا لازمی ہو گیا؟ اور یہ کیوں نہ ضروری ہوا کہ کسی امر میں متبائن ہونے کے بغیر فرع اپنی اصل کے موافق ہوا کرتی حالانکہ عقل یہی امید کر سکتی ہے کہ فروع اپنے اصول کے موافق ہُوا کریں اُن کے خلاف نہ ہونے پائیں۔

پس اگر اس موقع پر کوئی ایسی شئے جو ان تبائنات کو دائمی طور پر ضروری کرتی ہے موجود نہ ہوتی تو یہ قانون فطرت لازمی نہ ٹھہر سکتا۔ اب رہا کہ محض اجزاء کی حرکت ان تبائنات کو دائمی طور پر ضروری کر دے تو عقل اس کو نہیں تسلیم کر سکتی نہ اس سے اس کا اطمینان ہوتا ہے کیونکہ اُن اجزاء میں تو اس استمرار کی صلاحیت کا ذرا بھی پتہ نہیں جیسا کہ ہر فکر سلیم کے لئے یہ امر بخوبی ظاہر ہے۔

ایک دخانی کل کی مثال دے کر ناکہ اہلِ سائنس کا موجب تحقیق عالم کے بارے میں محض لچر ہے

اس مقام کے مناسب ایک مثال یاد آئی جس کا بغرض توضیح ذکر کرنا فائدہ سے خالی نہیں وہ یہ ہے کہ جب ہم کو یہ معلوم ہو کہ کسی شخص نے ایک دخانی کل کے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پرزے تیار کئے ہیں۔ پھر اس کے بعد ہم دیکھیں کہ وہ دخانی کل اُن سے مرکب ہو کر مکمل ہو گئی اور چلنے لگی اور ہر ہر پرزہ اپنا اپنا کام دینے لگا۔ اب بتلائیے کہ ان دونوں باتوں میں سے عقل کس کو قبول کر سکتی ہے۔ آیا ہمارا یہ کہنا صحیح ہے کہ جس شخص نے اس کل کے پرزے بنائے تھے اسی نے ان کو جوڑ کر اس کل کو چلایا ہوگا یا یہ قول صحیح ہو سکتا ہے کہ نہیں۔ یہ پرزے اُس حرکت کے ذریعہ سے جو اُن میں پائی جاتی ہے خود بخود مرکب ہونے لگے اور اپنے اپنے موقع پر لگنا شروع ہوئے۔ یہاں تک کہ زمانہ دراز کے بعد یہ کل اس طرح جڑ جڑا کر مکمل ہو گئی اور چلنے لگی۔ اس میں ذرا شک نہیں ہو سکتا کہ عقل بلا تامل پہلی بات کو تسلیم کرے گی اور بلا کسی شک وشبہ کے دوسرے امر کو متروک خیال کرے گی۔ اسی پر قیاس کر کے آپ اس کو بھی خیال کریں کہ عقل اس بات کو قبول کر سکتی ہے کہ جس نے مادہ کو ایجاد کر کے اُس کو تمام تنوعات کے قابل بنایا اُسی نے اُسی سے تمام انواع کو بھی پیدا کیا نہ یہ کہ بلا اس کے کہ مادہ کے ایجاد کرنے والے نے کچھ کیا ہو وہ مادہ اپنے اجزاء کی اضطراری حرکت کی وجہ سے قانونِ وراثت اور قانون تبائن کے موافق خود بخود طرح طرح کی انواع میں متنوع ہونے لگا کہ جن کے بننے کے لئے اعلیٰ درجہ کی قدرت نہایت ہی کامل علم وحکمت اور تدبیر کی ضرورت ہے۔ پس اے عقلمندو! ذرا تو انصاف کرو۔

خدا تعالےٰ کا علم ارادہ اور قدرت ان میں ہر ایک کن کن اشیاء کے ساتھ متعلق ہو سکتا ہے ۱۲

خدائے عالم کے ارادہ، قدرت اور علم کے ثابت کرنے کے بعد محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے متبعین ایک بات کے اور قائل ہیں جس کے اوپر تنبیہ کر دینا اس مقام پر ضروری معلوم ہوتا ہے وہ لوگ کہتے ہیں کہ خدا کا ارادہ اور اُس کی قدرت دونوں صرف ایسی ہی چیز کے ساتھ متعلق ہو سکتی ہیں کہ جو عقلاً ممکن ہے یعنی وہ ایسی شے ہو کہ عقل جس

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے وجود اور عدم کی تصدیق کر سکتی ہے اُس کے نزدیک وہ موجود بھی ہو سکتی ہو اور معدوم بھی۔ ممکن ہونے کے بعد کوئی شئے کیسی ہی بڑی اور مشکل کیوں نہ معلوم ہوتی ہو لیکن خدا اس کو وجود یا عدم کے ساتھ اور اسی طرح اس کے اور احوال میں سے جس کے ساتھ چاہے اپنے ارادہ سے خاص کر سکتا ہے اور جس کے ساتھ کہ اس نے اپنے ارادہ سے اُسے خاص کر لیا ہے اُسی کے موافق اپنی قدرت سے پیدا کر سکتا ہے۔ اب رہا وہ امر کہ جو عقلاً واجب ہو یعنی عقل اُس کے معدوم کرنے کی تصدیق نہیں کر سکتی مثلاً ہر ذی مقدار شئے کا لازمی طور پر کچھ نہ کچھ جگہ گھیرنا۔

خدا کے ارادہ اور قدرت کا تعلق واجب اور محال کے ساتھ نہیں ہو سکتا

اسی طرح وہ امر جو عقلاً محال ہو یعنی عقل اس کے موجود ہونے کی تصدیق نہیں کر سکتی مثلاً اجتماع نقیضین سو اِن دونوں قسموں کی اشیاء کے ساتھ خواہ ایجاداً ہو یا اعداماً البتہ نہ تو خدا کے ارادہ ہی متعلق ہو سکتا ہے اور نہ اس کی قدرت اس لئے جو شئے عقلاً واجب ہے وہ خود ہی موجود اور حتماً حاصل ہوگی اس کا وجود سے نکل جانا ہی ممکن نہیں۔

پس خدا کا ارادہ اور قدرت دونوں اُس کے ساتھ نہ ایجاداً متعلق ہو سکتے ہیں نہ اعداماً۔ ایجاداً تو اس لئے کہ یہ تحصیل حاصل ہے اور اس سے موجود کا موجود کرنا لازم آتا ہے اور اعداماً اس لئے کہ اس کا معدوم ہونا اور وجود سے نکل جانا محال ہے۔ اب رہا امر محال وہ حتماً معدوم ہوتا ہے اُس کا وجود میں آ جانا ممکن نہیں ہے۔

پس اس کے ساتھ بھی وہ دونوں (ارادہ اور قدرت) نہ اعداماً متعلق ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ یہ تحصیل حاصل ہے اور اس سے معدوم کا معدوم کرنا لازم آتا ہے اور نہ ایجاداً اس وجہ سے کہ اُس کا موجود ہونا اور وجود میں داخل ہو جانا محال ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خدا ہر شئے کو جانتا ہے خواہ وہ موجود ہو یا گزشتہ یا آئندہ

لیکن خدا کا علم ہر شئے کے ساتھ خواہ وہ شئے عقلاً ممکن ہو یا واجب یا محال ضرور متعلق ہوتا ہے جس سے کہ وہ شئے خدا کے پاس منکشف ہوتی ہے پس خدا ہر شئے کو وہ کیسی ہی کیوں نہ ہو اور پھر چاہے وہ حاضر ہو یا گذشتہ یا آئندہ سب کو بخوبی جانتا ہے، اُسے تمام چیزوں کا علم ہے شئے حاضر کے ساتھ تو اُس کے علم کا تعلق ظاہر ہے۔ عام ہے کہ وہ واجب ہو یا ممکن یا محال کیونکہ محال بھی تصور میں حاضر ہو سکتا ہے۔ پس خدا تعالےٰ اس کو اور اس کے استحالہ کو جانتا ہے۔ اب رہا امر گذشتہ جس کا کہ وجود منقطع ہو چکا وہ ضرور خدا کی پیدا کردہ اشیاء میں سے ہوگا جو کہ خدا ہی کے ایجاد سے موجود ہُوا تھا اور اسی کے اعدام سے معدوم ہو گیا اور اس میں کوئی تعجب نہیں کہ جس شخص نے کسی شئے کو بنایا ہو اور پھر اُسے معدوم کر دیا ہو اُس کے ساتھ اس شخص کا علم باقی رہ سکتا ہے اور امر آئندہ کے ساتھ بھی جو اب تک موجود نہیں ہوا اُس کے علم کا تعلق ظاہر ہے کیونکہ جبکہ وہ شئے حادث ہونے کے قابل ہے اور بغیر اُس کے کہ خدا اپنے ارادہ سے اُس کے وجود کی تخصیص کرے اور اپنی قدرت سے اُسے موجود کر دے وہ ہرگز حادث نہیں ہو سکتی اس لئے کہ کل حوادث خدا ہی کے افعال کے آثار ہیں۔

پس لازمی امر ہے کہ اُس کے ایجاد کرنے سے پہلے خدا اُسے جانتا بھی ہو کیونکہ اُس نے تو اس کا وجود کا ارادہ کیا ہوگا جب تو اپنی قدرت سے اُسے موجود کر دے گا۔ اس میں کوئی تعجب نہیں ہے کہ جس انسان نے یہ پختہ قصد کر لیا ہو کہ میں ایک خاص قطعہ کا مکان مثلاً ایک ماہ کے بعد تعمیر کروں گا وہ جو کچھ کہ اُس گھر میں بنائے گا اُسے خوب جانتا ہے۔ لیکن اس شخص کے علم میں اور خدا کے علم میں یہ فرق ہے کہ بسا اوقات کسی مانع کی وجہ سے اُس شخص کو وہ مکان بنانا میسّر نہیں ہوتا تو اُس کا پہلا علم واقع کے موافق نہیں رہتا۔ لیکن خدا کو اُس کے افعال سے جن کے کرنے کا اس

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے ارادہ کر لیا ہے کوئی مانع باز نہیں رکھ سکتا وہ ضرور ہی انہیں کرتا ہے اس لئے اس کا علم ہمیشہ واقع کے موافق ہی ہوتا ہے اُس کے خلاف ہونا ممکن ہی نہیں۔

اثبات قضاؤ قدر اور اُن کے معانی کی توضیح ۱۲

اس مقام سے آپ شریعتِ محمدیہ کے اس مسئلہ کو بھی کہ حوادث میں ہر شئے خدا کے قضاؤ قدر سے ہوتی ہے خوب سمجھ گئے ہوں گے۔ کیونکہ جب یہ امر ٹھہرا کہ عالم میں ہر حادث جس طرح پر کہ اُس کے ساتھ خدا کا علم پہلے سے متعلق ہو چکا ہے اُس کے موافق اُسی کے پیدا کرنے سے موجود ہوتا ہے تو ضرور ہوا کہ اُس کے علم سابق کے موافق اُس کے ساتھ خدا کی قدرت ایجادیہ متعلق ہو اور اُسی کا نام قضاء ہے اور یہ بھی ضروری ہے کہ ازل سے اُس کے ساتھ خدا کا علم متعلق ہو اور وہ اس کے لئے ایک حد مقرر کر دے جس کے موافق کہ وہ اسے ایجاد کرے گا اور اسی کو قدر کہتے ہیں۔

(قضاء و قدر کی جو تفسیر یہاں بیان کی گئی ہے یہ منجملہ انہی تین تفسیروں کے ہے جنہیں کہ علامہ باجوری نے جوہرہ کے حاشیہ میں ذکر کیا ہے اور یہی تفسیر ماتریدیہ کیا کرتے ہیں)۔

انبیاء اور اولیاء کی پیشین گوئی کی حقیقت ۱۲

یہ جو شریعت میں وارد ہُوا ہے کہ رسل اور اولیاء غیب اور آئندہ کے واقعات کی خبر دیا کرتے ہیں، اس مقام سے اس کو بھی آپ سمجھ گئے ہوں گے کیونکہ جب خدا تعالےٰ غیب اور آئندہ کے حوادثات کو جانتا ہے اس لئے کہ ہر حادث اُسی کے علم سے اُسی کے ارادہ کے متعلق ہونے سے اُسی کے فعل سے پیدا ہُوا کرتا ہے تو پھر اس سے کون امر مانع ہو سکتا ہے کہ یہی خدا ان رسل اور اولیاء میں سے جسے چاہے اس غیب یا امرِ آئندہ کی خبر دیدے۔ اگرچہ ہم اس کے قائل ہیں کہ نفسِ فطرت

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انسانی کا یہ مقتضا نہیں کہ وہ بذاتہ اور خود مغیبات میں سے کسی شئے کو جان سکے۔ لیکن اگر خدا کسی کو بتلادے تو اُسے کون روک سکتا ہے۔

پس ان لوگوں کو جو کچھ معلوم ہوتا ہے وہ خدا تعالےٰ کے بتلانے ہی سے معلوم ہوتا ہے اور پھر وہ لوگ اوروں کو خبر دے دیتے ہیں۔ اُن میں سے ایسا تو کوئی بھی نہیں جو بذاتہ علم غیب کا دعویٰ کرتا ہو۔ چنانچہ شریعت محمدیہ بالذات علم غیب کے دعوے کرنے کو اعلےٰ درجہ کے ممنوعات میں شمار کرتی ہے اور جو اس کا دعویٰ کرے اُس کو کافر بتلاتی ہے۔

خدا تعالےٰ زندہ ہے

پھر محمد صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے متبعین یہ کہتے ہیں کہ وہ خدائے عالم جس کا ہمارے نزدیک وجود۔ قدم۔ بقا۔ قدرت۔ ارادہ اور علم ثابت ہو چکا ہے ضرور زندہ ہونا چاہیئے اس لئے کہ مردہ کا صفت ارادہ۔ قدرت اور علم میں سے کسی کے ساتھ موصوف ہونا عقل میں نہیں آتا جیسا کہ ظاہر ہے۔ پس خدا کے لئے صفت حیات ثابت ہو گئی۔ اور اُس کا موت کے ساتھ موصوف ہونا محال ٹھہرا۔

خدا تعالےٰ مادہ کے تمام خواص سے مبرّا ہے

پھر وہ کہتے ہیں کہ وہ خدا مادہ کے تمام خواص میں سے کسی خاصہ میں بھی مادہ کے مشابہ نہیں ہو سکتا۔ عام ہے کہ وہ خواص ایسے ہوں کہ جن کے لزوم کے لئے نفس مادہ کی طبیعت مقتضی ہو اور وہ اُس سے جُدا نہ ہو سکتے ہوں اور یہ مادہ کے عام صفات ہیں جو اُس کے جمیع انواع کے لئے لازم ہیں اور یا وہ ایسے ہوں جنہیں کہ نفس مادہ کی طبیعت قبول کر سکتی ہو خواہ وہ اُس کے تمام انواع میں پائے جا سکتے ہوں یا فقط اُس کے بعض مرکبات ہی میں اور یہ وہ اوصاف ہیں جو کہ مادہ کے جمیع انواع کے لئے عام تو ہیں لیکن لازمی نہیں اور یا وہ عام ہی نہیں ہیں جیسے کہ جوہریت،

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جسمیت عرضیت ۔ متحیز ہونا (یعنی کسی قدر جگہ کو گھیرنا) مرکب ہونا۔ متحیزی ہونا ۔ غیر سے جدا جانا۔ غیر کو جدنا ۔ اتصال ۔ انفصال ۔ حیوانیت ۔ نباتیت ۔ جمادیت ۔ ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہونا ۔ تمام انفعالات نفسانیہ اور اُس کے مثل جتنی چیزیں ہیں ۔ کیونکہ وہ خدا ان خواص میں سے کسی میں بھی اگر مادہ کے مشابہ مانا جائے گا تو وہ بھی اسی کے مثل مادہ ٹھہرے گا ۔ اس لئے کہ یہ ظاہر بات ہے کہ جو شئے کسی دوسرے کے ساتھ اُس کی ذات اور طبیعت کے لوازمات اور خواص میں سے کسی خاصہ میں بھی مشابہ ہوگی وہ ضرور اُسی کے مثل اور ویسی ہی ہوگی اور اگر یہ خدا مادہ تسلیم کیا جائے گا تو جو کچھ کہ مادہ کے لئے ممکن ہے یعنی حدوث وہ خدا کے لئے بھی ممکن ہوگا اور خدا بھی حادث ٹھہرے گا ۔ کیونکہ جو حکم چند یکساں چیزوں میں سے کسی ایک کے لئے ثابت ہوگا وہ ویسی ہی اور چیزوں پر بھی صادق آئے گا حالانکہ خدا کے لئے قدم کے لازمی ہونے پر دلیل قائم ہو چکی ہے اور اُس کے حدوث کا محال ہونا ثابت ہو چکا ہے ۔

پس اس سے یہ ثابت ہُوا کہ اس خدا کا مادہ کے مشابہ ہونا ناممکن ہے تو وہ ضرور اس کے خلاف ہوگا اور یہی اس مسئلہ کا مقصد ہے جس کے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے متبعین معتقد ہیں کہ خدائے عالم کے لئے تمام حوادثات کے خلاف ہونا ضروریات میں سے ہے اور اس کا اُن کے مشابہ ہونا محال ہے اس لئے خدا نہ مادہ ہو سکتا ہے اور نہ مادہ کے خواص میں سے کسی کے ساتھ اس کا موصوف ہونا ممکن ہے جیسا کہ بیشتر بیان ہو چکا ۔

خدا مکان اور محل کا محتاج نہیں

پھر چونکہ ظاہر ہو چکا ہے کہ خدا نہ جوہر ہے نہ جسم اس لئے اسے کسی مکان کی بھی ضرورت نہیں جس میں کہ وہ قائم ہو اور نہ وہ عرض ہی ہے جو اُسے کسی محل کی حاجت ہوتی جس میں کہ وہ حلول کرتا اور قائم ہوتا ۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خدا کے عرض نہ ہونے پر دوسری دلیل

علاوہ بریں اگر اُسے عرض مانا جائے گا اور وہ کسی محل کا اپنے قیام میں محتاج ہوگا تو وہ ضرور صفت ہوگا اور اگر وہ صفت ہوگا تو پھر اُس کا اُن صفات کے ساتھ کہ جن کا پیشتر بیان ہوچکا ہے موصوف ہونا ناممکن ٹھہرے گا اور وہ صفات قدرت ارادہ علم اور حیات ہیں حالانکہ خدا کے ان صفات کے ساتھ موصوف ہونے پر دلیل قائم ہوچکی ہے اس لئے اُس کا صفت ہونا ممکن نہیں ہوسکتا تو پھر وہ عرض بھی جو اپنے حلول اور قیام میں کسی محل کا محتاج ہو نہ ہوسکے گا۔

خدا موجد کا محتاج نہیں

پھر چونکہ خدا کا قدم ثابت ہوچکا ہے تو وہ کسی موجد کا بھی جو اُسے ایجاد کرتا ہرگز محتاج نہیں ہوسکتا۔ غرض یہ کہ خدا کا مکان۔ محل۔ اور موجد کی جانب محتاج نہ ہونا یہی امور ہیں جو کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے متبعین کے اس عقیدہ سے مقصود ہیں کہ خدائے عالم کا بنفسہ اور خود ہی قائم ہونا ضروری ہے اور غیر کے ساتھ اس کا قائم ہونا محال ہے۔ خدا تعالےٰ کی اس صفت پر ایک دوسری دلیل بھی ہے وہ یہ ہے کہ اگر وہ مکان کا۔ یا محل کا یا کسی موجد کا محتاج ہوتا تو ضرور تھا کہ یہ امور مذکورہ اُس سے قبل موجود ہوتے اور اُس کے بنائے ہوئے نہ ہوتے حالانکہ اس بات پر دلیل قائم ہوچکی ہے کہ وہ خدا قدیم اور تمام کائنات کے قبل سے ہے اور کائنات میں ہر شَے اسی کی بنائی ہوئی ہے تو پھر کیونکر ممکن ہے کہ اس کے بعد بھی وہ ان میں سے کسی شے کی جانب محتاج ہو۔

صفات خداوندی اور صفات انواع مادہ میں محض اسمی مشارکت ہے ۱۲

اس سابق کے مسئلہ میں کہ خدا مادہ کے خواص میں سے کسی شَے میں بھی اس کے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مشابہ نہیں ہے یہ شبہ نہ کرنا چاہیئے کہ لیجیئے خدا ان امور میں تو مادہ کے مشابہ ہو گیا کہ وہ موجود ہے ارادہ کرتا ہے۔ عالم ہے، قادر ہے، زندہ ہے اور اسی طرح اور صفات ہیں جو کہ اس کے لئے ابھی ثابت ہوتیں کیونکہ مادہ کے انواع ان صفات کے ساتھ تو موصوف ہوتے ہیں اس لئے کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے متبعین کا یہ اعتقاد ہے کہ خدا کے صفات مذکورہ کو محض آثار کی مشابہت کی وجہ سے انواع مادہ کے صفات کے ساتھ صرف اسمی مشارکت حاصل ہے حقیقت کے اعتبار سے پورا پورا اختلاف اور مباینت پائی جاتی ہے کیونکہ خدا کی صفات مذکورہ اُن کے نزدیک صفات قدیم ہیں اعراض نہیں ہو سکتی لیکن انواع مادہ کی وہ صفات جن کے ساتھ اُن کو اسمی مشارکت حاصل ہے بلاشبہ اعراض اور مادہ کے حادث اور زائل ہونے والے احوال ہیں اور اس میں ذرا بھی خفا نہیں کہ محض آثار میں مشابہت کا پایا جانا اس امر کو مستلزم اور مقتضی نہیں ہو سکتا کہ حقیقت میں بھی مشابہت ہو خصوصاً جب کہ صفات خداوندی کے آثار میں اور ان صفات انواع کے آثار میں اس اعتبار سے زمین اور آسمان کا فرق بھی موجود ہو کہ صفات خداوندی کے آثار باعظمت، محیط اور کامل ہوں اور صفاتِ انواع کے آثار اُن کے مقابل میں حقیر، ناقص اور قاصر ہوں جیسا کہ دونوں کے آثار میں مقابلہ کرنے سے صاف صاف واضح ہوتا ہے۔

فلاسفہ جدید کے مقابل میں وحدانیت کی دلیل بیان کرنے کی حاجت نہیں

پھر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے متبعین جب کہ خدائے عالم کے وجود پر دلیل قائم کر چکے اور آپ لوگوں پر اُس کے وجود کی تصدیق کرنے کو دلیل سابق کے مقتضا کے موافق لازم کر چکے تو اب اُنہیں کوئی ضرورت نہیں ہے کہ آپ لوگوں کے مقابلہ میں اس امر پر دلیل قائم کریں کہ وہ خدا ایک ہے۔ خدائی میں اور عالم کی تخصیص اور ایجاد میں اُس کا کوئی شریک نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ آپ لوگ تو ایک خدا کو بھی نہیں مانتے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھے۔ انہوں نے دلیل سے اُس کے وجود کی تصدیق کرنے کو آپ پر لازم کردیا۔ اب انہیں آپ لوگوں کی جانب سے اس امر کا اندیشہ نہیں ہوسکتا کہ آپ اُس خدا کے سوا اور کسی خدا کے وجود کا دعویٰ کرنے لگیں گے اس لئے کہ اسے تو آپ خود سمجھ سکتے ہیں آپ کے نزدیک تو یہ ظاہر بات ہے کہ آثار خداوندی کی دلالت سے خدائے عالم کے وجود کے ثابت کرنے کے بعد کون سا امر مقتضی ہے کہ کسی دوسرے خدا کے ثابت کرنے کے لئے بھی ہمیں ضرورت پڑے باوجودیکہ اس عالم کے ایجاد کرنے کے لئے صرف ایک ہی خدا جس میں کہ اُس کے ایجاد اور حکم کرنے کے لئے کامل صفات موجود ہوں بالکل کافی ہے۔

مسلمانوں کے عقیدے بلا دلیل نہیں بلکہ یقینی دلیل پر مبنی ہیں اس لئے وحدانیت کی دلیل بھی ضرور ہے

لیکن چونکہ وہ اس کے معتقد ہیں کہ وہ خدا ایک ہی ہے اُس کی خدائی میں کسی کا شریک ٹھہرانا سراسر محال ہے اور وہ اپنے عقیدوں کو بغیر قطعی دلیل پر مبنی کئے ہوئے باز نہیں رہ سکتے اُن کے عقیدوں کی بناء ہمیشہ قطعی دلیلوں پر ہوتی ہے خواہ وہ قطعی دلیل عقلی ہو یا نقلی اس لئے لازم ہے کہ وہ اس خدا کی وحدانیت پر عالم کے ایجاد کرنے میں اُس کے منفرد ہونے پر اُس کے سوا کسی خدا کے وجود کے محال ہونے پر ضرور عقلی یا نقلی دلیل قائم کریں۔

وحدانیت کے منکر فرقوں کے لئے بھی دلیل وحدانیت کی ضرورت ہے

علیٰ ہذا القیاس جب وہ اُن فرقوں سے گفتگو پر آمادہ ہوں جو کہ متعدد خدا ماننے والے ہیں اور عالم کے لئے دو یا تین یا زیادہ خداؤں کا اعتقاد رکھتے ہیں تو اس وقت بھی اُن فرقوں پر خدائے عالم کی وحدانیت کا اقرار لازم کرنے کے لئے وہ اس امر کو اپنے ذمہ ضروری خیال کرتے ہیں کہ خدا کی وحدانیت اور اُس کے سوا کسی دوسرے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خدا کے محال ہونے پر دلیل قائم کریں لیکن ان فرقوں کے مقابلہ میں اُن کی دلیل ضرور عقلی ہونی چاہیئے نقلی دلیل کو وہ مانتے ہی نہیں تو پھر اُن کے سامنے اُس کے بیان کرنے سے فائدہ ہی کیا نکلے گا۔

قرآن کریم میں توحید کی عقلی، برہانی اور امتناعی دونوں قسم کی دلیلیں موجود ہیں

رہی خدائے عالم کی وحدانیت پر دلیل نقلی جن پر محمد صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلّم کے پیرو اعتماد کرتے ہیں وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے قرآن میں جس کی نسبت انہوں نے خدائے عالم کے پاس سے ہونے کی خبر دی ہے بکثرت موجود ہیں۔ قرآن کی اکثر سورتیں خدا کی توحید اور ایجاد کرنے میں اس کے منفرد ہونے کی تصریح کرتی ہیں بلکہ اُن میں اُس کی توحید کی دونوں قسم کی عقلی قطعی بھی اور اطمینان بخش دلیلیں بھی جو کہ عام لوگوں کی عقل کے موافق ہیں جن میں کہ قطعی برہانی دلیل سمجھنے کی قابلیت نہیں مذکور ہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلّم کے پیرو توحید خداوندی کے اعتقاد کے بارے میں محض نقلی دلیل پر بھی اعتماد کر سکتے ہیں کیونکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت اور آپ کی لائی ہوئی چیزوں کی حقانیت کی تصدیق خدا کی توحید پر موقوف نہیں ہے۔ اس لئے کہ آپ کے دعویٰ کی حقانیت پر متعدد دلائل قائم ہونے کی وجہ سے عالم کے موجد کی جانب سے آپ کی رسالت کی تصدیق کر سکتے ہیں۔ عام ہے کہ وہ موجد ایجاد کرنے میں منفرد اور ایک مانا جائے یا نہ مانا جائے پھر جب کہ وہ آپ کی رسالت کی پوری طور سے تصدیق کر چکے تو پھر انہیں آپ کی یہ خبر بھی ماننا پڑے گی کہ جس خدا نے انہیں بھیجا ہے اور رسول بنایا ہے وہ ایجاد کرنے میں منفرد اور ایک ہے اُس میں اس کا کوئی شریک نہیں لیکن دلیل عقلی جسے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلّم کے پیرو اُن فرقوں کے مقابلے میں جو متعدد خداؤں کے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قائل ہیں۔ خدائے عالم کی وحدانیت پر قائم کرتے ہیں اور نیز جس پر کہ اس کی وحدانیت کے اعتقاد کے بارہ میں خود بھی وہ اعتماد کرتے ہیں اُس کی بکثرت صورتیں اور مختلف طریقے ہیں۔ اس مقام پر بغرض اختصار ان میں سے ہم صرف ایک ہی دلیل بیان کریں گے۔

وحدانیت کی عقلی دلیل

پس سنئے کہ محمد صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلّم کے پیرو اس موقع پر یہ کہتے ہیں کہ اگر عالم کے خدا متعدد مانے جائیں مثلاً دو مانے جائیں (یا اور زیادہ کیونکہ اس استدلال میں کوئی فرق نہیں آسکتا)، تو عالم میں کسی شئے کا بھی وجود نہیں ہوسکتا لیکن عالم میں کسی شئے کا نہ پایا جانا باطل ہے اس لئے کہ اُس کا وجود تو ہم مشاہدہ کر رہے ہیں۔ پس وہ امر بھی (یعنی خدا کا متعدد ماننا) جس سے کہ یہ خرابی لازم آئی ضرور باطل اور غلط ہوگا اور جب خدا کا متعدد ماننا باطل ٹھہرا تو اُس کی وحدانیت ثابت ہوگئی اور یہی ہمارا مقصود تھا۔

اب سنئے کہ خدا کے متعدد ماننے سے عالم میں کسی شئے کا نہ پایا جانا کیونکر لازم آتا۔ مثلاً فرض کیجئے کہ دو خدا ہوں تو وہ دونوں یا تو باہم متفق ہو جائیں گے یا مختلف رہیں گے۔ اگر متفق ہو جائیں تو وہ کسی چیز کو ایجاد نہیں کر سکتے ورنہ لازم آئے گا کہ دو موثروں کا فقط ایک ہی اثر ہو اور یہ محال ہے کیونکہ اس سے لازم ہے کہ اُن دونوں میں سے ہر ایک کی ایجاد سے اگر عالم کا ایک جداگانہ اور مستقل وجود ہوگا تو لازم آئے گا کہ عالم دو وجود کے ساتھ موجود ہو حالانکہ وہ صرف ایک ہی وجود کے ساتھ موجود ہے جیسا کہ ظاہر ہے اور اگر دونوں ایجاد سے زیادہ نہیں عالم کا فقط ایک ہی وجود حاصل ہو تو ماننا پڑے گا کہ اُن دونوں میں سے ہر ایک نے بانفرادہ اُسے ایجاد نہیں کیا بلکہ دُوسرے کے ساتھ مل کر ایجاد کیا جیسے کہ اگر دو قوتیں مل کر کسی پتھر کے لڑھکنے کا باعث ہوں ہر ایک اُن میں سے بانفرادہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اُس کے لڑھکانے کے لئے کافی نہ ہو بلکہ دونوں کے مجتمع ہونے کی ضرورت پڑے تو ہر ایک دوسری قوت کی محتاج ٹھہرے گی اور اُس کے ساتھ مل کر مرکب ہو گی اور وہ دونوں قوتیں مرکب ہو کر ایک قوت بنے گی تو اس صورت میں صاف ظاہر ہے کہ لڑھکانے کی نسبت دونوں کی طرف ہونی چاہیئے۔ان میں سے کسی ایک کی جانب علی الاستقلال نسبت کرنا ہرگز صحیح نہیں ہو سکتا۔

پس اس بنا پر دونوں خدا ایک دوسرے کے ساتھ مرکب ہوں گے اور دونوں بمنزلہ ایک خدا کے قرار پائیں گے کہ جس کی طرف ایجاد کی نسبت ہو گی اور دونوں میں سے ہر ایک کی جانب علی الاستقلال ایجاد کی نسبت نہ ہو سکے گی کیونکہ ہر ایک موجد کا جزر ہو گا نہ مستقل موجد حالانکہ خدائے عالم اُس کو کہہ سکتے ہیں کہ جو اس عالم کا موجد ہو اور اگر یہ کہا جائے کہ ہر واحد خدا نہیں بلکہ فی الحقیقت دونوں کا مجموعہ خدا ہے تو اس کا جواب ہم یہ دیں گے کہ پیشتر ثابت ہو چکا ہے کہ خدائے یعنی موجد عالم کا مرکب ہونا محال ہے کیونکہ اُس میں اور مادہ اور اُس کی تمام انواع کے مابین جمیع صفات کے اعتبار سے جو کہ اُن کے ساتھ مختص ہیں مخالفت ہونا ایک لازمی امر ہے اور انہی صفات میں سے ترکیب بھی ہے۔علاوہ بریں ہر ایک مرکب کے لئے حدوث لازم ہے تو اس بنا پر خدا کا حدوث لازم آئے گا اور نہ یہ ممکن ہے کہ دونوں عالم کو علی الترتیب اس طرح پر ایجاد کریں کہ پہلے تو ایک ایجاد کرے اور پھر دوسرا ورنہ تحصیل حاصل لازم آئے گی اور وہ محال ہے جیسا کہ پیشتر ثابت ہو چکا ہے اور نہ یہی ممکن ہے کہ بعض چیزوں کو ایک ایجاد کرے اور بعض باقی کو دوسرا کیونکہ اس وقت ان دونوں کا عاجز ہونا لازم آئے گا۔اس لئے کہ جب کسی شے کے ساتھ ان دونوں میں سے کسی ایک کی قدرت متعلق ہو جائے گی تو لامحالہ اُس شئے کے ساتھ دوسرے کی قدرت کے متعلق ہونے کا طریق وہ پہلا مسدود کر دے گا۔

پس دوسرا اس کی مخالفت پر ہرگز قادر نہ ہو سکے گا اور عاجز رہے گا اور

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اگر دوسرا اس کے خلاف ہوگا اور اُس نے اپنی قدرت کے متعلق ہونے کے طریق کو مسدود نہ ہونے دیا تو پہلے کو عاجز ماننا پڑے گا۔ بہرحال خدا کا عجز لازم آئے گا اور خدا کا عجز محال ہے۔ اگر دونوں مختلف ہو جائیں اس طرح پر کہ ایک تو عالم کے ایجاد کرنے کا ارادہ کرے اور دوسرا اُس کے معدوم کرنے کا۔ پس ہرگز ممکن نہیں کہ دونوں کا ارادہ نافذ ہو سکے ورنہ اجتماع ضدین لازم آئے گا اور نہ یہ ممکن ہے کہ ایک کا ارادہ نافذ ہو اور دوسرے کا نہ ہو کیونکہ جس کا ارادہ نافذ ہو سکے گا وہی عاجز ٹھہرے گا اور دوسرا بھی ویسا ہی قرار پائے گا اس واسطے کہ دونوں میں مماثلت منعقد ہو چکی ہے اور دونوں یکساں ہیں۔ علاوہ بریں یہ بھی ہے کہ جب ایک کا ارادہ نافذ ہوگا اور دوسرے کا نہیں تو جس کا ارادہ نافذ ہو جائے گا وہی خدا ٹھہرے گا دوسرا نہیں ہو سکتا اب وحدانیت کی دلیل مکمل ہو گئی۔

دلیل تمانع کی ایسی تقریر جس سے اس کا قطعی دلیل ہونا ثابت ہوتا ہے

یہی دلیل قرآن مجید میں بھی مجملاً اور علی وجہ الاختصار مذکور ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے (لو کان فیھما آلھۃ الا اللہ لفسدتا) اگر دونوں میں اللہ کے سوا اور خدا ہوتے یعنی اگر زمین اور آسمانوں کے پیدا کرنے میں اللہ تعالیٰ کے سوا اور خدا بھی قائم ہو سکتے اگرچہ اللہ بھی اُن کے ساتھ ہوتا تو وہ دونوں درہم برہم ہو جاتے۔ یعنی آسمان و زمین کا وجود ہی نہ ہوتا لیکن اُن دونوں کا وجود نہ ہونا باطل ہے اس لئے کہ اُن کا موجود ہونا مشاہدہ سے ثابت ہے۔

پس وہ شئے یعنی اللہ کے سوا جنس خدا کا موجود ہونا (یعنی کسی اور خدا کا موجود ہونا) بھی جس سے کہ یہ خرابی لازم آئی باطل ٹھہرے تو اب ثابت ہو گیا کہ زمین اور آسمانوں میں یعنی عالم میں اللہ کے سوا کوئی اور خدا نہیں ہو سکتا بلکہ وہی خدائی کے ساتھ منفرد اور یکتا ہے اور یہی مقصود تھا۔ یہ نہیں ہے کہ خدا کی جماعت ہی محال ہو بلکہ خدا کا مجرد متعدد ہونا محال ہے چنانچہ ہم نے اپنے قول جنس خدا سے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی کی طرف اشارہ کیا ہے۔ پھر سابق میں دونوں خداؤں کے متفق ہو جانے کے احتمال کو جو فرض کیا ہے وہ محض سرسری نظر کے لحاظ سے ہے ورنہ جب غور کیا جائے تو دونوں خداؤں کے متفق ہونے اور صلح کر لینے کا سرے سے احتمال ہی صحیح نہیں ہو سکتا کیونکہ خدائی کا مرتبہ عام غلبہ اور کامل استقلال کو مقتضی ہے جیسا کہ قرآن مجید نے اس کی طرف اس قول میں اشارہ کیا ہے (اذن لذھب کل الٰہ بما خلق ولعلی بعضھم علی بعض) اب تو (یعنی اگر کئی خدا مانے جائیں) ہر ہر خدا اپنی اپنی پیدا کی ہوئی اشیاء کو لے جاتا اور ایک دوسرے پہ چڑھائی کر بیٹھتا۔ (یہ تو آپ نے سُن لیا اب میں اس امر پر مکرر تنبیہ کرتا ہوں کہ یہ دلیل اور اسی طرح اور دلیلیں صرف انہی کے مقابلے میں قائم کی جا سکتی ہیں کہ جو خدائے عالم کے وجود کو تو مانتے ہیں لیکن وہ متعدد خداوں کے مدعی ہیں۔ پس وہ اس قسم کی دلیلوں سے اپنے تعدد کے دعوے سے باز رکھے جا سکتے ہیں۔ رہے وہ لوگ جو عالم کے لئے کسی خدا کے وجود کو تسلیم نہیں کرتے اُن کے مقابلے میں اس دلیل کا قائم کرنا اسی وقت صحیح ہو سکتا ہے جب کہ اُن پر اس امر کا ماننا لازم کر دیا جائے کہ عالم کے لئے ضرور کوئی خدا ہے جس نے کہ اُسے ایجاد کیا پھر اُن کو خدائی کے منصب کو اور جس عظمت اور استقلال کو کہ خدائی کا منصب مقتضی ہے اچھی طرح سے سمجھا دیا جائے ورنہ انہیں اس کی کیا پرواہ ہو گی کہ خدا کا عجز لازم آتا ہے یا اس کے سوا اور محالات جن کا کہ دلیل سابق میں پیشتر ذکر ہو چکا ہے لازم آتے ہیں بس اسی سے ذرا آگاہ رہنا چاہیئے۔)

پھر محمد صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے متبعین نے دیکھا کہ اتنی ہی صفات جو کہ خدا موجد عالم کے لئے ثابت ہوئیں ہر چند کہ خدائی کا مدار ٹھہر سکتی ہیں اور وہ صفات وجود۔ قدم۔ بقاء۔ حوادث کے ساتھ مخالفت۔ اُس کا نفسہ ہی قائم ہونا کہ یعنی استقلالاً موجود ہونا۔ وحدانیت۔ علم۔ قدرت ارادہ اور حیات ہیں اور اگر خدا صرف انہی صفات کے ساتھ موصوف ہو تب بھی وجود کائنات کی علت بننے کے لئے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کافی سمجھا جاسکتا ہے اور ہر عاقل اتنے پر قناعت کر سکتا ہے۔

خدا کے لئے سوائے صفاتِ مذکورہ بالا کے دیگر صفاتِ کمالیہ کے اثبات کی تمہید

لیکن انہوں نے اس خدائے پاک کی شان میں اور بھی غور کرنا شروع کیا اور اُس کی عجیب وغریب مصنوعات اور ان کی کمال پائداری میں تامل کیا تو کہنے لگے کہ جب اس کی مصنوعات میں یہ کمال موجود ہو تو کیا وہ خدائے پاک صفاتِ کمالیہ میں سے کسی صفت میں خود ناقص بھی ٹھہر سکتا ہے ہرگز نہیں بلکہ جہاں تک ہم خیال کر سکتے ہیں کسی کو ایسا نہیں پاتے کہ وہ اپنے مثل کوئی شئے ایجاد کر سکے۔ چہ جائیکہ ناقص کسی کامل کو ایجاد کرے یا کامل اپنے سے اکمل کو ایجاد کرنے کے قابل ہو سکے۔ انہی حیوانات کو لیجئے کہ وہ کچھ ہی کیوں نہ بنائیں اور ایجاد کریں لیکن ہم ہمیشہ اُن کو اُس سے عاجز ہی پاتے ہیں کہ وہ حیوانیت میں اپنے مثل یا اپنے قریب قریب بھی بنا سکیں اور حیوانات کو بھی جانے دیجئے۔

انسان کسی چیز کا خالق نہیں اس لئے وہ کچھ نہیں پیدا کر سکتا

انسان کو لیجئے کہ جو سب سے زیادہ جاننے والا اور صنعت کے اعتبار سے اعلیٰ درجہ کا قادر مانا جاتا ہے وہ بھی کچھ ہی کیوں نہ بنائے اور ایجاد کرے لیکن جب دیکھا جاتا ہے تو وہ اپنے مثل یا اپنے سے اکمل بنانا تو جُدا رہا اُس کے مصنوعات میں اُس کمال کے قریب قریب بھی نمودار نہیں ہوتا جو کہ خود اس میں قائم ہے حیوان یا انسان کا بنانا تو بالائے طاق رہا انسان میں نبات بنانے کی قدرت تو ہے ہی نہیں۔ غایت سے غایت وہ جو کچھ بنا سکتا ہے یہ ہے کہ وہ جمادی صورت جو کہ حیات سے بالکل خالی ہوتی ہے تراش لیتا ہے یا چند عناصر کو جمع کر کے کیمیاوی ترکیب دے سکتا ہے کہ جس میں حیات کا ذرہ برابر بھی نشان نہیں پایا جاتا۔ یا کلیں ایجاد کر سکتا ہے کہ جو قدرتی قوانین پر ثقیلی کے موافق غیر دائمی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور ناپائیدار حرکت کرنے لگتی ہیں اور پھر نہ اُن میں حیات کا نام و نشان ہوتا ہے اور نہ احساس کا۔

انسان جو کچھ تفرقات کرتا ہے وہ حقیقت میں خدا کے مقرر کردہ قوانین کو مسلط کر دیتا ہے اور اُس سے کام لیتا ہے خود مستقل طور پر کچھ نہیں کر سکتا

جب وہ کسی حیوان یا نبات میں اُس کی صورت کے متغیر کرنے کے لئے کسی قسم کا تصرف کرنا چاہتا ہے تو وہ خود ہرگز اس پر قدرت حاصل نہیں کر سکتا آخر کار ہ چار و ناچار انہی قانون قدرت کے استعمال کرنے پر مجبور ہوتا ہے جو تغیر دینے کے لئے اس خدائے پاک کی جانب سے مقرر ہیں اور جو تغیر کہ اُس سے حادث ہوتی ہے وہ حقیقت میں اس کا فعل بھی نہیں ہے اس کو صرف اسی قدر دخل ہے کہ اُس نے اُس قانونِ قدرت کو دریافت کر لیا جس سے کہ تغیر پیدا ہو سکتی ہے اور پھر اُس نے جس شئے کو تغیر دینا مقصود ہے اُس پر اسے مسلط کر دیا اور اگر یہ تغیر اُس کے بنانے اور اُس کے پیدا کرنے سے ہوتی تو اُس کے ظاہر ہونے سے قبل ضرور اُس کو اُس کے تمام حالات کی تفصیلی واقفیت ہوتی وہ اُس کی مقدار اور کیفیت کو پوری تدقیق کے ساتھ جان سکتا حالانکہ ایسا نہیں ہوتا۔

بیان اس کا یہ ہے کہ جب کوئی انسان اس بات کا ارادہ کرتا ہے کہ وہ کسی پرند کے بچہ کو اُس کی خلقت میں بدصورت کر دے تو وہ انڈے میں ایک جانب سے قوی حرارت پہنچاتا ہے اور دوسری جانب سے ذرا ضعیف اس سے بچہ میں ایک خاص قسم کی بدصورتی پیدا ہو جاتی ہے۔ پس یہ بدصورتی اس انسان کا فعل ہرگز نہیں ہو سکتی ورنہ انڈے سے نکلنے کے پہلے ہی اس صورت کی بدنمائی کی مقدار، اس کی کیفیت اور یہ کہ بچہ کے کس موقع پر یہ خرابی پیدا ہوئی پوری تدقیق کے ساتھ جانتا اور اُس سے واقف ہوتا حالانکہ ایسا نہیں ہوتا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غایت سے غایت وہ تجربہ سے یا اتفاقی طور پر اُس قانونِ قدرت پر مطلع ہوگیا جس کی وجہ سے کہ انڈے میں بچہ کی صورت بدل جاتی ہے اور وہ بدنما ہوجاتا ہے اور اُس قانون کو وہ استعمال کرنے لگا جیسے کہ کسی شخص کو یہ معلوم ہوگیا کہ پانی سے پیاس بجھ جاتی ہے۔ پھر جب اُسے پیاس لگتی ہے تو وہ اپنے معدہ میں پانی پہنچا لیتا ہے۔ اُس سے اُسے سیرابی حاصل ہوجاتی ہے اور اُس کی پیاس بُجھ جاتی ہے تو کیا یہ کہا جا سکتا ہے کہ جس شخص نے کہ اپنے معدہ میں پانی پہنچایا ہے خود اسی نے سیرابی کو بھی پیدا کیا ہے اور پیاس کو دفع کردیا اور کیا یہ اُس کے مصنوعات میں شمار کیا جا سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔

پس اس کا اتنا ہی فعل ہے کہ اُس نے اپنے معدہ میں پانی پہنچا لیا۔ پانی جب معدہ میں پہنچا تو اس سے معدہ کی حرارت ٹھنڈی پڑی اور پیاس جاتی رہی۔ اب یہ جو کچھ حاصل ہُوا اُس میں پانی پہنچانے والے کی ذرا بھی تاثیر نہیں۔ اس موقع سے یہ امر بطریق اولیٰ واضح ہوگیا کہ کھیت کا کاشت کار درختوں کے نکلنے اور اُن کے بار آور ہونے میں اُس کے لئے مقررہ قوانین قدرت استعمال کر کے کتنی ہی کوشش کیوں نہ کرے اُس کی نسبت یہ ہرگز نہیں کہا جا سکتا کہ اسی نے کھیت کے درختوں کو ایجاد کیا اور بنایا ہے اُن سے پھل نکالے ہیں اور اُن کی عجیب و غریب ترکیب اور حیرت انگیز خواص کا وہی پیدا کرنے والا ہے اس لئے کہ اُس میں سے فی الحقیقت کوئی شے بھی اُس کی بنائی ہوئی نہیں۔ ہاں اگر مجازی اطلاق کو آپ لیتے ہیں تو اُس میں کوئی مضائقہ نہیں اُس کو ہم بھی مانتے ہیں۔

اسی طرح تمام اُن اشیاء کی نسبت جن کے وجود کا سبب انسان عالم کے مقررہ قوانین قدرت استعمال کر کے ہُوا کرتا ہے۔ یہ کہا جا سکتا ہے کہ اُن کا انسان بنانے والا اور موجد نہیں صرف اس کا کام اتنا ہے کہ وہ مقررہ قوانین قدرت کو اُن کے مقررہ راستوں سے جاری کر دیتا ہے اُس کے بعد تمام آثار اُن سے پیدا ہوجاتے ہیں اور وہ انسان آثار کو نہیں پیدا کرتا (عنقریب اس کا بیان آتا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیرو اس امر کے قائل ہیں کہ یہ تمام آثار قوانینِ قدرت سے خدا تعالیٰ کے پیدا کرنے سے ظہور میں نہ آتے ہیں نہ فقط قوانینِ قدرت کے ذاتی اثر سے چنانچہ اس کی تحقیق عنقریب آئے گی)۔

کوئی شے اپنے مثل یا اپنے سے اکمل کو نہیں بنا سکتی اور اس بات کا ثبوت کہ خدا تعالیٰ کی تمام صفات کامل ہیں

پس جب کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے متبعین کے نزدیک یہ بات کہ جس کا پیشتر ذکر ہوا واضح ہو گئی کہ کوئی شے اپنے مثل کے بنانے پر بھی قادر نہیں ہو سکتی چہ جائیکہ وہ اپنے سے بڑھ کر اور اکمل شے کو بنائے تو وہ کہنے لگے کہ یہ لازمی امر ہے کہ جس خدا نے مادہ کو ان عجیب و غریب قوانینِ قدرت کے ساتھ ایجاد کیا جن کی وجہ سے کہ اس میں بے شمار تطورات اور تغیرات کی قابلیت آگئی اور اس سے بہ حیرت انگیز بے حد انواع وجود میں آئیں ضرور اس خدا کی جملہ صفات جو کہ اس کے لیے دلیل سے ثابت ہوئیں اور جو صفات کمالیہ کہ اس کی ذات کے شایاں ہیں سب مرتبۂ کمال کو پہنچی ہوئی ہوں ورنہ وہ اپنے مصنوعات کے مثل یا ان سے بھی کمتر ٹھہرے گا حالانکہ یہ امر اس کے خلاف ہے جس کو کہ عقل یقینی طور پر جان چکی اور اس کی تصدیق کر چکی۔

خدا کا سمیع بصیر متکلم وغیرہ ہونا اور ان کے وجود کی تشریح خدا کے اور حوادث کے صفات کے مابین کیا فرق ہے

پس وہ اس کے معتقد ہو گئے کہ وہ خدا ضرور سمیع۔ بصیر متکلم اور تمام صفاتِ کمالیہ کے ساتھ جو اس کی ذات کے شایاں ہیں متصف ہے اس لئے کہ یہ بات عقل میں نہیں آسکتی کہ وہ بہرا، اندھا، گونگا ہو اور پھر اسی نے قوت سمع کو پیدا کیا ہو آنکھوں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو روشن کیا ہو۔ کلام کے ساتھ زبان کو جاری کیا ہو اور نہ یہ ہو سکتا ہے کہ وہ صفت کمالیہ میں ناقص ہو حالانکہ اُسی نے صفت کمالیہ کی نظیر کو اپنے مصنوعات میں نہایت ہی کامل طور پر ایجاد کیا ہے لیکن جتنی صفات کا کہ وہ خدا کی نسبت اعتقاد رکھتے ہیں اُن کے بارے میں اُنہیں یقین ہے کہ نہ وہ حوادث کی سی صفات ہیں اور نہ حقیقت میں اُن کے مشابہ ٹھہر سکتی ہیں اگرچہ باہم اُن میں آثار کی مشابہت کی وجہ سے مشارکت اسمی پائی جائے اور اس امر کا پیشتر بیان ہو چکا ہے کہ آثار کی مشابہت سے حقیقت کی مشابہت ضروری نہیں۔

پس خدا سُننے میں ہماری طرح کان کا محتاج نہیں بلکہ یہ اُس کی صفت قدیمہ ہے جو اُس کی ذات کے ساتھ قائم ہے جس سے کہ تمام مسموعات اس پر منکشف ہو جاتے ہیں اسی طرح اُس کا دیکھنا آنکھ کی پتلی پر موقوف نہیں بلکہ وہ بھی صفت قدیمہ ہے جو کہ اس کی ذات کے ساتھ قائم ہے جس سے کہ تمام مبصرات اس کے نزدیک منکشف ہو جاتے ہیں اُس کا کلام ہماری طرح آواز اور حرف سے نہیں ہو سکتا بلکہ وہ بھی صفت قدیمہ ہے جو کہ اُس کی ذات کے ساتھ قائم ہے جس کے ذریعہ سے وہ اپنی مخلوقات میں سے جس کسی کو جو کچھ سمجھانا چاہتا ہے سمجھا سکتا ہے اسی طرح تمام اُن باقی صفات یعنی علم۔ ارادہ۔ قدرت۔ حیات وغیرہ کی نسبت جو سابق میں بیان ہوئیں یہی کہا جا سکتا ہے۔

پس وہ ساری صفات قدیمہ ہیں جو کہ اُس کی ذات کے ساتھ قائم ہیں جن میں سے ہر ایک کا اُس کے مقتضا کے موافق اشیاء کے ساتھ تعلق ہوتا ہے خواہ بطور انکشاف کے ہو یا تخصیص کے یا احداث کے ورنہ اگر اُس کی صفات حوادث کی سی صفات مانی جائیں گی تو وہ بھی ان ہی کی طرح حادث ٹھہرے گا حالانکہ اُس کے قدم کے ضروری ہونے پر اور اُس کے حدوث کے محال ہونے پر دلیل قائم ہو چکی ہے اور اس کا تفصیلی بیان پہلے گزر چکا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خدا کے لئے شریعتِ محمدیہ نے کچھ ایسے صفات بھی بتلائے ہیں جن کا ثبوت یا عدمِ ثبوت محض عقل سے نہیں معلوم ہو سکتا

پھر جب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پیرو اسی خدائے پاک کی جانب سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر اُن دلائل کی وجہ سے جو آپ کے صدق پر قائم ہو چکی ہیں یقین کر چکے تو انہوں نے دیکھا کہ آپ کی شریعت خدائے عالم کے لئے صفات سابق الذکر جو کہ عقلی دلائل سے معلوم ہوئیں ثابت کرتی ہے اور یہ وہ صفات ہیں جن کے پر خدائی کا مدار ہے اور نیز وہ صفاتِ کمالیہ جن کے لئے کہ اس کی شانِ عظیم مقتضی ہے اور سوا اس کے عدل۔ رحمت۔ کرم۔ ہدایت۔ احسان اور ایسی ہی اور صفات بھی کہ جن کا پتہ نصوص شریعت سے لگتا ہے اسی قبیل سے ہیں باوجود اس کے انہوں نے یہ بھی پایا کہ ان صفات کے علاوہ اس شریعت نے خدا کے لئے چند ایسی صفات کو بھی ثابت کیا کہ دلیل عقلی جن کے نہ ثبوت ہی پر دلالت کرتی ہے اور نہ اُن کی نفی پر لیکن شریعتِ محمدیہ میں چونکہ اُن کی تصریح کی گئی تھی تو وہ اُن صفات کے بھی معتقد ہو گئے اس لئے کہ اُن صفات کے خبر دینے والے (اور وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں) صادق ہیں اور اُن کا صدق اُن دلائل قاطعہ کی وجہ سے جو اُن کے صدق پر قائم ہو چکیں یقینی تسلیم کیا گیا ہے اور عقل اُن صفات کو محال بھی نہیں سمجھتی کہ ان کے ماننے میں کچھ پس وپیش کرنے کا موقع ہوتا۔

صفاتِ خداوندی کے بارہ میں متشابہات کا حکم

اسی طرح اس شریعت میں خدائے پاک کے لئے چند ایسی اشیاء کو بھی ثابت کیا ہے جن سے کہ بظاہر جسمیت کا شبہ پڑتا ہے اور یہ اشیاء جیسے کہ چہرہ، آنکھ، ہاتھ، انگلی، قدم وغیرہ ہیں۔ پس محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے متبعین نے ان اشیاء کو خدا کے لئے ثابت کیا لیکن چونکہ عقلی اور نقلی دلیل کی رو سے خدا کا جسمیت سے منزہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور پاک ہونا ثابت ہو چکا تھا اس لئے انہوں نے اُن کے ظاہری معانی نہیں تسلیم کئے اور یہ اعتقاد رکھا کہ اُن کے معانی جو ہوں خدا کی ذات کے مناسب ہیں حوادث میں اُن کے جو معانی سمجھے جاتے ہیں وہ ہرگز نہیں ہو سکتے۔ رہا اُن کی حقیقت کا علم وہ انہوں نے اُسی خدائے پاک پر رکھا اور اُس کے حوالہ کیا۔ اسی لئے وہ اس امر کے قائل ہو گئے کہ مثلاً خدا کا ہاتھ تو ہے لیکن وہ ہمارے ہاتھوں کی طرح نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح اُس کی آنکھ بھی ہے لیکن ہماری آنکھوں کی طرح نہیں ہو سکتی علیٰ ہذا القیاس اور اشیاء کو بھی سمجھئے، اتنا تو ہم کہہ سکتے ہیں۔ باقی رہی اس کے مرادی معنی کی حقیقت اُسے خدا ہی خوب جانتا ہے۔ پس اس طور پر وہ خدا کو منزہ مانتے ہیں اور حقیقی علم خدا کے حوالہ کرتے ہیں۔

خلاصہ یہ کہ جہاں تک کہ عقل کی دلالت اور شریعت محمدیہ سے معلوم ہوا اُس کے موافق وہ خدا تعالےٰ کو تمام کمالات کے ساتھ جو اُس کی شان عالی کی سزاوار ہیں موصوف مانتے ہیں اور تمام نقائص سے کہ جو اُس کو نہ یبا نہیں منزہ اور مبّرا اعتقاد کرتے ہیں۔

خدا کے اسماء توصیفی ہیں اور اللہ علم ذات ہے

پھر اس شریعت نے جیسے کہ خدا کی صفات بتلائی ہیں اُسی طرح اُس کے وہ نام بھی جو اُس نے اپنے لئے خود تجویز کئے ہیں بتلائے۔ انہی میں سے لفظ (اللہ) ہے جو اُس کا خاص نام ہے دوسرے پر اطلاق نہیں ہوتا۔ اس لفظ کا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے قبل بھی اگرچہ عالم کے پیدا کرنے والے پر عربی زبان میں اطلاق موجود تھا لیکن شریعت نے بھی خدا تعالےٰ پر اسی لفظ کو اطلاق کیا اس لئے اس طرح پر اس میں شرعی حیثیت پیدا ہو گئی اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے متبعین کے نزدیک یہ نام شرعی نام سمجھا گیا جس میں کہ انہوں نے شریعت محمدیہ کا لحاظ کیا نہ فقط عربی لغت کا۔ اسی طرح پر خدا تعالےٰ کے باقی ناموں کو سمجھئے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شریعتِ محمدیہ نے خدا کی عظمت اور اس کے صفاتِ کمالیہ کے ساتھ موصوف ہونے پر عقلی قطعی اور اطمینان بخش دونوں قسم کی دلیلوں سے استدلال کرنے کا طریقہ بتلایا ہے

پھر شریعتِ محمدیہ نے جیسے کہ اپنی پیروی کرنے والوں کو خدا کے وجود کے اور اُس کے اُن صفات کمالیہ کے ساتھ موصوف ہونے کی تعلیم دی جن کے یا تو ثبوت ہی پر عقل دلالت کرتی ہے یا خدا کے لئے اُن کو جائز رکھتی ہے اور اُس کے نام بتلائے اسی طرح اُس نے خدا کے وجود پر اُس کی عظمت پہ، اُس کی تمام صفات کمالیہ کے ساتھ موصوف ہونے پر عقلی دلیل سے استدلال کرنے کا طریق بھی سکھلایا۔ عام ہے کہ وہ دلائل برہانی قطعی ہوں یا اطمینان بخش دلائل ہوں جن سے کہ قلوب کی پوری تسکین ہو جاتی ہے اور دل اُن کو فوراً قبول کر لیتا ہے۔ اس طرح پر اسلامی امور کے اثبات کے لئے نہایت ہی وسیع طریق اُن کے ہاتھ لگا اور عقلی اصول پر اسلامی خوبیاں ثابت کرنے کے واسطے اُن پر بہت بڑا دروازہ کھل گیا۔

چنانچہ میں چاہتا ہوں کہ اُن میں سے چند امور کو ذکر کروں جو کہ خدائے عالم کے وجود پر صفات کاملہ کے ساتھ اُس کے موصوف ہونے پر اُس کی اور اُس کی صفات کی عظمت پر اور پھر اُن کے آثار کی وسعت پر دلالت کرتے ہیں جس سے کہ دلوں میں اُس کی شانِ عظیم کی عظمت پیدا ہوتی ہے اور ایک سے ایک مصنوعات اور اعلیٰ سے اعلیٰ عجیب و غریب اشیاء کے بنانے پر اس کو پوری قدرت حاصل ہونے کا دلوں کو یقین ہوتا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آثارِ خداوندی سے خدائی صفات پر استدلال کرنے کے لئے مقدمہ بیان کرنا جس میں بتایا ہے کہ مادہ کے عام اور خاص صفات کی نسبت مسلمان کیا عقیدہ رکھتے ہیں اور اہلِ سائنس کے ساتھ کس میں موافق یا مخالف ہیں اور کیوں؟

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اصل مقصود کے بیان کرنے سے پہلے میں ایک مقدمہ ذکر کروں جس سے کہ مطلب کے سمجھنے میں سہولت پیدا ہو جائے اور جو کہ مقصود کے ساتھ اپنے لگاؤ کی وجہ سے بہت کچھ نافع ثابت ہو۔ پس میں کہتا ہوں کہ یہ امر تو مخفی نہیں کہ مادہ اور اس کے انواع کے لئے کچھ عام صفات ہیں جیسے کہ تحیز (یعنی کسی نہ کسی قدر خلاء کو گھیرنا) جو تمام اجسام میں پایا جاتا ہے اور کچھ خاص صفات ہیں جیسے کہ لوہے کا ہتھوڑے کی چوٹ کھا سکنا اور شیشہ کا چور چور ہو جانا۔ یہ دونوں صفات اجسام کی ایک ایک نوع کے ساتھ خاص ہیں اور آپ لوگوں کی علمی (سائنس کی) کتابوں سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ انواع مادہ میں سے کسی سے بھی عام صفات منفک نہیں ہو سکتیں اُن کا منفک اور جُدا ہو جانا محال ہے۔ باقی رہیں خاص صفات اُن کی نسبت آپ لوگوں کے کلام سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان میں سے ہر صفت جس جسم میں کہ پائی جاتی ہے کسی نہ کسی طبعی سبب سے اُس سے ضرور جدا ہو سکتی ہے۔ چنانچہ آپ لوگ کہتے ہیں کہ مثلاً لوہے سے ہتھوڑے کی چوٹ سے بڑھنے کی صفت جُدا ہو سکتی ہے اور پھر اُس میں اس کی چوٹ سے ریزہ ریزہ ہو جانے کی صفت جب کہ اُسے فلاں عرق میں بھگو یا جائے تو پیدا ہو سکتی ہے۔ زلزلہ آنے کے وقت مقناطیس سے لوہے کی کشش کرنے کی قوت جاتی رہتی ہے۔ اسی بناء پر ایک آلہ ایجاد کیا گیا ہے جس سے زلزلہ کا قریب الوقوع ہونا دریافت ہو سکتا ہے تاکہ انسان اس سے محفوظ رہ سکے۔

پس بر اس امر کی تصریح ہے کہ جسم کی خاص صفات اسبابِ طبعیہ میں سے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کسی نہ کسی سبب سے ضرور جُدا ہو سکتی ہیں جیسا کہ ہم نے پیشتر ذکر کیا لیکن حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے پیرو اُن عام صفات کی نسبت جن کا ثبوت اُن کے نزدیک مادہ کے جمیع انواع میں مدلل ہو چکا ہے یہ کہتے ہیں کہ ہمیں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ صفات دو قسم پر منقسم پائی جاتی ہیں۔ بعض تو ایسی ہیں کہ مادہ کے تمام انواع میں سے کسی سے ابھی منفک نہیں ہو سکتیں اُن کا منفک اور جدا ہو جانا محال ہے اور اس قسم کی صفات کے ساتھ خدا تعالیٰ کی قدرت باوجود اُن کے متحقق الوجود ہونے کے اُن کے معدوم کرنے کے لئے متعلق نہیں ہو سکتی۔ اس لئے کہ خدا کی قدرت امر واجب یعنی ایسی شئے کے اعدام کے ساتھ جس کا وجود ضروری اور معدوم ہونا محال ہے متعلق نہیں ہُوا کرتی جیسے کہ جسم کے لئے تحیز یعنی جسم کا کسی نہ کسی قدر خلاء کو گھیرنا۔ پس ممکن نہیں ہے کہ کوئی جسم بغیر کسی قدر خلاء کے گھیرے ہوئے پایا جاتے۔ دوسری قسم وہ ہے کہ جمیع انواع سے جس کے منفک ہونے کو عقل جائز رکھتی ہے۔

جسم کی کشش عام اور کشش اتصال اور قوت مدافعت پر ایک محققانہ بحث

پس کوئی امر مانع نہیں ہو سکتا کہ خدا تعالےٰ کی قدرت ایسی صفت کے معدوم کرنے کے ساتھ عام ہے کہ تمام انواع سے ہو یا کسی خاص نوع سے متعلق ہو جائے کیونکہ یہ امر عقلاً ممکن ہے اور جو امر عقلاً ممکن ہوتا ہے وہ ضرور خدا تعالیٰ کی قدرت کے تصرف کے تحت میں آسکتا ہے جیسے کہ اجسام کی عام کشش جس کی وجہ سے ایک جسم دوسرے کو کشش کرتا ہے اور ایسے ہی کشش اتصال یعنی جس کشش کی وجہ سے کسی جسم کے ایک ہی جنس کے اجزاء فردہ یعنی ذرے جیسے لوہے کے مثلاً باہم ملے رہتے ہیں اور اُن کے ملنے کی وجہ سے جسم بن جاتا ہے اسی قسم کی اور صفات لے لیجئے۔

پس وہ کہتے ہیں کہ اس قسم کا ثبوت اگرچہ اجسام میں پایا جاتا ہے لیکن ان

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے لئے عقلاً لازمی نہیں ہے بلکہ اُس کا ثبوت اجسام میں امکان عقلی کے طور پر ہے۔ یعنی عقل کے لئے یہ ممکن ہے کہ اجسام کا اس قسم کی صفت کے ساتھ تصور کرے یا ان کا تصور بلا اس صفت کے کرے۔ پس اس سے کون سا امر مانع ہو سکتا ہے کہ اگر ہم کسی جسم کو ءام کشش سے خالی تصور کریں یعنی وہ نہ کسی دوسرے جسم کو کشش کرے اور نہ دوسرا جسم اس کو۔ اسی طرح اس میں بھی کوئی قباحت نہیں معلوم ہوتی کہ اگر ہم کسی جسم کو کشش اتصال سے خالی تصور کریں اور اُس کی ذات کا باہم ملنا کسی دوسرے سبب سے مان لیں۔

علاوہ بریں آپ لوگوں کا جسم میں کشش اتصال کے ساتھ قوت مدافعت کے وجود کا بھی قائل ہونا گویا اجتماع نقیضین کو ماننا ہے۔ قوت مدافعت سے وہ قوت مراد ہے جس کی وجہ سے جسم کے ذرات پورے طور سے مل نہیں سکتے اور وہ اُن کو ملنے سے روکتی ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جسم میں خلا اور مسامات باقی رہ جاتے ہیں اور یہی قوت خارجی قوت کا جب کہ وہ جسم پر دباؤ ڈالتی ہے مقابلہ کرتی ہے جیسا کہ آپ لوگوں کی کتابوں میں اس کا صریح بیان موجود ہے۔ اگر آپ کہیں کہ بغیر اس قوت کے تو اجسام کا بننا ہی خیال میں نہیں آسکتا۔ تو ہم جواب دیں گے کہ ہمارے نزدیک خدا کی قدرت سے بغیر اس قوت کے مانے ہوئے دوسرے طور پر بھی ممکن ہے اور اگر ہم اس موقع پر کسی سبب ہی کے قائل ہو جائیں تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ ممکن ہے سوائے اس قوت مدافعت کے کوئی دوسرا سبب ہو۔

بھلا بتلائیے اس میں کون سی قباحت ہے کہ یہی اجزار فردہ (ذرات بسیط) جن کے اجسام میں موجود ہونے کے آپ قائل ہیں ممکن ہے کہ انہی کی شکلیں ایسی ہوں کہ ان میں کچھ اُبھار پائے جاتے ہوں اور کسی قدر تجاویف یعنی گڑھے بھی موجود ہوں پس ان اجزاء کے مجتمع ہونے کے وقت یہی اُبھار اُن گڑھوں میں گھس کر خوب جم جاتے ہوں۔

پس جب یہ گڑھے اُن اُبھاروں پر دباؤ پا کر نہ بیٹھتے ہوں یا کسی سبب سے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جیسے کہ حرارت جو کہ اُن ذرات کو پھیلا دیتی ہے دباؤ کم پڑتا ہو تو جسم سیال یا از قسم گیس[1] بن جاتا ہو اور جب یہ اُبھار گڑھوں میں دب جاتے ہوں یا کسی سبب سے۔ جیسے کہ برودت دباؤ شدید پڑتا ہو تو جسم میں بمقدار دباؤ کے سختی آجاتی ہو اور ٹھوس جسم بنتا ہو۔ اب اس موقع پر قوت مدافعت کی وجہ سے باہم ذرات کی مدافعت کے بجائے یہ علت بیان کی جا سکتی ہے کہ جب یہی گڑھے ایسے تنگ ہوتے ہیں جس میں کہ یہ اُبھار پورے طور سے نہیں سما سکتے تو ذرات کے مابین خلا باقی رہ جاتے ہیں اور یہی وہ مسامات اور سوراخ ہیں جو ہر جسم میں پائے جاتے ہیں اور یہ ایسی علت ہے جس سے کہ اجسام متحد الجنس کے ذرات کے باہم ملے رہنے کی وجہ جس طرح ظاہر ہوتی ہے اسی طرح عقل کے لئے اجسام مختلف الجسم کے باہم ملنے کی وجہ بھی ظاہر ہو جاتی ہے جیسے کہ مابین گوند اور کاغذ کے ہوتا ہے۔ مراد اس علت سے اجزاء فردہ (ذرات بسیطہ) میں اُبھار اور خلاء پائے جانے کی وجہ سے اس امر کا واقع ہونا ہے اور ظہور کی وجہ یہ ہے کہ یہ علت آپ لوگوں کی اُس علت سے جو کہ آپ نے ذروں کے باہم ملنے کے لئے بیان کی ہے یعنی یہ کہ یہ امر بذریعہ قوت کشش اتصال کے انجام پاتا ہے جو کہ اجسام مختلف الجنس میں موجود ہوتی ہے عقل سے قریب تر ہے جیسا کہ ہم نے بیشتر بیان کیا۔

اور جب کہ آپ لوگوں کے نزدیک ان اجزاء فردہ (ذرات بسیطہ) کی مختلف شکلیں ہیں اور وہ اگرچہ بالفعل قسمت نہیں قبول کرتے لیکن وہ عقلی قسمت کو ضرور قبول کر سکتے ہیں جیسا کہ آپ لوگوں کی کتابوں میں موجود ہے تو ہمارے لئے جائز ہے کہ ہم کچھ اُبھار اور خلاء فرض کر کے آپ لوگوں کو الزام دیں بخلاف ان اجزاء بسیطہ کے جو کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے متبعین کے نزدیک ہیں کیونکہ اُن میں یہ بات نہیں ہو سکتی۔ اس تقریر سے کہیں یہ نہ سمجھ جائیے گا کہ میں اجزاء فردہ

---

[1] گیس کی قسم کے وہ اجسام کہلاتے ہیں جو مثل ہوا کے نظر نہیں آتے۔

www.KitaboSunnat.com
محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(ذرات بسیطہ) میں انحصار اور خلاء کے وجود کو مانتا ہوں اور اس پر میں نے اپنی علت کو مبنی کیا ہے کیونکہ اس تعلیل پر بھی اشکالات کے وارد ہونے سے میں مامون نہیں ہوں۔ میں نے تو صرف یہ دکھلانے کے لئے آپ کی تعلیل میں ایک احتمال نکالا ہے کہ دیکھئے آپ کی تعلیل کہاں تک پایۂ ثبوت کو پہنچی ہے اور یہ کہ دوسری تعلیل آپ کی تعلیل سے قریب تر ہے۔

خلاصہ یہ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پیرو یہ نہیں کہتے ہیں کہ صفات عامہ جو پیشتر مذکور ہوئیں اور ایسی ہی اور بھی اجسام میں موجود نہیں ہیں اور نہ وہ اجسام میں اُن کے موجود ہونے سے انکار کرتے ہیں یہاں تک کہ آپ کو اُن کے ثبوت پر دلائل قائم کرنے کی تکلیف گوارا کرنا پڑے وہ تو ان کے ثبوت کو مان کر صرف یہ کہتے ہیں کہ وہ عقلاً ضروری نہیں ہیں بلکہ وہ اجسام میں موجود بھی رہ سکتی ہیں اور اُن سے معدوم بھی ہو سکتی ہیں اس لئے کہ عقل اُن سے نہ اُن کے موجود ہونے کو محال سمجھتی ہے اور نہ اُن سے اُن کے معدوم ہونے کو اور جب ان کی یہ حالت ہے تو وہ خدا تعالےٰ کی قدرت کے تحت تصرف میں جو کہ تمام اُن اشیاء پر جو کہ عقلاً ممکن ہیں قادر ہے ضرور داخل ہو سکتی ہیں جیسا کہ پیشتر ثابت ہو چکا ہے۔ پس جیسے کہ اُس نے انہیں ایجاد کیا ہے باوجود اجسام کے موجود رہنے کے وہ اُن کے معدوم کرنے پر بھی قادر ہے۔ یہاں تک کہ کشش اتصال کے معدوم کرنے پر بھی۔ کیونکہ وہ نفس اجسام کے بننے کے لئے لازمی نہیں ہے جیسا کہ آپ لوگوں کے کلام سے ظاہر ہوتا ہے بلکہ وہ خدائے پاک بلا قوت کشش اتصال کے بھی اجزاء فردہ (ذرات بسیطہ) کے مجتمع کرنے پر کسی سبب کے ذریعہ سے ہو یا بلا وساطت کسی سبب کے ہر طرح پر قادر ہے اگرچہ وہ لوگ خدائے پاک کی عادت پر جو کہ اُس نے اس عالم میں جاری کر رکھی ہے قیاس کر کے پہلی ہی بات کے قائل ہوں گے اور وہ عادت یہ ہے کہ خدا نے اس عالم میں ہر شئے کو ایک سبب کے ساتھ مرتبط کر رکھا ہے یعنی اُس نے اپنی یہ عادت ٹھہرائی ہے کہ جب

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کوئی سبب پایا جاتا ہے تو وہ اُس کے مسبب کو بھی ایجاد کر دیتا ہے۔

اب رہیں صفات خاصہ تو اُن کے بارے میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے متبعین کا قول آپ ہی لوگوں کے مثل ہے کہ وہ اپنے موصوفات کے لئے ضروری نہیں ہیں بلکہ اُن سے جُدا ہوسکتی ہیں۔ لیکن آپ لوگ یہ کہتے ہیں کہ وہ صفات اپنے موصوفات سے اُس وقت جدا ہوسکتی ہیں کہ جب اُس کے ذرات بسیطہ کسی طبعی سبب کی وجہ سے اپنی پہلی وضع سے متغیر ہو جائیں اور پھر آپ کے نزدیک اس مفارقت کے لئے ایک کافی زمانہ کی ضرورت پڑتی ہے جو کبھی تو کم اور کبھی اتنا زیادہ ہوتا ہے کہ ہزاروں برس تک نوبت پہنچ جاتی ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے متبعین جب تک کہ اُن کے نزدیک امر واقعی کی حقیقت مدلل نہیں ہوتی یہی کہتے ہیں کہ اپنے صفات خاصہ کا اپنے موصوفات سے جدا ہونا ممکن ہے کہ جسم کے ذرات بسیط کی وضع کے متغیر ہو جانے سے ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ کسی دوسرے سبب سے ہو اور جب اُن کے نزدیک کوئی امر مدلل ہو جاتا ہے تو وہ بلا تکلف مان لیتے ہیں کچھ ہی کیوں نہ ہو بہر حال وہ خدا ہی کے پیدا کرنے سے ہے۔

قوانین قدرت کا محض عادی اسباب ہونا اور سب کچھ حقیقت میں خدا ہی کے پیدا کرنے سے موجود ہونا

اور اُن اسباب کی نسبت جنہیں آپ اُس کے لئے موجب ٹھہراتے ہیں۔ اُن کا یہ قول ہے کہ وہ عادی اسباب ہیں یعنی خدائے تعالیٰ کی عادت جاری ہوگئی ہے کہ اسباب کے پائے جانے کی وقت وہ اُن کے مسببات کو ایجاد کر دیتا ہے اور وہ اسباب اپنے مسبب کے لئے نہ موجب ہیں نہ مؤثر اگرچہ آپ اُن اشیاء کو ان کے سبب کی جانب نسبت کرتے سُنیں گے لیکن اُن کا یہ اعتقاد ہرگز نہیں ہے کہ اُن اسباب کو اُن کے وجود میں بالطبع کچھ اثر ہے بلکہ اس نسبت کرنے سے اُن کا مطلب یہ ہے کہ خداوند تعالیٰ اس مسبب کو اُس کے سبب کے موجود ہونے کے وقت اپنی عادت

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے موافق اس عالم میں پیدا کر دیتا ہے اور اگر وہ چاہے کہ سبب کو پیدا کرے اور مسبب[1] کو نہ پیدا کرے یا مسبب کو بغیر اس سبب کے پیدا کرے تو وہ ضرور کر سکتا ہے اور جب یہ اسباب مؤثر نہ ٹھہرے اور مسببات کا وجود خدا ہی کے پیدا کرنے سے قرار پایا تو وہ اس زمانے کے بارے میں جس کو کہ آپ لوگ صفات کے اپنے موصوفات سے جدا ہونے کے لئے لازمی مانتے ہیں یہ کہتے ہیں کہ یہ اتنا زمانہ محض خدا تعالےٰ کی عادت مستمرہ کے اعتبار سے ہے اور اگر وہ ایک لحظہ میں موصوفات سے صفات کو جدا کرنا چاہے تو کر سکتا ہے۔ وہ اتنے دراز زمانہ کے ساتھ پابند ہونے کے لئے مجبور نہیں ہے۔

مثلاً جب کہ آپ یہ کہتے ہیں کہ لوہا فلاں عرق میں جب بھگویا جائے تو بوجہ بھگونے کے اس کے ذرات بسیطہ کی وضع متغیر ہو جانے سے اُس سے چوٹ کھا کر بڑھنے کی

---

[1] اس کی بہت واضح مثال یہ ہے کہ لال جھنڈی دکھلانے سے آتی ہوئی ریل فوراً رک جاتی ہے اور سبز سے برابر چلی آتی ہے تو اہالیانِ ریل نے جیسے کہ اپنی یہ عادت مقرر کر لی ہے تو کیا وہ بالعکس مقرر نہیں کر سکتے یا بغیر جھنڈی دکھلائے جانے کے ریل کو نہیں لا سکتے اگرچہ عادت مقررہ کے اعتبار سے یہ لازمی بات ہے کہ سرخ جھنڈی سے ہمیشہ ریل رُکے گی اور سبز سے آئے گی اور جب وہ اپنی اس عادت کو بدلنا چاہیں گے تو اس کے خلاف بھی ہو جائے گا۔ یہی مثال خداوندی عادت کی ہے یعنی جو قوانین قدرت یا اسباب طبعی دریافت ہوئے ہیں وہ جھنڈی کے مثل ہیں اور خدا تعالےٰ نے انہی کے موافق تمام عالم کا انتظام کر رکھا ہے۔ جب کوئی طبعی سبب پایا جاتا ہے تو اپنی عادت کے موافق وہ اس کے مسبب کو بھی موجود کر دیتا ہے اگر وہ چاہے تو اس کے خلاف بھی کر دے۔ چنانچہ جب وہ کسی مصلحت سے مستمرہ قوانین کے خلاف کوئی امر پیدا کرتا ہے تو اُس کو خرق عادت کہتے ہیں جو شخص کہ خدا تعالےٰ کو مجبور نہ ٹھہرائے گا اور ذی اختیار مانے گا اس کو اس کے سمجھنے میں ذرا دقت نہیں ہو سکتی۔ ۱۲ مترجم ::

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صفت دُور ہو جائے گی اور اس میں بجائے اس کے چوٹ کھا کر چُور چُور ہو جانے کی صفت آجائے گی اور اُس کے لئے ایک کافی زمانہ کی ضرورت پڑے گی اور یہ عرق اس تبدیلی میں بطبعہ مؤثر اور موجب ہے اور اتنا زمانہ لازمی ہے یہاں تک کہ بغیر اس کے یہ امر پورا ہی نہیں ہو سکتا تو محمد صلی اللہ علیہ وسلّم کے متبعین اس موقع پر یہ کہیں گے کہ یہ تبدیلی خدا تعالےٰ کے فعل سے اس طرح پر حاصل ہوئی ہے کہ اُس نے چوٹ کھا کر بڑھنے کی صفت کو معدوم کر دیا اور بجائے اس کے چُور چُور ہو جانے کی صفت کو ایجاد کر دیا۔ عام ہے کہ یہ بات اُس کے ذرات کی وضع کے متغیّر ہو جانے کی وجہ سے حاصل ہوئی ہو یا کسی دوسری وجہ سے جو ہم کو معلوم نہیں ہوئی اور اس تبدیلی میں اس عرق نے بطبعہ اثر نہیں کیا اور نہ اس کے لئے موجب ہُوا بات صرف یہ ہے کہ خدا کی اس عرق میں بھگو دینے کے وقت اس میں تبدیلی پیدا کرنے کی عادت جاری ہو گئی ہے اور یہ زمانہ جس میں کہ یہ تبدیلی پوری ہوتی کوئی لازمی شرط نہیں ہے بلکہ خدا اس تبدیلی کے ایک لحظہ میں پیدا کرنے پر قادر ہے جیسے کہ وہ لوہے کو بغیر اس عرق میں بھگونے کے اس تبدیلی کے پیدا کرنے پر بھی قدرت رکھتا ہے۔

اسی طرح اس قول کے بارے میں کہ آگ فلاں جسم کو جلاتی ہے اور پانی پیاس کو بُجھا دیتا ہے اور فلاں چیز سے فلاں اثر ہوتا ہے وغیرہ۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے متبعین کہتے ہیں کہ ان میں سے کوئی شے بھی بطبعہ موثر نہیں ہے بلکہ جو آثار ان اشیاء سے پیدا ہوتے ہوئے معلوم ہوتے ہیں حقیقت میں خدا ہی چند شروط اور احوال عادیہ کے ساتھ ان اشیاء کے پائے جانے کے وقت ان آثار کو پیدا کر دیتا ہے اور وہ ان اشیاء میں سے بغیر کسی شئے کے پائے جانے کے بھی جن کو آپ سبب کہتے ہیں اُن آثار کے پیدا کرنے پر قادر ہے جیسے کہ وہ اُن آثار کو باوجود اُن کے منشاء کے موجود ہونے اور باوجود تمام شرائط کے پائے جانے اور موانع کے مرتفع ہونے کے معدوم رکھ سکتا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سوائے خدا کے مسلمانوں کے اس اعتقاد کی کیا وجہ ہے کہ کسی کو مؤثر حقیقی نہیں مانتے اور اس کا کافی ثبوت

جس چیز نے کہ محمد صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلّم کے متبعین کو اس بات پر جس کا پیشتر بیان ہُوا کہ اشیاء میں بالطبع کوئی تاثیر نہیں ہے بلکہ آثار خدا ہی کے پیدا کرنے سے ہُوا کرتے ہیں آمادہ کر دیا دو امر ہیں۔ اوّل تو وہ دلیلیں ہیں جو اس بات پر قائم ہو چکیں کہ خدا اُن تمام اشیاء کے پیدا کرنے میں جو اس عالم میں ہُوا کرتی ہیں منفرد اور مستقل ہے۔

پس اگر اشیاء ان آثار کے وجود میں جو اُن سے ناشی ہوتے ہیں بالطبع مؤثر مانی جائیں گی تو وہ اُن کے لئے ضرور خالق ٹھہریں گی حالانکہ خدائے عالم کے سوا کہ اسی کا نام اللہ ہے کسی دوسرے کا خالق ہونا محال ثابت ہو چکا ہے اور اس استحالہ پر دلیل قائم ہو چکی ہے خصوصًا جب کہ اُن آثار میں سے بعض نہایت مضبوط اور مستحکم بھی ہوں جن کو دیکھ کر عقل صاف یہی حکم کرتی ہے کہ اُن کے اس استحکام کے ساتھ ہونے کے لئے ضروری ہے کہ اُن کا پیدا کرنے والا صاحبِ تدبیر، پورے علم اور کامل ادراک والا ہو اور ان صفات کا ان جمادی اشیاء کے لئے ثابت کرنا ایسی بات ہے جس کا کوئی عاقل قائل نہیں ہو سکتا۔ مثال کے لئے آپ ایسے نبات کو لیجئے جس میں کہ عجیب عجیب چیزیں جیسے جڑ۔ تنا۔ شاخیں۔ پتے۔ پھول۔ پھل۔ نسل بڑھنے کے اجزاء اور تخم مع قسم قسم کی شکلوں، طرح طرح کے رنگوں، ذائقوں اور خاصیتوں کے جسے دیکھ کر عقل چکر میں آجاتی ہے اور یہ کہ پھر یہ پیدا کاہے سے ہوئیں۔ مٹی، پانی اور ہوا سے۔

پس محمد صلی اللہ علیہ وسلّم کے متبعین کی عقلیں بلکہ تمام عقول سلیمہ اس بات کو ہرگز قبول نہیں کر سکتیں کہ یہ تمام چیزیں جن کے لئے اعلیٰ درجہ کے علم، قدرت

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور تدبیر کی ضرورت ہے مٹی، پانی اور ہوا نے پیدا کر دی ہوں جو ان تمام صفات سے بالکل خالی ہیں اسی لئے اُن کے ایجاد اور پیدائش کو ذی قدرت اور اعلیٰ درجہ کے واقف کار خدا کے حوالہ کرتے ہیں جس کی نسبت اُن کے نزدیک دلیل قائم ہو چکی ہے کہ اُسی نے عدم سے اصل مادہ کو گونا گوں امور کے قابل پیدا کیا۔

اگر بالفرض خدا کے پیدا کرنے میں مستقل اور متفرد ہونے سے قطع نظر بھی کر لی جائے تو دوسرا سبب اس کا یہ ہے کہ انہوں نے انہیں اشیاء میں جن سے کہ یہ آثار ناشی ہوتے ہیں غور کیا اور اُس کی حقیقت کو سوچا تو انہوں نے دیکھا کہ یہ اشیاء ان آثار کے لئے ہرگز بالذات مقتضی نہیں ٹھہر سکتیں کیونکہ اُن میں سے کوئی شے ایسی نہیں پائی گئی جس کی نسبت عقل اس امر کے یقین کرنے کو ضروری کر دے کہ فلاں اشیاء فلاں فلاں آثار کے لئے مقتضی ہونا چاہئیں۔ مثلاً حرارت برف کو پگھلا دیتی ہے اور برودت پانی کو جما دیتی ہے اور جب ان کی حقیقت میں غور کیا جائے تو عقل کے لئے ان دونوں چیزوں کے ان ہی دونوں خاص اثروں کے مقتضی ہونے کی کوئی وجہ ظاہر نہیں ہوتی۔ جیسے کہ اس بات کی وجہ ظاہر ہو جاتی ہے کہ ہر جسم حیّز کو مقتضی ہے (یعنی ہر جسم کسی نہ کسی قدر خلاء کو ضرور گھیرے گا) اور یہ کہ دو جسم مقتضی ہیں کہ وہ متداخل نہیں ہو سکتے اور ایک ہی حیز یعنی ایک ہی جگہ میں دونوں کا حلول نہیں ہو سکتا۔ مثلاً جب وہ آپ سے کہیں کہ کیوں صاحب حرارت اور برودت میں معاملہ بالعکس کیوں نہیں ہوا تو آپ کیا جواب دے سکتے ہیں۔ شاید آپ یہ کہیں کہ ہر ایک کی خاصیت ہی یہ ہے تو وہ آپ سے دریافت کریں گے کہ ہر ایک کی خاصیت بالعکس کیوں نہ ہو گئی؟ اب آپ یہی کہیں گے کہ حرارت قوت اتصالیہ کمزور کر دیتی ہے اور برودت اُس کو قوی کرتی ہے پھر وہ آپ سے پوچھ سکتے ہیں کہ یہ معاملہ بالعکس کیوں نہ ہوا؟ کوئی عقلی وجہ بتلائیے۔

بہرحال اسی طرح چلتے چلتے کہاں تک چلئے گا آخر کار آپ کو بجز اس کہنے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے اور کوئی گنجائش نہیں مل سکتی کہ اُن میں سے ہر ایک کو ایک ایک خاصیت کے ساتھ کسی خاص کرنے والے نے خاص کر دیا ہے۔ اسی وجہ سے ہر ایک میں ایک خاص خاصیت پائی جاتی ہے۔ پھر وہ آپ کو یہ بتلادیں گے کہ یہ تخصیص کرنے والا وہی خدا (یعنی اللہ تعالیٰ) ہے، جس نے کہ مادہ کو ایجاد کیا ہے اور وہ فاعل مختار ہے اُس نے جس شئے کو جس شئے کے ساتھ چاہا خاص کر دیا کیونکہ اختیار کی شان ہی یہ ہے۔ بعد ان سب باتوں کے وہ آپ سے کہیں گے کہ جب اشیاء مؤثر بالطبع نہ ٹھہریں اور تاثیر خدا ہی کے پیدا کرنے سے ہوئی۔ پس وہ زمانہ جو آثار کے حصول کے لئے مانا گیا ہے کوئی ضروری شرط نہیں ٹھہر سکتا بلکہ وہ محض عادی شرط ہے۔

پس خدا ایک لحظہ میں جیسے کہ پلک مارنا یا اُس سے بھی کم زمانہ میں اثر کے پیدا کرنے پر پورے طور سے قادر ہے کیونکہ دلیل سے یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ خدا کی قدرت کامل ہے حوادث کی قوتیں ایسی نہیں ہو سکتیں اس لئے کہ اُس کے کرنے میں اُسے زمانہ کی احتیاج نہیں جیسے کہ حوادث کی قوتوں کو احتیاج پڑتی ہے یہاں تک کہ وہ جتنی ہی شدید ہوتی ہیں اُن کے عمل کرنے میں اُتنا ہی کم زمانہ صرف ہوتا ہے اور جتنی ہی وہ کمزور ہوتی ہیں اُتنے ہی زیادہ زمانہ کی ضرورت پڑتی ہے۔

علاوہ بریں یہ بھی ہے کہ اگر اُس کی قوت اپنے عمل کرنے میں زمانہ کی محتاج ہوتی جیسے کہ اور قوی محتاج ہیں تو ہم دیکھتے ہیں کہ وہ مصنوعات جو کہ عظیم ہوتے ہیں اور جن میں کہ نہایت باریک صناعیاں بکثرت اشکال، تراکیب اور خواص موجود ہوتی ہیں ہمیشہ اُن کے بننے میں اُن مصنوعات کے بننے سے زیادہ دراز ہی زمانہ صرف ہوتا جن میں کہ یہ امور نہیں پائے جاتے حالانکہ ایسی بات نہیں ہے۔ اس لئے کہ ہم دیکھتے ہیں کہ مثلاً پہلی قسم کی ایک نبات بہت ہی تھوڑی مدت میں نکل آتی ہے اور دوسری قسم کی کوئی نبات پہلی قسم کی نکلنے کی مدت سے کئی گنا طویل مدت میں نکلتی ہے۔ پس یہ امر صاف اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ زمانے کا ممتد ہونا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خدا کی مخلوقات کے ایجاد کرنے میں کوئی شرط نہیں ہے ورنہ جو مثال ہم نے دی ہے اس میں ضرور معاملہ بالعکس ہوتا۔

خدا قوانینِ فطرت کے (جن کا محض عادی اسباب ہونا ثابت ہو چکا ہے) خلاف کر سکتا ہے اور خرق عادت کا وقوع بعض مخصوص حالتوں میں ہوتا ہے جیسے کسی نبی کا معجزہ یا ولی کی کرامت

پھر محمد صلی اللہ تعالے علیہ وسلم کے متبعین کے اس قول سے کہ ذی آثار اشیاء کا آثار کے لئے سبب بن جانا محض عادی ہے اور ان آثار کے بننے کے لئے یہ زمانہ بھی محض عادی شرط ہے۔ کہیں یہ نہ سمجھ جائیے گا کہ وہ خلاف عادت امور کے کثرت وقوع کے قائل ہیں یہاں تک کہ آپ اُن پر خرق عادت پر دلالت کرنے والے واقعات کثیرہ کے بیان کرنے کا مطالبہ کریں کیونکہ وہ یہ بات ہرگز نہیں کہتے وہ تو صرف یہ کہتے ہیں کہ ان کی سببیت عادی ہے اور وہ زمانہ بھی شرط عادی ہے اور خدا خلاف عادت کرنے پر قادر ہے اور یہ محال نہیں ہے لیکن خلاف عادت کرنا خدا نے سوائے چند مخصوص حالتوں کے مثلاً کسی نبی کے معجزہ یا کسی ولی کی کرامت کے لئے اور کبھی ثابت نہیں ہوا جیسا کہ ان کے یہاں بالتواتر منقول ہے یا انہوں نے اپنے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے بچشم خود دیکھا ہے جب کہ انہوں نے رسالت کا دعوے کیا تھا اور اُن کے ہاتھ پر معجزات اور خوارق عادات ظاہر ہوئے تھے۔

پس جب یہ پیشتر بیان کیا ہوا مقدمہ متقرر ہو گیا اور آپ لوگوں نے اُسے اپنے دلوں میں جگہ دے لی تو آئیے ہم اور آپ مل کر اس عالم کے مادہ اس کے انواع اور اُن عجیب و غریب صورتوں میں جن پر وہ مشتمل ہے اور ان حیرت انگیز گوناگوں تبدیلیوں میں جو اُن میں واقع ہوتی رہتی ہیں غور کریں اور دیکھیں تاکہ ہمیں یہ بات معلوم ہو جائے کہ مادہ میں اُن امور کا قیام مادہ اور اُس کے ذرات کی حرکت

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے فعل سے ہے یا اُن چیزوں میں سے باہم ایک کے دوسرے میں تاثیر کرنے کے باعث سے یا اُس خدا کے فعل سے ہے جو کہ اعلےٰ درجہ کا علم رکھنے والا، صاحب ارادہ قادر اور ذی قدرت ہے کہ اپنے ارادہ سے جس کے ساتھ چاہتا ہے اُس کی تخصیص کرتا ہے اور جس طور پر چاہتا ہے اُسے متغیر کرتا ہے اور پھر اس کے اعمال بھی ایسے باعظمت اور انتہا درجہ کے استحکام اور تدبیر کے ساتھ ہوتے ہیں جن سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اُس کی اور اُس کی صفات کی عظمت غیر محدود ہے عقل اس کو نہیں پاسکتی اور نہ افکار اُس کو حاوی ہو سکتے ہیں۔ اس امر کے واضح ہونے کے بعد کوئی کام جس کو عقل جائز رکھتی ہو کتنی ہی عظمت کو کیوں نہ پہنچ جائے اور اُس میں کیسی ہی اعلیٰ درجہ کی باریکی اور استحکام کیوں نہ موجود ہو لیکن اُس خدا کی عظمت اور اُس کی صفات کے کمال کے سامنے بالکل ہیچ، بالکل آسان اور ظاہر معلوم ہو گا۔ اُس ذات پاک کی عظمت کا کیا کہنا ہے اُس کا تسلّط عجیب کمال رکھتا ہے۔ پیدائش اور ہر طرح کی تدبیر اُسی کے ہاتھ میں ہے اُسے ہر شئے پر پوری قدرت حاصل ہے۔

علم ہیئت کی دلچسپ بحث اور عالم کواکب سے خدا کی عظمت و قدرت پر استدلال

اب آیئے ہم عالم کواکب کی طرف متوجہ ہوں اب ضرور ہم کو آپ لوگوں کی کتب ہیئت کی تصریح کے موافق یہ ملے گا کہ اُن میں سے ہر ایک کی ایک جُدا خاصیت ہے جو دوسرے میں نہیں پائی جاتی اور ہر ایک خاص حالت کے ساتھ مخصوص نظر آئے گا۔ چنانچہ بعض اُن میں سے نہایت ہی چھوٹے ہیں اور بعض بہت ہی بڑے حتیٰ کہ ہماری زمین کو اُس کے ساتھ وہی نسبت پائی جاتی ہے جو ایک بالو کے ذرّے کو اُس کرّہ کے ساتھ ہوتی ہے جس کا قطر ایک ہاتھ یا کچھ اُس سے بھی زائد ہو۔

پس اگر ہماری زمین کا قطر سات ہزار نو سو بارہ (۷۹۱۲) میل کا اور اس کا محیط چوبیس ہزار (۲۴۸۹۹)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آٹھ سو ننانوے میل کا ہے تو آفتاب کا قطر آٹھ لاکھ بانوے ہزار پانچ سو اسّی میل کا اور اس (۸۹۲۵۸۰) کا محیط چھبیس لاکھ اٹھہتر ہزار پانچ سو میل کا ہے (۲۶۷۸۵۰۰) اور اس کا جرم ہماری زمین کے جرم سے بارہ لاکھ انسٹھ ہزار سات سو گنا بڑا ہے (۱۲۵۹۷۰۰)۔ اور اُن میں سے بعض ہم سے بہت ہی قریب اور بعض لاکھوں میل کے فاصلہ پر ہیں۔ اُن میں سے بعض کا دن اور سال ہمارے یہاں کے دن اور سال سے چھوٹا ہوتا ہے اور بعض کا ہمارے یہاں کے دن اور سال سے بہت زیادہ بڑا ہوتا ہے حتیٰ کہ زحل کا ایک سال ہمارے یہاں کے اُنتیس سال کے برابر اور انوتس کا چوراسی سال کے برابر اور نبتوں کا ایک سو چونسٹھ اور چند کسور سال کے برابر ہے۔ بعض ان میں سے اپنے مدار پر بطئی حرکت کرتے ہیں اور بعض بہت ہی سریع الحرکت ہیں حتیٰ کہ مشتری کی چال تیس ہزار میل فی گھنٹہ ہے۔ پس جتنی دیر میں کہ انسان ایک مرتبہ سانس لیتا ہے وہ نو میل چل جاتا ہے اور اس کی محوری گردش کے لحاظ سے اُس کے اجزاء سطحیہ کی حرکت کی سُرعت چار سو ستر سٹھ میل ہے۔

ان میں سے بعض کا نور سرخ ہے، بعض کا زرد، بعض کا سفید اور بعض کا کسی اور رنگ کا۔ اُن میں سے بعض کا نور اصلی ہے جیسے کہ آفتاب اور ثوابت کا اور بعض دوسروں سے نور حاصل کرتے ہیں جیسے قمر اور باقی سیاروں کا۔ اُن میں سے بعض ایسے ہیں کہ جن میں ذرا بھی حرارت نہیں پائی جاتی اور بعض میں بکثرت حرارت موجود ہے۔ چنانچہ آپ لوگوں میں سے بعض کے قول کے موافق آفتاب میں اتنی حرارت ہے کہ اگر وہ جمع کی جائے تو وہ اتنی مقدار برف کے پگھلانے کے لئے کافی ہو سکتی ہے جس سے تمام روئے زمین چھپ جائے اور اس کی موٹائی گیارہ میل کی ہو اور جو حرارت کہ اس کی زمین تک پہنچتی ہے وہ اس کی حرارت کے دو ارب اڑتیس کروڑ دس لاکھ حصوں میں سے ایک حصہ ہے اُن میں سے بعض ثوابت ہیں کہ جو شموس (آفتاب) کہلاتے ہیں اُن کی روشنی ہمارے آفتاب ہی کی طرح ذاتی ہوتی ہے جس سے کہ وہ تمام عالم جو اُس کے متعلق ہے روشن ہوتا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

ہے وہ اپنی جگہ پر ٹھہرے ہوئے نہیں ہیں جیسا کہ اُن کے نام سے شُبہ ہوتا ہے بلکہ وہ بھی حرکت کرتے ہیں۔ لیکن بات صرف یہ ہے کہ وہ ہم سے چونکہ بہت ہی فاصلہ پر واقع ہیں اس لئے ہم کو اُن کی حرکت کا پتہ صرف اس وقت لگ سکتا ہے جبکہ صدیوں کی صدیاں گُذر جائیں اس لئے باہم اُن کی دُوری کی نسبت قریب قریب وہی باقی رہتی ہے جو پہلے تھی۔

ان میں سے بعض آفتاب سے دور ہیں اور یومًا فیومًا اُن کی دُوری بڑھتی جاتی ہے اور بعض اس سے قریب واقع ہیں اور اسی طرح نزدیک ہوتے جاتے ہیں۔ بعض کی حالت بدلتی رہتی ہے کبھی تو اُن کی روشنی بڑھ جاتی ہے اور کبھی گھٹ جاتی ہے۔ بعض ان میں وقتی ہوتے ہیں یعنی وہ ایک مخصوص زمانہ میں ظاہر ہوتے ہیں۔ اگرچہ کبھی وہ زمانہ طویل بھی ہوتا ہے اور پھر چھپ جاتے ہیں اور اس کے بعد ہرگز نہیں نکلتے۔ بعض ان میں سے ایسے ہیں جن کا نور ہم تک برسوں کے بعد حتیٰ کہ سینکڑوں برس کے گزر جانے پر پہنچ سکتا ہے حالانکہ ہمارے آفتاب کا نور ہم تک آٹھ منٹ اور چند سیکنڈ کے عرصے میں پہنچ جاتا ہے، باوجودیکہ یہ آفتاب ہم سے نو کروڑ میل سے کچھ زیادہ ہی دور ہوگا۔ ان میں سے بعض ایسے ہیں جن کی نسبت آپ لوگوں کا گمان ہے کہ وہ آباد ہیں اور بعض کی نسبت آپ لوگوں کا یہ خیال نہیں ہے۔ اُن میں سے بعض شمالی ہیں بعض جنوبی بعض متوسط۔ بعض کو رات سے خصوصیت ہے اور بعض کو دن سے، بعض کا روشن رُخ کبھی وسیع ہو جاتا ہے اور کبھی تنگ اور بعض میں یہ بات نہیں پائی جاتی۔ بعض دوسروں کے گھن کا باعث ہوتے ہیں اور بعض میں دوسروں کی وجہ سے گھن لگتا ہے۔ علیٰ ہذا القیاس بعض کی کچھ حالت ہے اور بعض کی کچھ۔ اور وہ سب خلا میں عام کشش کے قدرتی قانون کے باعث قائم ہیں جیسا کہ آپ لوگ کہتے ہیں اور شاید وہ عالم کے قوانین قدرت میں سے جنہیں کہ اُس کے پیدا کرنے والے نے اس میں جاری کر رکھا ہے کسی دوسرے قانون کے باعث

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قائم ہیں جیسا کہ آپ لوگ کہتے ہیں اور شاید وہ عالم کے قوانینِ قدرت میں سے جنہیں کہ اُس کے پیدا کرنے والے نے اس میں جاری کر رکھا ہے کسی دوسرے قانون کے باعث سے نہایت ہی انضباط اور استحکام کے ساتھ اپنے برجوں اور منزلوں میں طرح طرح کی گردشوں اور حرکتوں کے ساتھ چل رہے ہیں جن سے کہ اوقات منضبط رہتے ہیں۔

برسوں، مہینوں، دنوں اور گھنٹوں کا پتہ لگتا رہتا ہے۔ مختلف فصلیں متمیز ہو جاتی ہیں اور پھر اُن میں وہ ترتیب موجود ہے جس سے عقل حیران رہ جاتی ہے اور ان سب کا مرجع کسی فاعل ذی قدرت کی طرف معلوم ہوتا ہے باوجود ان سب باتوں کے ان میں مخلوقات یعنی نباتات، حیوانات، معدنیات کے منافع بھی موجود ہیں جن کی پرورش اُن کے انوار کی حرارت سے ہوتی ہے اور بقدرِ حاجت ہر ایک کی غذا مہیا کی جاتی ہے۔ اسی طرح بے شمار فوائد ہیں کوئی کہاں تک بیان کرے انسان کی زبان اس کے پورے بیان سے عاجز ہے فکریں کند اور آنکھیں خیرہ ہیں۔

پس جب یہ سب اصل مادہ کے لحاظ سے برابر اور یکساں ٹھہرے اور اُن کا مادہ اس کو مقتضی نہ نکلا کہ ہر ایک کو اسی خاصیت کے ساتھ جو اس میں موجود ہے خاص کر دے تو اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ جس چیز نے ان میں سے ہر ایک کو اس خاصیت کے ساتھ جو اس میں موجود ہے خاص کر دیا اور جس نے ان کو باوجود اس قدر استحکام کے ایسے عجیب وغریب انتظام کے ساتھ مرتب کیا جس میں کہ مخلوقات کی سراسر مصلحت اور فائدہ ہی فائدہ ہے کیا وہ یہی مادہ کے ذرّات بسیطہ کی حرکت ہو سکتی ہے جس میں نہ تو کچھ تمیز ہی پایا جاتا ہے اور نہ کچھ ارادہ اور تدبیر ہی موجود ہے اور یا یہ کہنا مناسب ہے کہ جس نے ان کو ایسے عجیب وغریب طور پر پیدا کیا ہے وہ وہی بڑا جاننے والا، صاحب ارادہ ذی قدرت اور اعلیٰ درجہ کی حکمت والا (یعنی خدا) ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علم کائنات جوّ یعنی بادل ہَوا وغیرہ کی دلچسپ بحث اور عالم کائنات جوّ سے خدا کی عظمت وجبروت پر استدلال

اب آیئے ہم کائنات[۱] جوّ کی جانب نظر کریں تو اس میں ہمیں جوّی ہَوا معلوم ہوتی ہے جس میں کہ نباتات کی اس وجہ سے کہ وہ اُسے چُوس لیتے ہیں زندگی ہے اور حیوانات کی زندگی کا اُس پر اس لئے مدار ہے کہ وہ بذریعہ سانس لینے اور پھیپھڑے میں داخل ہونے کے اُن کے خون کو صاف کرتی ہے چونکہ بہ نسبت اور اشیاء کے ہَوا کی زیادہ ضرورت تھی اس لئے وہ وافر مقدار میں موجود ہے اور نہایت آسانی سے بکثرت حاصل ہوسکتی ہے اور اُس کے حاصل کرنے کے ذرائع بالکل مکمل ہیں جن کی وجہ سے وہ بہت جلد کام میں آسکتی ہے۔ اس پر کیا موقوف ہے عالم میں یہی حکمت جاری ہو رہی ہے کہ جس شئے کی جس قدر زیادہ حاجت ہوتی ہے اتنی ہی کثرت سے وہ موجود ہوتی ہے اور اتنی ہی آسانی سے حاصل ہوسکتی ہے۔ چنانچہ یہ امر ہَوا۔ پانی۔ غذا۔ دواؤں کی جڑی بوٹیوں۔ نہایت خوب صورت اور بیش قیمت پتھروں وغیرہ کے حالات میں غور کرنے سے اسی ترتیب سے واضح ہو جائے گا۔ پھر اُس میں مختلف ہوائیں اُن کی رفتار، اُن کے منافع، اُن کے اختلاف اور ہر ایک کی جدا جدا خاصیتیں پاتے ہیں۔

کوئی اُن میں سے شرقی ہَوا ہے کوئی غربی۔ کوئی شمالی ہے کوئی جنوبی اور کوئی اُن کے درمیان چلتی ہے۔ کوئی تر ہے کوئی خشک کوئی گرم، کوئی سرد، کوئی سخت ہے کوئی نرم۔ کوئی رات کو چلتی ہے۔ کوئی دن کو، کسی کی چال خاص وقتوں کے اعتبار سے باقاعدہ ہے اور کوئی بالکل بے قاعدہ چلتی ہے، کوئی آہستہ چلتی ہے۔ کسی ہَوا کی چال کی تیزی فی گھنٹہ سات میل سے لے کر اکانوے میل تک ہوتی ہے اور کبھی اُس کی تیزی اتنی بڑھ جاتی ہے کہ فی گھنٹہ ایک سو بیس میل،

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یا اس سے زائد کے حساب سے چلنے لگتی ہے لیکن ایسا شاذ و نادر ہی ہوتا ہے بعض اُن میں سے گرد باد اور بگولے ہوتے ہیں جن سے کہ زمین کے رہنے والوں کو فائدہ پہنچتا ہے۔ وہ بادلوں کو بارش کے مواقع پر ہنکا لے جاتے ہیں۔ بار آور مادہ کو اعضاء تذکیر سے اعضاء تانیث میں منتقل کر کے درختوں کے باردار ہونے کے باعث ہوتے ہیں ارواح کو راحت پہنچاتے ہیں، حرارت کو لطیف کرتے ہیں۔ سمندروں میں اُن سے جہاز چلتے ہیں۔ نباتات کے تخم اُن کے ذریعہ سے سطح زمین پر پراگندہ ہوتے ہیں اس کے علاوہ اور بہتیرے فائدے دستیاب ہوتے ہیں جن کو کوئی شمار کرنے والا شمار نہیں کر سکتا اور نہ تحریر میں آسکتے ہیں۔

اس میں ہم بادل اور اُس کی نہایت عجیب اور حیرت انگیز بناوٹ کو دیکھتے ہیں جس کی وجہ سے ہوا اُس کو اٹھا سکتی ہے اور جہاں کہ بارش کی ضرورت ہوتی ہے وہاں مختلف ہوائیں اُس کو لے جاتی ہیں اور پھر رعد و برق اُن کے ساتھ ساتھ رہتے ہیں کہ جن دونوں میں حکمت یہ خیال کی جاتی ہے کہ نور اپنی حرارت اور حرکات موجیہ کی وجہ سے اور رعد اپنی کپکپانے والی حرکات کے باعث سے پانی کو پگھلا دیتے ہیں باوجود اس کے ان دونوں سے (رعد و برق سے) جنگل کے رہنے والوں کو یہ بھی معلوم ہو جاتا ہے کہ کہاں پانی برس رہا ہے اور ہم دیکھتے ہیں کہ سردی سے برف جم جاتی ہے اور زیادہ تر وہ پہاڑوں ہی پر گرتی ہے تاکہ ایک مدت تک وہاں رہ سکے اور اس کا پانی پگھل پگھل کر اُن کے نشیبوں اور خزانوں میں جمع ہوتا رہے تاکہ مخلوقات کے منافع کے لئے پانی اُن میں مجتمع ملے اور اُن کے جھرنوں سے نکلتا رہے۔

اسی طرح پر دریا اور چشمے جاری ہو جاتے ہیں جن کے پانی سے ایام گرما میں زمین اور حیوانات کو سیرابی حاصل ہوتی ہے۔ بڑے بڑے سبزہ زار اور باغات پیدا ہوتے ہیں۔ پس اگر بادلوں سے زمین پر صرف پانی ہی کی بارش ہوا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرتی تو پانی پہاڑوں کی چوٹیوں سے قبل اس کے کہ اُن کے خزانے چشموں اور دریاؤں کے جاری کرنے کے لئے کافی مقدار پانی جمع کرنے پاتے سارا پانی سرعت کے ساتھ بہہ جاتا (کیونکہ پانی کو تو گویا اُونچے مکان سے دشمنی ہے کہ فوراً وہاں سے چل دیتا ہے) اس کے علاوہ اور بہتیری چیزیں کائنات جو میں شامل ہیں جن کے بیان میں جلدیں کی جلدیں تصنیف ہوئی ہیں۔

روشنی کی حقیقت وغیرہ اور اُس کے خواص پھر اس کی تفسیر پر اعتراضات جس سے اہلِ سائنس کو مجبوراً کسی فاعل مختار خدا کا اقرار کرنا پڑتا ہے

اس موقع پر ہمیں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم روشنی کا بیان کریں کیونکہ جب وہ اس فضا میں پھیلتی ہے تو کائنات جو میں ہم اس کا ذکر کر سکتے ہیں۔ ہم دیکھتے ہیں کہ اُس میں نہایت ہی عجیب وغریب قوانینِ قدرت پائے جاتے ہیں جس کے لئے ایک جدا علم بن گیا۔ یہ خاصیتیں جیسا کہ اُس کا منعکس ہونا۔ اُس کا منحل ہو کر سات رنگوں میں تبدیل ہو جانا وغیرہ ہیں۔ باوجود اس کے اُس میں حیوانات اور نباتات کے بہتیرے فائدے موجود ہیں اُن کا اس سے نمو ہوتا ہے صحت قائم رہتی ہے روشنی سے بہتیرے زہریلے مادے حشرات الارض مر جاتے ہیں۔ بذریعہ روشنی ہی کے اشیاء نظر آتی ہیں اسی طرح اُس کے بے شمار فوائد ہیں پھر باوجودیکہ وہ روشنی آنکھ کے سامنے خود ظاہر ہے اور دوسری چیزوں کو ظاہر کر دیتی ہے لیکن آپ لوگوں پر اُس کی حقیقت مخفی ہی رہی کچھ پتہ نہ لگا۔ اُس کے بیان کرنے میں آپ لوگوں نے عجب خبط مچایا ہے۔ چنانچہ آپ لوگوں میں سے سب سے بڑے مشہور فلاسفر کا یہ قول ہے کہ بہت چھوٹے چھوٹے ذرے ہوتے ہیں جو کہ روشن جسم سے چاروں طرف پھیلتے ہیں اور آپ ہی لوگوں میں سے اُس کے بعد والے فلاسفروں نے واضح دلیلوں سے اُس کے قول کی تردید کر دی اور اس بات کے قائل ہو گئے کہ روشنی کی حقیقت ایتھر کے مادہ کے اجزاء کی لہر ہے جو

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ عالم میں پھیلا ہُوا ہے یعنی اُن کے نزدیک روشنی انہی اجزاء کی حرکت کو کہتے ہیں اور زمانۂ حال میں آپ لوگوں نے عام طور پر اسی تفسیر پر بھروسہ کر لیا ہے اور اسی بُنیاد پر بڑے بڑے قصر کھڑے کئے ہیں اور بہتیرے مسائل کا اسی کو منبع قرار دیا ہے۔ کوئی قائل اس موقع پر کہہ سکتا ہے کہ ان ابتھرک اجزاء کی عجب حالت ہے بلور کی کئی ہاتھ موٹی چادر کو تو اُن کی حرکت توڑ کر نکل جاتی ہے لیکن جب اس کے کسی طرف ایک پتلی تہہ مثلاً سیاہی کی لگا دی جائے تو وہ حرکت اُس کو پھاڑ کر پار نہیں جا سکتی گویا ہمالیہ کا کوہی سلسلہ حائل ہو گیا۔ کیا وجہ ہے کہ اس نازک اور پتلی سی تہ کو تو نہ پھاڑ سکے اور بلور کے اس قدر دلدار اور سخت تختے کو پھاڑ کر نکل جائے۔

اگر آپ یہ کہیں کہ اس رنگ نے بالطبع اُس کی حرکت کو باطل کر دیا تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ ہاں بے شک خدا کے پیدا کرنے سے یہ تو ہو سکتا ہے اس سے کوئی امر مانع نہیں ہو سکتا۔ لیکن ہم تو آپ سے آپ کی تفسیر کے موافق اس کی عقلی وجہ پوچھتے ہیں ہمارے لئے تو اسی کے موافق بیان کیجئے کہ اس حرکت کو کیونکر اتنے دبیز اور سخت تختے کو توڑ کر نکل جانے کی قوت حاصل ہو گئی اور وہ اس قدر پتلی اور نازک تہہ کو توڑنے سے کیوں عاجز رہی۔ اگر آپ کہیں کہ یہ رنگ روشنی کو چوستا ہے تو ہم آپ سے دریافت کریں گے کہ رنگ کے روشنی کو چوسنے کے (کہ جس کی حقیقت ذرات کی حرکت ہے) معنے کیا ہیں ذرا عنایت کر کے واضح عبارت میں بیان تو کر دیجئے جس کو عقل قبول کر لے۔

علاوہ بریں آپ ہی لوگوں میں سے بعض صنّاعوں نے کچھ تیل ایجاد کئے ہیں کہ جب وہ چند منٹ آفتاب کی روشنی میں رکھ دیئے جائیں تو تمام رات تاریکی میں روشن رہتے ہیں۔ پس جو آپ نے روشنی کی تفسیر بیان کی ہے اُس کے موافق اگر آپ کہیں کہ یہ حرکت جو تیل سے تاریکی میں اُٹھتی رہتی ہے روشنی کے انعکاس کے باعث سے ہے تو ہم آپ سے دریافت کر سکتے ہیں کہ یہ حرکت تیل سے کیونکر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

برابر پیدا ہوتی رہی حالانکہ اصلی حرکت جو آفتاب سے اُٹھی تھی اُس سے منقطع ہوگئی اور چند ساعتوں ہی میں اُس سے جدا ہوگئی اور یہ امر قدرتی قانون انعکاس کے بالکل خلاف ہے اور اگر مَیں بے جا کہہ رہا ہوں تو آپ بیان کر دیجئے۔ بعد اس بحث کے بھی ہم یقیناً آپ کی تفسیر کو غلط نہیں سمجھ سکتے بلکہ ممکن ہے کہ صحیح ہو اور یہ بھی خدا کی مخلوقات اور اُس کے تحت تصرف میں داخل ہو۔ لیکن ہمارا صرف مقصود یہ ہے کہ آپ لوگوں کو اس امر سے آگاہ کر دیں کہ وہ چیز جس کو آپ زیادہ سے زیادہ یقینی مانتے ہیں وہ بھی لاجیکل (منطقی) طور پر قطعی اور یقینی نہیں ہے۔

اب اس تمام گفتگوئے سابق کے بعد ہم آپ سے انصافاً پوچھتے ہیں کہ جس نے کائنات جوّ کی ہر شَے کو اُس کی خاصیت کے ساتھ خاص کر دیا اور اُن میں نہایت ہی کامل صنعت اور پورے ایجاد کے ساتھ منافع مستحکم کئے کہ جن سے زمین کو اُس کی موت کے بعد زندہ کر دیا اور اُس کو شادابی بخشی۔ اُن کو اُس کے سکان کے نمو کا باعث قرار دیا۔ آنکھوں کے نزدیک دیکھنے کی چیزوں کے ظہور کا ان کو ذریعہ ٹھہرایا تو کیا یہ کہنا ممکن ہے کہ وہ شَے اس اجزاء کی حرکت یا اتفاقی امر یا ضرورت یا اس کے علاوہ اور مہمل اور بے معنی الفاظ جن کی تفسیر بالکل بے پتہ ہوتی ہے قرار پا سکتے ہیں یا وہ اعلیٰ درجہ کا علم رکھنے والا، پورا واقف، صاحب ارادہ اور وہ ذی قدرت (خدا تعالےٰ) ہے۔

سمندر کے حالات اور اُس سے خدا کی عظمت و جبروت پر استدلال

اب آئیے ہم اپنی توجہ کو زمین کی طرف مائل کریں اور اس کی جمادی، نباتی اور حیوانی کائنات اور ان امور کی جانب جن کو اُس کا جغرافیہ طبعی حاوی ہے اُس پر نظر کریں۔

ہم سمندر کو دیکھتے ہیں جس کی مساحت کی مقدار سطح زمین کے چار حصوں میں سے تین حصوں تک پہنچتی ہے یعنی جس کا رقبہ ایک کروڑ چوالیس (۱۴۴۰۰۰۰۰) لاکھ اکہتر ہزار دو سو میل مربع

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے اور وہی آبی مخلوق کے گروہ کا مسکن ہے اور دریائی جواہر کے پیدا ہونے کی جگہ ہے۔ عام ہے کہ وہ غذا کے کام میں آئیں یا دوا کے یا آرائش کے اور وہ سب چیزیں بھی اس میں پائی جاتی ہیں جو خشکی میں موجود ہیں۔ جیسے پہاڑ، وادی سخت و نرم زمین۔ ٹیلے، ریگستان۔ پہاڑیاں، سنگلاخ زمین۔ ترائی۔ باغات۔ رنگ برنگ کے درخت۔ چھوٹے بڑے حیوانات جن میں نمو ہوتا ہے اور اپنے اجناس انواع اور اصناف کے موافق خاص خاص مقامات میں رہتے ہیں اور سمندر میں بڑے عمیق مواضع ہیں کہ جن میں سے سب سے عمیق موقع کا واقعی طور پر پتہ نہ لگ سکا اور تحقیقی طور پر آپ لوگ نہ دریافت کر سکے۔

غایت درجہ جہاں تک آپ لوگوں کی رسائی ہوئی اس کے موافق نو میل تک گہرائی قیاس کی جاتی ہے۔ پھر اس کا بھی کوئی قرار نہیں اور سمندر کے عجائبات میں سے مدو جزر، سطحی اور زیریں ادبال پہاڑوں کی برابر لہریں۔ برف کے پہاڑ جو قطب شمالی کے نزدیک تیرتے رہتے ہیں اور اس کا کھارا پن جس میں کہ بڑی حکمت ہے کیونکہ اگر ایسا نہ ہوتا تو اس کا پانی ضرور متعفن ہو جاتا اور زراعت اور جان دار ہلاک ہو جاتے اور وہ انسان کے لئے ایسا مسخر ہو رہا ہے، کہ لوگ اس کی سطح پر سفر کرتے ہیں اس میں غوطہ لگاتے ہیں اور اس میں بڑے بڑے راستوں اور مختلف ہواؤں کا انہیں سامنا کرنا پڑتا ہے۔

پہاڑوں کا دلچسپ بیان اور قدرتِ خدا کا اظہار

پھر ہم خشکی پہ نظر ڈالتے ہیں اور اُن اشیاء کو دیکھتے ہیں جو کہ اس میں پائی جاتی ہیں تو سب سے پہلے ہماری نظر پہاڑوں پر جاتی ہے کیونکہ پانی کے وہی مخزن ہیں جس سے کہ نباتات اور حیوانات کو سیرابی ہوتی ہے ان ہی میں طیور و وحوش کا ایک بہت بڑا حصہ پناہ گزین ہوتا ہے اُن ہی میں بڑے بڑے مضبوط اور نہایت ہی بلند درخت اُگتے ہیں جو کہ عمارتوں میں لگانے اور جلانے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے کام آتے ہیں وہی آباد سرزمینوں کے لئے گرم اور سرد ہواؤں سے بڑے محافظ ہیں۔ بعض کا منظر نہایت خوش آئند معلوم ہوتا ہے۔ طرح طرح کی نباتات اور رنگ برنگ کے گل بوٹوں سے مزین نظر آتے ہیں۔ اُن میں سے بعض ایسے پہاڑ بھی ہوتے ہیں جہاں برگ و بار کا نام ونشان ہی نہیں وہاں کی مٹی بھی بارش کے باعث سے بھی باقی نہیں رہی صرف بڑے بڑے پتھروں کے چٹان رہ گئے ہیں جن کی شکل بڑی بڑی تصویروں کے ڈھانچوں سے جن کا کہ گوشت علیحدہ کر لیا گیا ہو کچھ ملتی جلتی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔ پس اس قسم کے پتھر مکانوں اور قلعوں کی تعمیر میں صرف ہوتے ہیں۔ بعض آتش فشاں پہاڑ ہوتے ہیں جن سے راکھ اور جلی ہوئی چیزیں نکلتی رہتی ہیں اُس کے تمام اطراف تاریکی کے وقت اُن سے روشن ہو جاتے ہیں اسی طرح بعض کسی قسم کے ہوتے ہیں اور بعض کسی قسم کے جو کہ انسان کو حیرت میں ڈال دیتے ہیں۔

سبزہ زاروں اور وادیوں کی کیفیّت

دوسرے مرتبہ میں زمین کا وہ حصہ ہے جو نشیب میں واقع ہے وہاں ایک سے ایک حسین درخت اُگتے ہیں قسم قسم کے پھول وپھل دستیاب ہوتے ہیں۔ دلوں کی خوشی اور سرور میسّر ہوتا ہے باوجود اس کے اُن میں سے بعض تو ایسے ہیں کہ اُن کو دُنیا کی بہشت کہا جا سکتا ہے جس میں جہاں دیکھو وہاں گنجان سایہ اور شیریں چشمے دکھلائی پڑتے ہیں۔ باغات پھولوں سے آراستہ ہیں، درخت بار دار ہو رہے ہیں، نہریں بلندی سے پستی کی جانب اترتی چلی آ رہی ہیں۔ اُن کے گرد اگرد عجیب دلکش آوازیں مسموع ہو رہی ہیں۔ کہیں بلبل کی صفیر کانوں کو بھلی معلوم ہوتی ہیں، کہیں سے قمریوں کی کوکو کی صدا آ رہی ہے، کسی طرف ہرن اپنی بولی بولتے ہیں، کہیں جنگلی کبوتر اُتار چڑھاؤ کے ساتھ غٹرغوں کرتے سنائی دیتے ہیں۔ غرض ایسی ایسی چیزیں ہیں جن سے دل کو خوشی اور آنکھوں کو ٹھنڈک

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حاصل ہوتی ہے اور بعضے پہاڑ تو گویا جہنم ہی ہیں کہ جہاں سوائے ناگوار موت کے اور کچھ بھی نہیں صرف بوسیدہ ہڈیاں پڑی نظر آتی ہیں۔

جاوا کی وادی موت کا بیان

جیسے کہ وہ مقام جو جاوی کے قریب وادی موت کے نام سے مشہور ہے جس کے اندر کی زمین بالکل صفاچٹ پڑی ہے جہاں کہ کسی نبات یا جاندار کا نشان نہیں اور اس میں تپش اور گرمی اس قدر ہے کہ بالکل جلائے دیتی ہے۔ اسی وجہ سے اس میں جہاں کوئی پرندہ اُترا یا جان دار گیا یا وحشی جانور نے وہاں ذرا قیام کیا فوراً ہی اس کو خونریز موت نے دبا لیا۔

چنانچہ اس میں جا بجا بڑے بڑے جانوروں اور کیڑوں کی پرانی ہڈیاں پڑی ملتی ہیں اور یہ وہاں کے ایک قسم کے زہریلے درخت کا اثر سمجھا جاتا ہے جس کے سوا نباتات کی قسم سے وہاں کچھ نہیں ہوتا۔ لیکن جو بات آپ لوگوں کے نزدیک صحیح سمجھی جاتی ہے اُس کے موافق اُس کا سبب یہ ہے کہ وہ آتش فشاں پہاڑ کے بالکل قریب واقع ہے اس وجہ سے وہ اپنے منافذ سے زائد مقدار کی زہریلی ہوا نکالتا ہے اور اس سے جاندار مر جاتے اور نباتات خشک ہو جاتی ہیں۔

اب بتلائیے کہ ان مقامات میں سے کس نے بعض کو گویا جنت اور بعض کو جہنم بنا دیا۔ کیا ذرات مادہ کی حرکت ہو سکتی ہے یا وہ صاحب ارادہ اور اعلےٰ درجے کا علم رکھنے والا جس کو یہ قدرت حاصل ہے کہ جس شئے میں جو خاصیت چاہے پیدا کر دے (یعنی خدا) ہے بے شک وہ انتہا درجہ کا واقف کار اور صاحبِ حکمت ہے۔

کھو اور غاروں کا بیان تیسرا مرتبہ کھو اور غاروں کا ہے جس میں کہ حیوانات پناہ گزیں ہوتے ہیں اور جن کے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذریعہ سے پہاڑ اپنے اندر سے بخارات نکالتے ہیں۔

عجائبات میں سے یہ امر ہے کہ بعض غار گرمیوں میں تو اتنے سرد ہوتے ہیں کہ اُن کے اندر کا پانی جم جاتا ہے اور جاڑوں میں خوب گرم رہتے ہیں۔ پس بتہیرے حیوانات کہ جو جاڑوں کی سردی نہیں برداشت کر سکتے اس میں پناہ لیتے ہیں۔ خدائے لطیف وخبیر کی پاک کا کیا کہنا ہے اور ان میں سے بعض موت کے غار ہیں کہ جہاں ان میں کوئی جاندار گیا اور فوراً مرا کیونکہ ان غاروں میں آتش فشاں پہاڑوں کی سانسیں نکلتی ہیں کہ جب اب بجھ گئے ہیں اور اُن کی زہریلی ہوا باقی رہ گئی ہے جس کی وجہ سے جہاں کسی جاندار نے اُن کا تنفس کیا اور وہ مرا پس بعض غار بمنزلۂ قلعہ کے محافظ ہیں اور بعض باعث موت ہیں۔ اس فاعل مختار کی عجب شان ہے جو چاہتا ہے وہ پیدا کرتا ہے۔

نرم زمین کا بیان جس میں طرح طرح کی نباتات پیدا ہوتی ہیں

چوتھا مرتبہ زمین نرم کا ہے اُس میں غالب مادہ ایسا ہوتا ہے جس سے نباتات کا قیام ہے جو کہ حیوانات کی غذا بننے کی صلاحیت رکھتی ہے پھر اُس کی مٹی مختلف قسم کی ہوتی ہے اُن میں سے ہر قسم ایک خاص قسم کے نباتات کے مناسب ہوتی ہے۔ پس اگر سب کی مٹی ایک ہی طرح کی ہوا کرتی تو نباتات کی بہت سی اقسام کی پیدائش میں نقصان آجاتا اور اس کی بتہیری قسمیں ہم کو دستیاب نہ ہو سکتیں۔ کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ وہ مٹی نہ تو بہت سخت ہی ہے اور نہ بہت نرم متوسط درجہ رکھتی ہے۔

پس اگر پتھر کی طرح سخت ہوتی تو اُس میں ان چیزوں کی صلاحیت نہ پائی جاتی اور اگر بالکل ہی نرم ہوتی تو حیوانات کے قدم اُس میں دھنس جایا کرتے اور اس میں وہ نہ چل سکتے اور نہ اُن کے رہنے کے قابل ہوتی۔ پس بتلائیے کہ پتھروں کو کس نے اس قدر سختی کے ساتھ مخصوص کر دیا کہ وہ تعمیر کے کام میں آسکیں اور

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے سوا اور زمین کو نہ بہت سخت ہی بنایا اور نہ بہت نرم جس سے حیوانات کی غذا کے اور زراعت کے قابل ہو سکے۔ کیا اس کا بنانے والا صاحب حکمت تمام چیزوں کی خبر رکھنے والے، ذی تدبیر اور اعلیٰ درجہ کے علم رکھنے والے (خدا) کے سوا اور بھی کوئی ہو سکتا ہے؟ ہر گز نہیں۔

معادن کا بیان اور خداوندی قدرت کا اظہار

ہم کائنات زمین میں سے معادن کو دیکھتے ہیں کہ اُن کے اندر مختلف خواص اور جدا جدا انواع و اصناف کی اشیاء پیدا ہوتی ہیں جو کہ باوجود مختلف ہونے کے زمین کے باشندوں کے لئے بہت ہی نافع ثابت ہوتی ہیں کیونکہ اُن میں سے کوئی جامد ہے کوئی سیال، کوئی سخت ہے کوئی نرم، کسی میں چوٹ کھا کر بڑھنے کی صلاحیت ہوتی ہے کسی میں نہیں، کسی میں پگھلنے کی قابلیت پائی جاتی ہے اور کسی میں یہ قابلیت نہیں ہوتی۔ کوئی بھاری ہے کوئی ہلکی۔ رنگوں کے اعتبار سے کوئی زرد ہے کوئی سفید۔ کوئی سرخ ہے اور کوئی سیاہ۔ اسی طرح بہت سے اقسام پائے جاتے ہیں۔

پھر اُن سے آدمیوں کو بے شمار نفع پہنچتا ہے۔ مختلف قسم کے آلات تیار کئے جاتے ہیں جو اکل و شرب وغیرہ کی ضرورتوں میں استعمال کئے جاتے ہیں ہتھیار بنتے ہیں، مکانات کی تعمیر میں صرف ہوتے ہیں غرضیکہ فلاحت (جوتنے) زراعت (بونے) اور ادویہ سب ہی میں مستعمل ہوتے ہیں (اور چونکہ لوہا سب سے زیادہ مفید ہوتا ہے اور زمین میں بالکل ہی پوشیدہ ہوتا ہے یہاں تک کہ لوہے کی معدن کی طرح کوئی معدن اتنی پوشیدہ نہیں ہوتی کہ جیسا کہ کتب معدن میں موجود ہے۔ اس لئے قرآن شریف میں لوہے کا بالتخصیص ذکر کر کے خدا تعالےٰ نے اُس کے پیدا کرنے کا اور نیز اس امر کا احسان جتلایا ہے کہ باوجود اس قدر مخفی ہونے کے اُس کے دریافت کرنے کے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طریقے مقرر کئے اور اُن کی ہدایت کی۔ چنانچہ خدا تعالےٰ ارشاد فرماتا ہے:۔

وَاَنْزَلْنَا الْحَدِیْدَ فِیْہِ بَاْسٌ شَدِیْدٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ الآیۃ۔

(کہ ہم نے لوہے کو اُتارا ہے اُس میں بڑی قوت اور لوگوں کے لئے منافع موجود ہیں)

اس کے سوا خدا تعالےٰ نے کسی اور معدن کی نسبت ایسا ذکر نہیں کیا۔ لوہے کے ہم عجیب وغریب خواص دیکھتے ہیں جن کی یقینی وجہ اور علت بیان کرنے سے ہماری عقلیں بالکل عاجز ہیں بلکہ زیادہ سے زیادہ جہاں تک ہم اپنی بحث کو اُس کی نسبت گفتگو کرنے میں پہنچا سکے وہ اس قدر ہے کہ ہم یہ کہہ کر چپ ہو رہیں کہ اُس کی خاصیت ہی یہی ہے اور کوئی وجہ نہیں بتا سکتے اور اگر آپ کہیں کہ ہم لوگ تو اس کے قائل نہیں ہیں بلکہ ہم کو تو بلاشُبہ اُس کی یقینی علت پر واقفیت حاصل ہے تو ہم آپ سے کہہ سکتے ہیں کہ اچھا اسی مقناطیس کو لیجئے جو معدنیات میں عجب چیز ہے اُس میں لوہے فولاد اور مقناطیس کے کشش کرنے کی قوت ہوتی ہے آپ لوگ اس کشش کی وجہ اُس کے ذرات بسیط کی حرکت اور اُن کی اوضاع کی خاص ترتیب کو بتلاتے ہیں۔

مقناطیس کے خواص اور اہلِ سائنس نے جو اُن کی وجہ بیان کی ہے اُس پر چار نہایت سخت اشکال وارد کر کے ان کا ناقابل تسلیم ثابت کرنا اور آخر کار خدا کی عظمت اور قدرت پر نہایت واضح استدلال

اب میں کہتا ہوں کہ خدا کے پیدا کرنے سے اگرچہ ممکن ہے کہ یہی واقعی وجہ ہو لیکن آپ نے یہ وجہ بالکل بے پتہ بیان کی جس سے عقل کو تسکین نہیں ہو سکتی خصوصاً جب کہ ہمارے آئندہ کے سوالات اُس پر وارد ہوں۔

اوّل سوال یہ ہے کہ ذرات کی حرکت اور اُن کی وضع کا صرف یہی نتیجہ کیوں ہوا کہ وہ اشیاء مذکورہ ہی کو کشش کرے اس کی وجہ۔ سے اس میں بقیہ معادن مثل سونے تانبے وغیرہ کے کشش کرنے کی قوت کیوں نہ پیدا ہو گئی۔ اس کی کوئی صحیح

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وجہ صاف طور پر بیان تو کیجئے۔

دوسرا یہ کہ اس کا کیا سبب ہے کہ مقناطیس جب کسی لوہے کی سلاخ سے ملتا ہے اور اس کو کشش کرتا ہے تو وہ اس میں بھی بغیر اس کے کہ مقناطیس کی قوت میں کچھ کمی ہو کشش کی خاصیت پیدا کر دیتا ہے اس وجہ سے جب تک مقناطیس اُس سلاخ سے متصل رہتا ہے مقناطیس ہی کی طرح وہ بھی کشش کرتی ہے اور جہاں اس سے الگ ہُوا اور لوہے کی یہ خاصیت گئی۔ اس حالت کو آپ عارضی مقناطیس بننا کہتے ہیں لیکن جب کسی فولادی سلاخ سے مقناطیس لگایا جاتا ہے تو اُس سلاخ میں کشش کرنے کی ایسی خاصیت آجاتی ہے کہ مقناطیس اس سے الگ بھی کر لیا جائے جب بھی وہ خاصیت باقی رہتی ہے۔ اسی طرح جب فولادی سلاخ مقناطیس سے رگڑ دی جائے تو اس میں اس کشش کی استمراری خاصیت آجاتی ہے اور اس کو مصنوعی مقناطیس بننا کہتے ہیں۔ اب آپ صاف طور پر ذرا بیان تو کیجئے کہ لوہے اور فولاد کی سلاخ میں محض مقناطیس کے لگنے سے یہ خاصیت کیسے پیدا ہو جاتی ہے کیا ان دونوں کے ذرات کی وضع بدل گئی چاہے وہ کتنی ہی طویل کیوں نہ ہوں۔ اور جب ایسی ہی بات ہے تو کیا لوہے کی سلاخ میں وہ ذرات اپنی اصلی وضع پر لحظہ ہی بھر میں لوٹ آئے اور فولادی سلاخ میں اُسی طرح رہ گئے یا اس کے علاوہ اور کوئی بات ہے۔ ذرا واضح طور پر لوہے اور فولاد میں یہ فرق ہمیں سمجھا تو دیجئے بلکہ سخت اور نرم لوہے میں بھی تو کوئی چنداں فرق نہیں حالانکہ سخت لوہے کی بھی فولاد ہی کی سی حالت ہے کہ ذرا میں اس میں یہ خاصیت آجاتی ہے اور مقناطیس کے جدا ہونے کے بعد بھی باقی رہتی ہے۔

تیسرا سوال یہ ہے کہ آپ لوگ قائل ہیں کہ مقناطیسی قطعہ کے دونوں سروں پر کشش کی قوت پائی جاتی ہے اور جُوں جُوں اُس کے وسط کے قریب ہوتے جائیے یہ قوت کم ہوتی جاتی ہے یہاں تک کہ ٹھیک وسط میں یہ قوت ذرا بھی نہیں معلوم ہوتی اور جب اس قطعہ کے ٹھیک بیچوں بیچ سے دو حصے کر دیئے جائیں تو اُس

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سرے میں بھی جہاں سے کہ اُس قطعہ کے ٹکڑے کئے گئے ہیں بہت ہی قوت آ جاتی ہے جیسے کہ اصلی سرے میں۔ پس وضاحت کے ساتھ اس کی وجہ بیان کیجئے کہ وہ قوت وسط میں ضعیف اور سروں پر اس قدر قوی کیوں تھی اور پھر قطع کرنے کے بعد اُس سرے میں جو وسط میں تھا کیونکر یہ قوت قوی ہو گئی۔ کیا محض قطع کرنے سے اُس کے ذرات کی وضع بدل گئی حالانکہ اُن کی وضع قوی سے قوی خارجی فاعل سے بھی نہیں بدلی جا سکتی یا کوئی دوسری وجہ ہوئی۔ علاوہ بریں جب لوہے یا فولاد کی سلاخ کے سرے پر مقناطیس لگایا جاتا ہے تو اُس سلاخ میں مقناطیسی قوت آ جاتی ہے۔ پس اس سلاخ کے دوسرے سرے پر پوری قوت کا ہونا ایک لازمی بات ہے اور اُس کے وسط میں وہ قوت قریب قریب معدوم ہونے کی ہوتی ہے اب اس موقع پر آپ کیا کہہ سکتے ہیں کیا یہ حرکت اور ذرات کی وضع کا تغیر دونوں بلا وسط میں گزرنے کے دوسرے سرے پر جا پہنچے یا وسط میں گزرتے وقت کمزور ہو گئے تھے اور اُس سے متجاوز ہونے کے بعد پھر قوی ہو گئے۔ اگر ایسا ہے تو پھر بتلائیے کہ اس قوت کے کمزور ہو جانے کے بعد کس چیز نے اُسے پھر قوی کر دیا۔

چوتھا سوال یہ ہے کہ آپ لوگ بھی قائل ہیں کہ زلزلہ آنے کے وقت مقناطیس کی قوت جاذبہ زائل ہو جاتی ہے اور اُس کے گزر جانے کے بعد پھر اس میں یہ قوت آ جاتی ہے چنانچہ اسی بنیاد پر ایک آلہ ایجاد کیا گیا ہے جس سے زلزلہ کی آمد کچھ پیشتر ہی سے دریافت ہو جاتی ہے۔ پس اُس سے محفوظ رہنے کا سامان کر لیا جاتا ہے۔ پس اب فدا زلزلہ کے وقت ذرّات کی وضع کے متغیر ہو جانے اور حرکت میں تبدیلی واقع ہونے کا سبب تو بتلائیے اور یہ کہ یہ امر کس طور پر واقع ہوا؟ اور کیوں ہُوا؟ میرے خیال میں تو آپ لوگ ان سوالوں کے شافی جواب دینے پر ہرگز قادر نہیں ہیں بلکہ غایت سے غایت جہاں تک آپ کی نظر پہنچ سکتی ہے آپ یہی کہیں گے کہ مقناطیس کی خاصیت ہی یہی ہے اُس میں آثار ہی ایسے ہی پائے جاتے ہیں کہ میں آپ سے کہتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیرو بھی جب ان چیزوں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو مشاہدہ کر چکے اور اُن کے نزدیک مدلل ہو گیا تو یہی کہتے ہیں کہ بے شک مقناطیس کی یہی خاصیت ہے اور اُس میں ایسے ہی آثار پائے جاتے ہیں لیکن وہ آپ سے پوچھیں گے کہ اُس کو ان خاصیتوں کے ساتھ کس نے مخصوص کر دیا؟ کیا ذرات کی حرکت اس وجہ سے کہ اُس سے اُن کی وضع میں ایک خاص ترتیب آ جاتی ہے اتنے بڑے بڑے کام کرتی ہے؟ جن کی صحیح وجہ جس کو کہ عقل بھی مان لے بیان کرنے سے آپ لوگوں کی عقلیں بالکل عاجز ہیں۔ یا وہ جس نے کہ اس کو ان خاصیتوں کے ساتھ مخصوص کیا اور یہ آثار اُس میں مستحکم کر دیئے۔ ذی قدرت اعلیٰ درجہ کا علم رکھنے والا صاحب ارادہ اور حکمت والا (خدا) ہے؟ اب بتائیے ان دونوں باتوں میں کون سی بات ماننے کے قابل ہے (ذرا تو انصاف کیجئے) حق تو یہ ہے کہ مقناطیس نہایت ہی عجیب شے ہے اور اُس کے فائدے بھی بہت خوب اور کامل درجے کے ہیں کیونکہ مقناطیسی سوئی کے ذریعہ سے بڑے بڑے صحرا اور سمندروں کو طے کیا جاتا ہے۔ سفر کرنے والے خطروں سے محفوظ رہتے ہیں اس لئے کہ یہ سوئی نہایت ہی امانت دار اور راہبر کا کام دیتی ہے اور صاف صاف راہ بتاتی ہے وہ ذات عجب پاک و ذی شان ہے جس نے انسان کو جمادات میں سے ادنیٰ معدن کے ٹکڑے سے راہیں دریافت کرنے کی راہنمائی کی۔

علم نباتات کی کسی قدر تفصیلی اور نہایت دلچسپ بحث اور نباتی دُنیا سے خدا کے صفات کمالیہ پر نہایت واضح استدلال

منجملہ کائنات ارض کے ہم نباتات کو دیکھتے ہیں اس نباتی دنیا کے حالات جس میں کہ حیرت انگیز اور تعجب خیز امور بکثرت موجود ہیں اور اس وجہ سے کہ اس میں مستحکم انتظامات۔ اسرار اور حکمتیں رکھی گئی ہیں نہایت ہی عجیب و غریب ہیں اور اُس کے عجائبات میں سے یہ امر ہے کہ زمین، پانی اور ہوا کے اجزاء کو اپنے ہی طرح کر لیتی ہے اور انہیں اپنے طور پر بنا لیتی ہے۔ چنانچہ کہاں تو ان

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اشیاء میں نمو اور حیات کا نام و نشان بھی نہیں ہوتا۔ پھر دفعتہً ہم کیا دیکھتے ہیں کہ جہاں یہ اشیاء نباتی ترکیب میں داخل ہوئیں اور انہوں نے جسم نامی کی صورت قبول کر لی نمو ہونے لگا غذا حاصل کرنے لگیں نباتی حیات کے ساتھ موصوف ہوگئیں وہ وہ خواص انہوں نے حاصل کر لئے جو اُن میں اس سے پہلے نہ تھے پھر ہم اس نباتی جسم کو دیکھتے ہیں تو ایک جہت سے تو ہم اُسے بلا ارادہ اور مفقود الادراک پاتے ہیں اور وہ جماد سے بہت ہی مشابہ معلوم ہوتی ہے اور جب دوسری حیثیت سے ہم نظر کرتے ہیں تو ہم دیکھتے ہیں کہ غذا حاصل کرنے کے لئے اس کی جڑیں زمین کے اندر گھس گئی ہیں۔ پس وہ حیوان کی طرح اپنی غذا طلب کرنے کے لئے اگرچہ قدموں پر نہیں چلتی لیکن وہ زمین کے اندر وہاں تک پہنچ جاتی ہے جہاں کہ حیوان نہیں پہنچا کرتا اور ہم اس کی شاخوں کو دیکھتے ہیں کہ بلند ہو جاتی ہیں یا وہ اپنے خار اور بیلوں کے ساتھ آفتاب کی روشنی سے نفع حاصل کرنے کے لئے مرتفع مقامات پر قیام کرتی ہے جیسے کہ حیوانات پھلوں کی تلاش میں درختوں پر چڑھ جاتے ہیں۔

شکاری نبات کا ذکر

کہاں تو ہم یہ خیال کرتے ہیں کہ نبات سوا اجزاء ارضی، پانی اور ہوا کے اور کسی شئے سے غذا حاصل نہیں کرتی اور پھر ہم دیکھتے ہیں کہ بعض نباتات مفترس یعنی دوسروں کو چیر ڈالنے والی بھی ہوتی ہیں اور ایسی وہ نباتات ہیں جو دوسری نباتات میں اُگتی ہیں۔ اور اُن کے عرق سے غذا حاصل کرتی ہیں جیسے کہ بعض حیوانات بعض پر بسر کرتے ہیں اور انہی میں اُس نبات کا بھی شمار ہے جس کے پتوں پہ ایک قسم کا عرق ہوتا ہے جس پر مکھیاں نہایت حرص کے ساتھ گرتی ہیں اور جہاں اُس کے پتا پر کوئی مکھی گری اور فوراً ہی اس نے محسوس کیا اور اس کے ساتھ ہی اُس کو لیکر وہ بند ہو گیا۔ پھر جب تک وہ اُس کا عرق بالکل چوس نہیں لیتا اس کو نہیں چھوڑتا اور اس وقت چھوڑتا ہے کہ جب وہ مُردہ ہو کر مثل چھلکے کے رہ جاتی ہے۔ پس یہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نبات اپنی غذا حیوان سے حاصل کرتی ہے گویا اُس نے تو نباتی دنیا کا حیوانی دنیا سے انتقام لے لیا۔ کیونکہ حیوان نبات تو کھاتے ہیں۔

ہوائی نبات کا ذکر

اگرچہ ہمارا یہ خیال ہے کہ نبات کے لئے اُس کی جڑوں کا زمین یا دوسرے درخت سے متعلق ہونا جس میں کہ وہ چیر کر گھس جائے ضروریات سے ہے لیکن نہیں بعض نبات ہوائی بھی ہوتی ہیں اور یہ وہ بیلیں ہیں کہ جو دوسری چیزوں پر معلق رہتی ہیں زمین میں اُن کی جڑ نہیں ہوتی وہ اپنی غذا ہوا ہی سے حاصل کرتی ہیں اور تعجب کی بات یہ ہے کہ اُن کے پھول مکھی کی قسموں میں سے پروانہ، شہد کی مکھی وغیرہ کے مشابہ ہوتی ہیں اور جب ہوا اُن کو حرکت دیتی ہے تو دیکھنے والے کو یہ معلوم ہوتا ہے کہ درخت پر پروانے چکر لگا رہے ہیں یا شہد کی مکھیاں کہ جو پھولوں سے شہد جمع کرتی ہیں دوا دوش کر رہی ہیں اور بعض کی کلیاں مشارے کے مشابہ ہوتی ہیں۔

انسانی شکل رکھنے والی نبات

اور بعض ایسی بھی ہیں کہ جن کی شکل بالکل انسان کی سی ہوتی ہے اور جس کو میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ وہ اگرچہ نباتات ہوائی میں سے نہ تھی بلکہ اس کا شمار اُن نباتات میں تھا جو کہ پیاز کی طرح زمین میں اُگا کرتی ہیں۔ لیکن وہ ایسی نبات تھی جس کے اوپر ایک پھول لگا ہوا تھا جو کہ زرد چڑیا کی صورت پر تھا اُس کے سر، آنکھیں، چونچ اور گردن بھی تھی اُس کے بازو کسی قدر پھیلے ہوئے تھے اور قدمیں اوپر کو اٹھی ہوئی جیسی کہ مرغ کھڑا ہوا کرتا ہے اور اس کے پیٹ کے نیچے ایک سنجابی رنگ کی شہد کی مکھی کی صورت تھی جو کہ اپنے منہ کو اس کے پیٹ پر اس طرح رکھے ہوئے تھی گویا کہ اس میں سے کچھ چوس رہی ہے۔ اُس کے بھی سر دونوں آنکھیں موجود تھیں پیٹھ پر نقش و نگار بنے ہوئے معلوم ہوتے ہیں اور اس چڑیا کی رانوں کی جڑ سے اس کے بازو کھل کر نکلے تھے بس گویا کہ وہی اس مکھی کے بازو ٹھہر سکتے تھے اور وہی اس چڑیا کی رانیں اور یہ سب اعضا اس میں بالکل صاف صاف نظر آتے تھے۔ یہ بات نہ تھی کہ ان اعضا کے دیکھنے میں مشابہت ہی معلوم ہوتی ہو یہ ایسا تماشہ تھا کہ وہاں سے نظر ہٹتی نہ تھی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور اُس کے پیدا کرنے والے کی وحدانیت۔ اُس کی قدرت اور اُس کے استحکام کی کھلی شہادت دے رہا تھا اور یہ پھول بیروت کے جنگلوں میں سے اُس مقام پر پایا جاتا ہے جس کو کہ ظہور اشرفیہ کہتے ہیں اور اس اطراف کے بعض لوگ اُسے چڑیا کا پھول اور بعض شہد کی مکھی کا پھول بھی کہتے ہیں۔ میں نے آپ لوگوں میں سے بعض کو دیکھا ہے کہ حیوانات کی صورت پر اس قسم کے پھولوں کے بننے کی عجب واہی تباہی وجہیں بناتے ہیں۔ میں اُن سے اسی پھول کے بننے کی ایسی وجہ پوچھتا ہوں جس کو عقل مان لے۔ میں تو خیال نہیں کر سکتا کہ آپ لوگ اس پر قادر ہوں گے اور نہ میرے خیال میں سوائے اس طرح کے اور کسی طور پر عقل کی تسکین ہو سکتی ہے کہ اس کو بننے کو ذی قدرت۔ صاحب ارادہ۔ اعلیٰ درجہ کے علم اور حکمت رکھنے والے (خدا) کے فعل کے حوالے کیا جائے نہ یہ کہ ذرات مادہ کی حرکت قانون تبا نیات یا اسی کے مثل اور بے پتہ ٹھوس اور اندھا دھند باتوں کو اس کا مدار قرار دیا جائے۔

حساس اور متحرک نبات

پھر خیال کیجئے کہ کہاں تو ہم دیکھتے ہیں کہ بعض نبات کو کیسی ہی سختی سے کیوں نہ چھوا جائے لیکن اُسے ذرا بھی احساس نہیں ہوتا۔ اسی بنا پر ہم حکم لگاتے ہیں کہ نبات اور حیوان میں جہاں اہم فرق ہیں یہ بھی ہے کہ حیوان میں تو احساس کرنے کی قوت پائی جاتی ہے اور نباتات میں نہیں لیکن یکایک ہم بعض نبات کو ذی حس بھی پاتے ہیں چنانچہ منجملہ ان کے چھوئی موئی کا درخت ہے کہ جب اُسے چھوا جائے یا حرکت دی جائے تو اُس کے چھوٹے چھوٹے پتے باہم مل جاتے ہیں اور باقی پتے کچھ کر رہ جاتے ہیں اور کوئی کوئی نبات حیوان کا شکار کرتی ہے چنانچہ ہم اُس کا پہلے ذکر کر چکے ہیں کہ جب اس پر مکھی گرتی ہے تو اُسے محسوس کر کے پکڑ لیتی ہے اور اس کو بالکل چوس جاتی ہے۔ کہاں تو ہمارا یہ خیال ہے کہ نبات جب تک کہ اُسے کوئی خارجی فاعل مثل ہوا یا حیوان کے حرکت نہ دے تو وہ حرکت نہیں کرتی لیکن ہم دیکھتے کیا ہیں کہ بعض نبات بلا کسی ظاہری قاسر کے خود بخود بھی حرکت کرتی ہے۔ پس یہ نبات خود بخود ایسی حرکتیں کرتی ہے کہ اُن سے ہوا میں ہندسہ کی مخروطی شکلیں بن جاتی ہیں۔ اس کا پتا تین چھوٹی چھوٹی پتیوں سے مل کر بنا ہوتا ہے جن میں سب سے بڑی پتی بیچوں بیچ میں اوپر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو ہوتی ہے اور وہ چھوٹی چھوٹی پتیاں اس کے نیچے دونوں طرف واقع ہوتی ہیں اور وہ دونوں پتیاں جب تک رہتی ہیں اس وقت تک رات و دن۔ گرمیوں میں۔ جاڑے میں۔ دھوپ میں۔ سایہ میں۔ خواہ آسمان صاف ہو یا بارش ہوتی ہو ہر حال میں برابر متحرک رہتی ہیں اُن کی حرکت کبھی رکتی ہی نہیں۔ لگاتار حرکت مستدیر کے ساتھ اُن میں سے ایک اُوپر کو اٹھتی ہے اور دوسری نیچے کو جھکتی ہے۔ ان کے خلاف اوپر کی درمیانی پتی سوائے صبح و شام کے اور کسی وقت نہیں حرکت کرتی۔

نباتی گھڑی یعنی ایک نبات کا ذکر جس کی پتیاں ہر منٹ میں ساٹھ حرکت کرتی ہیں

آپ ہی لوگوں کی زبانی معلوم ہوا ہے کہ انہوں نے ہند میں دریائے گنگ کے کنارہ پر ایک گھاس دیکھی ہے جس کی پتیاں اسی طرح ہر منٹ میں ساٹھ حرکت کرتی ہیں۔ پس وہ تو ایک زندہ اور بڑھنے والی گھڑی ہے جو بند ہی نہیں ہوتی اور نہ اپنے رکھنے والے کو اپنے لئے کسی قسم کے صرف کرنے کی تکلیف دیتی ہے۔ ہند کے مشرک اس گھاس کو مقدس سمجھتے ہیں اور اس کی طرف خداوندی قوت کی نسبت بتلاتے ہیں حالانکہ وہ تو اپنے پیدا کرنے والے کی ربوبیت کے ساتھ متفرد ہونے پر شاہد ہے۔

سُورج مُکھی کا عجیب و غریب پھول

بعض نبات کی یہ حالت ہے کہ اُس کا پھول آفتاب کی حرکت کے ساتھ ساتھ حرکت کرتا اور پھرتا جاتا ہے (جس کو ہند میں سورج مُکھی کہتے ہیں) وہ ہماری طرف کے شہروں میں بکثرت پایا جاتا ہے لوگ اُس کو فلک اور عابد شمس کہا کرتے ہیں کیونکہ اُس کا مستدیر پھول جس میں کہ عجیب و غریب رنگوں کے دائرے پائے جاتے ہیں جو کہ نہایت ہی مضبوطی کے ساتھ بنے ہوتے ہیں وہ چاروں طرف سے ریشوں سے گھرا ہوتا ہے جو کہ مثل ریشمی ڈوروں کے معلوم ہوتے ہیں اُس میں بعض اقدام میں یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ اس کے بیچ میں گھڑی کے کانٹے کے مثل ایک شئے ہوتی ہے جس وقت آفتاب نکلتا ہے اُس وقت یہ پھول بالکل اُس کے سامنے ہوتا ہے اور جوں جوں آفتاب اپنے مدار پر بلند ہوتا جاتا ہے اُتنا ہی یہ پھول بھی اسی طرف منہ کئے ہوئے اٹھتا جاتا ہے حتیٰ کہ وہ پھر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ک وقت یہ پھول مسطح نظر آتا ہے اور پھر آفتاب، جتنا کہ غروب کے لئے جھکتا جاتا ہے اُتنا ہی یہ پھول بھی جھکتا چلا جاتا ہے یہاں تک کہ غروب ہونے کے وقت اُس سے مفارقت ہو جاتی ہے۔ ایسی نادر اشیاء کے بنانے والے اور اعلیٰ درجہ کی واقفیت رکھنے والے کی عجب شان ہے اُس کی پاکی کا کیا کہنا ہے۔

پھر نبات کے اقسام میں جو اختلاف پایا جاتا ہے اُس سے تو عقول حیرت میں رہ جاتی ہیں اور وہ اختلاف صاف صاف اس بات کی شہادت دیتا ہے کہ اُس کا پیدا کرنے والا کوئی فاعل مختار ہے کوئی قدرتی قانون اُس پر حکم نہیں چلا سکتا اور نہ اس کی قدرت کی کچھ حد معلوم ہوتی ہے یہاں تک کہ محدود ہونے سے اُس کا مضطر اور بے اختیار ہونا ظاہر ہوتا۔ بیان اس کا یہ ہے کہ بعض درختوں کو ہم اس قدر بڑا اور بلند دیکھتے ہیں جیسے کہ کوہ لبنان اور امریکہ کی بڑی ترائی میں ایک قسم کا درخت دیکھنے میں آیا ہے اس درخت کی لمبائی تین سو سے چار سو قدم تک ہوتی ہے اور بعض بعض کا قطر تو زمین کے قریب تیرہ قدم تک پایا گیا ہے اور پوست کی موٹائی اٹھارہ قیراط تک کی ہوتی ہے۔ ان میں سے بعض بعض درخت تو اتنے بڑے ہوتے ہیں کہ اگر اس کا تنا اندر سے خالی کر کے ڈال دیا جائے تو اُس میں سے سوار اپنے گھوڑے کی پشت پہ کھڑے ہو کر اس طرح پر چل سکتا ہے کہ اُس کا بدن اُس سے چھونے بھی نہ پائے۔ اسکاٹ لینڈ میں ایک درخت ہے جس کا محیط نوّے قدم کا ہے اور اسی نوع کے چھوٹے سے چھوٹے درخت سے مقابلہ کر کے اُس کی عمر کا حساب لگایا گیا ہے اس حساب سے اُس کی عمر پانچ ہزار برس کی معلوم ہوتی ہے اور کیلیفورنیا میں ایک صنوبر کا درخت ہے جس کا طول تین سو قدم کا اور محیط انیس قدم کا ہے عمر چھ ہزار برس کی ہے اور ان سب سے عجیب و غریب ایک عندم کا درخت ہے جو کہ بحر اوقیانوس (اٹلانٹک اوشن) کے جزائر کناریا میں سے ایک میں موجود ہے اس کا تنا اتنا موٹا ہے کہ اگر دس آدمی ہاتھ پھیلا کر اس طرح کھڑے ہوں کہ ایک کی انگلیوں کے سرے سے دوسرے کی انگلیوں کے سرے لے رہیں جب بھی اس کو گھیر نہیں سکتے۔ قریب چار سو برس کے زمانہ گزرا ہو گا جب سے کہ یہ جزیرہ دریافت ہوا ہے آج تک اس درخت میں بظاہر کوئی تبدیلی محسوس نہیں ہوئی کیونکہ اس قسم کے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

درخت کا نمو بہت ہی آہستہ آہستہ ہوتا ہے جیسا کہ اس نوع کے چھوٹے چھوٹے درختوں کے مشاہدہ سے معلوم ہوا ہے اس لئے جانے کتنی صدیاں اُس پر گزر چکی ہوں گی اور بعض لوگ تو اُن میں سے یہاں تک کہتے ہیں کہ میرے نزدیک تو انسان کے پیدائش سے بہتیری صدیوں کے پہلے سے وہ درخت بڑھ رہا ہے۔

اُن نباتات کا بیان جو بذریعہ خوردبین کے دریافت ہوئیں

نباتات میں سے ہم ایک نہایت ہی چھوٹا عالم بھی دیکھتے ہیں جس کا پتہ بذریعہ خوردبین (مائیکرا سکوپ) کے لگا ہے۔ جیسے کہ کائی جو پانی کی سطح پر تیرتی ہے یا دیواروں وغیرہ پر جم جاتی ہے بذریعہ خوردبین کے دیکھنے سے ایسا معلوم ہوتا ہے گویا کہ وہ باغ یا مرغزار یا ایک گنجان جنگل ہے جس میں کہ باوجود اس قدر چھوٹے اور دبے ہوئے ہونے کے پھول اور تخم سب ہی کچھ موجود ہوتا ہے۔ منجملہ اور غبارات کے ہوا میں وہ بھی منتشر ہوتے ہیں دیواروں وغیرہ پر گر پڑتے ہیں۔ پس جب اس کے موافق زمانہ آتا ہے وہ جم کر بڑھنے لگتے ہیں پھر پھول اور تخم پیدا ہوتے ہیں۔ اگرچہ خالی آنکھوں کو تو محض ایک سبز غبار سا نظر آتا ہے اور کچھ بھی نہیں۔ ہم نبات میں ایسی صفات دیکھتے ہیں کہ جن کے اعتبار سے وہ باہم ایک دوسرے کے خلاف ہوتی ہیں اُن کی اور اُن کے پتوں کی شکلیں مختلف ہوتی ہیں۔ پھول پھل۔ تخم۔ بو اور ذائقہ کے اعتبار سے اُن میں نہایت تفاوت پایا جاتا ہے۔ ان کے منافع اور مضرتیں بے شمار ہیں۔ بہر حال یہ امور جن کے لحاظ سے اُن میں باہم فرق کیا جاتا ہے بے حد قسم کے ہوتے ہیں۔ پھر بعض نبات کے تناور درخت ہوتے ہیں بعض کی بیلیں پھیلتی ہیں، بعض گھاس کی طرح اُگا کرتے ہیں۔ فصل کے لحاظ سے کوئی گرمی میں ہوتی ہے اور کوئی جاڑے میں۔ کوئی ربیع میں کوئی خریف میں۔ بعض نبات نرم زمین میں پیدا ہوتی ہے، بعض پہاڑوں ہی پر۔ کسی کے لئے فقط بارش کا پانی کافی ہو جاتا ہے کسی کو اور پانی کی بھی ضرورت ہوتی ہے کسی کو کسی ایک ولایت کے ساتھ خصوصیت ہوتی ہے کوئی تمام ولایتوں میں رہ سکتی ہے۔ پتوں کو دیکھئے تو کسی کے گول کسی کے لمبے کسی کے نوکیلے کسی کے چوڑے ہوتے ہیں اور باوجودیکہ ان کا رنگ سبز ہوتا ہے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیکن سبزی میں بھی بڑا اختلاف پایا جاتا ہے حتیٰ کہ ایک نوع کی سبزی دوسری نوع کی سبزی کے بالکل مشابہ دیکھی ہی نہیں گئی۔

پھولوں کو لیجئے تو ان میں بھی بڑا اختلاف ہے اُن کے رنگ اور شکلوں کے بیان میں بڑا طول ہوسکتا ہے چنانچہ کوئی پھول گول ہوتا ہے کوئی لمبا۔ کوئی اکہرا، کوئی دوہرا، اسی طرح بے شمار شکلیں ہوتی ہیں۔ رنگوں کو دیکھئے تو سفید، سرخ، زرد، نیلگوں، سبز اور رنگ برنگ کے نقوش سے منقش نظر آتے ہیں۔ پھر کسی میں دو ہی رنگ ہیں، کسی میں بہت مختلف رنگ جمع ملتے ہیں۔ ہر ایک کی خوشبو میں خاصیت ہی جُدا ہوتی ہے کوئی خوشبو نہایت پاکیزہ اور دل خوش کن ہوتی ہے کوئی نہایت ہی ناگوار کہ جان ہی لے لیتی ہے۔ خوشبو کے اختلاف کی نسبت اسی قدر آگاہ کردینا کافی معلوم ہوتا ہے کہ ایک نوع کے پھول کی خوشبو کو مقدار کے نوع کی خوشبو کے ساتھ پورے طور سے ہم ملتے ہوئے پاتے ہی نہیں اور پھلوں میں شکل۔ رنگ۔ بُو ذائقہ اور مقدار کے لحاظ سے تو اتنا اختلاف ہے کہ عقل حیران رہ جاتی ہے چنانچہ بڑے چھوٹے۔ چوڑے لمبے گول۔ کڑدی جھکے ہوئے نوکدار وغیرہ اقسام کے پائے جاتے ہیں پھر اُن کا رنگ بھی سُرخ زرد۔ سفید۔ سیاہ۔ نیلگوں۔ منقش وغیرہ دیکھا جاتا ہے۔ بعض پھلوں میں ایسی پاکیزہ خوشبو ہوتی ہے کہ وہ نہ تو اُس کے پھولوں میں پائی جاتی ہے نہ پتوں میں۔ اُس کے سروں پر دوسرے قسم کی اسی کے قریب خوشبو ہوتی ہے۔ ذائقہ کو لیجئے تو شیریں۔ ترش۔ چاشنی دار۔ تلخ۔ اسی طرح اتنے ذائقے ہوتے ہیں کہ شمار میں نہیں آسکتے۔

پھلوں میں ایک نہایت عجیب بات یہ ہوتی ہے کہ اُن کے چھلکوں میں جو مزہ۔ رنگ اور بُو پائی جاتی ہے وہ اُن کے گودے میں نہیں ہوتی اور ان میں سے جو ہم گودہ میں دیکھتے ہیں اُس کا پتہ تخم میں نہیں ملتا اور جو تخم میں پایا جاتا ہے وہ درخت کے کامل اجزا میں نہیں پایا جاتا۔ بعض پھلوں کے اندر مختلف شکلوں کے بیج طرح طرح کی خوشبوئیں، مزے اور رنگ پائے جاتے ہیں۔ بعضے بیج سے بالکل خالی ہوتے ہیں۔ پھر کسی پر ایک غلاف چڑھا ہوتا ہے کسی پر زیادہ اور کسی پر کچھ بھی نہیں ہوتا۔ کوئی پھل ہوتا تو چھوٹا ہے لیکن اس کا درخت بہت بڑا ہوتا ہے جیسے کہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انجیر یا برگد۔ بعض پھل بڑے ہوتے ہیں اور پیدا بیلوں سے ہوتے ہیں جیسے کہ خربوزہ، بعض مہینہ بھر میں بار آور ہوتے ہیں بعض اس سے بھی کم مدت میں۔ بعض کا پھل برسوں کے بعد ہاتھ آتا ہے۔ بعض کے ریشوں۔ جڑوں۔ پتوں۔ پھول پھل۔ تخم۔ پوست۔ یا عرق سے فائدہ حاصل کیا جاتا ہے۔ بعض کی فقط دو ہی چیزیں کام میں آتی ہیں بعض کی زیادہ۔ بعض کی کل چیزیں بعض کی جڑ مفید ہے اور پھل۔ یا پتے۔ یا پھول ضرر رساں۔ بعض کی اس کے خلاف حالت ہے۔ پس ایک ہی نبات میں مرض اور دوا دونوں ہی مجتمع پائے جاتے ہیں۔

مختصر یہ کہ ہم ایک ہی درخت کو دیکھتے ہیں کہ اُس کے ریشہ۔ تنا۔ پوست پتے پھول۔ پھل اور تخم میں جُدا جُدا خاصیتیں موجود ہوتی ہیں۔ پس ایسا آپ ہرگز نہیں پا سکتے کہ اُن میں سے ایک خاصیت دوسری خاصیت پر پوری پوری منطبق ہو جائے۔ پھر باوجود اس قدر اختلافات کے تعجب یہ ہے کہ تمام اقسام کی نباتات ایک ہی پانی سے سینچی جاتی ہیں ایک ہی مٹی سے اپنی غذا حاصل کرتی ہیں اور ایک ہی ہوا جذب کرتی ہیں جو ان کے لئے ضروریات سے ہے۔ ان کے اعضاء دو قسم کے ہوتے ہیں۔ بعض کا شمار تو اعضاء نمو میں ہے جیسے کہ جڑ۔ تنا۔ پتے اور بعض کا شمار اُن اعضاء میں کیا جاتا ہے جن سے نسل چلتی ہے جیسے کہ پھول۔ پھل۔ بیج۔ پھر انہی تھوڑے سے اعضاء بسیط سے ہزاروں ہی قسم کے نباتات مرکب ہوتے ہیں جن کا شمار اس حساب سے جہاں تک کہ علم نباتات کے جاننے والوں کی رسائی ہوئی ہے اسی ہزار اقسام سے کچھ زیادہ ہی ہے۔ انہی کی بدولت ہمارے پہاڑ ٹیلے۔ ترائیاں۔ باغات سبز نظر آتے ہیں۔ اپنے پھولوں سے یہ اُنہیں زینت بخشتی ہیں۔ ہمارے خزانوں کو اپنے میوے اور دانوں سے پُر کر دیتی ہیں۔ ہمارے جسموں کے لئے پوشش مہیا کرتی ہیں۔ ہمارے گھروں اور کشتیوں کی تعمیر میں صرف ہوتی ہیں۔ ہمارے مرضوں کے علاج میں کام آتی ہیں۔ ہماری آگ کو مشتعل کرتی ہیں ہمارے مال و متاع کی حفاظت کرتی ہیں۔ کہاں تک کوئی بیان کرے۔ اُن کے فوائد تو اس قدر ہیں کہ قلم اُن کے تحریر کرنے میں روانگی سے عاجز آ کر چلتے چلتے کاغذ پر سر رکھ دیتا ہے اور زبان کی گویائی مفقود ہوئی جاتی ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نباتی دُنیا سے خدا کی صفات کمالیہ پر استدلال

کیا ان تمام صورتوں اتنی نوع بنوع کی چیزوں اور پھر ان پر اس قدر منافع کے مرتب ہونے اور اتنے اسرار ظاہر ہونے کی وجہ باوجودیکہ اُن کا اصل مادہ بھی ایک تمام اسباب جو ہر یہ بھی متفق ہیں محض ذرات مادہ کی حرکت قرار پا سکتی ہے اور وہ بھی اندھا دُھند ضرورت کے ساتھ یا مجرد اتفاق جو کہ بالکل بے معنی ہے اس کی وجہ ٹھہر سکتا ہے یا وہ قوانینِ قدرت جو کہ نہ تو کچھ جانتے ہی ہیں اور نہ کچھ ارادہ ہی کر سکتے ہیں اس کا باعث سمجھے جا سکتے ہیں ؟ یا یہ بات ہے کہ یہ سب اشیاء کسی ذی قدرت اور عجیب طور پر پیدا کرنے والے۔ غالب صاحب حکمت اتنے بڑے جاننے والے کے پیدا کرنے سے جس کو کہ جتنی چیزیں ہو چکی ہیں یا ہونے والی ہیں سب کی خبر سے موجود ہوئی ہیں ؟ بے شک یہ سارے عجائب و غرائب پکار پکار کر اس بات کی شہادت دے رہے ہیں کہ ضرور عالم کا کوئی بڑا دانست کار خدا اور ذی حکمت بنانے والا ہے جو کچھ وہ چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور جس امر کا ارادہ کرتا ہے کر گزرتا ہے۔ پھر ہر چند کہ نباتات کی ہر نوع خداوندی نعمت ہے جس کے ساتھ خالق سبحانہٗ نے اپنی خلق پر احسان کیا ہے۔ لیکن بعض کا شمار نہایت عظیم نعمتوں میں کیا جاتا ہے اور اُن سے خدا تعالےٰ کا بڑا احسان ظاہر ہوتا ہے۔ اس قسم کی جتنی چیزیں ہیں گو سب ہی تعجب انگیز ہیں لیکن ان میں سے کسی کسی کا تعجب کا اعتبار سے نمبر بہت ہی بڑھا ہُوا ہے چنانچہ ہم چاہتے ہیں کہ اس کی کچھ تفصیل ذکر کریں۔

روٹی کا درخت

پس سُنئے کہ نباتی دنیا کی حیرت خیز نعمتوں میں سے روٹی کا درخت ہے جو بحرالکاہل (پیسیفک اوشن) کے جزائر میں پایا جاتا ہے اُس میں کروی شکل کے پھل لگتے ہیں جن میں سے چھوٹے سے چھوٹے پھل کا قطر چار قیراط کا اور بڑے سے بڑے کا قطر سات قیراط تک کا ہوتا ہے۔ اس کا وزن چار سو بیس درہم یعنی ایک ہزار چار سو ستر ماشہ کا ہوتا ہے اور ہر سال آٹھ ماہ تک برابر اُس میں سے پھل توڑے جاتے ہیں۔ ان جزائر کے لوگ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اُس قدرتی روٹی پر بسر کرتے ہیں جیسے کہ ہم لوگ مصنوعی روٹی پر گزر کیا کرتے ہیں۔ وہی ان کی ساری غذا ہوتی ہے۔ خداتعالےٰ نے اُن کے لئے بلاکسی مشقت کے جو ہم کو اپنی روٹی کے تیار کرنے میں اٹھانا پڑتی ہے اُن کو مہیا کر دیا ہے۔ اس درخت سے ان کو اور بہت سے منافع حاصل ہوتے ہیں۔ اُن کے خوان اُسی کی لکڑی کے ہوتے ہیں۔ اُس کی چھال سے وہ اپنے کپڑے بناتے ہیں اور اُس کے تنا کی اُن کی ڈونگیاں بنتی ہیں۔

دُودھ کا درخت اسی قبیل سے دُودھ کا درخت ہے اُس کے اقسام میں سے جو قسم ہیا ہیا[1] کہلاتی ہے ہند میں بھی پائی جاتی ہے اُس کے تنا میں شگاف دیتے ہیں پھر اس سے بہت عمدہ دودھ گائے کے دودھ سے ذرا گاڑھا نکلتا ہے۔ برازیل میں ایک درخت ہوتا ہے جس کا نام (ماسارندویا) ہے وہ ماہ شباط[2] میں پھولتا ہے اور اس میں پھل لگتے ہیں جن کا ذائقہ شربت لیموں کا ہوتا ہے اور اُس کے تنا سے سفید رنگ کا دودھ نکلتا ہے جو مرغوب الطبع اور بکری کے دودھ سے اچھا ہوتا ہے وہاں کے باشندے اُسے بطور غذا کے استعمال کرتے ہیں اور اُسی سے اُن کو مادہ حیات حاصل ہوتا ہے۔

بالائی کا درخت اسی قبیل سے بالائی کا درخت ہے جو کہ ہند اور افریقہ میں پیدا ہوتا ہے اُس میں ایسا پھل لگتا ہے جس کے اندر کا گودا قوام اور ذائقہ میں بالکل بالائی کی طرح ہوتا ہے۔ گرم ملکوں میں مہینوں تک برتنوں میں رکھا رہتا ہے نہ اُس کے رنگ میں کچھ فرق آتا ہے اور نہ اس کا ذائقہ ہی بگڑتا ہے۔

اسی قبیل سے جوز ہندی یعنی نارجیل کا درخت ہوتا ہے اُس میں اتنے منافع پائے جاتے ہیں کہ وہ سب کسی ایک درخت میں مشکل سے ملیں گے چنانچہ کہا جاتا ہے کہ اُس کے پھل سے پکنے کے قبل شراب بنائی جاتی ہے اور پکنے کے بعد جو اس سے

---

[1] شاید تاڑ یا کھجور کا درخت مراد ہے [2] شباط ایک رومی مہینہ کا نام ہے جو کہ قریب قریب مارچ کے ہوتا ہے ۱۲

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بنتا ہے بالکل دُودھ کے مشابہ ہوتا ہے مثل ترکاری کے اُس کے پتّے پکتے ہیں اس کے پھول کے عرق سے شکر بنتی ہے اُس کے لکڑی اور اُس کے پھل کے چھلکے سے برتن پیالے، گھڑے تیار ہوتے ہیں۔ گھروں میں اُس کی لکڑی کی دھنیاں بھی لگائی جاتی ہیں اُس کے پتوں کے ٹاٹ اور سائبان بُنے جاتے ہیں۔ اُس کی چھال کے ریشوں سے کپڑے، تھیلیاں بورے اور رسّی تیار کئے جاتے ہیں۔ اُس کے پھلوں سے گری کا تیل نکالا جاتا ہے اس کی لکڑی کے برادہ سے لکھنے کی روشنائی بنتی ہے۔ اُس کے پتوں سے لکھنے کا کاغذ بنایا جاتا ہے۔

کھجور کا درخت بھی کثرت منافع کے لحاظ سے اس سے کچھ کم نہیں، چنانچہ ہم اُس کے پھل کو دیکھتے ہیں کہ کلی سے لے کر گدرا۔ ادھ کچا۔ پکا ہُوا اور خشک سب طور پر کھایا جاتا ہے۔ وہ میوہ کا میوہ ہے اور غذا کی غذا۔ ذخیرہ بنا کر رکھئے جب بھی رہ سکتا ہے۔ اُس کی لکڑی شاخیں۔ ڈالیاں۔ چھال یہاں تک کہ اُس کی گٹھلی بھی کام میں آتی ہے، گٹھلی کو پیس کر اونٹوں کو کھلاتے ہیں۔ پس اُس منعم حقیقی کی عجب پاک ذات ہے جو اپنے بندوں کو عجیب وغریب نعمتیں عنایت کرتا ہے اُن پر طرح طرح کے احسانات کرتا ہے انواع انواع اور قسم قسم کی اشیاء کے پیدا کرنے پر قادر ہے۔

علم نباتات کے جاننے والے خداوندی عظمت و قدرت پر استدلال کرنے کے سب سے زیادہ مستحق ہیں

نباتی دنیا کے بیان میں آخری بات ہم ضرور کہیں گے کہ بلاشک نباتات کے عجائب حالات کو دیکھ کر ذی حکمت۔ صاحب علم اور بڑے ہی قادر صانع کے وجود پر استدلال کرنے کے سب سے زیادہ مستحق علم نباتات کے جاننے والے ہیں جنہوں نے جلدیں کی جلدیں اُس کے حالات کے بیان میں بھر دی ہیں آپ انہیں دیکھیں گے کہ اُس کے احوال سے بحث کرنے میں وہ ایسے مستغرق ہیں کہ اس کے کلہ کے پھوٹ نکلنے اُس کے بڑھنے اور اُس کے تمام تغیرات سے جوکہ اُس کے بونے کے وقت سے لے کر انتہا کو پہنچنے تک اُس پر طاری ہوتے ہیں سب سے بحث کرتے ہیں۔ اُس کی نسل کے چلنے اور اس پیدائشی مادہ سے باردار ہونے کی کیفیت جوکہ اُس میں حیوان کی منی کے قائم مقام ہوتا ہے بیان کرتے ہیں۔ اس کی جڑ۔ تنا۔ شاخوں۔ پتوں۔ اُس کے پھل کے غلافوں۔ پھولوں۔ پھلوں اور بیجوں کی ساخت کی تشریح کرتے ہیں اور ان سب چیزوں کے اعضاء ... [illegible]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ظاہر کرتے ہیں جو اُن میں قائم ہیں۔ اُن میں سے ہر ایک کے خواص۔ کام۔ منافع۔ تغیرات۔ مدت حیات۔ اُن کے انواع کے اختلافات کو ذکر کرتے ہیں۔ اُن کو قطار۔ گروہ۔ انواع اجناس اور افراد وغیرہ کی جانب منقسم کرتے ہیں۔ ان کا باہمی فرق ظاہر کرتے ہیں۔ بہرحال یہ ساری باتیں ایسی ہوتی ہیں جس سے عقل دنگ رہ جاتی ہے اور ان کے پیدا کرنے والے کی قدرت کی عظمت اور اس کی صورت بنانے والے کی حکمت معلوم ہوتی ہے۔

پس خدا یعنی پروردگار عالم کی عجب بابرکت ذات ہے۔ علم طبعیات کے جاننے والوں میں سے علماء نباتات کی نسبت تو عقل مشکل سے تصدیق کرے گی کہ اس فرقہ میں بھی خدا کے منکر موجود ہیں اور کیونکر نہ ہو وہ لوگ تو نباتی دنیا کے بہت سے تفصیلی حالات دریافت کر چکے ہیں۔ اس کی پیدائش کی ایک سے ایک باریکیاں دیکھ چکے ہیں جن کے لئے کسی ذی قدرت صانع اور کسی صاحب حکمت۔ اعلیٰ درجہ کے علم رکھنے والے مدبّر کی بڑی ضرورت ہے بغیر اس کے ایسی باریکیاں ہو ہی نہیں سکتیں۔

علمِ حیوانات کا بیان اور حیوانی عجائب و غرائب سے خداوندی عظمت و قدرت پر استدلال

پھر اس زمین کے رہنے والوں میں ہم حیوانی دنیا کو دیکھتے ہیں یہ وہ مصنوع ہے کہ جو عجیب و غریب ہونے کے اعتبار سے جس کا درجہ بہت ہی عالی ہے۔ استحکام اور مضبوطی کے لحاظ سے جس کا مرتبہ بہت ہی بڑھا ہوا ہے۔ چنانچہ کہاں تو ہم نے نبات کو دیکھا تھا کہ زمین میں جم کر غذا حاصل کرنے اور نمو پانے کے ذریعہ سے جمادی مادوں کو اُس نے اپنے نباتی ساخت کے مثل بنا لیا۔ پھر دفعتہً ہم دیکھتے کیا ہیں کہ حیوان اُس کو منہ میں رکھ گیا اور اس نے اُسے اپنے مُنہ کے آلات کے حوالے کر دیا۔ اُنھوں نے اُس کو چبا کر پیسا اور اس طرح کچھ ہضم کیا پھر اُس نے اپنے لعابِ دہن کے ساتھ ملا ڈالا تاکہ کسی قدر اور ہضم حاصل ہو جائے اس کے بعد اُس نے نگل کر اپنے معدہ اور امعاء میں پہنچا لیا وہاں پہنچ کر حرارت اور ہاضم عرقوں کے باعث سے وہ بالکل منہضم ہو گیا اور اس سے ایک غذائی یا پرورش کنندہ مادہ جدا ہُوا اور پھر وہ وہ کام وہاں ہونے لگے جن سے عقل کو حیرت سی ہو گئی۔ اس کے بعد یہ پرورش کن مادہ معدہ اور امعاء سے اور اعضاء کی طرف چلا اور اُن اعضاء کے فعل کی وجہ سے طرح طرح پر صورت بدلتا رہا۔ آخر کار وہ خون

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بن گیا پھر اپنے دوران کی وجہ سے صاف ہو کر بدن حیوان کے حصوں پر منقسم ہونا شروع ہوا اور ہر عضو کی ساخت میں اُس کے ذرے بدل ما یتحلل بننے کے لئے داخل ہونے لگے۔ اُس میں سے ایک حصہ حیوان کی منی اور اُس کے تخم کی شکل میں بھی تبدیل ہو گیا۔ پھر حمل قرار پانے کے بعد اُس کی خون بستہ کی شکل ہوئی پھر گوشت کا لوتھڑا بنا اور اُس میں مختلف شکلیں اور صورتیں پیدا ہونے لگیں۔ اُس کے اعضاء میں نمو ہوا اور ہر ایک اپنا اپنا کام دینے لگا یہاں تک کہ وہ مکمل ہو کر اُسی حیوان کے مثل ہو گیا جس کے بدن کے اندر یہ سارے تغیرات ہوتے رہے تھے اور اُس میں حیوانی حیات بھی جو باعثِ حس ہے حلول کر چکی۔ پھر تو وہ اپنی اصل کے موافق قوت سامعہ، باصرہ، شامہ، ذائقہ، لامسہ رکھنے والا حیوان بن گیا۔ اس کے بعد وہ وقت آتا ہے کہ جدا ہوتا ہے اور اپنی نوع کے موافق اپنی روزی حاصل کرنے کی کوشش کرنے لگتا ہے اُسے اپنی زندگی بسر کرنے کی تدبیر کے لیے جس قدر ادراک کی ضرورت ہوتی ہے اُسی قدر اُس میں قوت ادراک بھی بڑھتی جاتی ہے اور کبھی یہ قوت اس قدر ترقی کرتی ہے کہ وہ حیوان اُس کی بدولت عاقل۔ عالم، حکیم اور مدقق بن جاتا ہے۔ ہر شئے میں اپنی عقل دوڑاتا ہے اور کائنات عالم میں سے بہتیری چیزوں میں تصرف کرنے لگتا ہے وہ باعظمت پیدا کرنے والا بڑا ہی بابرکت ہے جو اس مخلوق کو مٹی اور پانی سے پیدا کرتا ہے اور یہ عجیب الخلقت مخلوق باوجودیکہ نبات کے ساتھ بعض خواص جیسے کہ نمو۔ اغتذاء اور توالد میں مشارکت رکھتی ہے لیکن اُس سے اور نبات سے اس بات میں کہ ادراک اور حواس ظاہری و باطنی سے احساس کرنے کی قوت ہوتی ہے اور نبات میں نہیں۔ امتیاز بھی ہے اوران سے بڑھ کر جو شئے اُس کے لئے باعثِ امتیاز واقع ہوئی ہے اُس کی عقلی قوت ہے جس کے ذریعے سے وہ استدلال اور استنباط کر سکتا ہے پھر اُس کی منصف اجناس، انواع اور اصناف کی جانب تقسیم کی جاتی ہے۔ جن کی صفات میں بہت ہی بڑا تفاوت پایا جاتا ہے۔ چنانچہ اُس میں سے بعض بہت ہی بڑے ہوتے ہیں جیسے کہ ہاتھی جس میں سے بڑے ہاتھی کی بلندی بارہ قدم کی ہوتی ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جو حیوانات خورد بین سے نظر آتے ہیں اُن کا بیان

اور بعض نہایت ہی چھوٹے ہوتے ہیں حتیٰ کہ بلا مدد خورد بین کے حس کے ذریعہ سے بہت ہی چھوٹے چھوٹے جانداروں کی کائنات کا پتہ لگا ہے نظر ہی نہیں آ سکتے۔ اس مخفی مخلوقات کا نام نقاعی[1] رکھا گیا ہے کیونکہ سب سے پہلے یہ اُس پانی میں دریافت ہوئے تھے جس میں کہ سبز گھاس بھیگ رہی تھی اور وہ ہزاروں اور لاکھوں ہی ایک قطرہ پانی میں بلا کسی مزاحمت اور رکاوٹ کے تیرتے رہتے ہیں پھر باوجودیکہ وہ اس قدر چھوٹے ہوتے ہیں تب بھی ان میں حیات ہوتی ہے۔ تمام حیات کے آلات پائے جاتے ہیں۔ وہ اجناس انواع اور اصناف پر منقسم ہوتے ہیں۔ اُن کی شکلیں بھی مختلف ہوتی ہیں اُن کی بعض قسموں میں فاسفورس کا مادہ پایا جاتا ہے جن میں سے بے شمار سمندر کی سطح پر جمع ہو جاتے اور اس طرح پر چمکتے اور روشن ہوتے ہیں جس سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آگ کا سیلاب اُمڈ رہا ہے وہ سب رات دن جاگتے ہی رہتے ہیں کسی وقت سوتے ہی نہیں اور نہ کبھی آپ اُن کو حالت سکون میں دیکھ سکتے ہیں ہاں جب وہ اپنی اصل سے پیدا ہی نہیں ہوئے تھے اس وقت ساکن ہوں تو ہوں اور علماء علم حیوانات کی بحث و تحقیقات سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ ان چھوٹے چھوٹے کیڑوں میں سے سولہ کروڑ کیڑوں کا وزن بھی ایک دانہ گیہوں کے برابر نہیں پہنچ سکتا اور روئے زمین پر جتنے آدمی بستے ہوں گے ان سے شمار میں کہیں زیادہ یہ چھوٹے چھوٹے کیڑے صرف ایک قطرہ پانی میں موجود ہوتے ہیں اور اُن لوگوں نے دیکھا ہے کہ ذرا سی دیر میں ہزاروں کے ہزاروں ہی بچے اُن میں سے ایک ایک کیڑے کے پیدا ہوتے ہیں۔ پھر اُن کیڑوں میں قسم قسم کے اعضاء بکثرت پائے جاتے ہیں انہیں اپنی غذا حاصل کرنے کی سمجھ ہوتی ہے انہیں اتنی تمیز ہوتی ہے کہ نافع چیز کی طرف مائل ہوں اور ضرر رساں سے بھاگیں اور اس قدر ہوشیاری اُن میں پائی جاتی ہے کہ وہ خطروں سے بچتے ہیں ایک دوسرے سے ٹکراتے نہیں اور نہ کوئی کسی سے مزاحمت کرتا

---

[1] نقاعی عربی لفظ نقاع کی جانب منسوب ہے جس کے معنی خسانده کے ہیں ۱۲۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سب۔ ہزاروں لاکھوں کروڑوں ہی ایک قطرہ پانی میں تیرا کرتے ہیں جیسا کہ ہم پیشتر بیان کر چکے ہیں وہ بڑی تیزی سے حرکت کرتے ہیں و(نہ) یہاں تک چھوٹے ہوتے ہیں کہ بعضوں کے قول کے مطابق اُن میں سے ایک نوع ایسی ہوتی ہے کہ جن میں سے ایک کیڑا اگر دیکھا جائے تو وہ ایک بال کے حجم کے دو ہزار حصّوں میں سے ایک حصّہ سے کسی طرح زیادہ نہیں ٹھہر سکتا اور اس پر بھی ہر ایک میں اس کی زندگی کے قائم رکھنے کے لئے کافی اعضاء موجود ہوتے ہیں۔ پس وہ ذی قدرت پیدا کرنے والا بڑا ہی بابرکت ہے۔

جانوروں کی عمر کے اختلاف اور توالد و تناسل کی تشریح

اور حیوانات میں سے بعض کی عمر بہت ہی بڑی ہوتی ہے اور بعض کی بہت تھوڑی۔ اس طرح ہر ایک کی عمروں میں عجب اختلاف پایا جاتا ہے اور ان میں سے ہر ایک کو ایک مدت کے ساتھ خصوصیت پائی جاتی ہے کہ عقل اُس کے لئے اسی خاص مدت کے ہونے کی کوئی قطعی وجہ نہیں بتلا سکتی۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ بے سینگ کے جانوروں کی عمر سینگ والے جانوروں سے زیادہ ہوتی ہے اسی طرح جرأت والے جانور بودے جانوروں سے زیادہ مدت تک زندہ رہتے ہیں۔ پانی اور خشکی کے جانور ہوائی جانوروں سے زیادہ عمر والے ہوتے ہیں لیکن گدھ، کرگس طوطے اور کوّے اتنے ہی دن زندہ رہتے ہیں جتنے دن کہ انسان اور یہ بات تو مشہور ہے کہ ایک قسم کا کرگس ہوتا ہے جو دو سو برس تک۔ کچھوا دو سو بیس سال تک، ہاتھی سو برس تک زندہ رہتا ہے اور خشکی میں رہنے والا اور آبی مینڈک اُن جانوروں سے جو اُس کے برابر ہوتے ہیں زیادہ دن تک جیتا ہے اور کسی نے تو ایک مینڈک کی چھتیس سال تک نگہداشت کی تھی اور اس میں ضعیفی کی کوئی علامت بھی ظاہر نہیں ہوئی۔ گھوڑا غالباً تیس سال تک زندہ رہتا ہے اور اب تک تو یہ بات معلوم نہیں ہوئی کہ کوئی گھوڑا ساٹھ برس کی عمر تک پہنچا ہو۔ بکری کی اوسط عمر پندرہ برس کی اور کتے کی اوسط عمر بیس برس کی ہوتی ہے۔ اسی طرح کیا چھوٹے اور کیا بڑے ہر حیوان کی ایک خاص عمر ہوتی ہے اور اُن کی عمر کی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

درازی اور کوتاہی اُن کے مسکن اور طریقۂ گزران پر یا جسم کے بڑے اور چھوٹے ہونے پر یا اس کے علاوہ کسی اور شئے پر موقوف نہیں ہوتی جیسا کہ میں نے دیکھا ہے۔ پس اب ضروری ہے کہ کوئی مخصص پایا جائے جو اُن میں سے ہر ایک کو ایک عمر کے ساتھ خاص کر دے اور وہ اُن کا پیدا کرنے والا ہی ٹھہر سکتا ہے جس نے اُن کو عدم سے وجود کی طرف نکالا اور پہلے ہی سے اُن کی تخصیص کر دی وہ جو چاہتا ہے وہی کرتا ہے اور جس چیز کا ارادہ کرتا ہے اُس کا حکم کر دیتا ہے۔ حیوانات میں سے بعض ہَوا میں زندگی بسر کرتے ہیں۔ بعض پانی میں رہتے ہیں بعض سطح زمین پر بعض دونوں میں پھر کوئی اپنے دو پیروں پر چلتا ہے اور اُس کے دونوں ہاتھ غذا کے تناول کرنے اور کام کاج کرنے کے آلات ہوتے ہیں یا وہ اُس کے دونوں بازو قرار پاتے ہیں جن کے ذریعہ سے وہ ہَوا پر اُڑ سکتا ہے۔ بعض کے چلنے کے لئے چار پیر ہوتے ہیں اور بعض کے اس سے بھی زیادہ کئی کئی دہائیوں تک نوبت پہنچ جاتی ہے جیسے کہ کھنکھجورا۔ اور بعض اپنے پیٹ کے بل اُن چھلکوں کے ذریعہ سے جو اُس پر لگے ہوتے ہیں چلتے ہیں۔ درختوں اور دیواروں پر چڑھ جاتے ہیں جیسے کہ سانپ۔ بعض اپنی غذا کو اپنے ہاتھوں سے لیتے ہیں۔ بعض اپنے منہ سے۔ بعض چونچ سے۔ بعض ناک سے جیسے کہ ہاتھی۔ بعض اپنی زبان سے لیتے ہیں جیسے کہ گرگٹ۔ وہ اپنی لمبی زبان میں ایک لیسدار مادہ لگا کر نکالتا ہے۔ اس طرح وہ مکھی وغیرہ کو ہَوا سے پکڑ لیتا ہے۔

بعض حیوانات کے شکم کے اندر ہی بیضہ ٹوٹ کر بچہ نکل آتا ہے اور وہ وہیں پر تام الخلقت بھی ہو جاتا ہے اس کے بعد پیدا ہوتا ہے جیسا کہ اکثر دودھ پلانے والے حیوانات کا حال ہے اور بعض انڈے دیتے ہیں۔ انڈے کے اندر بچہ کی غذا وغیرہ کا پورا سامان مہیا رہتا ہے اور اُسی کے اندر اس کی خلقت کی تکمیل ہوتی ہے۔ یہ حالت پرندوں بعض سانپوں اور چھپکلی کی دیکھی جاتی ہے۔ بعض کی یہ حالت ہے کہ جب تک نر کی منی ہَوا سے محفوظ رہ کر شکم میں نہ پہنچے حمل قرار ہی نہیں پا سکتا کیونکہ ہَوا کے لگنے سے اُس میں خرابی آجاتی ہے۔ بعض کی یہ کیفیت ہے کہ جب مادہ اپنے بیضہ کو اپنے جسم سے نکال کر باہر ڈال دیتی ہے اُس کے بعد نر اپنی منی کو اُس پر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گرا دیتا ہے اور اس طرح پر بچہ بنتا ہے جیسے کہ بعض مچھلیوں پر دیکھا گیا ہے کیونکہ ان کی منی پانی یا ہوا سے خراب نہیں ہوتی۔ بعض حیوانات اپنے بچوں کو اپنے دو یا زیادہ پستانوں سے دودھ پلاتے ہیں جس کو کہ ان کا پیدا کرنے والا اُس میں مہیا کر دیتا ہے۔ بعض اپنے بچوں کو دانہ بھراتے ہیں جیسے کہ کبوتر۔ بعض اپنے بچوں کو اپنے ساتھ لئے پھرتے ہیں اور اُن کی غذا اُن کو بتلاتے ہیں جیسے کہ مرغی۔ بعض حیوانات میں نر اور مادہ دونوں شریک ہو کر بچہ کی پرورش کرتے ہیں اور یہ اس وقت ہوا کرتا ہے جب کہ بچے ابتدائی پیدائش میں چلنے پر قادر نہیں ہوتے جیسے کہ چڑیوں کبوتروں اور انسان میں دیکھا جاتا ہے کیونکہ صرف ایک ہی کا بچہ کی پرورش میں مشغول ہونا اور اپنی روزی بھی تلاش کرنا اُس کے لئے اُس کی طاقت سے زیادہ تکلیف کا باعث ہوگا اور بعض کی صرف مادہ ہی اپنے بچوں کی پرورش کر لیتی ہے اور یہ اُس وقت ہوتا ہے جبکہ بچے اپنی ماں کے ساتھ چلنے پھرنے پر قادر ہوتے ہیں۔ جیسے کہ مرغی اور چکور۔ بعض اپنے بچوں کے لئے عجب کیفیت کا گھونسلا بناتے ہیں۔ خواہ درختوں میں کھود کر یا مٹی سے یا کسی اور طور پر۔

بعض اپنے بچوں کو اپنی پیٹھ پر لادے پھرتے ہیں جیسے کہ ایک جانور امریکہ میں ہوتا ہے جو چیونٹیوں کا شکار کرتا ہے۔ بعض اپنے بچوں کو ایک تھیلی میں لئے پھرتے ہیں جو کہ اُن کے پیٹ کے پاس ہوتی ہے۔ غذا تلاش کرنے کے وقت اُس میں سے نکالتے ہیں اور سونے کے وقت پھر اسی میں رکھ لیتے ہیں وہ آسٹریلیا میں ایک قسم کا جانور ہوتا ہے۔ بعض کے فضلہ اور بیضہ کے نکلنے کا ایک ہی راستہ ہوتا ہے۔ بعض کی یہ کیفیت نہیں ہوتی۔ بعض حیوانات کے جفتی کھانے کا ایک وقت معین ہوتا ہے۔ بعض کی جفتی کا کوئی وقت معین نہیں ہوتا۔ بعض جفتی کے وقت مادہ کے اوپر آجاتے ہیں۔ بعض اپنی مادہ کی دُم سے دُم ملا کر جُفتی کھاتے ہیں۔ بعض اپنی مادہ کے پہلو سے پہلو ملا کر رگڑتے ہیں یہاں تک کہ وہ انڈے دے دیتی ہے اور ان کے اوپر نر اپنی منی کو گرا دیتا ہے۔ اس طرح پر بچہ بنتا ہے جیسے کہ بعض مچھلیوں کا حال ہے۔ بعض کے انڈوں کے نقوش اُن کے رنگوں کے مشابہ ہوتے ہیں جیسے کہ چکور اور بعض ہندی مرغیاں کیونکہ اُن کے بیضوں میں رنگ برنگ کے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خطوط ہوتے ہیں جو کہ اُن کے پروں کے رنگ کے ساتھ مشابہت رکھتے ہیں بعض کے انڈے سفید یا کسی اور رنگ کے ہوتے ہیں جن کو اس کے پروں کے ساتھ ذرا بھی مشابہت نہیں رکھتی۔ پھر یہ انڈے شکل، مقدار اور ہیئت کے اعتبار سے مختلف طرح کے ہوتے ہیں چنانچہ بعض گول ہوتے ہیں بعض لمبے بعض بڑے بعض چھوٹے۔ بعض کسی اور طرح کے۔ بعض حیوانات کے ایک ہی بچہ پیدا ہوتا ہے بعض کے زیادہ ہوتے ہیں یہاں تک کہ اُن کی تعداد نہایت ہی عظیم ہوتی ہے۔ بعض کا بدن پروں سے ڈھکا ہوتا ہے جن کی وجہ سے وہ گرمی اور سردی سے محفوظ رہتے ہیں اور وہ اپنی مضبوط ساخت کے سبب سے اس کے اڑنے کے لئے بھی موزوں ہوتے ہیں۔ آئیے ہم کسی طائر کے دونوں بازوؤں کے پروں کو دیکھیں کہ پروں کے لئے یہ ضروری امر ہے کہ وہ اڑنے میں ان کے بدن کے اٹھانے کے لئے کافی مقدار پھیلیں۔ اس لئے آگے کے دبیز پر پولے بنائے گئے ہیں تاکہ اڑنے میں ہلکے معلوم ہوں۔ لیکن باوجودیکہ وہ پولے ہوتے ہیں ان کا مادہ ایسا مضبوط اور لوچدار ہوتا ہے جس کی وجہ سے وہ صدمات کے متحمل ہو سکتے ہیں اور آسانی سے ٹوٹتے نہیں اور ان میں سے پچھلے پر ایک نہایت ہلکے گودے کے مثل مادہ سے بھرے ہوتے ہیں جن کا اٹھانا لوقی گراں نہیں گزرتا یہ عجیب حیرت انگیز انتظام کیا گیا ہے جس کو دیکھ کر عقل اس کے بنانے والے کی حکمت کا یقین کر لیتی ہے۔

علاوہ بریں ایک جانور ایسا بھی ہوتا ہے جس کے باوجودیکہ پر نہیں ہوتے لیکن اُسے بھی اڑنے کی قوت عنایت ہوئی ہے اس جانور کے بدن پر رؤئیں ہوتے ہیں اور اس کے دونوں بازو پتلی جھلی کے بنے ہوتے ہیں جن سے کہ وہ اڑا کرتا ہے۔ تمام پرندوں کے خلاف اس میں یہ بات بھی دیکھی گئی ہے کہ اس کے بجائے چونچ کے منہ ہوتا ہے جس میں دانت موجود ہوتے ہیں اور اس کے دونوں بازوؤں پر ہتھیلیاں بھی لگی ہوتی ہیں اس جانور کا نام چمگادڑ ہے جس میں کہ دودھ پلانے والے جانوروں کے خواص پائے جاتے ہیں چنانچہ ان لوان کے ساتھ شکل اور منی کے اعتبار سے مشابہت حاصل ہوتی ہے انہی کی طرح بچہ دودھ ہے دودھ پلاتا ہے اور ان سے فرق اس بات میں ہے کہ وہ اور پرندوں کی طرح ہوا میں اڑتا ہے۔ وہ ذات

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہایت مبرا اور بے مثل ہے جس پر اُس کی مصنوعات کے بارہ میں کوئی قانون حکومت نہیں کرسکتا اور نہ اُس کی قدرت عمل کے طریقوں میں سے کسی ایک طریقہ کے ساتھ محدود ہوسکتی ہے تاکہ اُسے اسی کی پابندی کرنا پڑتی اور وہ اس کی مخالفت کرنے پر قادر نہ ہوسکتا بلکہ وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے اور اپنی مخلوقات کو جس طور پر ارادہ کرتا ہے بنا دیتا ہے۔ حیوانات میں سے کسی کا بدن ان سے چھپا ہوتا ہے کسی کا بالوں سے، کسی کا روئیں سے، کسی کا ہڈی سے جیسے کہ کچھوا، کسی کا چھلکوں سے اور کسی کی کھال پر کچھ نہیں ہوتا، صاف نظر آتی ہے۔ پھر حیوانات کی شکل اور ہیئت میں جو اختلاف پایا جاتا ہے اس سے عقل دنگ ہو کر رہ جاتی ہے۔ چنانچہ بعض لمبے ہوتے ہیں، بعض گولائی لئے ہوئے۔ بعض کی شکل نسبۃً مکعب کی سی ہوتی ہے۔ بعض کے ہاتھ لمبے ہوتے ہیں اور پیر چھوٹے جیسے کہ زرافہ۔ بعض کی شکل اس کے خلاف ہوتی ہے جیسے کہ خرگوش۔ بعض کی گردن چھوٹی ہے بعض کی لمبی بہار بعض کی تو گردن اتنی لمبی ہوتی ہے کہ وہ رسی کی طرح اپنی گردن کو لپیٹ لیتا ہے اس قسم کا طرابلس کے اطراف میں ایک پرندہ پایا جاتا ہے جو عصفور سے ذرا بڑا ہوتا ہے۔ بعض کے دو ہی آنکھیں ہوتی ہیں بعض کے بہت زیادہ جیسے کہ بعض بعض مکڑیوں میں پائے جاتے ہیں۔ بعض کے دُم ہوتی ہے بعض کے نہیں۔ بعض کے کان لمبے ہوتے ہیں بعض کے گول۔ پھر حیوانات میں سے بعض کے سُم ہوتے ہیں بعض کے کھر۔ بعض کے خف جیسے کہ اونٹ کے بعض کے قدم بعض کے پنجے بعض حیوانات میں اوجھڑی دیکھی جاتی ہے تاکہ نباتی غذا جس کی زیادہ مقدار میں ضرورت پڑتی ہے اُس میں پرورش کے لئے کافی طور پر رہ سکے یہ بات نبات خور جانوروں میں ہوا کرتی ہے اور بعض کے فقط معدہ ہی ہوتا ہے کیونکہ اُن کی حیوانی غذا ان کی پرورش کے لئے بہت تھوڑی مقدار میں کافی ہوجاتی ہے۔ بعض

لہ زرافہ بضم اول وتشدید ثانی و فاو نزد بعضے بفتح اول حوانیست کہ اشتر گاؤ پلنگ نام دارد چہ گردنش بگردن شتر ماند و سمش بہ گاؤ و رنگش بہ پلنگ و دُمش بدم آہو و دندانش بدندان گرد ہر دو دست دراز وہر دو پائے کوتاہ ۱۲ غ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حیوانات کے دانت ایسے ہوتے ہیں جن سے وہ گوشت کو جو کہ اُن کی غذا ہوتی ہے پارہ پارہ کر سکیں۔ بعض کے دانت اپنی غذا یعنی نباتات کے چبانے کے لائق ہوتے ہیں۔ پھر دانتوں کی ساخت کو ملاحظہ کیجئے خصوصاً انسان میں اور جس ترتیب سے کہ وہ رکھے گئے ہیں اس کے دیکھنے سے اہل نظر کو تو ایک حیرت سی ہو جاتی ہے چنانچہ کاٹنے والے دانت منہ میں سامنے کو رکھے گئے ہیں جو اپنی تیزی کی وجہ سے اُن چیزوں کو جن کو کہ کاٹنے کی ضرورت پڑا کرتی ہے بخوبی کاٹ سکتے ہیں اُس کے پاس ہی نوکدار کچلیاں ہوتی ہیں جو توڑنے اور ریزہ ریزہ کرنے کے لئے نہایت ہی موزوں ہیں۔ چنانچہ ان کی شکل ہی کہے دیتی ہے کیونکہ وہ بالکل کداری کے مثل ہوتے ہیں اور اُن سے ملی ہوئی داڑھیں واقع ہوتی ہیں جو کہ نظر سے پوشیدہ رہتی ہیں اور اس وضع کی بنائی گئی ہیں جن سے باریک کرنے اور پیسنے کا بخوبی کام نکل سکے۔

پس اب دیکھئے کہ اگر اُن کی یہ ترتیب بدل جاتی داڑھیں منہ میں سامنے کو ہوتیں اور کاٹنے والے دانت پیچھے کو تو غذا کے کھانے میں کیسی دقت پڑتی اور منہ بھی عجیب بدصورت نظر آتا۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ان کا بنانے والا بڑا ذی حکمت اور اعلیٰ درجہ کی واقفیت رکھنے والا (خدا) بے مثل ہے۔ اُس میں ذرا بھی نقص نہیں۔

پھر اگر حیوانات کے آلات کے اختلاف پر نظر ڈالئے تو عقل حیرت میں رہ جاتی ہے۔ چنانچہ پنجے، دانت، سینگ، سونڈ، ڈنک، زہر قاتل اور نہایت ہی ناگوار بُو جیسے کہ ظربان[1] میں دیکھی جاتی ہے سے پائے گئے ہیں۔ پھر حیوانات کے غذا حاصل کرنے کے مختلف طریقوں اور تدبیروں کو اگر دیکھا جائے تو سمجھنے والے کو عجب حیرت ہوتی ہے چنانچہ بعض تو اپنے بدن سے ایک مادہ نکالتے ہیں اور اُس کو جال کے مثل بنا کر مکھی وغیرہ کے پھانسنے کے لئے لگا دیتے ہیں اس طرح پر اُس کا شکار کر لیتے ہیں جیسے کہ مکڑی۔ بعض بالوں میں گڑھا کھود کر اُس کے نیچے چھپ رہتے ہیں اور جب اُن کے شکار کے اقسام میں سے کوئی جانور اس میں گر پڑتا ہے تو وہ فوراً اُس کا شکار کر لیتے ہیں اور جب اُس میں کوئی ایسی چیز گر پڑتی ہے جو ان کی غذا کے قابل نہیں تو اُس کو عجب طرح کی حرکات سے گڑھے سے باہر نکال دیتے ہیں۔ اس قسم کا ایک

---

[1] ظربان ایک جانور بلی کے برابر ہوتا ہے جس سے سخت بدبو آتی ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چھوٹا جانور ہوتا ہے جو ریت میں پایا جاتا ہے اُس کو بعض لوگ اسد النمل کہتے ہیں۔ بعض مکھی کے مثل چھوٹے چھوٹے جانوروں کو جو ہوا میں اڑا کرتے ہیں جھپٹ لیتے ہیں جیسے کہ ابابیل بعض اپنی غذا تک رسائی حاصل کرنے کے لئے زمین کھودتے ہیں بعض درخت پر چڑھ جاتے ہیں بعض پانی میں غوطہ لگاتے ہیں۔ بعض میدانوں میں چکر لگایا کرتے ہیں۔ بعض اپنے شکار کے مسکن کے در پر کھڑے رہتے ہیں۔ اور ایسی سخت، بد بو دار ہوا نکالتے ہیں جس سے کہ وہ مر جاتا ہے پھر اُسے کھا لیتے ہیں جیسے کہ ظربان کا گوہ کے ساتھ حال ہے پھر حیوانات کی غذا کے اختلافات کھانے اور جمع کرنے کی کیفیت کو دیکھئے تو نہایت ہی عجیب و غریب معلوم ہوتی ہے۔ چنانچہ بعض تو دانے کھاتے ہیں بعض پتے بعض پھل۔ بعض گوشت، بعض کیڑے مکوڑے کھا کر اپنا پیٹ بھرتے ہیں۔ بعض کی غذا نہایت ہی نفیس ہوتی ہے، بعض کو نہایت ہی خراب گندی اور ناپاک غذا اچھی معلوم ہوتی ہے جیسے کہ سور کو۔ بعض اپنی غذا کو یوں ہی نگل جاتے ہیں بعض چباتے ہیں۔ بعض اپنی خوراک کو جمع کر کے نہیں رکھتے۔ بعض اپنی غذا کو یوں ہی نگل جاتے ہیں، بعض چباتے ہیں، اور پھر جمع بھی عجیب تدبیر کے ساتھ کرتے ہیں جیسے کہ شہد کی مکھی اور چیونٹی کا حال ہے۔ چیونٹی کی تو یہ کیفیت ہے کہ جب اُس کی ذخیرہ کردہ اشیاء کو زمین کی رطوبت کا اثر پہنچ جاتا ہے تو وہ اُسے آفتاب کی روشنی میں نکال لاتی ہے یہاں تک کہ اُس کی رطوبت خشک ہو جاتی ہے اور وہ دانہ میں سوراخ کر دیتی ہے تاکہ رطوبت کے باعث سے جم کر وہ اُگ نہ آئے اور بعض بعض دانوں میں کئی کئی سوراخ کر دیتی ہے کیونکہ اُسے اتنا ادراک حاصل ہے کہ ایک آدھ سوراخ دانے کو اُگنے سے روک نہیں سکتا ہے۔ جیسے کہ دھنئے کا حال ہے۔

پس وہ پیدا کرنے والا بڑا ہی بے مثل ہے جس نے یہ امر کھلے طور پر سمجھا دیا۔ پھر اُن کے رنگوں کے اختلاف نظر کو بڑے ہی بھلے معلوم ہوتے ہیں اور اُن سے عقل حیرت میں رہ جاتی ہے۔ چنانچہ وہ سفید، سرخ، زرد، نیلگوں، سیاہ اور رنگ برنگ کے نقوش سے منقش دیکھے جاتے ہیں۔ پھر اگر ہم ایک نوع کو دیکھتے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں کہ اُس کے تمام افراد ایک ہی رنگ یا ایک قسم کے نقش رکھنے کے لحاظ سے برابر ہوتے ہیں جیسے کوا۔ چکور اور عصفور کی ایک مختلف اقسام تو دوسری نوع کو کیا دیکھتے ہیں کہ رنگوں یا نقوش کے لحاظ سے اُس کے افراد تمام قسم کے ہوتے ہیں جیسے کہ گھوڑا اور مُرغی۔ بعض کے نقوش ایک ہی کیفیت پر انتظام کے ساتھ واقع ہوتے ہیں جیسے کہ چیتے اور طاؤس کا حال ہے۔ بعض کی یہ کیفیت نہیں ہوتی جیسے مرغی کبوتر اور بلّی میں دیکھا جاتا ہے۔ کہتے ہیں ایک بات سے دوسری بات پیدا ہو ہی جاتی ہے۔

چیتے کے منقش ہو جانے کی عجیب وجہ

چنانچہ اے اہلِ سائنس میں نے آپ ہی لوگوں میں سے بعض لوگوں کو چیتے کی جلد کے منقش ہونے کی وجہ یوں بیان کرتے سُنی ہے کہ وہ گزشتہ زمانے میں عرصہ تک درختوں کے سایہ میں بیٹھا کرتا تھا اور شاخوں میں سے گزر کر آفتاب کی شعاعیں اُس پر پڑا کرتی تھیں اس لئے اس کی جلد پر اس طرح کے نقش بن گئے۔ مجھے امید ہے کہ یہ معلل صاحب اس کی بھی کوئی وجہ بیان کریں گے کہ طاؤس کے پروں پر سنہری سبز نیلگوں سیاہ سرمئی وغیرہ رنگوں کی باقاعدہ شکلیں اور نہایت پائیدار لکیریں کیونکر بن گئیں اور اس کی کیا وجہ ہوئی کہ مرغی کے ہر ہر فرد کے نقش و نگار ایک نئے طرز کے نظر آتے ہیں جس کی نظیر اسی نوع کے بکثرت افراد کی دیکھ بھال سے بھی مشکل سے ملے گی۔ اسی طرح اور بہت سی چیزیں ہیں۔ اس شخص نے جو چیتے کی جلد کے منقش ہونے کی وجہ بیان کی ہے میں یقینی طور پر تو نہیں کہہ سکتا کہ غلط ہے کیوں کہ شاید خدا تعالیٰ نے اسی سبب سے اُس میں یہ رنگ پیدا کر دیا ہو جیسے کہ اُس کی عادت ہے جاری ہو گئی ہے کہ وہ اسباب پر مسببات کو مرتب کر دیتا ہے لیکن میں تو یہ چاہتا ہوں کہ تمام امور کو محض طبعی ہی نہ قرار دے لیا جائے اور پھر ان کے لئے واہی تباہی وجہیں تراشی جائیں بلکہ ہر علت کو خالق سبحانہٗ کے فعل کی طرف راجع کرنا چاہیئے ورنہ پھر میں ان سب کی وجہیں پوچھتے پوچھتے ناک میں دم کر دوں گا اور آپ لوگوں کو اپنے عجز کا اقرار کرنا پڑے گا۔

پھر میں کہتا ہوں کہ حیوان کے عجائبات میں سے اُس کی آواز اور صورت کا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مختلف ہوتا ہے۔ چنانچہ بعض کی آواز تو ایسی طرب انگیز ہوتی ہے جس کو سن کر دل بھر آتا ہے اور بعض کی ایسی ناگوار آواز ہوتی ہے جس کے سننے سے معلوم ہوتا ہے کہ کان بہرے ہوئے جاتے ہیں۔

بعض ایسے خوب صورت ہوتے ہیں کہ اُن پر نظر پڑتے ہی جم کر رہ جاتی ہے اور ہٹنے کا نام ہی نہیں لیتی جیسے کہ طاؤس۔ زرافہ۔ اور بعض بعض مرغ۔ سچ پوچھئے تو نوع انسان میں سے جو حسین ہیں وہ ان سب سے خوبصورت اور خوشنمائی میں بے نظیر ہوتے ہیں کیونکہ یہاں تو یہ کیفیت ہوتی ہے کہ نظر ہے وہ بھی حیران رہ جاتی ہے ہوش اُڑ جاتے اور دل قابو میں نہیں رہتے۔ بڑے بڑے عقلاء کی عقلیں جواب دے دیتی ہیں۔ بڑے بڑے زبردست اور حکومت والوں کی شان و شوکت بھی کام نہیں آتی اُن پر بھی حسینوں کا رعب اپنا قبضہ کر لیتا ہے۔ بھلا بتلایئے تو سہی کہ بندروں میں بھی اس کا نام و نشان کہیں پایا جاتا ہے؟ قسم اس کے حق کی جس نے آنکھوں کو ایسا جادو بھرا بنایا اور پیشانی کو گیسوؤں سے زینت بخشی ہرگز نہیں۔ اب ان لوگوں کی عقلوں کو آفرین کیئے جو انسان اور بندر دونوں کو ایک ہی اصل سے بتاتے ہیں اور بعض حیوان تو ایسے ہوتے ہیں جن کو دیکھ کر بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں اور دل کانپ جاتے ہیں جیسے کہ بھیڑیا، اژدہا اور جنگلی سور وغیرہ۔ بعض کو مادہ کے ساتھ خصوصیت ہوتی ہے بعض کو نہیں۔ بعض اپنی غذا تنہا رہ کر تلاش کر لیتے ہیں بعض کے گروہ کے گروہ مل کر جستجو کیا کرتے ہیں۔ بعض کا مجتمع ہونا بھی جمہوری انتظام کی حیثیت رکھتا ہے۔ بعض کا اجتماع کی حالت میں شاہانہ انتظام ہوا کرتا ہے۔ ان میں سے کچھ پہرے پر مقرر ہوتے ہیں کچھ راہبر اور جستجو کرنے والے پانی اور گھاس کی تلاش میں آگے آگے جاتے ہیں۔

حیوانات کے اخلاق اور عادات میں بھی عجب اختلاف پایا جاتا ہے اس بارے میں تو متعدد کتابیں بھی تالیف ہوئی ہیں۔ چنانچہ کوئی تو بڑا دلیر ہوتا ہے اور کوئی بودا۔ بعض انسان سے جلد مانوس ہو جاتے ہیں بعضوں کے لئے تدبیریں درکار ہوتی ہیں ایسی ہی اور بہت سے باتیں ہیں۔ اسی طرح اُن میں قوت اور ضعف کے لحاظ سے اختلاف ہوا کرتا ہے۔ بعض کو اگر غذا نہ ملے تو اس کو بھی برداشت کر لیتے ہیں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بعض ایسے نہیں ہوتے۔ بعض خارجی صدمات کا پورا مقابلہ کر سکتے ہیں بعض اس کے متحمل نہیں ہو سکتے۔ چنانچہ بعض کی تو یہ حالت ہے کہ اگر اُن کے حرام مغز میں ذرا سی سوئی بھی چبھو دی جائے تو وہ فوراً مر جائیں اور زندگی رخصت ہو جائے جیسا کہ انسان کی نسبت کہا جاتا ہے۔

ہیڈرا جانور کا ذکر جو کاٹ ڈالنے کے بعد بھی نہیں مرتا بلکہ اُس کے ٹکڑے پورے جانور بن جاتے ہیں

اور کسی کی یہ حالت ہے کہ اگر اس کے تین تین ٹکڑے بھی کر دیئے جائیں۔ سر الگ، دھڑ الگ، دُم الگ۔ اور پھر چند روز تک اُسے یوں ہی چھوڑ دیا جائے تو آپ دیکھیں گے کہ سر میں دھڑ اور دُم نکل آئی ہے۔ دھڑ میں سر اور دُم اُگ آئے ہیں اور دُم میں سر اور دھڑ دونوں کے دونوں لگ گئے ہیں اور اُن میں ہر ایک ٹکڑا پورا جانور بن گیا ہے اور سب سے پہلے سر میں باقی چیزیں لگ کر پورا جانور بن جایا کرتا ہے اس قسم کا چھوٹے چھوٹے جانوروں میں ایک جانور ہوتا ہے جس کا نام ہیڈرا ہے۔

ساری بحث گزشتہ کا خلاصہ یعنی خدا پر کوئی قانون حاکم نہیں وہ فاعل مختار ہے

پس یہ سارے اختلافات اس بات کی کھلی کھلی دلیلیں ہیں کہ اس حیوانی دنیا کے بنانے والے پر کوئی قدرتی قانون حکومت نہیں چلا سکتا اور نہ کوئی ضرورت اس بات پر مجبور کر سکتی ہے کہ وہ اپنی ایجاد میں کسی ایک طریقہ کا پابند ہو جائے بلکہ وہ نہایت ہی وسیع القدرت اعلیٰ درجہ کا علم رکھنے والا اور بڑا ہی مدبر اور منتظم ہے۔ وہ اگر ایک نوع کو کسی کیفیت پر پیدا کرتا ہے جو اُس کی زندگی اور نظام حیات کے قائم رکھنے کے لئے کافی ہو اور اُس سے اُس کی صورت کی پوری زینت ہو گئی ہو تو وہ دوسری نوع کو ایسی کیفیت پر بناتا ہے جو پہلی کیفیت کے بالکل مخالف ہو اور پھر وہ اُس کی زندگی کے قائم رکھنے اور اُس کے مکمل بنانے کے لئے ویسی ہی کافی ہوتی ہے اور مقصود اس سے یہ ہوتا ہے کہ عقلیں متنبہ ہو جائیں اور لوگوں کے افہام کو چونکا دیا جائے کہ یہ سمجھ لو کہ عالم کا بنانے والا فاعل مختار ہے اُسے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کوئی شے عاجز نہیں کر سکتی اور نہ اُس کے کامل علم سے کوئی پوشیدہ سے پوشیدہ بات چھپی رہ سکتی ہے۔ وہ تمام اُن بے جا باتوں سے جنہیں جاہل لوگ بکا کرتے ہیں بالکل پاک اور مُبرّا ہے۔

اناٹمی اور فزیالوجی یعنی علم تشریح اور علم افعال الاعضاء کے موافق حواس خمسہ میں سے آنکھ کی تشریح اور پھر خداوندی حکمت اور قدرت پر استدلال

پھر حیوان کی جو چیز دیکھیے اُس کی عجیب و غریب ترکیب اُس کے ظاہری اور باطنی حواس اور اعضاء کی ساخت ہر عضو کا ایک خاص فعل۔ اُس کے بناوٹ کے اختلافات۔ اُن کی باریکیاں اور پھر اُن کا بے شمار فوائد اور مصلحتوں پر مشتمل ہونا جو بالکل حکمت پر مبنی معلوم ہوتے ہیں۔ المختصر یہ سب ایسے امور ہیں جن سے عقل کو ایک حیرت سی ہو جاتی ہے۔ افہام حیران و پریشان رہ جاتے ہیں اور ہر عاقل کو یہ بات واضح طور پر معلوم ہونے لگتی ہے کہ اس عالم کا ضرور کوئی ایسا بنانے والا ہے جو اعلیٰ درجہ کا علم رکھنے والا مدبّر ذی حکمت اور صاحبِ قدرت ہے جو چاہتا ہے کر سکتا ہے اور جس چیز کا ارادہ کرتا ہے اُسے ایجاد کر دیتا ہے۔

اب میں چاہتا ہوں کہ اختصار کے ساتھ ان میں سے بعض چیزوں کا ذکر کروں جن پر کہ علم تشریح اور علم فزیالوجی جاننے والوں کو آگاہی ہوئی ہے جن کا کام یہ ہے کہ اعضاء حیوانات کی حقیقت اُن کی ساخت اُن کے افعال اور اُن کے فوائد و اغراض سے بحث کریں۔

پس میں کہتا ہوں کہ جب تمام حیوانات خصوصًا انسان کے حواس خمسہ پر نظر ڈالتے ہیں تو ہم دیکھتے ہیں کہ وہ مضبوطی اور استحکام کے اعلیٰ درجوں پر پہنچے ہوئے ہیں جس وضع پر کہ وہ موجود ہیں اُس کے اعتبار سے وہ سراسر حکمتوں اور کھلے کھلے فائدوں پر مشتمل معلوم ہوتے ہیں کسی طرح سمجھ میں نہیں آ سکتا کہ وہ اتفاقی طور پر یا علی وجہ الضرورت بن گئے ہوں بلکہ وہ اس امر کی شہادت دے رہے ہیں کہ جس نے حیوانات کو وہ حواس دیئے ہیں اُس نے اپنی مخلوقات پر بہت بڑا احسان کیا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بصر اور اُس کے طبقات و رطوبات وغیرہ کی تشریح اور روشنی کے خواص

چنانچہ بصر ایک قوت ہے جو آنکھ کے ایک مجوف پٹھے میں رکھی ہوئی ہے اور وہ دماغ سے جا کر مل گیا ہے تاکہ جو چیزیں دیکھی جائیں اُن کی صورت وہاں تک پہنچا دے اور پھر نفس ان کا ادراک کر لے۔ پھر آنکھ کو دیکھئے وہ اس بات کا آلہ ہے جس میں روشنی کے ذریعہ سے صورتیں مرتسم ہوں وہ تمام آلات بصری سے مضبوطی اور صحیح ہونے میں زیادہ مکمل ہے کیونکہ وہ غلطیاں جو تمام آلاتِ بصری میں واقع ہُوا کرتی ہیں اس میں نہایت ندرت اور مشکل سے واقع ہو سکتی ہیں۔ کسی چیز کے صاف طور پر دیکھ لئے جانے کا فیصلہ خود اسی سے ہو جاتا ہے وہ اُس ہڈی کے جوف میں رکھا ہوتا ہے جس کو حلقہ چشم کہتے ہیں۔ اُس کی ترکیب میں تین طبقے اور تین رطوبتیں شامل ہیں لیکن رباط اور رید اور شریان کی رگیں جھلی اور عضلے جن کی اُس کو ضرورت ہے وہ اُن کے علاوہ ہیں۔

اب طبقات کا حال سنئے پہلے کا نام صلبہ ہے وہ ایک لچک دار مضبوط اور دھندلا پردہ ہے جس کے آر پار روشنی نہیں جا سکتی اور نہ اس کے اُدھر کی کوئی چیز نظر آسکتی ہے۔ وہ باقی طبقوں اور ساری رطوبتوں پر اس لئے محیط ہوتا ہے تاکہ وہ محفوظ رہیں۔ اُن کی اوضاع اور ترتیب کے نظام کی حفاظت ہوتی رہے۔ ہاں اُس کے آگے کے حصہ میں ایک شفاف قطعہ ہُوا کرتا ہے جس کی شکل اس اعتبار سے کہ وہ باہر سے محدب اور اندر سے مقعر ہوتا ہے بالکل گھڑی کے شیشہ کی سی ہوتی ہے اور وہ اس پردہ میں اس طرح اُترا ہُوا ہوتا ہے جس طرح کہ گھڑی کا شیشہ پیتل کی چوڑی میں اُترا رہتا ہے۔ اس قطعہ کا نام قرنیہ ہے۔

دوسرے[۲] طبقہ کا نام مشیمیہ ہے وہ سیاہ رنگ کا مخمل کی طرح نرم پردہ ہوتا ہے، صلبہ اور شبکیہ کے بیچ میں رہتا ہے۔

تیسرا[۳] طبقہ شبکیہ کہلاتا ہے اُس کی ساخت آنکھ کے اُس پٹھے کے پھیل جانے سے حاصل ہوتی ہے جو کہ دماغ سے نکل کر آنکھ کے پچھلے حصّے سے اس میں داخل

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو جاتا ہے۔ اب رطوبتوں کو لیجئے۔ پہلی رطوبت کو رطوبت مائیہ کہتے ہیں وہ پتلی صاف اور شفاف ہوتی ہے اور قرینہ کے اُدھر ایک گڑھے میں بھری ہوئی ہوتی ہے اور اس گڑھے کو اِدھر اُدھر سے ایک پردہ گھیرے ہوئے ہوتا ہے جس کے بیچ میں ایک سوراخ پایا جاتا ہے اور اس پردہ کا نام قزحیہ ہے اُس کا رنگ سیاہ یا نیلگوں ہوتا ہے یا کسی اور طرح کا ہوتا ہے اور اس سوراخ کو عربی میں بوء بوء کہتے ہیں۔ دوسری کا نام رطوبت بلوریہ ہے وہ ایک لچک دار، چکنا اور مسور کی طرح دونوں طرف سے محدب جسم ہوتا ہے وہ کناروں کی بہ نسبت بیچ میں زیادہ کثیف ہوتا ہے اور قزحیہ کے اُدھر رکھا رہتا ہے۔

تیسری رطوبت کو رطوبت زجاجیہ کہتے ہیں وہ ایک انڈے کی سفیدی کی طرح شفاف اور لیسدار جسم ہوتا ہے اور آنکھ کے اندر رطوبت بلوریہ کے اُدھر جس قدر خالی جگہ بچتی ہے اُس کو بھرتا ہوا شبکیہ تک پہنچ جاتا ہے۔ پھر جس چیز کی وجہ سے دیکھی ہوئی چیزوں کی صورتیں آنکھ میں مرتسم ہوتی ہیں وہ روشنی ہے جو کہ اُن چیزوں پر جنہیں کہ ہم دیکھتے ہیں گرتی ہے اور اُن سے منعکس ہو کر آنکھوں کے اندر پہنچتی ہے۔ روشنی میں فطری طور پر چند قوانین پائے جاتے ہیں جن کی وجہ سے روشنی صورتوں کو لے جاتی ہے اور پھر انہیں مرتسم کر دیتی ہے لیکن خداوندی حکمت آنکھ کے ترتیب دینے میں مختلف تدبیروں سے کام نہ لیتی تو روشنی کے بعض قوانین کے مقتضا کے موافق ہم پورے طور سے نہ دیکھ سکتے اور دیکھی ہوئی چیزوں کی صورتیں آنکھ پر پھیل کے رہ جاتیں۔ بیان اس کا یہ ہے کہ روشنی جب کسی کثیف اور کھُردرے جسم پر گرتی ہے تو اُس سے منعکس ہو جاتی ہے اور اس کی صورت مقابل کی شے پر مرتسم کر دیتی ہے۔ خصوصاً جب کہ وہ مقابل کا جسم جلا کردہ بھی ہو لیکن روشنی جب خطوط مستقیمہ میں حرکت کر کے مقابل کے جسم تک پہنچتی ہے تو صورت کو اُس پر غیر واضح طور پر مرتسم کرتی ہے کیونکہ روشنی کی شعاعیں جس قدر دراز ہوتی جاتی ہیں اسی قدر وہ پھیلتی جاتی ہیں اور خطوط شعاعیہ میں اتنی ہی دوری بڑھتی جاتی ہے اس لئے مقابل کے جلا کردہ جسم پر اُس کی صورت کے واضح طور پر مرتسم کرنے کے لئے اس امر کی ضرورت ہے کہ خطوط شعاعیہ وہاں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تک پہنچنے کے وقت مجتمع رہیں۔ پھر یہ سمجھئے کہ یہ نوری خطوط اسی وقت مجتمع ہوتے ہیں جب کہ کسی مسور کی شکل کے شفاف جسم سے گزریں یعنی مسور کی طرح اس کی دونوں جانب محدب اور ابھری ہوئی ہوں یا ایک جانب محدب اور دوسرا برابر ہو۔ یا ایک جانب محدب اور دوسرا مقعر ہو۔ پھر ایسی شکلوں میں گزرنے کی وجہ سے جو ان خطوط میں اجتماع آجاتا ہے وہ زیادہ تر وسط میں پایا جاتا ہے۔

ان اشکال کے کناروں پر اس درجہ کا اجتماع موجود نہیں ہوتا خصوصاً جب کہ وسط کناروں سے زیادہ دبیز بھی ہو۔ اسی طرح یہ نوری خطوط اس وقت بھی مجتمع ہو جاتے ہیں جبکہ وہ کسی لطیف جسم میں سے گزرنے کے بعد کسی کثیف اور شفاف جسم پر سے گزریں اور یہ بات اُس وقت نہیں پائی جاتی جب کہ پہلے وہ کسی کثیف جسم سے گزر کر پھر ایسے جسم سے گزر جائیں کہ جس میں پہلے سے کسی قدر کم کثافت پائی جاتی ہو کیونکہ اس وقت یہ نوری خطوط پھیلنے لگتے ہیں اور باہم اُن میں دُوری آجاتی ہے پھر یہ دیکھئے کہ سیاہ رنگ کے علاوہ جتنے رنگ ہیں سب سے نور منعکس ہوتا ہے ہاں سیاہ رنگ سے نہیں ہوتا ہے کیونکہ وہ اس کو پی جاتا ہے اور جذب کر لیتا ہے اس لئے اُس سے انعکاس نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ وہ جسم جو سیاہ یا اُس کے قریب کوئی رنگ رکھتا ہو تو اُس کے آر پار نور نہیں جا سکتا ہے لیکن یہ سارے رنگ نور کو چُوستے اور اُس کو ہلکا کر دیتے ہیں جن میں سے سیاہ رنگ نور کے جذب کرنے اور چوس لینے میں سب سے بڑھا ہوُا ہے۔ پھر نوری خطوط کے مجتمع ہونے کے بعد واضح طور پر اُس وقت صورت مرتسم ہو سکتی ہے جبکہ وہ جسم جس پر صورت مرتسم ہوتی ہے اُس جسم سے کہ نور منعکس ہو رہا ہے یا جس کے اندر سے وہ نفوذ کر رہا ہے ایک خاص دوری پر واقع ہو۔

دیکھنے کی کیفیت کی تشریح

جب یہ جملہ امور قرار پا چکے اور آپ نے روشنی کے قوانین مذکورہ سے واقفیت حاصل کر لی تو اب آئیے ہم دیکھنے کی کیفیت کی تشریح بیان کریں۔ پس ہم کہتے ہیں کہ جب روشنی اُن چیزوں پر پڑتی ہے جو کہ نظر آتی ہیں تو اُن سے منعکس

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوتی ہے اور اُس کے خطوط آنکھوں میں جا کر طبقہ شبکیہ پر اُن کی صورتوں کو مرتسم کر دیتے ہیں اور وہ ان کو احساس کر کے دماغ تک پہنچا دیتا ہے لیکن شئے مرئی سے منعکس ہونے کی وجہ سے نوری خطوط مستقیم ہُوا کرتے ہیں پس اگر بغیر اجتماع کے اسی طرح پر شبکیہ تک پہنچتے تو ضرور وہاں پہنچنے کے وقت منتشر اور پھیلے ہوئے ہوتے اور واضح طور پر اُس کی صورت کو مرتسم نہ کر سکتے اس لئے خداوندی حکمت نے یہ انتظام کر رکھا ہے کہ نور آنکھوں میں داخل ہوتے وقت سب سے پہلے قرنیہ سے ملتا ہے اور اُس سے نفوذ کر کے آگے جاتا ہے اور چونکہ اس کا بیرونی رخ محدب اور اندرونی مقعر ہوتا ہے اس لئے نوری خطوط میں کسی قدر اجتماع حاصل ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد وہ نور رطوبت مائیہ سے نفوذ کرتا ہے اس میں بھی چونکہ کثافت پائی جاتی ہے اس لئے اس میں نفوذ کرتے وقت بھی نوری خطوط میں زیادہ اجتماع آجاتا ہے اور وہ باہم مل جاتے ہیں تاکہ صورت مرتسم کرنے کی اُن میں قابلیت آجائے۔ لیکن جب کہ طبقہ شبکیہ جس پر صورت مرتسم ہُوا کرتی ہے مقعر ہوتا ہے۔ پس وہ سارے خطوط جو رطوبت مائیہ سے گزرے ہیں اگر اسی قدر اجتماع کے ساتھ شبکیہ تک پہنچتے تو ضرور تھا کہ وہ اُس کے وسط اور دونوں جانب صورت کو مرتسم کرتے۔

پس اس وقت وہ پھیلی ہوئی اور منتشر ہوتی خصوصاً اس حالت میں جبکہ نور بکثرت ہوتا اور اپنی کثرت کی وجہ سے نگاہ میں چکا چوند ڈال دیتا۔ اس لئے باحکمت خدائے پاک نے اس بات کا انتظام کیا اور رطوبت مائیہ کے پیچھے پردہ قزحیہ کو رکھ دیا جس کے وسط میں حلقہ کے مثل ایک سوراخ پایا جاتا ہے جس کو عربی اصطلاح میں بُوبُو کہتے ہیں اور اُس کے وسیع اور تنگ ہونے کو ان عضلات کے سبب سے جن کے ساتھ یہ پردہ لگا ہُوا ہے دیکھنے والے کے ارادہ کے تحت میں کر دیا ہے تاکہ دیکھنے والا اُس نور میں سے جو کہ رطوبت مائیہ سے نفوذ کرتا ہے جس مقدار کی ضرورت ہو داخل کر سکے چنانچہ جب نور کم ہو تو اُسے وسیع کر لے اور پھیلا لے تاکہ کافی مقدار نور کی داخل ہو سکے اور جب نور بکثرت پایا جائے تو وہ اُسے تنگ کر لے تاکہ صورت پراگندہ نہ ہونے پائے پھر اطراف

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرنیہ کا رنگ کبھی سیاہ ہوتا ہے کبھی نیلگوں کبھی سیاہ مائل بسرخی یا اس کے علاوہ بہرحال وہ ایسا ہوا کرتا ہے جو نور کے نافذ ہونے کو روکے اور اس کو جذب کر کے خفیف بنا دے تاکہ وہ نوری خطوط جو بُوبُو کے گرد اطراف قرنیہ پر واقع ہوں وہ نفوذ نہ کر سکیں کیونکہ اگر وہ اطراف شبکیہ تک پہنچ جائیں گے تو صورت پریشان ہو جائے گی جیسا کہ ہم کہہ چکے ہیں۔ پھر یہ خطوط رطوبت بلوریہ میں سے جس کی دونوں جانب محدب ہوتی ہیں نفوذ کرتے ہیں اس کی وجہ سے بھی اُن میں پہلے سے اور زیادہ اجتماع آجاتا ہے خصوصاً وسط میں۔ کیونکہ بلوریہ کا وسط اُس کے اطراف سے زیادہ کثیف ہوتا ہے اور ذی حکمت اور خبیر خدا نے اس بلوریہ کو بھی دیکھنے والے کے ارادہ کے تابع بنایا ہے تاکہ اُس کے تحدب یعنی اُبھار کو بڑھا گھٹا سکے۔ کیونکہ قاعدہ ہے کہ جس جسم سے کہ یہ خطوط نفوذ کرتے ہیں اُس کا تحدب جس قدر بڑھتا جاتا ہے اُسی قدر ان نوری خطوط میں اجتماع آتا جاتا ہے اور جتنی کہ اُس کے تحدب میں کمی ہوتی جاتی ہے اُتنی ہی اُن کے اجتماع میں بھی کمی واقع ہوتی جاتی ہے۔

پس دیکھنے والے کو جس قدر ضرورت پڑتی ہے اُتنا ہی اس میں تصرف کر لیتا ہے کبھی اُس کے تحدب کو بڑھا لیتا ہے کبھی کم کر لیتا ہے اس کے بعد یہ خطوط رطوبت زجاجیہ میں سے ہو کر گزرتے ہیں اس کی وجہ سے اُن میں اتنا زیادہ اجتماع آجاتا ہے جو کہ صورت کے واضح طور پر مرتسم کرنے کے لئے کافی ووافی ہے اور اس رطوبت کی دبازت کی مقدار اُس مسافت کے لئے جن میں کہ نور قرنیہ میں داخل ہونے اور اُس سے اور اُس کے بعد والی رطوبت وغیرہ سے لے کر شبکیہ تک پہنچنے کے وقت تک محتد ہوتا ہے بالکل کافی ہوتی ہے۔ پھر جب یہ خطوط ان اجتماعات کے بعد شبکیہ تک پہنچتے ہیں اور اس پر صورت کو مرتسم کرتے ہیں تو باعث اس کی شفافیت کے اُس میں سے ان خطوں کی ایک مقدار نفوذ کر کے صلبیہ پر جا کر واقع ہوتی ہے اور اس غرض سے کہ وہ خطوط اُس سے منعکس ہو کر کہیں اُن شعاعوں سے متصادم نہ ہو جائیں جو کہ باہر سے آرہی ہیں اور اس طرح پر صورت پراگندہ ہو جائے۔ خدائے حکیم نے جس کی قدرت بہت بڑی ہے صلبیہ کے اندر کا رنگ سیاہ بنایا ہے تاکہ شبکیہ کے اندر سے نفوذ کرنے والے خطوں کی اس مقدار کو

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ جذب کرے اور انہیں منعکس نہ ہونے دے۔ پھر ان وسائط و وسائل کا متعدد ہونا جنہوں نے کہ اپنے کثیف ہونے اپنی شکل کے محدب ہونے۔ شبکیہ اور اس جسم کے درمیان کی مسافت معین کرنے جس میں سے کہ نور نفوذ کرتا ہے اور شعاعوں کے گزرنے کے راستہ کو کشادہ اور تنگ کرنے پر اور نیز تحدب کے زیادہ اور کم کرنے پر ارادہ کے مسلط ہونے کے سبب سے نوری خطوط کو رفتہ رفتہ اجتماع کے ایسے درجہ پر پہنچا دیا جو کہ صورت کے واضح طور پر مرتسم کرنے کے لئے بالکل کافی ہو اور اس کے ساتھ ہی یہ بھی ہوا کہ بذریعہ مختلف رنگوں کے پراگندگی بھی نہیں ہونے پائی اور یہ سب کچھ ایک نہایت عظیم حکمت پر مبنی ہے۔ چنانچہ بعض لوگ اس کے قائل بھی ہیں اور وہ حکمت یہ ہے کہ نور جب کسی محدب اور شفاف جسم سے نفوذ کرتا ہے تو وہ اپنے مختلف رنگوں میں جو کہ فن طبعیات میں مشہور ہیں منحل ہو جاتا ہے اور وہ قوس قزح کے رنگ ہیں۔ پس وہ صورت جس کو کہ نور محدب جسم کے اندر سے نفوذ کر کے لے جاتا ہے انہیں رنگوں میں رنگی ہوئی معلوم ہونے لگتی ہے اس کو خطاء لونی یعنی رنگ کی غلطی کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔

دیکھنے میں خطاء لونی کیونکر اُٹھ گئی ۱۲

آلات بصری کے صناع پہلے جسم کے ساتھ ایک شفاف اور محدب جسم کو ملا کر کہ جو نور کو پہلے جسم کے خلاف منحل کر دیتا ہے اس غلطی کو رفع کر دیتے ہیں چنانچہ اس طرح پر وہ نور اپنے سفید رنگ کی طرف لوٹ آتا ہے اور صورت کو بغیر رنگے ہوئے پہنچا دیتا ہے اور خطاء لونی اُٹھ جاتی ہے۔ پس اُن بعض لوگوں کے قول کی بنا پر اس بات میں کہ وسائط و وسائل مذکورہ متعدد بنائے گئے ہیں اور ایک چیز پر اکتفا نہیں کیا گیا جو کہ نوری شعاعوں کو دفعتاً مجتمع کر دیتی۔ منجملہ باری تعالےٰ کی اور حکمتوں کے ایک یہ بھی حکمت ہے کہ یہ خطاء لونی اُٹھ جائے۔

پس جب نور مثلاً قرینہ سے نافذ ہوا اور اپنے مختلف رنگوں میں منحل ہو گیا تو باقی اور وسائط یعنی رطوبت مائیہ بلوریہ۔ اور زجاجیہ جو کہ نوری خطوط کو مجتمع کرتے ہیں قرینہ کے خلاف اُس کو اُس کے ہی رنگ کی طرف منحل کر دیتے ہیں اس طرح

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر کہ وہ پھر اصلی رنگ کی طرف لوٹ جاتا ہے اور جو چیز سفید ہوتی ہے وہ سفید ہی نظر آتی ہے اور یہ غلطی اُٹھ جاتی ہے ایسا ہی بعض لوگ خیال کرتے ہیں اور یہ صحت کے قریب بھی معلوم ہوتا ہے۔

روشنی کے خواص کے موافق ہم کو چیزیں اُلٹی نظر آنی چاہئیں

اَب مَیں کہتا ہوں کہ حکماء اس بات کے قائل ہیں کہ ان اجتماعات کا جو کہ نوری خطوط میں بذریعہ وسائط مذکورہ یعنی قرینہ مائیہ، بلوریہ اور زجاجیہ کے حاصل ہوتے ہیں یہ مقتضا ہے کہ شعاعیں شبکیہ تک اس وقت تک پہنچیں جب کہ اُن میں تقاطع ہو چکے اور جو شئے کہ نظر آتی ہے اُس کے اُوپر کی جانب سے جو شعاعیں منعکس ہوتی ہیں وہ شبکیہ کے نیچے کے کنارہ پر واقع ہوں اور جو شعاعیں اس کے نیچے کے کنارہ سے منعکس ہوں وہ شبکیہ کے اوپر کے کنارہ پر پڑیں اور اس وقت جو شئے نظر آئے گی اُس کی صورت الٹی ہوگی۔ لوگ اس کی وجہ بیان کرنے میں بڑے چکرائے ہیں کہ باوجودیکہ شبکیہ میں صورت الٹی مرتسم ہوتی ہے لیکن پھر بھی جو چیز ہم کو نظر آتی ہے اُس کی صورت سیدھی ہی معلوم ہوتی ہے اور جتنی وجہیں کہ لوگوں نے بیان کی ہیں اُن سب میں مشہور وجہ یہ ہے کہ عقل کو تمام چیزوں کے سیدھے ہی دیکھنے کی عادت ہو گئی ہے کیونکہ جتنی چیزیں نظر آتی ہیں اس الٹے ہونے میں سب کی سب یکساں ہیں اور اس وجہ کے بیان کرنے میں جو تقریر انہوں نے کی وہ بالکل لچر ہے۔

اشیاء کے سیدھے نظر آنے کی قرینِ قیاس وجہ

میرے خیال میں جو اس کی وجہ آئی ہے وہ یہ ہے کہ نوری شعاعیں ہوا سے ہو کر قرینہ مائیہ، بلوریہ میں سے جو کہ وسط میں شدت کے ساتھ دبیز ہیں نفوذ کرنے کے بعد صورت کے واضح طور پر مرتسم کرنے کے لئے متقاطع ہونے سے پہلے ہی کافی طور پر مجتمع ہو جاتی ہیں۔ پھر جب زجاجیہ سے نفوذ کرتی ہیں تو شاید اس وجہ سے کہ وہ بلوریہ سے کسی قدر کم دبیز ہے تو یہ شعاعیں اُس مسافت میں جس میں کہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انہیں زجاجیہ کے اندر چلنا پڑتا ہے پھیلنے لگتی ہیں۔ جیسا کہ پیشتر بیان ہو چکا ہے کہ نور جب کسی لطیف جسم سے گزرنے کے بعد کسی دوسرے جسم سے جو کہ اُس سے زیادہ لطیف ہو نفوذ کرتا ہے تو اُس کی شعاعیں پھیل جاتی ہیں یہاں تک کہ وہ اسی طرح شبکیہ تک جا پہنچتی ہیں۔ پس اُس پر سیدھی صورت مرتسم کر دیتی ہیں اس لئے کہ وہ شبکیہ تک اُسی کیفیت کے ساتھ پہنچتی ہیں جس پر کہ وہ قرینہ میں پہلے پہل داخل ہونے کے وقت تھیں یعنی جو چیز نظر آتی ہے اُس کے اُوپر کی جانب جو شعاعیں منعکس ہوئی تھیں وہ شبکیہ کے بھی اوپر کے کنارہ پر واقع ہوتی ہیں اور جو اس کے نیچے کی جانب سے منعکس ہوتی ہیں وہ شبکیہ کے نیچے کے کنارہ پر پڑتی ہیں اور چونکہ شعاعوں میں تقاطع نہیں واقع ہُوا اس لئے ضروری ہے کہ اس وقت شبکیہ پر سیدھی ہی صورت مرتسم ہو۔

مَیں احتمالی طور پر ایسا خیال کرتا ہوں اور اس طرح پر اعتراض بھی اُٹھ جاتا ہے اور خارجیہ کا فائدہ بھی معلوم ہوتا ہے جو کہ اس سے پہلے کسی کے خیال میں بھی نہ آیا ہوگا اور یہ جو کہا جاتا ہے کہ بعض لوگوں نے آنکھ کے پچھلے حصّہ کو چیر کر کے دیکھا تو شبکیہ پر الٹی ہوئی صورت مرتسم پائی گئی۔ یہ ایسی بات ہے کہ جس کا صحیح ہونا میرے نزدیک اب تک محقق نہیں ہُوا اور اگر یہ امر میرے نزدیک پایۂ ثبوت کو پہنچ گیا تو اس وقت مَیں اُس میں گفتگو کر لوں گا۔

پس یہیں تک دیکھنے کی کیفیت سے بحث کرنے والوں کی رسائی ہوئی ہے اور اس میں انتہائی مرتبہ یہ ہے کہ وہ لوگ نظر آنے والی چیزوں کی صورت کا شبکیہ تک مرتسم ہونا دریافت کر سکے اور یہاں تک انہوں نے بحث کو پہنچا دیا اور پھر اس بات کے قائل ہو گئے کہ وہ شبکیہ صورتوں کو دماغ تک پہنچا دیتا ہے۔ لیکن رہی یہ بات کہ نفس ان صورتوں کا کیونکر ادراک کرتا ہے یا ان لوگوں کی رائے کے موافق جو نفس کے منکر ہیں عقل یا دماغ کو ان صورتوں کا کس طرح پر ادراک ہو جاتا ہے اس امر کی نسبت ہمیں اُن کی جانب سے کوئی شافی کلام نہیں ملا بلکہ ہم نے اہل سائنس میں سے بتھیروں کو دیکھا ہے کہ جب اس کی حقیقت کی تحقیق میں گفتگو کی گئی ہے تو وہ متحیر ہو کر رہ گئے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آنکھ اور دیکھنے کی کیفیت سے خدا پر استدلال اور یہ کہ دماغ کے ادراک کرنے کی حقیقت کے بیان کرنے سے اہل سائنس عاجز ہیں اور مادہ یا اس کی اضطراری حرکت کا انتظام رؤیت کے لئے محض ناکافی ہونا

پس جب ہم آنکھ کی ترکیبات عجیبہ اور تدابیر مختلفہ میں جن کی وجہ سے اس کی بینائی اور بصارت کی تکمیل ہوتی ہے غور کریں تو کیا ادنیٰ سے ادنیٰ عقل کے لئے بھی اس بات کے یقین کر لینے کی کوئی گنجائش نکل سکتی ہے کہ آنکھ کی ایسی عجیب و غریب ساخت بغیر ارادہ اور بلا کسی حکمت اور تدبیر کے خود بخود ہو گئی ہے یا محض ضرورت اس کو مقتضی ہو گئی اور اتفاق نے اس کو ایجاد کر دیا اور انتخاب طبعی نے اس کو ضائع اور ہلاک ہونے سے روک رکھا؟ ہرگز نہیں۔ اس بات کو کوئی ذی عقل تسلیم نہیں کر سکتا ہاں جن کی عقل کمزور ہو وہ جو چاہیں یقین کر لیں اور میرا تو یہ خیال ہے کہ جو شخص ذرا بھی غور کرنے کی قابلیت رکھتا ہو گا اور اسے کچھ بھی سمجھ ہو گی تو وہ آنکھ کی اس عجیب و غریب ساخت کو دریافت کرنے کے وقت ضرور اسی بات کا یقین کرے گا کہ بے شک اس کا بنانے والا کوئی ذی ارادہ۔ صاحب علم و حکمت اور بہت ہی بڑا مدبر ہے جو کہ استحکام اور مضبوطی کا پورا انتظام کر سکتا ہے اور وہ خدا ہے۔ اس کے منکر جن بے ہودہ باتوں کے قائل ہیں اُن سے بالکل منزہ اور مبرا ہے اور پھر ہم اگر اس امر کی طرف نظر ڈالیں کہ باوجودیکہ آنکھ کا قطر ایک قیراط سے بھی کم ہے لیکن پھر بھی اُس کے شبکیہ پر اتنی بڑی زمین کی صورت سخت و نرم زمین، پہاڑوں، وادیوں، چٹانوں، دریاؤں، درختوں، مکانات اور حیوانات کی جملہ اقسام کے ساتھ مرتسم ہو جاتی ہے۔ پس گویا شبکیہ ایک دریا کا کنارہ ٹھہرا جس کی طرف نوری موجیں چاروں طرف سے چلی آتی ہیں اور کروڑوں کے کروڑوں ہی اُس کے پاس آکر ٹوٹتے جاتے ہیں اور اپنا اپنا نقش بناتے جاتے ہیں تو اس صورت کی باریکی کے سمجھنے میں جو کہ شبکیہ پر مرتسم ہوتی ہے ہماری عقلیں چکرا جاتی ہیں اور خوبی یہ کہ باوجود اس کے حجم کے اس قدر چھوٹے ہونے کے بھی اتنی بڑی زمین اور اُن تمام اشیاء کے ساتھ جو اس میں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پائی جاتی ہیں پوری مشابہت موجود ہے حتیٰ کہ ذرا سی شئے بھی اُس میں سے چھوٹنے نہیں پائی۔ اب اس موقع پر سمجھیے کہ اُس کی کتنی بڑی قدرت ہے جس نے کہ اُس کو ایجاد کیا اور اپنی حکمت سے اُس کی تدبیر کی۔ بے شک اُس خدا کی بہت بڑی شان ہے اور وہ تمام نقائص سے بالکل مبرا ہے اور جب ہم آنکھ کی تشریح کی طرف متوجہ ہوں اور اُن کے عضلات و اعصاب کو دیکھیں جو کہ اپنا اپنا کام کرتے ہیں اور اُس کی شریانیں اور وریدوں سے واقف ہوں جن سے کہ اس کی پرورش ہوتی ہے اور اس کے علاوہ رباطات اور رطوبات وغیرہ سے آگاہی حاصل کریں تو ان سب سے ہمارا تعجب اور ہماری حیرت اور بڑھ جاتی ہے۔ پھر جب ہم آنکھ کے بارے تک پہنچتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ باری تعالےٰ نے آنکھ کی حفاظت اور اُس شئے کام کے بآسانی انجام پانے کے لئے جو تدبیریں کی ہیں وہ نہایت ہی مضبوط اور اعلیٰ درجہ کی صناعی پر مبنی ہیں۔

مژگاں اور ابرو سے کیا فائدہ ہے؟

بیان اس کا یہ ہے کہ آنکھ جب کہ لطیف شئے تھی اور خارجی اجسام سے اگرچہ وہ چھوٹے ہی کیوں نہ ہوں اس کو صدمہ پہنچ جانے کا بہت اندیشہ تھا اس لئے اس کے بنانے والے نے سوائے اُس جہت کے جدھر سے کہ اس میں صورت کے مرتسم کرنے کے لئے نور داخل ہوتا ہے اور تمام اطراف سے محفوظ رکھنے کے لئے اُس کو استخوانی حلقہ کے اندر رکھ دیا ہے اور اُس کا پہلا طبقہ جسے کہ صلبہ کہتے ہیں مع قرینہ کے لوچدار بنایا ہے تاکہ صدمات خارجیہ کا تھوڑا بہت مقابلہ کرنے کے قابل ہو سکے۔ علاوہ بریں اس کو پپوٹوں سے بھی چھپا دیا ہے تاکہ وہ تمام اوقات خصوصاً سونے کے وقت محفوظ رہ سکے اور اُس سے زینت بھی حاصل ہو۔ پھر پپوٹوں کے کنارے پر اُس نے مژگان کو اُگا دیا ہے اور وہ سیاہ رنگ کے کسی قدر دبیز لوچدار اور کھڑے ہوئے بال ہوتے ہیں جن میں سے اوپر والے ذرا اوپر کی طرف مائل ہوتے ہیں اور نیچے والے نیچے کی جانب کو اور اُن کے رنگ سیاہ ہونے میں یہ حکمت ہے کہ وہ اُس نور میں سے جو کہ باہر سے آنکھ پر آکر پڑتا ہے کسی قدر چوس لیں خصوصاً

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جبکہ نور میں زیادہ قوت بھی پائی جائے دونوں بھنوئیں دونوں آنکھوں کے اُوپر سیاہ یا اُس کے مشابہ رنگ کی بغرض زینت رکھی گئی ہیں اور نیز اس لئے کہ جو نور باہر سے آنکھ پر آکر پڑے اس میں سے کسی قدر چُوس لیں چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ جس کی بھوؤں اور مژگان کے بالوں کا رنگ سفید ہوتا ہے اُس کی آنکھ چوندھیا جاتی ہے اور وہ اپنی آنکھوں کو ذرا بند کرکے دیکھتا ہے۔

رہی یہ بات کہ نور کی مقدار کے کم کرنے اور ہلکا کرنے کا کام صرف سوراخ قزحیہ کے تنگ رکھنے ہی سے کیوں نہیں لیا گیا تو اس کی یہ وجہ ہے کہ اگر وہ ہمیشہ تنگ ہی رہتا تو ضرور دونوں آنکھیں ہمیشہ چندھی رہا کرتیں اور دیکھنے میں بھی بدنما معلوم ہوتیں اور پلک کے بالوں کے دبیز اور باوجود لوچدار ہونے کے قائم رکھے جانے میں یہ حکمت ہے کہ وہ چھوٹے چھوٹے اجسام کا جو آنکھ پر گریں مقابلہ کرسکیں کیونکہ مثلاً آنکھ پر جب کوئی مٹی کا ریزہ گرتا ہے تو اکثر وہ مژگاں پر واقع ہوتا ہے اور وہ بال جو کہ تیروں کے مثل بلند رہتے ہیں اُس کو اندر جانے سے روکتے ہیں بلکہ اپنی لچک سے اُس کو دُور پھینک دیتے ہیں۔ اب یہ امر کہ اُوپر کی پلکوں کے بال اُوپر کی طرف اور نیچے کی پلکوں کے نیچے کی طرف کیوں مائل رکھے گئے؟ اس کی یہ وجہ ہے کہ تاکہ جب پلکوں کا کھولنا منظور ہو تو آسانی سے کھل سکیں۔ کیونکہ بالفرض اگر مژگاں کے بال بالکل سیدھے ہوتے تو پلکوں کے بند کرنے کے وقت ایک دوسرے پر منطبق ہو جایا کرتے اور آنسو کی تری سے چپٹ کر رہ جاتے تو پھر اُن کے جُدا ہونے میں بڑی دقت پڑتی اور اگر کہیں وہ اس طرح پر قائم ہوتے کہ اوپر اور نیچے کے پلکوں کے بال ایک دوسرے میں داخل ہو جایا کرتے تب تو آنسوؤں کی رطوبت سے چمٹ جانے کی وجہ سے اُن کے جُدا کرنے میں اور بھی زیادہ دقت پڑا کرتی۔ علاوہ بریں اس طرح پر ہونے سے وہ نور کے طریق میں حائل ہو جاتے ہیں شبکیہ تک اُن کی بھی صورت منتقل ہوتی اور اس لئے جو چیزیں نظر آتیں اُن کی صورتوں میں پراگندگی واقع ہو جاتی۔

پس اُن دونوں کا اس طرح پر ہونا کہ کسی قدر اُوپر اور نیچے کی جانب اُن میں میلان پایا جاتا ہو عین حکمت اور غایت درجہ استحکام پر مبنی ہے اس کے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سوا اور کوئی صورت مناسب ہی نہیں ہو سکتی۔ ان سب فوائد سے اگر قطع نظر بھی کیا جائے تو مژگاں سے زینت حاصل ہونا ایک ایسا امر ہے کہ جس سے کسی کو انکار نہیں ہو سکتا۔ ہاں کسی کو ذوقِ سلیم ہی نصیب نہ ہو تو بات ہی دوسری ہے۔

پھر جب آنکھ سے غبار نہ تو حلقۂ چشم کی وجہ سے دفع ہو سکتا تھا اور نہ پپوٹوں ہی سے کیونکہ دیکھنے کے وقت اُن کے کھولنے کی ضرورت پڑتی ہے اور نہ مژگاں ہی اس کی دافع ہو سکتی تھیں اور غبار پڑنے کی وجہ سے قرنیہ کی شفافیت میں فتور پڑتا تھا اور جو غرض اُس کے شفاف رکھنے سے ہے وہ باطل ہوئی جاتی تھی علاوہ بریں آنکھ میں غبار کے جم جانے سے اُس کا ضرر بھی متصور تھا اسلئے خدائے حکیم نے اُس کے صاف کرنے کا یہ انتظام کر رکھا ہے کہ آنسو کی گلٹیوں سے جو کہ پلکوں کے اندر آنکھ کے ڈھیلے کے چاروں طرف پائی جاتی ہیں کسی قدر آنسو نکلا کرے اور اُس کی وجہ سے آنکھ میں تراوٹ باقی رہے اور پلکوں کو کھلنے اور بند ہونے کے اعتبار سے تو خدا نے ایسا سریع بنایا ہے کہ اُن کی سرعت ضرب المثل ہو رہی ہے اور اس سے غرض یہ ہے کہ دیکھنے میں حرج واقع نہ ہوا اور پراگندگی نہ آنے پائے۔ پس آنسو تو اس غبار کو جو پتلی پر واقع ہوتا ہے دھو دیتا ہے اور پلکیں اپنی حرکت سے اُس کو صاف کرتی ہیں اور غبار آلود آنسو کو دفع کر دیتی ہیں۔ پھر یہ آنسو جو کہ غبار سے مل کر میلا ہو گیا ہے اُس کا آنکھ سے کسی مناسب طریقہ سے نکلنا بھی ضروری ہے۔ پس اگر وہ پلکوں کے باہر نکل کر گالوں پر بہا کرتا تو چہرہ نہایت بدنما معلوم ہوتا اور گویا کہ چہرے پر دو گندے نالے ہر وقت بہا کرتے اس لئے خدائے حکیم نے ایسے گرد آمیز آنسوؤں کے پتلی سے دُور کرنے کے لئے یہ انتظام کیا کہ اُس نے اندر سے پلکوں کے کنارے اس ڈھب سے بنائے ہیں جن سے یہ آنسو اس گوشۂ چشم کی طرف جو ناک سے ملا ہوا ہے بآسانی بہہ سکیں۔ پھر اس نے اس مقام پر ذرا اوپر کو سوراخ بنایا ہے جو کہ ناک کے اندر آر پار واقع ہے اُس کو قنات دمعیہ یا آنسو کے بہنے کی نالی کہتے ہیں۔ یہ آنسو اس کی راہ سے ہو کر ناک کے اندر پہنچتے ہیں اور اس کی رطوبت سے مل کر وہاں جم جاتے ہیں پھر حیوانات اس کو ناک چھنک کر یا کسی اور طریقہ سے نکال ڈالتے ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قنات دمعیہ کے بننے کے لئے مادہ کی غیر ارادی حرکت وغیرہ کافی نہیں اور پھر قدرتِ خدا تعالیٰ پر استدلال

اب میں کہتا ہوں ان ساری تدابیر سے اگر قطع نظر بھی کی جائے تو فقط قنات دمعیہ یعنی آنسو کے بہنے کی نالی ایک ایسی چیز ہے جس کی نسبت میری عقل تو اس امر کو کسی طرح نہیں تسلیم کر سکتی کہ یہ اتفاقی طور پر یا علی وجہ الضرورت بن گئی ہو۔ بھلا کوئی بتلائے تو سہی کہ کون سی ضرورت اس کو مقتضی ہو گئی تھی۔ اس موقع پر بلبیاختہ زبان سے نکلتا ہے کہ وہ ذی حکمت اور پوری واقفیت رکھنے والا خدا نہایت منزہ ہے جس کی قدرت کے یہ سارے کارخانے نظر آتے ہیں۔

بینائی کے اجمالی طور پر منافع

اگر ہم ان منافع کی طرف نظر ڈالیں جو حیوان کو آنکھ سے حاصل ہوتے ہیں مثلاً یہ کہ وہ اُس کے ذریعے سے اپنے معاش کے طریقے دریافت کرتا ہے خوفناک چیزوں سے نجات پاتا ہے خوش آئند چیزوں کو دیکھتا ہے۔ اُس کے ذریعہ سے اُس کو لاکھوں میل کی دوری کی چیزیں ایسی معلوم ہوتی ہیں جیسے کہ قریب کی اور ایسے ہی اور فوائد کو سمجھ لیجئے۔

پس ان سب باتوں سے ہمیں یقین ہو جاتا ہے کہ جس نے آنکھ عنایت کی ہے اُس نے بہت ہی بڑا احسان کیا ہے اور بہت کچھ بخش دیا اور اپنی مخلوقات کے ساتھ اعلیٰ درجہ کے سلوک سے پیش آیا ہے۔ وہ نہایت ہی مقدس، ذی شان اور بڑی قدرت والا ہے۔

پھر محمد صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے پیرو جب ان اوضاع اور ان قوانینِ قدرت کے ساتھ نظر آنے کی کیفیت کے انتظام کو دیکھتے ہیں تو وہ یہ کہتے ہیں اور اسی بات کا انہیں یقین ہوتا ہے کہ نظر آنا تو محض خدا کے پیدا کرنے سے ہُوا کرتا ہے۔

٭

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محض خدا کی رویت پیدا کرنے سے ہمیں نظر آتا ہے اور بصر کے متعلق تمام قوانین قدرت عادی شرائط ہیں کوئی قانون مؤثر بالذات نہیں اور اس کے ثبوت میں امریکہ کے واقعہ کا ذکر

ہاں یہ اوضاع اور یہ قوانین قدرت جن پر کہ دکھلائی دینا مشروط سمجھا جاتا ہے وہ عادی شروط ہیں۔ یعنی خدا نے یہ اپنی عادت جاری کر رکھی ہے کہ اُن شرطوں کے پائے جانے کے وقت وہ نظر کو پیدا کر دیتا ہے جس کی وجہ سے چیزیں دکھلائی دینے لگتی ہیں اور اگر وہ اُس کو بغیر ان شرطوں کے پیدا کرنا چاہے تو بھی پیدا کر سکتا ہے جیسا کہ وہ اس بات پر قادر ہے کہ باوجود ان ساری شرطوں کے پائے جانے اور موانع کے مرتفع ہونے کے بھی اگر وہ اس کا پیدا کرنا نہ چاہے تو ہرگز اُس کا وجود نہ ہو اور کوئی چیز بھی نظر نہ آئے اور اس امر کی ان کے پاس بہت سی قاطع اور یقینی دلیلیں موجود ہیں جو کہ اُن کی کتابوں میں مذکور ہیں اور جن کا اس موقع پر ذکر کرنا طوالت سے خالی نہیں اور خدائے عالم کے صفات کے ثابت کرنے کے مقام پر پیشتر ہمارا بیان گزر چکا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ عالم میں کوئی اثر بغیر خدائے پاک کے پیدا کرنے اور ایجاد کرنے کے ہرگز نہیں پایا جا سکتا اور ظاہر ہے کہ نظر آنا بھی منجملہ آثار کے ہے تو اس کی بھی یہی حالت ہونا چاہیئے اور اے اہل سائنس! اور اے مادہ کے قدیم ماننے والو! تمہارے طرز استدلال کے موافق وہ دلیل جو اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ یہ ساری شرطیں عادی ہیں اور یہ کہ نظر آنے کی تمام شرائط کی اصل اصول اور سب سے قوی شرط یعنی روشنی کے معدوم ہونے کی حالت میں بھی نظر آنا ممکن ہے۔ وہ مشہور واقعہ ہے جو تمہارے نزدیک پایۂ ثبوت کو پہنچا ہوا ہے اور جس کو کہ بڑے بڑے فلاسفروں کی جماعت کثیر نے ذکر کیا ہے چنانچہ اس زمانہ کے مصنفوں میں سے بھی بعض بعض نے اُس کو نقل کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ امریکہ میں ایک جوان عورت کو کوئی مرض ہو گیا تھا جس کی وجہ سے وہ سوتے میں جاگنے والوں کی طرح سے کام کیا کرتی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھی۔ اٹھتی تھی اور باتیں کرتی رہتی تھی۔ پھر جب رفتہ رفتہ مرض کی یہاں تک شدت پہنچی کہ دن ورات وہ اُس میں مبتلا رہا کرتی تھی جب مرض کا اُس کو دورہ ہوتا تھا تو اُس کی آنکھ عجب قسم کی ہوجاتی تھی کہ اُس سے عجیب تر کبھی دیکھنے میں نہیں آئی۔ اُس وقت وہ بڑی شدید تاریکی میں نہایت ہی باریک حرفوں کو پڑھ لیتی تھی اور خوبی یہ کہ اُس کی دونوں آنکھیں اس حالت میں بند رہا کرتی تھیں۔

یہ واقعہ پیروانِ محمد صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے اس اعتقاد کا بالکل مؤید ہے کہ نظر آنا محض خدا کے پیدا کرنے ہی سے ہُوا کرتا ہے جیسا کہ دیگر احساسات کا بھی یہی حال ہے اور نظر آنے یا کسی دوسرے احساس کے لئے جتنی شرطیں کہ مقرر ہیں وہ سب عادی ہیں جیسا کہ ہم اس کا ذکر کر چکے ہیں اور اگر ہم سننے، سونگھنے چکھنے اور چھُو کر دریافت کرنے کے اعضاء سے بحث کرنے والوں کے تمام بیانات اس موقع پر ذکر کریں اور اُن عجیب وغریب تراکیب و انتظامات کو جو قوانینِ قدرت کے موافق ہر ایک کے مکمل ہونے کے لئے کئے گئے ہیں بیان کریں اور اُن کے ذریعے سے ادراک کرنے کی کیفیت سے بحث کریں اور یہ دکھائیں کہ اُن حواس سے حیوان کو کیا منافع حاصل ہوتے ہیں اور یہ کہ ہر ایک کو اُتنے ہی حواس دیئے گئے ہیں جن سے کہ اُسے اپنے محفوظ رہنے اور اپنی زندگی کے ضروریات دریافت کرنے کے لئے ضرورت پڑتی ہے تو ہمیں صاف طور پر یہ معلوم ہونے لگے گا کہ مصنوعات میں کس کا مرتبہ بڑھا ہُوا ہے اور بلا تامل خلوصِ قلب سے ہم اس امر کی شہادت دینے لگیں کہ جس نے یہ حواس عنایت کئے ہیں وہ بے شک پوری قدرت، نہایت وسیع علم اور اعلےٰ درجے کی حکمت والا ہے۔ اُس کی عطیات بکثرت ہیں اور اُس کی نسبت جو کچھ ناواقف کہا کرتے ہیں وہ ان تمام خرافات سے بالکل مُبّرا اور منزہ ہے۔

لیکن مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ان سب مباحث کے ذکر کرنے سے کلام میں نہایت طوالت آجائے گی اور عجب نہیں کہ ناظرین اُکتا جائیں اور اصل مقصود ہاتھ سے جاتا رہے۔ اس لئے میں اپنے قلم کو روکتا ہوں نمونہ کے طور پر میں نے کچھ بیان کر ہی دیا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جسم حیوانی جن اعضاء پر مشتمل ہے اور جو اُن کے افعال ہیں اُن کا اجمالی بیان اور خدا کی حکمت کا اظہار

اگر ہم ساخت انسانی اور اُس کے بدن کے باقی اعضاء پر کریں اور اُن میں سے ہر ایک کے کام کو دیکھیں اور جتنی چیزیں کہ حیوانی بدن میں پائی جاتی ہیں خواہ وہ بہنے والی ہوں خواہ بستہ ہوں اور اُن کے منافع کو لحاظ کریں تو ہمیں یہ امر کھلی آنکھوں سے نظر آنے لگے گا کہ ان سب چیزوں کے لئے ضرور کوئی ذی حکمت منتظم اور اعلیٰ درجہ کا علم رکھنے والا خالق ہے۔ اب مجھے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ان چیزوں میں سے بعض کو اشارۃً ذکر کر دوں۔

پس میں کہتا ہوں کہ کیا دیکھنے والوں کی سمجھ میں کچھ نہیں آتا اور کیا بحث کرنے والے غور و فکر سے ذرا بھی کام نہیں لیتے اور اُنہیں عالم کے پیدا کرنے والے کے وجود کا یقین نہیں ہوتا۔ جب وہ اُن چیزوں کو جو انسانی جسم میں پائی جاتی ہیں جیسے کہ گودا۔ گودے دار ہڈی۔ پٹھے۔ دل دو پھیپھڑے۔ جگر۔ طحال۔ دو گردے معدہ۔ آنتیں۔ ورید۔ شرائین۔ اوتار۔ عضلے۔ غدود۔ کری ہڈیاں۔ سخت ہڈیاں۔ جالی دار ہڈیاں۔ سائل اشیاء جیسے کہ خون۔ صفراء۔ لعاب۔ معدہ۔ آنتوں اور پنکریاس[1] گلٹی کے عرق۔ مختلف گیس وغیرہ دیکھتے ہیں اور ان چیزوں کے افعال۔ تحریکات اور وہ اعمال جو اُن سے بدن میں مثل ہضم کرنے۔ پرورش کرنے۔ سانس لینے اور اشیاء کو باہم جدا کرنے کے انجام پاتے ہیں اُن پر مطلع ہوتے ہیں اور اعضاء توالد اُن کے افعال اُن کا استحکام اور توالد و تناسل اور اُن انتظامات کی کیفیت سے آگاہی حاصل کرتے ہیں جو کہ امر توالد کے انجام پانے۔ بچہ کے محفوظ رکھنے اُس کے نشوونما وغیرہ کے لئے ضروری ہیں اور اس کے علاوہ اور بھی بہتیرے امور ہیں جن کی تفصیل سے جلدیں کی جلدیں بھری جا سکتی ہیں۔

---

[1] پنکریاس معدہ سے متصل ایک گلٹی ہوتی ہے جس سے عرق ہاضم نکلتا ہے جس کو لبلبہ کہتے ہیں۔ ۱۲

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علمِ کائنات جاننے والے خدا کے وجود پر اس کے ذی قدرت ذی حکمت ہونے پر اس طرح اور اوصاف پر استدلال آنے کے زیادہ مستحق ہیں

وہ علماء جو ان مباحث پر تفصیل کے ساتھ واقفیت حاصل کرتے ہیں اور اُن پر ان سب کی باریکیاں۔ اسرار اور حکمتیں ظاہر ہوتی ہیں اس بات کے مستحق ہیں کہ عالم کے لئے ذی علم مدبر با حکمت پیدا کرنے والے خدا کا تمام لوگوں سے اور بھی زیادہ قوی یقین کریں اور اگر ہم کہیں کہ یہ لوگ اُن علمار علم کلام سے بھی جو خدا کے وجود پر اجمالی دلیلیں قائم کرتے ہیں بڑھ کر خدا پر ایمان لانے اور اُس کے وجود کو ماننے کے مستحق ہیں تو کچھ مستبعد نہیں معلوم ہوتا کیونکہ یہ لوگ تو عالم کے پیدا کرنے والے کی مصنوعات میں سے عجیب سے عجیب اشیاء کے تفصیلی حالات پر واقف ہوتے ہیں اور کیا کوئی بتا سکتا ہے کہ خدائے پاک کے وجود پر سوائے اس کے کہ اُس کی مصنوعات اور عجائبات قدرت سے اس پر استدلال کیا جائے اور بھی کوئی عقلی دلیل ہو سکتی ہے۔

پس جب کوئی انہی مصنوعات میں غور کرے گا اور اُن کی تفصیلی حالت پر اُسے اطلاع ہو گی اُن کا استحکام اور یہ امر کہ اُن کے بنانے میں ضرور ارادہ اور حکمت سے کام لیا گیا ہے اُس پر ظاہر ہو گا اور ضرورت اور اتفاق اُس کے نزدیک ساقط الاعتبار قرار پائیں گے تو اُس وقت آپ دیکھیں گے کہ ایسے شخص کے دل میں ایمان نے پہاڑ سے بھی زیادہ مضبوطی کے ساتھ اپنا قدم جما لیا ہے اور آپ کو نظر آئے گا کہ ضلالت و گمراہی کی دست درازیوں سے وہ کوسوں دور جا پڑا ہے اُس پر اُس کا جادو ہرگز نہیں چل سکتا۔

کالجوں میں جن میں کہ سائنس و طبعیات وغیرہ علوم کائنات پڑھائے جاتے ہیں تعلیم پانے والوں کے عقائد بجائے قوت ایمان کے فاسد کیوں ہوتے ہیں اور اس کی اصلاح کی کیا تدبیر ہے

اور اگر کوئی یہ کہے کہ جو لوگ اُن کالجوں میں داخل ہوتے ہیں جن میں کہ علوم کائنات کی تعلیم ہوتی ہے خصوصًا جن میں کہ علم طب وغیرہ میں کام آنے کی غرض سے علم

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نباتات یا علم حیوانات پڑھایا جاتا ہے تو اُن میں سے اکثر کی ہم یہ حالت دیکھتے ہیں کہ ان علوم کے حاصل کرنے کے بعد وہ کالج سے کیا نکلتے ہیں بلکہ اُس کے ساتھ ہی دائرہ اسلام سے بھی خارج ہو جاتے ہیں۔ اُن کے عقائد اسلامی عقائد سے کوسوں دور معلوم ہوتے ہیں۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ وہ موجد عالم کے اعتقاد کو چھوڑ بیٹھتے ہیں۔ وجود کائنات اور تمام موجودات کے آثار کو مادہ اجزاء مادہ کی حرکات، طبیعت، قوانین قدرت فطرت وغیرہ اشیاء کے حوالہ کرتے ہیں۔ اُن کے نزدیک خدا کوئی چیز ہی نہیں ہوتا۔ اگر کچھ ہے تو نیچر ہے جو کچھ ہوتا ہے اسی بے شعور اور ناسمجھ نیچر سے ہو جاتا ہے۔

پس جب انہوں نے اتنا بڑا اسلامی رکن منہدم کر دیا تو انہوں نے دین اسلام میں سے اعتقاد ہی کس بات کا کیا ہے؟ اب اُن سے کس عبادت کی اُمید ہو سکتی ہے؟ اور اُن کی کون سی خصلت کون سا ادب قابل ستائش ٹھہر سکتا ہے خصوصاً جب وہ فن طبیعیات بھی پڑھ لیتے ہیں۔ جب انہیں کائنات کے قوانینِ قدرت پر اطلاع حاصل ہو جاتی ہے اور جب وہ ان کے اثر کرنے کی کیفیت سے واقف ہو جاتے ہیں تب تو اُن کے ملحدانہ خیالات کا کچھ ٹھکانا ہی نہیں ہوتا۔ پس جب ایسی کیفیت ہو تو یہ کہنا کہاں رہا کہ جو لوگ ان علوم کو تفصیل کے ساتھ حاصل کرتے ہیں وہ خالق کائنات کے وجود کے یقین کرنے اور اُس کے وجود کے نہایت ہی قوی اعتقاد رکھنے کے زیادہ مستحق ہیں۔

اس اشکال کا جواب مجھ سے سنئے ان شاء اللہ تعالیٰ میں اس اعتراض کا شافی و کافی جواب دوں گا اور میں اپنے جواب سے اپنے اسلامی بھائیوں کو متنبہ کر کے اس امر کی طرف متوجہ کروں گا کہ وہ اس بلائے بے درماں کے دُور کرنے کی جانب راغب ہو جائیں جو کہ اُن کی نسل کے نوجوانوں میں سرایت کرتی چلی جاتی ہے ورنہ آئندہ نسلوں میں جا کر اس کا علاج قریب قریب ناممکن کے ہو جائے گا اس لئے بہتر ہے کہ اس باوقعت اور قابلِ قدر دین کی حمایت کرنے میں کوتاہی نہ کریں اور اس کے تدارک کرنے کی طرف ابھی سے نہایت سرگرمی کے ساتھ متوجہ ہو جائیں۔

پس سنئے کہ یہ علوم مذکورہ یعنی علم نباتات وعلم حیوانات اور اسی طرح علم فلکیات

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علم کائنات جو ایسے ہی اور علوم طبعیہ جن میں کہ کائنات کے قوانین، قدرت سے بحث کی جاتی ہے جن میں کہ روشنی، پانی، ہوا، قوت کہربائی وغیرہ کے خواص بیان کئے جاتے ہیں۔ اس میں تو ذرا بھی شک و شبہ نہیں کہ ان علوم کے مباحث خالق کائنات کے وجود پر جن کے احوال سے ان علوم میں بحث کی جاتی ہے نہایت قوی دلیلوں کے ساتھ دلالت کرتے ہیں اور اُن سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا بنانے والا بہت ہی بڑا صاحب قدرت اور اعلیٰ درجہ کی حکمت رکھنے والا ہے کیونکہ ساری کائنات اُسی خالق کے آثار ہیں اور موثر پر اُس کے آثار ہی کو دیکھ کر استدلال کیا جاتا ہے اور پھر چونکہ ان علوم کے مباحث میں عقل پر کائنات کے اسرار اور حکمتیں منکشف ہو جاتی ہیں اور اُس کے نزدیک یہ امر ظاہر ہو جاتا ہے کہ ضرور یہ چیزیں کسی ذی اختیار نے اپنے قصد اور ارادہ سے بنائی ہیں اور اُن کے بنانے میں اعلیٰ درجہ کی تدبیر اور انتظام سے کام لیا گیا ہے۔ اس لئے ان مباحث سے خدا پر بخوبی استدلال ہو سکتا ہے۔ لیکن بات یہ ہے کہ موثر پر استدلال کرنا بالکل آسان امر نہیں ہے۔ اس استدلال کے طریقہ میں ابتداء بڑی دشواری در پیش ہو جایا کرتی ہے۔ یہاں قدم ذرا مشکل سے جمنے پاتے ہیں۔ اس موقع پر عقل کا لغزش سے پاک رہنا بڑا کام ہوتا ہے اس لئے کہ انسانی عقل جب آثار کو دیکھتی ہے اور اُن کے اسباب کے دریافت کرنے کے درپے ہوتی ہے اُس وقت اگر اُس نے باریک بینی سے کام نہیں لیا ہے تو وہ ظاہری سبب تک پہنچ کر رہ جاتی ہے اور اُسی کو موثر حقیقی اور سبب واقعی گمان کرنے لگتی ہے اور پھر اپنی رفتار کو وہیں ختم کر دیتی ہے اس وجہ سے جو لوگ علوم طبعیہ میں مشغول ہوتے ہیں اُن میں سے بعضوں کو جب اُن آثار پر جن سے کہ ان علوم میں بحث کی جاتی ہے اطلاع حاصل ہوئی اور وہ بغیر اس کے کہ باریک بینی سے کام لیتے اور بحث میں غور و فکر کرتے اُن آثار کے اسباب سے بحث کرنے لگے اور چونکہ انہیں کسی سچے دین کا اعتقاد یا ایسا ہی کوئی اور امر جو اُن کی فکروں کو متنبہ کرتا اور موثر حقیقی اور سبب واقعی تک اُن کی رہنمائی کرتا حاصل نہ تھا اس لئے اُن کی عقلیں مادہ اور قوانین قدرت تک کہ جو اُن آثار کے ظاہری اسباب تھے پہنچ کر رہ گئیں اور انہوں نے فرض کر لیا کہ مادہ کے اجزاء بسیطہ کی حرکت ہی سب کچھ کرتی ہے۔ بس

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ اُسی کے وجود کے معتقد ہو کر رہ گئے اور چونکہ ان کی نظریں باریک بینی سے قاصر تھیں اس لئے اُن کی عقلیں اس امر سے متنبہ نہ ہو سکیں اور انہوں نے اس بات میں غور نہیں کیا کہ آیا مادہ اور ان قوانینِ قدرت میں یہ صلاحیت پائی جاتی ہے کہ ان تمام عجائبات عالم کے حقیقی سبب قرار پائیں یا ایسا نہیں ہے اور نہ انہوں نے اسی کو سوچا کہ دیکھیں مادہ میں یہ قابلیت موجود بھی ہے کہ اُسی سے ساری چیزیں صادر ہوں اور وہ مادہ کسی سے صادر نہ ہُوا ہو یا اس کو اس وجہ سے کہ اس کا حدوث لازمی امر ہے کسی دوسری شئے کی بھی ضرورت ہے جس سے کہ وہ صادر ہُوا ہو اس سبب سے یہیں پر وہ ٹھہر کر رہ گئے اور انہوں نے اپنی عقلوں سے اس سے آگے کچھ کام نہ لیا جس کا نتیجہ یہ ہُوا کہ اُنہوں نے اس امر کا تو اعتقاد کر لیا کہ تمام کائنات کے صادر ہونے کا حقیقی سبب مادہ۔ قوانینِ قدرت اور اُس کے ذرات بسیطہ کی حرکت ہی ہے اور خدائے عالم کے وجود کے منکر ہو گئے اور اس انکار کے ایسے علادی ہوئے کہ عالم میں جس اثر کو انہوں نے دیکھا مادہ اس کی حرکت اور اُن قوانینِ قدرت کی جانب جو اُس میں پائے جاتے ہیں منسوب کرنے لگے پھر اُس کو انہوں نے مختلف عنوانات سے تعبیر کرنا اختیار کیا جس سے وہ صرف اپنی من سمجھوتی کر لیتے ہیں۔ پس کبھی تو کہتے ہیں کہ یہ اثر طبیعت کے فعل سے ہُوا کبھی کہتے ہیں قوانین قدرت کا فعل ہے۔ اسی طرح پر اور مختلف عنوانات بھی ہیں۔ خلاصہ یہ کہ وہ اپنی اس ناتمام تحقیقات کے بڑے شد و مد سے معتقد بن گئے۔

پھر بعض کی یہاں تک نوبت پہنچی کہ انہیں علوم کی رنگ آمیزیوں کی وجہ سے اُن مدارس میں سے جن میں کہ ان علوم کی تعلیم ہوتی ہے کسی مدرسہ کے ٹیچر ہو گئے اور اُن کے پاس نوجوان ناواقف طالب علم ان علوم کے حاصل کرنے کے لئے آئے جنہیں اسلام کے سچے عقائد کی اطلاع تک نہیں اور نہ انہوں نے اس سے واقفیت حاصل کی کہ کائنات کے بننے اور ان آثار کے حادث ہونے کی کیفیت کی نسبت مسلمانوں کو کیا اعتقاد کرنا چاہیئے اور نہ انہوں نے اسی کو سمجھا کہ ساری کائنات زمین و آسمان کے موجد کے پیدا کرنے سے موجود ہوئی ہے۔ اب ان علوم کے پڑھانے والوں کو موقع ملا کہ اپنے ان ناواقف شاگردوں میں اپنے باطل خیالات اور غلط اعتقادات

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جو اُن کے دلوں میں ناتمام تحقیقات کی وجہ سے جم کر رہ گئے تھے علمی تحقیقات کے پیرایہ میں پھیلائیں۔

پس جب کبھی اُنہی عجائبات میں سے کسی عجیب چیز پر اطلاع ہوئی یا اسرارِ کائنات میں کوئی راز اُن کو معلوم ہُوا یا مصنوعات کی حکمتوں میں سے کسی حکمت پر اُن کو واقفیت حاصل ہوتی تو بجائے اس کے کہ اپنے شاگردوں سے یہ کہتے کہ اس عجیب اثر کے ایجاد کرنے میں خدا کی حیرت انگیز صنعت کو دیکھو اور اُس کی اعلیٰ درجہ کی حکمت میں غور کرو۔ اُنھوں نے اُن سے یہ کہا کہ تم نے دیکھا طبیعت کا کیسا تعجب خیز فعل ظاہر ہُوا اور فلاں قدرتی قانون کا کیسا عجیب و غریب اثر ہے۔ علیٰ ہذا القیاس ایسی ہی اور مخرب عقائد باتیں کہنا شروع کیں۔ کاش اس موقع پر وہ یوں کہتے کہ تم نے فلاں قدرتی قانون کو دیکھا کیسا عجیب و غریب ہے۔ اب اس سے سمجھ لو کہ جس نے عالم میں ایسے قدرتی قوانین[1] جاری کئے ہیں وہ کیسا باحکمت اور قادرِ مطلق ہوگا

---

[1] اس موقع پر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس امر کو ظاہر کر دوں کہ قدرتی قانون نام کس چیز کا ہے۔ میرے نزدیک قانونِ فطرت کسی با اختیار کام کرنے والے کے طرزِ عمل کا نام ہے اور اس کی مثال ریل کی پٹڑی کی سی ہے کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ ریل جب چلتی ہے وہ اسی طرف کو جاتی ہے جدھر کہ اس کی پٹڑی بچھی ہوتی ہے۔ اسی طرح عالم میں جو اثر ظاہر ہوتا ہے وہ قانونِ قدرت کے موافق ظاہر ہوتا ہے اور جیسے کہ ریل کے چلنے کے لئے محض پٹڑی کا ہونا کافی نہیں بلکہ کسی ڈرائیور کی ضرورت ہے جو اس کو آگے لے چلے اسی طرح یہاں بھی کوئی ذی اختیار ہونا چاہیئے جو اپنے افعال قانونِ قدرت کے موافق کرے اور جیسے کہ ریل کی پٹڑی بچھانے والے کو اختیار ہے کہ وہ جدھر چاہے اس کا رخ بدل دے۔ اسی طرح خالقِ کائنات کو بھی اختیار ہے کہ جیسے کہ اُس نے اپنا طرزِ عمل ایک طور پر مقرر کر لیا تھا جس کو کہ قانونِ قدرت کہتے ہیں وہ بجائے اس کے کوئی دوسرا قانون مقرر کر دے۔ پس جیسے کہ ریل کے چلنے میں موثر اسٹیم یا ڈرائیور سمجھا جاتا ہے اور پٹڑی کو کوئی موثر نہیں کہتا اسی طرح اہلِ اسلام کے نزدیک حقیقت میں خدا موثر ہے اور قانونِ قدرت اس کا طرزِ عمل ہے جس کو کہ اُس نے اپنے اختیار سے مقرر کر رکھا ہے اس لئے قوانینِ قدرت حقیقی موثر نہیں ہو سکتے۔ اہلِ اسلام کے نزدیک قانونِ قدرت کا نام دعادت اللہ ہے۔ ۱۲

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیکن اُنھوں نے یہ تو کیا نہیں بلکہ قوانینِ فطرت تک پہنچ کر رہ گئے اور اُسی کی طرف تمام چیزوں کو مستند کیا گئے اور برابر اسی طریقہ کا اُن کے ساتھ برتاؤ کرتے رہے یہاں تک کہ یہی کیفیت اُن کے دلوں میں بخوبی جاگزین ہوئی اور اسی قسم کے خیالات اُن کی عقلوں میں بھی منقوش ہوتے رہے۔

خلاصہ یہ کہ مدارس میں رہنے کا زمانہ ختم بھی نہیں ہونے پاتا کہ اُس سے پہلے ہی اُن کے دلوں میں یہ خیال جم جاتا ہے کہ عالم میں سوائے طبیعت مادہ کے ذرات بسیطہ کی حرکت اور قوانینِ قدرت کے کوئی فاعل ہے ہی نہیں اور اُن کا یہ اعتقاد کہ عالم کا پیدا کرنے والا کوئی خدا ہے بالکل زائل ہو جاتا ہے۔ پس جس وقت وہ مدرسہ کو چھوڑتے ہیں تو اُن کی یہ کیفیت ہوتی ہے کہ اُس کے ساتھ ہی بلکہ اُس سے پہلے ہی اپنے آبائی دین کو بھی خیر باد کہہ چکتے ہیں اور اہلِ اسلام کو اُن سے یہ امید ہوتی ہے کہ جماعتِ اسلام میں تعلیم یافتہ اشخاص کی تعداد میں ترقی ہوئی یہ لوگ دین سے واقف ہوں گے ان سے اسلام کو نفع پہنچے گا۔ شریعتِ محمدیہ کی حمایت کریں گے اپنے ہم وطنوں کے کام آئیں گے اُن کے کامیاب ہونے کی تدابیر بتلائیں گے لیکن حقیقت میں اُن کی یہ ساری امیدیں خاک میں مل جاتی ہیں اُن کی کوششیں بے سُود ثابت ہوتی ہیں اور اُن کو ایسے لوگوں کی ایک بہت بڑی جماعت سے نقصان اٹھانا پڑتا ہے جن کی نسبت وہ تو یہ خیال کرتے ہیں کہ یہ بھی ہمیں لوگوں میں سے ہیں ہمارے تعلیم یافتہ دینی بھائی ہیں اور واقع میں دیکھئے تو وہ دین، سلطنت اور وطن سب کے پکے دشمن ہوتے ہیں۔ عقائد ان کے اہلِ اسلام کے خلاف ہوتے ہیں۔ ان کے طرز، رفتار، گفتار، برتاؤ وغیرہ جس میں دیکھئے کسی میں اسلامی بو تک نہیں پائی جاتی اُن کے مقاصد اور ارادے اسلامی شان کے بالکل خلاف ہوتے ہیں اُن کی حالت دیکھ کر تو بڑا جی دُکھتا ہے اور بے ساختہ منہ سے انا للّٰہ و انا الیہ راجعون نکل جاتا ہے خدا ان کو ہدایت کرے۔

پس بہی خواہانِ اسلام کے ذمّہ یہ امر ضروری ہے کہ اس مصیبت عظیمہ کا تدارک کریں خصوصًا ان لوگوں کو تو اس کا پورا انتظام کرنا چاہیئے جو صاحبِ حکومت اور ذی اختیار بھی ہیں اُن کو یہ خیال رکھنا چاہیئے کہ ان مدارس کے لئے حتی المقدور صرف

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایسے ہی اشخاص معلم قرار دیئے جائیں جن کے عقیدے اسلام کے موافق صحیح صحیح ہوں طبیعت میں سلامت روی پائی جائے۔ اسلامی تعلیمات کے صدق دل سے معتقد ہوں صرف نام ہی کے مسلمان نہ ہوں بلکہ باوجود درستی عقائد کے شریعت محمدیہ کے آداب و اخلاق سے بھی آراستہ ہوں اور حتی الامکان شریعت کے پورے پابند ہوں اس لئے کہ شاگرد کی مثال اپنے اُستاد کے اعتبار سے بالکل آئینہ کی سی ہے۔

پس جیسے کہ آئینہ کے سامنے جو چیز آتی ہے اسی کی صورت اس میں منقش ہو جاتی ہے اور نظر آنے لگتی ہے اسی طرح جو اُستاد کی حالت ہوتی ہے وہی شاگردوں میں بھی سرایت کر جاتی ہے اُستاد کے خیالات کا شاگردوں پہ بہت بڑا اثر پیدا ہوتا ہے اور دوسرا امر یہ ضروری ہے کہ طالب علم ان مدارس (علوم طبعیہ کے مدارس) میں اُس وقت تک ہرگز داخل نہ کئے جائیں جب تک کہ وہ پہلے ایک کافی زمانہ تک دینی مدارس میں قیام نہ کر چکے ہوں اور وہاں رہ کر انہوں نے اپنے اسلامی عقیدے پورے طور سے صحیح نہ کر لئے ہوں تاکہ اُس کے بعد شبہات لایعنی سے اُن میں تزلزل نہ آنے پائے اور لوگوں کی بے سرو پا باتیں اور رنگ آمیزیاں اُن کو پس و پیش میں نہ ڈال سکیں آداب حسنہ سے اُن کی اصلاح ہو جائے اور عبادتوں کی بجا آوری کے عادی ہو جائیں اور اگر یہ خیال ہو کہ اس امر کے التزام کرنے سے وہ وقت جوان) دنیوی علوم کی تحصیل کرنے کے لئے زیادہ مناسب ہے ہاتھ سے جاتا رہے گا تو پھر یہ امر ضروری بلکہ نہایت ضروری ہے کہ انہیں مدارس میں ایسے علماء رکھے جائیں کہ ان کو اسلامی عقائد اور احکام کی تعلیم دیا کریں اور اس ضرر کا مقابلہ کر سکیں۔

ان مدارس میں داخل ہونے کے وقت سے لے کر اُن کے چھوڑنے کے وقت تک دینی عقائد اور احکام کی تعلیم کا سلسلہ برابر جاری رکھا جاتے چاہے تھوڑی ہی دیر کیوں نہ ہو لیکن ہو بلا ناغہ اور جب تک اُن کا ان مدارس میں قیام رہے۔ اُس زمانہ تک برابر یہ علماء اُن کے عقائد، آداب اور عبادات وغیرہ کے نگراں رہیں اور اُن کی اصلاح کرتے رہیں اور جہاں کہیں دینی احکام بظاہر ان عقلی علوم کے مخالف معلوم ہوں ان میں باہم تطبیق دیں اور دینی امور کو عقلی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دلائل سے طلباء کو ثابت کر دکھائیں۔

پس اگر ان دونوں شرطوں کی رعایت کی جائے گی جن میں کہ اوّل تو یہ کہ جو اساتذہ ان مدارس کے لئے انتخاب کئے جائیں وہ اسلام کے پابند ہوں اور ان کے عقائد اسلامی تعلیم کے موافق صحیح صحیح ہوں اور دوسرے یہ کہ ان طالب علموں کی اسلامی احکام کی عموماً اور عقائد اسلام کی خصوصاً کافی نگرانی کے ساتھ تعلیم دی جائے۔ عام ہے کہ اسکولوں اور کالجوں میں داخل ہونے سے پہلے ہی اس کا انتظام کیا جائے یا عقلی علوم کے تحصیل کی ساتھ ساتھ دینی تعلیم بھی جاری رکھی جائے تو پھر یہ تعلیم یافتہ اشخاص کجروی سے ضرور محفوظ رہیں گے اُن کے دینی خصائل و آداب میں فتور نہ آنے پائے گا۔ عبادات میں اُن سے بے پرواہی ظاہر نہ ہوگی بلکہ اُن کے عقیدے پکے اور نہایت ہی پختہ ہوں گے خصوصاً اس وجہ سے کہ ان عقلی علوم کی تحصیل کے زمانہ میں اُن کو خداوندی مصنوعات اُس کے حیرت انگیز افعال اور عجائبات قدرت کا مشاہدہ بھی حاصل ہوتا جائے گا کیونکہ اس تقدیر پر جب کبھی وہ کوئی عجیب صنعت یا عجائبات قدرت میں سے کوئی راز مشاہدہ کریں گے تو اپنے مسلمان اساتذہ کو یہی کہتے ہوئے سنیں گے کہ خداوندی صنعت کو دیکھو اور اس عجیب و غریب مصنوع میں جو اُس نے اپنی اعلیٰ درجہ کی پائدار اور محکم حکمت سے کام لیا ہے اُس میں غور کرو۔

پس اُس وقت بلا تامل اُن کی زبان سے خدا تعالےٰ کی حمد و ثناء نکلے گی اُس کی تسبیح اور تنزیہ میں مشغول ہو جائیں گے اس طرح خداوندی عظمت اُن کے دلوں میں روز افزوں ترقی کرتی رہے گی اور اُس کی قدرت اُن کی نظروں میں نہایت ہی عظیم معلوم ہوگی۔ بس ان مدارس میں اُن کے قیام کا زمانہ گزرنے بھی نہ پائے گا کہ اس سے قبل ہی اعلیٰ درجہ کے مسلمان اور موحدین میں سر برآوردہ اور افضل شمار کئے جانے کے مستحق ہو جائیں گے اُس وقت بے شک مسلمانوں میں ایسے تعلیم یافتہ اشخاص پیدا ہو سکیں گے کہ اسلامی دین کی حمایت کریں اور اپنی قوم ملک اور سلطنت کے کام آویں۔ (اور[1] جب تک یہ کیفیت نہ ہوگی اسوقت تک ہم ہرگز یہ نہیں کہہ سکتے کہ جو لوگ

---

[1] خط وحدانی کے اندر مترجم کی تقریر ہے ۱۲

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علوم عقلیہ حاصل کر کے تعلیم یافتہ اشخاص میں شمار کئے جانے لگے اُن سے اسلام یا مسلمانوں کو کچھ بھی نفع پہنچ سکتا ہے کیونکہ جب اُن کے عقائد جو اسلام کا رکن اعظم ہے وہ ہی درست نہ ہوں گے تو اہلِ اسلام کو اُن سے کیا امید ہوسکتی ہے جب وہ خود ہی اسلامی تعلیم سے ناآشنا ہو رہے ہیں تو اہلِ اسلام کو بحیثیت اسلام کے کیا نفع پہنچا سکتے ہیں۔ رہے دنیاوی فوائد تو دین کے مقابل میں دنیاوی فوائد کی اُس شخص کی نظروں میں جو مسلمان ہے ہرگز وقعت نہیں ہوسکتی یہ امر اسلامی مقتضیٰ کے بالکل خلاف ہے۔ بفرضِ محال اگر اُن سے اس حالت میں دنیاوی نفع کی امید بھی کی جاوے تو دینی ضرر کے مقابلہ میں جو اُن سے پہنچے گا اُس کی کوئی قدر نہیں کی جاسکتی۔ علاوہ بریں اس امر میں ان کی خصوصیت ہی کیا ہوئی دنیاوی نفع کے پہنچانے میں انسانی ہمدردی کے موافق تو غیر قومیں بھی برابر ہیں۔

میری اس تقریر سے یہ نہ سمجھا جائے کہ میرا مقصود اعتراض کرنا ہے میری اسلامی ہمدردی مجھ کو مجبور کرتی ہے کہ اپنے بھائیوں کو ذرا متنبہ کر دوں۔ اب میں خدائے پاک سے اس امر کی التجا کرتا ہوں کہ ہمارے حکام کو ایسے امور کی توفیق دے جس میں اُمتِ محمدیہ کی بہتری ہو اور اُن کو اپنے فضل وکرم کی برکت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل سے اس کا اجر جزیل عنایت فرمائے۔ آمین

روح حیات، عقل وغیرہ کے مباحث میں خالق کائنات کے وجود پر نہایت ہی قوی دلائل موجود ہیں اور عقل اُن کی حقیقت کے سمجھنے سے عاجز ہے اور اس کا راز ۱۲

اے اہلِ سائنس اور مادہ کے قدیم ماننے والو اب میں تم سے کہتا ہوں کہ محسوسات کے احوال میں تو ہم نظر کر چکے اس سے تو سابق میں بحث ہوچکی۔ اب اگر حیات، روح عقل، قوت متذکرہ وغیرہ نفس کی قوتوں میں ہم غور کریں تو ہم کو ایک بہت وسیع میدان نظر آئے گا جس کو دیکھ کر بجز متحیر رہ جانے کے اور کچھ نہ ہوگا اور بجائے اس کے کہ ان حقائق کی حقیقت اور اس امر سے ہم واقف ہوجائیں یعنی یہ کہ اشیاء کی صورتیں انسان کے نزدیک کیونکر محفوظ رہتی ہیں بھولنے کے بعد اُسے کیونکر یاد آجایا کرتی ہیں اُس کے صفحہ فکر سے کس طرح پر چیزیں بالکل زائل ہوجایا کرتی ہیں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور کس طور پر وہ معقولات کا تصور کرتا ہے کلی اور جزی کے احکام کیونکر اُس کے ذہن میں قائم رہتے ہیں تو ہم ایک بحرِ عمیق میں غوطہ کھاتے رہیں گے اور اس قسم کے جس مسئلہ کو آپ لیجئے گا اُس کی نسبت یہی دریافت ہوگا کہ علماء اور حکماء کی عقلیں اس کو حل نہ کر سکیں اُس کا راز کسی کی سمجھ میں پورے طور سے نہ آیا۔ یہ معمہ کسی پر نہ کھلا اور حقیقت حال تک شاید کسی کی بھی رسائی نہیں ہوئی۔ غایت سے غایت یہ ہُوا کہ جو لوگ ان چیزوں کے حقائق کے دریافت کر لینے کے مدعی ہیں وہ چند ایسی دقیق اور مبہم باتیں کہہ دیتے ہیں کہ جس سے سننے والے کی ذرا بھی تسکین نہیں ہوتی اور نہ وہ کچھ سمجھ ہی سکتا ہے۔

پس انسانی عقلوں سے ان حقائق کے مخفی رکھنے میں عجب نہیں کہ خداوند تعالےٰ کو ان کا عجز ظاہر کرنا مقصود ہو تا کہ اپنے کو ان اشیاء کے حقائق کے دریافت کر لینے سے عاجز پاکر اس امر پر متنبہ ہو جائیں کہ جب فکر انسانی اپنی اور اپنی قوتوں کی حقیقت پورے طور سے دریافت نہ کر سکے تو وہ اس کی حقیقت کے دریافت کر لینے پر کیونکر قدرت رکھ سکتی ہے کہ جس نے ان حقائق کو پیدا اور ایجاد کیا ہے۔ اس موقع پر تعجب خیز امر تو یہ ہے کہ انسان کہ جس نے اپنی عقل سے زمین و آسمان کے قلابے ملا دیئے۔ افلاک اور سیارات کو دریافت کیا۔ جمادی، نباتی اور حیوانی دنیا پر اطلاع حاصل کی وہی اپنے نفس اور اپنی اور ان قوتوں کی حقیقت دریافت کرنے سے عاجز رہا اور تمام عقلاء سر ٹپک کر مر گئے اور آج تک اس بات کا فیصلہ نہ ہوا کہ ان چیزوں کی حقیقت کیا ہے؟ ہر فلاسفر نے اپنی ایک نئی فلاسفی قائم کی جس سے کہ دوسروں نے انکار کیا۔ بہر حال قطعی فیصلہ ان امور میں سے کسی میں کبھی نہ ہو سکا۔ اب اُس مبترہ اور منزہ خدا کی قدرت کو دیکھیئے کہ جس نے بتلانے کو تو انسان کو عقل دے کر وہ وہ چیزیں بتلائیں کہ جن سے وہ بالکل ناواقف تھا لیکن پھر بھی اُس کو اُس کے نفس اور اس کی قوتوں کی حقیقت پر آگاہی نہیں بخشی۔ اس موقع پر پہنچ کر تو انسان کا ناطقہ بالکل بند ہو گیا اور تحیّر کی وجہ سے ایسا معلوم ہونے لگا کہ گویا اس کو چشم و گوش سے کچھ بہرہ ہی نہیں ملا ہے۔

❁

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اہلِ سائنس کو اس بات سے متنبہ کرنا کہ اُن کے عقائد کا نتیجہ نہایت ہی خطرناک ثابت ہوگا

پس اے مادہ کے قدیم ماننے والو اور اے میرے انسانی بھائیو! کیا جب مَیں تمام کائنات کے حادث ہونے اور زمین و آسمان کے پیدا کرنے والے کے واجب الوجود ہونے پر اتنے دلائل آپ لوگوں کے سامنے قائم کرچکا تو کیا اس کے بعد بھی آپ مادہ کے قدیم ہونے پر اصرار کہیں گے اور یہی کہے جائیں گے کہ مادہ کے ذرات بسیطہ کی حرکت ہی تمام کائنات کو بنانے والی ہے اور خدائے عالم کا جس نے کہ اپنے وجود پر روزِ روشن کے مثل کھلی کھلی دلیلیں قائم کردی ہیں انکار ہی کرتے رہیں گے۔

مَیں آپ کے لئے اس امر کی دُعا کرتا ہوں کہ آپ کی عقلیں مختل ہونے سے محفوظ رہیں اور آپ تمام اشیاء کو انصاف کی نگاہ سے دیکھیں۔ میں بمقتضائے انسانی ہمدردی کے آپ لوگوں سے اس امر کی درخواست کرتا ہوں کہ آپ اپنے فکروں سے آزادانہ طور پر سوچیں اور غور کریں اور ان مغالطہ آمیز باتوں اور واہی تباہی شبہوں سے دھوکہ نہ کھائیں جن کی وجہ سے خدانخواستہ آپ کو سخت مصیبت اٹھانا پڑے کیونکہ زندگی کی مدت بہت تھوڑی ہے چند روز میں گزر جائے گی اور جو کچھ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پیرو کہتے ہیں اُس کے صحیح ہونے کی صورت میں آپ کو اس زندگی کے ختم ہونے کے بعد سخت ہولناک چیزوں سے سامنا کرنا پڑے گا اُس وقت پشیمانی کچھ کام نہ آئے گی اور اپنی اس غلطی پر ہمیشہ افسوس کرنا پڑے گا اور عاقل کو تو چاہیئے کہ ایسا طریق اختیار کرے کہ جو زیادہ تر احتیاط پر مبنی ہو اور اس امر کا بھی لحاظ رکھے کہ جس کا واقع ہونا ذرا مشکل ہے کیوں نہ ہو چہ جائیکہ اگر کسی شئے کا وقوع بالکل آسان بھی ہو اور اس کے وجود میں آجانے کی امید بھی پائی جاتی ہو۔

اہلِ اسلام اور اہلِ سائنس کی حالت کو ایسے دو شخصوں کی مثال فرض کرکے دکھلانا جو ایک قصر میں داخل ہوئے اور ہر ایک نے جداگانہ رائے قائم کی

بھلا اپنے اور پیروانِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات میں غور تو کیجئے! اگر آپ ذرا بھی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غور کریں تو معلوم ہو جائے کہ آپ کی مثال ان کے ساتھ ان دو شخصوں کی سی ہے کہ جو کسی نہایت رفیع الشان اور مضبوط کوٹھی میں داخل ہوئے ہوں جس میں کہ متعدد مستحکم کمرے اور نشست گاہیں پائی جاتی ہوں وہ دروازوں اور جنگلوں سے آراستہ ہو اُس کے برآمدے اور ڈیوڑھیاں بہت اہتمام اور استحکام کے ساتھ بنائی گئی ہوں اور ان کمروں میں اعلیٰ درجہ کے فرش بچھے ہوں بڑے بڑے بلند تخت لگے ہوں۔ نہایت بیش قیمت برتن اُس کے چاروں طرف قرینہ سے رکھے ہوں۔ مختلف گھڑیوں۔ متعدد مقیاس الحرارت اور مقیاس الھوا کے ذریعہ سے اُس کی دیواروں کی زیبائش کی گئی ہو۔ اُس میں بود و باش کرنے کے لئے جتنے سامان ضروری ہوں سب ہی کچھ موجود ہوں اُس کے چاروں طرف نہایت خوب صورت سیر گاہیں نظر آتی ہوں۔ گرد اگرد ایسی چمن بندی کی گئی ہو جس میں درختوں کا صف باندھ کر ایستادہ ہونا نگاہوں کو بہت خوش آئند معلوم ہوتا ہو۔ قسم قسم کے پھولوں کی کیاریاں موقع موقع سے بنائی گئی ہوں اُس کی نہروں اور جدولوں میں پانی شوخی سے بہہ رہا ہو۔ اُس کی مستحکم بنی ہوئی حوضیں لبالب بھری ہوں۔

خلاصہ یہ کہ عیش و آرام کے سارے سامان مہیا ہوں کہ جو انہیں دیکھے یہی کہے کہ فلاں چیز فلاں حکمت پر مبنی ہے۔ اس چیز سے یہ فائدہ ہے۔ اس کا بنانیوالا کیسا ذی اختیار اور مدبر تھا جس نے کہ جو چیز بنائی ایک قرینہ سے بنائی اور جس شئے کے لئے جو مقام تجویز کیا اُس کے لئے وہی مناسب تھا۔ اب ایسے مقام پر پہنچ کر ان دونوں شخصوں میں سے ایک تو یہ کہنے لگا کہ ساری صناعی خود بخود تو ہو نہیں سکتی ضرور کسی بڑے صناع نے اس کو بنایا اور اُس کی تمام اشیاء کو مستحکم کیا ہے صاحب اس میں تو ذرا بھی شک نہیں کہ اس کا بنانے والا ان ساری صناعیوں پر خوب ہی قادر تھا اُس کے تالیف و ترتیب کے طریقوں سے بھی بڑی واقفیت رکھتا تھا جب تو اُس نے انتہا درجہ کی حکمت کے موافق اس کو اس قدر مضبوط و مستحکم بنایا اور خوبی یہ کہ اُس کے تمام ہی لوازمات کامل طور پر اُسے مہیا کر دیئے تاکہ یہاں رہنا اور کما حقہ عیش و آرام سے بسر کرنا ممکن ہو کوئی امر آسائش میں مخل نہ ہونے پائے اس کا بنانے والا اگرچہ ہماری نظروں سے غائب ہے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہم نے اُس کو دیکھا نہیں اور نہ ہماری عقل کی یہاں تک رسائی ہوئی کہ ہم اُس کی حقیقت دریافت کر لیتے لیکن تاہم اس بات میں تو ذرا بھی شک نہیں کہ وہ ہے ضرور اور اُس میں علم، قدرت، تدبیر، حکمت وغیرہ ایسے اوصاف جن کی کہ اس کوٹھی کے بنانے میں ضرورت پڑ سکتی ہے سب موجود ہیں اور یہ ضروری نہیں کہ جس شئے کے وجود کا اور اُس کے اوصاف کا ہم یقین کرتے ہوں اُس کو ہم نے اپنی آنکھوں سے بھی دیکھ لیا ہو کیونکہ اگر کسی شئے کا کوئی اثر ہم کو معلوم ہو جائے تو ہم یقیناً سمجھ لیں گے کہ وہ شئے بھی ضرور موجود ہے۔ چنانچہ اس موقع پر اس کوٹھی کے بنانے والے کے اثر کا (یعنی یہی کوٹھی اور جو جو صناعیاں اس میں پائی جاتی ہیں) دیکھ لینا اُس کے بنانے والے اور اُس کے خاص خاص اوصاف کے اعتقاد کے لئے بالکل کافی ہے اور عقل کی اس سے بخوبی تسکین ہو جاتی ہے پھر وہی شخص کہنے لگا کہ اس کوٹھی کے ساز و سامان میں اگرچہ بعض ایسی چیزیں بھی پائی جاتی ہیں جن کی حکمت میری سمجھ میں نہیں آئی لیکن اُن میں بھی کوئی نہ کوئی حکمت ضرور ہوگی اگرچہ میں اسکو دریافت نہیں کر سکا۔ کیونکہ جن اشیاء کی حکمت میری سمجھ میں آگئی میں نے اسی سے اس امر کو نہایت اطمینان کے ساتھ سمجھ لیا ہے کہ اس کے بنانے والا بڑا حکمت والا ہے تو اُس نے بلا کسی حکمت کے اُس کو نہ بنایا ہوگا۔

دوسرا شخص اپنے ساتھی سے کہنے لگا کہ اس کے بنانے والے کا تو نے جو اعتقاد کر لیا میں نے تو اُس کو اپنی آنکھ سے اس کوٹھی کو بناتے ہوئے دیکھا نہیں پس میں تو اُس کے وجود کا ہرگز قائل نہیں اور نہ اُن صفات ہی کو مانوں گا جن کا کہ تو نے اس کوٹھی کو دیکھ کر اُس کی نسبت اعتقاد کر لیا ہے۔ لیکن ہاں اس کوٹھی کے اس استحکام کے ساتھ موجود ہونے کے لئے ضرور کوئی ایسی چیز ہونا چاہیئے کہ جس سے یہ تیار ہوئی ہو۔ یہ کہہ کر وہ اپنے چاروں طرف دیکھنے لگا اور اس کی نظر ایک پہاڑ پر جا پڑی جو اُس کوٹھی کے پاس ہی ایستادہ تھا اور اس کی جڑ سے پانی کا ایک چشمہ جاری تھا جس کا پانی اُس کوٹھی کی نہروں میں آتا تھا۔ یہ دیکھ کر وہ شخص کہنے لگا کہ میری عقل نے اُسے دریافت کر لیا جس سے کہ یہ کوٹھی واقع میں بنی ہے اور جو اس کی اور جتنی اشیاء کہ اس میں پائی جاتی ہیں اُن

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سب کی حقیقی علت ہے اور وہ یہ ہے کہ اس پہاڑ کی چوٹی سے اس قطعہ زمین کی جانب جس میں یہ کوٹھی واقع ہے ہمیشہ زمانہ قدیم سے ہوا چلا کرتی ہے۔

پس لاکھوں ہی برس کا زمانہ گزرا جیسے کہ یہ ہوا مٹی پتھروں کو پہاڑ سے منتقل کرتی رہی اور وہ سب چیزیں اُس کی وجہ سے مختلف شکلوں پر اس قطعہ زمین میں جمع ہوتی رہیں اور بارش کا پانی ہمیشہ اُس میں کچھ تصرف کرتا رہا کبھی اس کی شکل کچھ ہوگئی اور کبھی کچھ اس طرح کبھی وہ سب چیزیں مجتمع ہوگئیں اور کبھی پراگندہ اور اُن کی اوضاع اور شکلوں میں ہوا اور بارش کی وجہ سے ہمیشہ کچھ نہ کچھ تبدیلی واقع ہوتی رہی گو کبھی یہ تبدیلی بدانتظامی کے ساتھ ہوتی اور کبھی انتظام کے ساتھ یہاں تک کہ کروڑوں ہی برس کے زمانہ کے گزرنے کے بعد اس کوٹھی کی باقاعدہ صورت بن گئی جس میں کہ کمرے نشست گاہیں۔ دروازے۔ جنگلے۔ برآمدے۔ راستہ۔ حوضیں اور نہریں سبھی کچھ پائی جاتی ہیں۔ مٹی کے ڈھیلے اور پتھر بارش کے پانی سے جو مٹی گیلی ہوگئی تھی اُس کی خاصیت کی وجہ سے جم گئے ہیں اس طرح پر اس قدر مستحکم اور مضبوط کوٹھی مع تمام صناعیوں کے تیار ہوگئی۔ رہا نہروں کا جاری ہونا اُس کی یہ صورت ہوئی کہ اسی چشمہ سے جو کہ اس پہاڑ کی جڑ میں واقع ہے ہمیشہ پانی بہہ بہہ کر اس قصر کے صحن میں مختلف طریقوں سے جاری ہوا ہے کبھی بدانتظامی کے ساتھ اور کبھی باقاعدہ اس لئے کہ پانی سے اس کی مٹی گلتی رہی۔ ہوا اور بارش کا اُس کے راستے میں اثر ہوتا رہا۔ شدہ شدہ لاکھوں ہی برس کے زمانہ کے گزرنے کے بعد باقاعدہ نہریں اور حوضیں بن گئیں اور اُس میں پانی اس موجودہ انتظام کے ساتھ بہنے لگا۔ اب اس کے برتن، فرش، گھڑیوں اور مختلف قسم کے مقیاسوں کو لیجئے اُن کی یہ صورت ہوئی کہ مسافروں کا قافلہ جو کبھی اس پہاڑ پر یا اس زمین میں اُترا تو قافلہ والوں کی یہ چیزیں اتفاق سے چھوٹ گئیں اور ہوا ان کو مختلف طرح پر ادھر ادھر منتقل کرتی رہی کبھی کوئی چیز نزدیک آگئی کبھی دور چلی گئی کبھی کوئی شے کمرے کے اندر چلی آئی کبھی باہر ہوگئی۔

خلاصہ یہ کہ کروڑوں برس کے زمانہ کے بعد یہاں تک نوبت پہنچی کہ فرش بھی باقاعدہ بچھ گئے، برتن قطاروں میں آراستہ ہوگئے۔ گھڑیاں اور مختلف قسم کے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقیاس دیوار پر آویزاں ہو گئے۔ یہی حالت اُن درختوں اور پھولوں کی ہوئی جو یہاں کی سیر گاہوں میں باقاعدہ لگے ہوتے ہیں۔ اُن کے بیج ہوائیں اُڑ کر یہاں تک پہنچ گئے اور اس زمین پر جم کر اُگ آئے اور ہوا کی وجہ سے ادھر ادھر منتقل ہوتے ہوتے باقاعدہ طور پر آراستہ ہو گئے حتیٰ کہ وہ موجودہ حالت پر نظر آنے لگے۔

خلاصہ یہ کہ ہواؤں کی آمدورفت اور بارش کے اثر سے کبھی کوئی چیز ادھر ہوئی کبھی اُدھر۔ کبھی اس کی صورت مناسب وضع پر ہوئی کبھی اُس کے خلاف۔ اس طرح سے مختلف صورتیں بدلا کیں۔ یہاں تک کہ ان اسباب نے اس کو موجودہ ساخت پر پہنچا دیا اور جب وہ (کوٹھی) استحکام اور باقاعدگی کے اس مرتبہ کو پہنچے گی تو اب اُس میں ہوا اور بارش کے مقابلہ کرنے کی پوری قوت آگئی اس کی وجہ سے ان سب چیزوں میں جو تبدیلیاں اس سے پہلے واقع ہوا کرتی تھیں اب نہیں ہوئیں اور اُس کی وجہ یہی ہے کہ پہلے کی شکلوں میں اس قدر استحکام نہیں آیا تھا جتنا کہ اب موجود ہے اور میرے نزدیک اس کوٹھی کا مع سارے سازوسامان کے انہی اسباب مذکورہ کی وجہ سے موجود اور مرتب ہو جانا کچھ مستبعد نہیں ہے۔ کیونکہ ہوا اور بارش میں اگرچہ نہ کچھ عقل ہے اور نہ علم اور نہ وہ دونوں کوئی کام اپنے قصد و ارادہ سے کرتے ہیں لیکن اُن کی حرکات اور تصرفات کا بکثرت واقع ہونا اور اُن میں فرق کا لگاتار پایا جانا یہ سب چیزیں ایسی ہیں جنہوں نے کہ اس کوٹھی اور اس کے سارے سازوسامان کو حالت موجودہ پر پہنچا دیا اور اس میں اس قدر استحکام آگیا اور میرے نزدیک اس بات کی دلیل کہ یہ کوٹھی کسی نے اپنے قصد سے نہیں بنائی اور نہ کسی حکمت کی اس میں رعایت کی گئی ہے یہ ہے کہ اُس میں بعض ایسی چیزیں بھی پائی جاتی ہیں جن میں ارادہ اور حکمت کا نام و نشان بھی نہیں معلوم ہوتا۔

پس اے اہلِ سائنس اور مادہ کے قدیم ماننے والو! ان دونوں شخصوں میں سے پیروانِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مثال تو پہلے شخص کی سی ہے جو یہ کہتے ہیں کہ جس نے یہ تمام کائنات ایجاد کی ہے وہ صاحب ارادہ، ذی قدرت، علم اور حکمت رکھنے والا خدا ہے اگرچہ یہاں تک ان کی رسائی نہیں ہوئی کہ خدا کو وہ اپنی آنکھ سے دیکھ لیتے لیکن اس کی مصنوعات کو دیکھ کر انہوں نے اس کے وجود اور اس کی صفات

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر استدلال کر لیا اور اگر کہیں اُس کی کسی مصنوعات کی حکمت اُن کی سمجھ میں نہیں آئی تب بھی انہوں نے اس امر کو تسلیم کیا کہ اس میں بھی کوئی نہ کوئی حکمت ضرور ہے جو ہم پر پوشیدہ رہی ہے اور کیونکر نہ تسلیم کرتے وہ اس کی باقی مصنوعات میں بے انتہا حکمتیں مشاہدہ کر ہی چکے تھے اور دوسرے شخص کی مثال آپ لوگوں کی سی ہے جو اس بات کے قائل ہیں کہ مادہ کی حرکت ہی نے تمام کائنات کو زمانہ دراز میں اس طرح پر بنایا ہے کہ وہ حرکت اجزاء مادہ کی طرح طرح کی صورتیں بدلتی رہی حتیٰ کہ تمام کائنات موجودہ حالت پر پہنچ گئی اور انتخاب طبعی کے قانون کے موافق وہ ایسے درجہ پر جا پہنچی جس پر کہ اُس کو قرار ہو سکے اور یہی قانون کائنات کے نظام کا حافظ ہے اور یہی نہایت عمدہ اشیاء کو باقی رکھتا ہے۔ اس عالم میں حکمت اور قصد کے نہ پائے جانے پر آپ کا استدلال یہ ہے کہ بعض چیزیں عالم میں ایسی پائی جاتی ہیں کہ جن میں حکمت اور قصد کا نام و نشان بھی نہیں معلوم ہوتا اور آپ لوگ ہزاروں لاکھوں حکمتوں سے جو اس امر کی کھلی کھلی شہادت دے رہی ہیں کہ اس کائنات کا بنانے والا بڑا ہی ذی حکمت ہے غافل رہے ہیں۔

پس ذرا غور تو کرو کہ ان دونوں شخصوں میں سے کون اس امر کا مستحق ٹھہر سکتا ہے کہ عقول سلیمہ اُس کی بات مانیں اور نفسانی تعصبات اور شیطانی خواہشات سے آزاد عقلیں اُسے تسلیم کریں۔ اے عقلمندو! ایسا اندھیر کہ حق کے واضح ہو جانے کے بعد بھی اُس کے ساتھ روگردانی سے کام لیا جائے اور امر محسوس کے ظاہر ہو جانے کے بعد بھی اپنی ہٹ دھرمی کی جائے۔ شرم! شرم! ہم سب کی ہدایت کا خدا ہی مالک ہے جسے چاہے وہ ہدایت کرے۔

ذات خداوندی تمام عالم کو اُس کا عدم محض سے پیدا کر دینا اور اس کی مخلوقات میں اس کا حکم جاری ہونا وغیرہ جو امور پہلے ثابت کئے گئے اہل سائنس کے اُن پر اعتراضات اور اُنکے جوابات

اب جبکہ میں صانع عالم کے وجود پر اُس کے تمام صفات کمال کی ساتھ متصف ہونے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر تمام نقائص سے منزہ ہونے پر اور اس امر پر کہ مادہ مادیات اور جمیع کائنات کا پیدا کرنے والا وہی خدا ہے۔ آپ لوگوں کے لئے ایسے دلائل قائم کر چکا جن سے مجھے اُمید ہے کہ انشاء اللہ آپ کی عقلوں کی تسکین ہو جائے گی اور وہ دلائل آپ لوگوں کے لئے راہ ہدایت میں چلنے کا باعث ہو جائیں گی تو اس کے بعد مجھے آپ لوگوں سے کچھ اور عرض کرنا ہے وہ یہ ہے کہ میں نے آپ لوگوں کی کتابوں میں چند شبہے دیکھے ہیں کہ اگر آپ ان کو قطعی دلائل سے دفع نہ کریں تو وہ آپ کے ایمان میں ضرور رخنہ اندازی کا باعث واقع ہوں اور ان کا نتیجہ نہایت بُرا ہو۔ لیکن ہاں اگر آپ لوگ اہتمام کے ساتھ حق تک پہنچنے کے طالب ہو جائیں۔ اُن دلائل کو جو میں نے آپ لوگوں کے لئے قائم کی ہیں اپنے دلوں میں جگہ دیں۔ اس خدا کی عظمت کو پیش نظر کر لیں۔ طریق معرفت میں اپنے عجز کا اعتراف کریں اور تسلیم کر لیں کہ خدائے پاک اور اُس کے تمام اعمال کے احاطہ کرنے سے ضرور ہم لوگ قاصر ہیں تو پھر یہ سارے شبہے ساقط ہو جائیں اور اس امر کا اعتقاد کر لینا کہ خدا موجود ہے اور اسی نے ساری کائنات کو پیدا کیا ہے آپ لوگوں پر بالکل آسان ہو جائے اور ذرا بھی دقت نہ پڑے۔ اب اُن شبہوں میں سے جو آپ لوگوں کی (یعنی اہلِ سائنس کی) کتابوں میں مذکور ہیں نہایت ہی مشہور شبہوں کا ذکر کرتا ہوں اور انشاء اللہ تعالےٰ ثابت کر دوں گا کہ وہ بالکل ہی لچر ہیں۔ پس سنئے۔

پہلا شبہ۔ آپ لوگ یہ کہتے ہیں کہ ہماری عقلوں میں یہ بات نہیں آتی کہ کوئی شے موجود تو ہو لیکن نہ وہ جسم ہو نہ جسم کا مادہ ہو نہ جسم کی صورت ہو، نہ کوئی ایسا مادہ ہو کہ کسی معقول صورت میں سمجھ میں آ سکے نہ اُس کی مقدار اور کیفیت کے اعتبار سے حصے ہو سکتے ہوں۔ اس کا فعل تو اسی سے صادر ہوتا ہو لیکن اُس کے ساتھ متصل نہ ہو اور اس سے آپ کا مقصود خدائے پاک کی ذات ہے۔

دُوسرا شبہ۔ آپ لوگ کہتے ہیں کہ یہ بات ہماری سمجھ میں نہیں آتی کہ کوئی شے عدم محض سے وجود میں آئے یعنی پہلے نہ ہو اور پھر موجود ہو جائے اور اس سے آپ کا مطلب یہ ہے کہ مادہ کا عدم سے وجود میں آ جانا ہماری عقل نہیں سمجھ سکتی۔

تیسرا شبہ۔ آپ لوگ کہتے ہیں کہ اگر نظامِ کائنات میں قصد اور حکمت کی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رعایت ہوتی تو ہر شئے میں قصد اور حکمت کے پورے پورے آثار موجود ہونا ضروری امر تھا۔ حالانکہ عالم میں ایسی اشیاء بھی ہم دیکھتے ہیں کہ قصد اور حکمت پر وہ منطبق نہیں ہوتیں بلکہ قصد اور حکمت کے خلاف معلوم ہوتی ہیں اس لئے علی وجہ الضرورت ہی ان کا انطباق ہوگا یعنی تمام اشیاء میں جب قصد اور حکمت کے آثار ہماری سمجھ میں نہیں آئے تو بس یہی کہنا چاہیئے کہ تمام چیزیں علی وجہ الضرورت ہوگئیں۔

اب میں کہتا ہوں کہ سابق کی تمام بحث سے آپ اس بات کو جان چکے ہیں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پیرو خدائے عالم اور اُس کی تمام صفات پر اسی کائنات سے استدلال کرتے ہیں۔ اس واسطے کہ کائنات کے حادث ہونے پر دلیل قائم ہو چکی ہے اور اُس کا خود بخود پایا جانا محال ہے اور یہ کائنات عظمت، عجیب صنعت، استحکام اور مضبوطی کے اعتبار سے ایسے بڑے مرتبہ پر پہنچ گئی ہے کہ اُن سب پر حاوی ہو جانا اور سب کو احاطہ کر لینا انسانی عقل کا کام نہیں وہ اس سے بالکل عاجز ہے۔ پس اس وقت یہ کائنات اپنے پیدا کرنے والے کی صفات اور خود اس کی ذات کی عظمت پر اور اُس کی حکمت کے نہایت ہی عالی ہونے پر کہ جس کا حصر کر لینا ممکن ہی نہیں اور نہ افکار اُس کو حاوی ہو سکتی ہیں بہت اچھی طرح سے دلالت کرتی ہے اور انسانی عقل کا یہی خاصہ ہے کہ آثار کی عظمت سے موثر کی عظمت پر استدلال کیا کرتی ہے اور جس قدر کہ آثار عظیم ہُوا کرتے ہیں اسی قدر مؤثر کی عظمت معلوم ہوتی ہے چنانچہ ہم اور آپ گزشتہ قوموں کی قدر و منزلت پر اُن کے آثار کی عظمت دیکھ کر استدلال کیا کرتے ہیں۔

اہلِ سائنس کی کتب میں بکثرت ایسی اشیاء کے مذکور ہونے سے جن کی حقیقت نامعلوم ہے اُن کے ادراک حقیقت سے قاصر و عاجز ہونے پر استدلال

پھر اگر آپ علمی تحقیقات میں غور کریں اور جتنی چیزیں کہ آپ کو دریافت ہو چکی ہیں اُن اشیاء سے اُن کا مقابلہ کریں کہ جو اَب تک معلوم نہیں ہو سکیں اور جن پر کہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اب تک پردہ پڑا ہُوا ہے تو آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ کائنات میں آپ کی معلومات بہت ہی کم ہیں حتیٰ کہ جو نسبت ایک قطرہ کو سمندر کے ساتھ یا ایک ذرّہ کو ریگستان کے ساتھ ہوتی ہے وہ بھی مشکل سے نکل سکے گی اور یہ ایسا دعویٰ ہے کہ جس کا آپ ہرگز انکار نہیں کر سکتے ورنہ علم طب، علم کیمیا، علم تشریح، علم فزیالوجی (وہ علم جس میں اعضاء حیوانات وغیرہ کے افعال اور حکم سے بحث ہوتی ہے) علم باتلوجی، علم جیالوجی (علم طبقات الارض) علم فلکیات، علم کائنات جو اور جو اس کے علاوہ اور علوم ہیں جن میں کہ آپ لوگوں کو خوب مہارت ہے اور جن کی کہ بڑی بڑی ضخیم جلدیں کی جلدیں آپ لوگوں نے تالیف کر ڈالی ہیں اور ان کے بیان میں آپ نے بڑی طوالت سے کام لیا ہے۔ ان سب علوم کو لیجئے ان کی کتابوں کو اٹھا کر دیکھئے قریب قریب کوئی صفحہ ایسا نہ ہو گا کہ جس میں آپ لوگوں کو یہ کہتے ہوئے نہ پاتے ہوں کہ فلاں امر کی حقیقت ہمیشہ نامعلوم رہی یا اُس شئے کی حقیقت کے کافی طور پر بیان کرنے تک علماء کی رسائی نہ ہو سکی اس میں انہوں نے بڑا اختلاف کیا۔ فلاں شئے کے بارے میں کوئی قطعی رائے قائم نہ ہو سکی۔ فلاں شئے کا فعل ہمیشہ مخفی رہا۔ فلاں شئے کے فائدے کی اطلاع ہی نہ ہوئی۔

علاوہ اس کے اسی طرح کی اور عبارتیں پکار پکار کہہ رہی ہیں کہ کائنات میں بکثرت ایسی چیزیں موجود ہیں جن کی حقیقت سے ناواقفیت کے آپ لوگ خود قائل ہیں اور آپ لوگ تو ہمیشہ ہی اسی کوشش میں سرگرم رہتے ہیں کہ کسی طرح اشیاء عالم کی حقیقتوں کو دریافت کریں۔ چنانچہ آپ علمی مجالس میں برابر اشیاء کائنات کی نسبت اپنی اپنی رائے ظاہر کرتے ہیں اور بہتیروں کو اپنی رائے کی غلطی بھی جو اُنھوں نے ایک زمانہ صرف کر کے حقائق اشیاء کی نسبت قائم کی تھی واضح ہو جایا کرتی ہے اور یہ ایک ایسی ظاہر بات ہے جس سے کوئی انکار ہی نہیں کر سکتا۔ کیا آپ اور کیا علماء جو اس زمانہ میں تحقیقات علمیہ کے درپے رہتے ہیں اس امر سے خوب واقف ہیں۔ اس کی اتنی مثالیں موجود ہیں کہ جن کا کوئی شمار ہی نہیں۔ اگر شاید آپ لوگ اس امر سے انکار کریں اور بکثرت اشیاء سے اپنی ناواقفی اور اپنے علم کی قلت کا ہٹ دھرمی سے اقرار نہ کریں تو میں آپ سے کہوں گا کہ اس بات کی بہت ہی بڑی دلیل یہ ہے کہ آپ لوگ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مادہ کی حقیقت سے جبکہ آپ رات دن دیکھتے اور چھوتے رہتے ہیں اب تک ناواقف ہیں اور آج تک فلاسفی دنیا کی مادہ کی حقیقت کی نسبت کوئی قطعی رائے قائم نہیں ہوئی حالانکہ مادہ ہی آپ لوگوں کے نزدیک تمام کائنات کی اصل ہے۔

اہلِ سائنس کا مادہ کی حقیقت کافی طور پر نہ بتلا سکنا اور نیز حواسِ خمسہ سے ادراک کرنے کی جو حقیقت ہے اُس سے ناواقف ہونا

اسی طرح دیکھنے، سُننے، چکھنے، چھُونے اور سونگھنے سے جن اشیاء کا ہم کو ادراک ہُوا کرتا ہے آج تک اس کی حقیقت دریافت نہ ہو سکی کہ دماغ ان چیزوں کا کیونکر ادراک کر لیتا ہے۔ غایت سے غایت آپ اس بارہ میں یہ کہیں گے کہ پٹھا اشیاء کی صورتوں کو دماغ تک پہنچا دیا کرتا ہے اور وہ ادراک کر لیتا ہے۔ اب رہی یہ بات کہ اس ادراک کی حقیقت کیا ہے اور اس کا کافی و وافی بیان تو وہ آج تک پورے طور سے آپ لوگوں سے نہیں ہو سکا (اور نہ کبھی ہوگا)۔

روشنی کے قوانین کے موافق ہم کو اشیاء معکوس نظر آنی چاہئیں لیکن پھر بھی سیدھی دکھائی دیتی ہیں اور اس کی کوئی قطعی وجہ اہلِ سائنس نہیں بیان کر سکتے

منجملہ اور مسائل کے ایک جزئی مسئلہ کو دیکھئے وہ یہ ہے کہ آپ لوگوں کی تحقیق کے موافق روشنی اپنی رفتار اور آنکھ کے مختلف طبقوں میں نفوذ کرنے کے لحاظ سے قوانین فطرت کے موافق دیکھی ہوئی چیزوں کی شبکیہ پر الٹی صورت مرتسم کرتی ہے۔ اب آپ لوگ اس امر کی تحقیق نہ کر سکے کہ عقل اس کو سیدھا کیوں دیکھتی ہے۔ اس مسئلہ کی نسبت بشنر میں ایک احتمال بیان کر چکا ہوں شاید اس سے یہ اعتراض دفع ہو جائے۔ جس امر میں کہ میں گفتگو کر رہا ہوں اس میں بہت بڑی گنجائش ہے۔ اگر میں اُن تمام اشیاء کو جن سے کہ آپ اپنے علمی مباحث میں ناواقفی کا اظہار کرتے ہیں شمار کرنا شروع کر دوں تو کلام میں ضرورت سے زیادہ طوالت ہو جائے۔ میں اتنے مختصر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیسان کو بھی منصف کے لئے کافی خیال کرتا ہوں اور ٹھکانے کی بات تو یہی ہے کہ موجودات عالم کی نسبت آپ لوگوں کی ناواقفی اعلےٰ درجہ پر ہے اور بہت ہی بڑھی ہوئی ہے۔ جب یہ حالت ہو اور پھر اُس وقت آپ خدائے عالم کی عظمت کا اُس کے آثار قدرت سے استدلال کرکے خیال باندھیں اور حقائق اشیاء کی نسبت اپنی ناواقفی کے مرتبہ کو بھی پیش نظر رکھیں تو اُس وقت حق اور انصاف کی بات تو یہی ہے کہ اس خدائے عظیم کی حقیقت دریافت کرنے کی ڈینگ سے اپنے آپ کو باز رکھیں۔ اگر انصاف اور شرم بھی کوئی چیز ہے تو کس منہ سے آپ کہہ سکتے ہیں کہ ہم خداوند عالم کی حقیقت دریافت کرنے کی قابلیت رکھتے ہیں جب کہ اُس کی مصنوعات میں سے ادنےٰ سے ادنےٰ چیزوں کی حقیقت سے آپ ناواقف ہیں بقول شخصے کہ ؎

تو کار زمیں را نکوساختی — کہ باآسماں نیز پرداختی

وجہ یہ ہے کہ جو شخص فرض کیجئے کہ ایک گھڑی کی تمام چیزوں کی حقیقت کے دریافت کرنے سے بھی عاجز رہے اور اس کا عجز ظاہر ہو گیا ہو تو اُس کو کس طرح سزا وار ہو سکتا ہے کہ وہ محض اُس گھڑی کو دیکھ کر جس سے کہ صرف یہ معلوم ہو سکتا ہے کہ اس کا کوئی بنانے والا ہے اُس کے بنانے والے کی حقیقت دریافت کر لینے کی ڈینگ مارنے لگے اور یہ کہنے لگے کہ میں گھڑی ہی کو دیکھ کر بتلا سکتا ہوں کہ اُس کے بنانے والے کی کیسی شکل وصورت ہے۔ وہ سفید ہے یا سیاہ، دراز قد ہے یا پستہ قد، موٹا ہے یا دُبلا۔ اسی طرح اور چیزیں بھی۔ جو کوئی ایسے شخص کو محض گھڑی دیکھ کر اُس کے بنانے والے کی حقیقت دریافت کر لینے کی ڈینگ مارتے ہوئے سُنے گا یہی کہے گا کہ کیا تیری عقل جاتی رہی ہے جو ایسی بے ہودہ باتیں بکتا ہے۔ عقل کے پورے ذرا سمجھ تو سہی کہ اس گھڑی کے دیکھنے سے صرف یہ تو معلوم ہو سکتا ہے کہ اس کو کسی ایسے بنانے والے نے بنایا ہے جو اُس کا بنانا جانتا ہے اور اُس کے بنانے پر اُس کو قدرت بھی حاصل ہے۔ رہی یہ بات کہ اس گھڑی کے دیکھنے سے یہ بات معلوم ہو جائے کہ اس کے بنانے والے کی حقیقت کیا ہے اور اس کی شکل وصورت کیسی ہے محض گھڑی کے دیکھ لینے کا تو ہرگز یہ مقتضا نہیں ہو سکتا کہ اُس سے یہ سب کچھ بھی معلوم ہو جائے اور یہ کیونکر ہو سکتا ہے جب کہ تو اُس کے تمام پرزوں کی بھی پورے طور سے حقیقت نہ جان سکا۔ حالانکہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ تیرے سامنے موجود ہیں تو پھر اُس کے بنانے والے کی حقیقت دریافت کر لینے کے لئے جو کہ تیری نظروں سے غائب ہے ناحق اپنے نفس کو تکلیف دیتا ہے۔ یہ امر نہایت بے جا اور سراسر بے انصافی پر مبنی ہے اور اگر آپ لوگ یہ کہیں کہ ہمارا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ ہم محض کائنات کو دیکھ کر اُس کے بنانے والے خدا کی حقیقت دریافت کر لیں گے بلکہ اس بات کو تو ہم بھی جانتے ہیں کہ محض کائنات کا دیکھ لینا اس خدا کی حقیقت پر دلالت نہیں کر سکتا اور نہ اُس سے اس کی حقیقت ہمیں معلوم ہو سکتی ہے۔ ہم تو یہ کہتے ہیں کہ جو خواص آپ نے ذکر کیے ہماری عقلوں میں یہ نہیں آتا کہ کوئی چیز ایسی بھی ہو سکے جو اُن کے ساتھ موصوف ہو کر پائی جائے۔ بلکہ ہماری عقلوں کو تو اس بات کا یقین ہے کہ ایسی کوئی شئے نہیں پائی جا سکتی کہ جو اُن خواص مذکورہ کے ساتھ موصوف ہو کر پائی جائے بلکہ ہماری عقلوں کو تو اس بات کا یقین ہے جتنی چیزیں موجودات عالم میں سے ہمیں معلوم ہوئی ہیں اُن میں سے کوئی بھی ایسی نہیں جس میں خواص مذکورہ پائے گئے ہوں۔

تو اُس کے جواب میں میں کہوں گا کہ اگر آپ کی عقلوں کو اس کے خیال کرنے کی قدرت نہ ہو تو اس سے یہ نہیں لازم آتا کہ وہ شئے واقع میں بھی موجود نہ ہو کیونکہ بکثرت ایسے حقائق ہیں کہ جن کو آپ پورے طور سے خیال نہیں کر سکتے اور پھر بھی وہ نفس الامر میں موجود ہیں اور صرف اس لئے کہ اُن کے وجود پر دلیل تام ہے اُن کا وجود مانا جاتا ہے اور آپ لوگوں کا یہ یقین کر لینا کہ ایسی شئے کا جو ان خواص کے ساتھ موصوف ہو پایا جانا ممکن ہی نہیں۔ قیاس تمثیل[1] سے ناشی اور اُسی پر مبنی ہے جیسا کہ آپ کے اس قول سے (کیونکہ جتنی چیزیں موجوداتِ عالم میں سے ہمیں معلوم ہوئی ہیں اُن میں سے کوئی بھی ایسی نہیں جس میں خواص مذکورہ پائے گئے ہوں۔ ظاہر ہوتا ہے کہ بس آپ لوگوں نے جتنی اشیاء کہ مشاہدہ کیں اُن پر قیاس کر کے یہ گمان کر لیا کہ ہر شئے موجود کا ان خواص مذکورہ سے اضداد کے ساتھ موصوف ہونا

---

[1] ایک جزئی پر دوسری جزئی کو قیاس کر کے اس کا حکم دریافت کرنا قیاس تمثیل کہلاتا ہے ۱۲ مترجم

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لازمی ہے اور یہ قیاس کوئی قطعی دلیل نہیں ہے بلکہ محض دھوکہ کی دلیل ہوتی ہے کیونکہ بسا اوقات یہ دلیل انسان کو دھوکہ دے کر غلطی میں ڈال دیتی ہے یہاں تک کہ وہ ایک شئے کے احکام کو دوسری شئے پر جاری کرنے لگتا ہے حالانکہ وہ احکام اُس دوسری شئے پر بوجہ کسی امر فارق کے کہ جس کی اطلاع مستدل کو نہیں ہوئی جاری نہیں ہوسکتے اس وقت آپ لوگوں سے پوچھا جا سکتا ہے کہ ایسا خدا جو نہ جسم ہو نہ جسم کا مادہ ہو یہاں تک کہ تمام مادی خواص سے منزہ ہو اگر موجود مانا جائے تو کیا خرابی لازم آتی ہے اور اُس کے ماننے سے کون سا امر مانع ہے۔ آپ لوگوں کا اس کی حقیقت کے تصور کرنے پر قادر نہ ہونا یہ کوئی استحالہ کی دلیل نہیں بن سکتی۔ اسی طرح ان چیزوں پر جو مادی عالم میں آپ لوگوں نے مشاہدہ کیں اُس خدا کو قیاس کرنا کہ جس کی وجہ سے آپ نے یہ یقین کر لیا کہ ایسے خدا کا وجود ناممکن ہے محض مغالطی قیاس ہے کیونکہ ان دونوں میں فرق کی وجہ موجود ہے اور وہ دونوں ہرگز یکساں نہیں ہیں۔ یہاں تک کہ ایک کے احکام دوسرے پر جاری کرنا صحیح ٹھہر سکے اور اگر آپ کہیں کہ ہمیں اس کی ضرورت کیا ہے اور کون سی شئے ہمارے ذمے اس امر کو لازم کرتی ہے کہ ہم اُس خدا کے وجود کو مان ہی لیں تو اُس کا جواب ہم سے سنئے کہ وہ شئے اُس کے آثار قدرت ہیں کہ جو اُس کے وجود پر دلالت کرتے ہیں اور اگر آپ کہیں کہ اچھا اس کی کیا ضرورت ہے کہ ہم اُس خدا کو جسم مادۂ جسم اور مادہ کے تمام خواص سے منزہ مانیں تو ہم کہیں گے کہ اس کی اس لئے ضرورت ہے کہ ہمارے پاس اس بات پر دلائل قائم ہو چکے ہیں کہ مادہ اور مادہ کے آثار و خواص سب کے سب حادث ہیں قدیم نہیں ہوسکتے اور خدائے سبحانہ کے لئے ضروری ہے کہ وہ قدیم ہو کیونکہ اگر مادہ یا مادی ہوگا یا اُس میں مادہ کے خواص پائے جائیں گے تو وہ بھی مادہ ہی کی طرح حادث ٹھہرے گا اور یہ محال ہے چنانچہ شروع بحث میں پیشتر اس کا بیان آچکا ہے۔

اگر آپ کہیں کہ ہم چاہتے ہیں کہ ہم کو کوئی ایسی دلیل مل جائے جس کے ذریعہ سے ہم اُس خدا کی حقیقت تک پہنچ جائیں تو ہم آپ سے کہیں گے کہ پیروان محمدؐ کے نزدیک غایت درجہ کی بحث و تدقیق سے یہ بات ظاہر ہو چکی ہے کہ خدا کی حقیقت تک پہنچ جانا اور اُس کو دریافت کر لینا انسانی عقل کی طاقت سے باہر ہے۔ چنانچہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شریعتِ محمدیہ کی تصریحات سے بھی صاف صاف یہی ظاہر ہوتا ہے اور وجہ یہی ہے کہ خدائے سبحانہٗ غایت درجہ کی عظمت والا ہے اور انسانی عقلوں کا ادراک اُس کی عظمت کے لحاظ سے انتہا درجہ کی پستی میں واقع ہُوا ہے اور ظاہر ہے کہ جو ادراک کی حیثیت سے پستی میں پڑا ہو ایسی حقیقت کے دریافت کرنے تک کہ جو انتہا درجہ عالی اور باعظمت ہو اُس کی رسائی ہونا ناممکن ہے اور اُن کی شریعت نے اُن کو سمجھا دیا ہے کہ اُس خدا کی جانب سے اُن کو اُسی قدر اُس کی معرفت کی تکلیف دی گئی ہے جہاں تک کہ اُس کے آثارِ قدرت سے پتہ چل سکتا ہے اور وہ اس امر کا یقین کر لینا کہ وہ موجود ہے زندہ ہے، ذی قدرت ہے، صاحب ارادہ ہے۔ اسی طرح تمام اُن صفات کے ساتھ موصوف ہے جن کا کہ پیشتر ہم ثبوت دے چکے ہیں اور اُن کی نسبت سابق میں ہم سے اور آپ سے گفتگو ہو چکی ہے اور اُن کی شریعت نے خدا تعالےٰ کے لئے بعض ایسی صفات کے اعتقاد کرنے کی بھی تکلیف دی ہے کہ نہ جن کے ثبوت پر کوئی دلیل عقلی قائم ہے اور نہ اُن کی نفی پر۔ اس لئے شریعت محمدیہ نے خود وہ صفات اُن کو بتلا دیئے ہیں۔

پس انہوں نے اس کا اعتقاد کر لیا اور ذاتِ خدا کی حقیقت میں خوض و بحث کرنے سے شریعت نے انہیں منع کر دیا ہے اس لئے کہ وہ اُس کے ادراک سے عاجز ہیں اور نیز اس خوف سے کہ کہیں اُس کو وہ اپنی عقلوں میں جیسا کہ وہ واقع میں ہے اُس کے خلاف نہ خیال کر لیں اور پھر قابلِ مذمت جہل میں جا پڑیں اور خلاف واقع کا اعتقاد کرنے لگیں۔ چنانچہ بعض پیروانِ محمد صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے اس بحث و تفتیش سے بچانے کو یوں کہا ہے (کہ جو چیز[1] تیرے (یعنی انسانی) دل میں آسکے وہ ضرور ہلاک ہونے والی ہے اور اللہ اُس کے خلاف ہے)۔

پھر سُنیئے جیسے کہ یہ خدا انتہا درجہ کی عظمت رکھنے والا ہے اُسی طرح اُس کے اعمال بھی غایت درجہ کے عظیم ہوتے ہیں۔ اور یہ بات اسی کائنات اور اُن عجائب و

---

[1] کل ما خطر ببالک فهو هالک والله اجل من ذالک

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غرائب میں جو اس میں پائے جاتے ہیں غور کرنے سے معلوم ہوتی ہے چنانچہ اُن عجائب میں سے قدرے قلیل ہم بھی پیشتر بیان کر چکے ہیں اور اس میں تو کچھ شک نہیں کہ آپ لوگ اُس کی مصنوعات میں سے بکثرت اشیاء کے سمجھنے اور اُن کی حقیقت دریافت کر لینے سے عاجز ہیں گو اس کو پہلے بھی ہم نے بیان کیا ہے لیکن یہاں پر کچھ اور بھی بیان کئے دیتے ہیں چنانچہ آپ لوگ اپنی تحقیقات جدیدہ میں یہ کہتے ہیں کہ حرکت قوتِ کہربائی کی جانب منتقل ہو جاتی ہے اور قوت کہربائی حرارت کی جانب اور حرارت روشنی کی جانب۔

اب میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ کیا یہ تصور کر لینا اور سمجھنا آپ کی وسعت میں ہے کہ اشیاء مذکورہ بعض بعض کی جانب کیونکر منتقل ہو جاتی ہیں اور پھر سمجھ کر کیا آپ کسی عبارت سے جس کو آپ نے سمجھا ہے بیان کر سکتے ہیں کہ انتقالات کی حقیقت ہم کو بھی معلوم ہو جائے میں تو کسی طرح خیال نہیں کر سکتا کہ اس میں سے کچھ بھی آپ کی وسعت میں ہو غایت سے غایت آپ یہ کہیں گے کہ یہ انتقالات ذرات مادّہ کی حرکات اور اوضاع کے تغیر سے پیدا ہوتے ہیں لیکن اس تغیر کا واضح کر دینا اور اذہان کا اس کی حقیقت کو دریافت کر لینا پھر پہلے اور دوسرے انتقال میں اسی طرح دوسرے اور تیسرے وغیرہ انتقالات میں فرق بیان کر دینا ذرا کام رکھتا ہے کچھ آسان نہیں ہے۔ اسی طرح بہت سی ایسی چیزیں ہیں کہ اُس کے تصور کرنے اور حقیقت بیان کرنے سے آپ بالکل عاجز ہیں۔

پس جب اس خدا کی مصنوعات میں بکثرت ایسی چیزیں موجود ہیں کہ جن کی نسبت آپ لوگوں کا عجز ظاہر ہو چکا ہے تو پھر اس میں آپ کو تعجب ہی کیا ہوتا ہے۔ اگر آپ اس بات کو تصور نہ کر سکیں کہ اُس خدا نے عالم کو عدم محض سے کیونکر پیدا کر دیا۔ حالانکہ آپ لوگوں کا کسی واقعی شئے کو تصور نہ کر سکنا اُس شئے کے فی نفسہ معدوم ہونے پر دلیل نہیں بن سکتا جیسا کہ پیشتر بیان ہو چکا ہے اور اگر آپ کہیں کہ ہماری عقلیں اس امر کو محال سمجھتی ہیں کہ کوئی شئے عدم محض سے وجود میں آجائے یعنی یہ ہماری عقل میں نہیں آتا کہ کوئی شئے پہلے تو بالکل نیست و نابود ہو پھر وہ کسی وجہ سے موجود ہو جائے کیونکہ جتنی چیزیں ہم نے مشاہدہ کیں اُن میں سے کوئی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھی ایسی نہیں دیکھی جو عدم محض سے پیدا ہوگئی ہو اور نہ کوئی ہم میں سے کسی شئے کو عدم محض سے پیدا کرسکا۔ اسی واسطے ہم اُس کے محال ہونے کا حکم کرتے ہیں تو میں کہوں گا کہ آپ لوگوں کے کسی شئے کو عدم محض سے پیدا ہوتے ہوئے مشاہدہ نہ کرنے سے یہ نہیں لازم آتا کہ وہ محال ہو۔ اسی طرح آپ لوگوں میں سے اگر کسی کو عدم محض سے کسی شئے کے پیدا کرنے پر قدرت نہ ہو تو اس سے یہ نہیں لازم آتا کہ وہ خدا بھی اس کی قدرت نہ رکھتا ہو۔

پس آپ لوگوں کا اس امر کے محال ہونے کی نسبت حکم لگانا بھی قیاس تمثیل ہی پر مبنی ہے جو کہ قطعی الدلالت نہیں ہوتا بلکہ بسا اوقات سخت غلطی میں ڈال دیا کرتا ہے جیسا کہ پیشتر بیان ہوچکا ہے اور آپ لوگوں نے تو خدا کی قدرت کو اپنی قدرت پر خدا کے علم کو اپنے علم پر۔ خدا کے اعمال کو اپنے اعمال پر قیاس کر لیا ہے۔ اس قیاس کا ضعیف ہونا تو جُدا رہا۔ یہ تو دیکھ لیجئے کہ مقیس اور مقیس علیہ میں کیسا ظاہر فرق پایا جاتا ہے۔ بھلا کہاں آپ لوگ اور کہاں وہ خدا جس نے تمام کائنات کو اس استحکام کے ساتھ بنایا ہے اس فرق کا کچھ ٹھکانہ ہے۔ اگر کچھ انصاف ہو تو زمین و آسمان کا فرق صاف صاف نظر آتا ہے۔ آپ لوگوں کی کیا بات ہے آپ لوگ باوجودیکہ علم کیمیا میں بڑے فضل و کمال کی ہانکتے ہیں لیکن آج تک آپ کو یہ قدرت نہ ہوئی کہ عناصر[1] کی تحلیل کر لیتے۔ یا کسی جسم کو ترکیب دے کر جاندار بنا لیتے جس میں کہ زندگی کے تمام خواص پائے جاتے اور جانداروں کی سی اُس کی صورت ہوتی۔ ان دونوں بسیط امروں کے بنانے سے آپ لوگوں کا عاجز رہنا اسی طرح اور خداوندی اعمال میں سے بکثرت اعمال پر آپ کا قدرت نہ رکھنا ایسا امر ہے جس کی دلیل بیان کرنے میں کلام کو طوالت دینے کی حاجت نہیں تو کیا اس کے بعد بھی آپ لوگوں کو شرم نہیں آتی کہ آپ اپنے نفسوں کو اس خدائے قادر کی ذات پاک پر اور اپنے اعمال کو اُس کے اعمال پر قیاس کرنے کی جرأت کرتے ہیں۔

---

[1] یعنی ہر عنصر کی تحلیل کر کے اُس کے ذرات بسیطہ نکال لیتے ہیں۔ مثلاً آکسیجن کو تحلیل کر کے اُس کے ذرات بسیطہ نکال لیتے ۱۲

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علاوہ بریں اگر آپ غور سے کام لیں اور اپنے اعمال کو سوچیں تو آپ لوگوں کو معلوم ہو جائے گا کہ جو اعمال آپ کرتے ہیں اُن میں بھی آپ کا حقیقی فعل نہیں پایا جاتا۔ چنانچہ آپ مثلاً فلاں معدن کی جو اُس کے عناصر کی جانب تحلیل کرتے ہیں یا فلاں مرکب کو دو یا زیادہ عنصروں سے ترکیب دیتے ہیں تو اس کو دیکھئے۔ آپ کو یہ بات ظاہر ہو جائے گی کہ آپ نے تحلیل یا ترکیب میں اُنہیں اسباب سے کام لیا جو خدا کے پیدا کردہ ہیں اور انہیں کو جاری کر دیا۔ جن پر کہ آپ کو اطلاع حاصل ہو گئی کہ فلاں چیز کے لئے فلاں شئے سبب ہے۔ مثلاً ایک شئے کو دوسرے میں ملا دینا یا گرم کرنا یا بجھا دینا وغیرہ۔ یہاں تک کہ اس طرح پر تحلیل یا ترکیب حاصل ہو گئی۔ باقی رہی عناصر کے متمیز ہو جانے کی حقیقت اور یہ کہ کیونکر ایک دوسرے سے جدا ہو جاتے ہیں یا ذرات مادہ کے خاص طور پر مل جانے کی کیا حقیقت ہے کہ جس سے شئے مطلوب حاصل ہوتی ہے۔ واقعی بات تو یہ ہے کہ آپ لوگ ان سب باتوں کو پورے طور پر تصور کرنے سے عاجز ہیں اور نہ ان کا صاف صاف بیان ہی کر سکتے ہیں۔ چہ جائیکہ آپ ان سب کے عمل کرنے پر بھی قادر ہوں اور یہ کر سکیں کہ دوسرے عناصر کے ذرات بسیط سے ہر عنصر کے ذرات بسیط کو تحلیل کر کے بالکل جُدا کر لیں یا ہر عنصر کے ذرات بسیط کو دوسرے کے ذرات بسیطہ کے ساتھ خاص اوضاع پر کہ جو لازمی ہیں ملا کر ترکیب دے لیں۔ اس سے آپ لوگوں کا صناعت اور عمل میں بھی عجز ظاہر ہو گیا جیسے کہ ادراک اور معرفت میں ظاہر ہو چکا ہے۔

پس اے عقلمندو! کیا اس کے بعد بھی اس خدا کے اعمال کو اپنے اعمال پر اور اُس کی قدرت کو اپنی قدرت پر قیاس کرنے کی ڈینگ مارتے رہو گے اور یہی حکم لگائے جاؤ گے کہ جب تم کسی شئے کو عدم محض سے پیدا نہ کر سکے تو وہ خدا ئے قادر بھی اس سے عاجز رہے گا۔ آپ لوگوں کی غلط فہمی سے خدا کی پناہ! باوجودیکہ علم اور عمل دونوں میں آپ کا عجز ظاہر ہو چکا پھر بھی آپ دھوکے میں پڑے ہوئے ہیں اور اپنی زبردستی سے باز نہیں آتے۔ اگر دنیا میں انصاف بھی کوئی چیز ہے تو آپ لوگوں کو تو لازمی طور پر وہ طرز وروش اختیار کرنا چاہیئے تھا جس پر کہ پیروان محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم چلے کیونکہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بے انصافی سے خالی اور سراسر انصاف پر مبنی ہے اس طرز کے اختیار کرنے میں انہوں نے دور اندیشی بیدار مغزی اور انتہا درجہ کی احتیاط سے کام لیا ہے اور وجہ اس کی یہ ہے کہ اُن کے نزدیک خدائے عالم کے وجود پر۔ اُس کی قدرت کے عجیب و غریب اور باعظمت آثار کے مشاہدہ کرنے سے قطعی دلیل قائم ہو چکی اور اُن پر بحث و تدقیق سے یہ امر ظاہر ہو گیا کہ اس خدائے پاک کی عظمت کے مقابلہ میں اُن کے قوائے ادراکیہ بالکل قاصر ہیں اس وجہ سے اُس کی حقیقت کا سمجھنا اور تصور کر لینا اُن کے امکان سے باہر ہے اور اس سے وہ سراسر عاجز ہیں اور اس عاجز رہنے سے خدا کا وجود جو آثار قدرت کی دلالت سے اُن کے نزدیک ثابت ہو چکا ہے منتفی نہیں ہو سکتا اور نہ یہ خدا کے وجود پر جو قطعی دلیل سے ثابت ہو چکا ہے ایمان لے آنے کے منافی ٹھہر سکتا ہے۔

پھر اُن کے نزدیک دلائل سے قطعی طور پر یہ بات ثابت ہو گئی کہ یہ عالم پہلے بالکل نیست تھا اور اُس کے بعد حادث ہُوا ہے اور ظاہر ہے کہ عدم سے اُس کو حادث کرنے کے لئے کسی نہ کسی محدث کا ہونا لازمی ہے اور اُسی کو وہ خدا کہتے ہیں لیکن وہ اس احداث اور پیدا کرنے کی کیفیت کے تصور کرنے سے عاجز ہیں اور اس عاجز رہنے سے اس کا محال ہونا لازم نہیں آتا اور نہ یہ عاجز رہنا عالم کے اسی طور پر پیدا ہونے کے یقین کے منافی ہے کہ جو قطعی طور پر دلیل سے اُن کے نزدیک ثابت ہو چکا ہے۔

پس اس موقع سے آپ لوگوں میں سے بعض کا وہ قول بھی ساقط ہو گیا کہ جو ایسے موقع پر وہ کیا کرتے ہیں جبکہ پیروانِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ایسے خدا کے وجود کا اعتقاد کرنا ذکر کیا جاتا ہے کہ جو نہ جسم ہے اور نہ اس کے لئے اجسام کے صفات ہی ثابت ہیں اور نیز یہ اعتقاد کہ اُس خدائے پاک نے عالم کو محض عدم محض سے پیدا کیا ہے اور وہ قول یہ ہے (کہ صاحب اس اعتقاد میں تو بہت ہی قوی ایمان کی ضرورت ہے اس میں علم کو کوئی بھی دخل نہیں)۔

❊

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ کہنا غلط ہے کہ ایمان علم نہیں ہے کیونکہ ایمان تو علم کے اعلےٰ درجہ (یقین) کا نام ہوتا ہے

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس قول کے کہنے والوں نے شاید یہ سمجھ رکھا ہے کہ ایمان کسی شئے کے محض سیدھے ساد ھے طور پر یقین کر لینے اور بلا کسی قطعی دلیل کے اندھا دھند کسی بات کے مان لینے کا نام ہے اور ان بھولے بھالے عقلمندوں کو یہ پتہ نہ لگا کہ شریعتِ محمدیہ میں ایمان جب تک کہ کسی قطعی دلیل سے نہ ہو کامل ہو ہی نہیں سکتا اور اس شریعت میں ایمان کامل کے یہ معنی ہیں کہ قطعی دلیل کے ذریعہ سے اُن ساری چیزوں کا یقینی علم حاصل ہو جن کی نسبت یقینی طور پر ثابت ہو چکا ہے کہ انہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم لائے ہیں اور اُس کے ساتھ ہی شریعت کا اپنے آپ کو مطیع اور منقاد بھی بنا دیا جائے۔

پس ان لوگوں کا خدائے عالم کے وجود کے ساتھ اور اس بات کے ساتھ کہ اُس نے عالم کو عدم محض سے پیدا کیا ہے اسی قسم کا ایمان ہے جیسا کہ پیشتر بیان ہو چکا ہے لیکن وہ ذاتِ خداوندی کی حقیقت اور نیز اس امر کے ادراک سے کہ اُس نے عدم محض سے عالم کو کیونکر پیدا کیا عجز کا اقرار کرتے ہیں اور کسی شئے کی حقیقت کے تصور کرنے سے عاجز رہنا جس سے کہ نفس الامر کی وجود پر دلیل قائم ہو چکی ہے۔ اُس شئے کے وجود کے اعتقاد جازم کے منافی نہیں ہو سکتا۔ پس اُن بعض لوگوں کا کیسا لچر خیال ہے۔ حق بات کے بیان کرنے میں انہوں نے کیسی اپنی جہالت ظاہر کی ہے اور علم اور ایمان کے درمیان فرق کرنے میں کیسی غلطی کھائی ہے۔ یہ نہ سمجھ سکے کہ علم کی تمام انواع میں سے سب سے کامل نوع کو ایمان کہتے ہیں۔ ناواقفی بھی کیا بری چیز ہے۔ خدا اس ناواقفی اور جہل کا ستیاناس کر دے۔

اور سنئے کہ پھر پیرزانِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے مصنوعات خداوندی میں طرح طرح کے اسرار اور ایک سے ایک بڑھ کر بے شمار حکمتیں مشاہدہ کیں اور روز بروز جو حکمتیں برسوں تک اُن پر مخفی رہی تھیں یکے بعد دیگرے ظاہر ہوتی رہیں اس سے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کے نزدیک یہ بات اور بھی پایۂ ثبوت کو پہنچ گئی کہ یہ خدائے پاک بہت ہی بڑی حکمت والا ہے۔ لوگوں کی عقلیں اُس کی حکمتوں کو ہرگز حاوی نہیں ہوسکتیں اس کے بعد کائنات میں سے جب اُنہوں نے کسی شئے کا مشاہدہ کیا کہ جس کی حکمت اُن کو ظاہر نہ ہوئی تو انہوں نے اُس کی نسبت یہ اعتقاد نہیں کیا کہ وہ شئے محض عبث اور بلا کسی حکمت کے پائی گئی بلکہ یہی کہنے لگے کہ اس کا پیدا کرنے والا حکمت والا ہے۔ اس دلیل سے کہ ہم نے اُس کی کائنات میں اتنی حکمتیں مشاہدہ کی ہیں کہ جن کا شمار نہیں ہوسکتا اور ان میں سے بہت سی ایسی حکمتیں ہیں کہ جو ہم پر مدتوں تک مخفی رہیں اور پھر اُس کے بعد ظاہر ہوئیں۔

پس اس شئے کی نسبت بھی جس کی کہ ہمارے نزدیک حکمت ابھی ظاہر نہیں ہوئی ہے ہمیں یہی کہنا چاہیئے کہ ضرور اس میں کوئی حکمت ہے جو ہم پر مخفی رہ گئی ہے نہ یہ کہ وہ شئے بلا کسی حکمت کے پائی گئی اور اس بارہ میں جس امر سے کہ ہماری عقلوں کی تسکین ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ یہ خالق نہایت ہی عظمت والا ہے۔ چنانچہ ہم اُس کے صفات، اسرار اور حکمتوں کی عظمت اُس کی خلق میں دیکھتے ہی ہیں اور انسانی عقلیں میں کتنی ہی وسعت کیوں نہ ہوجائے لیکن وہ اُس کی نسبت نہایت ہی حقیر ہیں اور اُس کی عظمت پر ہم قیاس کرکے کہہ سکتے ہیں کہ انسانی ادراک کی اُس کے مقابلہ میں کوئی ہستی نہیں ہے۔

پس اے اہلِ سائنس! آپ لوگوں کے حق میں امر صواب بدیہی ہے کہ آپ بھی اسی سرتاپا منصفانہ طریق پر جس پر کہ پیروانِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم چلتے ہیں چلنا اختیار کریں۔ پس آپ لوگوں کی عقلیں اُن بے شمار حکمتوں کی وجہ سے کہ جو آپ کے نزدیک ظاہر ہوچکی ہیں اور نیز اُن کی وجہ سے کہ جو برسوں تک آپ لوگوں پر مخفی رہنے کے بعد وقتاً فوقتاً ظاہر ہوتی رہیں گی اس بات کو مان لیں گی کہ تمام کائنات حکمت پر مبنی ہے اور کوئی شئے بھی حکمت سے خالی نہیں اور یہیں سے آپ لوگ یہاں تک پہنچ جائیں گے اور سمجھنے لگیں گے کہ عالم کے لئے ضرور کوئی ذی حکمت صانع ہے اور عالم میں کوئی شئے اندھادھند ضرورت کی وجہ سے بلا ارادہ موجود نہیں ہوئی اور جب آپ کسی ایسی چیز کو دیکھیں گے کہ جس کی حکمت آپ کو

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ظاہر نہ ہو تو بجائے اس کے کہ آپ اس کو تمام کائنات کی بلا حکمت اور بغیر کسی ارادہ کے پیدا ہونے کی دلیل ٹھہرائیں اور اس کو خالق عالم کے وجود سے انکار کرنے کا ذریعہ بنانے کے درپے ہوں۔ آپ یہ کہیں گے کہ اتنی بے شمار حکمتیں جو ہم کو ظاہر ہو چکی ہیں ان پر قیاس کر کے ہم کو یہی حکم لگانا چاہیئے کہ اس شئے میں بھی ضرور کوئی حکمت ہے کہ جو ہم سے مخفی رہ گئی اور اس بارے میں جو شئے آپ لوگوں کی عقلوں کو تسکین بخش سکتی ہے وہ یہ ہے کہ آپ اس خدا کی عظمت اور کائنات میں جو اس کے بڑے بڑے اعمال ہیں ان کی عظمت کا تصور کریں اور ان بے شمار حکمتوں کے علو قدر کو دیکھیں کہ جن پر آپ کو اطلاع حاصل ہو چکی ہے اس کے بعد یہ بھی لحاظ رکھیں کہ انسانی عقلیں خدائے تعالےٰ۔ اس کے اعمال اور حکمتوں کے اعتبار سے نہایت ہی قاصر ہیں اور ان کا ادراک اس کے مقابل میں کسی شمار میں نہیں اور نہ کچھ ہستی رکھتا ہے۔

اب بعد اس کے میں آپ لوگوں کے ان تینوں شبہوں کو باطل کر چکا ہوں چاہتا ہوں کہ ایک مثال ذکر کروں جس سے کہ ان شبہوں کی طرف ذہن منتقل ہونے میں جو آپ کو دھوکہ ہو گیا ہے وہ بھی ظاہر ہو جائے۔

خدا کی عظمت کے مقابل میں انسان کی ایسی ہی مثال ہے جیسے ہمارے مقابل میں خوردبین سے پانی میں نظر آنیوالے کیڑوں کی

پس اے اہل سائنس میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ ذرا تکلیف فرما کر اُن کیڑوں میں جو کہ بذریعہ مائی کراسکوب (خوردبین) پانی کے ایک ذرا سے قطرہ میں ہزاروں اور لاکھوں ہی نظر آتے ہیں۔ غور کریں کیا آپ خیال کر سکتے ہیں کہ یہ کیڑے باوجودیکہ اُن کو اپنی زندگی قائم رکھنے کے لئے جس قدر ادراک کی ضرورت پڑ سکتی ہے حاصل ہوتا ہے۔ انسان کی حقیقت کا تصور کر سکتے ہیں؟ اور کیا اس ساری تفصیل سے سمجھ سکتے ہیں کہ انسان کے اعضاء کیسے ہوتے ہیں اُن کے کیا افعال ہیں؟ اُس کے سننے، دیکھنے، سونگھنے چکھنے اور چھو کر دریافت کرنے کی کیا کیفیت ہے۔ وہ غذا کیونکر حاصل کرتا ہے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اُس کے اعضاء غذا کیا کیا افعال کیا کرتے ہیں؟ دورانِ خون کیونکر انجام پاتا ہے؟ اُس کے خیالات اور ادراکات کے بارہ میں دماغ سے کیا افعال سرزد ہوتے ہیں اسی طرح یہ کیڑے کیا انسانی مصنوعات اور اعمال کو جان سکتے ہیں یعنی یہ کہ دخانی کلیں کن اصول پر بنتی ہیں کیونکر اپنا کام انجام دیتی ہیں؟

مختلف قسم کے کپڑے انسان کس طرح بُنا کرتا ہے اُس کی اشیاء خورد ونوش اور ادویہ کیسی ہوتی ہیں۔ اسی طرح اس کی تالیفات اور مطبوعات میں کیا ہے۔ ٹیلیگراف فوٹوگراف، ٹیلیفون فونوگراف وغیرہ کے آلات کس قسم کے ہُوا کرتے ہیں اُس نے اُن کو کیونکر ایجاد کیا؟ کس چیز سے بنایا۔ لوہے اور باقی معدنیات کو اُس نے زمین کے اندر سے کیسے نکال لیا اور اُس سے ایسے عجیب وغریب آلات کیونکر بنائے اور یہ کہ انسان کے بنائے ہوئے آلات اور کلوں کے ہر ہر پُرزے میں کیا حکمت مدنظر رکھی گئی ہے اور وہ اسی طرح کیوں بنایا گیا۔ مثلاً جب یہ کیڑے ٹیلیگراف کی بلیوں کو دیکھیں جن پر کہ تار لگا ہُوا ہے تو کیا اب وہ اس کی حکمت کے جان لینے پر قادر ہو سکتے ہیں اور اس پر کہ وہ اسی طرح کیوں لگایا گیا ہے اور کیا وہ ٹیلی گراف کی اور دوسری کلوں کو سمجھ سکتے ہیں جس حالت میں کہ انہوں نے سوائے اُن بلیوں اور لوہے کے تاروں کے جو اُن پر لگے ہوئے ہیں اور کچھ نہیں دیکھا ہے۔

پس جب فرض کر لیا جائے کہ انسان کے اعمالِ عظیمہ پر اُن کو اطلاع ہو گئی اور یہ کہ اس سے انہوں نے انسان کے وجود اور اُس کی عظمت پر استدلال کر لیا کہ وہ نہایت کامل حکمت والا ہے۔ پس کیا ان کیڑوں میں سے ہر ایک کو یہ کہنا کہ انہوں نے اُس کی مصنوعات کی بہت سی حکمتیں بھی دریافت کر لیں اور اس سے انہوں نے اس بات پر استدلال کر لیا کہ وہ نہایت حکمت والا ہے۔

پس کیا ان کیڑوں میں سے ہر ایک کو یہ کہنا ضروری نہ ہو گا کہ مَیں اتنے سے ادراک کو جس کا کہ انسان اور اُس کے اعمال کے عظمت اور اس کی حکمت کی وسعت کے مقابل میں ذکر کرنا بھی نامناسب ہے۔ اُس کی حقیقت کے ادراک کر لینے کا دعویٰ کر سکتا ہوں مجھے اس کی حقیقت کے دریافت کرنے سے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سراسر عجز کا اقرار ہے غایت سے غایت مجھ سے جو کچھ ہو سکتا ہے وہ یہی ہے کہ میں اُس کے وجود اُس کی قدرت اُس کی حکمت کا یقین کر لوں اس لئے کہ میں نے اُس کے اعمال مشاہدہ کئے ہیں اور اس کی مصنوعات کے بنانے کی جو کیفیت ہو اُس کے ایک بہت بڑے حصّہ کے سمجھنے سے اپنے عجز کا اقرار کر دوں اور محض اس وجہ سے کہ میری عاجز فکر اُس کا تدارک نہ کر سکی اُس کے وجود سے انکار نہ کر دوں اور جب میں اُس کی مصنوعات میں سے کسی ایسی شئے کا مشاہدہ کر دوں جس کی حکمت مجھ پر ظاہر نہ ہو تو میرے اوپر یہ بات لازم ہے کہ اُس کی حکمت دریافت کرنے سے اپنے عاجز رہنے کا اقرار کر لوں۔ کیونکہ اُس کے اعمال کی بکثرت حکمتوں سے اُس کا ذی حکمت ہونا ثابت ہو چکا ہے۔ اس لئے میں یہ کہتا ہوں کہ ضرور اس میں کوئی حکمت ہے۔ لیکن وہ میری فہم قاصر پر مخفی رہ گئی ہے۔ پس یہ کیڑے جب مثلاً ٹیلیگراف کی بلیوں کو دیکھیں گے اور نیز یہ کہ اُن کے اوپر تار لگے ہوئے ہیں تو وہ یہ نہ کہیں گے کہ یہ سب راستوں میں بغیر کسی حکمت اور فائدے کے بارش اور آفتاب کی گرمی سے تلف ہو جانے کے لئے لگے ہیں بلکہ کہیں گے کہ ضرور ان میں کوئی حکمت مدنظر رکھی گئی ہوگی اگرچہ وہ ہم پر مخفی ہے۔

پس اے اہلِ سائنس! آپ لوگوں کے علوم اور ادراکات اُس خدا کی عظمت اُس کے اعمال کی عظمت اور اُس کے علم اور حکمت کی وسعت میں ایسے ہی ہیں جیسے کہ ان مائیکرواسکوپی کیڑوں کے ادراکات کو انسانی عظمت کے ساتھ اور نیز اُس کے اعمال میں جو قدرت علم اور حکمت پائی جاتی ہے اس کے ساتھ نسبت ہے۔ بلکہ انصاف تو یہ ہے کہ اس سے بھی کہیں زیادہ تفاوت پایا جاتا ہے انسانی ادراک کی خداوندی عظمت کے سامنے کوئی ہستی ہی نہیں ہے۔ جب یہ حالت ہو تو آپ لوگوں کا اپنے آپ کو نہایت عظیم خیال کرنا اور اپنے معلومات اور معارف کی کثرت پر نازکرنا کیا حقیقت رکھ سکتا ہے۔

اہلِ سائنس کی مثال معتزلہ کی سی ہے

میں اپنے خیال میں آپ لوگوں کو اسلامی گروہ میں سے ایک گمراہ اور

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

مبتدع فرقہ (معتزلہ) کے بالکل مشابہ پاتا ہوں۔ انہوں نے خدائے تعالےٰ کے سامنے بھی اپنے آپ کو بہت کچھ عظیم سمجھا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ خدا پر بھی اُس کے خلق کے بارہ میں اپنی جانب سے طرح طرح کی شرطیں لگانے لگے اور اُس پر بھی مختلف احکام کی تعمیل کو واجب ٹھہرانے لگے۔ چنانچہ وہ اس بات کے قائل ہو گئے کہ انسان کے حق میں جو امر بہتر ہو خدا کے ذمے اس کا کرنا واجب ہے اور اس سے وہ بالکل غافل رہے کہ خدا کے سامنے وہ ایسے ہیں جیسے کہ مائیکرا سکوپی کیڑے انسان کے سامنے بلکہ اس سے بھی انتہا درجہ حقیر اور ذلیل ہیں۔ اس امر سے بھی انہوں نے غفلت کی کہ خدائے پاک وہی ہے جس نے کہ اُنہیں عدم سے پیدا کیا ہے وہ اُن کا اور اُن کی جانوں کا علی الاطلاق مالک ہے اور وہ فاعل مختار ہے۔ اپنی مملوک چیز میں جس طرح چاہے تصرف کر سکتا ہے وہ اپنی مملوک میں کیسا ہی کیوں نہ تصرف کرے لیکن اس کی طرف ظلم کی ہرگز نسبت نہیں ہو سکتی۔ کیا آپ یہ نہیں دیکھتے کہ اگر کوئی بہت ہی بڑا بادشاہ پانی میں سے جس کا کہ وہ مالک ہو ایک قطرہ لے لے حالانکہ اُس میں ان مائیکرا سکوبی کیڑوں میں سے ہزاروں ہی موجود ہوں اور پھر وہ اُسے آگ میں ڈال دے جس سے کہ وہ قطرہ اور سارے کیڑے جو کہ ایک قطرہ میں بسا اوقات اتنے ہوتے ہیں جتنے کہ تمام روئے زمین پر آدمی آباد ہوں گے سب کے سب بالکل نیست و نابود اور ہلاک ہو جائیں تو کیا اس موقع پر کسی کے دل میں یہ بات گزر سکتی ہے کہ اس بادشاہ نے کسی امر ممنوع کا ارتکاب کیا اور اپنے اس فعل سے ان بے چارے حیوانات پر ظلم کیا اور کیا کوئی اُس بادشاہ سے اس بارے میں منازعت کر سکتا ہے حالانکہ وہ بادشاہ اس قطرہ کا اور نیز اُن تمام جان داروں کا جو کہ اس قطرہ میں بھتے مالک تھا۔

میرے نزدیک تو اس بارہ میں بادشاہ سے سوائے اُس شخص کے جو کہ خبطی اور ایسے امور سے ناحق تعرض کرنے کا عادی ہو جس میں کہ اُس کا کوئی بھی ساتھ نہ دے اور کوئی منازعت نہیں کر سکتا۔ ہاں یہ اور بات ہے کہ اس خدا نے محض اپنی رحمت اور فضل سے اپنی تمام مخلوق کو بے شمار نعمتیں دے کر مالا مال کر دیا ہے۔ لیکن خدا کا یہ نعمتیں دینا بطور وجوب کے نہیں ہے بلکہ محض اُس کی مہربانی اور احسان ہے۔ یہاں تک کہ اگر وہ یہ نعمتیں نہ دیتا اور بجائے اس کے طرح طرح کی مصیبتیں اُن پر مسلط کر دیتا تو یہ فعل بھی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اُس کی جانب سے مستحسن ہی شمار ہوتا اس لئے کہ وہ اپنے ملک میں تصرف کرتا اُس سے منازعت کرنے کا کسی کو حق نہیں وہ جو چاہے سو کرے اور جو اس کا ارادہ ہو وہ حکم کرے۔

پس اے اہلِ سائنس! بعد اس کے کہ حق آپ پر ظاہر ہو گیا اور آپ کے واہی تباہی شبہے ساقط ہو گئے تو آپ کو چاہیئے کہ جب آپ کے نفوس آپ سے خدا کی حقیقت دریافت کرنے کے لئے منازعت کریں۔ آپ اُن سے کہہ دیجئے کہ ہماری انسانی عقلیں اس امر سے بالکل قاصر ہیں۔ ہم کو اُس کی اسی قدر معرفت کافی ہے جس پر کہ اُس کے آثار قدرت دلالت کرتے ہیں یعنی یہ کہ وہ موجود ہے اور نیز تمام اُن صفات کے ساتھ موصوف ہے جو کہ اُس کے آثار قدرت سے معلوم ہوتی ہیں۔ اسی طرح جب آپ کے نفوس اس بات کو دریافت کرنا چاہیں کہ اُس نے عالم کو عدم سے کیسے پیدا کر دیا تو آپ اُن سے کہہ دیجئے کہ ہم نے خدا کے تمام اعمال کو تو جانا نہیں اور نہ یہ کہ وہ اُن اعمال کو کیونکر کرتا ہے تو جہاں اور بہت سی چیزوں کو ہم نہیں سمجھ سکے وہاں یہ بھی سہی اور ہم لوگوں کا اُس کو تصور نہ کر سکنا اس کا مقتضی نہیں ہے کہ ہم اُس کا انکار کر دیں اور جب آپ کے سامنے کوئی ایسی چیز آئے کہ جس کی حکمت آپ نہ سمجھ سکیں تو آپ کو یہ کہہ دینا چاہیئے کہ عالم کا بنانے والا حکیم ہے۔ کیونکہ اُس کی مصنوعات میں بکثرت حکمتیں ہم دیکھ چکے ہیں۔

پس اگر اس شئے کی حکمت کو ہم نہیں سمجھ سکے تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس میں کوئی حکمت ہی نہ پائی جاتی ہو۔ کیونکہ ہمارا نہ سمجھ سکنا حکمت کے نہ ہونے کی دلیل نہیں ہو سکتا اور نہ اس سے یہی لازم آتا ہے کہ ہم عالم میں حکمتوں کے پائے جانے سے ایک سرے سے انکار کر دیں اور اندھا دھند ضرورت کو مان لیں کہ اُسی سے سب چیزیں ہو جاتی ہیں۔ خدا تعالےٰ ہماری اور آپ کی ایسے طریق کی رہنمائی کرے جس سے آخرت میں نجات ملے۔ آمین۔

اہلِ سائنس اگر اسلامی دین کے معتقد ہو جائیں تو وہ عالم کے پیدا ہونیکی کیفیت اپنے خیال کے موافق اسلامی طرز پر بھی بیان کر سکتے ہیں اگرچہ وہ صرف بعض علماءؒ ہی کے قول کے موافق ہو اور اتنا بھی ان کی نجات کے لئے کافی ہو سکتا ہے

اے اہلِ سائنس! یہاں تک تو میں نے آپ کے ساتھ عالم اور اُس کے تمام تنوعات

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے حدوث ثابت کرنے میں گفتگو کی اور اس پر دلائل قائم کئے کہ کوئی خدا بھی ہے کہ جس نے عالم کو عدم سے ایجاد کیا اور یہ کہ وہ تمام اُن صفات کے ساتھ جو اُس کی ذات کے شایان شان ہیں موصوف ہے اور نیز آپ کے بہت ہی مشہور شبہوں کا جواب دیا اب آپ کے بیان کردہ مذہب میں سے چند چیزوں میں اور گفتگو باقی ہے اور وہ گفتگو چار مہم مسئلوں پر مشتمل ہو گی۔

پہلا مسئلہ یہ ہے کہ عالم میں سے خواہ سماوی ہوں یا ارضی تمام اشیاء کے حادث ہونے کا طریقہ نشو ہے یعنی پہلے تھر کے اجزاء سے ایک بہت[1] چھوٹے چھوٹے غیر قابل قسمت ذرے بنے۔ پھر اُن سے آفتاب بن گیا اس کے بعد آفتاب سے تمام ستارے جدا ہونے لگے۔ چنانچہ منجملہ اس کے ہماری زمین بھی ہے۔ پھر اُس زمین میں عناصر بنے اُس کے بعد معدنیات پیدا ہوئیں اور مکون اول یعنی برٹو بلاسم[2] بنا۔ پھر یہ ترقی کرنے لگا اور اس میں توالد و تناسل شروع ہوا۔ یہاں تک کہ ہوتے ہوتے ادنیٰ درجے کی نبات یا حیوان تک پہنچ گیا۔ پھر حیوان اور نباتات اُن چار قوانینِ قدرت یعنی قانون تبائنات، قانون وراثت، قانون تنازع بقا (جس کے موافق قوی ضعیف کو ہلاک کر ڈالتا ہے وغیرہ) اور قانون انتخاب طبعی کے موافق برابر ترقی کرنے لگے اور طرح طرح کی انواع میں منقسم ہوتے رہے۔ پھر اُن انواع سے اور انواع نکلنے اور پیدا ہونے لگیں یہاں تک کہ وہ دونوں (یعنی نبات۔ حیوان) حالتِ موجودہ تک پہنچ گئے اور یہ سب کچھ ذرات مادہ کی اضطراری حرکت اور ان ہی قوانینِ قدرت کی وجہ سے ہوتا رہا۔

دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ انسان بھی منجملہ اور حیوانات کے ایک قسم کا حیوان ہے بطریق نشو کے پیدا ہُوا ہے خوبی اور عمدگی میں قانون انتخاب طبعی کے موافق ترقی

---

[1] اجزاء ویمقراطیسیہ [2] برٹو بلاسم ایک قسم کا زلالی مادہ ہے جو متعدد عناصر سے مل کر بنتا ہے اُس میں غذا حاصل کرنے، منقسم ہونے اور توالد و تناسل کی غذا موجود ہوتی ہے اُسی سے وہ خول تیار ہوتے ہیں جن سے کہ عضوی جسم کی ساخت حاصل ہوتی ہے۔ فلسفہ قدیمہ کی اصطلاح میں اس کو نفس نباتی کے فیضان کا محل قابل کہہ سکتے ہیں ۔ ۱۲

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر کے حالتِ موجودہ تک پہنچ گیا اور چونکہ وہ بندر کے ساتھ بہت مشابہت رکھتا ہے اس لئے کچھ بعید نہیں کہ وہ اور بندر دونوں ایک ہی اصل سے نکلے ہوں اور پھر ترقی کر کے اپنی اصل پر فوقیت لے گیا ہو۔

تیسرا مسئلہ یہ ہے کہ حیات اور انسانی عقل صرف مادہ کے ذرّات متحرکہ اور اس کے عناصر ممتزجہ کے باہم تاثیر اور تاثر کے آثار میں سے ایک خاص قسم کے ظہور کا نام ہے اگرچہ اصل مادہ حیات سے اور ادراک سے دونوں سے خالی تھا اور یہ کہ انسانی عقل باقی حیوانات کی عقلوں کے ساتھ صرف مقدار میں مخالفت رکھتی ہے۔ حقیقت کے اعتبار سے اس میں اور دیگر حیوانات کی عقل میں کوئی فرق نہیں۔ ہے۔

چوتھا مسئلہ یہ ہے کہ آپ لوگ شریعت کے باقی مسئلوں سے جیسے کہ مرنے کے بعد زندہ ہونا، آسمانوں کا موجود ہونا وغیرہ انکار کرتے ہیں اور آپ لوگوں کا یہ گمان ہے کہ آپ کے علوم میں اس قسم کے مسائل کی کوئی دلیل نہیں پائی جاتی بلکہ بعض کو تو آپ کے علوم رد کرتے ہیں اور ان کے محال ہونے پر دال ہیں۔

اہلِ سائنس کے مذہب پر گفتگو کرنے کے لئے دو مقدمے بیان کرنا

اب انشاء اللہ میں آپ کے ساتھ ان مسائل میں بتوفیقِ خداوندی گفتگو کرتا ہوں۔ سنئے ان مسائل میں آپ سے گفتگو کرنے کے لئے ضروری ہے کہ پہلے میں دو مقدمے بیان کرلوں۔

پہلا مقدمہ اس امر کے بیان میں کہ اہلِ اسلام متواتر اور مشہور نصوص پر اعتقاد کے بارہ میں اعتماد کرتے ہیں اور نیز یہ کہ کس قسم کی نصوص پر بلا تاویل اعتماد کرنا فرض ہے اور کس قسم میں دلیل عقلی کی موافقت کے لئے تاویل کرنا جائز ہے

پہلا مقدمہ یہ ہے کہ جو نصوص اور اقوال شریعت میں وارد ہوتے ہیں اور جن پر کہ اعتقاد کے بارے میں بھروسہ کیا جاتا ہے جیسا کہ اُن پر اعمال اور احکام کے بارہ میں بھی بھروسہ ہوتا ہے وہ دو قسموں پر منقسم ہیں ایک متواتر۔ دوسرے مشہور۔ متواتر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اُسے کہتے ہیں جس کا شریعت میں وارد ہونا ایسے اسباب کے بکثرت پائے جانے کی وجہ سے جن سے کہ اُس کے شریعت میں وارد ہونے کا یقینی طور پر علم حاصل ہوتا ہو قطعی طور پر ثابت ہو۔

اور مشہور وہ ہے جس کا شریعت میں وارد ہونا ایسے اسباب کے بکثرت پائے جانے کی وجہ سے جن سے کہ قلب کو اُس کے وارد ہونے کا اطمینان حاصل ہوتا ہو، قریب قریب یقینی کے ہو اور اس کا مرتبہ گمان غالب سے بڑھا ہُوا اور یقین سے کچھ گھٹا ہُوا ہے۔ پھر متواتر اور مشہور میں سے ہر ایک یا تو ایسے معنی پر دلالت کرتا ہو گا جس کے سوا کسی اور معنی پر دلالت کرنے کا اس میں احتمال ہی نہ ہو۔

پس وہ کسی دوسرے معنی کی طرف نہیں پھیرا جا سکتا اور اُس میں تاویل نہیں ہو سکتی۔ یہ قسم شریعت میں جتنے مقامات پر کہ وارد ہُوئی ہے اُن میں سے کہیں بھی کوئی قطعی دلیل عقلی اُس کے معنی کے مناقض نہیں واقع ہوئی اس قسم کا نام ہم متعین المعنی رکھے لیتے ہیں اور یا مشہور اور متواتر ایسا ہو گا کہ اوّل نظر میں گو ایک خاص معنی پر اُس کی دلالت ہو لیکن اُس میں کسی دوسرے معنی کا بھی احتمال ہو سکتا ہو اگرچہ وہ کسی قدر بعید ہو۔ یہ قسم شریعت محمدیہ میں کہیں کہیں اس طور پر بھی واقع ہوئی ہے کہ قطعی دلیل عقلی اُس کے ظاہری معنے کی مناقض ہے ان کا نام ہم ظاہر المعنی رکھے لیتے ہیں۔ پھر سنئے کہ شریعت محمدیہ میں نص متعین المعنی کا یہ حکم ہے کہ اگر وہ متواتر ہو تو اُس کے وارد ہونے اور اسے معنی متعین کی تصدیق کرنا ضروری ہے اور اس کے وارد ہونے کا انکار کرنا یا اُس کے معنی کی تکذیب کرنا موجب کفر ہے۔ یعنی اسلامی دین سے خارج ہو جانے کو مستلزم ہے۔ اُس کی تاویل کرنا اور کسی دوسرے معنی کی طرف پھیر دینا ہرگز جائز نہیں ہے۔ کیونکہ اُس میں تاویل کا احتمال ہی نہیں اور نہ کوئی قطعی دلیل عقلی اس کی مناقض ہے یہاں تک کہ اُس کی تاویل کرنے کی ضرورت پڑے اور اگر وہ نص متعین المعنی مشہور ہے تب بھی اُس کے وارد ہونے اور اُس کے معنی کی تصدیق کرنا ضروری ہے۔ اُس کے وارد ہونے سے انکار کرنا یا اُس کے معنی کی تکذیب کرنا گمراہی اور نافرمانی میں شمار ہوتا ہے۔ اُس کی تاویل کرنا اور اُس کو کسی دوسرے معنی کی طرف پھیر دینا اُسی دلیل سے ناجائز ہے جس سے کہ متواتر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

متعین المعنی کا تاویل کرنا ناجائز ہے۔

اور نصّ ظاہر المعنی کا حکم یہ ہے کہ اگر وہ متواتر ہو تو اُس کے وارد ہونے اور اُس کے ظاہری معنی کی تصدیق کرنا ضروری ہے اُس کے وارد ہونے سے انکار کرنا یا اُس کے معنی کی بلا کسی تاویل کے تکذیب کرنا بھی کفر ہے اور جب تک کہ کوئی قطعی عقلی دلیل اُس کے ظاہری معنی کے خلاف پر دلالت نہ کرتی ہو۔ اُس کی تاویل کرنا بھی جائز نہیں اور کسی قطعی دلیل کے مناقض ہونے کی صُورت میں اُس کے ظاہری معنی سے دوسرے معنی کی جانب احتمالی طور پر پھیریں گے اور اُس کی تاویل کریں گے اس طرح پر کہ اُس میں اور اُس امر میں جس پر کہ قطعی دلیل عقلی دال ہے موافقت ہو جائے اور اگر نصّ ظاہر المعنی مشہور ہے تو اُس کا حکم بھی نس ظاہر المعنی متواتر کا سا ہے صرف فرق اتنا ہے کہ اُس کے وارد ہونے کے انکار کرنے سے یا اُس کے معنی کی تکذیب کرنے سے کفر نہیں لازم آتا بلکہ گمراہی اور نافرمانی ہی سمجھی جاتی ہے۔

خلاصہ یہ کہ نصّ متعین المعنی متواتر اور مشہور دونوں میں سے شریعت میں کوئی بھی ایسی نہیں جس کے مناقض عقل میں کوئی امر پایا جائے اور نہ اُس کی تاویل ہی جائز ہے اور نصّ ظاہر المعنی خواہ متواتر ہو یا مشہور اُن میں سے بھی کسی کی تاویل کرنا اور اُس کے ظاہری اور متبادر معنی سے کسی دوسرے معنی کی طرف پھیرنا جائز نہیں البتہ جس حالت میں کہ عقل کے نزدیک کوئی قطعی دلیل اس کے ظاہری معنی کے خلاف قائم ہو جائے اُس وقت بے شک اُس کی تاویل جائز ہے۔ کیونکہ اُس کے متبادر معنی کے اعتقاد پر جمے رہنا اور اُس امر پر جس پر کہ قطعی عقلی دلیل دلالت کرتی ہے چھوڑ دینا اصل اور بنیاد ہی کو گرا دیتا ہے اور وہ اصل عقل ہے جس سے کہ اُس رسولؐ کی جس نے کہ یہ تمام نصوص شرعیہ بتلائی ہیں رسالت ثابت ہوئی ہے کیونکہ اگر عقل نہ ہوتی تو ہم اُس رسولؐ کے دعوےٰ رسالت میں صادق ہونے پر استدلال نہ کرسکتے۔

پس جب یہ اصل ہی منہدم ہو جائے گی تو فرع کا بھی لامحالہ انہدام ہو جائے گا۔ پس عقلی دلائل کو چھوڑ دینا نقلی دلائل کو بالکل برہم کرنا ہے اور یہ خلاف مقصود ہے اس لئے ہر نصّ ظاہر المعنی کا جبکہ کوئی قطعی عقلی دلیل اُس کے مناقض ہو یہی حکم ہے یعنی اس میں تاویل کی جائے گی اور پیروانِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک یہ کلیہ قاعدہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے (ایسا ہی بکثرت اسلامی کتب میں موجود ہے جیسے کہ تفسیر رازی میں آیت لا یکلف اللہ نفساً الا وسعہا کی تفسیر میں مذکور ہے۔ اسی طرح مقاصد اور مواقف میں بھی ہے)۔

حتیٰ اذا بلغ مغرب الشمس وجدھا تغرب فی عین حمئۃ

کی تاویل بوجہ اس کے کہ اُس کے ظاہری معنی عقلی قطعی دلیل کے معارض ہیں

مثلاً قرآن مجید میں سکندر ذوالقرنین کے قصہ میں واقع ہُوا ہے "حتیٰ اذا بلغ مغرب الشمس وجدھا تغرب فی عینٍ حمئۃٍ" یعنی یہاں تک کہ جب (سکندر ذوالقرنین) آفتاب کے غروب ہونے کے مقام پر پہنچا تو اُس نے اُسے ایک دلدل والے چشمہ میں ڈُوبتا پایا۔ پس اس نص متواتر کے ظاہری معنی یہ ہیں کہ آفتاب زمین کے چشموں میں سے کسی چشمہ میں ڈوبا کرتا ہے۔ پس اگر عقلی قطعی دلیل اس ظاہری معنی کے خلاف اور مناقض نہ قائم ہوتی تو شریعت محمدیہ میں اسی متبادر اور ظاہری معنی کا اعتقاد کرنا ضروری ہوتا اور اُس کی تاویل جائز نہیں ہوتی اور اُس وقت یہ کہا جاتا کہ ایک سچے شخص کی خبر نے اپنے ظاہری معنی سے اس بات پر دلالت کی کہ آفتاب زمین کے چشموں سے کسی چشمہ میں غروب ہُوا کرتا ہے اس لئے اس کا اعتقاد کرنا ضروری ہے لیکن چونکہ عقلی قطعی دلیل اس بات پر قائم ہو چکی ہے کہ آفتاب زمین سے بہت بڑا ہے اور بڑے جسم کا چھوٹے جسم میں سما جانا باوجودیکہ وہ دونوں اپنی مقدار ہی پر باقی بھی رہیں محال ہے اور علاوہ اس کے اس بات پر بھی عقلی قطعی دلیل قائم ہو چکی ہے کہ آفتاب خود زمین ہی میں نہیں ڈوبتا۔

پس اس وقت اس نص کی احتمالی طور پر تاویل کرنا اور اُس کو اُس کے ظاہری معنے سے پھیر دینا واجب ہے۔ یوں تو اللہ تعالےٰ ہی اپنی مراد کو خوب جانتا ہے لیکن مثلاً یوں کہا جائے گا کہ ہو سکتا ہے کہ خدا تعالےٰ کا یہ مطلب ہو کہ ذوالقرنین جب مغرب کے شہروں میں سے اُس مقام پر پہنچا تو اُسے دیکھنے میں ایسا معلوم ہُوا جیسے آفتاب ایک دلدل والے چشمے میں غروب ہو رہا ہے کیونکہ جو شخص مغربی بلاد کے سواحل پر آفتاب کی جانب نظر کرے گا تو اس کے خیال میں یہی آئے گا کہ آفتاب مغربی سمندر میں جو اُن

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بلاد کو گھیرے ہوتے ہے ڈوب رہا ہے اور اس سمندر میں سیاہ رنگ کی کیچڑ اور تاریکی بھی بکثرت پائی جاتی ہے اور وہاں گرمی بھی بہت ہے اور یہ اُس جانب اشارہ ہے کہ زمین کے مغربی کنارہ کو سیاہ سمندر گھیرے ہوتے ہے خواہ ہم اس کو مغربی افریقہ کا کنارہ کہیں یا مغربی امریکہ کا اور یہ ہرگز مراد نہیں ہے کہ آفتاب حقیقۃً زمین کے چشموں میں سے کسی چشمہ میں غروب ہوتا ہے (یہ تاویل تفسیر رازی، جلالین اور تفسیر کواشی سے ماخوذ ہے جیسا کہ اس کو شیخ مرعی الحنبلی نے کتاب عجائب المخلوقات میں نقل کیا ہے۔ بعض اہلِ قصص نے جو یہ کہہ دیا ہے کہ آفتاب حقیقۃً چشمہ ہی میں غروب ہوتا ہے یہ بالکل بے ٹھکانے بات ہے اور امر یقینی کے بالکل خلاف اور خدا کا کلام ایسی تہمتوں سے بالکل مبرا ہے۔ پس سوائے تاویل کی طرف رجوع کرنے کے اور کوئی صورت باقی نہیں رہی ایسا ہی تفسیر رازی میں ہے) اور اس طرح پر تو لوگ بول چال میں کہا ہی کرتے ہیں کہ میں نے فلاں مقام پر آفتاب کو دریا میں ڈوبتے ہوئے پایا اور فلاں مقام پر آفتاب کو پہاڑ کے پیچھے یا فلاں وادی میں ڈوبتے ہوئے دیکھا حالانکہ قائل کا یہ ہرگز اعتقاد نہیں ہوتا کہ ان مواقع مذکورہ میں سے کسی میں بھی آفتاب ڈوبتا ہو بلکہ مقصود اس سے یہ ہوتا ہے کہ دیکھنے میں جیسا معلوم ہوتا ہے اسی کو بیان کر دیا جائے۔ لیکن جب کوئی عقلی غیر قطعی یعنی ظنی دلیل شریعت کی کسی نص کے متبادر معنی کے مناقض واقع ہو تو اُس نص کی تاویل کرنا اور اُس کو متبادر معنی کے علاوہ کسی دوسری معنی کی طرف راجع کر دینا ہرگز جائز نہیں بلکہ اُس کے ظاہری معنی کا اعتقاد کرنا اور اس کو اپنی حالت پر باقی رکھنا ضروری ہے کیونکہ وہ دلیل خود ضعیف ہے اُس کی وجہ سے ہم کو کوئی مجبوری نہیں ہے اور یہ امر تو واضح ہے کہ قطعی دلیل عقلی وہی ہو سکتی ہے جو اپنے مدلول پر یقینی طور پر دلالت کرے اور اس میں اپنے مدلول کی نقیض کا احتمال بھی نہ ہو۔

اور ظنی دلیل عقلی اُسے کہتے ہیں جو اپنے مدلول پر رجحان کے ساتھ دال ہو اور اس میں مدلول کی نقیض کا بھی احتمال پایا جاتا ہو اگرچہ وہ احتمال بعید ہی کیوں نہ ہو۔ پس وہ اسی احتمال کے باعث سے یقینی کے درجہ سے گھٹ جاتی ہے اور اسلامی اعتقادات میں اُس پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا اسی لئے ظنی دلیل شریعت کی کسی متواتر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یا مشہور نص کے ظاہری معنی کے معارض بھی نہیں ٹھہر سکتی اور نہ اس دلیل ظنی کی وجہ سے نص کو اُس کے ظاہری معنی سے پھیرنا ہی جائز ہے۔

پھر شریعت محمدیہ میں بعض ایسی نص بھی موجود ہے جن کے لئے وہ شرائط جن سے کہ وہ متواتر یا مشہور کے درجہ کو پہنچ جاتیں کامل طور پر نہیں پائی جاتیں اس لئے اُن کے وارد ہونے کا ثبوت یقینی نہیں ہے اور اس قسم کا نام آحاد ہے۔ یہ بھی متعین المعنی اور ظاہر المعنی کی طرف منقسم ہوتی ہے اور اسلامی شریعت میں اس کا یہ حکم ہے کہ شرعی اعمال میں اُس پر وجوباً اعتماد کر لیا جائے کیونکہ اعمال کے حق میں فقط ظن کافی ہوتا ہے۔ لیکن اسلامی معتقدات کے بارے میں اُن پر استقلالاً اعتماد نہیں کیا جاسکتا کیونکہ اُس کے وارد ہونے کا ثبوت ظنی ہے یقینی تو ہے ہی نہیں اس لئے اس کے شریعت میں وارد ہونے یا اُس کے معنی کا منکر کافر نہیں سمجھا جاتا[1] (چنانچہ اصول کی کتابوں میں اس کی تصریح موجود ہے لیکن ہاں آحاد کو جب قابلِ اعتماد اشخاص نقل کریں اور مجتہدین نے عبادات کے بارے میں اُن پر اعتماد کر لیا ہو تو پھر جب تک کہ کوئی قطعی دلیل عقلی اُس کے معارض نہ ہو اُس کا انکار کرنا ہرگز جائز نہیں تاکہ کہیں اس طرح پر متواتر اور مشہور کے انکار کرنے تک نوبت نہ پہنچ جائے۔ خدا پناہ میں رکھے) ہاں جب خبر آحاد کے ساتھ بھی ایسے ہی امور پائے جائیں جن سے اُن کی تقویت ہو جائے اور یقینی علم اُس سے حاصل ہو سکے اُس وقت البتہ اسلامی معتقدات میں بھی اُس پر اعتماد کیا جاسکتا ہے جیسا کہ اعتقادات کے بارے میں متواتر اور مشہور پر اعتماد کیا جاتا تھا۔

دُوسرا مقدمہ جس میں یہ بیان ہے کہ شرائع کا مقصود خلق کو خدا کی جانب رہنمائی کرنا ہے علوم طبیعیہ کا بیان کرنا اُن کے مقاصد میں داخل نہیں ہاں صرف ایسے امور بیان کر دیئے جاتے ہیں جن سے صانع عالم پر استدلالی ہو سکتا ہے

دوسرا مقدمہ یہ ہے کہ شریعتِ محمدیہ بلکہ تمام شریعتوں کا مقصود ایسے امور کا بیان کرنا

[1] البتہ بلا دلیل شرعی یہ انکار بوجہ ترک واجب کے موجبِ معصیت ہوگا ۱۲

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہُوا کرتا ہے جن سے کہ خلق خدا کو خدا کی معرفت کی جانب ہدایت ہو۔ اُس کے موجود ہونے اُس کے صفات کمال کے ساتھ متصف ہونے کا اعتقاد حاصل ہو اُس کی عبادت کرنے کا طریق معلوم ہو اُس کے شکر ادا کرنے کی کیفیت سے آگاہی ہو اور ایسے احکام پر واقفیت حاصل ہو جائے جن سے کہ معاش کا انتظام درست ہو معاد اور عاقبت کی خوبی حاصل ہو جائے۔ رہے علوم کائنات (طبعیات وغیرہ) کے مباحث اور ان کا بتلانا جن سے کہ عالم کے پیدا ہونے کی کیفیت اور وہ قوانینِ قدرت جو ارضی یا سماوی اشیا میں قائم ہیں اور اسی طرح کے اور امور۔

پس اس قسم کی چیزیں شریعتوں کے مقاصد میں سے نہیں ہیں بلکہ یہ سارے مباحث اس قسم کے معلومات ہیں جن کو سمجھدار لوگ اپنی عقلوں سے دریافت کر سکتے ہیں۔ پس کبھی تو اُن سے دنیاوی مقاصد میں کام لیتے ہیں اور کبھی محض اُن کا دریافت کر لینا ہی اپنی خوش قسمتی شمار کرتے ہیں اور شریعتیں اُن امور کی جانب اول تو مقصودیت کی حیثیت سے التفات ہی نہیں کرتیں اور نہ اُن کی تفاصیل ہی کا کچھ خیال کرتی ہیں۔ ہاں کبھی اجمالی طور پر اُن میں سے بعض چیزوں کو اس قدر ذکر کر دیا کرتی ہیں جتنے کہ ان کے مقاصد میں دخل ہوتا ہے۔ چنانچہ اُن میں مثلاً مختلف آسمان و زمین کی پیدائش کا اُن کو عدم سے وجود میں لانے کا تنوعات کے لحاظ سے انواع مخلوقات کے مختلف ہونے کا۔ کائنات کی تدبیر کا اُس کے انتظام کی کیفیت کا اجمالی طور پر ذکر موجود ہے تاکہ یہ لوگوں کے لئے خدائے عالم کے وجود پر اُس کے علم قدرت اور حکمت وغیرہ صفات کے ساتھ متصف ہونے پر عقلی دلیل بن جائے اور کبھی کسی مقتضا کی وجہ سے کہ جس کا مرجع اُن کے مقاصد ہی کی جانب ہوتا ہے۔ بعض مباحث کی تفصیلات بھی بیان کر دیا کرتے ہیں۔

تحقیق عالم کے بارہ میں جو نصوص شرعیہ وارد ہیں اُن کا بیان اور نیز یہ کہ علمائے اُن کے کیا معانی بیان کئے ہیں اور کس قدر اعتقاد کافی ہے

جب آپ نے ان دونوں مقدموں کو سمجھ لیا تو اب سُنئے کہ شریعت محمدیہ میں جو نصوص متواترہ یا مشہورہ اس قبیل کی وارد ہوئی ہیں جن پر کہ اعتقاد کے بارے میں خصوصًا کائنات

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی پیدائش اور اُس کے انواع انواع میں متنوع ہونے کے بارے میں اعتماد کیا جاتا ہے وہ صرف ایسی نصوص ہیں جن میں کہ پیدائش اور اس کی کیفیات کے تفصیلی حالات کا بیان نہیں اور وجہ اس کی وہی ہے جو ہم نے آپ سے بیان کی کہ اس قسم کی اشیاء شریعتوں کے مقاصد میں سے نہیں ہوا کرتیں لیکن ان مباحث میں سے شریعت میں اسی قدر مذکور ہے کہ اللہ تعالےٰ نے آسمانوں اور زمین اور ان دونوں کے درمیان کی تمام چیزوں کو چھ دن میں پیدا کیا ہے اور یہ کہ اللہ تعالےٰ آسمان کی جانب اُس حالت میں متوجہ ہُوا جب کہ وہ دھواں تھا۔ پس اُس نے اُس کے سات آسمان بنا دیئے (یعنی اللہ تعالےٰ نے آسمان کی جانب اُس حالت میں قصد کیا جب کہ وہ پانی کا بخار تھا جیسے کہ تفسیر جلالین میں مذکور ہے)۔

اب پیروانِ محمد صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلّم نے ان چھ دنوں کی تفسیر میں اختلاف کیا ہے اور ہر شخص شرعی دلائل میں سے کسی نہ کسی دلیل کے ساتھ تمسک کرتا ہے۔ پس اکثر علماء اسلام نے تو یہی کہا ہے کہ یہ دن ہمارے ہی دنوں کی طرح ہیں یعنی وہ مدت زمانی مقدار ہیں ہمارے چھ ایام کے برابر تھی۔ کیونکہ اس وقت تو نہ آفتاب ہی تھا اور نہ آسمان۔ اور بعضوں نے کہا ہے کہ ان دنوں سے آخرت کے دن مراد ہیں کیونکہ شریعت کی اصطلاح میں یہ بات وارد ہوئی ہے کہ آخرت کا ایک دن ہمارے یہاں کے ہزار برس کے برابر ہوتا ہے (ایک دن کے ہزار برس کے ساتھ تفسیر ابن عباسؓ سے مروی ہے جیسا کہ وراق کی مباہج الفکر میں موجود ہے) اور بعضوں نے کہا ہے کہ دن کا اطلاق شرعی اصطلاح میں پچاس ہزار برس پر بھی آتا ہے۔ باوجود ان سب باتوں کے وہ سب کے سب اس امر پر متفق ہیں کہ اللہ تعالےٰ آسمان اور زمین اور اُن کے اندر کی تمام چیزوں کو ایک لحظہ سے بھی کم میں پیدا کرنے پر قادر ہے کیونکہ اُن کے نزدیک اُس کی قدرت کے عظیم ہونے کے دلائل قائم ہو چکے ہیں اور اُس نے جو صرف چھ ہی دن میں تمام عالم کو پیدا کیا اس میں بھی ضرور کوئی حکمت ہے جسے وہی خوب جانتا ہے۔ اور بعضوں نے اپنی سمجھ کے موافق اس کی حکمت بیان بھی کی ہے وہ یہ ہے کہ عالم کی پیدائش کی کیفیت رسولوں کے ذریعے سے اپنے بندوں کو پہنچا کر انہیں سکھا دے کہ جلدی کرنے سے ٹھہر کر کام کرنا بہتر ہوتا ہے۔ اگرچہ کام کرنیوالے کو یہ بھی کیوں نہ معلوم ہو کہ جلدی کرنے سے بھی وہ غلطی سے محفوظ رہے گا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انہی نصوص میں سے ایک نص میں یہ بھی وارد ہوا ہے کہ آسمان[1] اور زمین پہلے پیوستہ تھے پھر اللہ تعالےٰ نے ان دونوں کو شگافتہ کر دیا۔ پیروان محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں سے بعض نے اس نص کی اس طرح تفسیر کی ہے کہ وہ دونوں بالکل ایک شئے متصل واحد کی طرح تھے۔ پھر اللہ تعالےٰ نے اُن دونوں کو جُدا جُدا کر دیا اور آسمانوں کو وہاں تک بلند کیا جہاں کہ وہ اب ہیں اور زمین کو اُس کی جگہ پر رہنے دیا اس کو عکرمہ نے ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے۔ ایسے ہی عطاء و ضحاک اور حسن سے بھی منقول ہے اور یہی سعید بن جبیر اور قتادہ کا قول ہے۔ جیسے کہ جلالین کے حاشیۂ جمل اور کلام رازی سے ماخوذ ہوتا ہے اور رازی نے اس کو وجوہ تاویل میں سب سے اولیٰ قرار دیا ہے جیسا کہ تفسیر انبیاء میں انہوں نے بیان کیا) اور بعضوں نے اس کی دوسری بھی تفسیر کی ہے۔

اور بعض پیروانِ محمد صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نصوص شریعت سے یہ سمجھے ہیں کہ زمین آسمان سے پہلے پیدا ہوئی لیکن وہ بچھی ہوئی یعنی پھیلی ہوئی اور بود و باش کے قابل نہ تھی۔ پھر اللہ تعالےٰ آسمان کی جانب متوجہ ہوا اور وہ اس وقت تک ایک دھواں تھا جو اس کے قبل پیدا ہو چکا تھا۔ پھر اس کے سات آسمان بنا دیئے اُس کے بعد زمین کو بچھا دیا یعنی پھیلا کر بود و باش کے قابل بنا دیا اور جو اس امر کا قائل ہُوا اُس نے اس نص کی جس کا ظاہر اس کے خلاف تھا تاویل کر دی اور بعض یہ سمجھے کہ سب آسمان زمین سے پہلے پیدا کر دیئے اور جس نص کا ظاہر اس کے خلاف معلوم ہوا اس کی انہوں نے تاویل کر دی۔ سُورۂ فُصِّلَتْ کی تفسیر میں جمل نے اس کو خطیب سے اور خطیب نے رازی سے نقل کیا ہے۔ پھر اس کے بعد میں نے (مصنف حمیدیہ نے) اُس میں اُس کو دیکھ بھی لیا اور اس بارہ میں ہر ایک نے ایسا طرز اختیار کیا ہے جو شریعتِ محمدیہ کے اصول کے موافق ہے۔

شریعت کی نصوص مذکورہ میں یہ بھی وارد ہوا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے ستاروں کو

---

[1] قرآن شریف میں اس مضمون کو یہ آیت ادا کرتی ہے:۔ اِنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنٰهُمَا۔ ۲

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پیدا کیا اور انہیں آسمان دنیا (یعنی اُس آسمان کے لئے جو زمین سے بہ نسبت اوروں کے قریب ہے) زینت بنا دیا۔

پس بعض نے تو یہ کہا کہ وہ آسمان میں جڑے ہوئے ہیں (یہ جمہور مفسرین کا قول ہے جیسا کہ وراق کی مباہج الفکر میں منقول ہے) اور بعض نے کہا ہے کہ وہ آسمان سے نیچے زمین و آسمان کے درمیان میں ہیں (اس کو سورۂ تکویر کی تفسیر میں قاضی صنہاجی نے اپنی تفسیر کنز الاسرار میں مکی سے نقل کیا ہے اور بہجۃ النفس کے مصنف نے وہب سے نقل کیا ہے اور قرمانی نے اپنی کتاب مختصر الہیئۃ السنیہ میں مفسرین اور اُن کے علاوہ اور علماء کی کثیر تعداد سے نقل کیا اور ایسا ہی شیخ مرعی الحنبلی مقدسی نے اپنی کتاب عجائب المخلوقات میں بیان کیا اور ایک احادی حدیث بھی نقل کی ہے جو اس امر پر دال ہے۔

اسی طرح اس حدیث کو ابو جعفر محمد بن عبد اللہ کسائی نے کتاب الملکوت میں ذکر کیا اور رازی نے تو کعب سے نقل کر کے سورۃ القدر کی تفسیر میں اس امر کو تصریحاً بیان کر دیا کہ آفتاب آسمان دنیا سے نیچے ہی ہے) اور اُن کا (ستاروں کا) آسمان دنیا کے لئے زینت ہونا اس کو مستلزم نہیں ہے کہ وہ آسمان میں گڑے ہی ہوئے ہوں کیونکہ جائز ہے کہ اُس کی زینت ہم لوگوں کے دیکھنے کے اعتبار سے ہو اگرچہ ستارے نیچے ہی کیوں نہ ہوں۔ میں کہتا ہوں کہ شاید وہ لوگ اللہ تعالےٰ کے اس قول کی کہ (اللہ نے) چاند کو اُن میں (یعنی آسمانوں میں) نور بنا دیا ایسی تاویل کریں۔

بعضوں نے اس کو جسم[1] بتایا ہے جو کہ ان کا حامل ہے اور بعض کے نزدیک اس سے مراد ستاروں کی حرکت کا مدار ہے یعنی وہ خلا جس میں کہ وہ چلتے ہیں (یہ ضحاک کا قول ہے جیسا کہ تفسیر رازی میں ہے) اور نصوص اس امر پر دال ہیں کہ آسمان موجود ہیں اور یہ کہ وہ ستاروں کے علاوہ ہیں جیسا کہ گذشتہ نصوص سے سمجھا جاتا ہے اور آگے بھی اس موقع پر جہاں کہ آپ سے ان چیزوں کے بارے میں گفتگو ہو گی جو شریعت محمدیہ

---

[1] پس ان لوگوں نے افلاک اور سمٰوات کو ایک سمجھا ہے اور جسمانی مانا ہے ۱۲

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یں وارد ہوئی ہیں اور آپ اُن سے انکار کرتے ہیں اس کا بیان آتا ہے۔ اور پیروانِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں سے جمہور تو اسی بات پر متفق ہیں کہ آسمان ہم کو نظر آتے ہیں اور بعض نے یہ بھی کہا ہے کہ وہ نہیں دکھلائی دیتے اور جو کچھ کہ نظر آتا ہے وہ ہُوا ہے (عجائب المخلوقات میں قاضی ابوبکر بن عربی سے یہی نقل کیا ہے اور شاید وہ اس نص کی جس سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ نظر آتے ہیں کوئی مناسب تاویل کریں[1]) ۔

آسمان وزمین اور ستاروں کی پیدائش کے اعتقاد کے بارے میں جن نصوص شرعی پر کہ اعتماد کیا جاسکتا ہے اور نیز اُن نصوص کے معانی کے سمجھنے میں جو علماء کے اقوال ہیں ان سب کا یہ خلاصہ ہے ۔ باقی رہی اُن کی پیدائش کی تفصیل یا آفتاب، ستاروں اور زمین کے رفتہ رفتہ بننے کی کیفیات جیسا کہ آپ لوگوں کا گمان ہے کہ سب کی اصل مادہ کے غیر منقسم ذرات ہیں ۔ پھر اُن سے آفتاب بنا اُس کے بعد اُس سے ستارے جدا ہونے شروع ہوئے ۔ چنانچہ اُن ہی میں سے ہماری زمین ہے جس میں کہ متعدد قوانین قدرت پائے جاتے ہیں جن کا کہ آپ لوگ اپنی کتابوں میں ذکر کیا کرتے ہیں یا کسی دوسرے طریق پر اُن کی پیدائش ہوئی ۔

اس کی نسبت شریعتِ محمدیہ نے کچھ تصریح نہیں کی اور نہ اُس کی نصوص میں سے کسی نصوص سے آپ کی تحقیق کا نفیاً یا اثباتاً پتہ چلتا ہے ۔ لیکن ہاں! قرآن شریف کی عبارت سے اشارتاً یہ سمجھا جاتا ہے کہ اس سے بحث کرنا کچھ اچھا نہیں کیونکہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ میں نے آسمان و زمین[2] کے پیدا کرنے کے وقت ان کو حاضر نہیں کر لیا تھا ۔

---

[1] مثلاً یہ تاویل کرسکتے کہ نظر آنے سے مراد غور کرنا لیا جاوے یعنی جہاں یہ وارد ہُوا ہے "کیا تم آسمانوں کو دیکھتے نہیں ۔ اس کے معنی یہ کئے جائیں کہ کیا تم آسمانوں میں غور نہیں کرتے ۱۲ مترجم ۔

[2] وہ آیت یہ ہے :۔ ما اشھدتھم خلق السموٰت والارض ۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علوم طبعیہ میں کائنات کے بننے کے بارے میں جو کچھ کہا گیا ہے محض تخمینی ہے لہٰذا اہلِ اسلام جب تک قطعی دلیلیں اس پر قائم نہ ہو جائیں انہیں نہیں مان سکتے ہاں اگر قطعیۃً ثابت ہو جائے تو اُس وقت تک اگر کہیں اُن کی نصوص سے مخالفت ہو گی تو تاویل کر کے تطبیق دیں گے

اور جب ہم اُن تفصیلوں میں جنہیں آپ لوگ آفتاب۔ ستاروں اور زمین کے تدریجی طور پر بننے کے بارے میں ذکر کیا کرتے ہیں انصاف کی نظر سے غور کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ باتیں فرضی اور تخمینی ہیں جیسا کہ آپ لوگوں کی کتابوں میں آپ کے بیانات کو تامل کی نگاہ سے دیکھنے سے واضح ہوتا ہے۔ پس ممکن ہے کہ خدا تعالیٰ نے اسی طریق سے جس کے کہ آپ لوگ قائل ہیں عالم کو پیدا کیا ہو اور اسی طرح یہ بھی ممکن ہے کہ کسی دوسرے طریقہ سے پیدا کر دیا ہو۔ کیونکہ جب تک یہ تخمینی باتیں گمان کے درجہ پر ہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پیرو اپنے اعتقاد میں ان کا ہرگز یقین نہیں کر سکتے اور اُن کے لئے اسی قدر کافی ہے جتنا کہ اُن کی شریعت میں اس بارے میں وارد ہوا ہے اور اس سے جو کچھ اُن کی شریعت کے علماء سمجھے ہیں۔ ہاں جب تخمینی امور قطعی دلیلوں سے ثابت ہو جائیں جن میں کہ نقیض کا احتمال نہ ہو اور عقل کو اُن کے ترک کرنے کی گنجائش نہ رہے (لیکن ایسا کہاں ہو سکتا ہے) اور یہ وان محمد کی عقلیں اُن کو مان لیں تو اُس وقت بے شک یہ لوگ اس کے قائل ہو جاتے ہیں یعنی اس اعتقاد کے کہ اللہ تعالیٰ نے آفتاب کو ایجاد کیا پھر اُس سے ستاروں اور زمین کو۔ اُسی کیفیت سے جس کو کہ آپ بیان کرتے ہیں جدا کیا اور قوانینِ قدرت جن کے کہ آپ لوگ عالم کی پیدائش کے بارے میں قائل ہیں وہ محض ان کے نزدیک اسباب عادی ہیں ذاتی طور پر اُن میں کوئی بھی تاثیر نہیں جیسا کہ وہ قوانینِ قدرت جنہیں کہ اللہ تعالیٰ نے دیگر کائنات کی پیدائش کے لئے مقرر کیا ہے۔

پس نباتات مثلاً بذریعہ پانی اور روشنی اور مٹی کے بن جاتی ہے اور نباتات کے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پیدا کر دینے میں اُن کو ذاتی طور پر کوئی تاثیر نہیں بلکہ مؤثر حقیقی صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے ہاں اُس کی عادت جاری ہو گئی ہے کہ اسباب کے پائے جانے کے وقت اُن کے مسببات کو بھی پیدا کر دیا کرتا ہے اور اس وقت یہ امر بخوبی واضح ہے کہ سابق میں جو نصوص مذکور ہوئیں اُن میں سے کوئی بھی اُس طریقہ پیدائش کے منافی نہیں جس کے کہ آپ لوگ قائل ہیں جیسا کہ غور کرنے والے پر مخفی نہیں۔ بہر حال ہر تقدیر پر ہمارا مقصود حاصل ہے اور وہ آثار کو دیکھ کر اُن کے مؤثر پر استدلال کرنا ہے۔

اہلِ سائنس اگر اسلامی دین کے معتقد ہو جائیں تو وہ عالم کے پیدا ہونے کی کیفیت اپنے خیال کے موافق اسلامی طرز پر بھی بیان کر سکتے ہیں اگرچہ وہ صرف بعض علماء ہی کے قول کے موافق ہو اور اتنا بھی اُن کی نجات کیلئے کافی ہو سکتا ہے

اے اہلِ سائنس! جب آپ اسلامی دین کو قبول کریں اور اس امر کے معتقد ہو جائیں کہ اللہ تعالیٰ کے پیدا کرنے سے مادہ حادث ہوا ہے۔ جیسا کہ میں نے بیان سابق میں آپ لوگوں کے لئے اس امر پر دلیل قائم کر دی ہے اور نیز اس امر کا اعتقاد کر لیں کہ سات آسمان موجود ہیں جیسا کہ آپ لوگوں کے لئے اس کا بیان آئندہ آتا ہے اور آپ لوگوں کے نزدیک آفتاب کا بننا اور پھر اس سے ستاروں اور زمین کا جدا ہونا اُس طریقہ پر جس کے کہ آپ لوگ قائل ہیں قطعی دلیلوں سے ثابت ہو جائے تب بھی آپ لوگوں کو ممکن ہے کہ شریعت محمدیہ کی اُن نصوص کے موافق جن پر کہ اعتقاد کے بارے میں اعتماد کیا جا سکتا ہے اور نیز اُس کے موافق جیسا کہ اُسے شریعت کے بعض علماء سمجھے ہیں اپنے اعتقاد کی تقریر کریں۔

پس اُس وقت آپ لوگ یوں کہہ سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے پہلے عالم کا مادہ پیدا کیا اُسی کو مادۂ آسمان کے ذکر کرنے کے وقت اُس نے دخان یعنی دھوئیں سے موسوم کیا ہے جس کی تفسیر علماء نے پانی کے بخار کے ساتھ کی اور یہ وہی چھوٹے چھوٹے غیر منقسم ذرے ہیں جو خلاء میں منتشر ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو علیحدہ کیا یعنی مادۂ آسمان کو اُس مادہ سے متمیز کر لیا جس سے کہ اُس کا ارادہ آفتاب، ستارے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور زمین بنانے کا تھا۔ (رتق اور فتق کی تفسیر میں ابن عباسؓ اور اُن کے ساتھیوں سے جو کچھ منقول ہے اُسی کے موافق یہ تقریر چل سکتی ہے جیسا کہ ابھی گزر چکا ہے)۔ اس کے بعد مادۂ آسمان کو اُس نے اشیاء مذکورہ کے مادہ کے اُوپر اٹھایا پھر اُس نے آفتاب بنایا اُس سے ستاروں اور زمین کو جُدا کیا (یہ تقریر اُن کے قول کے موافق ہو سکتی ہے جو فلک کی تفسیر یہ کرتے ہیں کہ وہ کواکب کے مدار کا نام ہے یعنی اُس خلاء کا جس میں کہ وہ کواکب (ستارے) دورہ کرتے ہیں) لیکن زمین جس وقت جُدا ہوئی تھی وہ اس وقت پھیلی ہوئی نہ تھی۔ یعنی اس صورت پر نہ تھی کہ بود و باش کے قابل ہوتی۔ پھر اللہ تعالےٰ نے آسمان کی جانب قصد کیا اور ابھی وہ دھواں ہی تھا یعنی پانی کا بخار تھا اور یہ دہی چھوٹے چھوٹے ذرے ہیں جو تمام خلاء میں منتشر پائے گئے ہیں۔ پھر اُس نے اُس کے سات آسمان بنا دیئے اور آسمان دکھلائی نہیں دیتا اور جو کچھ نظر آتا ہے وہ کرۂ ہوا ہے (یہ تقریر ابوبکر بن عربی کے قول کے موافق ہے جیسا کہ پیشتر بیان ہو چکا ہے) پھر اُس کے بعد اُس نے زمین کو پھیلا دیا۔ یعنی اُس کو بود و باش کے قابل بنا دیا اور یہ سب کچھ اللہ تعالےٰ نے خاص خاص قوانین قدرت کے موافق کیا اور وہ سب عادی اسباب ہیں اور اس میں ایک طویل زمانہ صرف ہُوا جس کو اللہ تعالےٰ نے چھ دن کے ساتھ موسوم کیا ہے حالانکہ وہ خدا قادر ہے کہ وہ بغیر ان قوانینِ قدرت کے بھی اور ایک لحظہ سے بھی کم میں تمام چیزوں کو پیدا کر دے۔

پس اس تقریر پر آفتاب، ستارے اور زمین آسمان کے نیچے قدرتی قانون کشش کے ذریعہ سے جس کو اللہ تعالےٰ نے اُس میں رکھ دیا ہے قائم ہیں اور یہ بھی عادی سبب ہے اور فاعل حقیقی خدا تعالےٰ ہی ہے۔ پس اس تقریر سے آپ لوگوں کا مذہب شریعت محمدیہ کی نصوص سابقہ پر اور نیز بعض علماء شریعت کے اقوال پر جو کہ آفتاب، ستاروں اور زمین کی پیدائش کے بارے میں وارد ہوئی ہیں پورے طور سے منطبق ہو گیا اور اس طرح پر آپ کے مذہب اور اسلامی دین کے مابین کوئی ایسی مخالفت باقی نہیں رہی جس کی وجہ سے آپ لوگوں کا اہل اسلام میں شمار نہ ہو سکے اور اسلامی دین سے آپ لوگوں کا خارج ہونا لازمی قرار پائے۔ لیکن محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پیرو جب تک کہ یہ تفصیل

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جس کے کہ آپ لوگ آفتاب کے بننے اور ستاروں اور زمین کے اُس سے جُدا ہونے کے بارے میں قائل ہیں قطعی دلائل سے اُن کے نزدیک ثابت نہ ہو جائے ہرگز اس کا التزام نہیں کر سکتے ۔ ہاں اگر قطعی ثبوت مل گیا تو بے شک اس کا التزام کر لیں گے ورنہ اعتقاد کے بارے میں اُنہی نصوص سابقہ پر جو شریعتِ محمدیہ میں اس بارے میں واقع ہوئی ہیں اقتصار کریں گے اور اجمالی طور پر سمجھنے کے لئے اپنے یہاں کے جمہور علماء کی رائے کا اتباع کریں گے اور اس تفصیل کو خدا تعالےٰ کے حوالے کریں گے۔ کیونکہ اس تفصیل سے بحث کرنے کی انہیں تکلیف نہیں دی گئی ہے اور جب اُن سے ایسے امر یا اسی کے مثل اور امور کی نسبت جن کی کہ اُن کی شریعت میں تصریح نہ وارد ہوئی ہو اور نہ اُن پر قطعی دلیلیں قائم ہو چکی ہوں بلکہ اُن کے دلائل ظنی ہوں، سوال کیا جائے گا تو وہ دیکھیں گے کہ وہ امور اُن کی شریعت کے منافی ہیں یا نہیں؟ اگر وہ منافی ہوئے تو وہ ان کو ترک کر دیں گے اور ہرگز اُن کے قائل نہ ہوں گے اور اگر وہ منافی نہ ہوئے تو وہ کہیں گے کہ ہاں ممکن ہے کہ یہ صحیح ہوں اور یہ بھی ممکن ہے کہ اُس کے خلاف ہوں کیونکہ یہ امر مظنون ہے۔

پھر کائنات کے بارے میں پیروانِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا یقینی اعتقاد اس قدر ہے کہ تمام کائنات حادث ہے اور اس لئے اس کے واسطے ضرور کسی مُحدث کی ضرورت ہے اور وہ اللہ تعالےٰ ہے جس نے اُسے حادث کیا اور عدم سے ایجاد کر دیا اور اُس کو اُن انواع پر منقسم کر دیا جو کہ بالفعل مشاہدہ کی جاتی ہیں اور یہ سب کچھ طبیعت یا کسی قدرتی قانون کی ذاتی تاثیر سے نہیں ہُوا ۔ ہاں جو قوانینِ قدرت کائنات میں سے بعض کے بننے میں مشاہدہ کئے جاتے ہیں وہ صرف عادی اسباب ہیں جن کو کہ اللہ تعالےٰ نے اس مقصد کے لئے مقرر کیا ہے تاہم خدا اُن قوانین قدرت سے بالکل بے نیاز ہے۔ وہ بغیر ان قوانینِ قدرت کے بھی کائنات کے پیدا کرنے پر پورے طور سے قادر ہے اور اسی قدر یہ یقینی علم خدا کے وجود پر۔ اُس کی قدرت، علم اور تمام اُن صفات کے ساتھ موصوف ہونے پر جن پر کہ اُس کے آثار دلالت کرتے ہیں استدلال کرنے کے لئے کافی و وافی ہے۔

پس اس اعتقاد کے مقتضار کے موافق جب وہ خاص کر زمین کے تین عالم یعنی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معدنیات، نباتات اور حیوانات کے بننے کی جانب التفات کریں گے تو ظاہر ہے کہ اُن کے نزدیک یہ دونوں صورتیں تحت قدرت ہونے میں برابر ہیں۔

ایک صورت یہ کہ اللہ تعالےٰ نے ان تینوں عالموں کو بطریق خلق کے ایجاد کیا ہے یعنی اُس نے اُن میں سے ہر نوع کو دوسرے سے جداگانہ اور مستقل طور پر ایجاد کیا کوئی نوع دوسری سے مشتق اور نکلی ہوئی نہیں۔ عام اس سے کہ اُس نے اس کو دفعۃً ایجاد کیا ہو یا رفتہ رفتہ اس طرح پر بنایا ہو کہ اُس نے مادہ کو اُس کی ابسط حالت سے ترقی دیتے دیتے حالت موجودہ تک پہنچا دیا ہو اور دفعۃً بنانا یا رفتہ رفتہ پیدا کرنا ان میں سے ہر ایک عقلی ممکنات میں سے ہے کہ جو اللہ تعالےٰ کی قدرت کے تحت میں داخل ہیں اور وہ خدائے پاک فاعل مختار ہے جو طریق چاہے اختیار کر سکتا ہے اُسے کوئی نہیں روک سکتا۔

اور دوسری صورت یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے ان تینوں عالموں کے انواع کے بطریق نشو کے ایجاد کیا ہو یعنی اُس نے بسیط مادہ کو ایجاد کر دیا ہو پھر اُس کو عناصر تک ترقی دی ہو۔ پھر معادن یا سب سے بسیط ذی حیات جسم (برٹو بلاسم) تک پھر ادنیٰ درجے کی نبات یا حیوان تک ترقی دے کر پہنچا دیا ہو پھر اُس پر باقی انواع کو متفرع کیا ہو اور ایک کو دوسرے سے نکالا ہو اور بعض کو باقی رکھا ہو اور بعض کو نیست و نابود کر دیا ہو اور یہ سب اُن قوانینِ قدرت کے موافق انجام پایا ہو۔ جنہیں کہ اللہ تعالےٰ نے مادہ میں رکھ دیا ہے اور انہی کی وجہ سے ترقی ہونے لگی اور مختلف انواع بننے لگیں حتیٰ کہ یہ تینوں عالم موجودہ انواع تک پہنچ گئے۔

پس یہ دونوں صورتیں یعنی طریق خلق اور طریق نشو جس حالت میں کہ اُن کو اللہ تعالیٰ کی تاثیر قدرت کی جانب نسبت کیا جاوے پیروانِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک خدا تعالےٰ کے وجود و صفات کمال پر استدلال کرنے کے لئے کافی ہیں اسی کو دوسری عبارت میں یوں سمجھئے کہ ان دونوں صورتوں میں سے جو صورت مانی جاوے یعنی خواہ انواع ہی کو ابتدائی مخلوق مانا جائے۔ جس میں جنس کا وجود محض ذہنی و انتزاعی ٹھہرے گا اور خواہ جنس کے مادہ کو اولاً موجود مانا جاوے اور انواع کو انہی سے متفرع ہوتا ہوا کہا جاوے اور ترقی کرتے کرتے حالت موجودہ تک پہنچتا ہوا کہا جاوے دونوں صورتیں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ کے وجود و صفاتِ کمال پر استدلال کرنے کے لئے کافی ہیں لیکن وہ نصوص جن پر کہ اعتقاد کے بارے میں اعتماد کیا جا سکتا ہے۔ کائناتِ ارض کی پیدائش کے بارے میں جو شریعت محمدیہ میں وارد ہوئی ہیں اُن کا خلاصہ یہ ہی وارد ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر ذی حیات شئے کو پانی سے بنایا اور یہ کہ اُس نے ہر جاندار کو پانی سے پیدا کیا۔ اور یہ کہ اُس نے پراگندہ کیا یعنی اُس نے زمین میں جانداروں کو پھیلا دیا۔ اور یہ کہ اُس نے ہر ایک سے جوڑا جوڑا پیدا کیا اور یہ کہ اُس نے چوپایوں سے جوڑے جوڑے پیدا کئے ہیں (یعنی نر اور مادہ جیسا کہ تفسیر میں ہے) اور یہ کہ اُس نے جوڑوں کو پیدا کیا ہے (یعنی تمام اصناف و اقسام کو جیسا کہ تفسیر میں ہے) اور یہ کہ اُس نے جوڑے جوڑے پیدا کئے ہیں (یعنی دو صنف یا دو قسمیں جیسا کہ تفسیر میں ہے) نر اور مادہ۔ اور یہ کہ اُس نے زمین میں ہر ایک ثمرات جوڑے جوڑے پیدا کئے ہیں (یعنی ہر قسم کے جیسا کہ تفسیر میں ہے) پس اول کی دونوں نصوص میں فی نفسہٖ یہ احتمال ہے کہ اُن کی تفسیر طریقۂ خلق کے موافق کی جائے یا طریقۂ نشو کے۔

اور اے اہلِ سائنس! پہلے کی دونوں نصوص کے تو آپ لوگوں کا جدید قول کہ ذی حیات مادہ پانی سے حاصل ہوتا ہے بالکل موافق ہے۔ اب رہیں باقی نصوص مذکورہ ان کے متبادر اور ظاہری معانی یہی ہیں کہ اللہ تعالےٰ نے ان تینوں عالموں (معدنیات، نباتات، حیوانات) کی انواع کو بطریق خلق کے ایجاد کیا۔ یعنی اُس نے ہر نوع کو جداگانہ اور مستقل طور پر ایجاد کیا ہے دوسرے سے نہیں نکالا ہے۔ عام ہے کہ اُس نے دفعتہً ایجاد کیا ہو یا رفتہ رفتہ جیسا کہ یہ امر اُس شخص پر مخفی نہیں جو عربی کلام کے طرز سے واقف ہے کیونکہ مثلاً جب کوئی یہ کہتا ہے کہ میں نے اپنے مہمانوں کے سامنے کھانے کی مختلف انواع کو پیش کیا تو اُس کے کلام سے بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ اُس نے ہر نوع کو مستقل طور پر تیار کیا اور اسے اپنے مہمانوں کے سامنے پیش کیا۔

رہا یہ امر کہ اُس نے پہلے سارا کھانا ایک ہی جنس کا تیار کیا ہو پھر طباخی کی صنعت کے موافق اُس کو ترقی دے کر اُس سے اور انواع کو نکال لیا ہو۔ یہ معنی ارادہ سے دُور رہیں اس کا دل میں خیال بھی نہیں گزرتا اگرچہ یہ ممکن الوقوع ہے اور بعض آحادی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نصوص کہ جو مدار اعتقاد نہیں قرار پاسکتیں۔ ان نصوص کے ظاہری معانی کی تائید کرتے ہیں لیکن باوجود اس کے کوئی ایسی نص نہیں وارد ہوئی کہ جس سے یہ معلوم ہوتا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر نوع کو مستقل طور پر ایجاد کیا ہے خواہ دفعتہً ایجاد کیا ہو یا رفتہ رفتہ۔ ہاں بعض آحادی نصوص میں (مسلم کی حدیث میں) یہ وارد ہُوا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے چھ دنوں میں سے جن میں کہ اُس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے۔ درخت کو فلاں دن پیدا کیا۔ پھر اُس کے بعد حیوانات کو فلاں دن پیدا کیا لیکن اس سے سوائے اس کے اور کچھ نہیں معلوم ہوتا کہ حیوان کی پیدائش درخت کے بعد ہے۔ رہا یہ امر کہ ان دونوں میں سے ہر ایک نوع کو دفعتہً ایجاد کیا یا رفتہ رفتہ اس سے کچھ نہیں معلوم ہوتا۔

پس بنا بر نصوص مذکورہ کے بوجہ اُس قاعدۂ سابق الذکر کے کہ بدون ضرورت معارضۂ دلیل عقلی قطعی کے نصوص مشہورہ و متواترہ کے معانی متعینہ و ظاہرہ کو چھوڑنا جائز نہیں۔ پیروانِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ذمہ یہی اعتقاد رکھنا ضروری ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے کائنات ارض کے تینوں عالموں (معدنیات۔ نباتات۔ حیوانات) میں سے ہر نوع کو مستقل طور پر پیدا کیا ہے بطریق نشو کے نہیں پیدا کیا اور نہ ایک نوع کو دوسرے سے نکالا اگرچہ وہ دونوں صورتوں پر بخوبی قادر ہے۔

رہا یہ امر کہ ہر نوع کو اُس نے دفعتہً پیدا کیا ہے یا رفتہ رفتہ موافق اُن قوانینِ قدرت کے جنہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اسی لئے مقرر کیا ہے تو ان دونوں امروں میں سے وہ کسی کی نسبت قطعی طور پر کچھ نہیں کہہ سکتے بلکہ وہ توقف کریں گے کیونکہ اُن کی شریعت میں کوئی ایسی نص نہیں وارد ہوئی جس سے ان دونوں طریقوں میں سے کسی ایک خاص طریقہ کا یقین ہو جائے اور حکم شریعت کے مقتضا کے موافق اُن کو یہ ہرگز جائز نہیں ہے کہ اس ظاہری معنی (طریق خلق) کے اعتقاد سے عدول کر کے اُس کے خلاف ایک نوع کے دوسرے نوع سے نکلنے اور بطریق نشو کے پیدا ہونے کا اعتقاد کرلیں جیسا کہ آپ لوگ قائل ہیں کیونکہ یہ امر نصوص سابق الذکر کے ظاہری اور متبادر معنی کے خلاف ہے اور کوئی قطعی دلیل جو اُن کو ان کی تاویل کرنے پر مضطر کر دے قائم نہیں ہوئی اور جو دلیلیں آپ لوگ طریقِ نشو پر اپنی کتابوں میں ذکر کیا کرتے ہیں وہ محض ظنی اور فرضی ہیں احتمال کے دائرے سے جس سے کہ استدلال یقینی ساقط ہو

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جایا کرتا ہے) خارج نہیں ہیں جیسا کہ خود غرضی کو چھوڑ کر اُن دلیلوں کے دیکھنے سے واضح ہوتا ہے اور جب تک یہ کیفیت رہے گی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پیرو ان نصوص کو اُن کے ظاہری معانی سے ہرگز نہیں پھیریں گے۔ اگرچہ یہی اعتقاد کیوں نہ رکھنا پڑے کہ طریق نشو بھی اللہ تعالیٰ ہی کے پیدا کرنے سے ہے بلکہ جب تک یہ حالت رہے اُن کو تاویل کرنا جائز بھی نہیں ہے۔ ہاں اگر عقلی قطعی دلیل ان نصوص کے ظاہری معانی کے خلاف قائم ہو جاتی اُس وقت اُن کے ذمہ سابق الذکر قاعدہ کی بنا پر ان نصوص کو عقلی قطعی دلیل کے ساتھ تطبیق دینے اور دونوں میں موافقت ثابت کرنے کے لئے تاویل کر دینا واجب ہوتا اور میرے خیال میں یہ امر ناممکن ہے)۔

پس اے اہلِ سائنس! اگر فرض کر لیا جاوے کہ آپ لوگوں نے جو طریق نشو پر دلیلیں بیان کی ہیں وہ یقین کے درجہ کو پہنچ گئیں اور آپ لوگوں کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کے اعتقاد کرنے کی جس کی بنیاد اس پر ہے کہ کسی شئے کے لئے سوائے اللہ تعالےٰ کے کوئی خالق نہیں ہے ہدایت ہو جائے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں کہ آپ لوگ ان نصوص کی تاویل کر لیں ان کو ان کے ظاہری معانی سے پھیر دیں اور اس طرح اُن کو طریق نشو کے جس پر کہ قطعی دلیلیں (بالفرض) قائم ہو چکی ہیں موافق بنالیں اور اس کے ساتھ یہ بھی اعتقاد رہے کہ یہ اللہ تعالےٰ ہی کے پیدا کرنے سے ہیں اور جب یہ حالت ہو تو اس میں کوئی منافات نہیں کہ آپ کا شمار بھی اہلِ اسلام میں کیا جائے اور اس طرح پر اس کائنات کے ذریعہ سے خدا تعالےٰ کے وجود اور اس کی قدرت، علم اور حکمت کے کامل ہونے پر استدلال کرنے میں آپ لوگوں سے کوئی چیز رہ بھی نہیں سکتی۔

لیکن مَیں آپ کو اس غلطی سے ڈرائے دیتا ہوں کہ آپ ظنی دلیل کو جو آپ کے نزدیک قائم ہوں کہیں یقینی نہ گمان کرنے لگیں اس لئے آپ کو اس بارے میں بڑی باریک بینی سے کام لینا چاہیئے۔ خدا تعالےٰ ہی ہم سب کا ہادی ہے۔ کائنات ارض کی پیدائش کے نسبت جو کچھ مَیں نے لکھا ہے وہ انسان سے قطع نظر کر کے تحریر کیا ہے۔ اُس کی پیدائش کی نسبت مَیں مستقل طور پر گفتگو کرتا ہوں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان نصوص کا بیان جن سے بظاہر نوع انسان کا بطریق خلق کے مستقل طور پر پیدا ہونا معلوم ہوتا ہے اور اہل اسلام کو ان نصوص کی تاویل کرنا ضروری نہیں جب تک کہ طریق نشو پر قطعی دلیل نہ ہو جائیں

پس میں کہتا ہوں کہ شریعت محمدیہ کی ان نصوص میں سے جن پر کہ انسان کی پیدائش کی نسبت اعتقاد کے بارے میں اعتماد کیا جا سکتا ہے۔ یہ وارد ہُوا ہے کہ اللہ[1] تعالیٰ نے اُس کی پیدائش کو مٹی سے شروع کیا اور یہ کہ اُس[2] نے اُسی مٹی سے چپکتے[3] ہوئے گارے سے، نتھرے[4] ہوئے گارے سے، سڑی[5] ہوئی سیاہ مٹی سے، ٹھیکرے[6] کے مثل مٹی سے، اور یہ بھی وارد ہُوا ہے کہ اُس نے اُسے پانی[7] سے پیدا کیا۔ پس پیروانِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں سے بعض علماء (امام رازی) نے یہ کہا ہے کہ انسان کی اصل مٹی اور پانی ہے۔ یعنی خدا نے اس کو مٹی اور پانی سے پیدا کیا ہے۔ اسی لئے نصوص میں کہیں پانی کا ذکر ہے کہیں مٹی کا اور وارد ہُوا ہے کہ اللہ تعالیٰ[8] نے انسان کو اپنے دونوں ہاتھوں سے پیدا کیا۔ یہ عبارت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ انسان کی پیدائش تمام کائنات سے ایک ممتاز صورت پر ہوئی ہے۔ اور وارد ہُوا ہے کہ خدائے[9] پاک نے آدمی کو نفس (آدم) سے پیدا کیا اور اُس سے اُس کی زوجہ (حوّا) کو بنایا اور ان دونوں سے بکثرت مردوں اور عورتوں کو پھیلا دیا۔ ان نصوص سے بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ اللہ نے انسان کو ایک مستقل نوع بنایا ہے بطریق نشو کے نہیں پیدا کیا اور نہ اس کو کسی دوسری نوع سے نکالا جیسا کہ آپ لوگ کہتے ہیں۔ خصوصاً وہ نص جس کا مطلب یہ ہے کہ

---

[1] آیت یہ ہے: بدأ خلق الانسان من طین [2] آیت یہ ہے من تراب [3] انا خلقنٰھم من طین لازب [4] ولقد خلقنا الانسان من سلالۃ من طین [5] لقد خلقنا الانسان من صلصال من حمأ مسنون [6] خلق الانسان من صلصال کالفخار [7] واللہ خلق کل دابۃ من ماء [8] ما منعک ان تسجد لما خلقت بیدی۔ [9] یا ایھا النّاس اتقوا ربکم الذی خلقکم من نفس واحدۃ وخلق منھا زوجھا وبث منھما رجالاً کثیرا ونساء۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالےٰ نے انسان کی پیدائش مٹی سے شروع کی ہے اور بعض آحادی نصوص میں تو اس کی بخوبی تصریح موجود ہے کہ انسان کی پیدائش مستقل طور پر ہوئی وہ کسی دوسری نوع سے نہیں نکلا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ آحادی نصوص گو بانفرادہا مدار اعتقاد نہیں ہیں لیکن اس سے بھی گئی گزری نہیں کہ ان نصوص کے ظاہری معانی کی جو کہ مدار اعتقاد ہیں تائید و تقویت کر دیں۔

علاوہ بریں یہ امر غایت درجہ مستبعد ہے کہ انسان کی اصل مادّہ بسیطہ ہے۔ پھر اُس نے عناصر تک ترقی کی ہو۔ پھر جاندار مادہ تک اور وہ برٹو بلاسم ہے۔ پھر ادنیٰ حیوان تک پھر اس کے بعد ترقی کر کے بندر تک پہنچا ہو۔ پھر بندر سے انسانی بندر تک اور پھر اُس سے ترقی کر کے انسان بن گیا ہو۔ جیسا کہ آپ لوگ قائل ہیں اور پھر بھی اللہ تعالےٰ نے ان سب کا بیان چھوڑ دیا ہو اور صرف اتنا ہی کہنے پر اکتفا کر لیا ہو کہ انسان کی پیدائش کو اُس نے مٹی سے شروع کیا ہے بلکہ اُس کی حکمت کا تو مقتضا یہ تھا کہ ان تطورات اور ترقیات کی تشریح کرنا اور اس کی تفصیل بیان کرنا چاہیئے کہ اُس نے نسل انسان کی پیدائش کی تفصیل بیان کی ہے۔ چنانچہ نصوص شرعیہ میں اُس نے اس تفصیل کا ذکر کیا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے انہیں مٹی سے پیدا کیا ہے۔ (یعنی اس لئے کہ اُن کے باپوں کی غذا جس سے منی بنتی ہے اُس کی اصل مٹی ہی ہے۔ ایسا ہی تفسیر رازی سے معلوم ہوتا ہے اور دوسری تفسیر میں خدا کے اس قول کے معنی کہ اُس نے (خدا نے) انہیں مٹی سے پیدا کیا یہ لکھے ہیں کہ اُن کے باپ آدم کو مٹی سے پیدا کیا پھر اوروں کو اُن کے نطفہ سے پھر خون بستہ سے پھر گوشت کے ٹکڑے سے، پھر اُس کے بعد اُن کو بچہ بنا کر نکالا۔ پس بے شک نفس کے بارے میں یہ تفصیل خالق سبحانہٗ تعالیٰ کی قدرت پر دلالت کرنے کے لئے عقل کے نزدیک بہت با وقعت معلوم ہوتی ہے کیونکہ اس میں مادہ کی طرح طرح کے انتقالات پائے جاتے ہیں۔

پس نصوص مذکورہ کا طریق نشو و ارتقاء انسان کے دوسری نوع سے نکلنے کے بیان سے ساکت رہنا اور محض بیان سابق پر اکتفا کرنا اسی بات پر دلالت کرتا ہے کہ انسان مستقل نوع بنا کر پیدا کیا گیا ہے کسی دوسری نوع سے نہیں نکلا جیسا کہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ لوگ قائل ہیں اگرچہ دونوں امر عقلاً ممکن ہیں جس پر کہ خدا تعالےٰ کو پوری قوت حاصل ہے۔ ہاں ان نصوص میں یہ امر صراحتہً مذکور نہیں کہ اللہ تعالےٰ نے انسان کو مٹی سے دفعتہً پیدا کیا یا رفتہ رفتہ بنایا اُس لئے ان نصوص کے موافق جو کہ مدار اعتقاد قرار پا سکتی ہیں۔ ان دونوں امروں میں سے کسی کے ساتھ یقین نہیں کیا جا سکتا بلکہ محل توقف ہے۔ اگرچہ بعض آحادی نصوص سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ پہلے انسان (آدم) کی رفتہ رفتہ پیدائش ہوئی ہے اور اس پر ایک طویل زمانہ گزرا۔ اور اللہ تعالیٰ کو ہر طرح کی قدرت ہے اور بعض علماء اسلام (امام رازی) نے اللہ تعالےٰ کے اس قول کی تفسیر میں کہ تم کو[1] اُس نے مٹی سے پیدا کیا پھر ناگاہ تم آدمی ہو کر پھیلنے شروع ہوئے۔ یہ تصریح کی ہے کہ انسان کی پیدائش مستقل طور پر ہوئی ادنیٰ حالت سے حالت موجودہ تک ترقی کر کے نہیں پہنچا ہے اور اس بارے میں وہ یہ کہتے ہیں کہ عربی میں کلمہ (اذا) جس کا ترجمہ ناگاہ اور فوراً ہے کسی امر کے اچانک اور دفعتہً واقع ہو جانے پر دلالت کرتا ہے۔ چنانچہ عربی محاورہ ہے، خرجت فاذا الاسد بالباب۔ یعنی میں نکلا پس ناگاہ شیر دروازہ پر تھا اور یہ اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے قالب انسانی کو مٹی سے بنانے کے بعد لفظ کن (ہو جا) کہہ کر انسان ہی بنا دیا اور وہ فوراً پیدا ہو گیا۔ یہ نہیں ہوا کہ وہ معدن بنا، پھر نبات ہوا، پھر حیوان، پھر اس کے بعد انسان بنا اور یہ ایک فلسفہ مسئلہ کی طرف اشارہ ہے اور وہ مسئلہ یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے انسان کو اوّل ہی سے بنایا ہے۔ اور وہ انسان بننے کے ساتھ ہی حیوان اور نامی[2] سب کچھ بن گیا۔

یہ نہیں کہ اول اس کو نامی بنایا ہو پھر حیوان بنایا ہو پھر انسان بنایا ہو۔ سو حقیقتہً مقصود اوّل انواع کا پیدا ہے۔ پھر اُن انواع میں اُسی ایک ہی قصد اور ارادہ سے اجناس بھی ہو جاتی ہیں۔ سو اللہ تعالےٰ نے مرتبہ اخیرہ ہی کو مقصود ٹھہرایا ہے جو جنسِ عالی سے نہایت ہی بعید ہے۔ یہ نہیں کیا کہ اوپر سے درجہ

---

[1] خلقکم من تراب ثم اذا انتم بشر تنتشرون ۱۲

[2] نامی سے مراد وہ جسم ہے جس میں نشوونما ہوتا ہو ۱۲ مترجم

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بدرجہ منتقل کرتے ہوئے اخیر مرتبہ (نوع حقیقی) پر لاتے ہوں۔ (ختم ہوئی تقریر علامہ رازی کی۔)

پس یہ اس امر کی تصریح ہے کہ اس نص سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ انسان کی پیدائش بطریق خلق کے مستقل طور پر ہے بطریق نشو کے نہیں ہوئی جیسا کہ آپ لوگوں کا گمان ہے اور باقی نصوص سے بھی بظاہر طریق خلق ہی کا پتہ چلتا ہے۔ پس پیروان محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا اعتقاد کے بارے میں طریق خلق ہی پر اعتماد ہے طریق نشو پر نہیں اور نہ اُن کو ان نصوص کی تاویل کرنا اور اُن کو اُن کے ظاہری معانی سے پھیرنا ہی جائز ہے۔ مگر ہاں جب کوئی عقلی قطعی دلیل قائم ہو جائے جو اس بات پر دال ہو کہ اللہ تعالےٰ نے انسان کو بطریق نشو ہی کے پیدا کیا ہے جیسا کہ آپ لوگوں کا گمان ہے (اور یہ امر کوسوں دور ہے) تو اُس وقت البتہ وہ ان نصوص کے ظاہری معانی کی تاویل کرنے پر مضطر ہو جائیں گے جیسا کہ اُن کے نزدیک ثابت بھی ہو جائے تو وہ نشو وہ نہیں ہو سکتا جس کے کہ آپ لوگ قائل ہیں اس لئے کہ اگر اُن کے نزدیک نشو ثابت ہوگا تو وہ یہی کہیں گے کہ نشو اللہ تعالیٰ ہی کے پیدا کرنے سے ہے کیونکہ اُن کے نزدیک اس بات پر دلیل قائم ہو چکی ہے کہ سوائے خدا کے نہ کوئی خالق ہے اور نہ مؤثر ہے۔ قوانین قدرت جن سے کہ وہ کام لیتا ہے وہ محض عادی اسباب ہیں۔ اُن میں کوئی ذاتی تاثیر نہیں اور جو نشو آپ مانتے ہیں وہ آپ کے زعم کے اعتبار سے انہیں قوانین قدرت کی ذاتی تاثیر سے ہوتا ہے پس ان دونوں معنوں میں زمین و آسمان کا فرق نکل آیا۔

اگر اہل سائنس اسلام قبول کرلیں اور اُن کے پاس طریق نشو پر قطعی دلیل قائم ہو جائے تو نصوص مذکورہ کو طریق نشو پر منطبق کر سکتے ہیں اور اگر وہ اس مقام کے بارہ میں جہاں کہ آدم علیہ السلام کی پیدائش ہوئی اور جہاں کہ وہ مع اپنی زوجہ کے رہے علماء اسلام میں سے بعض کے قول پر اعتماد کرلیں جب بھی اسلامی دین سے خارج نہ ہونگے

یہ بھی سُن لیجئے کہ جو دلیلیں آپ اپنی کتابوں میں نشو کی تائید میں پیش کرتے ہیں اگر بنظر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انصاف سے دیکھا جائے تو وہ ایسی دلیلیں نہیں ہیں جن کی وجہ سے پیروان محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان ظاہری نصوص کی تاویل کرنے پر مضطر ہوں اور انہیں نشو کا قائل ہونا پڑے کیونکہ وہ سب ظنی دلیلیں ہیں جن کی بنیاد چند تخمینی چیزوں پر ہے اور پیروان محمد صلی اللہ علیہ وسلم جب تک کہ کوئی یقینی دلیل معارض نہ ہو تاویل کرنے پر مضطر نہیں ہوتے جیسا کہ آپ کو معلوم ہو چکا ہے۔

پس اگر فرض کر لیا جائے کہ انسان کے بطریق نشو پیدا ہونے پر یقینی و قطعی دلیلوں تک آپ لوگوں کی رسائی ہو گئی اور آپ نے اسلامی دین کا بھی اعتقاد کر لیا جس کی بنیاد اس بات پر ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی تمام کائنات کا پیدا کرنے والا ہے اُس کے سوا کسی کی کچھ ذاتی تاثیر نہیں تو آپ لوگوں کے لئے بغرض تطبیق ان نصوص کی تاویل کرنے اور اُن کو اُن کے ظاہری معانی سے پھیر دینے سے کوئی امر مانع نہیں ہو سکتا اور اس طریقہ کو اختیار کرنے سے آپ اسلامی دین سے بھی خارج نہ رہیں گے لیکن میں آپ کو اس غلطی میں پڑنے سے ڈرائے دیتا ہوں کہ کہیں آپ ظنی دلیلوں کو یقینی نہ سمجھ لیجئے گا بلکہ مناسب ہے کہ غور و فکر کر کے دلیلوں کو خوب جانچ لیجئے اور پھر آگے قدم بڑھایئے لیکن اس وقت پیروان محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں سے جمہور کا یہ قول کہ پہلا انسان (آدم) جنت عدن میں کہ وہ ہماری زمین کے علاوہ ہے پیدا کیا گیا ہے یا بعضوں کا (اور وہ سُدّی ہیں جیسا کہ کنز الاسرار میں ہے) یہ قول کہ وہ سماء دنیا میں پیدا کیا گیا ہے آپ کے خیال کے معارض پیدا ہو گا اس لئے کہ یہ دونوں قول طریق نشو کے موافق نہیں ہیں جس کی بنیاد اس پر ہے کہ وہ اسی زمین میں ہوا ہے۔

پس آپ اُن میں سے بعض علماء (اور وہ منذر بن سعید بلاطی اور ایک بڑی جماعت کے لوگ ہیں جیسا کہ کنز الاسرار میں ہے) کے قول کے موافق اس سے نجات حاصل کر سکتے ہیں اور وہ قول یہ ہے کہ وہ دنیا کی جنتوں میں سے کسی جنت (باغ) میں پیدا کیا گیا ہے اور اس طور پر پیروانِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی قول کے موافق تو آپ ہو جائیں گے جس کی وجہ سے اسلامی دین کی مخالفت آپ سے دور ہو جائے گی اور آپ کے خیال کے یہ قول بھی معارض ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے پہلے انسان (آدم) کو پیدا کرنے کے بعد اُس سے اُس کی زوجہ کو پیدا کیا اور اُن

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دونوں کو جنت میں ٹھہرایا اور یہ جنت وہی مقام ہے جہاں کہ اللہ تعالےٰ نے اپنے ایمان دار بندوں کو مرنے اور پھر زندہ ہونے کے بعد جزا دینے کا وعدہ کیا ہے اور وہ ہماری زمین کے علاوہ ہے اور یہی جمہور پیروان محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا قول ہے۔

پس آپ اُن میں سے بعض (اور وہ ابوالقاسم بلخی اور ایک بہت بڑے مفسّر ابومسلم اصفہانی ہیں جیسا کہ امام رازیؒ نے نقل کیا ہے) کے قول کو اختیار کر کے اس سے بھی خلاصی حاصل کر سکتے ہیں اور وہ قول یہ ہے کہ یہ جنت زمین ہی میں تھی اور ان دونوں کا اُس سے اہباط یعنی اُتارنا ایک حصہ زمین سے دوسرے حصہ کی جانب منتقل ہونے پر محمول کیا جائے گا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے قول میں (دوسرے مقام پر بنی اسرائیل کو خطاب کرنے میں) واقع ہوا ہے کہ تم سبؔ[له] شہر میں اُتر جاؤ، یعنی شہر میں چلے جاؤ۔ اور اگر آپ کو پیروانِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں اکثر کا یہ قول مشکل معلوم ہو (حالانکہ وہ کچھ مشکل نہیں ہے۔ کیونکہ وہ عقلاً ممکن ہے جو کہ خداوندی قدرت کے تصرف میں داخل ہوتا ہے۔ چنانچہ اسی حیوان ہیڈر کو دیکھئے اس کے تین حصے کر دیئے جاتے ہیں اور اُن میں سے ہر حصہ ایک مستقل حیوان بن جاتا ہے جیسا کہ پیشتر گزر چکا ہے۔ لیکن ہم اپنے مقابل کی آسانی کی غرض سے اسی کے خیال کے موافق گفتگو کرتے ہیں) کہ اللہ تعالیٰ نے پہلے انسان (آدم) کو پیدا کرنے کے بعد اُس سے اُس کی زوجہ (حوّا) کو پیدا کیا یعنی اُس کی بائیں جانب کی پسلیوں میں سے ایک پسلی سے کیونکہ اُن کی شریعت کی بعض آحادی نصوص میں یہ وارد ہوا ہے کہ عورت ٹیڑھی پسلی سے پیدا ہوئی ہے اور نیز بعض جلیل القدر صحابہ نے اس امر کی تصریح بھی کی ہے (اور وہ ابن مسعود اور ابن عباس اور بعض دوسرے صحابہؓ ہیں جیسا کہ تفسیر ابی السعود میں ہے) پس آپ اس سے بھی خلاصی حاصل کرنے کے لئے اس قول کو مان سکتے ہیں جیسے کہ ان میں سے بعض نے (ابومسلم اصفہانی نے جیسا کہ تفسیر رازی میں ہے) اختیار کیا ہے اور اس نص کی تاویل کر دی ہے جس میں یہ وارد ہوا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے انسان اوّل سے اُسکی زوجہ کو پیدا کیا اور وہ تاویل یہ ہے کہ اُسکی زوجہ کو اس سے پیدا کرنے

[له] وہ آیت یہ ہے اهبطوا مصرًا ۱۲

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے مقصود یہ ہے کہ اُس کی نفس سے پیدا کیا جیسا کہ اُس نے (خدا نے) دوسری نص میں کہا ہے (خدا نے) تمہارے نفسوں سے تمہاری ازدواج کو بنایا اور اس طریقہ سے آپ ایک قسم کی تاویل کر کے پیروانِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں سے بعض علماء کے ساتھ موافق ہو سکتے ہیں اور اس سے آپ کی اسلامی دین کے ساتھ ایسی مخالفت نہ ہو گی جس سے آپ اس کی پیروی کرنے والوں کے شمار سے خارج کر دیئے جائیں اس لئے کہ آپ نے کسی ایسی نص کی تکذیب نہیں کی جو کہ مدار اعتقاد ہو اور نہ آپ نے پیروانِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ایسے اجماع کی مخالفت کی جو کسی ایسے امر پر جس کا دین میں بالضرورت ہونا معلوم ہو چکا ہو منعقد ہوا تھا۔ غایت سے غایت آپ نے یہ روش اختیار کی اُس میں آپ نے اکثروں کی مخالفت کی اور بعض کے موافق ہوئے اور عقلی و نقلی دلیل میں تطبیق دینے کے لئے آپ نے نصوص میں تاویل کر لی۔ ہم سب کو خدا ہی سیدھا راستہ دکھلانے والا ہے۔

ظنی دلیلوں کی وجہ سے نصوص شرعیہ میں تاویل جائز نہیں ورنہ دین کھیل ہو جائے گا

پھر سُنئے کہ ہماری تقریر سابق کا خلاصہ یہ ہے کہ پیروانِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اعتقاد کے بارہ میں اپنی شریعت کی ان نصوص کے ظاہری معانی پر جو کہ مدار اعتقاد قرار پا سکتی ہیں اعتقاد کرتے ہیں کیونکہ شریعت میں ان کا وارد ہونا قطعی ہے اور اگر عقلی ظنی دلیل اُن کے معارض واقع ہو تو اُن کی تاویل نہیں کرتے اور نہ اُن کو اُن کے ظاہری معانی سے پھیرتے ہیں بلکہ جب عقلی قطعی دلیل اُن کے معارض واقع ہوتی ہے اُس وقت اُن کی تاویل کرنے پر مضطر ہوتے ہیں۔

اس تقریر سے دل میں یہ شبہ گزرتا ہے کہ آپ لوگوں کو اے اہلِ سائنس! یہ کہنے کی شاید گنجائش نکلے کہ ہم مان لیتے ہیں کہ پیروانِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے نصوص متعین المعنی کے معانی کے اعتقاد کا ترک کرنا جائز نہیں لیکن نصوص ظاہر المعنی جب

لہ جعل لکم من انفسکم ازواجا۔ ۱۲

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تک کہ اُن میں غیر ظاہری معنی کا احتمال پایا جاتا ہو۔ اگرچہ یہ احتمال بعید ہی کیوں نہ ہو اپنے ظاہری معنی پر دلالت کرنے کے اعتبار سے ظنی ہیں گو شریعت میں اُن کا وارد ہونا قطعی ہو۔ پس دلالت کے اعتبار سے اُن ظنی دلیلوں کے مساوی ہو گئیں کہ جو ہمارے نزدیک قائم ہو چکی ہیں۔

پس کیا وجہ ہے کہ وہ اُن نصوص کے ظاہری معانی کو ہماری دلیلوں پر ترجیح دیتے ہیں۔ اس کے جواب میں میں یہ کہوں گا کہ اگرچہ نصوص ظاہر المعنی کی اپنے ظاہری معنی پر دلالت ظنی ہے۔ کیونکہ اُن میں بعید اور غیر ظاہری معنی مراد لینے کا احتمال پایا جاتا ہے لیکن تخاطب اور بول چال میں اصل یہی ہے کہ لفظ کے ظاہری معنی ہی مراد لئے جائیں نہ کہ غیر ظاہری سوائے اُس حالت کے جب کہ کوئی ضرورت اُس کی جانب داعی ہو۔ پس بلا کسی ضرورت کے بعید معنی کے ارادہ کرنے سے بول چال میں افادہ اور استفادہ کے اعتبار سے خلل لازم آئے گا اور اصل کو چھوڑنا پڑے گا اور اس میں جو کچھ خرابیاں ہیں وہ کسی پر مخفی نہیں۔

پس اسی وجہ سے پیروان محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات پر اجماع کر لیا ہے کہ ظاہری معنی ہی پر اعتماد کرنا ضرور ہے اور غیر ظاہری معنی کی طرف التفات کرنا جائز نہیں سوائے اُس صورت کے جب کوئی ضرورت اُس کی طرف داعی ہو اور وہ ضرورت عقلی قطعی دلیل کا معارض واقع ہونا ہے اور یہ امر داعی لفظ سے غیر ظاہری معنی مراد لینے کے لئے مثل قرینہ کے ہو جاتا ہے اور اس داعی کی وجہ سے بھی دوسرے معنی ظاہر بن جاتے ہیں۔ اسی طرح اُن کو اُن کی شریعت کی جانب سے یہ حکم دیا گیا ہے کہ وہ ظاہری معنی ہی پر اعتماد کریں اور اُس کے خلاف سوائے اُس صورت کے کہ کوئی داعی و مقتضی موجود ہو التفات نہ کریں۔

پس اگر فرض کیا جائے کہ قبل وقوع ایسی ضرورت کے جس سے اُن کو ظاہری معنی کو چھوڑنا ہی پڑے کسی لفظ کے ظاہری معنی ہی کے معتقد رہیں تو وہ اس امر کو بجا لائے جس کا انہیں حکم دیا گیا تھا اور اُن پر کوئی گناہ نہیں ہوا۔ اسی طرح اگر فرض کیا جائے کہ اس کے بعد ظاہری معنی سے عدول کرنے کے لئے کوئی مقتضی و داعی ظاہر ہو گیا اور انہوں نے اُس نص کو اُس کے ظاہری معنی سے پھیر دیا تب بھی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ ظاہر امر کے بجالانے والے ہوئے جس کی انہیں تکلیف دی گئی تھی اور اُن پر کوئی گناہ نہیں کیونکہ یہی اُن کی شریعت کا حکم ہے۔ باقی رہی یہ بات کہ ظاہری معنی سے عدول کرنے کے لئے مقتضی و دواعی کا انحصار صرف عقلی قطعی دلیل ہی میں کیوں ہو گیا۔ اُس کی یہ وجہ ہے کہ اس دلیل کے چھوڑ دینے سے اس اصل کا چھوڑنا لازم آتا ہے جس کے ذریعہ سے اُن کے رسول کا سچا ہونا ثابت ہوتا ہے اور وہ دلیل عقل ہے جیساکہ پیشتر ذکر ہو چکا ہے اور عقل کا چھوڑنا شرع کے چھوڑنے کو مستلزم ہے۔ رہا دلیل ظنی کا معارضہ وہ ظاہری معنی کے چھوڑنے کے لئے اس وجہ سے مقتضی و داعی نہیں قرار پاسکتا کہ دلیل ظنی کے چھوڑنے سے عقل کا چھوڑنا نہیں لازم آتا جیساکہ ظاہر ہے کیونکہ اس میں غلطی کا بھی احتمال موجود ہے۔

پس اگر وہ ظاہری معنی کو چھوڑ دیں اور اس کے معتقد ہو جائیں جس پر کہ دلیل ظنی دلالت کرتی ہے۔ اس صورت میں اُن کے اعتقاد کے غلط ہونے کا احتمال ہے اور اس وقت اُن کو شریعت اس امر میں معذور نہیں رکھ سکتی۔ کیونکہ اس وقت ان کو ظاہری معنی سے عدول کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے جیسے کہ اُس وقت اُن کو ضرورت درپیش تھی جب کہ عقلی قطعی دلیل معارض واقع ہوئی تھی۔

علاوہ بریں اگر پیروانِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم دلیل ظنی کا اتباع کر کے اپنی نصوص کے ظاہری معانی کو چھوڑنے لگیں تو اعتقاد میں بے انتہا خبط لازم آئے اور بڑی گڑبڑ مچ جائے کیونکہ لوگوں کے ظنون اور گمان بکثرت ہیں۔ ہر شخص کچھ نہ کچھ ظن اور تخمین کرتا ہے اور اعتقاد کے بارے میں یقین پر اعتماد کیا جاتا ہے۔

پس امر صواب یہی ٹھہرا کہ پیروان محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنی شریعت کی اُن نصوص کے (کہ جن کا وارد ہونا یقینی ہے) ظاہری معانی کے ساتھ تمسک کریں اور محض ظنی اور تخمینی باتوں کی وجہ سے اُن کو ظاہری معانی سے نہ پھیریں۔ ندا ہی ہدایت کرنیوالا ہے۔

جو دلائل اہلِ سائنس نے طریق نشو پر قائم کی ہیں وہ ظنی ہیں اور ان کی مشہور دلیلوں کا بیان کر کے اُن کی منصفانہ جانچ

اب اس بات کا وقت آپہنچا کہ میں آپ کے لئے اس امر کو بیان کر دوں کہ جو

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دلیلیں اور توجیہات آپ نے طریق نشو پر اپنی کتابوں میں بیان کی ہیں وہ سب کی سب ظنی ہیں اُن کی وجہ سے پیروانِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنی شریعت کی نصوص کی جن کے ظاہری معنی یہ ہیں کہ تمام کائنات بطریق خلق کے پیدا ہوئی تاویل کرنے پر مضطر نہیں ہو سکتے۔

میرا یہ ارادہ ہرگز نہیں کہ آپ نے اپنے اس دعویٰ کے ثابت کرنے میں جو تقریریں کی ہیں میں اُن سب کے باطل کرنے اور رد کرنے کے درپے ہو جاؤں۔ کیونکہ اس طرح بات بہت بڑھ جائے گی اور ہمیں اپنی بحث کے موضوع سے جس کے کہ درپے ہم ہو رہے ہیں نکلنا پڑے گا اور اس کے لئے تو ایک جدا کتاب بننا چاہیئے خدا اس کے تصنیف کرنے میں میری مدد کرے۔ لیکن میں یہ چاہتا ہوں کہ آپ لوگوں کے۔ لئے اس امر کو بیان کر دوں کہ نشو کے بارے میں دلیلوں اور توجیہوں کا جس امر پر مدار ہے تو ظن و تخمین اور اٹکل سے اس کا درجہ نہیں بڑھا اور صرف اسی سے ہماری غرض حاصل ہو جائے گی۔

پس میں کہتا ہوں کہ طریق نشو یعنی انواع کے ایک اصل سے نکل کر ترقی کرنے پر استدلال کے بارے میں سب سے بڑی چیز جس پر آپ لوگوں کا اعتماد اور آپ کے استدلال کا مدار ہے وہ یہ ہے کہ آپ لوگوں نے کچھ اعضاء کے نشانات بعض حیوانات میں مشاہدہ کئے کل یا اکثر میں بھی نہیں اور وہ ایسے اعضا کے آثار رکھتے جو کہ حیوان میں پائے جاتے ہیں مثلاً پیروں کے غیر مکمل نشانات۔ پس آپ لوگ کہنے لگے کہ یہ اگر مانا جائے گا کہ ہر نوع مستقل طور پر جدا ہوئی جیسا کہ طریق خلق کے ماننے والوں کا مذہب ہے تو لازم آئے گا کہ ان آثار کا کوئی فائدہ ہی نہ ہو۔ کیونکہ مذہب خلق کا یہ مقتضا ہے کہ ہر نوع کے لئے جتنے اعضا کی ضرورت ہے اُس میں اتنے ہی اعضا موجود ہوں کچھ کمی و بیشی نہ ہو اور سب کے سب کام کے ہوں اور ان ناتمام آثار میں حالت موجودہ کے اعتبار سے کوئی بھی فائدہ نہیں۔ پس معلوم ہوا کہ یہ ان اعضاء کے آثار رہ گئے جو اس سے پیشتر کی نوع میں تھے اور اُن کے لئے ضروری تھے۔ پھر جب اس نوع پر ایسے تغیرات طاری ہوئے جن کا یہ مقتضا تھا کہ اُن اعضا کی ضرورت نہ رہے تو وہ نابود ہونے لگے۔ یہاں تک کہ اب ان کا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صرف نشان باقی رہ گیا یا یہ نوع ان اعضاء سے خالی تھی پھر اُس پر ایسے تغیرات طاری ہوئے کہ جو اس کو اس قابل بنادیں کہ وہ دوسری نوع بن جائے جس میں ان اعضاء کی جن کے کہ یہ نشانات ہیں ضرورت ہو۔ پس اس میں یہ آثار ظاہر ہونا شروع ہو گئے ہیں ۔

خلاصہ یہ کہ یہ آثار یا تو ان اعضاء کے آثار ہیں جو کہ پیشتر تھے اور اب معدوم ہونے لگے ہیں۔ اور یا اُن اعضاء کے مبادی ہیں جو آئندہ مکمل ہو جائیں گے۔ بہرحال دونوں صورتوں میں انواع میں تبدیلی واقع ہونا اور ایک نوع کا دوسری نوع کی جانب منتقل ہونا ثابت ہو جائے گا اور یہی امر اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ طریق نشو اور انواع کا ترقی کرنا صحیح ہے ورنہ پھر یہ آثار کس کام کے۔ طریق نشو اور اس ترقی کے صحیح ہونے پر استدلال کرنے کے بارے میں جس پر کہ آپ نے اعتماد کیا ہے اس میں سے ایک دلیل یہ بھی ہے کہ آپ نے علم جیالوجی کی تحقیقات میں طبقات ارض میں سے سب سے پہلے اور نیچے کے طبقہ میں ادنیٰ درجہ کے نبات اور ادنیٰ درجہ کے حیوان کے آثار پائے، پھر اُس کے بعد کچھ ترقی یافتہ پھر اور ترقی یافتہ یہاں تک کہ سب سے بڑھ کر ترقی یافتہ وہ نبات اور حیوان ہوگا جس کا وجود سب کے بعد ہوا اور طبقات ارض میں سے سب سے اوپر کا طبقہ اُس کی پیدائش کی جگہ ہے اور ادنیٰ درجہ والے نبات اور حیوان اپنی ترقی یافتہ نوع کے وجود کے بعد نابود ہو گئے ۔

پس اگر مذہب خلق ہی صحیح ہوتا تو چاہیئے تھا کہ ہر نوع خواہ ادنیٰ درجہ کی ہوتی یا ترقی یافتہ جیالوجی کے پہلے، درمیانی اور آخری سب، زمانوں میں پائی جاتی اور زمین کے طبقوں میں سے خواہ نیچے کا ہوتا یا درمیانی یا اوپر کا سب میں اُس کے آثار پائے جاتے لیکن ایسا نہیں ہے ۔

پس اگر یہ مانا جائے کہ موجودہ انواع ایک دوسرے سے ترقی کرکے بنی ہیں جس بنا پر اصل موجودات ادنیٰ طبقہ کی انواع قرار پا دیں گی۔ پھر وہی ترقی کرتے کرتے حالت موجودہ تک پہنچ گئیں اور ترقی یافتہ انواع ادنیٰ درجہ کی انواع کو تنازع بقا کے قانون کے موافق نابود کرتی رہیں تو یہ حالت ہرگز نہ ہوتی جیسا کہ ہماری تحقیقات ہے ۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ادنیٰ درجہ کی نوع کا اعلےٰ درجہ کی نوع کی جانب ترقی کرنا چار قدرتی قوانین کے موافق ہے اور اُن کا بیان

پھر آپ نے اس ترقی کرنے، انواع کے ایک دوسرے کی جانب منقلب ہونے اور ادنیٰ درجہ کی انواع کو ترقی یافتہ انواع کی نیست و نابود کرنے کو چار قدرتی قوانین کے حوالہ کیا ہے۔ پہلا قانون وراثت ہے یعنی فرع اپنی اصل کی صفات کو وراثتاً حاصل کرتی ہے۔ دوسرا قانون تباُنات ہے۔ یعنی ہر فرع کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ اپنی اصل کی صفات وراثتاً حاصل کرنے کے ساتھ ہی اپنی اصل سے دوسری صفات میں مختلف اور مبائن بھی ہو۔ تیسرا قانون تنازع بقا ہے یعنی انواع میں باہم زندگی بسر کرنے کے اسباب میں سبقت حاصل کرنے کے لئے منازعت واقع ہوتی ہے اور اُن پر خارجی صدمات جیسے گرمی و سردی طاری ہوتے ہیں اور ضعیف بباعث قوی کے غالب ہونے کے یا بہ سبب صدمات کے ہلاک ہو جاتا ہے اور قوی جو ان صدمات کو برداشت کر سکتا ہے باقی رہتا ہے۔ چوتھا قانون انتخاب طبعی ہے یعنی قوی اور زیادہ مناسب ہی باقی رہتا ہے۔ ضعیف اور غیر مناسب نابود ہو جاتا ہے۔

پس اس سے نتیجہ نکلتا ہے کہ طبیعت نے انواع موجودہ کو انتخاب کیا ہے اور آپ انہی قوانین کے موافق نشو اور اس ترقی کی تقریر کرتے ہیں۔ چنانچہ آپ کہتے ہیں کہ جاندار اجسام میں سے جو شے سب سے پہلے موجود ہوئی وہ مکون اول یعنی برٹو بلاسم ہے جو ذرات مادہ کی حرکت کے باعث سے بعض عناصر کے اجتماع سے بنا پھر اُس میں توالد ہونے لگا۔

پس اس کے فروع وراثتاً اُس کے صفات حاصل کرنے لگے اور دوسرے صفات میں اس سے مبائن اور مختلف ہونے لگے اور اسی طرح سے فروع کا یہ معاملہ اصول کے ساتھ جاری رہا اور اس سبب سے ترقی ہوتی رہی یہاں تک کہ ادنیٰ درجہ کی نبات اور حیوان تک نوبت پہنچ گئی اور یہی حالت ہمیشہ رہی پس زمانۂ دراز تک فروع کی صفات اصول کو وراثتاً حاصل کرنے اور دوسری صفات

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں اُن سے مختلف ہونے اور اُن تباثنات کے جو کہ وراثتاً حاصل کیئے گئے بکثرت پائے جانے کی وجہ سے یہاں تک نوبت پہنچی کہ انواع بلنے اور ایک دوسرے سے نکلنے لگیں اور تنازع بقا کے قاعدہ سے ضعیف ہلاک ہوتا رہا اور قوی باقی رہا اور طویل زمانہ گزرنے پر اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ انتخاب طبعی حاصل ہو گیا اور ان سب امور سے انواع حالتِ موجودہ تک پہنچ گئیں حالانکہ سب کی اصل ایک ہی ہے اور جب آپ نے دیکھا کہ انسان بندر کے مشابہ ہے صورت اور بعض اعمال کے اعتبار سے اُسی کے قریب قریب ہے تو آپ اس کے قائل ہو گئے کہ اس سے کوئی امر مانع نہیں ہو سکتا کہ وہ دونوں ایک ہی اصل سے نکلے ہوں اور انسان ترقی کر کے حالتِ موجودہ تک پہنچ گیا ہو۔ اور میں نے آپ کے بعض مقابلین کو جو اس مذہب کو نہیں مانتے دیکھا ہے کہ اُنہوں نے بڑی لمبی چوڑی تقریروں سے ان امور کو باطل کیا ہے جن پر کہ آپ کی دلیلوں کا اس بارہ میں مدار ہے اور آپ حیلہ اور حوالہ کر کے ان اُن سے جان بچاتے ہیں اور اپنے مذہب کے ثابت کرنے کے لئے دلائل بیان کرتے ہیں۔ اس بارہ میں آپ کا اُن سے بہت ہی طول طویل مناظرہ ہوا ہے اور اس بارہ میں بہت سی کتابیں اور رسالے تالیف ہوتے ہیں اور میں بخوف طوالت اس امر کے درپے نہیں ہونا چاہتا جس کے درپے آپ کے یہ مقابلین ہوئے، لیکن میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ آپ کے لئے اس امر کو بیان کر دوں کہ طریق نشو اور انواع کے ترقی کرنے کے بارہ میں جن امور پر آپ کے استدلال کا مدار ہے وہ محض ظنی امور ہیں جن پر کہ پیروانِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک اعتقاد کے بارے میں اعتماد نہیں کیا جا سکتا اور نہ یہ امور اُن کی شریعت کے ظاہری نصوص کے مقابل قرار پا سکتے ہیں کہ جس کی وجہ سے وہ انکی تاویل کرنے پر مضطر ہوں کیونکہ تاویل کرنے پر اُن کو سوائے امر یقینی کے معارضہ کی اور کوئی چیز مضطر نہیں کر سکتی جیسا کہ ہم بیشتر بیان کر چکے ہیں۔

بعض حیوانات میں اعضاء کے غیر مکمل نشانات پائے جانے سے طریقہ نشو پر استدلال نہیں ہو سکتا

پس میں کہتا ہوں کہ جب دلیل میں احتمال نکل سکتا ہو خواہ وہ احتمال بعید ہی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیوں نہ ہو تو اس دلیل سے استدلال یقینی ساقط ہو جاتا ہے اور یہ ایسی بات ہے جس سے کوئی عقلمند انکار نہیں کر سکتا اور نہ میں آپ کی نسبت ایسا گمان کرتا ہوں کہ آپ اس سے انکار کریں گے۔

پس جب یہ امر قرار پا چکا تو اب سنئے کہ آپ کا نشو پر اعضاء کے نشانات سے یہ استدلال کرنا کہ وہ انواع کی متغیر ہونے پر دلالت کرتا ہے اور یہ تغیر مذہب نشو کے موافق اور مذہب خلق کے خلاف ہے۔ یہ ایسا استدلال ہے کہ جس کا نتیجہ سوائے ظن کے اور کچھ نہیں نکلتا اور یقین تو کسی طرح پر ہو ہی نہیں سکتا۔ اس لئے کہ اس میں اور بھی احتمال پایا جاتا ہے کیونکہ کوئی کہنے والا کہہ سکتا ہے کہ ان اعضاء کے نشانات میں ممکن ہے کہ کوئی فائدہ اور کوئی ایسی حکمت ہو جو آپ پر مخفی ہو جیسے کہ اجسام نباتات اور حیوانات میں بکثرت چیزوں کے ایسے فوائد ہیں جو آپ پر مخفی رہے ہیں جیسا کہ فزیالوجی کی کتابوں کے دیکھنے سے ظاہر ہوتا ہے۔ مثلاً حیوان کے بدن میں اسی رنگین مادہ کو لے لیجئے اس کا فائدہ اکثر اجزا بدن میں کچھ بھی نہیں معلوم ہوا۔ ہاں صرف آنکھ کی پتلی میں اُس کے فائدہ کا پتہ لگا ہے۔ چنانچہ رنگین مادہ کی آنکھ کی پتلی میں یہ حکمت ہے کہ جو نوری شعاعیں زائد ہوں انہیں وہ چوس لے اور ایسے ہی اور بہت سی اشیاء ہیں۔

پس آپ کائنات میں سے ہر شئے کے فائدہ پر حاوی نہیں ہیں یہاں تک کہ آپ یہ یقین کرلیں کہ ان اعضاء کے نشانات میں کوئی فائدہ ہی نہیں۔ اچھا مانا کہ اُن میں کوئی فائدہ نہیں اور یہ کہ وہ نوع کے متغیر ہونے پر دلالت کرتے ہیں لیکن ہم یہ کہتے ہیں کہ یہ تو صرف بعض انواع میں موجود ہیں کُل میں تو یہ آثار نہیں پائے جاتے یہاں تک کہ آپ کُلی حکم لگا سکیں۔ کل کیا معنی اکثر انواع میں بھی تو اُن کا وجود نہیں۔ پس اس سے کون سا امر مانع ہو سکتا ہے کہ یہ تغیر صرف بعض انواع میں ہوا ہو اور یہ وہی انواع ہوں گی جن میں ان اعضاء کے نشانات دیکھے گئے۔ پس اُن میں سے بعض انواع بعض کی جانب خدا کے مقرر کردہ اسباب کی وجہ سے بدل گئے ہوں باقی رہیں وہ انواع کہ جن میں یہ اعضاء نہیں پائے گئے وہ مستقل طور پر پیدا ہوئی ہوں اور اُن پر یہ تغیر طاری نہ ہوا ہو۔ پس مذہب نشو جس کے آپ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لوگ عموماً ہر نوع میں قائل ہیں وہ ثابت نہ ہُوا۔ مثلاً ممکن ہے کہ اس قسم کا تغیر سانپوں کی نوع میں جن میں آپ نے اعضاء کے نشانات پائے ہیں واقع ہُوا ہو۔

پس وہ ابتدا میں حرزوں[1] کی طرح پیروں والا ہو۔ پھر جب انسان یا کسی اور حیوان کو اُس سے تکلیف پہنچی ہو تو وہ اس کے قتل پر مسلّط ہو گیا ہو۔ پس اس وجہ سے وہ زمین کے سوراخوں میں اس سے ڈرا ڈرا پھرتا رہا ہو اور زمین میں گھلا کرتا ہو اور اس حالت میں ضرورت نہ پڑنے کی وجہ سے اس نے پیروں کا استعمال بالکل چھوڑ دیا ہو۔ پس زمانہ دراز گزرنے کے بعد خدا نے اس عادی سبب سے اُس کی خلقت کو بدل دیا ہو اور یہ تبدیلی اُس کی فروع میں منتقل ہونے لگی اور اُس کے پیر بالکل معدوم ہونے لگے ہوں یہاں تک کہ حالت موجودہ تک وہ پہنچ گیا ہو اور صرف پیروں کے نشانات باقی رہ گئے ہوں (یہاں پر کچھ گنجائش معلوم ہوتی ہے کیونکہ بعض آحادی اخبار میں ابن عباس اور ابن وہب اور اُن کے علاوہ اور مفسرین سے یہ منقول ہے کہ سانپ پہلے جنت کے حیوانات میں سے تھا لیکن چونکہ شیطان کے جنت میں داخل ہو جانے کا یہ ذریعہ بنا تاکہ وہ آدم علیہ السّلام کے دل میں وسوسہ ڈالے اس لئے اللہ تعالےٰ نے اُس کو زمین پر اُتار دیا اور اُس کی صورت بگاڑ دی ورنہ وہ بڑا خوب صورت چار پیروں والا جانور تھا اس کو کنز الاسرار میں نقل کیا ہے) اسی طرح باقی جانوروں کی نسبت بھی کہا جا سکتا ہے جن میں کہ اعضاء کے یہ نشانات پائے جاتے ہیں۔ باقی رہیں اور انواع اور وہی تعداد میں زیادہ ہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ اُن میں اس قسم کی ذرا بھی تبدیلی نہ واقع ہوئی ہو بلکہ وہ جیسی پیدا ہوئی تھیں ویسی ہی ہوں۔

پس اس تقریر کی بنا پر آپ لوگوں کا جملہ انواع پر تغیر اور نشو سے پیدا ہونے کا حکم لگانا محض ظن پر مبنی ٹھہرے گا جو کہ استقرار ناقص کا نتیجہ ہے (اور ظاہر ہے کہ استقرار ناقص سے یقین حاصل نہیں ہو سکتا۔ کیا آپ یہ نہیں دیکھتے کہ اگر کچھ آدمی سمندروں اور دریاؤں سے دور کے میدانوں میں رہنے والے مانے جائیں اور اُنہوں

---

[1] حرزون سوسمار نر یا جانوریست مشابہ بجر باد آں در نواحی مصر خیزد ۱۲ منتہی الارب۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے سوائے خشکی کے جانوروں کے جو کہ پانی میں نہیں رہتے اور جانور نہ دیکھے ہوں اور وہ اُنہی جانوروں کو دیکھ کر اور اپنے اسی استقرار سے یہ حکم لگانے لگیں کہ کوئی جاندار پانی میں رہتا ہی نہیں تو اُن کا یہ استقرار محض ناقص ہوگا اور اُن کا یہ حکم لگانا غلط ٹھہرے گا۔ چنانچہ جب وہ سمندروں اور دریاؤں کے کنارے پر آکر دریائی جانوروں کو دیکھیں گے تو اُن کو اپنے پہلے حکم کی غلطی بخوبی معلوم ہو جائے گی)۔

علم جیالوجی سے بھی طریق نشو پر استدلال نہیں ہو سکتا ہے

پھر علم جیالوجی کی تحقیقات میں آپ کا یہ مشاہدہ کہ طبقات ارض میں سے سب سے پہلے طبقہ میں ادنیٰ درجہ کی نباتات اور ادنیٰ درجہ کے حیوان کے آثار پائے جاتے ہیں۔ پھر اُس کے بعد اُس سے ترقی یافتہ پھر اور ترقی یافتہ حتیٰ کہ سب سے زیادہ ترقی یافتہ حیوان و نباتات طبقات ارض میں سے سب سے آخری طبقہ میں ہے اور اُس کا وجود کا زمانہ بھی سب سے متاخر ہے اور یہ کہ سب سے ادنیٰ درجہ والا پہلے معدوم ہوا پھر اُس کے بعد اب جو ادنیٰ درجہ کا تھا۔ اسی طرح آپ کی کل سابق الذکر تقریر اور اس سے آپ کا ترقی اور نشو پر استدلال کرنا اور یہ کہ یہ تحقیق مذہب خلق کے موافق نہیں ہو سکتی۔ ان سب امور کی نسبت میں کہتا ہوں کہ جیالوجی کی تحقیقات میں اس کیفیت کی دلالت اگر نشو اور ترقی انواع پر تسلیم بھی کر لی جائے تو بھی وہ ظنی ہوگی۔ کیونکہ کوئی یہ کہہ سکتا ہے کہ ممکن ہے کہ طبقات ارض میں سے سب سے پہلے طبقہ میں ادنیٰ درجہ کی نباتات اور ادنیٰ درجہ کا حیوان پایا گیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اُس سے اعلیٰ درجہ کی نباتات اور حیوان کو مستقل طور پر پیدا کر دیا اور اپنے سے ادنیٰ درجہ کی کسی نوع سے کوئی نوع نہیں بنی پھر ادنیٰ درجہ والی نوع کو دنیاوی اسباب کی وجہ سے ہلاک کر دیا۔ مثلاً اسی وجہ سے کہ زمانہ کا وہ دور اُس نوع کے مناسب نہیں باقی رہا بلکہ صرف اُس کے بعد والی نوع کے مناسب رہ گیا ہے یا اعلیٰ درجہ کی نوع کو اُس ادنیٰ درجہ کی نوع پر غلبہ حاصل ہو گیا یا اس کے سوا اور کچھ اسباب پائے گئے۔ پھر زمانہ کے دوسرے دور میں اُس نوع سے اعلیٰ درجہ کی نوع کو مستقل طور پر پیدا کیا وہ بھی اپنے سے ادنیٰ درجہ کی نوع سے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں بنی۔ پھر اُس کو بھی اور دنیاوی اسباب کی وجہ سے نابود کر دیا جیسا کہ پیشتر گزرا پھر اُس کے بعد والے زمانہ میں اس سے بھی زیادہ اعلیٰ درجہ کی نوع کو مستقل طور پہ پیدا کیا۔ پھر اس کو بھی ہلاک کر دیا۔ اسی طرح سلسلہ جاری رہا یہاں تک کہ یہ نوبت پہنچی کہ نباتات اور حیوان کی موجودہ انواع مستقل طور پر بن گئیں۔ اپنے سے کم درجے کی نوع سے کوئی نوع نہیں بنی اور خدا نے موجودہ انواع سے پیشتر کی انواع کو اس قسم کے دنیاوی اسباب سے نابود کر دیا۔ صرف طبقات ارض میں اُن کے نشانات اور آثار باقی رہ گئے۔

پس جب تک یہ احتمال قائم ہے تو تحقیقات جیالوجی سے ترقی اور نشو پر آپ لوگوں کا استدلال کدھر سے یقینی ہو سکتا ہے اور اس احتمال کی رو سے علم جیالوجی کی تحقیقات مذہب خلق کے مخالف بھی نہیں رہتیں اور اس بات کی نظیر کہ جیالوجی کے زمانوں میں انواع حیوانات اور نباتات کا مستقل طور پر وجود ہُوا ایک دوسرے سے یہ نہیں بنیں بلکہ ہر درجہ کی انواع اپنے زمانہ کے مناسب پائی گئیں۔ یہ امر ہے جس کا کہ ہم ہر سال مشاہدہ کرتے ہیں کہ نباتات اور حیوانات میں سے بتھیرے جب کہ جاڑے کی فصل ختم ہوتی ہے اور فصلِ ربیع اور گرمی کی آمد آمد ہوتی ہے پیدا ہو جاتے ہیں چنانچہ اس وقت جو شئے سب سے پہلے پیدا ہوتی ہے وہ ادنیٰ درجہ کی نبات ہے۔ جیسے کہ کائی اور گھاس۔ پھر جوں جوں گرمی (ایک درجۂ خاص تک) زیادہ ہوتی جاتی ہے اتنی ہی زیادہ اعلیٰ درجہ کی نباتات پیدا ہوتی جاتی ہیں۔

اسی طرح حیوانات میں سے جو سب سے پہلے پیدا ہوتا ہے یا انڈے سے اس کا بچہ نکلتا ہے وہ ادنیٰ درجہ کا حیوان ہے جیسے وہ حیوانات جو بدبو سے پیدا ہوتے ہیں اور مچھر اور مکھی وغیرہ۔ پھر رفتہ رفتہ یہ سلسلہ ترقی کرتا جاتا ہے یہاں تک کہ اعلیٰ درجہ کی نباتات اور حیوانات کی پیدائش کا زمانہ آجاتا ہے اور ظاہر ہے کہ ان انواع میں سے کوئی ایک دوسرے سے نہیں بنی ہے اور ہم یہ بھی دیکھتے ہیں کہ اس مدت میں جو انواع پہلے بنتی ہیں جوں جوں گرمی اُس خاص درجہ سے زیادہ ہوتی جاتی ہے اُن میں سے بہت سی انواع دنیاوی اسباب سے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہلاک ہو جاتی ہیں جیسے کہ اُن میں گرمی کا تاثیر کرنا یا اُن انواع کا اُن پر غلبہ حاصل کرنا جو بعد میں ہونے والی ہیں اور جب گرمی کا زمانہ ختم ہوتا ہے تو غالباً سوائے اُن اعلیٰ درجہ کی انواع کے کہ جو اس مدت کی پیدا شدہ انواع میں منتخب شمار ہوتی ہیں اور سب ہلاک ہو جاتی ہیں اور جو ہلاک ہوتی ہیں زمین میں اُن کے آثار باقی رہ جاتے ہیں۔ پس یہ سالانہ کیفیت علم جیالوجی کی اُس حالت کے مشابہ اور مماثل ہے جیسے کہ آپ نے اپنی تحقیقات سے دریافت کیا ہے یعنی پہلے ادنیٰ درجہ والی نوع کا وجود ہوا۔ پھر اُس سے اعلیٰ درجہ کی نوع کا پھر اس سے بھی اعلیٰ کا۔ یہاں تک کہ یہ سلسلہ انواع موجودہ تک پہنچ گیا اور اُن کے پیشتر کی ساری انواع ہلاک ہو گئیں۔ پس نشوپر علم جیالوجی کی تحقیقات سے آپ لوگوں کا استدلال بالکل ساقط ہو گیا جیسا کہ مصنف کے نزدیک واضح ہے۔

چاروں قوانینِ قدرت طریقِ خلق پر بھی منطبق ہو سکتے ہیں اور نیز باہم تبائنات کے پیدا کئے جانے کی حکمت

پھر چاروں قدرتی قوانین۔ جن پر آپ نے اس ترقی اور نشو کو حوالہ کیا ہے دلیلیں نہیں ہیں جو ان دونوں امر پر قائم کی گئی ہوں بلکہ عالم نبات اور حیوان میں جس ترقی اور نشو کا واقع ہونا مانا گیا ہے اُس کی توجیہ کے لئے آپ لوگوں نے ان قوانین کو ذریعہ ٹھہرایا ہے اس لئے میں آپ کے ساتھ گفتگو کرنے میں اُس روش کو نہیں اختیار کرتا جسے کہ آپ کے مخالفوں نے اختیار کیا ہے اور اُن قوانین کے ابطال کے درپے ہو گئے اور آپ اُن کے مقابلہ میں اُن کو ثابت کرنے میں مصروف ہوئے بلکہ میں آپ کے سامنے صرف یہ بیان کروں گا کہ دیکھئے تو یہ قوانین کس درجہ تک پایۂ ثبوت کو پہنچتے ہیں اور برتقدیر ثابت ہونے کے اُن سے کس مرتبہ کا نتیجہ حاصل ہوتا ہے۔

پس میں کہتا ہوں کہ اصول کی صفات کو فروع کا وراثتاً حاصل کرنا تو ایک دیکھی ہوئی بات ہے جس کا پیروان محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہرگز انکار نہیں کرتے بلکہ یہ کہتے ہیں کہ خدا کے پیدا کرنے سے اس کا حاصل ہونا ہر طرح ممکن ہے خواہ بذریعۂ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسباب عادیہ کے ہو یا نہ ہو۔ علیٰ ہذا القیاس تنازع بقا کا قانون وہ بھی ایسا ہے جس کے ہونے سے کوئی امر مانع نہیں ہو سکتا اور نہ اُس کے اس نتیجہ سے انکار ہو سکتا ہے کہ بعض انواع باقی رہتی ہیں اور بعض ہلاک ہو جاتی ہیں گو ہر حالت میں اس کا مرجع اللہ تعالےٰ ہی کی طرف ہے۔ علاوہ بریں ہم اس قانون کو مخلوقات میں حتیٰ کہ انسان کے انصاف میں بھی آج تک مشاہدہ کرتے چلے آتے ہیں لیکن یہ دونوں قانون تو ایسے ہیں کہ خواہ نشو کے ساتھ پائے جائیں یا خلق کے ساتھ کوئی خرابی نہیں لازم آتی دونوں امر ممکن ہیں۔ اور جب یہ بات ٹھہری تو اس سے کون سی شئے مانع ہو سکتی ہے کہ تمام انواع مستقل طور پر بنی ہوں۔ اور باوجود اس کے فروع اپنے اصول کی صفات کو وراثتاً حاصل کریں اور باقی رہنے کے لئے باہم انواع میں منازعت واقع ہو۔

پس قوی باقی رہے اور ضعیف ہلاک ہو جائے اور پھر بھی ہر نوع اُن میں سے مستقل طور پر پیدا ہوئی ہو کسی دوسری نوع سے نہ بنی ہو۔ اب رہا قانون تبائنات اور وہ یہ ہے کہ ہر فرع گو اپنی اصل کی صفات وراثتاً حاصل کرے گی۔ لیکن تاہم اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ کچھ دوسری صفات میں اپنی اصل کے ساتھ مبائن بھی ہو یہ وہ قانون ہے جس میں آپ کے مخالفوں نے آپ سے یہ منازعت کی ہے کہ جو تبائنات فروع میں پیدا ہو جاتے ہیں وہ عرضی ہیں جوہری نہیں ہیں یہاں تک کہ وہ نوع بدل جائے اور دوسری نوع بن جاتے اور آپ نے یہ جواب دیا ہے کہ لاکھوں برس کے گزرنے کے بعد یہ تبائنات بار بار اور پے در پے ہوتے ہوتے جوہری بن جاتے ہیں اور پھر اُن سے نوع کا بدل جانا اور دوسری نوع بن جانا لازم ہو جاتا ہے اور آپ اُن سے اس مبحث میں بہت کچھ اُلجھے ہیں اور محض تطویل لاطائل کر کے رائی کا پہاڑ بنا رکھا ہے۔ اب میں کہتا ہوں کہ قانون تبائنات یعنی یہ کہ فرع اُن صفات کے اعتبار سے جو اُس کی اصل میں نہیں ہیں اپنی اصل سے مبائن ہوتی ہے۔ نبات اور حیوان میں مشاہدہ کیا گیا ہے اور میں یہ بھی کہتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ نے اس قانون کو مخلوقات میں مقرر کیا ہے تاکہ باہم اُن میں تمائز پایا جائے کیونکہ اگر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تمام انواع کے افراد میں سے ہر نوع کے تمام افراد ایک ہی صورت پر ہوتے تو باہم اُن میں بڑا اشتباہ پڑتا اور نظام عالم میں خلل عظیم واقع ہو جاتا اور کہ جس کی انتہا ہی نہیں۔ کوئی شخص نہ اپنے بیٹے کو پہچانتا نہ اپنی زوجہ کو اور نہ وہ دونوں اس کی شناخت کر سکتے۔ اسی طرح اُسے اپنے اور غیر کے گھوڑے میں بھی تمیز نہ ہوتی اور اس کی وجہ معاملات میں جو خرابی آتی اور لوگوں کے جو حقوق تلف ہوتے وہ کسی پر مخفی نہیں اور یہ قانون تو نباتات یا حیوان کے ساتھ خاص نہیں ہے اور نہ اُس کو اصول و فروع کے ساتھ کوئی خصوصیت حاصل ہے بلکہ دنیا کی تمام موجودات میں یہ قانون عام طور پر پایا جاتا ہے۔ چنانچہ آپ کوئی ایسی شے نہ دیکھیں گے جو دوسری شے کے ساتھ پوری پوری مشابہت رکھتی ہو چاہے وہ اُس کی فرع ہو یا نہ ہو۔ یہاں تک کہ انسانی مصنوعات میں بھی اس قانون کا وجود ہے۔ چنانچہ آپ کسی کتاب کو دوسری کتاب کے ساتھ ساتھ پورا مشابہ ہرگز نہ پائیں گے اگرچہ اُن دونوں کے بنانے والے نے اُن کے پورے طور سے مشابہ بنانے میں کتنی ہی کوشش کیوں نہ کی ہو ایک ہی طرح کے ورق لگائے ہوں ایک ہی مطبع میں چھاپا ہو۔

اسی طرح آپ کسی پیالہ کو دوسرے پیالہ کے بالکل مشابہ نہ دیکھیں گے بلکہ ضرور کچھ نہ کچھ فرق و تباین موجود ہو گا گو وہ کتنا ہی خفی کیوں نہ ہو اور بغیر باریک بینی سے کام لئے ہوئے نہ معلوم ہو سکتا ہو اور یہ امر محض لطف خداوندی ہے جو اس نے باہم تمیز کرنے کے لئے مقرر کر دیا ہے جیسا کہ ہم نے کہا۔

پس تمام موجودات میں تباین کا ہونا اور فرق کا پایا جانا پیدا کرنے والے کی جانب سے عطا کیا ہوا ایک وہبی قانون ہے طبعی قانون نہیں ہے جیسا کہ آپ لوگ کہتے ہیں کیونکہ اگر فروع اور اصول کو طبعی نظر سے دیکھا جاوے تو فرع کا بھی حق اور اس کے لئے یہی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنی اصل کے پوری پوری موافق ہو اور اس کی ساری صفات کو وراثتاً حاصل کرے اور کسی شے میں بھی اُس کے ساتھ مباین نہ ہو۔ ہاں جب اُس کا کوئی عارضی سبب پایا جائے تو کوئی مضائقہ نہیں۔ لیکن جب ایسا اتفاق ہو کہ مشابہت پیدا کرنے کے تمام اسباب متحد ہوں جیسے کہ وہ جڑواں بچے جو کہ ایک ہی تھیلی اور ایک ہی جھلی میں پیدا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوئے ہوں۔ پھر اُن کی پرورش کرنے کے تمام اسباب بھی یکساں رکھنے میں انتہا درجہ کی باریک بینی سے کام لیا گیا ہو تاہم ہم دیکھتے ہیں کہ کچھ نہ کچھ اُن دونوں میں ضرور فرق و تبائن پایا ہی جاتا ہے اور اس وقت فرق اور تبائن کے لئے وہی اسباب ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر نکالنا جیسا کہ میں نے آپ لوگوں میں سے بعض کو سنا ہے اور نرا تکلّف ہی تکلف ہے اور انصاف کے دائرہ سے بالکل خارج ہے۔

قانون تبائنات پر ایک منصفانہ بحث اور اس پر مذہب نشو کا مبنی نہ ہو سکنا

جب آپ یہ جان چکے تو ہم کہتے ہیں کہ اس سے کون سا امر مانع ہو سکتا ہے کہ فروع کا اپنے اصول سے متبائن ہونا جس پر کہ آپ لوگوں نے زمانہ دراز میں نوع کے بدل جانے اور بدل کر دوسری نوع بن جانے کے بارے میں اعتماد کیا ہے ایک معین حد تک ہو جس سے کہ ایک نوع دوسری نوع کی جانب نہ نکل سکے اور اتنی مقدار سے باہم افراد میں تمائز قائم رہنے کا فائدہ بھی پورا ہو جاتا ہے۔

پس ممکن ہے کہ اللہ تعالےٰ نے کسی نوع کے پہلے فرد کی فروع کو اُس سے چند صفات میں مبائن بنایا ہو اور علیٰ ہذا القیاس ان فروع کی فروع کو بھی اسی طرح یہ تبائن سلسلہ نسبی میں لاکھوں ہی افراد اور صورتوں میں جاری ہوتا ہوا ایسی حد تک چلا جائے جس سے ایک نوع دوسری نوع کی جانب نہ نکلے اور پھر خدا تعالیٰ فروع میں اس سلسلہ کو از سر نو شروع کرے اور ان کے اجداد پیشین کی صورتیں اُن کو عطا کرنے لگے۔

اسی طرح اس وجہ سے کہ فروع نے اپنے اجداد کی صورتیں پورے طور سے حاصل کر لیں دوسرا دور بھی ختم ہو جائے پھر اس کے بعد آنے والی فروع میں بھی یہی کارروائی ہوتی رہے یہاں تک کہ اس نوع کا یا اس عالم کا خاتمہ ہو جائے اور کیا عجب ہے کہ یہ امر ہمارے بعد کی آئندہ نسلوں کے نزدیک بخوبی مدلل ہو جائے کیونکہ زمانہ حال کے لوگوں کی عکسی تصاویر اُن کے ہاتھ لگ جائیں پھر جب وہ ان تصویروں کا اُن فروع کے ساتھ مقابلہ کر کے دیکھیں جو اُن کے زمانہ میں ہوں تو اُن پر ظاہر ہو جائے کہ اُن کے اجداد پیشین کی صورتیں اُن کے زمانہ کی موجودہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نسل میں پائی جاتی ہیں ۔

پھر ہم کہتے ہیں کہ جب ہم یہ خیال کرتے ہیں کہ اصول اور فروع میں ادنے سے تغیر کی وجہ سے صورتیں اور شکلیں اس قدر کثرت سے ہو جاتی ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ اس کیفیت کی صورتیں جن کو ہم نے بیان کیا تھا نہایت کثیر تعداد میں ہو سکتی ہیں اور پھر بھی اُن کی وجہ سے ایک نوع کا دوسری نوع کیجانب نکل جانا ضروری نہیں ہوتا کیونکہ وہ محدود صورتیں ہیں جیسا کہ ہم نے فرض کیا ہے۔ اسی نوع انسانی کو دیکھئے کہ روئے زمین پر لاکھوں ہی افراد پائے جاتے ہیں اور پھر اُن میں کیسا وسیع فرق اور تباین پایا جاتا ہے جیسے درمیان زنگی اور رومی کے۔ کیا اس تباین اور فرق نے کسی صنعت کو اس کی نوع سے خارج کر دیا اور خارج کر کے اُسے دوسری نوع بنا دیا؟ ہرگز نہیں! اور آپ لوگ اس سے تعجب نہ کریں کہ فروع اپنے اجداد پیشین کی صورتیں کیسے پھر حاصل کر لیں گی کیونکہ آپ ایسے ہی قدرتی قانون کے قائل ہو چکے ہیں اور وہ قانون راٹا فیسم، ہے یعنی دادا کی جانب راجع ہونا۔ اور بعض اہل سائنس اس کا نام دور وارثی یا رجعت کہتے ہیں ۔

پس آپ لوگ کہتے ہیں کہ بعض صفات کبھی بعض اقوام میں مخفی رہتی ہیں پھر اس کے بعد اُن کی اولاد میں ظاہر ہو پڑتی ہیں، مثلاً جب کوئی حبشی کسی رومی عورت سے شادی کرے تو بعض اوقات اس کی اولاد عورت کی طرح گوری ہوتی ہے پھر کچھ نسلیں گذرنے کے بعد کبھی کبھی بعض اولاد میں اُن کے اس حبشی دادا کی صفات اور ساخت ظاہر ہو پڑتی ہیں اور اسی طرح یہ قانون عادات۔ اخلاق اور امراض میں بھی جاری ہوتا ہے۔ خلاصہ یہ کہ فروع اور اصول میں تباینات کا محدود ہو کر پایا جانا اور پھر انہی کا مکرر ہونا ہم نے جو فرض کیا ہے ایک ممکن الوقوع امر ہے جس کو عقول جائز رکھتی ہیں قابل ترک نہیں خیال کرتیں اور شریعت محمدیہ میں بھی ایسا مضمون وارد ہُوا ہے جس سے اس امر کی جانب اشارہ معلوم ہوتا ہے کہ اجداد کی صورتیں فروع کی جانب رجوع کرتی ہیں۔ چنانچہ قرآن میں اللہ تعالیٰ نے جو انسان کو مخاطب کر کے یہ قول (فی ای صورۃ ما شاء رکبک یعنی جس صورت میں چاہا خدا نے تجھے ترکیب دے دیا) ارشاد فرمایا ہے اس کی تفسیر میں صاحب شریعت (رسول اللہ ص

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علیہ الصلوٰۃ والسلام سے منقول ہے کہ نطفہ جب رحم میں قرار پاتا ہے تو اُس کے اور آدم کے مابین جتنے لوگ سلسلۂ نسب میں ہیں خدا سب کی صورتوں کو وہاں حاضر کر دیتا ہے اور جس شبیہ میں چاہتا ہے اُس کی صُورت بنا دیتا ہے (ایسا ہی تفسیر روح البیان میں ہے) پس جب تک قانون تباُنات میں یہ احتمال قائم ہے کہ وہ تبائنات ہر نوع میں ایسے درجہ تک محدود ہوں کہ وہ نوع کو دوسری نوع کی جانب خارج نہ ہونے دیں اور اصول کے تبائنات فروع میں پھر از سرِ نوع جاری کئے جائیں اور اسی طرح سلسلہ جاری رہے اُس وقت تک نوع کا ایسے درجہ تک جا پہنچنا کہ اس کا تغیر جوہری بن جائے اور اُس کو وہ ایک دوسری نوع بنا دے محض ایک ظنی امر ہے جس پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا۔

پس آپ نے اس قانون کی تقریر میں جو زور و شور دکھایا ہے اور نیز لاکھوں برس کے گزرنے پر جو آپ نے انواع کی تبدیلی کو اس قانون کے حوالہ کیا ہے یہ سب باطل ہو گیا۔ خلاصہ یہ کہ یہ قانون یعنی تباُن آپ لوگوں کے زعم کے موافق غیر محدود ہے اور یہ امر اگرچہ عقلاً ممکن ہے اور اس سے تبدیلی کا واقع ہونا بھی جائز ہے اور یہ سب کچھ خداوندی قدرت کے تحت تصرف میں داخل ہے لیکن اس قانون کا وقوع محض ایک ظنی امر ہے اس کا کوئی یقینی ثبوت نہیں۔ پس اس کا نتیجہ بھی (اور وہ انواع کا بدل کر دوسری نوع بن جانا ہے) ظنی ہو گا اور جب یہ حالت ہے تو پیروانِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس قانون کی کچھ پرواہ نہیں کرتے اور نہ اس کو وہ نشو کا منتج اعتبار کر سکتے ہیں اس لئے وہ اپنی شریعت کی ظاہری نصوص کی جو طریق خلق اور انواع کے مستقل طور سے بننے پر دلالت کرتی ہیں تاویل کرنے پر مضطر نہیں ہو سکتے بلکہ وہ اپنے اسی اعتقاد پر کہ تمام کائنات بطریق خلق کے پیدا ہوئی ہے برابر قائم رہیں گے۔

ہاں! جب یہ بات مان لی جائے گی کہ یقینی قطعی دلیل اس کے خلاف پر قائم ہو گئی (اور یہ امر کوسوں دُور ہے) تو اس وقت وہ اپنے سابق الذکر قاعدہ پر عمل درآمد کر کے دلیل عقلی اور نقلی میں تطبیق دینے کی غرض سے تاویل کر دیں گے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قانون انتخاب طبعی سے مذہب نشو لازمی نتیجہ نہیں نکلتا

اب رہا قانون انتخاب طبعی وہ تو آپ لوگوں کے نزدیک تینوں قوانین مذکورۃ الصدر کے لئے بمنزلہ نتیجہ کے ہے اس لئے وہ بھی ظنی ہی ہوگا اور اگر اس کا واقع ہونا تسلیم بھی کر لیا جائے تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ ممکن ہے یہ قانون انواع کے بطریق خلق پائے جانے کے ساتھ بھی پایا جائے اس طرح پر کہ اُن میں سے پہلے ادنیٰ درجہ کی نوع موجود ہوئی۔ پھر اُس سے اعلیٰ درجہ کی بغیر اس کے کہ اپنے سے ادنیٰ سے بنی مستقل طور پر پیدا ہوئی ہو اُس کے بعد اُس نے اپنے سے ادنیٰ کے ساتھ باقی رہنے میں منازعت کر کے اُسے ہلاک کر دیا ہو۔ پھر اس دوسری نوع سے بھی اعلےٰ درجہ کی نوع مستقل طور پر موجود ہوئی ہو اور اُس نے بھی اپنے سے ادنیٰ نوع کو منازعت کر کے ہلاک کر دیا ہو۔ پھر اسی طرح یہ سلسلہ جاری رہا ہو یہاں تک کہ انواع موجودہ تک نوبت پہنچ گئی ہو اور کوئی نوع بھی دوسری نوع سے نہ بنی ہو اور سب کی سب مستقل طور پر پائی گئی ہوں۔

پس یہ بات ظاہر ہوگئی کہ زمانۂ موجودہ میں سب سے عمدہ اور انسب انواع کا پایا جانا ثبوت نشو کو مستلزم نہیں بلکہ ممکن ہے کہ خلق اور انواع کے مستقل طور پر پیدا ہونے کو مان کر بھی ان قوانین اربعہ کی تقریر کرنا ممکن، یوں کہا جائے کہ ممکن ہے کہ اللہ تعالےٰ نے پہلے ادنیٰ درجہ کی انواع کو پیدا کیا ہو پھر اُن سے اعلیٰ درجہ کی انواع کو بغیر اس کے کہ وہ اپنے سے ادنیٰ درجہ سے بنتیں مستقل طور پر پیدا کر دیا ہو پھر اُس نے پہلی انواع کو دنیاوی اسباب اور دوسری انواع سے باقی رہنے میں منازعت کرنے کی وجہ سے یعنی تنازع بقاء کے قاعدہ کے موافق ہلاک کر دیا ہو پھر اسی طرح ہوتا رہا ہو یہاں تک کہ انواع موجودہ تک نوبت پہنچ گئی ہو اور یہی وہ انواع ہیں جو اپنے سے سابق کی تمام انواع سے بہتر اور انسب ہیں۔

پس یہ کیفیت قانون تنازع اور قانون بقاء احسن پر مشتمل ہے اور باوجود اس کے اللہ تعالیٰ نے فروع کی صفات اصول کو وراثتاً حاصل کرنے اور نیز

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فروع کے کچھ دوسرے صفات میں اپنے اصول سے مبائن ہونے کے قانون کو بھی جاری کیا ہے لیکن یہ تبائن ایک معین حد تک ہے جس سے کہ ایک نوع دوسری نوع نہ بننے پائے اور اس میں حکمت یہ ہے کہ باہم تمیز قائم رہے جیسا کہ ہم اوپر کہہ آئے ہیں اور اس کیفیت نے دونوں باقی قانون کو شامل کر لیا اور وہ قانون ارث اور قانون تبائن ہیں جن کا مشاہدہ کیا بھی جاتا ہے باوجودیکہ انواع کا بطریق خلق اور مستقل طور پر بننا مانا گیا ہے اور آپ لوگوں کے علم جیالوجی کی تحقیقات بھی اس توجیہ کے ذرا بھی منافی نہیں۔ پس کیا آپ اس توجیہ کے محال ہونے پر کوئی دلیل بیان کر سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں ہرگز نہیں۔ اور بعد ساری سابق الذکر تقریر کے عقلی نظر میں طریق نشو طریقِ خلق پر راجح بھی نہیں معلوم ہوتا بلکہ دونوں امر برابر نظر آتے ہیں۔ پس ان دونوں میں سے ہر ایک کا احتمال ہے اور ہر ایک ممکن اور خداوندی قدرت کے تحت میں داخل ہے۔

اب ظاہر ہو گیا کہ عقلی نظر میں نشو کو خلق پر ترجیح بھی نہیں اور نشو کا احتمال عقل کے نزدیک ظنی (یعنی راجح) بھی نہیں قرار پا سکتا بلکہ نشو اور خلق دونوں میں عقلی طور پر شک اور مساوات کا ہی درجہ پایا جاتا ہے لیکن پیروانِ محمد صلی اللہ علیہ وسلّم خلق اور انواع کے مستقل طور پر پیدا ہونے کے احتمال کو ترجیح دیتے ہیں اور چونکہ اُن کی شریعت کی ظاہری نصوص سے ایسا ہی معلوم ہوتا ہے اس لئے وہ اسی کو مانتے ہیں اور آپ لوگوں کے پاس نشو کو ترجیح دینا اور اُن کو ماننے کی جبکہ میں نے اُس کا جس مرتبہ کا ثبوت تھا ظاہر کر دیا کوئی وجہ موجود نہیں ہے۔

بندر سے ترقی کرتے کرتے انسان بن جانا ایک لچر خیال ہے اور اُس کے خلاف ایک عقلی دلیل موجود ہے

یہ تو ہو چکا اب سابق الذکر تقریر کے بعد جب نشو ہی پورے طور سے ثابت نہ ہو سکا تو اُس پر انسان اور بندر کا ایک ہی اصل سے نکلنا بھی جیسا کہ آپ لوگ کہتے ہیں مبنی نہیں ہو سکتا اور آپ لوگوں کا یہ قول کہ انسان کے بندر کے ساتھ مشابہت رکھنے کے مقتضیات کے موافق کچھ بعید نہیں ہے کہ انسان اور بندر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک ہی اصل سے بنے ہوں محض ایک انتہا درجہ کا ساقط الاعتبار شبہ ہے کیونکہ محض صوری مشابہت کا یہ مقتضا نہیں ہو سکتا اور نہ اُس سے یہ امر لازم آتا ہے جیسا کہ ظاہر ہے اور اگر آپ کہیں کہ ہاں اس سے لازم تو نہیں آتا لیکن کم سے کم اتنا تو ہے کہ اُس سے اس کا ظن اور گمان غالب پیدا ہو جاتا ہے تو میں کہوں گا کہ پیروانِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اعتقاد کے بارہ میں ظن پر اعتماد نہیں کر سکتے اور نہ اس کو اپنی شریعت کی ظاہری نصوص کے لئے معارض اعتبار کر سکتے ہیں۔

علاوہ بریں اس مشابہت سے جو آپ کے نزدیک ظن پیدا ہُوا تھا اُس کے لئے ایک امر واقع بھی موجود ہے اور وہ یہ ہے کہ ہم دیکھتے ہیں کہ انسان اپنی ابتدائے پیدائش میں عقل اور بدن دونوں میں نہایت کمزور ہوتا ہے۔ چلنے اور آپ سے بیٹھنے پر بھی قادر نہیں ہوتا اور نہ ذرا سی حرکت ہی کر سکتا ہے جو باقاعدہ ہو اور باوجود اس کے وہ نہایت کند اور نادان بھی ہوتا ہے کہ اپنے اردگرد کی اشیاء کو بھی نہیں پہچانتا اور نہ اُسے زمین اور آسمان کی تمیز ہوتی ہے نہ آگ اور پانی میں فرق کر سکتا ہے اسی لئے نہ وہ کسی ایذا رساں چیز سے بچتا ہے نہ کسی نافع چیز کو اختیار کرتا ہے یہاں تک کہ اُسے اتنا بھی تمیز نہیں ہوتا کہ اپنی ماں کی چھاتی کیسے مُنہ میں لے۔ چنانچہ وہ کئی روز تک اس کو سکھلانے کی کوشش کرتی ہے۔ جب آسے دُودھ پینا آتا ہے پھر اس ساری کمزوری اور نادانی کے بعد ہم اُسے دیکھتے ہیں کہ قوت اور ادراک میں ترقی کرنے لگتا ہے، یہاں تک کہ ایسے درجہ پر پہنچ جاتا ہے کہ اگر بقیہ حیوانات پر قیاس کیا جائے کہ وہ اپنی پیدائش کے وقت اُس سے کہیں توانا اور سمجھدار ہوتے ہیں تو اُس درجہ تک اُس کے پہنچنے کی امید نہیں ہو سکتی اور انسان کی یہ حالت خداوندی اعمال میں سے نہایت عجیب تر اور اُس کی قدرت کی عظمت پر دلیل روشن ہے کہ اُس نے اتنے کمزور اور اس قدر نادان حیوان کو ایسے درجہ تک کیسے پہنچا دیا جہاں تک کہ اور حیوانات نہ پہنچ سکے۔ چنانچہ وہ نہایت قوی اور صاحبِ غلبہ بن جاتا ہے کہ پتھروں کو اکھاڑ کر پھینک دیتا ہے۔ بڑی بڑی عالی شان عمارتیں تعمیر کرتا ہے حالانکہ پہلے وہ نہایت ہی کمزور اور عاجز تھا۔ اسی طرح وہ مدقق عالم اور محقق فلاسفر بن جاتا ہے۔ بعد اس کے کہ وہ نری نادانی میں غرق تھا۔ اپنی قوت اور عقل

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے ذریعے سے بحر و بر کے حیوانات پر تسلّط حاصل کرتا ہے۔ پرندوں کو اپنے قبضہ میں لاتا ہے۔ نظام شمسی و قمری کا انضباط کرتا ہے اور پھر بھی یا تو اپنے پیدا کرنے والے خدائے واحد کا اقرار کرتا ہے یا اُس سے پرلے درجہ کا منکر بن جاتا ہے۔ رہا بندر وہ اور اکثر حیوانات کی طرح ایک قسم کی قوت کے ساتھ پیدا ہوتا ہے جس کی وجہ سے وہ اس وقت کافی حرکت کرنے پر قادر ہوتا ہے تاکہ اُس کی ماں جو پرورش کرنا چاہے اُس میں وہ اُس کی کچھ مدد کر سکے اور اُس وقت اس کو اس قدر سمجھ ہوتی ہے کہ انسان کے بچے کے پاس اُس کا نشان بھی نہیں پایا جاتا چنانچہ جو غذا اُس کے لئے مہیا ہوتی ہے اُسے جان لیتا ہے اور بغیر اُس کوشش و تدبیر کے جو انسان کی ماں کو اپنے بچہ کے لئے کرنا پڑتی ہے وہ (بندر کا بچہ) اپنی ماں کی چھاتی مُنہ میں لے لیتا ہے ایذا رساں چیزوں سے بچتا ہے نافع چیز کو اختیار کرتا ہے اور نہایت ہی تھوڑی مدت میں جس میں کہ انسان کا بچہ اپنے سرین پر بیٹھنے کے بھی قابل نہیں ہوتا وہ اپنا رزق تلاش کرنے کے لئے دوڑنے لگتا ہے اور اس کو اس قدر سمجھ بھی ہے جو اُس کے امور زندگی کی انجام دہی کے لئے کافی ہو حاصل ہوتی ہے جس کی وجہ سے وہ اپنی نوع کے بڑے بڑوں کے قائم مقام بن جاتا ہے اور حالانکہ وہ دیکھنے میں بچہ ہی رہتا ہے۔

پس بندر اور انسان میں کہیں فرق موجود ہے سو اگر انسان اور بندر ایک ہی اصل سے نکلے ہوتے اور انسان اُس سے ترقی کر گیا ہوتا تو اُس کا یہ مقتضا تھا کہ وہ اس حالت میں نہ ہوتا جس کا ہم نے ابھی ذکر کیا بلکہ اپنی پیدائش کے وقت بندر سے تو کم نہ ہوتا جس سے وہ ترقی کر کے بن گیا تھا۔ کیونکہ کہا جا سکتا ہے کیا وجہ ہے کہ انسان کا بچہ قوت اور سمجھ میں اتنی پستی کی حالت میں ہو باوجودیکہ اس کا ساتھی جو اُس کے ساتھ ایک ہی اصل میں نکلنے میں شریک ہے اور جس سے کہ وہ ترقی کر کے بن گیا ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ ان دونوں باتوں میں اُس سے کہیں کامل ہوتا ہے اور اگر کہا جائے کہ انسان اپنے شریک (بندر) سے صورت کی عمدگی میں تو ترقی کر گیا ہے لیکن بعض اسباب کی وجہ سے قوت اور سمجھ میں اُس سے گھٹیا ہو رہ گیا تو ہم کہیں گے پھر کیا وجہ ہے کہ بڑے ہونے پر یہ باتیں اُس

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں کامل ہو جاتی ہیں اور وہ بندر پر ان دونوں (قوت اور سمجھ) میں کہیں زیادہ ترقی کر جاتا ہے۔ پس حق اور سچی بات تو یہ ہے کہ یہ امر آپ کے اس قول کو کہ انسان اور بندر ایک ہی اصل سے نکلتے ہیں بالکل ہی بودا اور کمزور ثابت کرتا ہے اگرچہ ہم اپنی زبان سے اس کو باطل نہ بھی کہیں۔

اور اے اہلِ سائنس! اگر آپ نظر انصاف سے غور کریں تو آپ کو یہ امر بخوبی ظاہر ہو جائے کہ انسان اور بندر کی صرف صوری مشابہت اتنے بڑے عظیم فرق کا جو اُن دونوں میں پایا جاتا ہے جس کا کہ ہم نے ابھی بیان کیا ہرگز مقابلہ نہیں کر سکتی خدا تعالیٰ ہمیں اور آپ دونوں کو امر صواب کی ہدایت کرے۔ یہ وہ تقریر تھی جس کو مَیں نے اس موقع پر آپ کے سامنے بیان کرنے کا ارادہ کیا تھا اور میرے نزدیک اگر آپ انصاف کریں گے تو یہ تقریر اس بات کے لئے کہ نشو کے بارہ میں آپ کے دلائل اور معتقدات محض ظنی ہیں اور کسی طرح شرعی نصوص کا معارضہ نہیں کر سکتیں۔ کافی ثابت ہو گی اور مَیں نے دیکھا ہے کہ آپ کے مخالف آپ کے ساتھ مختلف بحثوں میں اُلجھے ہیں جس کی مَیں کچھ ضرورت نہیں سمجھتا۔ چنانچہ اُنہوں نے انواع کے بدل جانے کا آپ کے مقابلہ میں انکار کیا اور آپ اُس پر دلائل قائم کرنے کے درپے ہو گئے اور اس کا ثبوت دینے لگے یہاں تک کہ صناعی تبدیلی سے بھی اور اُنہوں نے مابین ایک اور دوسری نوع کے جس سے کہ وہ آپ کے خیال کے موافق بنی ہے حلقوں کے وجود سے قطعی انکار کیا اور آپ نے اُن کو یہ جواب دیا کہ یہ حلقے بعض میں تو پائے گئے ہیں اور اپنے جی کو یوں خوش کر لیا کہ جیالوجی کی تحقیقات میں عنقریب باقی انواع میں بھی حلقے دریافت ہو جائیں گے۔ یہ ساری باتیں جملہ خبریہ ہیں جس میں صدق اور کذب دونوں کا احتمال موجود ہے۔ بھلا بتلائیے تو ہم میں سے اس وقت کون بیٹھا رہے گا جو آپ کے دعوے کی تصدیق اور مشاہدہ کرے گا۔ حقیقت حال کو خدا ہی جانے علاوہ بریں اگر ثابت بھی ہو جائے تو یہ احتمال برابر قائم رہے گا کہ انواع مستقل طور پر پیدا ہوئی ہوں جیسا کہ ہم نے پیشتر ذکر کیا۔ پس آپ کی دلیلیں ظنی ہی رہیں۔ مختصر یہ کہ ہمیں کوئی ضرورت نہیں کہ ہم آپ لوگوں سے آپ کے مخالفوں کی طرح اُلجھیں اور چونکہ ہمارا اعتماد شریعت کی ظاہری

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نصوص پر ہے اس لئے ہمارے لئے تقریر سابق ہی کافی ہے وگرنہ اگر ہم آپ سے اس بحث میں تفصیلی گفتگو کرنا چاہیں تو آپ کو دکھلا دیں کہ آپ کی دلیلوں کی جن پر اعتماد کئے بیٹھے ہیں کیا قدر وقیمت ہے اور آپ کے سامنے اس بات کو ظاہر کر دیں کہ اُن کی بنیاد وہم اور محض تخمینی اور فرضی باتوں سے ہے۔ اگر خدائے پاک نے توفیق دی تو میں اس مبحث میں ضرور کچھ تحریر کروں گا جس سے طالبین تحقیق کی تشنگی بجھ جائے گی۔

حیات اور عقل کے بارے میں شریعت میں جو وارد ہُوا ہے اُس میں اور اہل سائنس کے قول کے مابین تطبیق دینا

یہ بحث تو ہو چکی پھر آپ لوگوں کا یہ قول کہ حیات اور عقل انسانی دونوں محض مادہ کے اجزاء متحرکہ اور اُس کے عناصر ممتزجہ کی باہمی تاثیرات کے ظہوروں میں سے ایک قسم کے ظہور کے نام ہیں اگرچہ اصل مادہ حیات اور ادراک دونوں سے بالکل خالی تھا اور یہ کہ انسان کی عقل باقی حیوانات کی عقلوں سے صرف مقدار میں اختلاف رکھتی ہے حقیقت اور ذات میں اُن سے مختلف نہیں۔ یہ سب ایسی باتیں ہیں جن کا اسلامی شریعت پر انطباق ممکن ہے۔ چنانچہ حیات کی تو پیروان محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تعریف کی ہے کہ وہ ایک ایسی وجودی صفت ہے جو نفس ذات پر زائد اور علم و قدرت کے مغائر ہے جس کی وجہ سے ذات کا ان دونوں کے ساتھ موصوف ہونا صحیح ہو جاتا ہے (ایسا ہی تفسیر روح البیان میں ہے اور اُسی کے مثل تفسیر رازی میں بھی موجود ہے)

پس جب اُن کے سامنے حیات کے بارے میں آپ کا یہ قول پیش کیا جائے کہ وہ اجزاء مادہ کے باہمی تاثیرات کے ظہوروں میں سے ایک ظہور کا نام ہے الخ تو وہ یہ کہہ دیں گے کہ ہمارے نزدیک حیات ایک عرضی صفت ہے مادہ نہیں ہے اور یہ ظہور جس کو آپ حیات کہتے ہیں وہ بھی عرضی صفت ہے اس لئے اس سے کوئی مانع نہیں کہ حیات بھی ظہور ہو لیکن پیروانِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم حیوان میں خدا کے پیدا کرنے سے اُس کے حدوث کے قائل ہیں نہ جیسے کہ آپ لوگ اجزاء مادہ کی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حرکت سے اُس کے حدوث کا بلا دلیل گمان کرتے ہیں جیسا کہ پیشتر گزرا۔ اگرچہ ممکن ہے کہ یہ حرکت بھی محض خدا کے پیدا کرنے ہی سے موجود ہوئی ہو اور اس ظہور کا جسے آپ حیات کہتے ہیں سبب بن گئی ہو ٹھیک اسی طرح سے جیسے کہ اسباب سے مسببات کو پیدا کرنے کی خدا کی عادت جاری ہوگئی ہے۔ باقی رہی عقل اُس کے بارے میں پیروان محمد صلی اللہ علیہ وسلّم نے اختلاف کیا ہے۔ بعضوں نے تو اُس کی حقیقت کے بیان کرنے سے یہ کہہ کر توقف ہی اختیار کر لیا کہ وہ مغیبات میں سے ہے جسے شریعت نے ہمارے لئے نہیں بیان کیا۔ پس انسب اور ادب کی بات یہی ہے کہ اُس میں گفتگو نہ کی جائے۔

پس اس بنا پر جب آپ لوگ اُن کے سامنے عقل کی ایسی تفسیر بیان کریں گے جو اُن کی شریعت کے خلاف نہ ہو تو وہ آپ سے یہی کہہ دیں گے کہ ہاں آپ کو تفسیر میں صحت کا احتمال ہے کوئی امر مانع نہیں ہے کہ یہی تفسیر صحیح ہو لیکن یہ ظہور خدا کے پیدا کرنے سے حادث ہوا نہ جیسا کہ آپ لوگ قائل ہیں کہ وہ محض اسی حرکت سے حادث ہو گیا ہے اور بعض پیروان محمد صلی اللہ علیہ وسلّم نے عقل کی تفسیر میں خوض کیا ہے اور جتنے اقوال ہیں سب اس بات میں متفق ہیں کہ وہ عرض ہے اور سب کا ماحصل یہی ہے کہ وہ علوم کے قبیل سے ہے یعنی وہ ایک قسم کا ملکہ ہے جس کے ذریعہ سے نظری علوم ادراک کر لئے جاتے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ وہ ایک قسم کا نور ہے اور ایسا ہی بعض آحادی آثار میں بھی وارد ہوا ہے (جیسا کہ مادروی زبان کی کتاب الدین میں ہے) اور مُراد اُس سے یہ ہے کہ وہ ایک باطنی نور ہے۔ پس اس امر کے اعتبار سے کوئی مخالفت نہیں کہ وہ علوم کی جنس سے ہے اور بعض کہتے ہیں کہ وہ جوہر ہے لیکن یہ قول رد کر دیا گیا ہے (عبدالسلام اور اُس کے شیرا سیر سے ایسا ہی سمجھا جاتا ہے)

عقل کی تقسیم عزیزی اور عقل مکتسب کی طرف[۱۲]

یہ سب کچھ عزیزی یا طبعی عقل کی نسبت کہا گیا ہے۔ رہی عقل مکتسب جو اسی عزیزی عقل کا نتیجہ ہے۔ پس وہ کامل تمیز صحیح سیاست اور درائے کے صائب ہونے کا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نام ہے (ماوردی کی کتاب ادب الدین میں بھی ایسا ہی ہے) پس اس بنا پر یہ امر واضح ہے کہ آپ کے اور ان لوگوں کے قول میں جنہوں نے عقل عزیزی کی تفسیر میں غوص کیا ہے کوئی منافات نہیں کیونکہ دونوں قول اس بات میں متفق ہیں کہ وہ عرض ہے تو پھر اس بنا پر پیروان محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے جب یہ کہا جائے گا کہ یہ عرض اجزاء مادہ کی باہمی تاثیرات کے ظہوروں میں سے ایک ظہور ہے تو یہ کہنے سے انہیں کوئی چیز نہیں روک سکتی کہ ہاں ممکن ہے کہ یہی ہو اور اسی ظہور سے علوم کا ادراک حاصل ہوتا ہو لیکن اس کا اور ادراک دونوں کا وجود محض خدا تعالیٰ کے پیدا کرنے ہی سے ہے اس طرح پر یہ قول ہمارے عقائد کے خلاف بھی نہیں ہوتا۔ اب اُن میں اور آپ لوگوں میں صرف اسی بات پر فیصلہ کا دارومدار آرہے گا کہ آپ اس کے قائل ہو جائیں کہ یہ ظہور خدا ہی کے پیدا کرنے سے ہے۔ باقی رہا آپ کا یہ قول کہ انسانی عقل باقی حیوانات کی عقلوں سے صرف مقدار میں اختلاف رکھتی ہے حقیقت اور ذات میں اُن سے مختلف نہیں تو یہ قول بھی شرعی نصوص میں سے جن پر کہ اعتقاد کے بارہ میں اعتماد کیا جاتا ہے کسی کے بھی خلاف نہیں کیونکہ ان نصوص سے غایت جو کچھ معلوم ہوتا ہے وہ اسی قدر ہے کہ خدا نے انسان کو عقل دے کر باقی حیوانات سے ممتاز کیا ہے اور اسی وجہ سے بخلاف اور حیوانات کے اُس کو شرائع کی تکلیف دی گئی ہے۔

رہا ادراک حیوانی سے حقیقت اور ذات میں اُس کا متغائر ہونا یا نہ ہونا تو شرعی نصوص میں ان دونوں میں سے کسی کی بھی تصریح نہیں کی گئی اس لئے پیروانِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے جب اس کے بارہ میں سوال کیا جائے گا تو وہ کہہ دیں گے اس سے کوئی امر مانع نہیں کہ ضروریاتِ زندگی کی تدبیر کرنے کے لئے حیوانات کو جو ادراک ملا ہے وہ اور انسانی عقل دونوں ایک ہی مقولہ سے ہوں جو کہ منجملہ اعراض کے ایک عرض ہو اور خدا تعالیٰ کے پیدا کرنے سے حاصل ہو گیا ہو لیکن وہ انسان میں زیادہ ہو کر ایسے مرتبہ پر پہنچے گا جس نے اسے اس قابل بنا دیا کہ وہ طرح طرح کے علوم استنباط کرنے لگا اخلاق حمیدہ اور غیر حمیدہ میں اُسے تمیز ہو گئی اور وہ وہ چیزیں حاصل کر لینے کے لائق ہو گیا جن کی وجہ سے وہ اور

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حیوانات سے ممتاز ہے اور ادراک کے اسی مرتبہ پر پہنچ کر وہ شرعی تکلیف کے قابل بن جاتا ہے اسی کو ہم عقل کہتے ہیں اس لئے کہ لغت میں عقل باندھنے اور روکنے کو کہتے ہیں اور وہ بھی اُس کو امر ناصواب کے ارتکاب سے روکتی ہے۔

پس اس کا قائل ہونا کہ عقل انسانی حیوانات کے ادراک سے صرف مقدار کا اختلاف رکھتی ہے اسلامی دین کے منافی نہیں بلکہ یہ قول اُس پر منطبق ہو سکتا ہے اس بناء پر انسانی عقل کی نسبت شریعت میں جو تعظیمی الفاظ جیسے کہ وہ نور ہے مدار تکلیف ہے وغیرہ واقع ہوئے ہیں وہ صرف ادراک کے اسی عالی مرتبہ کی تعظیم کے لئے ہیں کسی دوسری شئے کے لئے جو ادراک حیوانات سے اصل حقیقت میں مغائر ہو نہیں ہیں۔ واللہ اعلم۔

ان باقی شرعی مسائل کا بیان جن سے اہل سائنس انکار کرتے ہیں یعنی آسمان عرش کرسی لوح قلم وغیرہ حالانکہ عقل اور تحقیقات فلکی کے خلاف نہیں اور مسلمان ان کو کیوں مانتے ہیں

باقی رہا آپ لوگوں کا باقی مسائل سے انکار کرنا جن کو آپ نے شریعت محمدی میں تو پایا لیکن آپ کے علوم میں اُن کی کوئی دلیل موجود نہیں یا اُن کی رُو سے وہ قابل ترک ہیں اُن کی نسبت سُنئے۔ ہم سے اور آپ سے جو بحثیں ہو چکی ہیں بعض مسائل کی تو پوری تحقیق ہو چکی تاہم آئندہ موقع بہ موقع ہم تنبیہ کرتے جائیں گے اور جو مسائل باقی ہیں بعون اللہ تعالیٰ اُن کی تحقیق کے لئے میں ابھی گفتگو کرتا ہوں اور آپ لوگوں کو دکھائے دیتا ہوں کہ اُن میں سے کوئی بھی مسئلہ ایسا نہیں جس کو عقلیں متروک خیال کرتی ہوں بلکہ سب کے سب عقلی قواعد پر منطبق ہیں بشرطیکہ عقل سلیم سے کام لیا جائے۔ چنانچہ سُنئے میں بیان کرتا ہوں یہ سب باتیں تو پہلے معلوم ہو چکی ہیں کہ مادۂ عالم پہلے نہ تھا اور پھر حادث ہوا اور یہ کہ جس نے اس کو عدم سے پیدا کیا اور اُس سے انواع کائنات کو اس انتظام خاص پر بنا دیا وہ ہی خدا ہے اور یہ کہ وہ ان سب چیزوں کو نیست و نابود اور معدوم کرنے پر بخوبی قادر ہے اور یہ کہ اللہ تعالے نے انسان کو باقی حیوانات سے علیحدہ اور مستقل طور پر پیدا کیا اُس سے اُس کی عورت کو بنایا اور دونوں کو ایک مکان میں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جس کا نام جنت ہے سکونت پذیر کیا پھر جس چیز سے انہیں منع کیا تھا اُس کی مخالفت کی وجہ سے دونوں کو زمین پہ اُتار دیا اور یہ کہ جو کچھ عالم میں ہوتا ہے وہ سب خدا ہی کے قضا و قدر سے ہوتا ہے یعنی وہ اُسے جانتا ہے اُس کا ارادہ کرتا ہے اور اپنی قدرت سے اُسے موجود کر دیتا ہے اور یہ کہ جو کچھ وہ قضا (حکم) کرتا ہے وہ سب اُسی کے پیدا کرنے سے پایا جاتا ہے اُس کے سوائے کوئی خالق نہیں اگرچہ اُس نے مسببات کو اسباب کے ساتھ مرتبط کر رکھا ہے مسببات کو اسباب سے پیدا کر دیتا ہے اور تمام اشیاء میں جو تاثیر مشاہدہ کی جاتی ہے وہ خدا ہی کے پیدا کرنے اور ایجاد کرنے سے ہے کوئی شئے حقیقت میں طبیعت یا اُس کی وجہ سے جو اُس میں رکھی گئی ہو اثر نہیں کرتی اور یہ کہ خدائے سبحانہٗ موجود ہے، قدیم ہے، ہمیشہ رہے گا۔ اُس کا معدوم ہونا محال ہے۔ ایک ہے۔ اپنی ذات و صفات میں یکتا ہے۔ علاوہ اس کے عالم میں جتنی چیزیں ہیں وہ سب سے غنی ہے کسی کا محتاج نہیں۔ ساری چیزیں اُسی کی محتاج ہیں۔ موجودات میں سے وہ کسی شئے کے مشابہ نہیں اور نہ کوئی چیز اُس کے مشابہ ہے۔ کامل درجہ کا ارادہ کرنے والا پورا پورا علم رکھنے والا ہے۔ تمام چیزوں کو جو موجود ہیں خواہ گزر چکیں یا آئندہ ہوں گی سب کو جانتا ہے اُس کے علم سے کوئی شئے باہر نہیں جتنی چیزیں عقلاً ممکن ہیں سب پر قادر ہے خواہ وہ کتنی ہی بڑی کیوں نہ ہو۔ زندہ ہے۔ تمام صفات کمال کے ساتھ جو اُس کی ذات کے شایاں ہے موصوف ہے تمام صفاتِ نقصان سے منزہ ہے۔

پس یہ وہ مسائل ہیں جن پر سابق کے مباحث میں کافی طور پر گفتگو ہو چکی ہے اب کوئی ضرورت نہیں۔ کیونکہ بعض کے تحقق اور ثبوت پر تو میں نے یقینی دلائل قائم کر دی ہے جیسے کہ مادہ کا حادث ہونا۔ خدا کا موجود ہونا اور اُس کا اپنی صفات کے ساتھ متصف ہونا اور بعض کو میں نے آپ کے علوم کے ساتھ جن کے وہ معارض معلوم ہوتی تھیں تطبیق دے دی اور اُس کے لئے کوئی توجیہ ذکر کر دی یا میں نے آپ کو ایسا طریق بتا دیا جس پر چلنے سے اسلامی دین کے ساتھ آپ کی ایسی مخالفت نہیں ہوتی کہ اس سے آپ اسلام کے اعتقاد نہ رکھنے والوں میں شمار ہونے لگیں اور جس چیز کی میں نے تصریح نہیں بھی کی ہے وہ ادنیٰ غور کرنے سے گزشتہ مباحث سے سمجھی جا سکتی ہے اور

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تفصیلی گفتگو بکثرت اسلامی کتابوں میں موجود ہے جس کا جی چاہے اُس کی جانب رجوع کرے۔

اب رہی یہ بات کہ اللہ تعالےٰ نے ہمارے اوپر سات آسمان پیدا کئے اور ان آسمانوں کے اوپر ایک بہت بڑا جسم جس کا نام کرسی ہے اور اُس کے اُوپر اُس سے بھی بڑا جسم جس کا نام عرش ہے پیدا کیا۔ اور یہ کہ ہمارے اور اُن اجسام کے مابین بہت ہی بڑی مسافت حائل ہے اور یہ کہ اُس نے ایک بہت بڑا جسم جس کا نام لوح ہے اور ایک دُوسرا جسم جسے قلم کہتے ہیں اس لئے پیدا کیا تاکہ جتنی ہونے والی چیزیں ہیں ثبت رہیں اور لکھی جائیں گو وہ اس کا محتاج نہ تھا اور یہ کہ انسان کو خدا کی نعمتیں اُس کے ایک بنائے ہوئے مکان میں ملیں گی جس کا نام جنت ہے اور دوسرے مکان میں اُس کا عذاب ہو گا جسے جہنم کہتے ہیں۔ زمین۔ آسمان اور عالم کے تباہ ہونے کے بعد جب لوگ مرنے کے بعد زندہ ہوں گے تو خدا اِن لوگوں کو ان دونوں مکانوں میں داخل کرے گا۔ پس مَیں کہتا ہوں کہ آپ اور پیروانِ محمد صلی اللہ علیہ وسلّم خلاء[1] ممتد کے تو قائل ہی ہیں اور اس سے مراد بہت ہی دُور دراز بُعد ہے جس کی وسعت کو سوچ کر عقل حیران رہ جاتی ہے۔ پھر آپ کہتے ہیں کہ آفتاب اور ستارے اس خلاء، دُور و دراز میں قانون کشش کے ذریعہ سے قائم ہیں اور پیروانِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں سے بعض کا قول بھی آپ کے قول کے موافق اور مؤید معلوم ہوتا ہے۔ وہ یہ ہے کہ آفتاب اور ستارے آسمان میں گڑے ہوئے نہیں ہیں بلکہ وہ خلاء ہی میں قائم ہیں اور اُس خلاء میں جو اُن کا مدار حرکت ہے وہی اُن کا فلک ہے جیسا کہ پیشتر گزر چکا۔

پس اس سے کون سی چیز مانع ہو سکتی ہے کہ اسی خلاء دُور دراز میں ان ستاروں کے اُدھر ان اجسام مذکورہ کو بھی خدا نے پیدا کیا ہو اور وہ ساتوں آسمان ہوں اور اُن کا نظریہ انا پیروانِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں سے بعض کے قول کے موافق ہے جیسا کہ پیشتر گزرا اور

---

[1] خلاء سے یہاں زمین کے اوپر کی وہ فضاء مراد ہے جو دیکھنے میں بے حد معلوم ہوتی ہے اور اس سے حقیقی خلاء مراد نہیں۔ کیونکہ اہلِ سائنس کہتے ہیں کہ اس تمام فضاء میں ایتھر پھیلا ہوا ہے۔ ۱۲ مترجم

www.KitaboSunnat.com
محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ ابوبکر بن العربی ہیں) عرش، کرسی، لوح وقلم جنت اور دوزخ ہیں اور خدا نے اُن کو وہاں اپنی قدرت سے قائم کر رکھا ہے چاہے اُس نے قدرتی قوانین میں سے جنہیں کہ وہ اپنی مخلوقات میں رکھ دیا کرتا ہے کسی قانون سے کام لیا ہو یا بلا کسی طبعی قانون کے محض اپنی قدرت سے اُنہیں روک رکھا ہو کیونکہ وہ اس بات پہ پیروان محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اس اعتقاد کے موافق پورے طور سے قادر ہے کہ قوانین قدرت محض عادی اسباب ہیں جیسا کہ اُس نے آفتاب اور ستاروں کو اُس خلاء میں جس میں کہ وہ پائے جاتے ہیں قائم کر رکھا ہے پھر یہ سب ہم سے نہایت ہی دور و دراز مسافت پر واقع ہیں جیسے کہ باہم خود اُن کے مابین بہت ہی بڑی مسافتیں حائل ہیں اور خدا کی اور اُس کی قدرت کی جو عظمت ہم اس کے مصنوعات میں جن کا ہم مشاہدہ کرتے ہیں دریافت کر چکے ہیں اس کے لحاظ سے تو ان میں سے کوئی امر بھی بعید نہیں معلوم ہوتا۔ پس یہ سب چیزیں ممکن ہیں اور ہو سکتی ہیں عقل ان کو محال نہیں سمجھتی اور خدا کی قدرت ممکن کے ساتھ ایجاد کرنے کے لئے متعلق ہونے کی صلاحیت رکھتی ہے۔

رہا اُن کے ادراک تک آپ لوگوں کی رسائی نہ ہونا خواہ بذریعۂ حواس ہو یا بواسطۂ دیگر ذریعوں کے اُن کے معدوم ہونے کو مقتضی نہیں ہے اور اس تقریر سے یہ بھی ظاہر ہوگیا کہ ساتوں زمینوں کے موجود ہونے سے بھی جیسا کہ بعض شرعی نصوص میں وارد ہوا ہے کوئی امر مانع نہیں ہو سکتا۔ ممکن ہے کہ اسی خلاء میں جس میں کہ ہماری زمین اور تمام ستارے قائم ہیں چھ زمینیں اور بھی قائم ہوں اور اُن میں مخلوقات بھی پائی جاتی ہو جیسا کہ آپ لوگ ستاروں میں مخلوقات کے موجود ہونے کا گمان کرتے ہیں اور اگر آپ کہیں کہ ہم نے تو ان کو بڑی بڑی دوربینوں سے بھی نہیں دیکھا تو میں کہوں گا ممکن ہے کہ روشن ہی نہ ہوں جو نظر آسکیں اور یہ بھی احتمال ہے کہ آپ نے اُن کو دیکھا ہو اور اُنہی ستاروں میں جو کہ خلاء میں قائم ہیں انہیں بھی شمار کر لیا ہو۔ اگر آپ کہیں ہم نے مانا کہ یہ سب کچھ ممکن اور ہو سکتا ہے لیکن اس پر کیا دلیل ہے کہ یہ سب چیزیں بالفعل موجود ہیں اور کون سا امر باعث ہوا کہ پیروان محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان کے قائل ہی ہو جائیں تو میں کہوں گا کہ اس کا باعث اُن کی شریعت کی نصوص ہیں جو ان اجسام کے موجود ہونے کی تصریح کرتی ہیں اور یہی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اُن کے وجود پر اُن کی دلیل ہے اور یہ وہ نصوص ہیں جن کا اُن کے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام سے وارد ہونا قطعی طور پر ثابت ہے اور وہ جتنی چیزوں کی خبر دیں سب میں سچے ہیں کیونکہ وہ جھوٹ سے معصوم اور محفوظ ہیں اس لئے کہ پیروانِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک خدا کے پاس سے اُن کا رسول بن کر آنا قطعی دلیلوں سے ثابت ہو چکا ہے اور اگر آپ پوچھیں تو پھر اللہ تعالیٰ نے ان اجسام کو پیدا کیوں کیا تو میں جواب دوں گا کہ جیسے اُس نے ستاروں، زمین اور باقی عالموں کو جن کا آپ مشاہدہ کرتے ہیں پیدا کیا وہی تمام چیزوں کے پیدا کرنے کی خوب حکمت جانتا ہے اور وہ تو فاعل مختار ہے جو چاہے سو کرے اُس سے کوئی نہیں پوچھ سکتا اور سابق میں اس امر پر دلیل قائم کر چکا ہوں کہ اعمالِ خداوندی کے جمیع اسرار کو عقلِ انسانی احاطہ نہیں کر سکتی۔ پس اس کو یاد کیجئے اور پیروانِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ان اجسام کے پیدا کرنے کے بہت کچھ اسرار اور حکمتیں بھی بیان کی ہیں کہ اگر ہم اُن کو بیان کرنا شروع کریں تو بہت طوالت ہو جائے۔

فرشتوں اور جنوں کا موجود ہونا اور اُن کا شکل بدل لینے پر قادر ہونا اور نظر نہ آنا عقل کے خلاف نہیں اور طبعیات میں سے اُس کے نظائر پیش کرنا

اب رہا یہ امر کہ اُس خدا نے کچھ نورانی اجسام پیدا کئے ہیں جن کا نام ملائکہ (فرشتے) ہے اور جو اپنی شکل کے بدل لینے پر قادر ہوتے ہیں اور یہ کہ آسمان اور زمین کے مابین جس قدر مسافت ہے وہ اُس کو ایک بہت ہی تھوڑی مدت میں قطع کر سکتے ہیں اور یہ کہ وہ ہمارے سامنے سے اس طرح گزر سکتے ہیں کہ ہم انہیں نہ دیکھیں اور یہ کہ وہ ایسے ایسے افعال کر سکتے ہیں جن سے انسانی قوتیں عاجز ہیں اور یہ کہ آسمان فرشتوں سے بھرے ہوئے ہیں جیسے کہ اُس نے کچھ دوسرے اجسام بھی جو ملائکہ مذکورہ کے ساتھ بعض خواص میں (جیسے کہ شکل بدل لینے پر قادر ہونا، نظروں سے پوشیدہ رہ سکنا بڑے بھاری افعال پر قدرت رکھنا) مشابہ ہیں پیدا کئے ہیں لیکن وہ ملائکہ سے اس امر میں مختلف ہیں کہ وہ اُن کی طرح نورانی نہیں۔ اسی طرح بعض اور باتوں میں بھی اختلاف رکھتے ہیں جیسا کہ گزر چکا ہے اور ان اجسام کا نام جن ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پس میں کہتا ہوں کہ اس سے کون سا امر مانع ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کچھ اجسام انہی خواص کے ساتھ موصوف بنائے ہوں جنہیں کہ ملائکہ کہتے ہیں اور کچھ دوسرے اجسام بھی جو امور مذکورہ میں ان کی نظیر ہوں پیدا کئے ہوں جن کا کہ نام جن ہو اور ممکن ہے کہ اُن کا مادہ مادۂ ایتھر کی طرح ہو جس کی نسبت آپ یہ کہتے ہیں کہ وہ تمام عالم میں بھرا ہُوا ہے حالانکہ آپ نے اُسے دیکھا نہیں یا اُن کا مادہ مادۂ ہوا کی طرح ہو جس کو اللہ تعالےٰ نے بنا کر اُس کے ذرّوں کو ایسی کیفیت پر مجتمع کیا ہو جس کی وجہ سے اُس میں خواص مذکورہ کی صلاحیت آگئی ہو جیسے کہ اُس نے حیوان کو جمادی عناصر سے ایسی کیفیت پر بنایا جس سے کہ اُس نے حیات ادراک اور حرکت وغیرہ ساری قوتیں حاصل کر لیں حالانکہ پہلے عناصر میں اُن میں سے کوئی شے بھی موجود نہ تھی۔ پس ممکن ہے کہ ہمارا اُن کے دیکھنے پر قادر نہ ہونا اُن کی شفافیت اور لطافت کے باعث سے ہو جیسے کہ ہوا اور ایتھر کا حال ہے۔

علاوہ بریں پیروانِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس اعتقاد کی بنا پر کہ دکھلائی دینا محض خدا کے پیدا کرنے سے ہوتا ہے جیسے کہ سابق میں اس کی تقریر گزر چکی یہ امر بالکل ظاہر ہے اور اُن کے اپنی شکل بدل لینے پر قادر ہونے کی توجیہہ باوجودیکہ وہ عقلاً ممکن ہونے کی وجہ سے خدا کی قدرت کے تحت میں داخل ہے اس طرح ہو سکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان اجسام کو ایسی کیفیت پر بنایا ہو جس کی وجہ سے وہ ہوا، ایتھر یا اسی کے مثل کسی اور شئے سے کچھ مقدار لے لینے پر قدرت رکھتے ہوں اور اس کو کثیف کر کے جس صورت کا چاہیں خول بنا سکتے ہوں پھر اُسے پہن لیتے ہوں اور اس طرح نظروں میں اُسی صورت کے معلوم ہونے لگتے ہوں اور کیمیاوی اعمال میں جو اللہ تعالیٰ نے بعض اجسام کو بعض کی جانب منقلب کرنے پر جیسے کہ کثیف کو لطیف اور لطیف کو کثیف بنا دینے وغیرہ پر انسان کو قادر کر دیا ہے۔ اس سے ہماری تقریر کا سمجھنا عقلوں کو بہت ہی آسان ہو جاتا ہے اور چونکہ اجسام کا مختلف شکلوں پر ہو جانا کیسے ہی کیوں نہ ہو خداوندی قدرت کی عظمت کی جانب منسوب ہوتا ہے جس کے وہ اعمال عقلوں کو مدہوش کئے دیتے ہیں جو حیوان اور نبات کو مختلف خواص عطا کرنے کے بارہ میں ہوئے ہیں اس لئے اس میں ذرا بھی تعجب

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہ کرنا چاہیئے۔

رہا یہ امر کہ وہ باوجودیکہ لطیف اجسام ہیں لیکن ایسے ایسے اعمال کرنے پر قدرت رکھتے ہیں جن سے انسانی قوتیں بالکل عاجز ہیں تو میں کہتا ہوں کہ ہواؤں کے یہ کام کہ وہ کیسے بڑے بڑے درختوں کو اکھیڑ کر پھینک دیتی ہیں اور نیز قوت کہربائی کے کرشمے کہ وہ کس طرح بڑی بڑی گراں بار اشیاء کو جن کو ہزاروں آدمی مل کر حرکت بھی نہیں دے سکتے کھینچ لیتی ہے، دیکھ کر ملائکہ اور جنوں کے اعمال میں کچھ بھی تعجب نہیں معلوم ہوتا خصوصاً جب کہ اس کا بھی خیال کیا جائے کہ ان کو ان اعمال کی قوت بخشنے والا وہی خدا ہے جس کی قدرت کی عظمت کے سامنے یہ ذرا بھی مشکل کام نہیں اور جب ہم بعض لوگوں کو دیکھتے ہیں کہ وہ اپنے ہاتھ کی قوت سے لوہے کو توڑ ڈالتے ہیں حالانکہ اُن کی ہاتھ کی قوت محض اُن کے پٹھوں کا عمل ہے جن کی انتہا ایک نہایت ہی نازک اور پتلے گودے (مبداء اعصاب جو دماغ کا ایک حصہ ہے) تک ہوتی ہے جو کہ حرکت کا مبدا ہے جیسا کہ آپ کہتے ہیں اور خارجی جسم کے ادنیٰ صدمہ کو بھی برداشت نہیں کر سکتا بلکہ اس مقدار سے جو اُس کے لئے ضروری ہے خون کا ایک زیادہ قطرہ بھی اُس کے نیست و نابود کرنے کے لئے کافی ہے جس کے بعد پھر انسان بھی زندہ نہیں رہ سکتا تو یہ دیکھ کر ہمیں یہ بات ظاہر ہو جاتی ہے کہ اللہ تعالےٰ لے شئے نازک و لطیف کو ایسی قوت عطا کرنے پر بخوبی قادر ہے کہ جو کثیف اور سخت شئے میں موجود نہ ہو کیوں نہ ہو اُس خدائے پاک کی عجیب قدرت ہے۔

رہا ملائکہ کا اتنی بڑی مسافت کا جو ان سماوی اجسام کے مابین حائل ہے ایک بہت ہی تھوڑی مدت میں قطع کر لینا تو میں کہتا ہوں کہ عقلاً اُس سے کوئی امر مانع نہیں ہے اس لئے کہ حرکت کی تیزی کسی حد کے ساتھ محصور نہیں اسی روشنی ہی کو دیکھئے کہ آفتاب سے کہ جو ہم سے نو کروڑ میل سے بھی کچھ زائد فاصلہ پر ہے آٹھ منٹ اور کچھ کسر کی مدت میں ہم تک پہنچ جاتی ہے اور اگر آپ کہیں کہ روشنی تو ہمارے نزدیک حرکت اور عرض ہے اور یہ اجسام ہیں تو میں کہوں گا کہ آپ کے طبعی علوم (سائنس) میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ جو جسم زمین پر گرتا ہے پہلے سکنڈ میں اُس کے گرنے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی تیزی سولہ قدم اور کچھ کسر ہوتی ہے اور جب وہ آفتاب کی جانب گرے تو اُس کی تیزی پہلے سکنڈ میں چار سو پچاس قدم اور کچھ کسر ہو گی۔ پھر اس کے مابعد کی تیزی دریافت کرنے کا قاعدہ یہ ہے کہ جسم کے ساقط ہونے کی تیزی پہلے سکنڈ میں جس قدر تھی اُس کو اُس عدد کے مربع کے ساتھ ضرب دے دیں جس عدد کے لحاظ سے آپ کو تیزی دریافت کرنا ہے مثلاً دوسرے، تیسرے، چوتھے سکنڈوں کی تیزی دریافت کرنے کے لئے ۲-۳-۴ وغیرہ عددوں کے مربع کو علیحدہ علیحدہ پہلے سکنڈ کی چال میں ضرب دے دیں تو یہی حاصل ضرب جوابؔ ہو گا۔

پس اس قانون میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حرکتِ اجسام کی تیزی اس قدر زیادہ ہو سکتی ہے کہ عقل کو سخت حیرت ہو۔ اسی ستارۂ مشتری کو دیکھئے جس کی نسبت آپ لوگوں کی ہیئت میں بیان کیا گیا ہے کہ ایک گھنٹہ میں تیس ہزار میل اُس کی چال ہے یعنی توپ کے گولہ سے بھی اَسّی درجہ تیز۔ چنانچہ جتنی دیر میں انسان سانس لیتا ہے اُتنے عرصہ میں نو میل چل جاتا ہے اور اُس کی محوری گردش میں اُس کی سطحی اجزاء کی تیزی چار سو سرسٹھ میل فی منٹ کے حساب سے ہے۔ حالانکہ وہ ہماری زمین سے بقول آپ کے یہاں کے ہیئت دانوں کے جن کے ساتھ دوسرے ہیئت داں بھی متفق ہیں ایک ہزار چار سو گیارہ گُنا بڑا ہے۔

پس وہ خدا جس نے اتنے بڑے اور کثیف جسم کو اس قابل بنا دیا کہ وہ اتنی دور دراز مسافت کو اس قدر تھوڑی مدت میں قطع کر سکے تو اُس خدا کی قدرت سے کیا بعید ہے کہ فرشتوں کو بھی بہت ہی تھوڑی مدت میں بہت کچھ مسافت کے قطع کرنے پر قادر کر دے اگرچہ یہ مسافت اُس مسافت سے جسے کہ ستارہ مشتری قطع کرتا ہے بہت ہی کچھ زیادہ کیوں نہ ہو لیکن تاہم اس ستارہ کی رفتار صحیح طور پر نظر کرنے سے اس بات پر عقل کی کچھ تسکین سی ہو جاتی ہے کہ جس

ؔ مثلاً ہم کو چوتھے سکنڈ میں اُسی جسم کی تیزی دریافت کرنا ہے جس کی پہلے سکنڈ میں سولہ قدم چال تھی تو سولہ کو چار کے مربع یعنی سولہ میں ضرب دیں گے تو حاصل ضرب یعنی ۲۵۶ جواب ہو گا۔ صورت یہ ہے ۱۶ × (۴)۲ = ۱۶ × ۱۶ = ۲۵۶ جواب ۱۲ مترجم

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خدا نے اس ستارہ کو اس قدر تیزی سے چلا رکھا ہے اس جنس کے بڑے سے بڑے عمل پر بھی وہ قادر ہے خصوصاً جبکہ گرنے والے اجسام کے قانون نے حرکت اجسام کی تیزی کی بجلد زیادتی اور بھی صاف طور پر ظاہر کر دی ہو اور اگر آپ کہیں کہ مشتری کی رفتار تو بذریعۂ قوت کشش کے ہے جیسا کہ ہمارے علوم میں اس کی تفصیل موجود ہے اور اسی طرح گرنے والے اجسام کی تیزی بھی اسی کشش کا نتیجہ ہے تو میں کہوں گا کہ پھر وہ قوت کشش ہے کیا چیز جس کا نام لے کر آپ ہمیشہ ڈینگ مارا کرتے ہیں اور اس کی جانب کائنات میں بڑے بڑے اعمال کو منسوب کرتے ہیں حالانکہ آپ کو نہ اس کی حقیقت معلوم ہے اور نہ آپ یہی بتا سکتے ہیں کہ وہ اجسام میں کیوں قائم ہے اور اس کا کیا سبب ہے؟ غایت سے غایت آپ ان حوادث کائنات کی وجہ بتلانے کے لئے جن کو دیکھ کر عقل حیران رہ جاتی ہے جیسے کہ نظام شمسی وغیرہ اس کے قائل ہو گئے ہیں اور اس کے ثبوت کے تسلیم کر لینے کی تقدیر پر بتلائیے تو سہی کہ اسے ایجاد کس نے کیا۔ اجسام کا خاصہ کس نے بنا دیا اور کائنات میں اتنے اتنے بڑے اعمال اس سے کس نے لئے کیا اس خدا کے علاوہ کوئی دوسرا ہو سکتا ہے جس نے کائنات کو عدم سے ایجاد کر دیا اعلیٰ درجہ کی حکمتوں اور کامل انتظام پر بنایا۔

پس جب یہ خدا قوت کشش کی ایسی چیز کے ایجاد کرنے اور اس سے ایسے ایسے اعمال کے پیدا کرنے پر قادر ہے تو وہ اس سے کب عاجز رہ سکتا ہے کہ ملائکہ (فرشتوں) کو اتنی بڑی مسافت کے بہت ہی تھوڑی مدت میں قطع کرنے پر قادر کر دے خواہ کسی قدرتی قانون کے ذریعہ سے جو ان میں اس نے رکھا ہو یا بلا کسی قانون کے کیونکہ سب کچھ عقلاً ممکن ہے اور اس کی قدرت عظیمہ کچھ ہی کیوں نہ ہو سب کی صلاحیت رکھتی ہے۔ رہا آسمانوں کا فرشتوں سے بھرا ہوا ہونا تو اس میں کوئی بھی تعجب کی بات نہیں کیونکہ وہ بھی منجملہ مخلوقات خداوندی کے ہیں جن کو اس نے انہی آسمانوں ہی میں سکونت پذیر کر دیا ہے جیسے کہ کائنات ارض کو زمین میں ساکن کر رکھا ہے اور جیسے کہ کروڑوں ہی حیوانات، جو خوردبین سے معلوم ہوتے ہیں ایک قطرہ پانی میں ساکن بنائے ہیں اور اس کی قدرت بڑی سے بڑی اور چھوٹی سے چھوٹی چیز سب کے ساتھ مساوی نسبت رکھتی ہے کسی میں بھی کوئی مضائقہ نہیں اور آپ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے کے علاوہ اور لوگوں میں سے تیسرے ہیئت دانوں کا یہ گمان ہے کہ ان ستاروں میں انسان کی طرح بڑے بڑے کام کرنے والی کائنات موجود ہے جن کے وجود پر اُن کے اعمال کے آثار سے جو بذریعہ بڑی بڑی خوردبینوں کے خیال میں آئے ہیں استدلال کرتے ہیں وہ آثار یہ ہیں، جیسے راستوں کا مفتوح ہونا اُس میں کچھ گڑھے سے معلوم ہونا وغیرہ۔

پس اس بیان کے بعد آسمانوں میں ملائکہ کے موجود ہونے اور ان سے آسمانوں کے پُر ہونے سے تعجب ہی کا کونسا موقع ہے اور اگر آپ یہاں بھی یہی کہیں کہ جملہ گذشتہ امور یعنی ملائکہ" اور جن" کے ثابت ہونے۔ اُن میں اُن خواص کے پائے جانے اور آسمانوں کے فرشتوں سے پُر ہونے پر پیروانِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی کیا دلیل ہے؟ تو یہاں بھی میں یہی کہوں گا کہ ان سب چیزوں پر اُن کی دلیل اُن کی شریعت کی نصوص ہیں جن کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ناطق ہوئے ہیں اور وہ سچے ہیں اور اُن کے سچے ہونے کی تصدیق اُن کی رسالت کے قطعی دلائل سے ثابت ہو جانے سے ہو چکی ہے۔ یہی امر ہے جس نے اُنہیں اس کے اعتقاد پر آمادہ کر دیا ہے اور یہ سب کچھ عقلاً ممکن ہے جس کے ماننے سے کوئی محال نہیں لازم آتا اس لئے وہ بلا کسی تاویل کے اُس کے ساتھ ایمان لے آئے۔

رُوح کا موجود ہونا، قیامت کا قائم ہونا، جنت و دوزخ میں داخل ہونا وغیرہ عقل کے خلاف نہیں

رہا یہ امر کہ انسان میں ایک جان ہے جسے روح کہتے ہیں اور وہ اُس کے بدن کے علاوہ ہے اور اُس کو بدن سے ایسا تعلق ہے جس کی وجہ سے اُس میں حیات پیدا ہوتی ہے اور جب وہ اُس سے جُدا ہو جاتی ہے تو اُس کو موت آجاتی ہے اور یہ کہ یہ بدن سے جدا ہونے کے بعد بھی باقی رہتی ہے اُسے ادراک ہوتا ہے اور الم حاصل کر سکتی ہے اور یہ کہ انسان کو مرنے اور فنا ہونے کے بعد خدا تعالیٰ پھر لوٹائے گا اور اُس کے ساتھ دوبارہ روح کا تعلق پیدا کر دے گا اور اُس نے جو اپنی زمینی زندگی کی مدت میں اچھے عمل کئے ہوں گے اُن کی جزا دے گا اور بُرے عمل پر ان کو سزا دیگا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور جس وقت بدن کے ساتھ روح کا تعلق ہوتا ہے اور اُس میں حیات قائم ہوتی ہے اُس وقت لذت اور الم مجموعہ روح اور بدن کے ساتھ قائم ہوتا ہے اور یہ کہ باقی حیات کی بھی انسان ہی کی طرح ارواح ہوتی ہیں اور انہیں اتنا ادراک حاصل ہوتا ہے جتنا کہ انہیں اپنی زندگی بسانے کے لئے کافی ہو۔ البتہ اتنا ادراک اور اتنی عقل اُن کو نہیں حاصل ہوتی جتنی کہ انسان کو ہوتی ہے چنانچہ اسی لئے خدائی عبادت کی تکلیف انسان کو دی گئی ہے نہ باقی حیوانات کو۔ پس میں کہتا ہوں جب آپ نے امور مذکورہ کی تصدیق سے اس بنا پر انکار کیا کہ آپ کے علوم سے محض شکل انسانی کا ہی پتہ لگ سکا اور اُس کے سوا کسی چیز کو جیسے کہ روح آپ نہ جا سکے، علی ہذا القیاس حیوانات میں بھی آپ ارواح کو نہ دریافت کر سکے تو سنئے کہ پیروان محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس بات پر متفق ہیں کہ ہر انسان کے ایک روح ہوتی ہے جیسے کہ اُس کے بدن سے تعلق ہوتا ہے۔ لیکن ہاں اُس کی حقیقت سے بحث کرنے میں اُنہوں نے اختلاف کیا ہے۔ لیکن بعضوں نے تو اس میں خوض ہی نہیں کیا اس لئے کہ صاحب شریعت سے اُس پر کوئی دلیل نہیں وارد ہوئی تھی۔ ان لوگوں کے طریق پر اُن شرعی نصوص کے تصدیق کرنے کے لئے جو روح کے وجود پر دلالت کرتی ہیں صرف یہی اعتقاد رکھنا کافی ہے کہ ہر انسان کے رُوح ہوتی ہے اور وہ ایک موجود شے ہے جس کی حقیقت خدا ہی خوب جانتا ہے اور اُس کے وجود کے قائل ہو جانے سے عقل کے ذرا بھی خلاف نہیں لازم آتا۔

رہا اس کا محسوس نہ ہونا یہ اُس کے عدم کو مقتضی نہیں ہے کیونکہ ممکن ہے کہ ہم اُس کو اُس کی لطافت کی وجہ سے محسوس نہ کرتے ہوں جیسے کہ ایتھر جس کے آپ لوگ قائل ہیں حالانکہ آپ نے کبھی اُسے محسوس نہیں کیا یا اُس کے بہت باریک اور چھوٹے ہونے کی وجہ سے ہم اُس کا ادراک نہ کر سکتے ہوں جیسے کہ وہ حیوانات جو بذریعہ خوردبین (مائکراسکوپ) کے نظر آتے ہیں یا کسی اور وجہ سے اور ان میں سے بعض لوگوں نے اُس کی حقیقت سے بحث کرنے میں خوض کیا ہے۔ چنانچہ بعض متقین نے کہا ہے (اور وہ شیخ نووی ہیں جیسا جوہرہ کے حاشیۂ امیر میں ہے) کہ روح کے بارہ میں جتنے اقوال ہیں سب میں زیادہ صحیح بعض محققین (وہ امام الحرمین ہیں) کا یہ قول ہے کہ روح

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک لطیف شفاف بالذات زندہ جسم ہے جو اجسام کثیفہ میں اُسی طرح رگ و پے میں سرایت کے رہتا ہے جیسے کہ سبز شاخ میں پانی۔ پھر بعض تو یہ کہتے ہیں کہ بدن میں اُس کی جائے قرار معلوم نہیں اور بعض کہتے ہیں کہ اُس کا مقر پیٹ ہے۔ بعض کہتے ہیں قلب کے قریب ہے، بعض کہتے ہیں قلب ہی ہے۔ پھر انہوں نے نفس حقیقت انسان میں اختلاف کیا ہے۔

پس بعض کہتے ہیں اور وہ جمہور متکلمین ہیں جیسا کہ رازی وغیرہ ہیں۔ یہ ہے کہ انسان بدن ہی ہے لیکن ہاں آں کے روح ہوتی ہے (جیسا کہ پیشتر گزر چکا) جو اُس کے ساتھ متعلق ہوتی ہے اور روح کے متعلق ہونے سے خدا کے پیدا کرنے کے باعث سے بدن کو حیات حاصل ہوتی ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ انسان مجموعہ روح اور بدن کا نام ہے اور بعض قائل ہیں جن کی تعداد بہت کم ہے کہ انسان فقط روح ہی ہے اور بدن صرف اُس کا قالب ہے۔ لیکن بعد اس کے سب اس بات پر متفق ہیں کہ اللہ تعالیٰ لوگوں کے مرنے اور اُن کے بدنوں کے فنا اور منتشر ہو جانے کے بعد اُن کے بدنوں کو دوبارہ بنا کر انہیں ضرور زندہ کرے گا اور اُن کی ارواح کا اُن کے بدنوں کے ساتھ تعلق پیدا کر دے گا اور اُن سے حساب لے گا۔ پھر اُن میں سے بعض کو جنت یعنی جزا کے مکان میں داخل کر دے گا اور بعض کو جہنم یعنی سزا کے مکان میں داخل کریگا اور یہ دوبارہ زندہ کیا جانا اور جو اُس کے توابع ہیں سب کچھ اسلامی دین کے قطعی اصولوں میں سے ہے جس پر اُن سب کا اجتماع منعقد ہو چکا ہے اور یہ دین کے ضروری معلومات میں سے ہے یہاں تک کہ جو اُس کے ممکن ہونے یا اُس کے واقع ہونے سے انکار کرے وہ اسلامی دین سے خارج ہو جاتا ہے۔ شرعی نصوص میں بکثرت مقامات پر اس کی تصریح موجود ہے اس پر دلائل قائم کئے گئے ہیں[1] اور ان نصوص کی تصدیق کرنے اور بعث مذکور (دوبارہ زندہ کئے جانے) کے اعتقاد رکھنے

---

[1] تمام عالم کے فنا ہو جانے کے متعلق ایک مضمون :۔ مترجم کہتا ہے کہ کچھ عجب نہیں کہ اس مقام پر پہنچ کر ناظرین کو خیال پیدا ہو کہ قبل ثبوت بعث کے تمام عالم کے فنا ہو جانے کو جس کو قیامت کہتے ہیں ذکر کرنا مناسب یا واجب ہے تو سمجھنا چاہئے کہ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ اس بات کا اعتقاد کر لیا جائے کہ حساب کے لئے بدن کو اس کے فنا ہونے کے بعد دوبارہ پیدا کرنے اور ارواح کا اُن کے ساتھ مکرر تعلق پیدا کرنے کے ذریعہ سے بعث اور اس کے توابع ضرور واقع ہوں گے اور یہ اعتقاد ایسے طریق پر

(بقیہ حاشیہ صد ۴۲۳ سے آگے) اس فناء کا امکان چونکہ نہایت بدیہی تھا کیونکہ عالم کے ہزاروں کائنات ہمارے مشاہدہ میں فنا ہوتے چلے جاتے ہیں سوان کائنات فانیہ اور دیگر کائنات میں فرق ہی کیا ہے ممکن ہے کہ اسی طرح سب ایک روز فنا ہو جاویں اس لئے اس کو بالاستقلال بیان کرنا مصنف نے ضروری نہیں سمجھا بخلاف بعث بعد الموت کے کہ اس میں کسی قدر خفا تھا اس میں گفتگو شروع کر دی مگر زمانہ حال کے خیالات کے موافق ہم نے مناسب سمجھا کہ اس بحث سے بھی یہ کتاب خالی نہ رہے۔ اس لئے اس کے متعلق ہم ایک مفید مضمون بطور حاشیہ کے نقل کرتے ہیں جس کو ہم نے فاضل حکیم محمد علی صاحب اڈیٹر "مرقع عالم" کی تقریر دلپذیر سے خلاصہ کیا ہے جس میں امکان سے گزر کر وقوع کو قریب بفہم کر دکھلایا ہے اب قیامت و بعث کا مضمون مکمل و مرتب ہو جاوے گا وہ مضمون مفید یہ ہے "آپ لوگ کہتے ہیں کہ سائنس کا یہ مسلم مسئلہ ہے کہ انرجی (یعنی کسی کام کرنے کی قوت یا مدمقابل پر غالب آنے کی قوت جس کو قدیم فلاسفہ کی اصطلاح میں میل کہہ سکتے ہیں) کبھی ضائع نہیں جاتی اور جو چیز حرکت کر رہی ہے اگر اس کا کوئی روکنے والا نہیں ہے تو وہ ہمیشہ اسی طرح حرکت کئے جائیں گے۔ چنانچہ پروفیسر بل فورٹ نے بھی کتاب کنسرویشن آف انرجی (انرجی کبھی ضائع نہیں ہوتی) میں اس کو خوب ثابت کیا ہے۔ اس لئے زمین اور دیگر سیارے جس طرح اب حرکت کر رہے ہیں اسی طرح برابر حرکت کئے جائیں گے اور اسی کے بھروسہ پر آپ بڑے دعویٰ سے کہا کرتے ہیں کہ جب انرجی ضائع نہیں جاتی اور حرکت میں رہنے والی چیز ساکن نہیں ہو سکتی تو پھر کیونکر دنیا کا خاتمہ ہو گا۔ میں کہتا ہوں آپ مانتے ہیں کہ زمین میں دو حرکتیں ہیں ایک محوری[1] یعنی روزانہ جس سے وہ چوبیس گھنٹہ کے اندر ایک مرتبہ اپنے محور پر گھوم جاتی ہے اور دوسری حرکت دوری یا سالانہ جس میں وہ سال بھر میں آفتاب کے گرد گردش (بقیہ حاشیہ اگلے صد ۴۲۵ پر)

---

[1] محوری حرکت وضعی ہے اور دوری حرکت اینی ہے ۱۲ مترجم

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہونا چاہیئے جس میں کوئی عقلی محال لازم نہ آئے بلکہ امکان عقلی کے دائرہ ہی میں رہے اور ظاہر ہے کہ جو شئے عقلاً ممکن ہے وہ ضرور خدا کی تحت میں داخل ہے اُن کے لئے یہ ضروری نہیں کہ اس دوبارہ پیدا کیے جانے کی تفصیل اور اُس کی کوئی کیفیت بھی

(بقیہ حاشیہ صـ ۴۲۲ سے آگے) کم جاتی ہے اور یہ دونوں حرکتیں بوجہ رگڑ کے حرارت میں تبدیل ہوتی جاتی ہیں اور زمین کی تیز رفتاری میں کمی آتی جاتی ہے۔ روزانہ حرکت میں کمی ہونے کی خاص وجہ یہ ہے کہ مدّ و جزر (جو ماہتاب کی کشش سے ہوتا ہے) کی حرکت یا رفتار زمین کی حرکت سے (جو اپنے محور کے گرد ہے) خلاف ہے۔ اس وجہ سے زمین اور پانی میں۔ بے انتہا رگڑ پیدا ہوتی ہے جس سے پانی بانسوں اونچا ہو جاتا ہے اور یہ رگڑ اگرچہ زور میں گھومنے والی زمین کی رفتار کو فوراً روک یا کم تو نہیں کر سکتی مگر ہاں رفتہ رفتہ اُس کے زور کو کم اور رفتار کو سست کرتی جاتی ہے ہمارے اس دعویٰ کا ثبوت اُن منجموں کی تحریرات سے آپ کو مل سکتا ہے جنہوں نے گزشتہ زمانہ کے کسوف وخسوف کو اپنے حساب سے دریافت کیا اور اُس کا مقابلہ اگلی تاریخی کتابوں سے کیا کہ وہ کب پڑے تھے اور ان دونوں مقابلوں سے یہ بات اُن کو معلوم ہوئی کہ گزشتہ زمانہ کے کسوف وخسوف اور حال کے کسوف وخسوف میں فرق ہے جس سے بدیہی نتیجہ نکلتا ہے کہ زمین کی روزانہ حرکت میں بہ نسبت سابق کے اب کمی ہے اور آخری نتیجہ اس رگڑ کا یہ ہوگا کہ اب چوبیس گھنٹہ میں اپنے محور کے گرد دورہ کر جانے والی زمین آئندہ کبھی اس قدر زمانہ میں حرکت کر سکے گی جس قدر عرصہ میں کہ ماہتاب حرکت کرتا ہے یعنی انتیس ۲۹ دن بارہ ۱۲ ساعت چوالیس ۴۴ دقیقہ اور تین ۳ ثانیہ اور پھر رگڑ موقوف ہو جائے گی۔ سالانہ حرکت کی قوت میں کمی ہونے کی وجہ یہ ہے کہ خلاء محال ہونے کا مسئلہ فلسفہ میں اچھی طرح مدلل ہو چکا ہے اور یہ امر بھی سائنس نے خوب اچھی طرح ثابت کر دیا ہے کہ زمین اور آفتاب کے مابین کوئی مادی چیز ضرور ہے جس کو ایتھر سے تعبیر کرتے ہیں اور جب ایسی مادی چیز موجود ہے تو یہ بھی ضروری ہے کہ اُس میں اور گھومتی ہوئی زمین میں رگڑ پیدا ہو جس کے اثر سے زمین کی سالانہ حرکت میں بھی ضرور فرق واقع ہوگا۔ ایک دُم دار ستارہ جس کو انکیز کمٹ کہتے ہیں جبکہ وہ غائب ہوتا ہے اور پھر جب وہ طلوع ہوگا ہم کو حساب سے اچھی طرح (بقیہ حاشیہ صـ ۔۔۔ پر)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جو عقلاً ممکن ہو انہیں معلوم ہو کیونکہ اُن کی شریعت کی جانب سے انہیں اُس کی تکلیف نہیں دی گئی لیکن جب اُن پر اُن کے مخالفین نے جو بعث کے منکر ہیں اس قسم کے اشکالات وارد کئے جن سے بدن کے دوبارہ پیدا کرنے میں بظاہر عقلی محالات

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۲۲ سے آگے) معلوم ہے لیکن آبزرویشن (مشاہدہ) سے معلوم ہوتا ہے کہ اُس کی حرکت گھٹتی جاتی ہے جس سے یہ بات بخوبی ثابت ہوتی ہے کہ یہ حیرت انگیز کمی اسی مادہ کی رگڑ کی وجہ سے ہے جو ہوا کی طرح سیاروں کے مابین میں واقع ہے یا وہ سیارے اُس کے اندر اُسی طرح حرکت کر رہے ہیں جس طرح پانی کے اندر مچھلیاں۔ یہ رگڑ زمین کی حرکت کے مقابلہ میں گو بہت کم ہے یہ کہنا چاہیئے کہ کوئی چیز نہیں لیکن دق کی حرارت کی طرح آہستہ آہستہ اپنا اثر کرے گی اور اس کا آخری نتیجہ یہ ہوگا کہ کل سیاروں کی حرکت میں فرق آجائے گا اور حرکت کرنے کی انرجی (قوت) حرارت میں تبدیل ہو جائے گی۔ گو اس موقع پر پروفیسر بل فورٹ اسٹورٹ کی کتاب کنسرویشن آف انرجی (انرجی کبھی ضائع نہیں ہوتی) ہمارے ساکت کرنے کے لئے کھول کر رکھ دی جائے گی مگر ہمارے دعویٰ کو اس سے کچھ نقصان نہیں پہنچتا۔ ہمارا مطلب یہ نہیں کہ زمین کے حرکت کرنے کی انرجی ضائع ہو جائے گی بلکہ ہم یہ کہتے ہیں کہ اُس کی انرجی حرارت کے قالب میں بدل جائے گی اور پھر اس وسیع اور پُرفضا میدان یعنی دنیا میں ایسی آگ برسنے لگے گی کہ کوئی جاندار جانبر نہ ہو سکے گا۔

انرجی کا حرارت کی صورت میں تبدیل ہو جانا گو نیوٹن[1] کی آنکھ سے ضرور چھپا ہوا تھا اور اس کے بعد بھی کچھ دنوں اس امر میں پس و پیش رہا کہ متحرک جسم کے رک جانے پر انرجی کیا ہوئی کہاں گئی۔ لیکن بعض بعض فلاسفروں کی تحریر سے پتہ چلتا ہے کہ نیوٹن سے پہلے بھی بعض بعض کو اس امر کا شبہ تھا کہ شاید انرجی حرارت میں تبدیل ہو جاتی ہے اور پھر تو یورپ کے محققین میں سے سر ہمفری ڈیوی، بنجمن، طامسن، کاؤنٹ، کرمفرڈ، سی کوئین میر، کولڈنگ اور ہیرن کی تحقیقات نے اس مسئلہ کو بہت اچھی طرح ثابت کر دیا ہے کہ انرجی واقعی حرارت کے قالب میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ (باقی حاشیہ اگلے صفحہ ۴۲۵ پر)

---

[1] دیکھو انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لازم آتے ہوئے معلوم ہوئے تو ان کو ضرورت پڑی کہ وہ دوبارہ زندہ کئے جانے اور اس کی ممکن کیفیت کے بارہ میں اپنے معتقدین کی تسکین کرنے کے لئے اس کی تفصیل میں خوض کریں اور غور کر کے کوئی ایسی ممکن کیفیت بیان کریں جس سے عقلوں کو

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۲۴ سے آگے) پس اسی بنا پر ہم بھی اس کہنے پر مجبور ہیں کہ وہ انرجی جس پر خدا کی جاندار مخلوق کی حیات مبنی ہے اب خراب ہوتی جاتی ہے۔ حرارت تمام عالم میں پھیلتی جاتی ہے اور سال بسال اس کو ترقی ہوتی جاتی ہے گو اس کا بڑھنا ابھی ہم کو محسوس نہیں ہوتا مگر یہ کون کہہ سکتا ہے کہ آگے چل کر ایک ایسا وقت نہ آئے گا کہ اس کے بڑھنے سے ہم اچھی طرح واقف نہ ہو جائیں گے۔ سر ڈبلو ٹامسن کہتے ہیں "کل یونیورس (عالم) ایک سسٹم (منتظم) ہے جس کی ابتدا تھی اور ختم ہو گا اس لئے کہ زوال کی حالت ہمیشہ ایک حال پر اور ایک ہی حد پر نہیں ٹھہر سکتی" ہمارے زمانہ حال کے محققین سائنس میں سے پروفیسر گال اور ابرٹسن صاحب نے کیا خوب کہا ہے "اگر ہم یونیورس کو ایک ایسا لیمپ فرض کریں جو نہیں جلا ہے تو شاید ہم کہہ سکتے ہیں کہ وہ ہمیشہ سے ہے لیکن اگر اس کو مثل ایسے لیمپ کے خیال کریں کہ جو جلایا گیا ہے تو ہم کو اس کا پورا یقین ہے کہ وہ ازل سے نہیں جلتا ہے اور ایک ایسا وقت بھی آئے گا کہ وہ گل ہو جائے گا۔

دنیا کے مختلف مقاموں کی آبادی اور اس کے کل کاموں کا مدار حرارت کے مختلف درجوں (ٹمپریچر) پر ہے جس کا اعتدال اس رقیق مادے پر منحصر ہے جو آفتاب زمین اور سیاروں کے مابین بھرا ہوا ہے اور جو سیاروں کی مختلف حرکتوں کو دگر کر برابر کر رہا ہے مگر انرجی کے حرارت میں تبدیل ہونے سے جب اس ایتھر کا ٹمپریچر اپنی حد سے تجاوز کر جائے گا تو یہ دنیا رہنے کی جگہ نہیں رہے گی۔ نباتات کا زمین پر کہیں نام نہ رہے گا کنوئیں سوکھ جائیں گے دریاؤں میں خاک اڑے گی اور پھر کل جاندار کیا چرند کیا پرند کیا انسان کیا حیوان سب مر کر رہ جائیں گے سیاروں کے حرکت کرنے کی قوت (انرجی) جب حرارت میں تبدیل ہوتے ہوتے بہت کم رہ جائے گی تو اس کمی کا آخری نتیجہ یہ ہو گا کہ سب سیارے کسی وقت میں آفتاب سے لڑ جائیں گے، حشر برپا ہو جائیگا زمین پھٹ جائے گی، پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہو کر اڑیں گے۔ ہستی کا یہ سارا طلسم ٹوٹ جائے گا اور یہی دنیا کا خاتمہ ہے۔ مترجم

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تسکین ہو جائے اور کمزور دین والوں کے خیالات پریشان نہ ہوں۔

مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونا اور اس کی نسبت مسلمان کیا اعتقاد کرتے ہیں اور اُن اعتراضات کا جواب جو فلاسفہ وارد کرتے ہیں

چنانچہ جو اشکالات بعث اور دوبارہ زندہ کئے جانے پر مخالفین کی جانب سے اُن پر وارد کئے گئے ہیں اُن میں زیادہ تر مشہور یہ ہیں کہ "انسان اپنے مادہ کی وجہ سے انسان نہیں ہے بلکہ اپنی صورت کی وجہ سے ہے اور انسانی افعال اُس سے صرف اُس کی صورت ہی کے پائے جانے کی وجہ سے صادر ہوتے ہیں چنانچہ مادہ سے جب اُس کی صورت باطل ہو جائے گی اور وہ اپنے اصول یعنی عناصر کی جانب لوٹ آئے گا تو سرے سے وہ انسان ہی نابود ہو جائے گا۔ پھر جب اُسی مادہ سے انسان کی جدید صورت بنائی جائے گی تو اُس سے دوسرا انسان پیدا ہوگا نہ یہ کہ پہلا۔ کیونکہ دوسرے میں پہلے انسان کا صرف مادہ موجود ہے نہ اُس کی صورت اور وہ قابل تعریف یا قابل مذمت اور مستحق ثواب یا عقاب اپنے مادہ کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ اپنی صورت کی وجہ سے ہے۔ پس لازم آتا ہے کہ جس انسان کو ثواب یا عقاب دیا جائے گا وہ نیکوکار یا بدکار انسان نہ ہو بلکہ ایک دوسرا انسان ہو جو مادہ میں اس کا شریک ہے اور نیز یہ اعتراض کہ جب کوئی انسان کسی انسان کو کھا جائے تو اُس کی غذا بن جانے کی وجہ سے دونوں ایک ہو جائیں گے۔

پس بعث کے وقت دو روح ایک انسان کے ساتھ کیسے متعلق ہوں گی اور نیز یہ اعتراض کہ اکثر روئے زمین پر پرانے مُردوں کی لاشوں کے اجزا رہیں اور اُن میں بہت کچھ کاشت کاری کی گئی، درخت لگائے گئے اور اُن سے لوگوں نے غذا حاصل کی اور یہ غذا گوشت اور خون بن کر اُن کے بدن کا بھی جز ہو گئی۔ پس ایک اصل اور ایک وہ اتنے بہت سے آدمیوں کی صورتوں کے لیے کیونکر ہو سکے گا فقط"۔

ان اشکالات کے مقابلے میں پیروان محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان کے دفع کرنے کے لئے اجمالاً یوں کہہ سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی وسعت علم اور اس کی عظمت قدرت جن دونوں پر کہ اُس کے مصنوعات کے عجائب اُس کے اعمال کے غرائب و دقائق

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے ذریعہ سے یقینی دلیل قائم ہو چکی ہے۔ ان دونوں کے لحاظ سے بعث کا ایسے طور پر ہو جانا جس سے وہ محالات جو ان اشکالات میں لازم کئے گئے ہیں لازم نہ آئیں ذرا بھی مستبعد نہیں ہے اور بعث اور دوبارہ زندہ کئے جانے کے ساتھ ایمان لانا اور یہ اعتقاد رکھنا کہ یہ کسی ایسے طریق پر واقع ہوگا جس سے کوئی محال نہ لازم آئے ہمارے لئے بالکل کافی ہے۔ اپنے ایمان کے صحیح کرنے کے لئے ہمیں یہ ضروری نہیں کہ ہم اُس کی اُس کیفیت کو بھی بیان کریں جسے اللہ تعالیٰ اس میں جاری کرے گا۔ ہمیں اس کا تفصیلی علم خدا کے حوالہ کرنا چاہیئے لیکن عقل کی تفصیلی تسکین کرنے اور کمزور دین والوں کے خیالات پریشانی سے بچانے کے لئے ہم کہتے ہیں کہ جسم کے جو اجزا رلوٹائے جائیں گے وہ سب اصلی اجزار ہوں گے یعنی وہ اجزار جو اوّل عمر سے آخر تک باقی رہتے ہیں۔ نہ زائد اجزار۔ ایسا ہی اُس شبُہ کے جواب دینے کے لئے جو ایک انسان کے دوسرے انسان کو کھا جانے کی بنا پر کیا گیا ہے جمع الجوامع اور اُس کے حاشیۂ کمال سے نقل کر کے یواقیت میں اصلی[1] اجزار اور زائد اجزا کا ماننا مذکور ہے اور اسی امر سے باقی شبہوں کا بھی جواب دیا جا سکتا ہے جیسے کہ میں ابھی اُس کی تقریر کرتا ہوں۔ پس کون امر مانع ہو سکتا ہے اگر اللہ تعالےٰ جس کا علم وسیع اور قدرت نہایت ہی عظیم ہے انسان کے ان اصلی اجزار کو متفرق ہونے اور اپنی صورت کے زائل

---

[1] ظاہر بات ہے کہ کیا انسان اور کیا دیگر حیوانات زمانۂ حیات میں سب کے بدن سے اجزار تحلیل ہوتے رہتے ہیں اور بجائے اُن کے بذریعہ غذا کے دوسرے اجزار جزو بدن بنتے رہتے ہیں۔ اب یہ تبدیلی یا تو تمام اجزار میں ہوتی ہے یا صرف بعض میں تبدیلی ہوگی اور بعض اجزار اوّل عمر سے آخر تک باقی رہتے ہوں گے۔ اول تقدیر پر تو یہ بات ثابت ہوگی کہ اگر کسی انسان کے سارے اجزار بدل جائیں جب بھی وہ انسان دوسرا انسان نہیں بنتا بلکہ اُس میں صرف اُس کی روح کا اعتبار ہے اور ثانی تقدیر پر اصلی اور زائد اجزار ثابت ہو جائیں گے۔ بہر حال دونوں تقدیر پر انسان کا دوبارہ زندہ کیا جانا بلا تکلف ثابت ہوتا ہے۔ ۱۲

مترجم

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنے سے محفوظ رکھے اور دوسرے حیوان کے اصلی اجزار کی ترکیب میں نہ داخل ہونے دے چاہے وہ زائد اجزار کی ترکیب میں داخل ہو جائیں۔ اس طرح پر اصلی اجزار اُن کے منتشر ہونے کے وقت اُن سے جُدا ہو جائیں گے۔ پھر بعث اور دوبارہ زندہ کئے جانے کے وقت روح کا تعلق خدا انہیں اصلی اجزار کے ساتھ کر دے گا اور اُن کے ساتھ کچھ زائد اجزار بھی ملا دے گا۔

انسان کے دو قسم کے اجزاء ہوتے ہیں اصلیہ و فضلیہ اور مرنے کے بعد زندہ ہو جانے کی اس بنا پر توجیہ

عام ہے کہ یہ بعینہ وہی اجزار ہوں جو قبل موت کے ان اصلی اجزار کے ساتھ منضم تھے یا دوسرے ہوں اور نعمت و عذاب کا احساس صرف روح اور ان ہی اجزار اصلیہ کو ہوگا۔ اس کیفیت پر یہ امر بخوبی صادق آتا ہے کہ یہ دوبارہ زندہ کرنا ہے کیونکہ روح کا اصلی اجزار کے ساتھ دوبارہ تعلق پیدا کیا گیا ہے بعد اس کے کہ اُن اجزار سے روح کا تعلق جدا ہو گیا تھا اور انہی اصلی اجزار میں حیات لوٹائی گئی ہے اور اُن کے ساتھ زائد اجزار ملا دیئے گئے ہیں جن کے بعینہ اعادہ کرنے پر انسان کا اعادہ کرنا اور دوبارہ زندہ کیا جانا موقوف نہیں۔ پس اب نہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ جس انسان کو نعمت یا عذاب دیا جائے گا وہ اُس انسان کا غیر ہے جو قبل موت کے تھا اور نہ یہ کہ دو روحوں کا ایک بدن کے ساتھ متعلق ہونا لازم ہے اور نہ یہی کہ بہت سے آدمیوں کے لئے صرف ایک ہی مادہ ہوگا بلکہ اصلی اجزار کے ساتھ کسی روح کے متعلق ہونے کی وجہ سے جیسے کہ وہ قبل موت کوئی انسان تھا اُسی طرح بعث اور دوبارہ زندہ کئے جانے کے وقت بھی اُسی روح کے انہی اصلی اجزار کے ساتھ متعلق ہونے کی وجہ سے بعینہ وہی انسان رہے گا اور خدا کا علم اور اُس کی قدرت اس کیفیت کو ایسے طور پر جاری کرنے کے لئے جس سے کوئی بھی محال نہ لازم آئے کافی ہے۔ چاہے یہ امر کسی قدرتی قانون کے ذریعہ سے انجام پائے یا بلا کسی قانون کے اور ہمارا اُن کو نہ دیکھنا اُن کے واقع میں نہ ہونے کو مستلزم نہیں کیونکہ احتمال ہے کہ ہم صرف زائد اجزار کو مشاہدہ کرتے ہوں اور اصلی اجزار خواہ اپنے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باریک اور چھوٹے ہونے یا اپنی لطافت کے باعث یا کسی اور وجہ سے ہمارے مشاہدہ میں نہ آسکتے ہوں اور کائنات میں تو بہت سے عالم ایسے ہیں جو ہمارے حواس سے مخفی اور پوشیدہ ہیں (جیسے گیس ایتھر وغیرہ) تو ممکن ہے کہ یہ بھی اسی قبیل سے ہوں۔ خلاصہ یہ کہ ہماری شریعت کی نصوص بعث اور دوبارہ زندہ کئے جانے کے ساتھ ناطق ہیں اس لئے ہم اس پر ایمان لائے ہیں اور اس کا اعتقاد رکھتے ہیں کہ یہ امر ایسے طریق پر ہوگا جس سے کوئی محال نہ لازم آئے اور ہمارے ذمہ اُس کی تفصیلی کیفیت کا بیان کرنا ضروری نہیں اور اگر اس کی ضرورت ہی ہو تو ہمارے خیال میں ایسی ہی کیفیت جس کی ہم نے تقریر کی عقلوں کو تسکین بخشنے اور اشکالات کے دفع کرنے کے لئے بالکل کافی ووافی ہے۔ زیادہ تو خدا ہی جانتا ہے لیکن میں کہتا ہوں کہ خدا کے فضل سے اس مقام کی توجیہ اور توضیح ایسے طور پر ممکن ہے کہ جن شرعی نصوص پر اعتقاد کے بارہ میں مدار ہے ان میں سے کسی کے بھی خلاف نہ پڑے اور اس مقام پر ضرورت ہے کہ میں امتِ محمدیہ کے علماء کا کچھ کلام اس کے پیشتر ذکر کروں تاکہ اُس کے سمجھنے کے بعد یہ توجیہ اچھی طرح دل کو لگے۔

امام رازی کا اس بات پر استدلال کہ انسان بدن کا نام نہیں کچھ اور شئے ہے اور اُس کا مقر قلب ہے

پس سُنئے کہ شریعتِ محمدیہ کے علماء اکابر میں سے جس شخص نے اس بات پر کہ اصلی انسان اس ڈھانچہ کے علاوہ ہے استدلال کیا ہے (امام رازی ہیں اپنی تفسیر کبیر میں ذکر کرتے ہیں) چنانچہ[1] وہ کہتے ہیں کہ "اس بات کا تو ہمیں بدیہی علم حاصل ہے کہ بدن کے اجزاء کمی اور زیادتی کے اعتبار سے تبدیل ہوتے رہتے ہیں جیسے کہ فربہ اور لاغر ہونے میں اور یہ بات بھی بالبداہت معلوم ہوتی ہے کہ متبدل اور متغیر ہونے

---

[1] مقصود اس تقریر سے اپنے مقابل کو الزام دینا نہیں ہے بلکہ صرف یہ بات دکھلانا ہے کہ علماء امتِ محمدیہ کی کیا رائے ہے تاکہ آگے چل کر جو احتمالات ممکنہ بیان کئے جائیں اس میں شبہ مخالفت رائے علماء امت کا نہ ہو۔ واللہ اعلم ۱۲

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والی شے (بدن) ثابت اور باقی رہنے والی شے (انسان) کے مغائر ہے اور ان دونوں باتوں کے ملانے سے اس کا قطعی علم حاصل ہوتا ہے کہ انسان اس مجموعی بدن کا نام نہیں ہے۔ پھر انہوں نے کہا ہے کہ انسان کبھی زندہ رہتا ہے باوجودیکہ بدن مردہ ہو جاتا ہے۔ پس ضرور ہوا کہ انسان اس بدن کے مغائر ہو اور جو کچھ ہم نے ذکر کیا اُس کے صحیح ہونے کی دلیل خدا تعالےٰ کا یہ قول ہے:۔ ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا بل احیاء عند ربھم یرزقون۔ یعنی اور جو لوگ خدا کی راہ میں قتل کئے گئے اُن کو ہرگز مردہ نہ خیال کر بلکہ وہ زندہ ہیں انہیں اپنے رب کے پاس رزق ملتا ہے۔"

پس یہ نص اس بارہ میں صریح ہے کہ یہ مقتول زندہ ہیں حالانکہ بذریعۂ حس بدن مُردہ معلوم ہوتا ہے۔ پھر حضرت علیؓ نے فرمایا ہے کہ انسان مرنے کے بعد زندہ کیا جاتا ہے اور ایسا ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول ہے:۔ انبیاء اللہ تعالیٰ لا یموتون ولکن ینقلون من دار الی دار" یعنی خدا تعالےٰ کے نبی نہیں مرتے لیکن ایک مکان سے دوسرے مکان میں منتقل کر دیئے جاتے ہیں۔ علیٰ ہذا القیاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول" القبر روضۃ من ریاض الجنۃ او حفرۃ من حفر النار" یعنی قبر یا تو باغاتِ جنت میں سے ایک باغ ہوتی ہے یا آگ یعنی دوزخ کے خندقوں میں سے ایک خندق۔"

پس یہ جملہ نصوص اس بات پر دال ہیں کہ انسان بدن کے مرنے کے بعد زندہ رہتا ہے حالانکہ بداہت عقل اور فطرت دونوں اس بات پر شاہد ہیں کہ یہ بدن مردہ ہے اور اگر ہم اس کی اسی حالت میں زندہ ہونا جائز رکھیں تو اسی طرح کی زندگی تمام جمادات میں ہوگی اور یہ نرا دھوکہ ہے اور جب یہ ثابت ہو گیا کہ انسان زندہ ہے اور بدن مردہ ہے تو لازم آیا کہ انسان بدن نہیں ہو سکتا بلکہ کوئی دوسری چیز ہے۔ پھر انہوں نے کہا ہے کہ شرعی نصوص سے جن لوگوں کا مسخ ہو جانا معلوم ہوا ہے اُن کی نسبت کہا جا سکتا ہے کہ حالت مسخ میں وہ انسان باقی رہا یا نہیں پس اگر نہیں باقی رہا تو یہ اُس انسان کو مار ڈالنا اور اُس حیوان کو جس کی جانب وہ مسخ ہوا تھا از سرِ نو پیدا کرنا ہو گا حالانکہ مسخ اسے نہیں کہتے اور اگر ہم کہیں کہ مسخ ہونے کی حالت میں بعینہٖ وہی انسان زندہ ہے تو اس تقریر پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہی انسان اور وہی بدن باقی ہے البتہ وہ ہیکل اور شکل نہیں رہی۔ پس ضروری ہوا کہ انسان اس بدن کے مغائر کوئی شئے ہو۔

پھر انہوں نے کہا ہے واجب ہے کہ انسان کے لئے صاحب ادراک عقلی ہونا ضروری ہوا اور ادراک عقلی قلب ہی میں حاصل ہوتا ہے نہ کہ بدن میں۔ پس انسان کسی ایسی چیز کا نام ہونا چاہیئے جو قلب میں موجود ہو اور جب یہ ثابت ہُوا تو اس بات کا قائل ہونا کہ انسان اسی ہیکل اور اسی بدن کو کہتے ہیں باطل ہوگیا۔ اس کے بعد انہوں نے اس پر کہ انسان کو علم ہوتا ہے اور نیز اس پر کہ وہ قلب میں ہُوا کرتا ہے استدلال کیا ہے جس کا نقل کرنا طوالت سے خالی نہیں۔

جن آیات میں اولاد آدمؑ سے عہد لینے کا ذکر ہے اس کی تفسیر وتوجیہ اور علم فزیالوجی وغیرہ کے موافق اُس کا ثبوت

پھر جاننا چاہیئے کہ قرآن شریف کی نصوص میں خدا کا یہ قول وارد ہوا ہے:۔

(واذ اخذ ربک من بنی آدم من ظہورہم ذریتہم واشہدہم علی انفسہم۔ الست بربکم قالوا بلٰی شہدنا) جس کا ترجمہ یہ ہے "اور جب تیرے رب نے بنی آدم کی پشتوں سے اُن کی اولاد کو نکالا اور اُن کے نفسوں پر اُنہی کو شاہد بنا کر کہا " کیا میں تمہارا پروردگار نہیں ہوں؟ تو وہ کہنے لگے بے شک (تو ہمارا پروردگار) ہم اس کی شہادت دیتے ہیں"۔ اور اس نص کی تفسیر حدیث میں جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح طور پر منقول ہے یہ وارد ہوئی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی کل اولاد کو ذرہ کی ہئیت پر اُن کی پشت سے نکالا"۔

پیروان محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں سے بعض علماء نے اس مقام پر کہا ہے (جیسا کہ تفسیر جلالین کے حاشیۂ جمل میں تفسیر خازن سے نقل کیا ہے) کہ اللہ تعالےٰ نے پہلے آدمؑ کی اولاد ذرہ کے مانند اُن کی پُشت سے نکالی پھر اُن ذرّوں سے جو آدم علیہ السلام کی پُشت سے نکالے تھے۔ اُن کی اولاد کو ذرّوں کے مانند نکال لیا پھر اُن ذرّوں میں سے بھی اُن کی اولاد کو ذرّوں کے مانند نکالا۔ پھر اسی طرح یہ سلسلہ نوع انسانی کی انتہا تک چلا گیا۔ پھر اُن سب میں عقل، فہم، حرکت اور گویائی کی ...

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انہیں اپنے قول " الست بربکم " کے ساتھ خطاب کیا اس کے جواب میں سب نے بلیٰ (بیشک) یعنی تو ہمارا رب ہے کہا اس کے بعد سب کو آدم کی پشت میں پھر داخل کردیا اور بعض نے کہا ہے کہ اس میں اب دو احتمال ہیں۔ ایک یہ کہ وہ ذرے خود منی بن گئے ہوں۔ دوسرا یہ کہ وہ ذرے اپنی اصلی حالت پر محفوظ ہوں اور جس مادہ منویہ سے انسان کی تخلیق ہوتی ہے اُس مادہ میں وہ منتقل ہوتے رہتے ہوں اور حقیقت حال کو تو خدا ہی خوب جانتا ہے (ایسا ہی جمل میں بالاختصار مذکور ہے) اور بعض نے کہا ہے (جیسا کہ جمل میں شعرانی سے منقول ہے) کہ فہم کے قریب تر جیسا کہ کہا گیا ہے یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے ان سب کو اُن کی یعنی حضرت آدم علیہ السّلام کی پشت سے بالوں کے مسامات کی راہ سے نکال لیا پھر یہ کہا ہے کہ انہوں نے گویائی کے ذریعہ سے جواب دیا اور وہ اس حالت میں صاحب عقل اور زندہ تھے کیونکہ عقل کے نزدیک یہ امر محال نہیں معلوم ہوتا کہ اللہ تعالےٰ نے انہیں باوجود اس قدر چھوٹے ہونے کے حیات اور عقل دے دی ہو (میں کہتا ہوں کہ جس نے وہ حیوانات جو بذریعہ مائیکرا سکوپ (خوردبین) کے نظر آتے ہیں دیکھے ہوں گے اور نیز یہ کہ جس قدر ادراک انہیں حاصل ہوتا ہے جس کی وجہ سے وہ اپنے رزق کے حاصل کرنے کی سعی کرسکتے ہیں اُن میں توالد و تناسل ہوتا ہے۔ ایذا رساں چیزوں سے بچتے ہیں اُن کی راہ میں اگر کوئی دوسرا آجاتا ہے تو وہ کترا جاتے ہیں۔ تو اُسے تو اس امر میں کچھ بھی تعجب نہ ہوگا اور خدا کے علم و قدرت کو لحاظ کرکے اس کو ذرا بھی مستبعد نہ سمجھا جائے گا) اور یہ بھی احتمال ہے کہ وہ انسان کی صورت پر ہوں کیونکہ اللہ تعالےٰ نے ذرّیت، کا لفظ فرمایا ہے ذرات کا لفظ نہیں فرمایا اور ذرّیت کا اطلاق اُنہی پر آیا کرتا ہے جن کی صورت بھی بن چکی ہو۔ پھر کہا ہے کہ ظاہر یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے ان کو زندہ نکالا ہے کیونکہ اُن کو ذریت کہا ہے اور ذریت زندوں ہی کو کہا کرتے ہیں۔ اس لئے احتمال ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کے باپوں کی پشت کی تاریکی میں اُن میں ارواح داخل کردی ہوں اور دوسری مرتبہ اُن کی ماؤں کے پیٹ کی تاریکی میں اُن میں ارواح پیدا کریگا اور تیسری مرتبہ اُس حالت میں جبکہ زمین کے اندر کی تاریکی میں ہوں گے یہی خدا کے اس قول خلقاً من بعد خلق فی ظلمات ثلاث ،، کا مطلب ہے (یعنی تین تاریکیوں میں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یکے بعد دیگرے پیدا کرنا) خدا کی عادت اسی طرح جاری ہوئی ہے میسر کیا ہے۔ ظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں جب آدم علیہ السلام کی پشت میں لوٹایا تو اُن کی روحوں کو قبض کر لیا کیونکہ جو کچھ وہ مرنے کے بعد زمین میں لوٹانے کے وقت کیا کرتا ہے اُس کا قیاس اُسی کو مقتضی ہے کیونکہ وہ اُن کی روحوں کو قبض کر لیا کرتا ہے اور زمین میں اُن کو لوٹا دیتا ہے۔ انتہٰے باختصار (شعرانی کا قول باختصار تمام ہوا) اور مشہور اماموں میں سے بعض نے (امام ابو طاہر اپنی کتاب سراج العقول میں لکھتے ہیں جیسا کہ شعرانی کی کتاب الیواقیت سے معلوم ہوتا ہے کہ) سابق الذکر شبہوں کے جواب میں جو بعث پر وارد ہوتے ہیں کہا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ جو ذرہ پہلے زمین سے لیا گیا تھا ہر انسان میں باقی رہتا ہے کبھی نہیں بدلتا اور وہی جز ہے جو قائم رہتا ہے اور جس سے کہ عہد لیا گیا تھا (یعنی جیسا کہ ذروں کے خطاب کرنے کی آیت میں ہے جو بیشتر گزری) اور قبر میں اُسی پر سوال متوجہ ہوتا ہے اور وہی جواب کا ذمہ دار بنتا ہے اس طرح کہ اُس میں رُوح لوٹا دی جاتی ہے جیسا کہ احادیث صحیحہ اور اخبار سے معلوم ہوتا ہے۔ پھر اُسی کے ساتھ باقی اجزاء جہاں جہاں ہوں گے خداوند قدرت سے مل جاویں گے یہاں تک کہ پورا آدمی بن جاوے گا جیسا کہ دُنیا میں تھا۔ یہ ایسی بات ہے کہ نہ عقل اُس کی مخالف ہے نہ شرع۔ انتہیٰ ببعض اختصار (امام ابو طاہر کا قول کسی قدر اختصار کے ساتھ تمام ہُوا)۔

پس یہ دلائل جنہیں کہ اس عالم (رازی) نے اس بات پر قائم کیا کہ انسان اس ڈھانچہ کا نام نہیں ہے اور میں نے انہیں نقل کیا اور سابق الذکر آیت کی تفسیر جس میں آدم علیہ السلام کی اولاد سے عہد کا لیا جانا مذکور ہے اور جو کچھ کہ اس بارے میں بعض علماء اسلام (خازن اور شعرانی جیسا کہ بلّ سے پیشتر منقول ہو چکا) کی جانب سے کہا گیا ہے اور وہ تقریر جسے کہ اس اسلامی عالم (ابو طاہر) نے اُن شبہوں کے رد کرنے کے لئے جو بعث پر وارد ہوتے ہیں بیان کیا اور جس کی نسبت یہ ذکر کیا کہ عقل اور شرع اس کے مخالف نہیں جب ہم ان سب کو خیال کر کے سمجھتے اور نظر دقیق سے دیکھتے ہیں تو صاف ظاہر ہو جاتا ہے کہ پیروانِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جائز ہے کہ ان اجزاء اصلیہ کی تفسیر انہی ذرات کو ٹھہرائیں جن کی نسبت پیشتر گزر چکا ہے کہ آدم علیہ السلام

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی پشت سے نکالے گئے تھے اور اُن سے عہد لیا گیا سو اُن کو یہ کہنا بھی ممکن ہے کہ یہ ذرّے ہر انسان کے کچھ اصلی اجزاء ہیں اور باقی بدن سے ہم مشاہدہ کرتے ہیں وہ زائد اجزاء کا بنا ہوا ہے جو آتے جاتے اور تبدیل ہوتے رہتے ہیں۔ پس حقیقی انسان جو مخاطب اور مکلف ہے اور جو دوبارہ زندہ کیا جائے گا جسے نعمت ملے گی یا جسے عذاب ہوگا یہ وہی ذرّے مع روح کے ہیں جو اُن میں حلول کرتی ہے اور انسانی ہیکل جس کا مشاہدہ کیا جاتا ہے وہ زائد اجزاء ہیں اور اعادہ اور دوبارہ پیدائش کے متحقق ہونے کے باب میں اُن کا کوئی اعتبار نہیں۔ ان اجزاء زائدہ میں دونوں باتیں برابر ہیں خواہ وہ بعینہ اعادہ کیے جائیں یا اُن کے مثل اور اجزاء ملا دیئے جائیں بلکہ اعادہ کی تحقیق میں جن کا اعتبار ہے وہ صرف اصلی اجزاء ہیں جن پر سوائے اس کے اور کوئی حالت طاری نہیں ہوتی کہ رُوح اُن سے نکل جاتی ہے اور زائد اجزاء اُن سے جدا ہو جاتے ہیں اور بعث میں انہی کی جانب روح لوٹا دی جائے گی اور زائد اجزاء اُن ہی کے ساتھ ملا دیئے جائیں گے۔

اور پیشتر گزر چکا ہے کہ بعض لوگ روح کے بیان کرنے میں صرف اسی پر اکتفا کرتے ہیں کہ وہ ایک موجود شئے ہے اُس کی حقیقت خدا ہی خوب جانتا ہے اور بعض اس کی یہ تفسیر کرتے ہیں کہ وہ ایک لطیف شفاف اور بالذات زندہ جسم ہے اور کثیف اجسام میں اس طرح رگ و پے میں سرایت کئے ہوئے ہے جیسے کہ سبز لکڑی پانی میں۔

اہل سائنس کے علوم کے موافق بعث اور نشر کی تقریر اور علم فزیالوجی کی عبارات سے اُس کا قریب الفہم ثابت کرنا

پس جملہ امور مذکورہ کی بنا پر اس مقام کی ایسی تقریر کرنا ممکن ہے جس سے بعث، سوال قبر اور اسی کے مثل اور شرعی امور پر جو شبہے وارد ہوتے ہیں سب دفع ہو جائیں اور کمزوروں کے خیالات پراگندگی سے محفوظ رکھے جا سکیں۔ پس یوں کہا جائے کہ اس سے کون سی شے مانع ہو سکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ارواح کو لطیف مادہ کے اجزاء فردہ سے جیسے کہ ایتھر کا مادہ جس کے موجود ہونے کے آپ قائل ہیں ایسی ترتیب

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور ایسی کیفیت و وضع پر بنایا ہو جس سے رُوح کی نسبت جتنے خواص ذکر کئے جاتے ہیں اور شرعی نصوص سے سمجھے جاتے ہیں سب اصل ہو جائیں اور وہ خواص یہ ہیں کہ وہ (روح) بنفسہ اور خود زندہ ہے یعنی اُس کے ساتھ کسی دوسری شئے کے ملانے کی ضرورت نہیں جس سے کہ وہ زندہ ہو جائے اور یہ کہ وہ صاحب ادراک ہے اور جب کسی جسم میں حلول کرتی ہے تو اُسے بھی حیات، ادراک اور زندہ شئے کے اور باقی صفات سے موصوف کر دیتی ہے اور اس میں یہ سب خواص آجاتے ہیں۔

روح کی مثال مقناطیس کی سی ہے جب کسی بدن سے متعلق ہوتی ہے وہ زندہ ہو جاتا ہے جیسے کہ مقناطیس جب فولاد سے متصل ہوتا ہے تو اُس میں قوت کشش آجاتی ہے

جیسے مقناطیس کی حالت ہے کہ فولاد کے ساتھ رگڑ دینے سے اُس میں لوہے کے کشش کرنے کی قوت پیدا ہو جاتی ہے اور وہ (روح) باوجود ان سب باتوں کے ایک نہایت ہی چھوٹا ذرہ ہے جس کو ہمارے حواس ادراک نہیں کر سکتے۔ پھر اور اجزا فردہ سے بہت ہی چھوٹے چھوٹے ذرے ایسی کیفیت پر بنائے ہوں جو اپنے ساتھ روح کے متعلق ہونے کے وقت حیات اور ادراک وغیرہ اُس کے باقی خواص کو حاصل کر لیتے ہوں اور اُن ذرات کے لئے خدا نے انسانی اعضاء بھی بنا دیئے ہوں جیسے کہ اُن حیوانات کے اعضاء ہوتے ہیں جو مائیکرا سکوب (خورد بین) سے نظر آتے ہیں اور یہی اصلی اجزاء ہوں جن کا پیشتر ذکر ہو چکا۔ پھر حضرت آدم علیہ السلام کی ہیکل کو زائد اجزا سے بنایا ہو اور اُن کی ران میں کہیں پر اُن کے اس ذرہ جز اصلی کو بھی رکھ دیا ہو۔ احتمال ہے کہ وہ تمام ہیکل میں سے قلب ہی ہو اور یہی قریب تر معلوم ہوتا ہے۔ (اور علم فزیالوجی جاننے والوں کی عبارت عنقریب آتی ہے جس سے اُس کے لئے قلب ہی کا مرکز ہونا فہم کے قریب ہو جاتا ہے) پھر اُن کی (آدم کی) ساری اولاد کے ذروں کو اُنکی ہیکل کی پشت میں رکھ دیا ہو اور اس میں ان کروڑوں ہی ذروں کی گنجائش ہونا کوئی تعجب خیز امر نہیں کیونکہ پانی کے ایک چھوٹے سے قطرہ میں اتنے حیوانات مائیکرا سکوپ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(خورد بین) سے نظر آتے ہیں جن کا شمار روئے زمین پر کے سارے موجودہ آدمیوں کے برابر ہوگا جیسا کہ آپ لوگ کہتے ہیں۔

پس اس سے کوئی امر مانع نہیں ہو سکتا کہ اُن کی پُشت میں جمیع بنی آدم کے ذرّے جو دنیا کی مدت میں پائے جائیں گے سما گئے ہوں۔ پھر خدائے پاک نے حضرت آدم علیہ السّلام کی رُوح کو اُن کے ذرہ (جزاء اصلی) میں جو اُن کی ہیکل کے اندر تھا داخل کر دیا ہو اور وہ اس میں حلول کر گئی ہو اور عجب نہیں کہ قرآن شریف میں خدا کے اس قول سے (ونفخت فیہ من روحی یعنی میں نے اُس میں اپنی روح پھونک دی) اسی کی طرف اشارہ ہو اور اس قول میں روحی (اپنی روح) سے مراد وہ روح ہو جس کے نئی طرح پر پیدا کرنے اور اُس کی پیدائش کی حقیقت کے شناخت کے لحاظ سے خدا تعالےٰ منفرد ہے۔ پس اس ذرہ (جزاصلی) میں اُس روح کے حلول کرنے کے وقت حیات پیدا ہو گئی ہو اور پھر ساری ہیکل میں سرایت کر گئی ہو کیونکہ خدا تعالےٰ نے اس ہیکل کو اس استعداد کے ساتھ پیدا کر دیا تھا پھر اُس کی پُشت سے بنی آدم کے سارے ذرّوں کو نکالا ہو اور اُن میں اُن کی روحیں داخل کر دی ہوں جس کی وجہ سے وہ زندہ صاحبِ ادراک بن گئے ہوں اس کے بعد اُن سے خطاب کیا ہو اور عہد لے لیا ہو پھر اُن کی روحوں کو اُن سے جُدا کر کے حضرت آدم علیہ السلام کی پشت میں لوٹا دیا ہو اور مسامات کی راہ سے اُس میں داخل کر دیا ہو جس طرح اُن سے نکالا تھا اور اسی طرح تو امراض کے کیڑے بدن میں داخل ہو جاتے ہیں اور انہی سے نکل آتے ہیں جیسے کہ آپ لوگ قائل ہیں پھر ان روحوں کو عالم میں جہاں چاہا وہاں محفوظ رکھا۔ پھر یہ ذرّے حضرت آدم علیہ السلام کے مادہ منویہ میں جماع کے وقت اُن کی زوجہ کے رحم میں آنے لگے اور اُن کی زوجہ کے تخم میں حلول کرنے لگے۔

پس اُن کی ہیکلیں اُن تخموں سے منی کے ساتھ مل کر بننے لگیں اور خدا اس کو طرح طرح پر متغیر کرتا رہا یہاں تک کہ ہیکل انسانی کی صورت بن گئی اور حضرت آدمؑ کی اولاد کا پہلا ذرہ جو اُن کی زوجہ کے جانب منتقل ہوا تھا اُس کے ساتھ ہی وہ سب ذرّے بھی منتقل ہو کر چلے آئے ہوں جن کا سلسلہ توالد اس ذرہ سے چلنے والا ہوگا پھر اس پہلے ذرّہ کی ہیکل سے جو منی نکلی اُس کے ساتھ بھی یہ ذرّے اسی طرح منتقل

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوتے رہے اور یہی کیفیت اُن کی اور اُن ذرّوں کی باقی اولاد میں جاری رہی اور اس دنیا کے اختتام تک یہی کیفیت رہے گی اور شاید اللہ تعالےٰ کے اس قول (وتقلبک[1] فی الساجدین) میں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں ہے بعض کی تفسیر کے موافق اسی جانب اشارہ ہو پس اس قول کا یہ مطلب ہو جائے گا - آپ باپوں کی پشت اور ماؤں کے رحموں میں منتقل ہوتے رہے اور ہر ہیکل جب ایک محدود حد تک پہنچ جاتی ہے تو اللہ تعالےٰ روح کو بھیج دیتا ہے۔ پس وہ اپنے ذرہ میں حلول کرتی ہے اور اُس میں اور ہیکل میں حیات اور حرکت کا سریان ہو جاتا ہے۔ پس انسان روح اور اس ذرہ کے مجموعہ کا نام ہے اور اسی ذرہ کو پیروان محمد صلی اللہ علیہ وسلم اصلی اجزا کہتے ہیں اور یہ تمام عمر باقی رہتا ہے اور یہی بعد مرنے کے روح کے عود کرنے سے بحکم خدا زندہ ہو جائے گا اور جن سے کہ ہیکل بنی ہے وہ محض زائد اجزار ہیں جو شب و روز بدلتے اور کم و بیش ہوتے رہتے ہیں۔ پس جب اللہ تعالےٰ کسی انسان کی موت کا ارادہ کرتا ہے تو اُس کے ذرہ سے اُس کی روح کو جدا کر دیتا ہے۔ اس طرح پر اُس سے اور نیز اُس کی ہیکل سے جو زائد اجزار سے بنی ہے حیات زائل ہو جاتی ہے اور اس ذرہ اور ہیکل دونوں کو موت آجاتی ہے اس کے بعد ہیکل منحل ہونے لگتی ہے اور اس کا پراگندہ ہو جانا اور کسی دوسرے کی ترکیب میں داخل ہونا وغیرہ جو کچھ ہونے والا ہوتا ہے ہونا رہتا ہے اور وہ ذرہ زمین کی تہوں میں محفوظ رہتا ہے جیسے کہ سونے کے ذرے بوسیدہ اور منحل ہونے سے محفوظ رہتے ہیں اور کسی حیوان کی ترکیب میں وہ داخل بھی ہو جاتا ہے تو وہ صرف اُس کی ہیکل کی ترکیب میں جو زائد اجزار سے بنتی ہے داخل ہوتا ہے اور تاہم وہ منحل ہونے سے محفوظ رہتا ہے اور جب یہ ہیکل منحل ہو جاتی ہے تو وہ ذرہ پھر اس کی علیحدہ ہو کر زمین کی تہوں میں محفوظ ہو جاتا ہے اور اس حیوان کے اصلی اجزار کی ترکیب میں داخل نہیں ہوتا۔ غایت سے غایت اس ذرہ پر موت کی وجہ سے جو تغیر طاری ہوتا ہے وہ اُس کی روح کا اُس سے جدا ہو جانا اور اُس کی

---

[1] اور دیکھتا ہے اللہ تعالیٰ آپ کے منتقل ہونے کو سجدہ کرنے والوں میں ۱۲ مترجم

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیکل کا منحل ہو جانا ہے اور جب خدا اُس ذرہ کو زندہ کرنا چاہے گا تو اُس کی روح کو زندہ کرے گا پس اُس میں حیات اور روح کے باقی خواص آجائیں گے اگر چہ اس کی ہیکل منحل کیوں نہ ہو گئی ہو۔ اور اس موقع سے قبر میں سوال ہونے نعمت اور عذاب کے دیئے جانے اور اس کے مثل اور ان برزخی امور پر جن کی نسبت شرعی نصوص وارد ہیں جو شبہے کئے جاتے تھے سب حل ہو گئے اور شریعت سے یہ جو معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب امور قبل بعث ہوتے ہیں اُس کی صورت بھی سمجھ میں آگئی۔ پھر جب اللہ تعالیٰ حساب و کتاب کے لئے ساری خلق کو اٹھائے گا تو ان انسانی ذرّوں کی ہیکلوں کو جو کہ زائد اجزاء سے بنی تھیں دوبارہ بنائے گا خواہ یہ ہیکل انہی اجزاء سے بنے جن سے کہ موت کے پہلے بنی تھی یا دوسرے اجزاء سے کیونکہ دارومدار تو ان اصلی ذروں کے نہ بدلنے پر ہے زائد اجزاء چاہے بدلیں یا نہ بدلیں اور ان ذروں کو ان ہیکلوں میں داخل کر دے گا اور چونکہ ان ذرّوں کے ساتھ روح متعلق ہو چکی ہو گی اس لئے اس میں اور ان ہیکلوں میں حیات قائم ہو جائے گی اور آخرت وقیامت میں لوگ اٹھ کھڑے ہوں گے جیسے کہ اس دنیا میں تھے اور ساری مذکورہ باتیں ممکن ہے کہ انسان کے علاوہ باقی حیوانات میں بھی اسی تفصیل سے واقع ہوں اور جب ہم اللہ تعالیٰ کی وسعت علم اور عظمت قدرت اور کائنات میں ان دونوں کے آثار کو خیال کرتے ہیں تو ہمیں ان مذکورہ باتوں میں سے کوئی شے بھی مستبعد نہیں معلوم ہوتی خواہ یہ ساری کارروائی اُن قوانین قدرت کے ذریعہ سے جن کو اللہ تعالےٰ نے اُن میں سے اسی غرض سے رکھ دیا ہو اور جن کے موافق یہ سارے انفصالات و انفعالات اور زائد اجزاء کے تکونات حاصل ہوئے ہوں انجام پائے یا بلا کسی قانون کے۔

اور اے اہلِ سائنس! جب آپ اُن باتوں میں جن کے کہ آپ حیوانات کے غایت درجہ چھوٹے ہونے، قطرہ بھر پانی میں اُن کے بکثرت پائے جانے، اُن کی حیات، حرکت اور اپنی ضروریاتِ زندگی کے ادراک کرنے اور اپنے آپ کو محفوظ رکھنے کے بارہ میں مائیکرواسکوپ (خوردبین) کے ذریعہ سے تحقیقات کرکے قائل ہیں غور کریں گے تو آپ کو ظاہر ہو جائے گا کہ اس میں کوئی تعجب اور کسی قسم

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا استحالہ نہیں کہ انسان کے ذرّوں میں حیات اور سارے خواص حلول کریں اور یہ کہ جتنے خواص روح کی نسبت بیان کئے گئے ہیں وہ سب اُس میں پائے جائیں اور جب آپ اس بات میں تامل کریں گے کہ انسانی ہیکل میں نہایت کثرت سے مسامات موجود ہیں حتیٰ کہ آپ لوگ قائل ہیں کہ ایک بالشت میں چالیس لاکھ مسامات پائے جاتے ہیں تو حضرت آدم علیہ السلام کی پشت سے ان ذرّوں کے نکلنے اور اس میں اُن کے دوبارہ داخل کئے جانے میں آپ کو ذرا بھی استبعاد نہ ہوگا اور امراض کے کیڑوں کا (جیسے کہ ملیریا میں) بدن میں داخل ہونا اور ایک بدن سے دوسرے بدن میں متعدی ہوکر منتقل ہو جانا اور اُن کا دورانِ خون میں سرایت کر جانا یہ ایسے امور ہیں جو ہمارے بیان کو آپ کی عقلوں کے اور بھی زیادہ قریب کر دیتے ہیں اور حقائق مذکورہ کی امثال جیسا کہ آپ لوگ قائل ہیں آپ کے علوم ڈاکٹری کی کتابوں میں بکثرت موجود ہیں۔

پھر آپ لوگ قائل ہیں کہ منی میں کیڑے پائے جاتے ہیں جو نر کے دونوں خصیوں سے نکلتی ہے اور مادہ کے تخم کو حاملہ کر دیتی ہے اور یہ کیڑے غایت درجہ چھوٹے ہوتے ہیں اور مائیکرواسکوپ (خوردبین) سے نظر آتے ہیں اور ایک کیڑا طول میں قیراط کے پانچ سو حصوں میں سے ایک حصہ سے لے کر چھ سو حصوں میں سے ایک حصہ تک کا ہوتا ہے اور ایک کیڑے کے سر کا طول قیراط کے پانچ ہزار حصوں میں سے ایک حصہ سے لے کر چھ ہزار حصوں میں سے ایک حصہ تک کا ہوتا ہے۔ وہ اپنی دُموں کو اس طرح پر ہلا کر جس سے اُن کا سر مختلف سمتوں میں چلے منی میں حرکت کرتے رہتے ہیں اور یہ امر ظاہر ہوتا ہے کہ اُن کی حرکت مستقل ہے خارجی کیفیات کے ساتھ کوئی تعلق نہیں رکھتی بشرطیکہ منی کے طبعی گاڑھے پن اور کثافت میں فرق نہ آنے پائے اور مادہ کے بدن کے اندر اُن کی حرکت سات یا آٹھ دن تک قائم رہتی ہے اور باہر چوبیس گھنٹہ تک اور اُن کی حرکت کا کوئی سمت معلوم ہی نہیں ہوتا اور بعض علم فزیالوجی جاننے والے کہتے ہیں کہ وہ تیرہ منٹ میں ایک قیراط مسافت قطع کرتے ہیں اُن کا بڑا فائدہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ قریب قریب تمام حیوانات کی منی میں پائے جاتے ہیں اور مادہ کے بیضہ یعنی تخم سے اُن کا چھو جانا حاملہ کر دینے کے لئے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ضروری ہے جیسا کہ علم فزیالوجی کی کتابوں میں مذکور ہے۔

پس اس سے کون سا امر مانع ہو سکتا ہے کہ خالق سبحانہٗ نے منی کے ان ہی کیڑوں کو بنی آدم کے ذروں کا جو کہ اُن سے بھی چھوٹے ہوں حامل بنایا ہو اور وہ انہیں منی میں لئے پھرتے ہوں یہاں تک کہ ماں کے تخم میں اُن کو ڈال دیتے ہوں اور انسانی ہیکل جو نہ اندا اجزاء سے بنتی ہے مادہ کے تخم کے نشوونما پانے سے بننے لگتی ہو اور حقیقی انسان جس میں کہ روح حلول کرتی ہے اور اُس میں اوّل حیات آتی ہے پھر اُس سے تمام ہیکل میں سرایت کر جاتی ہے وہی ہو جس کے حامل یہ منی کے کیڑے تھے اور جسے کہ انہوں نے مادہ کے تخم میں داخل کر دیا تھا اور اُس کے ساتھ ہی وہ سب ذرے بھی داخل ہو جاتے ہیں جو اُس کی اولاد میں پیدا ہونے والے ہوں اور اُس کی ہیکل میں باقی رہتے ہوں حتیٰ کہ اُس کی منی میں نکلے ہوں اور اُس کی فرع کی ہیکل میں منتقل ہوتے رہتے ہوں اور اسی طرح یہ سلسلہ جاری رہتا ہو اور جب یہ کیفیت ہو جس سے عقل اور شرع مانع نہیں تو پیروان محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کلام بلکہ بکثرت عقلاء کا یہ قول متحقق ہو جاتا ہے کہ ہر انسان اپنے باپ سے منتقل ہو کر اپنی ماں کے رحم میں آتا ہے بخلاف اُس بات کے جس کے آپ لوگ قائل ہیں کہ انسان صرف اپنی ماں کے تخم سے بنتا ہے اور باپ کی منی کی صرف حاملہ کر دینے کے لئے ضرورت پڑتی ہے۔

پس چونکہ آپ لوگوں نے نقط انسانی ہیکل کو دیکھ لیا ہے اور اس کے سوا کسی چیز کی آپ کو خبر نہ ہوئی اس لئے آپ صرف اسی کی قائل ہو گئے اور لوگوں کی رسائی ہیکل کے سوا کسی اور شئے کی طرف بھی ہوئی اس لئے وہ قائل ہوئے کہ اصلی انسان اپنے باپ سے جدا ہو کر آتا ہے اور ماں سے صرف اس کو انسانی ہیکل دستیاب ہوتی ہے اور انسان کا اپنے باپ سے جدا ہو کر آنا ایسا امر ہے جس کو بکثرت لوگوں کی عقلیں مانتی ہیں اور باپوں کی اس قدر شفقت و میلان جو اپنی اولاد پر دیکھا جاتا ہے اس سے اس کی کسی قدر تائید ہو سکتی ہے۔

پھر علماء علم فزیالوجی نے علم فزیالوجی نظام یعنی اُس کی حرکت کے سبب میں اختلاف کیا ہے اور اُس کی واہی تباہی وجہیں بتائی ہیں اور پھر خود ہی اُن کو توڑا ہے آخر کار

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جس امر پر آ کر قرار ہوا ہے وہ یہ ہے کہ اس عمل کا سبب خود قلب ہی میں موجود ہے پھر انہوں نے کہا ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اُس کی حرکت کا نظام اُن عصبی گانٹھوں سے پیدا ہوتا ہے جو قلب میں موجود ہیں۔ پس اس نظامی عمل کے حقیقی مرکز یہی ہیں مگر اب تک اس کا پتہ نہیں لگا کہ یہ عصبی مرکز منقطع اور منتظم عمل کیوں کرتے ہیں دائمی عمل کیوں نہیں کرتے یعنی اُن کی حرکت باقاعدہ اور رُک رُک کر کیوں ہوتی ہے برابر کیوں نہیں ہوتی رہتی۔

پھر انہوں نے کہا ہے کہ بکثرت تجربوں سے یہ بات ظاہر ہوئی ہے کہ قوت دافعہ جو قلب کے انقباضات سے پیدا ہوتی ہے صرف وہی دوران خون کے لئے کافی ہے یہاں تک اُن کا کلام ختم ہوا۔

پس جب آپ اس قول میں غور کریں گے تو یہ بات آپ کے نزدیک ظاہر اور آپ کی عقلوں کے قریب تر ہو جائے گی کہ انسانی ذرّہ کا مرکز تمام ہیکل انسانی میں سے قلب ہی ہے اور جب اُس میں روح حلول کرتی ہے تو اُس میں وہ حیات پیدا کر دیتی ہے اور وہ یہ منتظم حرکت کرنے لگتا ہے اور اس سے دوران خون پیدا ہوتا ہے پھر اس سے تمام ہیکل میں حیات سرایت کر جاتی ہے اور اس ذرّہ اور روح کا چھوٹا ہونا اس امر سے مانع نہیں ہو سکتا کہ اس سے ہیکل انسانی کی حیات اور اُس کے اعصاب و عضلات کے اعمال کے لئے کافی عمل پیدا ہو جائے کیونکہ بہتیرے ایسے نہایت ہی چھوٹے آلات ہیں کہ جب ان کو چھوٹا سا بچہ حرکت دیتا ہے تو اُس سے ایسی حرکت پیدا ہو جاتی ہے جو بہت ہی بڑے آلہ کے گھمانے کے لئے کافی ہو اور اُس سے بڑے بڑے اعمال پیدا ہونے لگتے ہیں جن کے کرنے کے لئے نہایت ہی عظیم قوت کی ضرورت ہے اور یہ بات تو انسان کے عمل میں پائی جاتی ہے تو پھر بھلا خیال تو کیجئے کہ خدا تعالےٰ کے عمل میں آپ کے نزدیک کون سا استبعاد باقی رہتا ہے جو اعلیٰ درجہ کا علم اور کامل قدرت رکھتا ہے جس نے اپنی مصنوعات کو ایسی کیفیتوں پر پیدا کیا ہے جن کے خواص کو دیکھ کر فکروں کو حیرت سی ہو جاتی ہے اور عقلیں اپنے آپے میں نہیں رہتیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خلاصہ اس تقریر کا جو انسان کے دوبارہ زندہ کئے جانے کے بارے میں مذکور ہوئی ہے ۱۲

بحث سابق کا خلاصہ یہ ہے کہ اس تقریر پر حقیقی انسان وہ ذرہ ہی ہے جو قلب میں حلول کئے رہتا ہے اور جس میں کہ روح حلول کرتی ہے پس اُس میں حیات پیدا کر دیتی ہے۔ پھر اس سے ساری ہیکل میں حیات سرایت کر جاتی ہے۔ پھر یہ ہیکل محض اس بات کا آلہ ہے کہ اس عالم میں یہ ذرہ اپنے اعمال پورے کرے اور اس کے ذریعہ سے علوم و معارف حاصل کرلے اور یہی ذرہ مع اس روح کے جو اس میں حلول کئے رہتی ہے تمام تکلیفاتِ شرعیہ کا مخاطب ہے اسی کا اعادی کیا جائے گا اسی کو نعمت ملے گی اور اسی کو عذاب ہوگا۔ خلاصہ یہ کہ جتنے امور انسان کے حق میں وارد ہوئے ہیں سب اسی کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں۔ اس تقریر کی بنار پر جتنے شبہات کہ شرعی اخبار جیسے کہ بعث۔ قبر میں سوال ہونے۔ اس میں نعمت یا عذاب کے دیئے جانے۔ اپنی قبروں میں بعض لوگوں کے زندہ رہنے وغیرہ پر وارد کئے جاتے تھے سب کے سب ایک سرے سے ساقط ہو گئے جیسا کہ سچے طور پر غور کرنے سے ظاہر ہوتا ہے۔ واللہ اعلم!

پس اگر کوئی کہے کہ شریعت میں ہم کچھ ایسی نصوص دیکھتے ہیں جو نفس ہیکل انسانی کے اعادہ کا ذکر کرتی ہیں یا اُس کے بعض اجزار کے اعادہ کی اُن میں تصریح موجود ہے جیسے کہ اللہ تعالیٰ کے اس قول میں ہے (من یحیي العظام وہی رمیم قل یحییہا الذي انشارہا اول مرۃ) یعنی (لوگ تعجب سے پوچھتے ہیں) ہڈیوں کو کون زندہ کرے گا حالانکہ وہ گل چکی ہوں گی ؟ (تو اے پیغمبر اُن سے) آپ کہہ دیجئے کہ اُن کو وہی زندہ کرے گا جس نے اُنہیں پہلی مرتبہ پیدا کیا تھا۔ پس یہ مضمون بعث اور اعادہ کی اس توجیہ کے ساتھ کیونکر منطبق ہوگا جس کو آپ نے ذکر کیا۔ تو میں کہوں گا کہ سابق الذکر توجیہ کا یہ مقتضیٰ ہے کہ جس طرح اصلی اجزار کے لئے کہ یہی انسانی ذرے ہیں بعث ہوگا جس کی کیفیت میں پیشتر بیان کر چکا ہوں اسی طرح انسانی ہیکل کے لئے بھی جو زائد اجزار سے بنتی ہے بعث ہوگا لیکن پیشتر جو اشکالات بعث پر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وارد کئے گئے تھے وہ میری تقریر سے اصلی اجزار یعنی ذرات انسانی کے اعادہ کے اعتبار سے مندفع ہو گئے۔ پھر بعد اس کے کہ اصلی اجزار کی اعادہ کی کیفیت طریق مذکور پر بیان کرنے کی وجہ سے یہ اشکالات مندفع ہو چکے ہیں تو اب ہیکل انسانی سے کے اعادہ کئے جانے پر جو زائد اجزار سے بنتی ہے عام ہے کہ وہ زائد اجزار بعینہ اعادہ کئے جائیں یا اُن کے مثل دوسرے اجزار بنائے جائیں وارد نہیں ہو سکتے اور شریعت نے جو زائد اجزار یعنی ہیکل کے اعادہ کئے جانے کی تصریح کی ہے اُس سے اس کے سوا اور اشکالات کا دفع کرنا مقصود ہے جو اہلِ جاہلیت کے خیال کے موافق اُن کے اعادہ کئے جانے پر وارد ہوتے تھے کیونکہ بعث کے ذکر کرنے کے وقت اُن کا خیال صرف اسی ہیکل کی جانب جس کا وہ مشاہدہ کرتے تھے جاتا تھا چنانچہ وہ کہتے تھے کہ ہڈیوں میں گل جانے کے بعد حیات کیسے عود کر آئے گی اور یہ اجزار جو زمین کے اندر پھیلے ہوئے پڑے ہوں گے کیسے مجتمع ہو جائیں گے۔ پس نصوص نے اُن کے انہی اشکالات کو اس طرح دفع کیا کہ خدا قادر اور علیم ہے اس سے وہ عاجز نہیں ہو سکتا۔ پس وہ ان ہڈیوں کو اُسی طرح زندہ کر دے گا جیسے کہ اُس نے پہلی مرتبہ اُن کو پیدا کیا تھا اُس کا علم تمام موجودات کو محیط اور اُس کی قدرت تمام ممکنات پر حاوی ہے۔ علیٰ ہذا القیاس اُن کے اعتراضوں کے ایسے ہی اور بھی جوابات ہیں۔ اور یہ امر اُس توجیہ کے منافی نہیں ہوتا جو دوسرے سابق الذکر اشکالات کے دفع کرنے کے لئے اصلی اجزاء یعنی انسانی ذرّوں کے اعادہ کئے جانے کے بارہ میں پیشتر بیان کی گئی ہے پس چاہیئے کہ ذرا غور کر لیا جائے۔

بعث و نشر وغیرہ کا اجمالی اعتقاد جس قدر کہ نصوص سے معلوم ہوتا ہے کہ نجات کیلئے کافی ہے اور تفصیل محض اس غرض سے کی جاتی ہے تاکہ لوگ ان امور کو محال نہ سمجھیں اور جو شبہات تھے دفع ہو جائیں

اے صاحبو! جو کچھ میں اس سے پیشتر شرح و بسط کے ساتھ بیان کر چکا ہوں اُس کے بعد ذرا یہ بھی سُن لیجئے کہ میں یہ نہیں کہتا کہ یہی توجیہ اور اصلی اجزار کے ذرّوں کے ساتھ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور زائد اجزار کی ہیکل کے ساتھ تفسیر اور اس کے علاوہ جو تفصیل مَیں نے اس مقام پر بیان کی ہے وہ سب پیروانِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام میں تصریحاً موجود ہے یا اُن کے ذمہ بعث کا اسی تفصیل و بیان کے موافق اعتقاد کرنا ضروری ہے ہرگز نہیں۔ بلکہ مَیں تو صرف یہ کہتا ہوں کہ علماء شریعت نے بیان کیا ہے کہ انسان کے اصلی اور زائد دو قسم کے اجزار ہوتے ہیں اور اس کے ذریعے سے انہوں نے اُن شبہوں کو دفع کیا ہے جو بعث وغیرہ پر وارد ہوتے ہیں اور مَیں آپ سے پہلے کہہ بھی چکا ہوں کہ شریعت کے بڑے بڑے جلیل القدر کثیر علماء (جیسے کہ امام رازی، ابوطاہر مصنف سراج العقول، شعرانی، خازن اور ایسے ہی اور علماء) کے کلام سے مستنبط ہوتا ہے کہ اس سے کوئی امر مانع نہیں ہو سکتا۔ اگر اصلی اجزار سے جنہیں انہوں نے اعتراضوں کے جواب دینے کے لئے ذکر کیا ہے یہی ذرّے مراد ہوں جو اُس نصِ قرآنی کی تفسیر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے کلام میں مذکور ہیں جس میں آدم علیہ السلام کے اولاد سے عہد کیا گیا ہے کا بیان ہے اور یہ کہ رُوحیں اُنہی ذرّوں کے ساتھ مل کر حقیقی انسان کے افراد ہوں اور یہ کہ زائد اجزاء سے انسانی ہیکلیں مراد ہوں اور اُنہی علماء شریعت کے کلام سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حقیقی انسان کا مقر تمام ہیکل میں سے صرف قلب ہی ہے۔ پس یہ ہیکل جو برابر بدلتی اور متغیر ہوتی رہتی ہے حقیقی انسان کے لئے اس عالم میں اُس کے اعمال کی انجام دہی اور علوم و معارف کے حاصل کرنے کا ذریعہ اور آلہ قرار پائے گا اور یہ ایسی بات ہے جس سے بعث پر جو بیشتر اشکالات وارد کئے گئے تھے اُن کا مندفع ہونا آپ کے نزدیک بالکل ظاہر ہو جاتا ہے اور اس سے عقل و شرع کی کوئی مخالفت بھی نہیں لازم آتی اور پیروانِ محمد صلی اللہ علیہ وسلّم شبہوں کے جواب دینے کے لئے ان کے قائل ہو سکتے ہیں۔ ورنہ انہیں اپنا اعتقاد درست رکھنے کے لئے صرف اتنا کہنا ہی کافی ہے کہ ہمارا اعتقاد ہے کہ انسان کی روح ہوتی ہے جس کی حقیقت خدا ہی خوب جانتا ہے اور ایسے ہی تمام حیوانات کے بھی اور خدا انسان کو اس کے مرنے کے بعد ضرور دوبارہ زندہ کرے گا۔ اس سے حساب لے گا۔ پھر اُسے نعمت یا عذاب دے گا اور یہ سب کچھ ایسی کیفیت پر ہوگا جس سے کوئی محال نہ لازم آئے اور ہمیں اُس کی تفصیل کرنا ضروری نہیں ہے اُس کو خدا ہی خوب جانتا ہے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیونکہ یہ امر عقلاً ممکن ہے اور خدا تعالیٰ کے علم و قدرت کی وسعت کے سامنے ایسی شے کا ہو جانا کوئی محال نہیں۔

پس اے اہل سائنس! اس مقام میں ذرا غور کیجئے اور باریک بینی سے کام لیجئے کیونکہ آپ کو اپنے علوم میں کوئی شے ایسی نہ ملی گی جس سے تفصیل سابق میں کی ساری چیزوں میں سے کوئی بھی ناممکن ثابت ہوتی ہو جیسے انسان کے لئے روح کا ہونا وغیرہ۔ ہاں اگر میرے بیان کے بعد بھی کوئی شے کسی چیز کے ناممکن ثابت کرنے میں آپ کی مدد کر سکے گی تو سمجھ لیجئے کہ یہ وہی شے ہے جسے کہ عناد اور انصاف کا ترک کر دینا کہتے ہیں۔ سو اس کا کوئی علاج نہیں اور اگر آپ کہیں کہ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ پیشتر کی جملہ باتیں عقلاً ممکن تو ہیں لیکن پیروان محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو اُن کے واقع ہونے کے معتقد ہو گئے ہیں اس کا کیا باعث ہے تو میں کہوں گا کہ میرا وہی پیشتر والا جواب یاد کر لیجئے جسے کہ میں اسی کی نظیر میں بیان کر چکا ہوں وہ یہ ہے کہ اس کا باعث اُن کے لئے وہ شرعی نصوص ہیں جو اُن کے سچے رسول کی زبانی معلوم ہوئیں جن میں ان امور کی تصریح موجود ہے اور وہ سب مل کر تاویل کو بھی متحمل نہیں ہو سکتیں۔ پس جب تک یہ امور عقل پر منطبق اور اُس کے حکم کی رُو سے ممکن ہیں اس وقت تک اُن کے لئے اپنی ظاہری نصوص کو چھوڑنا اور کسی قسم کی تاویل کی جانب مائل ہونا ہرگز جائز نہیں۔ علاوہ بریں خاص کر بعث و حشر گو اُس کی نسبت مشہور ہے کہ اُس کے امکان کی دلیل عقلی ہے جیسے اُس کی نظروں کی اور اُس کے وقوع خارجی کی دلیل نقلی اور وہ بھی شرعی نصوص ہیں۔

بعث و حشر کے واقع ہونے پر عقلی دلائل جو ہر منصف کے لئے اطمینان بخش ہیں

لیکن اگر باریک بینی سے کام لیا جائے تو اُس کے واقع ہونے کی بھی عقلی دلیلیں ظاہر ہو جاتی ہیں اگرچہ وہ قطعی اور برہانی نہ سہی لیکن اطمینان بخش تو ضرور ہیں جنہیں عقلیں مان جاتی ہیں اور اُن سے دلوں کو تسکین ہو جاتی ہے اور اگر اُن سب کو یکجائی طور پر دیکھا جائے تو عقل کے نزدیک بعث کے واقع ہونے میں ذرا بھی شک و شبہ نہیں رہتا اور اُس کے واقع ہونے کا پورا پورا یقین ہو جاتا ہے۔ پس بعض اسلامی علماء کے افادات میں سے جو کچھ میں اس موقع پر بیان کرتا ہوں اُس کو سُنئے جس میں میں نے بغرض

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

توضیح کہیں اپنی طرف سے کچھ بڑھایا ہے یا اُس کا خوبی کے ساتھ اختصار کر دیا ہے۔

قیامت کی اوّل دلیل

چنانچہ میں کہتا ہوں کہ ان امور پر کہ خدائے عالم موجود ہے وہ تمام صفاتِ کاملہ کے ساتھ متصف ہے اُس کی مخلوقات میں اُس کی اعلےٰ درجہ کی حکمت اور انتہا درجہ کا عدل پایا جاتا ہے۔ اُن پر اُس کی مہربانی اور رحمت بہت بڑھی ہوئی ہے قطعی دلیلیں قائم کر دینے کے بعد ایسے شخص پر جس کا اعتقاد کرتا ہو بلاشک وشبہ یہ بات ظاہر ہو جاتی ہے کہ اللہ تعالےٰ نے جب خلق کو پیدا کیا اُن کو عقل دی جس سے وہ نیک و بد میں تمیز کر سکتے ہیں انہیں قدرت عنایت کی جس کے سبب سے بھلائی و برائی کے کرنے پر قادر ہیں تو اُس کی حکمت و عدل کا تقاضا یہ ہے کہ وہ اُنہیں بے ادبی اور برائی سے اپنا ذکر کرنے، جہالت، کذب اور اپنے نیک بندوں کی ایذا رسانی۔ خلاصہ یہ کہ جتنے بُرے اور قبیح کام ہیں سب سے منع کر دے اور اُن کو اچھے کام کرنے اور عمدہ اخلاق کے ساتھ متصف ہونے کی ترغیب دے جس سے اُن کی زندگی منتظم اور باقاعدہ رہے اور سب جانتے ہیں کہ بغیر اس کے کہ اچھے کام کو عذاب و جزار کے ساتھ اور بُرے کام کو عقاب وسزا کے ساتھ مرتبط دکھا جائے یہ دونوں امر ہرگز پورے نہیں ہو سکتے اور چونکہ یہ جزاء وسزا اس عالم دنیا ہی میں ہمیشہ نہیں مل جاتی اس لئے ضروری ہے کہ کوئی دوسرا عالم پایا جائے جہاں یہ کام پورا ہو اور یہ نہیں کہا جا سکتا کہ عقلوں میں چونکہ یہ بات موجود ہے کہ وہ عمدہ چیزوں کو پسند کرتی ہے اور خراب چیزوں کو ناگوار سمجھتی ہے اس لئے اُسی سے محض ترہیب (ڈرانا) ترغیب (رغبت دلانا) کافی ہو جائے گی کیونکہ نفس اور خواہش نفسانی دونوں انسان کو اس بات پر اُبھارتے رہتے ہیں کہ وہ جسمانی خواہشوں اور لذتوں میں پھنسا رہے اور جب عقل کے ساتھ یہ کشاکش لگی ہو تو اُس کے لئے ضرور ہے کہ کوئی قوی مرجع اور کامل معاون پایا جائے اور یہ بغیر اس کے نہیں ہو سکتا کہ کرنے اور باز رہنے پر وعدہ و وعید اور جزا وسزا مرتب ہو۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قیامت کی دُوسری دلیل

علاوہ بریں عقل صریح حکم لگاتی ہے کہ حکیم کی حکمت کا مقتضا ہے کہ نکوکار اور بدکار میں فرق کرے سب کو ایک ہی لکڑی سے نہ ہانکے اور یہ فرق اس عالم دنیا میں معلوم نہیں ہوتا کیونکہ ہم بہتیرے بدکاروں کو انتہا درجہ کی راحت میں پاتے ہیں اور بہتیرے نکوکاروں کی اس کے خلاف حالت ہے۔ پس ضروری ہے کہ اس عالم دنیا کے بعد کوئی دوسرا عالم ہو جہاں کہ یہ فرق و امتیاز حاصل ہو۔

حشر کی تیسری دلیل

پھر یہ دیکھئے کہ اگر لوگوں کے لئے خوف معاد زاجر نہ ہوتا تو عالم میں بڑی گڑبڑ مچ جاتی۔ بڑے بڑے فتنے برپا رہتے انتظام معاش میں بالکل خلل آجاتا۔ زندگی مشکل ہو جاتی اور مکلف کو ان امور کی بجا آوری کے لئے وقت ہی نہ ملتا جن کا کہ وہ مکلف بنایا گیا تھا اس لئے ضرور کوئی عالم جزا و سزا ہونا چاہیئے تاکہ نظام عالم باقاعدہ اور فساد سے محفوظ رہے اور اگر کہا جائے کہ نظام عالم کے باقی رہنے کے لئے بادشاہوں کا خوف اور اُن کی سیاست ہی کافی ہے اور نیز یہ کہ بدمعاش لوگ اس کو خوب جانتے ہیں کہ اگر گڑبڑ مچائیں گے تو اس میں اُن کا بھی نقصان ہو گا اور دوسرے لوگ اُن کے قتل کرنے اور اُن کے مال و متاع کے چھین لینے کے درپے ہوں گے۔ پس اس خیال سے وہ فتنہ انگیزی سے خود ہی احتراز کریں گے تو ہم کہیں گے کہ محض بادشاہوں کا خوف اس کے لئے کافی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ یا تو بادشاہ کو اس قدر قدرت حاصل ہو گئی ہو گی جس سے اُسے رعیت کا کچھ خوف نہ ہو اور یا وہ ڈرتا ہو گا۔

پس اگر وہ رعیت سے نہیں ڈرتا اور اس کے ساتھ ہی اُسے معاد کا بھی خوف نہیں تو اس وقت وہ ظلم اور نہایت بری طرح سے اپنی رعیت کی ایذا رسانی پر پیش قدمی کرے گا کیونکہ اس کی خواہشات نفسانی اس کی مقتضی قائم ہیں اور کوئی دنیوی یا اُخروی مانع موجود نہیں۔ اور اگر وہ خود رعیت سے ڈرتا ہو گا تو اُس وقت رعیت اُس سے بہت زیادہ نہ ڈرے گی۔ پس بادشاہ کا خوف اُن

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو ظلم اور بری باتوں سے روک نہ سکے گا۔ پس ثابت ہُوا کہ بغیر اخروی خوف یا رغبت کے نظام عالم ہرگز پورا اور مکمل نہیں ہو سکتا۔

حشر کی چوتھی دلیل

پھر سنئے کہ جب کسی رحیم و حکیم اور عادل بادشاہ کی بہت بڑی رعیت ہو اور اُن میں بعض قوی اور بعض ضعیف پائے جاتے ہوں تو اُس کی حکمت، رحمت اور عدل کا یہ مقتضا ہے کہ کمزور مظلوم کا قوی ظالم سے انتقام لے اور اللہ سبحانہٗ تعالےٰ تو بہت بڑا رحیم و کریم اور عادل بادشاہ ہے اس لئے اُس کی حکمت رحمت اور عدل کا بھی یہی مقتضا ہونا چاہیئے کہ وہ اپنے مظلوم بندوں کا اپنے ظالم بندوں سے انتقام لے اور ظاہر ہے کہ یہ انتقام اس عالم دنیا میں تو حاصل ہوتا نہیں کیونکہ ہم بسا اوقات مظلوم کو دیکھتے ہیں کہ وہ نہایت ذلت خواری مقہوریت اور آبروریزی کے ساتھ اپنی عمر گزار دیتا ہے اُس کا مال چھین لیا جاتا ہے اُس کے خون کی کوئی بھی پرواہ نہیں کی جاتی اور ظالم کو دیکھئے کہ وہ اعلیٰ درجہ کی عزت اور قدرت کے ساتھ بسر کرتا ہے۔ پس اس عالم کے علاوہ ضرور کوئی دوسرا عالم ہونا چاہیئے جس میں یہ عدل اور یہ انصاف ظاہر ہوں۔

حشر کی پانچویں دلیل

اور لیجئے اگر انسان کے لیے معاد نہ ہو تو انسان شرف اور مرتبہ میں تمام حیوانات سے گیا گزرا ہو گا اور بیان اس کا یہ ہے کہ دنیا میں تمام حیوانات سے انسان کے لئے زیادہ ضرر رساں چیزیں موجود ہیں کیونکہ باقی حیوانات کی یہ حالت ہے کہ جب تک اُن کو کسی قسم کی تکلیف یا بیماری پہنچ نہ جائے اُس سے پہلے پہلے اُن کے دل میں اس کا خیال بھی نہیں آتا کہ اُن کا جی بالکل صاف اور خوش رہتا ہے کیونکہ وہ غور و فکر تو کر نہیں سکتے رہا انسان چونکہ اُسے عقل حاصل ہے اس لئے وہ ہمیشہ اپنے گذشتہ اور آئندہ احوال سوچا کرتا ہے۔ پس بتہیرے گذشتہ احوال کی وجہ سے اُسے طرح طرح کے غم و حسرت لاحق رہتی ہے اور اکثر آئندہ احوال سے اُسے طرح

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طرح کا خوف لگا رہتا ہے۔

پس ثابت ہو گیا کہ انسان کے لئے عقل کا ملنا دنیا میں بڑے بڑے ضرر اور سخت سے سخت نفسانی آلام کا باعث ہے۔ رہیں جسمانی لذتیں سو اُن میں کیا انسان اور کیا باقی حیوانات سب مشترک ہیں کیونکہ گوبر کا کیڑا گوبر ہی میں خوش ہے۔ جیسے کہ عمدہ سے عمدہ مٹھائیاں انسان کو لذیز معلوم ہوتی ہیں۔ پس اگر انسان کے لئے معاد نہ ہو جس کی وجہ سے اس کی سعادت ظاہر اور حالت مکمل ہو سکے تو پھر اس کا قائل ہونا پڑے گا کہ کمال عقل اس کے لئے غم والم کی زیادتی کا باعث ہو جائے اور کسی شئے سے اُس کی تلافی نہ ہو اور ظاہر ہے کہ جس کی یہ حالت ہو تو وہ ضرور بڑی ہی ذلت خواری، بدبختی اور مشقت بے سود میں گرفتار ہو گا۔ اس سے ثابت ہُوا کہ اگر سعادت اُخروی حاصل نہ ہو تو انسان تمام حیوانات حتیٰ کہ غلیظ کیڑوں سے بھی گیا گذرا ہو گا اور چونکہ یہ امر قطعاً باطل ہے اس لئے ہم کو معلوم ہو گیا کہ ضرور آخرت بھی کوئی چیز ہے اور انسان آخرت ہی کے لئے پیدا کیا گیا ہے نہ کہ دُنیا کے لئے۔ ہاں یہ بات ہے کہ یہ عالم دنیا گویا نیک چلن اور شریر کے درمیان میں امتیاز کر دیتا ہے تاکہ اول کو ثواب اور دوسرے کو عذاب دیا جائے کیونکہ جتنے شریر ہیں اُن کے لئے آگ ہی مناسب ہے وہ اپنے وجود کا ثمرہ اور حصہ دنیاوی لذتوں سے حاصل کر چکے ہیں چنانچہ اسی لئے دنیادی لذتوں سے شریروں اور بد چلنوں کو ہم مالامال پاتے ہیں اور نیک لوگ اکثر بے لطف رہتے ہیں۔

اس بات کا بیان کہ انکار بعث کے بارہ میں اہلِ سائنس کا خیال اتنا بڑا شر ہے کہ جس کے برابر کوئی دوسرا شر نہیں

اور اسی مقام سے اے اہلِ سائنس آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ آپ کے مخالفوں میں سے اہلِ شرائع کا آپ کی نسبت یہ قول کہ "آپ لوگوں کا مذہب خصوصاً معاد کے انکار کے بارے میں ایسا شر ہے جس کے مثل کوئی شر نہیں" بالکل سچا ہے کیونکہ اس سے لازم آتا ہے کہ حلال اور حرام کوئی چیز ہی نہ ہو اور آبادی ہی نہ رہ سکے۔ اور اگر آپ یہ جواب دیں کہ نظام عالم اس طرح کامل رہ سکتا ہے کہ انسان کو اپنے حقوق اور اُن واجبات کی معرفت حاصل ہو جائے جو اُن کے ذمہ ہیں اور اُس کی یہ معرفت پورے پورے صحیح اور عام

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علم سے کامل ہو سکتی ہے تو میں کہوں گا کہ آپ کو اس جواب میں اس بات کا خیال نہیں رہا کہ خواہشات، شہوات اور اپنے نفس کی محبت کا محض وہ قوانین جن کو علم قائم کرے گا ہرگز مقابلہ نہیں کر سکتے ۔

پس ضرور ہے کہ کوئی دوسرا مانع ہو جو نفوس کو ضرر رساں اشیاء سے باز رکھے اور کوئی ایسا مرجح ہو جو طریق خیر کی پیروی کرنے اور راہ شر سے اجتناب کرنے کو ترجیح دے اور وہ مرجح معاد اور جزاء اعمال کا یقینی اعتقاد ہے ورنہ جسے عقل ہو وہ اس امر کو غور کر دیکھے کہ جب انسان کو یہ اعتقاد ہو کہ وہ زمین کی گھاس کی طرح اُگتا ہے۔ پھر بلا اس بات کے کہ اُسے کہیں جانا ہو وہ سرے سے زائل ہو جاتا ہے اور اُس کے وجود کا فائدہ یہی حیوانی لذتیں ہیں جو مدت حیات میں اُسے حاصل ہوتی رہتی ہیں تو علم نے اُس کے لئے حقوق اور واجبات کی معرفت کے کیسے ہی کچھ قواعد کیوں نہ مقرر کر دیئے ہوں لیکن جب اُسے یہ قدرت حاصل ہو گی کہ وہ بلا کسی شخص کی اطلاع کے کسی کو قتل کر کے اس کا کروڑوں روپیہ کا مال لے لے یا کسی شریف کی آبروریزی کر کے بلا اس کے کہ کسی کو اس کی خبر ہو نہایت ہی مرغوب لذت حاصل کر سکے تو کیا اس وقت یہ گمان ہو سکتا ہے کہ یہ قوانین جنہیں کہ علم نے مقرر کیا تھا اس جرم کے ارتکاب سے اُس کو باز رکھ سکیں گے؟ ہرگز نہیں اور اس بات کا انکار کرنا محض دھینگا دھینگی ہے۔ پس جو شخص اس بات کو پورے طور سے سمجھتا ہو گا وہ انسان پر جب تک کہ اُسے یہ نہ معلوم ہو جائے کہ اُسے دین سے علاقہ ہے۔ اور وہ معاد کا اعتقاد رکھتا ہے کبھی مطمئن نہیں ہو سکتا ہم تو اب بھی بعض بعض فرقوں کو دیکھتے ہیں کہ باوجودیکہ وہ معاد کے معتقد ہیں تاہم اُن میں وہ وہ فساد ظاہر ہوتے ہیں جن کا کچھ ٹھکانہ نہیں ۔

پس اسی پر قیاس کر لیجئے کہ اگر یہ اعتقاد انہیں نہ ہوتا تو اس وقت اُن کی کیا حالت ہوتی بلاشک اگر وہ فساد اب رائی کے برابر ہے تو جب پہاڑ ہی بن جاتا۔ علاوہ بریں جن فرقوں میں آج کل علم کا خوب چرچا ہو رہا ہے وہی شر اور برائیوں سے زیادہ حصہ لیتے ہیں بلکہ جوں جوں علم کی ترقی ہوتی جاتی ہے اُن میں روزافزوں برائیاں بڑھتی جاتی ہیں۔ حرام کاری جس سے کہ لوگوں کے نسب ضائع ہوتے ہیں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور باہم مدد اور ہمدردی کا شیرازہ کھلتا ہے پھیلتی جاتی ہے۔ قتل، خودکشی، مسکر اور منشی اشیاء کے قتل ... سے عقلوں کو زائل کرنا اپنے علوم اور صنعتوں سے لوگوں کے مال چھیننا، دغا بازی کرنا، فریب دینا اور ایسے ہی بہت سے اور اخلاق و عادات جن سے اجتماعی ہئیت کے نظام میں خلل واقع ہو وہ مہذب لوگ اختیار کرتے جاتے ہیں اور اس کی وجہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ جن علوم میں انہوں نے ترقی کی ہے اُس میں اعتقاد معاد کا کوئی حصہ شامل نہیں اور میرا خیال ہے کہ اگر معاد کا اعتقاد باقی لوگوں میں قائم نہ ہوتا تو یہ فرقے ہلاک ہونے لگتے اور صفحۂ ہستی سے اُن کے نام ونشان مٹنے کا لگا لگ جاتا اور آپ کی جس بات سے زار وقطار روتی ہوئی عورت بھی ہنس پڑے وہ یہ ہے کہ جب آپ نے یہ خیال کیا کہ علم جب تک کہ تمام انسانی افراد میں پورے طور سے عام نہ ہو گا اس وقت تک نظام عالم کی درستی کا متکفل نہیں ہو سکتا تو علم کے اس امر کے واسطے متکفل ہونے کے لئے آپ نے یہ شرط لگادی کہ وہ تام اور عام ہو پھر آپ کہنے لگے کہ ضرور کوئی نہ کوئی دن ایسا آئے گا لیکن ہاں ہے یہ بہت ہی بعید اور کیا عجب کہ ہزار پشتوں کی ضرورت پڑے۔

پس معاد کے اعتقاد چھوڑنے اور اپنے علم سے واہی تباہی امیدیں رکھنے کے اعتبار سے آپ لوگوں کی مثال اُس احمق طبیب کی سی ہے جو اپنے مریض سے جسے کوئی مرض قاتل لاحق ہو یہ کہتا ہو کہ تو پرہیز کرنا چھوڑ دے اور جی چاہے کھایا کر اور میں اتنے اتنے برسوں کے بعد تجھے ایسی دوا لگادوں گا جس سے تجھے بالکل شفا ہو جائے گا۔ اس موقع پر تو مشہور مثل کہ " تا تریاق از عراق آوردہ شد مار گزیدہ مردہ شود " پوری صادق آگئی۔

علاوہ بریں یہ کوئی عقلمندی۔ حسن تدبیر اور دوراندیشی کی بات نہیں ہے کہ اگر آپ معاد کے منکر ہوں تو عام لوگوں میں اُس کی تشہیر بھی کریں اور اپنے نوجوانوں کو اس کا سبق پڑھایا کریں جب تک کہ جس علم کی نسبت آپ کا گمان ہے کہ صرف وہی نظام عالم کے محفوظ رکھنے کے لئے کافی ہے آپ کو تام اور عام نظر نہ آنے لگے ورنہ سمجھ لیجئے کہ آپ اپنے اس باطل مذہب (انکار معاد) کو شہرت دے کر عالم میں خرابی کے دروازہ کھولتے ہیں عام لوگوں میں اس خیال کے پھیل جانے سے ہم خدا کی پناہ مانگتے ہیں خدانخواستہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ خیال عام طور سے کیوں پھیلنے لگا۔ عقلِ سلیم تو اس سے صاف صاف انکار کرتی ہے اس لئے خداوند تعالےٰ ہمیں اور آپ دونوں کو ایسے امر کی ہدایت فرمائے جس میں مخلوقِ خدا کی بہتری ہو۔

اور میں آپ سے محض خیر خواہی کے طور پر کہتا ہوں کہ آپ ذرا دور اندیشی اور احتیاط سے کام لے لیں اور یہ خیال کرلیں کہ اگر آپ معاد کی تصدیق کرکے اُس کا سامان کرلیں گے۔ پس اگر یہ واقعی امر ہُوا تو آپ کو نجات مل جائے گی اور اگر بالفرض باطل ہی ہُوا تو آپ کا یہ اعتقاد رکھنے میں کوئی نقصان نہ ہوگا۔ غایت سے غایت اس موقع پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ جسمانی لذتیں آپ سے فوت ہو جائیں گی۔ لیکن عاقل کے لئے تو ضروری ہے کہ ان لذتوں کی ذرا بھی پرواہ نہ کرے ایک تو اس لئے کہ یہ نہایت ہی ذلیل ہیں کیونکہ اس میں کتے کیڑے مکوڑے یہاں تک کہ غلاظت کے کیڑے بھی مشترک ہیں اور دوسرے اس لئے کہ وہ فانی سریع الزوال اور منقطع ہونے والی ہیں۔ پس اُن کی حرص کرنا اُس شئے کے بارہ میں احتیاط اور دُور اندیشی سے کام نہ لینے کے مساوی نہیں ٹھہر سکتا جس کے بُرے نتیجوں سے خوف و اندیشہ ہو۔

آسمان سے پانی نازل ہونے کا مسئلہ اور قوانین عقلی پر اُس کی تطبیق

مذکورۃ الصدر شرعی مسائل میں سے جن کا کہ آپ انکار کیا کرتے ہیں اب ایک مسئلہ اور باقی رہ گیا ہے اور وہ آسمان سے بارش کے نازل ہونے کا مسئلہ ہے۔ آپ لوگ کہتے ہیں کہ ہمارے علمی تجربوں سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ بارش اُن بخارات سے بنتی ہے جو زمین اور سمندروں سے بنا کرتے ہیں اور ہَوا کے سرد طبقہ (طبقہ زمہریر) تک چڑھ جاتے ہیں۔ پس وہاں سردی پاکر مجتمع ہوتے ہیں اور پھر برس پڑتے ہیں اور یہی بارش کہلاتی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ شریعت کی وہ متواتر نصوص جو بارش کے بارہ میں مدارِ اعتقاد ہیں دو قسم کی ہیں بعض تو بارش کے آسمان سے نازل ہونے کی تصریح کرتی ہیں اور بعض یہ تصریح کرتی ہیں کہ بارش کے بادلوں سے نازل ہوتی ہے۔ پھر لفظ سماء کا اطلاق عربی لغت میں چند معانی پر آتا ہے جیسا کہ کتبِ لغت میں موجود ہے سماء بول کر کبھی آسمان مراد لیتے ہیں جو ملائکہ کا مسکن ہے کبھی چھت کبھی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ شئے مراد ہوتی ہے جو کسی دوسری شئے کے اوپر ہو۔ کبھی بادل، کبھی بارش۔ اور پیروانِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قاعدہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ وہ اس وقت تک اپنی شرعی نصوص کے ظاہری اور متبادر معنی کا اعتقاد رکھتے ہیں جب تک کہ کوئی قطعی عقلی دلیل اُس کے خلاف قائم نہ ہو جائے اور اگر کوئی ایسی دلیل قائم ہو جاتی ہے تو نص میں عقلی دلیل کے ساتھ تطبیق دینے کے لئے تاویل کر دیتے ہیں اور اس کو ظاہری معنی سے دوسرے معنی کی طرف پھیر دیتے ہیں اسی بنا پر نزول بارش کے بیان میں جو سماء کا لفظ واقع ہوا ہے وہ اس کے بھی ظاہری معنی کا اعتقاد کرتے ہیں یعنی یہی جسم مراد لیتے ہیں جو ملائکہ کا مسکن ہے جیسا کہ یہی معنی بکثرت شرعی اطلاقات میں مراد ہے اور یہ مراد لے کر ان نصوص کو جن سے کہ بارش کا سماء (آسمان) سے نازل ہونا معلوم ہوتا ہے اُن نصوص کے ساتھ جو بادل سے بارش کے نازل ہونے پر دلالت کرتی ہیں تطبیق دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ خدا اس بات پر قادر ہے کہ بارش کو آسمان سے ان مجتمع الخبروں پر جنہیں کہ بادل کہتے ہیں نازل کرتے پھر اُن سے زمین پر نازل کر دے۔ اسی لئے شرعی نصوص کبھی تو اس مقام کو ذکر کرتی ہیں جہاں سے پانی اولاً نازل ہوتا ہے اور کبھی اُس مقام کو جہاں سے ثانیاً نزول ہوتا ہے اور خدا سب سچوں سے سچا ہے اور اگر اُن کے نزدیک آپ کا قول کہ بارش محض زمین اور سمندروں کے بخارات ہی سے بنتی ہے ثابت ہو جائے اور کوئی قطعی دلیل اس پر قائم ہو جائے تو انہیں سابق الذکر قاعدہ کے موافق ان نصوص کی تاویل کرنا جائز ہو جائے گا جن سے بظاہر بارش کا آسمان سے نازل ہونا معلوم ہوتا ہے اور وہ یہ کہہ دیں گے کہ ان نصوص میں لفظ سماء سے بھی بادل ہی مراد ہے۔ (اس تاویل کو سورۂ بقرہ کی تفسیر میں امام رازی نے ذکر کیا ہے اور شیخ شرنبلالی نے بھی مراقی الفلاح میں اس کی طرف اشارہ کیا ہے) یا یوں کہا جائے کہ جب کہ بارش سماوی اسباب سے نازل ہوتی ہے اور منجملہ ان کے حرارت آفتاب ہے جس سے کہ اجزاء مائیہ زمین سے سمندروں اور دریاؤں سے بخار بن کر ہوا پر چڑھ جاتے ہیں اور سردی کی وجہ سے بادل بن کر برس پڑتے ہیں تو گو حقیقتاً بارش بادلوں ہی سے نازل ہوتی ہو لیکن آسمان کی جانب مجازی نسبت ہو جائے گی اور یہ نسبت باعتبار سببیت کے صحیح ہے اور اللہ تعالٰے تو مسبب الاسباب ہی ہے۔ (اس تاویل کو حقی آفندی نے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سورۃ النّبا کی تفسیر میں ذکر کیا ہے۔)

اہلِ سائنس کو چاہیئے کہ جو شرعی امور ان کو عقلی قواعد کے خلاف معلوم ہوں وہ علماء واقف کار پر پیش کر کے ان کی توجیہ دریافت کریں اور ناواقفوں سے بچتے رہیں

پس اے اہلِ سائنس اس بیان کے بعد بتائیے کہ اس مقام پر نصوص میں کون سا اشکال باقی رہ گیا جب کہ وہ نہایت ہی قریب تاویل سے عقل کے موافق ہو سکتی ہوں۔ ابھی اور بکثرت شرعی نصوص باقی ہیں جن کی نسبت میرا خیال ہے کہ اگر آپ اُن پر مطلع ہوں گے تو شروع شروع میں ضرور اُن کا انکار کریں گے کیونکہ آپ کو اُن کی توجیہ تو معلوم ہو گی نہیں اور نہ آپ یہی جانتے ہوں گے کہ علمار شریعت نے اُن کے معانی کی نسبت کیا کیا کہا ہے اور اُن کا کیا اعتقاد ہے۔ لیکن جب آپ پیروانِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں سے واقف کار علمار سے دریافت کریں گے تو آپ کو کوئی شے بھی ایسی نہ ملے گی جو قانون عقل پر بلا کسی مخالفت کے صحیح طور پر منطبق نہ ہو جاتی ہو لیکن شرط یہ ہے کہ اسلام کے اُن متبحر علمار سے گفتگو کی جائے جو شرعی قواعد سے پورے طور سے واقف ہوں اور اُن اقوال پر حاوی ہوں جو اُن جلیل القدر صحابہؓ کی زبان سے شرعی نصوص کی تفسیر میں نکلے ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دو بدو باتیں کرنے والے تھے ورنہ ان بے چاروں سے کیا کام نکلے گا جنہیں سوائے رسوم عبادات اور احکام معاملات کے کچھ معلوم ہی نہیں اور آپ اُن کو فاضل ترین علماء اور پختہ کار دانشمند و حکیم سمجھ لیں۔ یہ لوگ تو آپ جیسے لوگوں کے ایمان میں بسا اوقات سدراہ ہو سکتے ہیں کیونکہ شرعی قواعد سے وہ پورے طور سے واقفیت تو رکھتے نہیں اور نہ اُنہیں یہی خبر ہے کہ نصوص شرعیہ اور دلائل عقلیہ میں کیونکر تطبیق دی جاتی ہے اور کب دی جاتی ہے اس لئے وہ اپنی غفلت اور ناواقفی کی وجہ سے ایسا طرز اختیار کریں گے جس سے اپنے نزدیک تو اسلامی دین کی حمایت کریں گے لیکن نتیجہ اُس کا یہ ہو گا کہ بجائے رغبت اور اسلام سے اُنس ہونے کے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ
www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

اُن کی تقریر سے اُلٹی نفرت پیدا ہو گی۔ پس ایسے لوگ اسلام کے حق میں اُس کے دشمنوں سے بھی زیادہ مضرت رساں ہیں۔

اس بات کا بیان کہ مؤلف حمیدیہ نے بعض ناواقفوں کو یہ کہتے ہوئے سُنا ہے کہ امریکہ کا وجود اسلامی دین کے موافق نہیں مانا جا سکتا کیونکہ اس سے زمین کی کرویت لازم آتی ہے اور اس بات کا بیان کہ زمین کی کرویت بلامخالفت اسلامی دین کے مانی جا سکتی ہے ۱۲

(میں نے انہی بے چاروں میں سے بعض کو یہ کہتے ہوئے سُنا ہے کہ "اسلامی دین میں برّاعظم امریکہ کے وجود کا اعتقاد کرنا جائز ہی نہیں کیونکہ اس سے زمین کا گول اور کروی ہونا لازم آتا ہے اور یہ امر اسلامی اعتقاد کے خلاف ہے"۔ یہاں تک اُن کی تقریر تمام ہوئی)۔ پس خیال تو کیجئے کہ اس غریب نے اپنی نادانی کی وجہ سے اہلِ اسلام کو امر محسوس اور مشاہد کے مقابلہ کرنے کی تکلیف دینا چاہی ہے اور اس کا سامان کیا ہے کہ اور قومیں اسلام کو دل لگی میں اُڑائیں۔ حاشا وکلا اسلامی دین ہرگز ایسا نہیں وہ اس قدر پستی کے درجہ پر نہیں پہنچ سکتا۔ اسلام تو ایسا دین ہے کہ دُنیا بھر کے دینوں میں سے اسی کو عقل میں سب سے بڑھ کر جگہ ملتی ہے اور اعتقاداتِ باطلہ اور ایسی چیزوں کے ماننے سے جن سے کہ عقول سلیمہ انکار کرتی ہیں سب سے زیادہ اسی میں کنارہ کشی کی گئی ہے۔ اس غریب بے چارے کو اس تنگ طریق میں کلفت اٹھانے سے اس طرح خلاصی مل سکتی تھی کہ امریکہ کے وجود سے جو تواتر اور مشاہدہ سے ثابت ہو چکا ہے انکار نہ کرتا اور جب یہی بات تھی جیسا کہ اس کا گمان ہے کہ امریکہ کے وجود کو ماننا زمین کی کرویت کو قطعی طور پر مستلزم ہو جائے گا تو اُسے مناسب تھا کہ اسلام کے جلیل القدر علماء میں جو لوگ زمین کی کرویت کے قائل ہیں جیسے کہ امام رازی اُن کے قول کو اختیار کرتا اور شریعت کی ظاہری نصوص کی جن سے کہ زمین کا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھیلا ہُوا ہونا معلوم ہوتا ہے مناسب تاویل کر لیتا۔ مثلاً اُس نص قرآنی کی تاویل میں جس میں یہ ہے کہ "والارض بعد ذلک دحاہا" یعنی اللہ تعالےٰ نے اس کے بعد زمین کو بچھایا"۔ یہ کہنا کہ زمین کے بچھانے سے مراد اس کی ظاہری سطح کو بود و باش کے قابل بنا دینا ہے جیسا کہ بعض مفسرین نے کہا ہے اور اب یہ اعتقاد شریعت میں اُس وقت تک مضر نہیں ہو سکتا جب تک کہ ان علماء کے اقوال میں سے کسی قول کے بھی موافق موجودین اور شرعی نصوص کے سمجھنے کے بارہ میں قابلِ اعتماد خیال کئے جاتے ہیں اور جب تک کہ تاویل کی صحیح وجوہ میں سے کسی وجہ پر بھی منطبق ہو سکے لیکن اس بے چارہ کو اتنی سمجھ کہاں جو یہ جان سکے۔ وہ تو صرف احکام کے چند لفظوں کو جانتا ہے اور اُسی کو نبگھارا کرتا ہے۔ کہنے کو تو وہ دین کا دوست ہے لیکن نادان دوست اپنی نادانی اور عقل کی کمی کی وجہ سے دشمنوں کی سی راہ چلتا ہے۔ خدا تعالےٰ ہم سب کو راہِ راست پر چلنے اور علم حق سے مزین ہونے کی توفیق دے آمین۔

اہلِ سائنس کو اسلامی دین کی حقانیت پر اطمینان ہو جانا اور اُن کا اسلام قبول کر لینا

یہ تو ہو چکا اب سنئے کہ جب اس محمدی عالم کی گفتگو کا سلسلہ مادہ کے قدیم ماننے والے فرقہ کے ساتھ یہاں تک پہنچا اور اُس نے اپنے بیان سے جتنے شبہے کہ اُن کو شریعتِ محمدیہ میں ہوتے تھے سب کو زائل کر دیا اور انہیں دکھلا دیا کہ عقل سلیم کی نظر میں اُن کے مذہب کی کیا قدر و قیمت ہے تو وہ اپنی غفلت سے بیدار ہوئے۔ نیند سے چونکے اور اُن کی عقلوں کو تنبہ ہُوا اور تاریکی سے اُن کی فکروں کو خلاصی حاصل ہوئی اور اس عالم سے کہنے لگے اے ہمارے راہنما اور ہمارے ساتھ خیر خواہی سے پیش آنے والے ہم تیرے غایت درجہ شکر گزار ہیں تو نے جتنی دشواریاں ہمیں پیش آتی تھیں وہ زائل کر دیں اور ہمارے لئے راستہ صاف کر دیا لیکن اس سے تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق سے جو مانع تھا وہ زائل ہوا ابھی اُن کی تصدیق کے لئے جو امر مقتضی ہو وہ تو باقی ہی ہے اور ہمارے نزدیک وہ مقتضی یہ ہے کہ جتنی دلیلیں پیروانِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک قائم ہیں ہم دیکھ لیں کہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ سب صحیح اور اُن کے صدق پر بھی قطعی دلالت کرتی ہیں یا نہیں؟ تو اُس عالم نے جواب دیا کہ یہ کام تو آپ کا ہے اور خدا کے فضل سے آپ پر آسان بھی ہے۔ پس ان تمام دلیلوں میں انہوں نے غور کرنا شروع کیا اور اُن میں اجمالاً و تفصیلاً ہر طرح پر باریک بینی سے بحث کرنے لگے۔ آخر کار بڑے غور اور فکر کے بعد انہیں ظاہر ہو گیا کہ ان دلیلوں کا صحت کے اعتبار سے بڑا درجہ ہے اور وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صدق پر ایسے صاف طور پر دلالت کرتی ہیں جس میں شک و شبہ کی گنجائش ہی نہیں خصوصاً سب کے سب مل کر۔ کیونکہ عقل سلیم اس کو محال سمجھتی ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دعوے کی صحت پر دلالت کرنے میں ساری دلیلیں متفق ہو جائیں اور پھر بھی وہ دعویٰ صحیح نہ ہو رہا سب دلیلوں کا اتفاقی طور پر متفق ہو جانا اس کو عقل تسلیم نہیں کرتی۔ علاوہ بریں ان دلائل میں سے بعض دلیلیں ایسی بھی ہیں جن کے قائم کرنے میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی بھی دخل نہیں اور اُن کے اتفاقی طور پر حاصل ہو جانے کا سوائے ہٹ دھرمی کرنے والے کے اور کون قائل ہو سکتا ہے؟ (ان دلائل کی تفصیل اس فرقہ سے گفتگو کرنے کے موقع پر سابق میں گزر چکی ہے جہاں کہ وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات سے تفتیش کرنے لگا ہے اور آئندہ بھی اُن فرقوں پر رد کرتے وقت جو پیروانِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دلائل میں شک ڈالنے کے درپے ہیں ایسا کلام آئے گا۔ پس مناسب ہے کہ اپنے اپنے موقع پر سب کو دیکھ لیا جائے یہاں مکرر بیان کرنے کی حاجت نہیں۔)

پس اب اس فرقہ نے خدا تعالیٰ کے پاس سے رسول بن کر آنے کے دعویٰ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کر لی۔ خدا کے وجود کا مقر ہو گیا۔ اُس کے رسولوں اُس کی کتابوں۔ بعث و حشر اور جتنی چیزیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم لائے ہیں سب کا معتقد بن گیا اور ایمان لے آیا اور ایمان بھی ایسا کہ جو شافی و کافی بیان و توضیح سے ثابت ہو گیا۔ پس اس فرقہ کے لوگ پیروان محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں سے نہایت مکرم اور آپ کے پکے پیرو ہو گئے اور خدا تعالیٰ سب چیزوں پر پورے طور سے قدرت رکھتا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اُس فرقہ کا ذکر جس کو باوجودیکہ دلائل کی وجہ سے اسلام کی حقانیت کا یقین ہو گیا تھا پھر بھی اُسے اپنی کسرِ شان سمجھ کر اسلام کا اقرار کرنے سے عار آیا اور پھر تمام سابق الذکر فرقوں کے دلائل میں اُس کا شبہے نکالنا اور ان فرقوں کا جواب دینا

یہ تو ہو چکا اب سُنئے کہ سابق الذکر فرقوں میں سے ہر فرقہ میں کچھ لوگ ایسے بھی تھے جو اپنی قوم کے سردار و رئیس تھے خواہ اُن کو دینی ریاست حاصل تھی یا صاحب حکومت و سیاست تھے لوگوں میں اُن کی بات بھی چلتی تھی دلوں میں ان کا رعب و داب بھی بیٹھا ہُوا تھا۔ اُن کے حکم کی نافرمانی اور اُن کی رائے کی مخالفت کوئی نہیں کر سکتا تھا۔ اقوال و افعال میں اُن کی پیروی کی جاتی تھی ساری قوم اُن کے تابع تھی اور جب وہ لوگوں پر اُن کے مال و متاع۔ آبرو اور اُن کی جانوں پر زبردستی کرتے تھے تو اُن کی سرداری اور قومی عزت کا پاس و لحاظ کر کے ان کے ساتھ چشم پوشی کی جاتی تھی۔

پس جس وقت کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا کے پاس سے رسول بن کر آنے کا دعویٰ کیا اور سابق الذکر فرقوں کے ساتھ آپ کی گزری جو کچھ گزری۔ پھر آخر کار انہوں نے اُن دلائل کے باعث سے جو اُن کے نزدیک آپ کے صدق پر قائم ہوئیں آپ کے دعویٰ کی تصدیق کر لی تو ان رئیسوں اور سرداروں کے جی میں بھی آپ کے دعویٰ کی سچائی جاگزین ہوئی اور دلائل کے واضح ہونے کے باعث سے انہیں بھی پورا پورا یقین آ گیا لیکن ریاست اور قومی امتیاز کی محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے گردن اطاعت رکھ دیتے اور آپ کی تصدیق کے اقرار لینے سے انہیں مانع ہوئی اور اُن کے دل میں یہ گزرا کہ جب وہ آپ کی اطاعت اختیار کر لیں گے اور آپ کے مطیع بن جائیں گے تو اُن سے اُن کی سرداری چھن جائے گی اور وہ اپنے قومی امتیاز سے محروم رہ جائیں گے اور یا تو اور لوگ اُن کی اطاعت کرتے تھے اب انہیں خود اطاعت کرنا پڑے گی اور شریعت کے احکام بلا اس کے کہ اُن کی کچھ رعایت کر کے کچھ فرق کیا جائے اُن پر جاری ہوں گے جیسے کہ اس شریعت کی شان ہے کہ تعمیل احکام کے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لحاظ سے اُس کے پیرو برابر سمجھے جاتے ہیں اور یہ کہ اُن کو اپنی قوم کے اموال جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تحت حفاظت میں داخل ہو جائیں گے اُس وقت تک نہ مل سکیں گے جب تک کہ وہ ایسا عمل نہ کریں جس سے عام لوگوں کو فائدہ پہنچ سکتا ہے اور یہ کہ اُن میں سے جو کوئی کسی کے مال یا آبرو یا جان کے معاملہ میں زبردستی کرے گا اُس کے ساتھ سوائے اُس صورت کے کہ صاحبِ حق معاف کر دے اور کسی صورت میں ذرّہ برابر بھی سہولت نہ برتی جائے گی۔

پس ان لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی جو اُن کے دلوں میں جاگزین ہو گئی تھی اس کو چھپا ڈالا اور ایسے امور کی تدبیریں سوچنے لگے جو آپ کے خلافِ شان ہوں اور آپ کے متبعین کو پراگندہ کر دیں۔ پس اُنہیں اپنا مقصد اس تدبیر سے بہت سہولت کے ساتھ حاصل ہوتا ہُوا معلوم ہُوا کہ اُن فرقوں پر شبہے کرنا شروع کریں جو آپ کے پیرو بن گئے تھے تاکہ آپ کی جانب سے اُن سے دل مشکوک ہو جائیں۔ سو وہ ان دلائل میں جن سے ان فرقوں نے استدلال کیا تھا طرح طرح کے احتمالات نکال کر اور تاویلیں کر کے اُن کے دلائل کی تضعیف پر آمادہ ہو گئے تاکہ وہ دلیلیں اُن کی نظروں میں یقینی نہ رہیں۔ پھر اُس وقت اُن کو یہ کہنا ممکن ہو کہ جن دلائل پر آپ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے تصدیق کے بارے میں اعتماد کر لیا ہے وہ تو محض ظنی دلیلیں ہیں اور صرف ان ہی ظنی دلیلوں کی وجہ سے آپ لوگوں کو ہرگز مناسب نہیں کہ آپ اپنی مالوف رسمیں اور وہ اعتقادات جن پر آپ کے باپ دادا تھے چھوڑ دیں اور گزشتہ رسولوں سے جو دین آپ کو حاصل ہوئے تھے اُن کے تارک بن جائیں کیونکہ ایسی حالت میں ظن پر اعتماد نہیں کیا جاسکتا۔

اُس فرقہ پر جس نے قرآن کے مقابلہ سے عاجز آکر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول ہونے کی تصدیق کی اُن کا شبہات وارد کرنا اور اُس فرقہ کا جواب دینا

پس اُنھوں نے ان واہی تباہی شبہوں اور باطل احتمالات کو اپنے دلوں میں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مرتب کیا اور اُس فرقہ کے پاس آئے جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُس وقت تصدیق کی تھی جب کہ آپ نے اپنے قرآن کو مقابلہ کے لئے پیش کیا اور فرمایا کہ تمام فصحاء بلغاء اُس جیسی ایک سورت کے لانے سے بھی عاجز ہیں اور اس فرقہ کے لوگ باوجودیکہ بڑے فصیح و بلیغ تھے لیکن مقابلہ کرنے سے عاجز رہے اور اسی سبب سے اُنھوں نے آپ کے دعوئ رسالت کی تصدیق کر لی۔ پس اُن سے یہ لوگ کہنے لگے کہ ممکن ہے کہ اُن کو (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو) ایسے درجہ کی فصاحت و بلاغت حاصل ہوگئی ہو جو آپ لوگوں میں سے کسی میں بھی نہ پائی جاتی ہو اور اسی وجہ سے آپ لوگ اُن کے مقابلہ کرنے سے عاجز رہے ہوں ایسا تو بہت ہوا کرتا ہے کہ ہر فن کے جاننے والوں میں کوئی کوئی ایسا شخص ہوتا ہے جسے اس فن میں کامل دستگاہ حاصل ہوتی ہے حتیٰ کہ اسی فن کے باقی جاننے والے اُس کے سامنے اقرار کرتے ہیں کہ وہ ہمارا سردار ہے اور ہم لوگ اس کی گرد کو بھی نہیں پہنچ سکتے۔

پس اس فرقہ نے اُن لوگوں کو یہ جواب دیا کہ اگرچہ فصاحت و بلاغت ایک ایسا فن ہے جس کی بنیاد اصلی اور فطرتی قابلیت اور استعداد پر ہے لیکن اس میں کمال پیدا کرنے اور اعلیٰ درجہ پر پہنچنے کے لئے بہت کچھ مشق اور اُس کے طریقوں کے مہارت کی ضرورت ہے۔ مثلاً اشعار کہنا انہیں روایت کرنا خطبوں کے لکھنے پڑھنے کی مشقت اٹھانا، فصحاء سے سوال و جواب کرنا، بلغاء سے سبقت لے جانے کی کوشش کرنا تاکہ اس کا قوی ملکہ پیدا ہو جائے اور اپنی فطرتی استعداد کے موافق کمال پیدا کرکے اُنہیں کے زمرہ میں داخل ہو سکے۔ علاوہ بریں کسی کی فصاحت و بلاغت کتنی ہی بڑے مرتبہ کو کیوں نہ پہنچ جائے لیکن یہ بھی تو ضرور ہے کہ اُس کی نوع میں سے اُس کی کوئی نظیر موجود ہو۔ اُس کی صنف میں سے اُس کی کوئی مثال پائی جائے گو وہ اس سے کسی درجہ میں کم ہی کیوں نہ ہو اور ہم دیکھتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اگرچہ فطرتی طور پر اس فن کی استعداد رکھتے تھے لیکن ہم نے ابتدائے پیدائش سے لے کر چالیس برس کی عمر تک کہ جو زمانہ تحصیل اور مشق کا ہے آپ کو کبھی اس فن کی مشق کرتے نہیں پایا جس سے آپ ایسے درجہ پر پہنچ جاتے اور نہ اس مدت میں آپ نے شعر گوئی یا اشعار کی روایت کرنے کی ہی تکلیف گوارا کی۔ علاوہ بریں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ کو خطبوں اور رسالوں کی جانب بھی کبھی کچھ توجہ نہ ہوئی اور نہ اس مدت میں ہم نے یہی دیکھا کہ فصحاء سے سوال و جواب کرنے اور بلغاء پر غلبہ حاصل کرنے کی آپ کو کبھی حرص ہوئی ہو اور وہ برابر ہمارے سامنے ہی رہے اُن کا حال ہم سے پوشیدہ نہیں رہ سکتا اور کیونکر پوشیدہ رہ سکتا تھا حالانکہ جو شخص اس فن میں ذرا محنت کرتا ہے وہ ہم لوگوں میں ویسی ہی شہرت پالیتا ہے جیسے دن دوپہر کو آفتاب کیونکہ یہ فن تو ہمارے اعلیٰ درجہ کے مفاخر میں سے ہے۔

پس آپ کے چالیس برس کی عمر کو پہنچتے ہی دیکھتے کیا ہیں کہ آپ ایک فصیح کلام جس کا نام قرآن ہے لے آئے ہیں جس کی فصاحت و بلاغت نے ہمارے دانت کھٹے کر دیئے ہیں اور بالکل ہی ہم کو ہرا کر ہمارا بودا پن ثابت کر دکھایا اور یہ بھی ہے کہ جو طرز قرآن شریف میں فصاحت و بلاغت کے لحاظ سے اختیار کیا گیا ہے وہ بالکل انوکھا طرز ہے۔ ہمیں کہیں اس کی نظیر نہیں ملتی۔ پس وہ نہ اشعار کے قبیل سے ہے نہ رجز ہی معلوم ہوتا ہے اور نہ خطبوں اور رسالوں کا سا اس کا طرز ہے اور نہ کوئی اور ہی نمونہ ملتا ہے جس کا اس میں اقتدا کیا گیا ہوتا اور اس وجہ سے وہ اپنی غرابت میں اور بھی بڑھ جاتا ہے۔

بھلا بتایئے تو سہی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے کس کے پاس اس طریقہ کی مشق کر لی جو اُن کے قرآن میں موجود ہے اور سارے ملک عرب میں کہیں اس کا پتہ نہیں۔ کیا یہ ہو سکتا ہے کہ آپ ہی اس طریقہ کے موجد ہوئے ہوں اور پھر اس میں ایسے درجہ پر پہنچ گئے جہاں اور کوئی نہیں پہنچ سکتا۔ اشیاء کے موجدین میں تو عادتاً یہ امر دیکھا نہیں جاتا بلکہ عادت یوں جاری ہے کہ ہر موجد سے اس کی ایجاد بچہ کی طرح پہلے اس سے صادر ہوتی ہے اور دوسرے لوگ اس کی تربیت کرتے رہتے ہیں یہاں تک کہ وہ اپنے انتہائی درجہ پر پہنچ جاتی ہے۔ رہا یہ امر کہ موجد اپنی ایجاد میں ایسے اعلیٰ درجہ پر پہنچ جائے کہ جس کے بعد کوئی مرتبہ نہ ہو اور وہاں تک کسی دوسرے کی رسائی ہی نہ ہو سکے انسانی موجدوں میں تو یہ بات کبھی دیکھی نہیں گئی بلکہ استقراء کے موافق یہ کہنا بھی کچھ مستبعد نہیں کہ سوائے اُس صورت کے کہ ایجاد ادنیٰ درجہ کی اور معمولی ہو یہ امر ممکن ہی نہیں ہے۔ پس محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی عمر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے گذشتہ زمانہ میں اس فن کی مشق نہ کرنا جس کی وجہ سے وہ ایسے درجہ پر پہنچ جاتے جہاں کوئی نہ پہنچ سکے اور قرآن شریف کا اپنے اسلوب کے اعتبار سے انوکھا ہونا جس کی وجہ سے وہ فصاحت و بلاغت کے ایسے درجہ پر پہنچ گیا جس کے مقابلہ سے ہم لوگ عاجز رہ گئے۔ یہ دونوں امر اس احتمال کو سرے سے باطل کرتے ہیں جسے کہ آپ نے اس موقع پر نکالا ہے اور جس کے ذریعہ سے آپ نے ہمیں شک میں ڈالنا چاہا تھا۔ پس ہم لوگ بلا کسی شک و شبہ کے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آپ کے دعویٰ میں ہمیشہ تصدیق کرتے رہیں گے اور اس بات کے قائل رہیں گے کہ قرآن کا جیسا کلام لانا انسانی قدرت میں نہیں ہے بلکہ وہ خدا ہی کے پاس سے اُترا ہے جیساکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا دعویٰ ہے۔

اُن کا اس فرقہ پر شبہ وارد کرنا جس نے قرآن کو صفاتِ فاضلہ پر مشتمل پاکر یا شریعت کے منظم اور باقاعدہ ہونے کی وجہ سے تصدیق کی تھی اور اُس فرقہ کا جواب دینا اور حضرت کے اُمّی ہونے کا ثبوت اور حضرت کو جو کسی دوسرے سے سیکھ لینے کی تہمت لگائی جاتی ہے اُس کو رفع کرنا

اس کے بعد یہ شک ڈالنے والے اُس فرقہ کی جانب مائل ہوئے جس نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اس وجہ سے تصدیق کی تھی کہ اُس نے آپؐ کے لائے ہوئے قرآن کو ایسی صفات فاضلہ پر مشتمل پایا جن سب کا کسی کلام میں مجتمع ہوجانا سوائے اس صورت کے کہ وہ خدا کے پاس سے آیا ہو کسی طرح ممکن نہیں اور نیز اُس فرقہ کی جانب جس نے آپ کی اس سبب سے تصدیق کی تھی کہ آپ کی شریعت کی حالت بالکل منتظم اور باقاعدہ ہے اُس میں کل فضیلتیں پائی جاتی ہیں اور وہ اپنے پیروی کرنے والوں کی حالت کو باقاعدہ بنا دینے کی پوری پوری کفیل ہے۔

پس یہ لوگ ان دونوں فرقوں سے کہنے لگے ہم کو یہ خبر پہنچی ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے دعویٰ رسالت سے بیشتر بلاد روم کی جانب تجارت کے لئے دو مرتبہ سفر کیا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے اور ہمیں یہ بھی معلوم ہُوا ہے کہ وہاں آپؐ کو بعض راہبوں سے ملنے کا اتفاق ہُوا ہے (بحیرا راہب جو آپ کو شام کے راستہ میں جب آپ قریش کے تاجروں کے ساتھ تھے ملا تھا اور اُس وقت علامات سے اُس نے پہچان لیا تھا کہ آپؐ نبی آخرالزمان ہیں جیسا کہ سِیَر نبویہ میں منقول ہے) شاید آپ نے اس قرآن کو جس میں تمام یہ فضائل موجود ہیں اُنہی سے نقل کر لیا ہو اور اُن سے آپ یہ شریعت سیکھ آئے ہوں اور اپنے بلاد میں آکر مدعی رسالت بن گئے ہوں اور اپنے دعویٰ کی تائید اسی قرآن اور شریعت سے کرنے لگے ہوں اور چونکہ آپ کے بلاد میں ایسے واقف کار لوگ موجود نہ تھے تاکہ جو کچھ آپ لاتے ہیں اُسی کے مثل وہ بھی لا کر آپؐ کا مقابلہ کر سکتے اس لئے آپ لوگ اس وہم میں پڑ گئے ہیں کہ جو کچھ آپ لاتے ہیں وہ خدا ہی کی جانب سے ہے اور انسانی کارروائی نہیں ہے۔ اس کا ان دونوں فرقوں نے انہیں یہ جواب دیا کہ قرآن کی ایسی کتاب جو اُن تمام صفات فاضلہ پر مشتمل ہو جن کی شرح اور اس امر کا بیان ہمارے استدلال میں گزر چکا ہے کہ ان سب کو بڑے بڑے علماء و حکماء اور سیاست و ملکی انتظام کے ماہر بھی ایسی کتاب میں ہرگز جمع نہیں کر سکتے اور یہ کہ ایسی شریعت جو عقائد حقہ، اخلاق حسنہ اور ان عبادتوں پر مشتمل ہو جو سراسر حکم اور اسرار پر مبنی ہوں اور اس میں ایسے احکام موجود ہوں جو تمام خلق کے حالات کے منتظم اور باقاعدہ بنا دینے کی ذمہ داری کرتے ہوں علیٰ ہذا القیاس اور دیگر امور بھی اُس میں پائے جاتے ہوں جن کے پورے پورے بیان کرنے کے لئے تو بہت سی جلدوں کی ضرورت پڑے گی ہاں اجمالاً اُن کا بیان پہلے گزر چکا ہے۔

پس ان سب باتوں کی نسبت اگر بفرض محال یہ احتمال نکالا جائے کہ شاید آپ نے کسی دوسرے سے ان چیزوں کو سیکھ لیا ہو تو وہ بھی نہیں ٹھہر سکتا کیونکہ اس کے لئے اتنی مدت مدید کی ضرورت پڑے گی جو برسوں کی متعدد دہائیوں سے گنی جاسکے اگرچہ ان باتوں کا سکھلانے والا بہت ہی کامل حکماء ہی میں سے ہو اور سیکھنے والا بھی اعلیٰ درجہ کا ذکی ہی کیوں نہ ہو اور محمد صلی صلی علیہ وسلم نے جتنی عمر کہ ہم لوگوں میں گزاری ہے اُس کی ساری مدت میں سے صرف چند ایام کے لئے تجار قریش کی ہمراہی میں جو روم کے شہروں میں بغرض تجارت جایا کرتے تھے ہم لوگوں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے علیحدہ رہے ہیں اور اسی مدت میں آپ مکہ سے بلاد روم تک گئے بھی اور آئے بھی اور تجارت کے سارے کاروبار بھی انجام دیئے۔ بھلا اس عرصہ میں آپ کیونکر ساری باتیں سیکھ سکتے تھے۔ اتنی مدت جو اس کے لئے بھی کافی نہیں کہ آپ اپنی لائی ہوئی شریعت کے متعدد ابواب میں سے ایک باب بھی سیکھ سکتے۔ سیکھنے کی دشواریاں اور اُس کے لئے کافی زمانہ کے ضروری ہونے کو ہم میں سے ہر شخص جانتا ہے۔ علاوہ بریں جو کچھ محمد صلی اللہ علیہ وسلم لائے ہیں اُس کا سیکھ لینا تو پڑھے لکھے شخص پر بھی دشوار ہے اور بلا مدت مدید کے وہ بھی سیکھ نہیں سکتا چہ جائیکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو اُمّی (اَن پڑھ) محض تھے نہ لکھے نہ پڑھے۔

پھر بھلا عقل کیونکر تجویز کر سکتی ہے کہ آپ سب کچھ سیکھ لیتے باوجودیکہ اُمّی تھے اور اپنے شہر سے بہت تھوڑے ہی دن علیحدہ رہے تھے اور آپ کا اُمّی ہونا جس کی نسبت آپ دعویٰ کیا کرتے ہیں اور اپنے قرآن میں بھی اپنی رسالت پر استدلال کرنے کے موقع پر خدا کا یہ قول ذکر کرتے ہیں (وماکنت تتلومن قبلہ من کتاب ولاتخطہ بیمینک اذا لارتاب المبطلون) جس کا ترجمہ یہ ہے۔ اور تو اس سے پہلے کوئی کتاب نہ پڑھتا تھا اور نہ لکھتا تھا (اگر ایسا ہوتا تو) ایسی حالت میں اہلِ باطل کو شک کی گنجائش ہو سکتی تھی (نہ کہ اب شک کا کوئی موقع ہے) آپ کا یہ اُمّی اور اَن پڑھ ہونا صرف آپ کے دعوے ہی پر مبنی نہیں ہے بلکہ خود ہمارے نزدیک بھی بلاشبہ ثابت ہے۔ اس لئے کہ آپ نے ہم ہی لوگوں میں نشو ونما پایا ہے اور ہمیں کبھی اس کا علم نہیں ہوا کہ آپ نے لکھنے پڑھنے کی مشقت اٹھائی ہو اور نہ ہم میں سے کسی نے کبھی آپ کو دیکھا اور نہ ہم سے کبھی کسی نے یہ نقل کیا کہ آپ نے کسی دن ایک سطر بھی لکھی ہو اور اگر آپ ایسی قوم میں رہ کر اس (کتابت) کو جانتے ہوتے جس میں کہ سوائے معدودے چند اشخاص کے اس فن کے جاننے والے نہ تھے تو آپ کا حال اتنی مدت تک ہم سے چھپا نہ رہتا چاہے آپ چھپانے کا قصد ہی کیوں نہ کرتے اور بھلا آپ (اگر جانتے ہوتے تو) چھپانے کا قصد ہی کیوں کرنے لگے تھے حالانکہ کوئی شئے اس کی جانب آپ کو داعی نہ تھے بلکہ اُلٹے اظہار کا داعی موجود تھا کیونکہ اس جاہل اور بے پڑھے لکھے گروہ میں تو یہ بڑا کمال تھا اور اس بات کو عقل ہرگز نہیں تسلیم کرتی کہ آپ نے اس فن کے سیکھنے سے پہلے ہی اس کا پختہ قصد کر لیا ہو کہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں اس فن کو حاصل کروں گا اور لوگوں کو اپنے اس حال کی خبر نہ ہونے دوں گا اور پھر کسی روم کے راہب سے اس قرآن اور اس شریعت کے سیکھنے میں اپنے اس فن سے مدد لوں گا اور اس کے بعد مدعی رسالت بن جاؤں گا۔ بھلا کیسے ہو سکتا ہے کہ اپنے نفس کے لئے پہلے ہی سے آپ نے ان سب باتوں کا بیڑا اُٹھالیا تھا اور پھر یہ بات پوری بھی ہو گئی کہ آپ کے اس فن کو حاصل کرنے اور نیز جو کچھ کہ آپ لائے ہیں اس کے سیکھنے کا حال لوگوں سے بالکل مخفی رہا اور آپ نے اسی بھروسہ پر رسالت کا دعویٰ کر دیا۔ اس بات کا تو سوائے اس شخص کے کوئی قائل نہیں ہو سکتا جو ہٹ دھرمی پر کمر باندھ لے اور وہمی باتوں کا مطیع بن جائے اور بعد ان سب باتوں کے عقل کسی ایسے سکھانے والے کے بلاد روم میں یا اور کہیں پائے جانے کی بھی تو تصدیق نہیں کرتی جو تمام اُن علوم و معارف پر جس پر کہ قرآن اور یہ شریعت مشتمل ہے حاوی اور اُن سب خوبیوں پر محیط ہو گیا ہو اور ہم پر اہلِ روم کے ساتھ مخالطت کرنے کے بعد یہ بات ظاہر بھی ہو گئی کہ جو کچھ محمد صلی اللہ علیہ وسلم لائے ہیں روم کے تمام علماء کے پاس بھی اُس کا وجود نہیں چہ جائیکہ اُن میں سے بعض کو سب کچھ معلوم ہوتا بلکہ ہم نے تو ان کو دیکھا ہے کہ مخالطت اور آپ کی لائی ہوئی چیزوں پر مطلع ہونے کے بعد آپ کی شریعت کی خوبی انتظام سے بہت تعجب کرتے ہیں اور اس میں سے جو کچھ سیاست اور اُن کی ملکی انتظام کے موافق ہوتا ہے اقتباس کر لیتے ہیں۔ پس کیسے ہو سکتا ہے کہ اُن کے علماء کے پاس یہ باتیں ہوتیں اور وہ اپنے لوگوں میں اس کو شائع نہ کرتے اور یہ سب کچھ مخفی رہتا۔ یہاں تک کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اُن کو ظاہر اور آشکار کیا تب وہ اُس میں سے اقتباس کرنے لگے۔ علاوہ بریں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی باتوں میں بہت سی ایسی چیزیں ہیں جو عقائد اعمال اور اخلاق میں روم کے دین کے مخالف تھیں اور اُن کی اس قبیل کی باتیں آپ کے دین میں غایت درجہ مذموم خیال کی جاتی تھیں۔ پس عقل کیونکر اس بات کو مان سکتی ہے کہ کسی راہب نے یہ سب کچھ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو سکھا دیا ہو اور اُس کو اُس کی ضرورت ہی کیا پڑی تھی۔ علاوہ بریں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری لائی ہوئی چیزوں کے کسی روم کے راہب سے سیکھ لینے سے جو موانع پیشتر ذکر کئے گئے ہیں اگر اُن سے قطع نظر بھی کر لی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جائے تو ایک اور بہت قوی مانع بھی پایا جاتا ہے اور وہ یہ ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلّم اس قرآن اور شریعت کو ایک ہی دفعہ نہیں لے آئے ہیں اور اپنے پہلے ہی دعوے میں لوگوں پر اُس کو ظاہر نہیں کر دیا ہے بلکہ ابتدار دعویٰ رسالت سے لے کر برابر تھوڑا تھوڑا کر کے لاتے رہے ہیں یہاں تک کہ آپ کا دین مکمل ہو گیا اور ان فرقوں اور گروہوں میں پھیل گیا جنھوں نے کہ آپ کی تصدیق کر کے پیروی اختیار کی تھی۔

پس آپ اپنے قرآن کی ایک دو آیتیں یا ایک دو سورتیں جیسے جیسے واقعات آپ کو اپنے اور اپنے مخالفوں کے مابین یا اپنی پیروی کرنے والوں کے درمیان پیش آتے جاتے تھے لایا کرتے تھے اور وہ آیتیں یا سورتیں کسی امر پر استدلال کرنے یا کسی شبہ کے دفع کرنے یا کسی سوال کے جواب دینے وغیرہ پر مقتضائے حال کے موافق مشتمل ہُوا کرتی تھیں اور اسی طرح احکام شریعت بھی آپ حوادثات مشکلات سوالات اور مصلحتوں کے موافق تھوڑے تھوڑے کر کے لوگوں کو پہنچایا کرتے تھے۔

چنانچہ اُن میں سے ہر شئے کے مقابلے میں آپ پسندیدہ احکام لایا کرتے تھے۔

خلاصہ یہ کہ دعوئے رسالت کی ساری مدت میں جو جو واقعہ آپ کو پیش آتا جاتا تھا آپ ہر ایک کے مقابل میں قرآن اور شریعت میں سے اُس کے مناسب و موافق حکم لایا کرتے تھے اور یہ کیفیّت ہم کو اور نیز ان کو جن لوگوں تک آپ کے اخبار اور حالات تواتر صحیح کے ساتھ نقل ہو کر پہنچتے ہیں ضرور معلوم ہے۔ اب اس وقت کہا جا سکتا ہے کہ روم کے کسی راہب کو یہ سارے زمانہ آئندہ کے حوادثات اور واقعات جن کا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو آگے چل کر اتفاق پڑنے والا تھا اور جو کہ آپ کے پیروی کرنے والوں کے مابین یا آپ کو اپنے مخالفوں کے ساتھ پیش آنے والے تھے کس نے بتلا دیئے تھے جس کی وجہ سے اُسے معلوم ہو گیا کہ قرآن اور شریعت میں اُن میں سے ہر ایک کے مناسب کیا احکام ہونے چاہئیں۔

پس آپ کو ہر سال کا جواب جو آئندہ آپ کے روبرو ہونے والا تھا اور ہر شبہ کا دفعیہ اور ہر واقعہ کا حکم جس کا آپ کو آئندہ ساری مدت میں اتفاق پڑنے والا تھا بتلا دیا اور آپ نے ہر شئے کے لئے جو امر ضروری تھا اپنے اپنے وقت پر ٹھیک ٹھیک عقلوں کے اطمینان کے قابل بنا دیا اور ہم منجملہ اُن واقعات کے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بعض ایسے امور بھی دیکھتے ہیں جس کی نسبت کسی کے دل میں اس کا خیال بھی نہیں گزر سکتا تھا کہ وہ آئندہ چل کر واقع ہوں گے اور آپ کو اُن کا اتفاق پیش آئے گا اور جس شخص کو تمام اُن واقعات پر جو آپ کو بعد دعویٰ رسالت کے ساری مدت میں پیش آئے ہیں واقفیت ہو گی وہ یقین کر لے گا کہ اُن سارے واقعات پر جو آپ کو اس مدت میں پیش آنے والے تھے۔ کسی راہب[1] کا جس کی نسبت آپ کو گمان ہے حاوی ہو جانا اور ہر ایک کے لئے جو حکم ضروری تھا اُس کا مستحضر کر لینا بلا شک محال ہے۔ سوائے دھینگا دھینگی کرنے والے کے اور کوئی اس کا قائل نہیں ہو سکتا اور اگر آپ کہیں کہ پیروانِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں بعض بعض شخص (خواہ سلمان فارسی ہوں یا اور کوئی) ایسے قوم کے موجود تھے جو علوم و معارف اور انتظاماتِ ملکی میں شہرۂ آفاق تھے۔ پس اس سے کون سا امر مانع ہو سکتا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو حوادثات آپ کو پیش آتے ہوں اُن کے احکام اور جو سوالات کہ آپ سے کئے جاتے ہوں اُن کے جوابات اور جو اعتراضات اور شبہے آپ پر وارد کئے جاتے ہوں اُن میں سے ہر ایک کا دفعیہ اور علاوہ اس کے جو کچھ ہو جب اُس کی آپ کو ضرورت پڑا کرتی ہو اُسی وقت سب کچھ آپ اُن شخصوں سے پوچھ لیا کرتے ہوں۔ پس جب کبھی ان امور میں سے کوئی امر پیش آتا ہو تو آپ اُس شخص کے پاس چلے آیا کرتے ہوں اور اُس سے دریافت کر لیا کرتے ہوں۔ پس وہ جیسی حالت ہو اُس کے موافق بتا دیا کرتا ہو تو ہم کہیں گے اس بات کا وہم کرنا کئی وجہوں سے بالکل لچر ہے۔

اوّل تو اس وجہ سے کہ یہ بات مخفی نہیں کہ ان سب اشیاء کا سیکھنا سکھانا ایک

---

[1] علاوہ بریں یہ شبہ اس طرح بھی بالکل ساقط ہو جاتا ہے کہ سفرِ دوم میں جب آپ راہب سے ملے تھے تو تنہا نہ تھے بلکہ قریش کے اور لوگ بھی آپ کے ساتھ تھے۔ پس اگر آپ نے اس راہب سے جو کچھ سیکھا ہو گا وہ ساتھیوں کو ضرور معلوم ہو گا۔ پھر دعویٰ رسالت کے وقت اُن میں سے کسی نے اس امر کو ظاہر کیوں نہ کر دیا کیوں کہ ان میں کے بہتیرے ایسے تھے جو آپ کے اوپر ایمان نہ لائے تھے اور آپ کے مخالفوں کا ساتھ دیتے تھے۔ اس سے صاف معلوم ہوا کہ وہاں آپ نے کسی راہب سے کچھ نہیں سیکھا۔ ۱۲ مترجم

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایسا امر ہے جو ایک آدھ نشست یا چند نشستوں میں پورا نہیں ہوسکتا اور نہ خفیۃً ہی یہ انجام پاسکتا ہے بلکہ پورے طور سے صرف اسی وقت تعلیم ہوسکتی ہے کہ جب سیکھنے والا سکھانے والے کے پاس مدت دراز تک آمد و رفت کرتا رہے اور اگر ایسا ہُوا ہوتا تو لوگوں میں یہ بات ضرور مشہور ہو جاتی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم فلاں شخص سے علوم حاصل کیا کرتے ہیں اور یہ امر واقع کے خلاف ہے۔

دوسرے اس وجہ سے کہ اگر یہ شخص محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام اُن علوم کا جو آپ کے قرآن و شریعت میں موجود ہیں سکھلانے والا ہوتا تو غایت درجہ کا محقق اور بڑا ہی صاحبِ فضل ہوتا لوگوں میں ممتاز شمار کیا جاتا حالانکہ یہ اشخاص جن کی نسبت آپ لوگوں کا گمان ہے اس پایہ کے شخص نہیں ہیں بلکہ لوگوں میں جن اشخاص کی معرفت و واقفیت کے لحاظ سے شہرت تھی ان میں بھی تو اُن کا شمار نہیں اور پیروان محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں سے بہتیرے لوگ شرعی احکام پر احاطہ رکھنے کے لحاظ سے ان شخصوں سے بدرجہا بڑھے ہوئے تھے اور وہ خود اُن سے اور اُن سے بھی کم درجہ کے لوگوں سے علوم حاصل کیا کرتے تھے اور اپنے ضروری امور سیکھا کرتے تھے اور شاگردوں کی طرح اُن کے ساتھ فروتنی سے پیش آتے تھے اور عقل اس امر کی ہرگز تصدیق نہیں کرتی کہ یہ اشخاص اس پایہ کے ہوتے اور پھر بھی اپنا حال مخفی رکھتے۔

تیسرے اس وجہ سے کہ اگر یہی اشخاص محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سکھلانے والے ہوتے تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم ضرور اپنے سارے پیروی کرنے والوں پر انہی شخصوں کا رتبہ مقدم رکھنے میں مضطر ہوتے اور اگر آپ اُن کی اتنی قدر و منزلت میں کوتاہی کرتے تو ان کو کب صبر آتا۔ حالانکہ ہم دیکھتے ہیں کہ پیروانِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں بہتیروں سے اُن کا درجہ گھٹا ہُوا تھا اور پھر بھی خوش تھے اُن کو یہ امر ذرا ناگوار نہ تھا۔

چوتھے اس وجہ سے کہ ہم نے ان اشخاص کی قوم سے اس کے بعد میل جول کیا تو ہم نے ان علوم، احکام اور جملہ بھلائیوں کی جامع شریعت کو جو سب کچھ محمد صلی اللہ علیہ وسلم لائے تھے اُن کے پاس نہ پایا اور اُن میں سے بہتیری چیزیں ایسی ملیں جن کا اُن کے یہاں اصلاً و نقلاً کچھ پتہ ہی نہ تھا بلکہ ہم نے خود انہیں دیکھا کہ آپ کی شریعت سے جو قوانین اُن کو اپنے انتظام ملکی کے مناسب معلوم ہوتے ہیں اقتباس کر لیتے ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پس یہ اشخاص جملہ علوم و معارف کو کہاں سے لے آئے جس حال میں کہ اُن کی قوم اُن سے محروم تھی۔

پس اے شک و شبہ میں ڈالنے والو! اس بیان نے تمہارے سارے اُن احتمالات کو جو تم نے ہم پر وارد کئے تھے باطل اور مہمل ثابت کر دیا۔ اس لئے ہم بلا کسی شک و شبہ کے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دعویٰ کی برابر تصدیق کرتے رہیں گے۔

ان لوگوں کا اس فرقہ پر شبہات وارد کرنا جس نے سابق کے تینوں فرقوں کے حالات دیکھ کر تصدیق کر لی تھی اور اس فرقہ کا اُن کو جواب دینا

اب یہ بہکانے اور شک میں ڈالنے والے لوگ اُس فرقہ کے پاس آئے جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صدق پر اس بات سے استدلال کیا تھا کہ اہلِ فصاحت و بلاغت نے قرآن و شریعت کے معارضہ سے اپنے عجز کا اقرار کر لیا اور کلام کی خوبیوں کے واقف کاروں نے اس امر کی شہادت دی کہ قرآن شریف اتنی صفات فاضلہ پر مشتمل ہے کہ جن سب کا قرآن کی ایسی کتاب میں جمع کر دینا ہر کسی کا کام نہیں اور بعض اہلِ فصاحت و بلاغت کا قرآن کے معارضہ سے عاجز رہنا اس دلیل سے ظاہر ہو گیا کہ وہ قرآن کا معارضہ تو نہ کر سکے بلکہ بجائے اُس کے گھر بار چھوڑ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لڑنے کو منظور کر لیا جس کے باعث سے وہ مقتول ہوئے اُن کے بچے قید کئے گئے۔ اُن کے شہر اُجاڑے گئے انہیں جلا وطن ہونا پڑا۔ پس انہوں نے آسان طریق کو چھوڑ دیا (اور وہ قرآن کا معارضہ کرنا تھا اگر انہیں قدرت ہوتی) اور لڑائی بھڑائی کے طریق میں جو سب سے دشوار طریق تھا چلنا اختیار کر لیا۔

پس یہ لوگ اُن سے کہنے لگے کہ تمہیں کیا معلوم کہ ان دونوں فرقوں نے جن میں سے ایک نے قرآن شریف کے معارضہ سے اپنے عاجز ہونے اور دوسرے نے قرآن شریف کے اتنی صفات فاضلہ پر مشتمل ہونے کا اقرار کر لیا تھا اور یہ سب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے متبع بن گئے تھے اُنہوں نے یہ امر کسی غرض و غایت کے لئے کیا ہو جس کے حاصل کرنے کا اسی اتباع کو اُنہوں نے ذریعہ قرار دیا ہو اور اسی لئے انہوں نے یہ اقرار کر لیا ہو اور اس امر کی شہادت دے دی ہو تاکہ یہ اُن کے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لئے اُن کے ملامت کرنے والوں پر حجت بن جائے رہا وہ فرقہ جس نے معارضہ کو تو چھوڑ دیا اور اپنے گھر بار کو ترک کر کے جنگ پر آمادہ ہو گیا جس کی وجہ سے یہ کچھ ضرر اُسے اُٹھانا پڑا۔ اُس کی نسبت کہا جاسکتا ہے کہ لبا اوقات محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی جنگ کی ابتدا کی ہو اور آتشِ جنگ کے برافروختہ ہو جانے کے باعث سے اُنہیں معارضہ کرنے کی فرصت نہ ملی ہو اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنہیں اتنی مُہلت نہ لینے دی ہو اور اسی سبب سے وہ آسان طریق کو چھوڑ کر دشوار طریق پر چلے ہوں۔ خلاصہ یہ کہ وہ اُس پر مضطر کر دیئے گئے ہوں۔ پس اس فرقہ نے ان لوگوں کو یہ جواب دیا کہ آپ کا پہلے دونوں فرقوں کے حق میں یہ کہنا کہ شاید اُن کا اقرار کرنا اور اُن کا شہادت دینا اور پھر اتباع کر لینا کسی غرض و غایت پر مبنی ہو جس کے حاصل کرنے کا انہوں نے اسے ذریعہ قرار دیا ہو تو یہ سر تا پا بے تکی اور بالکل بے سوچی سمجھی بات ہے اس لئے کہ یہ امر پوشیدہ نہیں ہے کہ عاقل کے نزدیک سب سے مشکل کام اپنے دین کا چھوڑ دینا ہے جس میں اُسے دنیوی اور اُخروی نجات کی امید ہو اور بعد اس کے تمام چیزوں سے دشوار تر یہ ہے کہ وہ ان رسموں کو چھوڑ دے جن کا وہ خوگر ہو رہا ہے اور انہیں اپنے اسلاف پیشین سے سیکھا ہے حتیٰ کہ بعض کی تو یہ حالت ہے کہ باوجودیکہ انہیں اپنی رسموں کی برائی بھی معلوم ہو جائے تاکہ اُن کا چھوڑنا اُن پر نہایت ہی شاق ہوتا ہے اور اُن کا جی اُن پر جمے رہنے کو ہی چاہتا ہے۔

اس بنا پر عاقل اپنے دین کو اُس وقت تک ہرگز نہیں چھوڑ سکتا جب تک کہ اُسے اپنے دین کے سوا کسی دوسرے دین میں نجات حاصل ہو جانے کا پورا پورا یقین نہ ہو جائے علیٰ ہذا القیاس وہ اپنی رسموں کو بھی خصوصاً موروثی رسموں کو سوائے اُس حالت کے کہ کوئی ایسا ہی قوی سبب پایا جائے نہیں چھوڑ سکتا اور ہم دیکھتے ہیں کہ ان دونوں فرقوں نے اپنے دین کو جس سے انہیں اپنی امید کی امید تھی چھوڑ دیا اور اپنی رسموں کے بھی تارک بن گئے جن کے کہ وہ خوگر ہو رہے تھے اور اُن سب چیزوں کی نہایت شدت کے ساتھ مذمت کرنے لگے اور انہوں نے قرآن کے معارضہ سے اپنے عجز کا اقرار کر لیا اور اُس پر محض اطلاع حاصل کرتے ہی بلا اس

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے کہ انہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے کچھ خوف ہوتا قرآن کے فضل کی شہادت دینے لگے۔ کیونکہ اُن میں خود بہت ہی قوی قومی پاس و لحاظ موجود تھا اور انہیں محمدؐ کے مال و دولت کی حاجت نہ تھی (کیونکہ پہلے آپ کے پاس کچھ تھا ہی نہیں) بلکہ قبل اس کے کہ آپ کی حمایت کرنے والی جماعت قائم ہوئی ہوتی اور آپ کے ہاتھ کچھ مال آیا ہوتا یا اور کوئی مضطر کر دینے والا سبب پایا جاتا وہ لوگ یہ شہادت دے چکے تھے اور قرآن کے فضل کا اقرار کر چکے تھے یہ بات آپ کے اور اُن کے اتباع کرنے کی کیفیت پر پوری پوری اطلاع حاصل کرنے سے بخوبی معلوم ہوتی ہے۔

پس اگر اُن کو معارضہ کرنے سے اپنے عاجز ہونے اور قرآن کے اس قدر فضائل پر مشتمل ہونے کا جن کے جمع کرنے سے انسان عاجز ہے یقین نہ ہو گیا ہوتا تو وہ ہرگز یہ اقرار نہ کرتے اور کبھی اس کی شہادت نہ دیتے اور نہ وہ اتباع ہی کرتے جس کی وجہ سے انہیں اپنا دین جس کو وہ اپنے اعتقاد کے موافق باعث نجات سمجھتے تھے چھوڑنا پڑا اور اپنی رسموں کے ترک کرنے کی مشقت اٹھانا پڑی حالانکہ وہ عقیل و فہیم اور بے خوف تھے۔ رہا فصحاء و بلغاء کے حق میں جن کا معارضہ سے عاجز ہونا اس طرح پر ظاہر ہوا کہ انہوں نے معارضہ کو چھوڑ کر جنگ کو منظور کیا جس کی وجہ سے انہیں بہت سے نقصانات اٹھانا پڑے۔

یہ کہنا کہ بسا اوقات محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اُس کی مہلت نہ لینے دی ان کو معارضہ کی فرصت نہ ملی ہو اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اس کی مہلت نہ لینے دی ہو۔ اس کی نسبت ہم کہتے ہیں کہ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا معارضہ کے لئے اُن کو بلانا اور ان کا باز رہنا ایک آدھ واقعہ یا ذرا سی مدت میں ہوتا تو البتہ عقل آپ کے اس احتمال کو قبول کر سکتی لیکن یہ بات نہیں ہے کیونکہ اُن کے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مابین اُس وقت تک ہرگز لڑائی واقع نہیں ہوئی جب تک کہ آپ نے بار بار قرآن کو معارضہ کے لئے اُن پر پیش نہیں کر لیا اور کھلے خزانہ اُس کی منادی نہیں کر دی کہ انسان اُس کے معارضہ سے بالکل عاجز ہے اور اس پر ایک مدت گزر نہیں گئی اور مدت بھی کوئی تھوڑی نہیں بلکہ ایک قسم کی طویل مدت۔ علاوہ بریں اس زمانہ کے شعر و شاعری میں آپ کو اس قدر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پیرو بھی نہیں ہوئے تھے جن سے کہ لڑائی کی جا سکے۔ پھر اس کے بعد بھی کہ آپ کے اور اس فرقہ کے مابین آتش جنگ برافروختہ ہو چکی۔ جب کبھی آپ کو مہلت ہوئی آپ برابر قرآن کو مقابلہ کے لئے اُن کے سامنے پیش کرتے رہے اور انہیں اُس کے معارضہ کی جانب بلاتے رہے اور اُن کے اور آپ کے درمیان صلح بھی بہت ہو جایا کرتی تھی اور اوقات صلح میں آپ کو اور آپ کے ساتھیوں کو اُن لوگوں کے ساتھ بارہا یکجائی کا اتفاق ہوتا تھا۔ پس اگر اُنہیں معارضہ پر قدرت ہوتی تو انہیں ممکن تھا کہ مصالحت اور فرصت کے زمانہ میں قرآن کا معارضہ کرتے اور جو کچھ وہ قرآن کے مقابلہ میں لاتے اُس کو آپ کے پاس بھیج دیتے اور قبائل عرب میں اُس کو شائع کر دیتے تو کوئی نہ کوئی اُن کا مددگار کھڑا ہی ہو جاتا لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ اُن لوگوں نے اس کا قصد ہی نہیں کیا نہ آپ کے ابتدائے دعویٰ میں نہ وقت جنگ میں نہ زمانہ صلح میں اور اپنی فصاحت و بلاغت سے آپ کی اور آپ کے پیروی کرنے والوں کی صرف ہجو کرنے پر مضطر ہو گئے۔

رہا قرآن کا معارضہ اس بارہ میں تو اُن کے مُنہ سے ایک کلمہ بھی نہیں نکلا اور اگر کسی نے قرآن کے معارضہ میں کچھ کہا ہوتا تو ہم پر مخفی نہ رہ سکتا اور مشرق سے لے کر مغرب تک برابر اُسے روایت کرنے والے نقل کرتے اس لئے یہ سارے احتمالات جن سے آپ نے ہمیں شک میں ڈالنا چاہا تھا بالکل غلط اور باطل ہیں اُن کو سوائے اُس شخص کے جسے تحقیق سے کچھ سروکار نہ ہو اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ فرقوں کا جو معاملہ تھا اُس کی حقیقتِ حال سے محض ناواقف ہو اور کوئی نہیں تجویز کر سکتا۔ پس ہم ان سب واہی تباہی احتمالات کو چھوڑتے ہیں اور اپنی پیشتر کی دلیل پر اعتماد کر کے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دعویٰ کی بلا کسی شُبہ کے برابر تصدیق کرتے رہیں گے اور اسی کا اقرار کئے جائیں گے۔

ان لوگوں کا اس فرقہ پر شُبہات وارد کرنا جسنے مُعجزات اور خوارق عادات دیکھ کر تصدیق کی تھی اور اُس فرقہ کا جواب دینا اور آپ کی نسبت ساحر ہونے کے احتمال کو ردّ کرنا

پھر یہ بہکانے اور شُبہ میں ڈالنے والے لوگ اُس فرقہ کی طرف جُھکے جس نے حضرت

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دعویٰ کی اُس وقت تصدیق کی تھی جب کہ انہوں نے خوارق عادات اور طبعی قوانینِ قدرت کے مخالف امور آپ کے ہاتھوں پہ ظاہر ہوتے ہوئے مشاہدہ کر لئے تھے۔

پس اُن سے یہ کہنے لگے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ خوارق عادات ظاہر کئے ہیں احتمال ہے کہ یہ ایک قسم کا جادو ہے۔ پس انہوں نے تم لوگوں کی نظر بندی کر دی ہو جس کی وجہ سے تمہیں ان چیزوں کے واقع ہونے کا خیال بندھ گیا ہو تو اُس فرقہ نے انہیں یہ جواب دیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی حالت جادوگروں کی سی حالت نہیں ہے کیونکہ آپ نیکی کا حکم کرتے ہیں برائیوں سے روکتے ہیں اور جادوگروں کی یہ حالت دیکھی جاتی ہے کہ بدکار اور شہوت پرست ہوتے ہیں اپنے رذیل اور ادنیٰ درجہ کے مقاصد حاصل کرنے کی غرض سے اعمال سحر کیا کرتے ہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے امور خارق عادات کا کرنا کسی ادنیٰ درجہ کی غرض کے لئے ثابت نہیں ہوتا وہ تو صرف اس غرض سے امور خارق عادت کو ظاہر کرتے ہیں تاکہ جو شریعت آپ لائے ہیں اُس کی پیروی کرنے میں عقلوں کو اطمینان حاصل ہو جائے اور آپ کی شریعت سراسر مکارم اخلاق پر مشتمل ہے۔ تمام برائیوں سے بچنے اور نیکیوں کے ساتھ آراستہ ہونے کا حکم کرتی ہے۔

پس آپ کی حالت تو صفاتِ کمالیہ کے ساتھ متصف ہونے، راہ مستقیم پہ چلنے، خلق خدا کو حق بات کی ہدایت کرنے اور راہِ فلاح اختیار کرنے کے لحاظ سے بالکل انبیاء سابقین کی سی ہے اور آپ کے دعوے کی بھی خدا کی جانب سے اُسی طرح تائید ہوتی ہے جیسے کہ گزشتہ رسولوں کے دعوے کی خارق عادت امور کے سرزد کرنے سے جن پر کہ سوائے خدا کے اور کسی کو قدرت نہیں ہے تائید کی گئی تھی اور امر خارق عادت کو سرزد کر دینا خدا کی جانب سے اُس رسول کے دعویٰ کی تصدیق کے قائم مقام ہے۔ گویا خدا یہ فرماتا ہے کہ ان امور میں میرا بندہ سچا ہے جو میری جانب سے وہ تمہیں پہنچاتا ہے اور عالم کے عادی قوانین قدرت کو اُس کے ہاتھ پر میرا خرق کر دینا اور ان عادی قوانینِ قدرت کے خلاف ظاہر کرنا ہی میری جانب سے اُس کے دعوے کی تصدیق ہے (سابق میں اُس کی کافی طور پر توضیح ہو چکی ہے اگر آپ چاہیں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تو وہاں دیکھ لیں)

علاوہ بریں بعض خارق عادت امور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر ایسے بھی ظاہر ہوئے ہیں جن کی نسبت عقل ہرگز تصدیق نہیں کر سکتی کہ جادوگروں کو اُن پر قدرت ہو سکتی ہے جیسے کہ چاند کا شق ہو جانا جس کا تمام لوگوں نے خواہ وہ وہاں موجود تھے یا میدانوں میں سفر کر رہے تھے سب نے بچشم خود مشاہدہ کیا تھا۔ چنانچہ جیسے کہ اس امر کو اُن لوگوں نے جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود تھے اور جنہوں نے کہ اس کی درخواست کی تھی دیکھا تھا اسی طرح اُن مسافروں نے بھی اس کا مشاہدہ کیا تھا اور آکر خبر دی تھی جو دُور دراز مقامات سے وارد ہوتے تھے جن کا افق محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس والے لوگوں کے افق کے ساتھ موافقت و مساوات رکھتا تھا۔ پس فرض کر لیجئے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے حاضرین کی نظر بندی کر دی ہو یہاں تک کہ اُنہوں نے اس امر کا مشاہدہ کر لیا کہ چاند شق ہو گیا تو کیا آپ کی قدرت میں یہ بات بھی ہو سکتی ہے کہ آپ اُن مسافروں کی بھی نظر بندی کر دیتے جن میں سے ہر فریق میدانوں میں جدا جدا مقام پر تھا۔ اس بات کا سوائے اس شخص کے کوئی قائل نہیں ہو سکتا جو دھینگا دھینگی کرے یا اس امر سے محض ناواقف ہو کہ جادوگروں کو اپنے اعمال میں کہاں تک قدرت ہو سکتی ہے۔

علاوہ بریں ہم نے بعد اس کے کہ ان خوارق کے باعث سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کر لی اور پورے طور سے آپ کی شریعت پر مطلع ہو گئے اور آپ کے ساتھ خوب خلا ملا بھی بڑھا لیا اور آپ نے حالات میں نہایت باریک بینی سے غور کیا تو ہم نے آپ کی شریعت میں سرتاپا راستی اور وہی تمام امور پائے جن پر عمل کرنے والے کو سراسر بہبودی اور بھلائی حاصل ہو اور تمام نقصانات سے وہ محفوظ رہے اور آپ کی شریعت اصل استقامت اور راستی میں گو رسل سابقہ کی شرائع کے مثل نکلی لیکن تمام ابواب کمالات پر پورے طور سے حاوی ہونے کے لحاظ سے اُن سے بھی فوقیت لے گئی اور ہم نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں کوئی ایسی چیز نہیں دیکھی جس سے عقل انکار کرے یا آپ کی جانب سے دل میں کچھ شک پیدا ہو اور نہ آپ کی شان جادوگروں کی سی معلوم ہوئی اور نہ آپ کا چال چلن بازوں ہی کا سا نظر آیا جو متاع دُنیا کے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حاصل کرنے اور اپنی شہوت رانی کے لئے طرح طرح کے حیلے بہانے کیا کرتے ہیں بلکہ آپ کا تو یہ طریق ہے کہ لوگوں کو راہِ راست کی ہدایت کرتے تھے اور یہ سکھلاتے تھے کہ وہ اپنے مالک کا شکر ادا کیا کریں کنبہ والوں کے ساتھ سلوک سے پیش آئیں۔ یتیموں اور مسکینوں کو کھانا کھلایا کریں اور باوجود اس کے آپ اپنی پیروی کرنے والوں پر پدرِ شفیق کی طرح شفقت فرماتے تھے آپ کو اُن کے مال و دولت کی ذرا بھی طمع نہ تھی اور نہ اُن کی لذیذ چیزوں سے آپ کو کچھ میلان تھا بلکہ آپ پہلے رسولوں کی طرح خود ہی ان پر احسان کیا کرتے تھے۔

پس جو کچھ ہم نے پیشتر بیان کیا اُس کی بناء پر ہمیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دعوے کے سچے ہونے میں ذرا بھی شک باقی نہیں رہا اور آپ کا یہ بہکانا اور شک میں ڈالنا بالکل ہوا ہو گیا اور ہر منصف کی نظر میں اُس کا کچھ اعتبار نہ رہا اس لئے ہم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دعوے کی برابر تصدیق کرتے رہیں گے اور جو کچھ آپ خدا کے پاس سے لائے ہیں اُسی پر ایمان رکھیں گے۔ خدا ہی توفیق کا مالک ہے۔

ان لوگوں کا اُس فرقہ کے پاس آکر شبہات وارد کرنا جن سے انبیائے سابقین اور کتب سابقہ کی بتلائی ہوئی علامتوں کے آپ پر منطبق ہو جانے سے آپ کی رسالت پر استدلال کیا اور اُس فرقہ کا اُن کو جواب دینا

اس کے بعد یہ بہکانے اور شک میں ڈالنے والے لوگ اس فرقہ کی طرف مائل ہوئے جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صدق پر اس سبب سے استدلال کیا تھا کہ جو انبیاء سابقین کی کتابوں میں ایسے رسول کی علامتیں مذکور تھیں جس کو اُن کے بعد خدا بھیجنے والا تھا وہ سب علامتیں آپ پر منطبق ہو گئی تھیں۔ پس اس فرقہ سے یہ لوگ کہنے لگے کہ آپ کو کیا معلوم کہ یہ علامتیں کسی ایسے رسول پر منطبق ہو چکی ہوں جو محمد ﷺ کے دعوے کرنے سے پیشتر ہی گزر چکے ہوں تو اس فرقہ نے اُنھیں یہ جواب دیا کہ ہم نے اُن رسولوں کے حالات کی تواریخ سے بحث کر کے دیکھا ہے جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے پیشتر اور ان کتابوں میں ان علامتوں کے وارد ہونے کے بعد ہوئے ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بس ہمیں تو اُس میں سے کوئی بھی ایسا رسول نہیں ملا جس پر ساری علامتیں منطبق ہو جاتیں اور اگر کوئی ایسا ہُوا ہوتا تو رسولوں کی ساری تاریخیں اُس کے ذکر سے خالی نہ ہوتیں اور اس کی خبریں بھی ہم تک ضرور نقل کی جاتیں۔ اگرچہ بعض قصص کی کتابوں ہی میں کیوں نہ اُن کا ذکر ہوتا۔ کیونکہ ایسے شخص کا بالکل اس طرح ذکر ہرگز نہیں مٹ سکتا۔ ہاں بعض انبیاء ایسے پائے گئے ہیں جن میں بعض بعض علامتیں پائی گئی ہیں۔ لیکن اُن سے پیشتر کوئی ایسا نہیں ہُوا جس میں یہ سب کی سب علامتیں موجود ہوتیں اور ہم نے اپنے استدلال کی تقریر میں اس کی توضیح کر دی ہے (پس وہیں دیکھ لینا چاہیئے)۔

پھر یہ لوگ اُن سے کہنے لگے تمہیں یہ کیا معلوم شاید خدا کی جانب سے آئندہ کوئی رسول آئے جس پر یہ ساری علامتیں منطبق ہو جائیں اور ان کتابوں میں جس شخص کی خبر دی گئی ہے اس سے وہی مقصود ہو اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ علامتیں اتفاقی طور پر منطبق ہو گئی ہوں اور اگرچہ ان سب علامتوں کا دو شخصوں میں مجتمع ہو کر پایا جانا نہایت ہی مستبعد ہے لیکن تاہم عقل اس کو محال بھی نہیں سمجھتی۔

پس اس فرقہ نے ان لوگوں کو یہ جواب دیا ہمارا اعتقاد یہ ہے کہ جس خدا کی جانب یہ بات منسوب کی جاتی ہے کہ اُس نے رسولوں کو بھیجا اور اُن پر کتابیں اور وحی نازل کیں وہ خدا نہایت ہی علیم و حکیم ہے اس لئے جتنی آئندہ ہونے والی باتیں ہیں اُن سب کا علم بھی اُسے ضرور ہونا چاہیئے۔ پس جب اُسے یہ معلوم تھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم آئندہ ہوں گے اور رسالت کا دعوےٰ کریں گے اور ساری علامتیں اُن پر منطبق ہو جائیں گی اور وہ مقصود نہ ہوں گے بلکہ جو مقصود ہوں گے وہ اُن کے بعد آئیں گے تو ضرور تھا کہ اپنی حکمت کے مقتضا کے موافق وہ ہم کو اس پر ضرور آگاہ کر دیتا چاہے ان کتابوں میں صرف اتنا ہی کیوں نہ کہہ دیتا کہ آئندہ ایک شخص مدعی رسالت پیدا ہو گا اور میرے رسولوں کی کتابوں میں جو علامتیں مذکور ہیں وہ سب اس پر منطبق ہو جائیں گی لیکن وہ میری مراد نہ ہو گا بلکہ میری مراد صرف وہ شخص ہو گا جو اُس کے بعد آئے گا اور چونکہ خدائے سبحانہ کی جانب سے اس قسم کی کوئی اطلاع وارد نہیں ہوئی ہے اس لئے لازم ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی یقیناً مراد ہوں اور ان علامات کا دو شخصوں میں پائے جانے کا احتمال جس کی نسبت

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تم کہتے ہو کہ عقل اُسے محال نہیں سمجھتی تو اس تقریر سے ظاہر ہو گیا کہ وہ بلاشک محال ہے کیونکہ اُس سے یا تو اللہ تعالےٰ کا آئندہ کے واقعات سے جاہل اور ناواقف رہنا لازم آئے گا یا یہ ماننا پڑے گا کہ خدا کے اعمال حکمت کے خلاف بھی ہوتے ہیں اور وہ اپنے بندوں کو دھوکہ میں ڈالا کرتا ہے اور یہ تمام چیزیں محال ہیں (جیسا کہ یہ امر جہاں خدا کی صفات کا بیان ہوا ہے ثابت ہو چکا ہے۔)

پس جو شئے محال کو مستلزم ہے وہ بھی محال ہو گی۔ اس بنا پر ان علامتوں کے دو شخصوں میں پائے جانے کو عقل ہرگز تجویز نہیں کر سکتی اس لئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی جن میں یہ ساری علامتیں بتمامہا پائی گئی ہیں قطعاً مراد ٹھہرے اور ہم اپنے استدلال کی تقریر میں پورے طور سے اس کی شرح بیان کر چکے ہیں۔ پس بلا کسی شک و شبہ کے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دعویٰ کی ہم برابر تصدیق کرتے رہیں گے۔

ان لوگوں کا اس فرقہ کے پاس آکر شبہات وارد کرنا جس نے ادلہ سابقہ کے آپ کے صدق پر متفق ہو جانے سے استدلال کیا اور اس فرقہ کا اُن کو جواب دینا اور نیز اس امر کا بیان کہ مجموعہ کا حکم اپنے افراد کے علاوہ ایک خاص حکم بھی ہوتا ہے ۱۲

پھر یہ بہکانے اور شک میں ڈالنے والے لوگ اُس فرقہ کی جانب مائل ہوئے جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صدق پر اس طرح استدلال کیا تھا کہ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دعویٰ میں سچے نہ ہوتے تو آپ کی تصدیق پر یہ سارے دانا اور عقلمند فرقے اتفاق نہ کر لیتے بعد اس کے کہ وہ آپ کے نہایت شدت سے مخالف تھے اور آپ کی بڑے زور و شور سے تکذیب کیا کرتے تھے اور اپنے عقائد و رسموں کے بڑے حمایت کرنے والے تھے اور نہ اُن کو آپ کے صدق کی اس قدر کثرت سے دلیلیں ملتیں لیکن چونکہ یہ سارے عقلمند فرقے آپ کی تصدیق پر متفق ہو گئے اور اُن کو اس قدر کثرت سے دلیلیں مل گئیں اس لئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم صادق ٹھہرے تو یہ لوگ اُن سے کہنے لگے احتمال ہے کہ ان فرقوں کی دلیلوں میں سے ہر دلیل ظنی ہو جس سے یقین نہ حاصل ہو سکتا ہو اور جب یہ حالت ہو تو ساری دلیلیں مجموعی طور

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر بھی ظنی ہی رہیں گی کیونکہ مجموعہ کی حقیقت سوائے ان آحاد و اجزاء کے اور کچھ نہیں ہُوا کرتی۔ پس اعتقاد اور دین کے چھوڑ دینے کے بارہ میں اس پر اعتماد کیا جا سکتا ہے اور یہ بھی احتمال ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی فطرتی تیزی اور قوت بیانیہ کی وجہ سے اُن میں سے ہر فرقہ کی ظنی دلیل کو یقینی دلیل کا لباس پہنا دیا ہو۔

پس اس فرقہ نے ان لوگوں کو یہ جواب دیا کہ ان فرقوں میں سے جنہوں نے ان دلیلوں سے استدلال کیا ہے ہر فرقہ کی یہ حالت ہے کہ جب اُس میں عاقل غور کرے گا اور دیکھے گا کہ وہ سب عقلمند اور اپنے عقائد اور عادات کے بڑے حامی و طرفدار تھے تو اُس کی عقل ہرگز اُس کی تصدیق نہ کرے گی کہ ان فرقوں نے اپنے دین اور اپنی رسموں کے ترک کرنے میں کسی ظنی دلیل پر اعتماد کیا ہو اور اپنی دلیل کی تنقیح اور اس بارے میں یقینی دلیل پر اعتماد کرنے میں سستی یا کوتاہی کی ہو کیونکہ جس امر کی انہوں نے پیشقدمی کی ہے اُس پر اُن کا پیشقدمی کرنا کوئی معمولی اور ہلکی بات نہیں ہے یہاں تک کہ وہ اس بارہ میں تحقیق و تدقیق سے کام نہ لیتے اور اس کو مہمل رہنے دیتے۔ پس جس چیز سے کہ عقلِ سلیم کی تسکین ہو سکتی ہے وہ یہی ہے کہ اُن میں سے ہر طائفہ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی اختیار کرنے میں سوائے قطعی دلیل کے جس سے یقین حاصل ہو سکے اور کسی دلیل پر اعتماد نہیں کیا ہے۔ اور اگر فرض کر لیا جائے کہ اُن دلیلوں میں سے ہر دلیل کا یقینی ہونا اس تقریر سے قطعی طور پر ثابت نہیں ہوتا تاہم ان ساری دلیلوں کا ایک ہی نتیجہ پر متفق ہو جانا اور وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا صدق ہے خود ایک مستقل دلیل کی حیثیت رکھتا ہے جس سے ہمیں آپ کے دعوے کی صحت کا قطعی علم حاصل ہوتا ہے اور آپ کا یہ کہنا کہ جب علیحدہ ہر ایک دلیل ظنی ہو تو اُن سب دلیلوں کا مجموعہ بھی ظنی ہو گا کیونکہ مجموعہ سوائے ان آحاد و اجزاء کے یکجائی طور پر لحاظ کرنے کے اور کسی چیز کا نام نہیں ہے تو یہ کہنا تسلیم کے قابل نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ مجموعہ گو انہی آحاد و اجزاء کا نام ہے لیکن ہر جزو کے اور مجموعہ کے حکم میں محسوسات اور معقولات دونوں کے اعتبار سے بڑا فرق ہے دونوں کا ایک حکم نہیں ہو سکتا جیسا کہ پوشیدہ نہیں (اس کی تفصیل اس مقام پر گزر چکی ہے جہاں اُن فرقوں کی دلیلوں میں تاویل کرنے والے لوگوں پر رد کیا گیا ہے جنہوں نے اُس شخص کو سچا سمجھا تھا جسے یاد تراز...

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کچھ اور بیان کر دیا جائے گا) کیا آپ یہ نہیں دیکھتے کہ ایک موٹی سی رسّی ایک مہین تاگوں کا مجموعہ ہوتی ہے جس میں سے ہر تاگہ کو ایک چھوٹا سا بچہ بھی تنہا منقطع کر سکتا ہے لیکن ان سب تاروں کا مجموعہ جسے رسّی کہتے ہیں اُس کے قطع کرنے سے قوی سے قوی شخص بھی عاجز ہے اور یہی کیفیت اُس حالت میں بھی ہے اگر کسی مجمع سے ایک جماعت کثیر جس میں کہ وہ ایک تقریر کرنے والے کے پاس حاضر تھے جس نے اُن میں تقریر بیان کی تھی نکلے اور اُن میں سے ہر شخص یہ خبر دے کہ مقرر اثناء تقریر میں منبر سے گر پڑا اور اُس کا سر پھٹ گیا۔

پس اس صورت میں اُن میں سے ہر شخص کی خبر علیحدہ علیحدہ اگرچہ ظنی ہے ہر ایک میں احتمال ہے کہ اُس نے جھوٹ کہہ دیا ہو لیکن ان سب لوگوں کی خبریں مجموعی طور پر ضرور یقین کو مفید ہیں۔ عقل اس بات کو محال سمجھتی ہے کہ اتنی بڑی جماعت کی جماعت نے جھوٹ بولنے پر اتفاق کر لیا ہو حالانکہ ہر ایک اُن میں سے ایک جُدا جُدا خیال کا آدمی ہو اور کوئی ایسا جامع بھی نہ پایا جائے جو اتنے بہت سے لوگوں کو اس جھوٹی خبر کے تراش لینے پر اکٹھا کر لے اور ایسا ہی اس وقت بھی ہے جب کہ ایک جماعت کی جماعت یہ کہے کہ حاکم اپنے سفر سے اس شہر میں لوٹ آیا ہے پس کوئی تو یہ کہتا ہو کہ میں نے آج اُس کے بعض نوکروں کے پاس دیکھا ہے کہ اُس کے کپڑے آگئے ہیں کوئی کہتا ہو کہ میں نے اُس کے خاص خادموں کو جو اُسی کی خدمت میں رہا کرتے ہیں دیکھا ہے کہ وہ آگئے ہیں کوئی یہ کہتا ہو کہ میں نے اُس کے عزیز لڑکے کو جسے کہ وہ کیا سفر اور کیا حضر ہمیشہ اپنے ساتھ رکھتا ہے اور اُس کی عادت ہے کہ کبھی اُس سے جُدا نہیں ہوتا وہ بھی آگیا ہے۔ کوئی کہتا ہو کہ میں نے توپیں سر ہونے کی آواز سُن کر بعض توپ خانہ والوں سے اس کا سبب پوچھا تھا تو وہ کہتے تھے کہ آج شہر میں حاکم وارد ہُوا ہے اسی لئے توپیں سر ہو رہی ہیں۔ کوئی کہتا ہو کہ میں نے اُس کے اہل عملہ کو دیکھا ہے کہ کشتی سے اُترتے وقت امیر کو سلام کرنے اور اُس سے ملاقات کرنے کے لئے جلدی جلدی جا رہے تھے اور انہی سے یہ خبر بھی مجھے معلوم ہوئی ہے اسی طرح کسی نے کچھ کہا اور کسی نے کچھ اور اُن میں سے ہر ایک نے ایک ایسی دلیل بیان کی کہ جب اسے بحد ذاتہ دیکھا جائے تو ظنی ہے لیکن عقل ایسے موقعہ پر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر بھی ظنی ہی رہیں گی کیونکہ مجموعہ کی حقیقت سوائے ان آحاد و اجزاء کے اور کچھ نہیں ہُوا کرتی۔ پس اعتقاد اور دین کے چھوڑ دینے کے بارہ میں اس پر اعتماد کیا جا سکتا ہے اور یہ بھی احتمال ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی فطرتی تیزی اور قوت بیانیہ کی وجہ سے اُن میں سے ہر فرقہ کی ظنی دلیل کو یقینی دلیل کا لباس پہنا دیا ہو۔

پس اس فرقہ نے ان لوگوں کو یہ جواب دیا کہ ان فرقوں میں سے جنہوں نے ان دلیلوں سے استدلال کیا ہے ہر فرقہ کی یہ حالت ہے کہ جب اُس میں عاقل غور کرے گا اور دیکھے گا کہ وہ سب عقلمند اور اپنے عقائد اور عادات کے بڑے حامی و طرفدار تھے تو اُس کی عقل ہرگز اُس کی تصدیق نہ کرے گی کہ ان فرقوں نے اپنے دین اور اپنی رسموں کے ترک کرنے میں کسی ظنی دلیل پر اعتماد کیا ہو اور اپنی دلیل کی تنقیح اور اس بارے میں یقینی دلیل پر اعتماد کرنے میں سستی یا کوتاہی کی ہو کیونکہ جس امر کی انہوں نے پیشقدمی کی ہے اُس پر اُن کا پیشقدمی کرنا کوئی معمولی اور ہلکی بات نہیں ہے یہاں تک کہ وہ اس بارہ میں تحقیق و تدقیق سے کام نہ لیتے اور اس کو مہمل رہنے دیتے۔ پس جس چیز سے کہ عقلِ سلیم کی تسکین ہو سکتی ہے وہ یہی ہے کہ اُن میں سے ہر طائفہ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی اختیار کرنے میں سوائے قطعی دلیل کے جس سے یقین حاصل ہو سکے اور کسی دلیل پر اعتماد نہیں کیا ہے۔ اور اگر فرض کر لیا جائے کہ اُن دلیلوں میں سے ہر دلیل کا یقینی ہونا اس تقریر سے قطعی طور پر ثابت نہیں ہوتا تاہم ان ساری دلیلوں کا ایک ہی نتیجہ پر متفق ہو جانا اور وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا صدق ہے خود ایک مستقل دلیل کی حیثیت رکھتا ہے جس سے ہمیں آپ کے دعوے کی صحت کا قطعی علم حاصل ہوتا ہے اور آپ کا یہ کہنا کہ جب علیحدہ ہر ایک دلیل ظنی ہو تو اُن سب دلیلوں کا مجموعہ بھی ظنی ہو گا کیونکہ مجموعہ سوائے ان آحاد و اجزاء کے یکجائی طور پر لحاظ کرنے کے اور کسی چیز کا نام نہیں ہے تو یہ کہنا تسلیم کے قابل نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ مجموعہ گو انہی آحاد و اجزاء کا نام ہے لیکن ہر جزو کے اور مجموعہ کے حکم میں محسوسات اور معقولات دونوں کے اعتبار سے بڑا فرق ہے دونوں کا ایک حکم نہیں ہو سکتا جیسا کہ پوشیدہ نہیں اور اس کی تفصیل اس مقام پر گزر چکی ہے جہاں اُن فرقوں کی دلیلوں میں تاویل کرنے والے لوگوں پر رد کیا گیا ہے جنہوں نے اُس شخص کو سچا سمجھا تھا جسے بادشاہ نے بھیجا تھا اور اس موقع پر اس کا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کچھ اور بیان کر دیا جائے گا) کیا آپ یہ نہیں دیکھتے کہ ایک موٹی سی رسی ایک مہین تاگوں کا مجموعہ ہوتی ہے جس میں سے ہر تاگہ کو ایک چھوٹا سا بچہ بھی تنہا منقطع کر سکتا ہے لیکن ان سب تاروں کا مجموعہ جسے رسی کہتے ہیں اُس کے قطع کرنے سے قوی سے قوی شخص بھی عاجز ہے اور یہی کیفیت اُس حالت میں بھی ہے اگر کسی مجمع سے ایک جماعت کثیر جس میں کہ وہ ایک تقریر کرنے والے کے پاس حاضر تھے جس نے اُن میں تقریر بیان کی تھی نکلے اور اُن میں سے ہر شخص یہ خبر دے کہ مقرر اثناء تقریر میں منبر سے گر پڑا اور اُس کا سر پھٹ گیا۔

پس اس صورت میں اُن میں سے ہر شخص کی خبر علیحدہ علیحدہ اگرچہ ظنی ہے ہر ایک میں احتمال ہے کہ اُس نے جھوٹ کہہ دیا ہو لیکن ان سب لوگوں کی خبریں مجموعی طور پر ضرور یقین کو مفید ہیں۔ عقل اس بات کو محال سمجھتی ہے کہ اتنی بڑی جماعت کی جماعت نے جھوٹ بولنے پر اتفاق کر لیا ہو حالانکہ ہر ایک اُن میں سے ایک جُدا جُدا خیال کا آدمی ہو اور کوئی ایسا جامع بھی نہ پایا جائے جو اتنے بہت سے لوگوں کو اس جھوٹی خبر کے تراش لینے پر اکٹھا کر لے اور ایسا ہی اس وقت بھی ہے جب کہ ایک جماعت کی جماعت یہ کہے کہ حاکم اپنے سفر سے اس شہر میں لوٹ آیا ہے پس کوئی تو یہ کہتا ہو کہ میں نے آج اُس کے بعض نوکروں کے پاس دیکھا ہے کہ اُس کے کپڑے آگئے ہیں کوئی کہتا ہو کہ میں نے اُس کے خاص خادموں کو جو اُسی کی خدمت میں رہا کرتے ہیں دیکھا ہے کہ وہ آ گئے ہیں کوئی یہ کہتا ہو کہ میں نے اُس کے عزیز لڑکے کو جسے کہ وہ کیا سفر اور کیا حضر ہمیشہ اپنے ساتھ رکھتا ہے اور اُس کی عادت ہے کہ کبھی اُس سے جُدا نہیں ہوتا وہ بھی آگیا ہے۔ کوئی کہتا ہو کہ میں نے توپیں سر ہونے کی آواز سُن کر بعض توپ خانہ والوں سے اس کا سبب پوچھا تھا تو وہ کہتے تھے کہ آج شہر میں حاکم وارد ہُوا ہے اسی لئے توپیں سر ہو رہی ہیں۔ کوئی کہتا ہو کہ میں نے اُس کے اہلِ عملہ کو دیکھا ہے کہ کشتی سے اُترتے وقت امیر کو سلام کرنے اور اُس سے ملاقات کرنے کے لئے جلدی جلدی جا رہے تھے اور انہی سے یہ خبر بھی مجھے معلوم ہوئی ہے اسی طرح کسی نے کچھ کہا اور کسی نے کچھ اور اُن میں سے ہر ایک نے ایک ایسی دلیل بیان کی کہ جب اسے بحد ذاتہ دیکھا جائے تو ظنی ہے لیکن عقل ایسے موقعہ پر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہر دلیل کو علیحدہ علیحدہ لحاظ نہیں کرتی بلکہ سب کو مجموعی طور پر دیکھتی ہے اور کہتی ہے کہ یہ ساری دلیلیں اتفاقی طور سے ایک ہی بات پر ہرگز اکٹھا نہیں ہو سکتیں اور اسی وجہ سے حاکم کی آمد کا قطعی طور پر یقین کر لیتی ہے۔ پس یہ بات ظاہر ہو گئی کہ ان دلیلوں میں سے ہر ہر دلیل چاہے ظنی ہی کیوں نہ ہو لیکن سب مل کر ضرور یقین کو مفید ہوں گی اور مجموعی طور پر اُن سے بلاشک قطعی علم حاصل ہو جائے گا۔

رہا آپ لوگوں کا یہ کہنا کہ احتمال ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی فطرتی تیزی اور قوت بیانیہ کے زور سے ہر فرقہ کے لئے ظنی دلیل قائم کر دی ہو اور اُس کو یقینی دلیل کے پیرایہ میں مزین کر کے ظاہر کر دیا ہو تو اس بات کا وہ شخص قائل ہو سکتا ہے جسے اُن دلائل کی حقیقت سے کچھ واقفیت ہی نہ ہو جن پر کہ ان فرقوں نے اعتماد کیا ہے کیونکہ ان میں سے اکثر دلیلیں ایسی ہیں جن کے حصول میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل کو ذرا بھی دخل نہیں۔ پس کیونکر کہا جا سکتا ہے کہ آپ ہی نے اُن دلیلوں کو قائم کیا ہو اور یقین کے پیرایہ میں اُنہیں مزین کر دیا۔ بھلا غور تو کیجئے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کیونکر ممکن تھا کہ آپ فصحاء و بلغاء میں قرآن کے معارضہ سے عجز کو پیدا کر دیتے۔ اگر خود قرآن ہی معجزہ واقع ہوا ہوتا (اور جو شبہے اس پر وارد ہوتے ہیں ان کا جواب اس موقع پر گزر چکا ہے جہاں پیشتر مادی فرقہ سے گفتگو ہوئی ہے پس چاہیئے کہ وہیں دیکھ لیا جائے)

فرض کر لیجئے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے جو علامتیں رُسل سابقہ کی کتابوں میں اخلاق اور افعال اختیاریہ کے قبیل سے مذکور تھیں اپنے میں پیدا کر لی ہوں۔ مثلاً یہ کہ آپ نیکی سے محبت اور گناہ سے عداوت رکھیں گے۔ انصاف سے حکم کریں گے کفار سے محاربہ کریں گے وغیرہ وغیرہ۔ تو کیا آپ کو اپنے میں جسمانی علامتیں پیدا کر لینا بھی ممکن تھا مثلاً یہ کہ آپ کے دونوں شانوں کے مابین آپ کے بادشاہ کی علامت ہوگی اور یہ کہ آپ قوی ہوں گے اور کیا ان علامتوں کا پیدا کر لینا بھی آپ کے اختیار میں تھا کہ جو اختیاری نہ تھیں بلکہ عالم میں اقبال مندی میں جن کا شمار ہے جیسے کہ فرقوں کا آپ کے ماتحت ہونا اور ہدایا کا بادشاہوں کے پاس سے آپ کے پاس وارد ہونا۔ مالداروں کا آپ کی اطاعت کرنا اور صحرا کا آپ کے ذکر کے ساتھ اپنی آواز بلند کرنا اور صحرا سے مراد وہ دریا ہیں جن میں قید اور سکونت پذیر تھے اور آپ کا ایسے پتھر کے اندر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہونا جسے معماروں نے رد کیا ہو اور وہ کونے کا سرا بن گیا ہو اور آپ کو فرقوں پر حکومت ملنا حبشہ کا آپ کے سامنے گھٹنوں کے بل گر پڑنا۔ یمن کے بادشاہوں کا آپ کے پاس قربانیوں کا لے کر آنا اور ان فرقوں کا آپ کے ساتھ فروتنی و اطاعت سے پیش آنا۔ آپ کو سبا سونا دیا جانا۔ آپ کا اور آپ کے پیروی کرنے والوں کا زراعت کثیر کے مثل ہونا آپ کی سلطنت کا دن بدن بڑھتا جانا۔ آپ کے غلبہ کے بعد بتوں کا ٹوٹ جانا اور زمین پر ڈال دیا جانا اور جن بادشاہوں کا آپ سے محاربہ ہُوا ہو پرندوں کا اُن کے گوشت کو کھانا۔ آپ کے پیروی کرنے والوں کا بادشاہوں کو طوق و زنجیروں میں باندھ کر لے چلنا اور گھسیٹنا۔ خدا کا اُن سے قوم بنی اسرائیل کو غیرت دلانا۔ ایک جاہل قوم سے اُن کو غیرت دلانا اور غضب ناک کرنا (ان علامتوں کا انطباق اُس فرقہ کی گفتگو میں گزر چکا ہے جس نے ان علامتوں سے استدلال کیا تھا پس وہیں دیکھنا چاہیئے) پس ہماری تقریر سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ جتنے احتمال تم لوگوں نے ہمیں شک میں ڈالنے کے لئے وارد کئے تھے سب ناممکن ہیں۔ عقل سلیم جو تعصب سے خالی ہو ان کی ہرگز تصدیق نہیں کرسکتی اس لئے ہم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دعوے کی بلا کسی شبہ کے برابر تصدیق کرتے رہیں گے۔

پھر اُن لوگوں کا اہل سائنس اور مادہ کے قدیم ماننے والے فرقہ پر شبہات وارد کرنا جس نے بڑی بحث و تدقیق کے بعد آپ کی تصدیق کی تھی اور پھر اُس فرقہ کا اُن کو جواب دینا

پھر یہ بہکانے اور شک میں ڈالنے والے لوگ اُس فرقہ کی طرف جھکے جو طبعی اور مادہ کا قدیم ماننے والا فرقہ تھا پھر اُس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کرلی تھی اور آپ کا پیرو بن گیا تھا اس لئے کہ محمدی عالم نے اس فرقہ کے لئے ایسے دلائل بیان کردیئے تھے اور اُن کی تشریح کردی تھی جو خدا تعالیٰ عالم اور وحی سے انکار کرنے کے بارے میں اُن کے مذہب کے بطلان پر اور نیز اس امر پر دلالت کرتی ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا دین صحیح اور عقل کے موافق ہے اور اُس کے احکام یقینی ہیں اور اُس کے ساتھ ہی جتنے شبہے کہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طریق تصدیق میں اُن کو سدِ راہ ہو سکتے تھے اُن سب کو اُس نے دفع کر دیا تھا۔ پس ان بھکانے اور شک میں ڈالنے والے لوگوں نے بعد اس کے کہ اُن مذاکرات اور مباحثات پر اطلاع حاصل کر لی جو اس فرقہ اور محمدی عالم کے مابین واقع ہوئے تھے یہ دیکھا کہ جتنے شبہوں سے اس فرقہ کو شک میں ڈالنے کی اُمید ہو سکتی تھی اُن سب کو اس محمدی عالم نے اپنے مباحثوں میں دفع کر دیا ہے اور سب کا بطلان ظاہر کر دیا تو یہ لوگ اپنا سا منہ لے کر رہ گئے اور کہنے لگے کہ ہمارے لئے اس فرقہ کے ساتھ سوائے اس کے اور کچھ گنجائش باقی نہیں رہی کہ ہم اس فرقہ والوں کے اس عالم کی گفتگو کے بارہ میں مشکوک بنادیں جس کی وجہ سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی اختیار کرنے میں اُن کی تسکین ہو گئی ہے۔ پس اُن سے کہنے لگے کہ شاید اس عالم کی قوت بیانیہ اور قوت استدلال بڑھی ہوئی ہو اور اُس کی نظر وسیع ہو۔ مباحثوں کے مختلف اسلوب اور طرز اور اُن کے ہر طرح کے پہلوؤں سے کامل واقفیت رکھتا ہو سو اُس نے اپنی جادو بیانی کے منتر سے آپ لوگوں کی عقلوں کو لبھالیا ہو یہاں تک کہ آپ کو یہ خیال بندھ گیا ہو کہ جو کچھ آپ کے خیالات اور مذہب میں اُس کی شریعت کے مخالف ہے وہ باطل ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا دین صحیح و حق ہے۔

پس آپ کو چاہیئے تھا کہ آپ اپنے مذہب پر جمے رہتے اور اپنے اعتقادات کو جو بڑے بڑے علوم پر مبنی تھے محض اس عالم کی گفتگو اور مباحثہ کی وجہ سے نہ چھوڑ بیٹھتے تو اس فرقہ نے ان لوگوں کو یہ جواب دیا کہ ہم لوگ دانشمند ہیں ہمیں بھی مناظروں میں کامل دستگاہ حاصل ہے جو شخص ہم سے مناظرہ کرے ہم اُس کے مقابلہ میں پوری پوری فطانت سے کام لے سکتے ہیں۔ اس لئے ہم ہرگز ایسا خیال نہیں کر سکتے کہ یہ محمدی عالم بلکہ اس سے کوئی بہت ہی بڑا کیوں نہ ہو ہمارے سامنے دلائل میں رنگ آمیزیاں کرنے اور ہم پر اُن کو ملتبس کر دینے کی قدرت رکھتا ہو اور کسی لغو نا صواب اور غلط بات سے ہماری عقلوں کو تسکین دے سکتا ہو۔ جتنی چیزوں میں اُس نے ہم سے مناظرہ کیا ہے اور اُن سے ہماری عقلوں کو تسکین کر دی ہو ان سب میں اُس نے واضح طور پر عقلی بیان کا طرز اور عقل صریح کے مقتضا کے موافق روش اختیار کی ہے۔ چنانچہ پہلے تو اُس نے ہمارے لئے واضح دلیل سے جو حقائق کائنات کی نسبت

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہماری تحقیقات پر مبنی ہے مادہ عالم کا حدوث ثابت کر دیا۔ پھر عالم کے پیدا کرنے والے خدا کے واجب الوجود ہونے اور اُس کے اُن صفات کے ساتھ موصوف ہونے پر جن پر کہ کائنات میں اُس کے آثار دلالت کرتے ہیں ہمارے لئے دلیل قائم کر دی اور جتنے شبہے اس خدا کے وجود کی تصدیق کرنے سے ہمارے لئے مانع ہو سکتے تھے سب کو دفع کر دیا اور واضح طور پر اس کی مثالیں بیان کر کے ہم کو سمجھا دیا اور ہماری عقلوں کو اس امر پر متنبہ اور بیدار کر دیا کہ کائنات کی تفاصیل اور اُن کے اسرار و حکم سے جن کے مباحث کی تدوین ہمارے علوم کی کتابوں میں پورے پورے بیان کے ساتھ ہوئی ہے۔ اس خدائے پاک کے وجود پر اُس کی عظمت صفات اور وفور حکومت پر ہم استدلال کریں پھر اُس کے بعد اُس نے ہمارے لئے مابین ان امور کے جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت میں وارد ہوئے ہیں اور ہمارے علوم میں جو امور بظاہر اُن کے خلاف تھے اُن میں باہم تطبیق دے دی۔ یہاں تک کہ شریعت میں جو چیزیں وارد ہوئی ہیں اُن سے ہمارا گریز کرنا جاتا رہا۔ پھر ہم لوگوں کے اعتقادات پر اعتماد کرنے کے باعث سے خصوصاً انسان کے لئے بعث کے منکر ہونے سے انسانی دنیا میں جو جو نقصانات اور قباحتیں پیدا ہوتی ہیں اُس نے ہمیں کھلم کھلا دکھلائیں۔

پھر اس کے بعد ہم نے اُن دلیلوں میں غور کیا جن پر ان فرقوں نے اعتماد کر کے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق اور پیروی اختیار کر لی تھی تو ہمیں یہ بات ظاہر ہوئی کہ وہ سب دلیلیں صحیح اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صدق پر یقینی دلالت کرتی ہیں خصوصاً سب کی سب مجموعی طور پر جن کے اس قدر وفور کے ساتھ اتفاقی طور پر مجتمع ہو جانے کا ہرگز احتمال نہیں ہو سکتا۔ پس اس وقت ہمارے لئے پورے طور سے حق ظاہر ہو گیا اور حق کے ظاہر ہونے کے بعد بجز جان بوجھ کر گمراہی اختیار کر لینے کے اور کیا رہ گیا اور ہم لوگ تو ہمیشہ لوگوں میں اس کے دعوے بگھارا کرتے ہیں کہ صاحب ہم تو آزاد خیال کے ہیں ہمیں جہاں کہیں حق ملتا ہے بلا تکلف قبول کر لیتے ہیں۔ پھر بعد ان سب باتوں کے بھی ہم کیونکر دھینگا دھینگی کریں اور امر صواب کی مخالفت پر آمادہ ہو جائیں۔ خصوصاً دھینگا دھینگی بھی کیسی جس کا نتیجہ ابدی بدبختی اور اپنے آپ کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے خسران میں ڈالنا ہو۔ پس بعد اس کے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق اور پیروی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اختیار کرنے کے سوا ہمارے لئے اور کوئی گنجائش نہیں رہی اس لئے ہم نے کامل درجہ کے ایمان اور پکے یقین کے ساتھ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کر لی اور آپ کے پیرو بن گئے سو آپ لوگوں کا اس محمدی عالم کی گفتگو میں ہم کو شک دلانا کچھ نفع نہیں دے سکتا آپ کو اور آپ کی خیر خواہی کو ہمارا اسلام ہے۔ آپ اپنی خیر خواہی رہنے دیجئے۔ اور ہمارے پاس سے تشریف لے جائیے۔

اب اس وقت یہ بہکانے اور شک میں ڈالنے والے لوگ ان فرقوں کے پاس سے غیں غیں کرتے ہوئے خالی ہاتھوں لوٹ آئے اور اُن کا کچھ مدعا حاصل نہ ہو سکا۔ خداتعالیٰ فسادیوں کی کارروائی کو راس نہیں لگنے دیا کرتا۔

ایک ناسمجھ فرقہ کا بیان جس نے دلائل کا کچھ خیال نہ کیا اور برابر تکذیب کرتا رہا اور اس فرقہ کا معذور نہ ہونا جیسا کہ وہ شخص معذور نہیں سمجھا جائے گا جو شرعی احکام سیکھنے سے غفلت کرے

یہ تو ہو چکا اور سُنئے کہ منجملہ تمام جماہیر کے جن کے مابین محمد صلی اللہ علیہ وسلم دعویٰ رسالت کرنے کھڑے ہوئے تھے ایک ایسا فرقہ بھی تھا جن کے خیالات نہایت ہی پست تھے عقل کُند تھی اور تعصب میں ایسا کٹر اتھا کہ چاہے پہاڑ ٹل جائے لیکن وہ اپنی ہٹ دھرمی سے ذرا نہ ہٹے اور وہی مُرغے کی ایک ٹانگ گایا کرے۔ پس جب اس فرقہ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا دعویٰ سُنا اور اُن تمام فرقوں کو آپ کی پیروی کرتے دیکھا تو اپنے سوء اختیار سے یہی اچھا سمجھا کہ اپنے معتقدات اور رسوم پر اندھادھند تعصب کے ساتھ جمے رہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دعوے کی بلاکسی دلیل اور سند کے صرف یہ کہہ کر تکذیب کیا کریں کہ صاحب ان اعتقادات اور رسموں پر تو ہم نے اپنے باپ دادوں کو پایا ہے۔ ہم تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دعوے کی وجہ سے اُن میں سے کچھ بھی نہیں چھوڑ سکتے اور بھلا کیونکہ چھوڑ دیں حالانکہ ہمارے اسلاف اسی پر رہے اور برسوں سے ہم بھی اسی پر عمل کرتے چلے آتے ہیں۔ خلاصہ یہ کہ وہ اپنی اسی پست خیالی اور اپنی اسی ہٹ دھرمی پر اصرار کیا کئے پس اس فرقہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ لوگ نہایت ہی کمینہ طرز اور خطرناک طریق کی پیروی کے ساتھ اپنی گمراہی میں رہے اور اُنہوں نے امرِ صواب کا اتباع نہ کیا اور عقلمندوں کی طرح اپنی اختیار کی ہوئی باتوں کے بارہ میں گفتگو کرنے سے کنارہ کش رہے۔ اُنہوں نے اپنے خیالات کی جاہلانہ طور پر حمایت کی۔ پس خُسران کے غاروں میں جا گرے اور ذلت وخواری کے سب سے نیچے طبقہ میں اُتر گئے۔ خدائے پاک اس عناد اور سرکشی میں اُن کو ہرگز معذور نہ رکھے گا۔ قیامت کے دن اُن سے ضرور انتقام لے گا۔

اور اگر کہا جائے کہ اس فرقہ کے خیالات تو بالکل پست اور یہ تو عقل کا کُند تھا۔ جیسا کہ ابھی تم نے ذکر کیا۔ پس شاید خدا کے نزدیک اُن کا یہ عُذر چل جائے اور وہ یہ کہہ دیں کہ اے ہمارے رب! جب محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے رسالت کا دعویٰ کیا تھا تو ہمیں اتنی سمجھ ہی نہ تھی جس سے اُن کے دعویٰ کی توضیح کرنے تک ہماری رسائی ہو سکتی۔ اسی لئے ہم اُن کی تکذیب پر اصرار کرتے رہے۔ تو مَیں کہوں گا اُن کے خیالات کا پست اور عقلوں کا کند ہونا اس وجہ سے نہیں تھا کہ اُن کی اصل خلقت میں کسی قسم کا نقصان تھا اور اُن کی عقلوں میں کوئی فطری ضعف تھا جس کی وجہ سے وہ مجنونوں اور حیوانات کے درجہ پر اُتر جائیں یہاں تک کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دعوے کی تکذیب پر جمے رہنے اور اُس کی تحقیق نہ کرنے میں خدا کے نزدیک معذور سمجھے جائیں اور تکلیف شرعی اور خداوندی احکام کی تعمیل جس کا خدا نے بندوں کو اپنے رسولوں کی زبان سے مکلف بنایا ہے اُن سے ساقط ہو جائے بلکہ یہ عقل کی کندی اُن میں اس وجہ سے تھی کہ وہ شہوات میں غرق تھے لذات کے خیال میں لگے رہتے تھے۔ مرغوباتِ دنیوی اور اپنی ہوا و ہوس میں پھنسے رہا کرتے تھے اسی لئے غور و تحقیق کا طریق اُن کو بار معلوم ہُوا اور خواری و ذلت پر مائل ہو گئے اور دلیل اس کی یہ ہے کہ ہم ان ہی مرغوبات کی تحصیل اور دربارہ دنیوی مقاصد کے اپنے مقابل و مخالف سے مجادلہ میں دیکھتے ہیں کہ وہ بڑے غور و فکر سے کام لیتے ہیں بڑے بڑے استدلال کرتے ہیں۔ اپنا مطلب حاصل کرنے کے لئے بڑے محقق اور باریک بین بنتے ہیں ایک ایک سوئی کے لئے بھی بڑی بڑی فکریں کرتے ہیں۔

پس جب انہوں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلّم کا دعوےٰ سُنا تھا تو اُس کے بارہ میں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غور و تحقیق کرنے سے اُنہیں کون سا مانع پیش آ گیا تھا یہی نا کہ وہ اپنی شیخی اور ہوائے نفسانی میں پھنسے تھے دنیائے فانی پر مائل ہو رہے تھے۔

پس قانون انصاف کے موافق قیامت کے دن وہ خدائے تعالےٰ کے انتقام کے مستحق ہوں گے سوائے انصاف کے اُن پر تنکا برابر بھی ظلم نہ ہو گا اسی طرح آپ بتہیرے لوگوں کو دیکھیں گے جو لذات اور فانی مرغوبات کے حاصل کرنے میں پھنسے ہوئے ہیں اپنے عقائد کی تصحیح اور عبادات و معاملات کے سیکھنے سے اپنے آپ کو انہوں نے مہمل چھوڑ رکھا ہے اس کی ذرا پرواہ نہیں کرتے اور جب اُن سے کہا جاتا ہے کہ شریعت تمہیں ان چیزوں کے سیکھنے کی تکلیف دیتی ہے اور اس کا حکم کرتی ہے تو کہتے ہیں کہ ہماری عقلوں میں اُن کے سمجھنے کی طاقت ہی نہیں ہے اُن کو جان ہی نہیں سکتیں۔ ہم اتنی سمجھ اور فکر کہاں سے لائیں جو ایسی باتوں میں غور کر سکیں حالانکہ مرغوبات دنیوی کے حاصل کرنے اور ادنیٰ ادنیٰ چیزوں پر اپنے مخالفوں سے جھگڑنے میں آپ کو وہ بڑے مدقق فلاسفر اور محقق حکیم نظر آئیں گے۔

پس اگر وہ اپنی عقلوں کو جو خدا تعالےٰ نے انہیں عنایت کی ہیں اس قدر علم کے سیکھ لینے کی طرف متوجہ کرتے جتنا کہ خدا نے اُن پر فرض کیا ہے تو وہ اپنے میں سیکھنے کی قابلیت اور سمجھنے کی ضرور استعداد پاتے لیکن کاہلی اور شہوات میں پھنسے رہنے اور ہر وقت متاعِ دُنیا کی تحصیل نے اُنہیں مدہوش و سرگرداں بنا رکھا ہے۔ اپنے ظاہر کو عمدہ عمدہ لباس سے آراستہ کرتے ہیں اپنے شکم کو طرح طرح کے کھانوں سے سیر کرتے ہیں اور اُن کی عقلوں کو دیکھئے کہ سچے علوم اور معارفِ حقہ کے زیور سے بالکل ہی خالی ہیں۔

پس وہ شریعت محمدیہ کی نظر میں کسی طرح معذور نہیں ٹھہر سکتے۔ خدائے پاک اُن سے قیامت کے دن اُن امور کی نسبت ضرور پوچھے گا جن چیزوں کے سیکھنے کا اُس نے اُنہیں حکم دیا تھا اور اس وقت اپنی کوتاہی کی وجہ سے طرح طرح کے عذاب کے مستحق ہوں گے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس لپست خیال فرقہ کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا برابر نصیحت کرتے رہنا اور اُن کے دلائل قائم کیا کرنا اور پھر اُن کے ہدایت پر آنے سے مایوس ہو جانا اور ان کی ایذا رسانی سے تنگ آنیکے بعد جہاد کا مشروع کیا جانا اور اسکا ثبوت کہ شریعت محمدیہ کا جہاد سراسر انصاف اور آسانیوں پر مبنی ہے جو شرائع سابقہ میں ہرگز نہ تھیں

علی ہذاالقیاس اُن فرقوں کے ساتھ جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رسالت سے، جہالت نادانی اور گمراہی کی وجہ سے انکار کیا کرتے تھے۔ آپ کی برابر یہی کیفیت رہی کہ آپ اُن کے لئے اپنے دعوے کے صدق پر براہین و دلائل قائم کیا کئے۔ اُن کے روبرو وعظو نصیحت پیش کرتے رہے۔ حتی الامکان اُن کی تالیف قلب میں کوشاں رہے اُن کو راہِ حق کی ہدایت کرتے رہے۔ اسی طرح دعوے رسالت کئے ہوئے آپ کو ایک مُدت گذرگئی اور آپ کو سوائے اس کے اور کچھ حکم نہ ملا کہ آپ اُن کو موعظت بلیغ کرتے رہیں اور نہایت خوبی کے ساتھ اُن سے مناظرہ کیا کریں لیکن جب عقول سلیمہ اور انظار صحیحہ کے نزدیک یہ بات ظاہر مدلل اور مبرہن ہو چکی کہ ان لوگوں کے ساتھ دلیل و برہان سے کام نہ چلے گا انہیں نصیحت نفع نہ بخشے گی اور اُن کو ہدایت کرنے کا کوئی ثمرہ نہ ہوگا بلکہ انہوں نے اپنی گمراہی میں پڑھے رہنے اور دینِ حق اور راہ راست کی پیروی قبول نہ کرنے اور اپنے ہی نفسوں کے ساتھ بدسلوکی کرتے رہنے سے گزر کر یہ طریقہ اختیار کیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے متبعین کی ایذا رسانی میں بھی کوتاہی نہیں کرتے تھے۔ انہیں جب کبھی موقع ملتا تھا تو اُن کے ساتھ مکاری و دغابازی سے پیش آتے تھے اُن کے دین کے راستہ میں اڑنگا لگاتے تھے اُن کے لئے نئی نئی ضرر رساں باتیں ایجاد کیا کرتے تھے اُن کے ساتھ شریروں اور فسادیوں کا معاملہ کرتے تھے تو پھر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اُس وقت خدا نے آپ کو اجازت دی کہ آپ اپنے اعدار اور جھگڑالو دشمنوں سے جو بالکل کُند طبیعت اور نا سمجھ ہیں جہاد کریں اور بجائے ترغیب کے مجبوراً ترہیب سے کام لیں اور اس طرح پر اُن کی ایذا رسانی اور فساد کو دفع کریں اور سرکشی و عناد کی جڑ ہی کاٹ دیں اور ایسا تو بسا اوقات ہوتا ہے کہ نیکوں کی سلامتی کے لئے شریروں کی بیخ کنی پر جرأت کی جاتی ہے اور اگر کسی کا کوئی عضو مریض ہو جاتا ہے تو ہلاکت سے بچانے کے لئے اُس کا وہ عضو قطع کر دیتے ہیں لیکن خداوند کریم نے جہاد کو ایسے حدود پر مقرر و مشروع کیا ہے جس سے رفق و آسانی کی بھی گنجائش باقی رہتی ہے اور شفقت و انصاف ہاتھ سے جانے نہیں پاتا اور صورت اُس کی یہ ہے کہ مخالفین کو پہلے اسلام اور خدا تعالیٰ کی توحید اور جتنی چیزیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم لائے ہیں اُن سب کی تصدیق کی جانب موعظت حسنہ کے ساتھ دعوت دی جاتی ہے۔ پس اگر اُنہوں نے قبول کر لیا تو بہت اچھی بات ہے پھر تمام مُسلمانوں کی طرح وہ بھی سمجھے جاتے ہیں اور اگر اُن کو قبول نہ ہُوا تو پھر اگر وہ مشرکینِ عرب میں سے ہُوئے جن کے لغت میں شریعتِ محمدی نازل ہوئی ہے اور اُن کو کسی آسمانی کتاب یا دین کا شُبہ بھی نہ ہُوا بلکہ وہ بُت پرست یا آتش پرست یا ان ہی کی طرح اور کوئی نکلے تو اُن کے لئے حکم ہے کہ قتل کئے جائیں (جیسا کہ یہ حکم موسوی شریعت میں ساتوں فرقوں کے حق میں تھا اور وہ فرقے حیثیین ہیں اور جن کا اُن کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے جیسا کہ سفر استثنار میں ہے اور نیز اُسی شریعت میں مرتد اور بُتوں کے لئے جانور ذبح کرنے والے اور بتوں کی عبادت کی ترغیب دینے والوں کے حق میں بھی یہی حکم تھا) اور اگر وہ مشرکین عرب میں سے نہ ہوئے تو اُن سے کہا جاتا ہے کہ جزیہ اور اطاعت قبول کر کے صُلح کر لیں۔ اگر انہوں نے اسے قبول کر لیا تو اُن کی جانیں مسلمانوں کی جانوں کی طرح اُن کے مال مُسلمانوں کے مالوں کی طرح، اُن کی آبرو مسلمانوں کی آبرو کی طرح محفوظ ہو جاتی ہے۔ ان حقوق میں ذرا بھی کوتاہی گوارا نہیں کی جا سکتی چاہے وہ ذرا ہی سے بات کیوں نہ ہو۔ یہاں تک کہ اُن کی غیبت کرنا، اُن کو گالی دینا یا کسی ادنیٰ مکدر کو دینے والی شے سے ایذا پہنچانا ہرگز جائز نہیں۔ ہاں اگر کوئی ایسی ہی شرعی وجہ پائی جائے جس سے مسلمانوں کو بھی سزا دی جا سکتی ہو تو اُن ہی کے مثل اُنہیں بھی سزا دی جائے گی۔ جیسے مثلاً

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تادیب کی غرض سے۔

اور اگر انہوں نے جزیہ دینا اور اطاعت کرنا بھی قبول نہ کیا تو پھر اُس وقت اُن سے محاربہ کیا جاتا۔ ہے مسلمانوں کو اُن کا مال اور اُن کا خون مباح ہو جاتا ہے وہ اُن کو غلام بنا سکتے ہیں جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام کی شریعت میں ان ساتوں مذکورہ فرقوں کے علاوہ اور فرقوں کے حق میں یہی حکم تھا اور پھر جہاد کی کچھ حدیں بھی مقرر ہیں کہ اُن سے تجاوز کرنا جائز نہیں۔ چنانچہ حکم ہے کہ بچے اور عورتیں نہ قتل کی جائیں اور نہ وہ اشخاص جو گوشہ گیری کو اپنے نزدیک عبادت سمجھ کر گوشہ گیر ہو گئے ہیں۔ (یعنی راہب) ہاں اگر ان میں سے کسی کی جانب سے یہ اندیشہ ہو کہ وہ مسلمانوں کی ہلاکت کا باعث ہو گا چاہے صرف طرح طرح کی تدبیریں ہی بتا کر کیوں نہ ہو تو وہ نہیں چھوڑا جا سکتا۔

اور شرائع سابقہ کے ماننے والوں میں سے جو لوگ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پیرو ہو گئے تھے اُن میں سے بعض بعض نے شروع شروع میں جہاد کو نازیبا سمجھا تھا اس لئے کہ اُس میں جانیں تلف کی جاتی ہیں، مال لُوٹ لیا جاتا ہے۔ انسان کو غلام بنایا جاتا ہے لیکن بعد اس کے کہ انہوں نے انصاف سے کام لیا اور شریعتِ محمدی کا شرائع سابقہ سے مقابلہ کر کے دیکھا تو انہیں کوئی چیز ایسی نہ ملی جو ان امور میں سے اس شریعت میں معیوب سمجھی جا سکے اور یا شرائع سابقہ کے احکام کے علاوہ اس میں کوئی نیا حکم پایا جاتا ہو بلکہ کوئی چیز ایسی جو شرائع سابقہ میں نہ تھی اور یہاں پائی جاتی ہے اگر ہے تو یہ ہے کہ اس دین میں بہت سی تحقیقات اور آسانیاں کر دی گئی ہیں جو پہلے نہ تھیں۔ چنانچہ شریعتِ محمدیہ میں مشرکینِ عرب اگر ایمان نہ لائیں تو جہاں اُنہیں قتل کرنے کا حکم ہُوا ہے اُس کے ساتھ یہ بھی حکم ہے کہ اُن کے بچے اور عورتیں نہ قتل کی جائیں ان کا قتل کرنا حرام ہے۔ بخلاف موسوی شریعت کے کہ اس میں فرقہ حیتیین وغیرہ سات فرقوں کے حق میں جن کا ذکر سفر استثناء میں ہے یہ حکم نہ تھا بلکہ اُن کے لئے اُس شریعت میں یہ حکم تھا کہ اُن میں سے جتنے ذی حیات ہوں خواہ مرد ہوں یا عورتیں ہوں یا بچے سب کے سب قتل کئے جائیں اور اُسی موقع پر مذکور ہے کہ ان ساتوں فرقوں کی تعداد بنی اسرائیل میں سب سے زیادہ تھی۔ پس خدا نے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بنی اسرائیل کی سلامتی کے لئے جو ایمان دار تھے ان سب کے قتل کا بے دھڑک حکم دے دیا اور ان کے ہلاک کرنے کے بارے میں نہایت شدت کے ساتھ امر فرمایا۔ چنانچہ سفر عدد میں ارشاد ہے کہ اس زمین کے سارے بسنے والوں کو ہلاک کر ڈالو پھر اگر تم اس زمین کے سارے بسنے والوں کو ہلاک نہ کرو گے تو جو لوگ اُن میں سے باقی رہ جائیں گے وہ تمہارے لئے تمہاری آنکھوں میں میخوں کے مثل اور تمہارے پہلوؤں میں نیزوں کے مثل معلوم ہوں گے اور اس زمین میں جس میں تمہاری سکونت ہوگی تم پر ظلم کریں گے اور پھر اُن کے ساتھ جو معاملہ کرنے کا میں نے ارادہ ٹھان لیا تھا وہ تمہارے ساتھ کروں گا۔

رہا ساتوں فرقوں کے علاوہ اور فرقوں کے حق میں موسوی شریعت کا حکم وہ شریعت محمدی ہی کی طرح ہے کہ مخالف پہلے صلح کی جانب بلائے جائیں گے۔ پس اگر اس کو منظور کریں اور اطاعت قبول کر لیں خواہ ایمان لاکر یا جزیہ اختیار کر کے تو بہت بہتر ہے اور اگر وہ اس کو منظور نہ کریں تو اُن سے محاربہ و مقاتلہ کیا جائے۔ پھر جب اُن پر ظفر یابی حاصل ہو تو اُن کے مرد قتل کئے جائیں۔ عورتیں اور بچے گرفتار کر کے لونڈی غلام بنائے جائیں۔ اُن کے جانور اور مال و متاع سب لوٹ لیا جائے اور مجاہدوں میں تقسیم کر دیا جائے جیسا کہ سفر مذکور ہے (اسلامی کتابوں میں یہ مشہور ہے کہ غنیمت میں جو حاصل ہوتا تھا وہ پہلی امتوں کے لئے حلال نہ تھا بلکہ اس کا جلا دینا اُن پر واجب تھا۔ ذرا[1] یہ غور کرنے کی بات ہے۔ پھر موسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بعد انہیں احکام پر جو توریت میں تھے یوشع علیہ السلام چلتے رہے اور انہوں نے لاکھوں ہی کو قتل کر ڈالا جیسا کہ اُن کی کتاب کے پہلے باب سے لے کر گیارھویں باب تک کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے اور اُن کی کتاب کے بارھویں باب میں اس کی تصریح موجود ہے کہ اُنہوں نے کفار کے بادشاہوں میں سے اکتیس بادشاہ قتل کئے اور بنی اسرائیل کو اُن کی مملکت پر تسلط حاصل ہو گیا اور سفر سموئیل سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ

---

[1] یہ ممکن ہے کہ اکثر امم سابقہ میں یہی حکم ہو یا یہ کہ بہت قلیل حصہ مجاہدین کا حق ہو باقی جلا دیا جاتا ہو۔ بخلاف ہماری شریعت کے کہ اس میں ۴/۵ مجاہدین کا ہے۔ واللہ اعلم ۱۲ مترجم ؎

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

داؤد علیہ السلام ساری بستی کو اُجاڑ ڈالتے تھے اور اہل جاسور جزر اور عمالقہ میں سے کسی مرد یا عورت کو زندہ نہیں چھوڑتے تھے اُن کے جانور اور مال و متاع کو لوٹ لیتے تھے اور سفر مذکور میں ہے کہ موات کے رہنے والے داؤد علیہ السلام کے غلام ہو گئے تھے اور اُن کو خراج دیا کرتے تھے اور انہوں نے عاذار سے ایک ہزار سات سو سوار اور بیس ہزار اُس کے پیادے لے لئے اور قبیلۂ آرام میں سے بائیس ہزار کو مارا اور یہ کہ انہوں نے ملریانوں کے سات سو گھوڑوں اور چالیس ہزار سواروں کو قتل کر ڈالا اور یہ کہ انہوں نے اُن قوموں کو جو قریہ رابہ میں رہتی تھیں گرفتار کر لیا اور آروں سے چیر ڈالا اور لوہے کے موسلوں سے انہیں کچلا اور چھریوں سے اُن کے ٹکڑے کر دیئے اور اسی طرح بنی عموں کے سارے قریوں کے ساتھ کارروائی کی اور اول سفر ملوک سے معلوم ہوتا ہے کہ انبیاء علیہم السّلام نے ان لوگوں میں سے جو اس کا دعویٰ کرتے تھے کہ ہم لوگ بعل کے نبی ہیں چار سو پچاس آدمیوں کو ذبح کر ڈالا اور پھر بھی داؤدؑ نے اپنے تمام اعمال کو نیکیوں میں سے شمار کیا اور منجملہ اُن کے اعمال کے اُن کے جہادات بھی تھے اس لئے کہ انہوں نے زبور کے اٹھارہویں باب میں کہا ہے۔

"میرا رب مجھے میری نیکی کے مثل جزا دے گا اور میرے ہاتھ کی پاکی کے مثل مجھے بدلہ دے گا اس لئے کہ میں نے رب کے راستوں کی حفاظت کی ہے اور میں نے اپنے خدا کے ساتھ کفر نہیں کیا اس لئے کہ اُس کے سارے احکام میرے آگے ہیں اور اُس کے عدل کو میں نے اپنے سے دور نہیں ہونے دیا اور میں بلا عیب اُس کے ساتھ رہوں گا کیونکہ اُس نے میرے گناہ سے میری حفاظت کی ہے اور خدا نے اس بات کی شہادت دی ہے کہ اُن کے جہادات اور جملہ نیک افعال خدا کے نزدیک مقبول ہیں"۔

کیونکہ اُس نے اول سفر ملوک میں اس طرح کہا ہے:-

"میرا بندہ داؤد ہے جس نے میری وصیتوں کی حفاظت کی اور پورے دل سے میری اطاعت اور میرے سامنے نیک عمل کئے"۔

اور پولس نے ان انبیاء کے لئے شہادت دی ہے کہ کفار سے جہاد کرنے کے بارہ میں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اُن کے اعمال نیک تھے گناہ کے قبیل سے نہ تھے اور ان کا منشاء قوت ایمان اور رحمان کے وعدوں کو حاصل کرنا تھا نہ سنگدلی اور ظلم اگرچہ اُن میں سے بعض کے افعال ظاہرا نہایت ہی شدید قسم کے ظلم معلوم ہوتے ہیں، خصوصاً بچوں کا قتل کرنا جو گناہ سے بالکل بے لوث ہیں اس لئے کہ اُس نے رسالت عبرانیہ میں اس طرح کہا ہے اور میں کیا کہوں اس لئے کہ میرے لئے وقت تنگ ہے۔ اگر میں جدعون۔ باراق شمسون۔ یفتاح۔ داؤد۔ سموئیل اور اُن انبیاء کا حال بیان کروں جنہوں نے ایمان سے ممالک پر غلبہ حاصل کیا۔ نیکی کے کام کئے۔ سچے وعدے حاصل کئے، شیروں کے منہ بند کر دیئے۔ آگ کا زور ٹھنڈا کر دیا۔ تلوار کی دھار سے نجات پائی ضعف سے بچے رہے۔ جنگ میں بڑے شدید ہو گئے۔ بیگانوں کے لشکروں کو شکست دی اور اگر کوئی مُنہ پھٹ یہ کہے کہ داؤدؑ کے جہادات تو سلطنت اور مملکت حاصل کرنے کے لئے تھے تو ہم کہیں گے کہ ایسی بات دین کی کمی سے ناشی ہے کیونکہ داؤد علیہ السلام کا ان لوگوں کو خصوصاً عورتوں اور بچوں کو قتل کرنا دو حال سے خالی نہیں یا تو خدا کے نزدیک پسندیدہ اور اُن کو حلال ہو گا یا خدا کے نزدیک مبغوض اور اُن پر حرام ہو گا۔

پس اگر پہلی صورت ہو تو ثابت ہو گیا کہ پہلی شریعتوں میں خدا ہی کی جانب سے جہاد مشروع تھا اور اگر دوسری بات ہو تو نعوذ باللہ یہ لازم آتا ہے کہ خدا نے اُن کے حق میں جھوٹی شہادت دی جس کو ہم سفر ملوک سے پہلے نقل کر چکے ہیں اور نیز اس بنا پر اپنے بارہ میں خود انہی کا قول جھوٹا ہو جائے گا اور اُن کے حق میں پولس کی شہادت کاذب ٹھہرے گی اور یہ ایسی بات ہے جس کو ہر وہ شخص جو اِن کتابوں کے ساتھ اعتقاد رکھتا ہو گا جن میں سے یہ اقوال نقل کئے گئے ہیں ہرگز تسلیم نہیں کر سکتا اور یہ بھی لازم آئے گا کہ ہزاروں بے گناہوں اور غیر واجب القتل لوگوں کا خون اُن کی گردن پر ہو حالانکہ ہلاک کرنے کے لئے ایک نیک آدمی کا خون بھی کافی ہے تو پھر اُن کو آخرت میں کیونکر نجات مل سکتی ہے؟ مختصر یہ کہ اگر ہمارے لئے خدا کے نزدیک جہاد کے مشروع ہونے اور شرائع خداوندی کے موافق مخالف کو قتل کرنے کی دلیل کرنا سوائے اس کے نہ بھی ہوتی کہ عیسیٰ علیہ السلام اپنے نزول کے وقت دجال اور اس کے لشکر کو قتل کریں گے جیسا کہ اہل تسالونی کی جانب دوسرے خط کے دوسرے باب

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں اور مشاہدات کے نویں باب میں اس کی تصریح موجود ہے تو جب بھی ہمارے لئے بھی کافی و وافی دلیل ہے۔

خدا کی عادت ہے کہ گنہگاروں اور کفار کو مبغوض رکھتا ہے اور اُن کو دنیا اور آخرت میں مختلف سزائیں دیتا ہے تو پھر جہاد کے مشروع ہونے سے بھی کوئی امر مانع نہیں

جب ہم خدا کی جانب نظر کرتے ہیں جو کہ فاعل مختار ہے اور جس کے افعال ظلم کے ساتھ موصوف نہیں ہو سکتے بلکہ اُس کے سارے اعمال سراسر عدل و حکمت ہی پر مبنی ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ خدائے پاک کی یہ عادت ہے کہ وہ کفر کو مبغوض رکھتا ہے اور آخرت میں یقیناً اُس کی سزا دے گا اور اسی طرح وہ گناہ کو بھی مبغوض رکھتا ہے اور کبھی کبھی کفار اور گنہگاروں کو دنیا میں بھی سزا دیتا ہے۔ چنانچہ کبھی کفار کو علی العموم غرق کر کے سزا دیتا ہے جیسا کہ نوح علیہ السّلام کے زمانہ میں ہُوا تھا۔ پس اُن میں سے سوائے کشتی والوں کے اور کوئی نہ بچا اور کبھی خاص طور پر کسی کو غرق کر کے سزا دیتا ہے جیسا کہ فرعون اور اُس کے لشکر کو اُس نے غرق کر دیا اور کبھی دفعتہً ہلاک کر کے سزا دیتا ہے جیسا کہ اُس نے جس رات بنو اسرائیل مصر سے نکلے تھے اہل مصر میں سے تمام انسان اور چوپایوں کی سب سے بڑی اولاد کو ہلاک کر دیا جیسا کہ سفر خروج میں ہے اور کبھی گندھک اور آگ برسا کر اور شہروں کو الٹ کر سزا دیتا ہے جیسا کہ لوط علیہ السّلام کے زمانہ میں ہُوا تھا کیونکہ اُس نے سادوم اور عامورہ اور اُن کے گرد و نواح کے بسنے والوں کو اُسی طرح ہلاک کیا تھا اور کبھی بیماریاں بھیج کر سزا دیتا ہے جیسا کہ اسدودیوں کو اُس نے بواسیر سے ہلاک کیا جیسا کہ پہلے سفر سموئیل میں مذکور ہے اور کبھی فرشتہ کو بھیج کر سزا دیتا ہے جیسا کہ اشوریوں کے لشکر کے ساتھ ہُوا کیونکہ ایک رات میں فرشتہ نے اُن میں سے ایک لاکھ پچاسی ہزار کو قتل کر ڈالا جیسا کہ سفر ملوک ثانی میں مذکور ہے اور ایسے ہی گنہگاروں کو بھی کبھی دھنسا کر اور کبھی آگ سے جلا کر سزا دیتا ہے جیسا کہ اُس نے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قورح۔ واثان اور ابیرم وغیرہ کو ہلاک کر ڈالا جبکہ اُنھوں نے موسیٰ علیہ السلام کی مخالفت کی۔ پس زمین پھٹ گئی اور قورح۔ واثان اور ابیرم اور اُن کی عورتوں اور بچوں کو اور اُن کے مال و متاع کو نگل گئی۔ پھر ایک آگ نکلی اور وہ اڑھائی سو مردوں کو کھا گئی جیسا کہ سفر عدد میں مذکور ہے اور کبھی دفعتاً ہلاک کر کے سزا دیتا ہے جیسا کہ قورح کی ہلاکت کے دوسرے دن جب بنواسرائیل نے مخالفت کی تو اُس نے چودہ ہزار سات سو کو ہلاک کر ڈالا اور اگر ہارون علیہ السلام مُردوں اور زندوں کے درمیان نہ کھڑے ہو جانے اور قوم کے لیئے استغفار نہ کرتے تو اُس دن پروردگار کے غضب سے سب ہلاک ہو جاتے جیسا کہ سفر مذکور سے معلوم ہوتا ہے اور جیسا کہ اُس نے پچاس ہزار ستر آدمیوں کو اہل بیت شمس میں سے اس بنا پر ہلاک کر ڈالا کہ انھوں نے خدا کے تابوت کو دیکھا تھا جیسا کہ پہلے سفر سموئیل سے معلوم ہوتا ہے اور کبھی موذی سانپوں کو بھیج کر سزا دیتا ہے۔ جیسا کہ بنواسرائیل نے جب دوسری مرتبہ موسیٰ علیہ السلام کی مخالفت کی تھی تو اُس نے اُن پر موذی سانپوں کو بھیجا تھا اور اُن کو کاٹ کاٹ کھاتے تھے۔ چنانچہ اُن میں سے بتھیرے مر گئے جیسا کہ سفر عدد سے معلوم ہوتا ہے۔

پس اس فرقہ نے بعد اس کے کہ جہاد کے بارہ میں شرائع سابقہ کے احکام اور کفار کے بارہ میں انبیاء کے اعمال اور کافروں اور گناہگاروں کے ساتھ خدا کی عادت وغیرہ میں غور کر کے دیکھ لیا تو کہنے لگے کہ جب یہ بات ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کسی شریعت کو ہمراہ لے کر خدا کے پاس سے رسول بن کر آتے ہیں اور یہ بات قطعی دلائل سے پایۂ ثبوت کو پہنچ گئی ہے تو اُن کی شریعت میں جہاد کی مشروعیت اور اپنے مخالفوں کو قتل کرنے اُن کے مال و متاع کو لوٹ لینے اور اُن کو غلام بنانے کے بارہ میں اُن پر کوئی چیز معیوب نہیں ٹھہر سکتی خصوصاً جس حال میں کہ اُن کی شریعت کے جہاد میں بہ نسبت جہاد شرائع سابقہ کے ہم سہولت اور تخفیف بھی پاتے ہوں۔

پس آپ کی شریعت شرائع سابقہ کے مخالف نہیں ہے اور نہ یہی ہے کہ خدا کے نبیوں کی شریعت کے ساتھ جو لوگ کفر یا گناہ کر کے مخالفت سے پیش آتے ہیں اُن کے ساتھ جو خدا کی عادت جاری ہے اُس کے خلاف اور مضاد آپ کی شریعت میں کوئی حکم ہو۔ پس ہر شخص جو وحی کی تصدیق کرتا ہو اور خدا کے پاس سے انبیاؑ پر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شرائع کے نازل ہونے کا یقین رکھتا ہو اُس کے ذمہ واجب ہے کہ مشروعیت جہاد کے بارہ میں خاص کر محمدی شریعت ہی پر شبہ اور طعن کو اپنے دل میں جگہ نہ دے رہا ہو وہ شخص جو خدا ئے عالم کا وجود ہی نہ مانتا ہو اور نہ شرائع کے نازل ہونے کا قائل ہو تو اُس سے یوں گفتگو کی جائے گی کہ پہلے خدا ئے عالم یعنی اللہ تعالےٰ کے وجود پر استدلال کیا جائے گا. خدا تعالیٰ کی وحی ثابت کرنا پڑے گی (جیسا کہ مادی فرقہ کے مناظرہ میں یہ ہو چکا ہے) پھر بعد اس کے کہ اُس پر حجت قائم کر دی جائے گی اور وہ شرائع کی تصدیق کا التزام کر لے گا تو اُس کی بھی وہی حالت ہو جائے گی جو دوسرے اہلِ ملت کی ہے جو اُس ملت کی تصدیق کرتے ہیں. پس اب ہم اس شخص کے مقابلہ میں ثابت کر دیں گے کہ جو کچھ خدا نے شرائع میں مشروع اور مقرر کیا ہے وہ ضرور مستحسن ہے اور اُس وقت اُسے معلوم ہو جائے گا کہ جہاد کے بارہ میں محمدی شریعت شرائع سابقہ کے مخالف نہیں ہے بلکہ اس میں بہت سی تحقیقات اور سہولتیں موجود ہیں جو شرائع سابقہ میں نہ تھیں جیسا کہ اس کا بیان پیشتر گزر چکا ہے۔

بعضوں کا گمان ہے کہ اسلام تلوار سے قائم ہوا ہے اس کا ردّ اور اس بات کا ثبوت کہ جہاد سے پہلے ہی بکثرت لوگ اسلام لا چکے تھے

پھر بعد اس کے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا دین شائع ہو گیا اور اُس میں جہاد مشروع ہو چکا تو ایک اور فرقہ کو یہ وہم ہوا کہ یہ دین محض تلوار کے زور سے قائم ہوا ہے اور اُسی سے پھیلا ہے اور یہ بات ایسی ہے جس سے جی میں شک پیدا ہوتا ہے اور آدمی کو یہ کہنے کا موقع ملتا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے جتنے پیرو ہیں وہ لوگ قتل سے دھمکا کر دین میں داخل ہونے کے لئے مجبور کئے گئے ہیں لیکن باوجود اس خیال کے اس فرقہ نے انصاف کو نہیں چھوڑا اور اُسے ضروری سمجھ کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی ابتدائی کیفیت کا پورا پورا حال دریافت کیا تو اُن کے نزدیک غایت درجہ کی تفتیش اور تدقیق اور اس دین کی ابتدائی حالت کی تاریخ کے دیکھنے سے یہ بات متحقق ہو گئی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پہلے پہل جب دعوائے رسالت کرنے کھڑے ہوئے تھے تو اس وقت تن تنہا اور بے یار و یاور تھے نہ آپ کو کسی قسم کی حکومت حاصل تھی اور نہ آپ کا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کنبہ ہی ایسا ذی قدرت تھا جس کی حمایت کا آپ بھروسہ کرتے بلکہ جمہور کے مابین جب آپ دعوے رسالت کرنے کھڑے ہوئے تھے تو آپ کے کنبہ والوں کو باقی طائفوں پر غلبہ حاصل ہو جانا اور اُن سب کے مقابلہ کی تاب نہ لاسکنا تو جُدا رہا خود اُنہی لوگوں نے آپ کے دعوی کی سب سے پہلے تکذیب کی اور آپ کے سخت دشمن ہو گئے اور آپ کے کنبہ کے شریر لوگ آپ کی ایذا رسانی اور آپ کو سبک رائے بنانے پر طیار اور آمادہ ہو گئے لیکن تاہم محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دعوے پر برابر جمے رہے اور ایذا رسانوں کی ایذا دہی پر صبر کیا کئے۔ خلق خدا کو حق کی جانب بلانے اور اُن کے لئے دلائل قائم کرنے میں مشغول رہے اپنے دین کی خوبیاں ظاہر کرتے رہے اور جس طریق پر وہ لوگ تھے اُس کی بُرائیاں دکھلاتے رہے یہاں تک کہ خدا کو جس کی ہدایت منظور تھی اُس کے نزدیک حق واضح ہو گیا۔

پھر عقول سلیمہ آپ کے دین کو قبول کرنے اور آپ کی شریعت کو مستحسن خیال کرنے لگیں اور جماعتیں کی جماعتیں آپ کی پیروی کو اختیار کرنے لگیں اور اُس وقت آپ کو کسی کے ایک قطرۂ خون کے گرانے کا بھی حکم نہیں دیا گیا تھا اور آپ اپنے قرآن کی تلاوت کرتے تھے جس میں خدا کا یہ قول موجود تھا (لا اکراہ فی الدین قد تبین الرشد من الغی) یعنی دین میں کوئی زبردستی نہیں ہے ہدایت گمراہی سے متمیز ہو چکی ہے اور یہ قول جس میں پیروانِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب کیا گیا ہے (یا ایہا الذین آمنوا علیکم انفسکم لا یضرکم من ضل اذا اہتدیتم) یعنی اے ایمان والو! تم اپنے نفسوں کی خبر لو۔ جب تم ہدایت قبول کر چکے تو جو گمراہی میں رہے گا وہ (اور اُس کا گمراہی میں رہنا) تمہارے لئے ضرر رساں نہیں ہو سکتا اور خدا کا یہ قول (ومن کفر فعلیہ کفرہ) یعنی جس نے کفر کیا اُس کا کفر اُسی پر پڑے گا اور اسی کے مثل اور آیتیں بھی موجود تھیں اور جس زمانہ میں آپ نے اس طریقہ کا التزام کر رکھا تھا اور جہاد مشروع بھی نہیں ہوا تھا تب ہی ایک جم غفیر آپ کا پیرو بن گیا تھا جیسا کہ آپ کے حالات کی تاریخ دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے چنانچہ ابوذر اور اُن کے بھائی اُنیس اور اُن کی والدہ (رضی اللہ عنہم) یہ سب اُس زمانے کے شروع ہی میں اسلام لے آئے تھے اور جب اپنے قبیلہ میں لوٹ کر گئے تھے تو حضرت ابوذر رضی اللہ تعالے عنہ کی دعوتِ اسلام کی وجہ سے غفار کا آدھا قبیلہ مسلمان ہو گیا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور آپ کی بعثت کے ساتویں برس قبل اس کے کہ آپؐ مدینہ کی جانب ہجرت کرتے اور جہاد شروع ہوتا آپ کے متبعین میں سے تراسی مرد مع اٹھارہ عورتوں کے مکہ سے حبش کی جانب مشرکوں کے ستانے کے باعث سے ہجرت کر گئے تھے اور کچھ مسلمان مکہ میں باقی رہ گئے تھے اور کوئی بیس آدمی نجران کے نصرانیوں میں سے مسلمان ہو چکے تھے اور ایسا ہی ضماد ازدی بعثت کے دسویں برس کے قبل ہی مسلمان ہو گئے تھے اور طفیل بن عمرو دوسی بھی ہجرتؐ سے پہلے مسلمان ہو چکے تھے اور یہ بہت بڑے شریف آدمی تھے اُن کی قوم اُن کی اطاعت کرتی تھی اور بعد اس کے کہ یہ اپنی قوم کی طرف واپس گئے اُن کی دعوت اسلام کے باعث سے اُن کے والد اور والدہ دونوں مشرف بہ اسلام ہو گئے اور مدینہ میں ہجرت سے پہلے مصعب بن عمیرؓ کے وعظ کی برکت سے ایک دن میں بنی اشہل کا قبیلہ اسلام لے آیا اور اس قبیلہ کے مردوں اور عورتوں میں سے کوئی ایسا باقی نہیں رہا جو مسلمان نہ ہو گیا ہو. ہاں صرف ایک عمرو بن ثابت رہ گئے تھے جو بعد کو اسلام لائے اور ان لوگوں کے اسلام لے آنے کے بعد مصعب رضی اللہ تعالےٰ عنہ لوگوں کو دعوتِ اسلام کیا کرتے تھے یہاں تک کہ انصار کے مکانوں میں سے کوئی مکان ایسا نہ رہا تھا جس میں متعدد مسلمان مرد اور عورتیں موجود نہ ہوں۔ ہاں مدینہ کے دیہاتوں میں سے نجد کی جانب رہنے والے البتہ اُس وقت اسلام لانے سے باقی رہ گئے تھے اور جب محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کی جانب ہجرت کی تو بریدہؓ اسلمی نے اپنی قوم کے ستر آدمیوں سمیت مدینہ کے راستہ میں آپ کی اطاعت قبول کی اور اسلام لے آئے حبش کا بادشاہ نجاشی بھی ہجرت کے قبل ہی مسلمان ہو چکا تھا اور ابو ہند تمیم، نعیم اور چار اور آدمی ہجرت کے پہلے ہی شام سے قاصد بن کر آئے تھے۔ اور مسلمان ہو گئے تھے اسی طرح اور بتیرے اسلام لا چکے تھے۔ ابوبکر، عمر، عثمان اور علی (رضی اللہ عنہم) اور ان کی طرح اور لوگوں کا جو آپ کے مشاہیر متبعین میں سے ہیں ہجرت کے قبل ہی اسلام لے آنا ایک مشہور بات ہے۔ (جیسا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات کی صحیح صحیح تاریخی کتابوں کے دیکھنے سے سارے مذکورہ امور معلوم ہوتے ہیں جس کا جی چاہے اُن میں دیکھ لے)

پس منصفانہ غور و تامل سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا دین قبل

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے کہ آپ مدینہ طیبہ ہجرت کر کے جائیں اور آپ کی شریعت میں جہاد مشروع ہو مکّہ سے لے کر مدینہ تک پھیل چکا تھا عقول سلیمہ اس کو قبول کر چکی تھیں۔ صحیح طبیعتیں اس کو اچھا سمجھتی تھیں حالانکہ اُس وقت تک کسی قسم کے خوف اور دھمکانے کا نام ونشان تک نہ تھا تو پھر آپ ہی دیکھ لیجئے کہ اسلام پر یہ تہمت کیونکر لگ سکتی ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا دین تلوار سے قائم ہُوا ہے اور آپؐ کی شریعت زبردستی پھیلائی گئی ہے اتنے بڑے بہتان کا وہ شخص تو ہرگز قائل نہیں ہو سکتا جس کی طبیعت میں ذرا بھی انصاف پایا جاتا ہو اور جو شخص اس بات کی طرف نظر کرے گا کہ آپ کے باقی زمانہ میں اور پھر اُس کے بعد بھی آپ کے دین میں بلا کسی خوف کے لوگوں کی فوجیں کی فوجیں برابر داخل ہوتی رہیں اور آج تک داخل ہوتی چلی جاتی ہیں بلکہ باوجودیکہ لوگوں کو یہ بھی خوف ہوا کہ دین کے دشمن اسلام لانے کے بعد ستائیں گے تاہم وہ اسلام لانے سے باز نہیں رہے تو اب تو اس امر کا خیال کرنے سے یہ تہمت سرے سے مٹ جائے گی۔ لیکن شرط یہ ہے کہ طبیعت میں انصاف ہو اور عقل سے آزادی کے ساتھ کام لیا گیا ہو۔

ہاں جب پیروان محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تعداد کثیر اور وافر ہوگئی اور یہ بات ظاہر ہوئی کہ نصیحت اور دلیل کی قوت اُن مخالفوں میں جو باقی رہ گئے ہیں کارگر نہیں ہوسکتی اور مخالفوں کے ساتھ نرمی اور بردباری کا معاملہ ہمیشہ کرتے رہنا اُن کی سرکشی کو بڑھاتا رہے گا اور امر دین میں اُس کی پیروی کرنے والوں کو مشوش بنائے رکھے گا اور اُن کو جرأت دلائے گا کہ مسلمانوں کو خوب ستایا کریں تو اس وقت اس مصلحت سے آپ کے دین میں جہاد مشروع ہُوا اور اُس میں ایسے عدل کے موافق حدود مقرر کر دیئے گئے جس کی وجہ سے ایذا رسانوں کی تکلیف دہی سے نجات مل سکے اور سنگدلی کی حد تک نوبت نہ پہنچنے پائے۔ چنانچہ یہی دیکھئے جو لوگ دین محمدی کی پیروی نہ کریں اسلام اُن سے اسی پر اکتفا کرتا ہے کہ وہ سلطان اسلام کی اطاعت اختیار کرلیں اور اپنے مال میں سے کچھ دیا کریں تاکہ اہلِ دین کو دولتِ اسلام قائم رکھنے میں مدد پہنچتی رہا کرے اور اُن کی دنیاوی ضرورتیں دفع ہوتی رہیں اور اہل اسلام جو اُن لوگوں کی جنہوں نے کچھ دینا قبول کر کے سلطان اسلام کی اطاعت قبول کر لی ہے حمایت

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کریں تو وہ مال اُس کے مقابلہ میں بھی ہو جائے۔ رہا اُن کا آخرت کا معاملہ تو اسلام اُسے پروردگارِ عالم کے سپرد کرتا ہے یا کبھی اسلام اُن پر جو شریعتِ محمدی کا اتباع نہیں کرتے۔ غلامی کا حکم عائد کرتا ہے تاکہ اسی طرح اُن کی ایذا رسانی کی خلش مِٹے اور اہلِ اسلام سے کچھ دنیاوی کام نکل جائیں۔

بعض لوگوں کا غلامی کو بُرا سمجھنا اور اس کا رد کہ شریعت میں جس غلامی کی اجازت ہے وہ مستحسن ہے بلکہ کبھی غلام کے لئے نفع کا باعث ہوتی ہے اور غلام کے مولی پر حقوق پر

اور بعض شرائع سابقہ کے ماننے والے دینِ محمدی میں غلامی کے جائز اور مشروع ہونے سے یہ دیکھ کر نفرت کرنے لگے کہ اُس کی وجہ سے غلام پر بڑی روک ٹوک لگ جاتی ہے خصوصًا اس لئے کہ اُنھوں نے بعض ممالک میں غلاموں کو دیکھا کہ طرح طرح کے ظلم جھیلتے ہیں (جیسا کہ یہ رسم کچھ زمانہ سے یورپ میں جاری تھی جس کو زیادہ عرصہ نہیں گزرا اور بعض ممالک امریکہ میں آج تک جاری ہے) چنانچہ اُن ممالک میں غلاموں کو مار پڑتی ہے اُن کی اعانت کی جاتی ہے۔ ننگے بھوکے رکھے جاتے ہیں چوپایوں کی طرح قید رہتے ہیں اُن سے ایسے ایسے مشقت کے کام لئے جاتے ہیں جس کی وہ طاقت نہیں رکھتے گویا کہ نوعِ انسانی میں اُن کا شمار ہی نہیں خاص کر جب کہ وہ سیاہ رنگ کے بھی ہوں اور یہ کہ اُن کا آزاد کرنا دین کے کارِ ثواب میں شمار نہیں کیا جاتا اور سوائے شاذ و نادر حالت کے اُن کو کوئی آزاد نہیں کرتا اور وہاں اُن کی حالت ادنیٰ درجہ کے حیوانات سے بھی بدتر ہوتی ہے۔

پس ان لوگوں نے یہ خیال کر لیا کہ دینِ محمدی بھی شاید غلامی کو باوجود ان سب خرابیوں کے جائز رکھتا ہے اور غلام کے ساتھ ایسے بُرے طور سے پیش آنے کی اجازت دیتا ہے اور شرائع سابقہ میں غلامی کے مشروع ہونے سے ان کو کچھ سہو بھی ہو گیا لیکن باوجود اس خیال کے اُنھوں نے اپنا رُخ بدلا اور دینِ محمدی میں غلامی کے مشروع ہونے کی کیفیت میں نہایت تدقیق کے ساتھ غور کرنے لگے اور اُن باتوں کو اُنھوں نے نہایت

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تامل کی نظر سے دیکھا جن پر کہ غلامی کے مشروع ہونے کی کیفیت مشتمل ہے اور وہ یہ ہیں کہ اہلِ دین کو دنیاوی ضرورتوں کے بَر آنے میں کچھ مدد ملے۔ اعدائے دین پر غلامی کے عائد کرنے سے اُن کی ایذا رسانی سے نجات حاصل ہو۔ اپنے مخالفوں کی خدمت کرنے سے اُن کی شوکت ٹوٹے۔ اُن کی پرخاش دفع ہو اور ساتھ ہی اُس کے مسلمانوں کو بہت کچھ وصیتیں بھی کی گئی ہیں جس کے موافق غلام کی راحت محفوظ رہے اور غلام اپنی زندگی بسر کرنے میں اپنے مولیٰ کے مساوی رہ سکے۔ اور اس طرح پر اگر وہ وحشی بھی ہوگا تو اس میں تہذیب اور تمدن آجائے گا۔

شریعتِ محمدیہ میں اُن سختیوں اور بدسلوکیوں میں سے جن کو بعض بعض قومیں اپنے غلاموں کے ساتھ برتا کرتی ہیں کچھ بھی روا نہیں رکھتی نہایت سختی سے اُن کی ممانعت کرتی ہے اور اُخروی سزا سے ڈراتی ہے اور باوجود اس کے ثوابِ جزیل کا وعدہ کر کے غلاموں کے آزاد کرنے کی ترغیب بھی دیتی ہے۔ چنانچہ اُس نے بہت سے ایسے وسائط مشروع کئے جن کا مقتضا یہ ہے کہ غلام بکثرت اور عام طور پر آزاد کیے جائیں اُن کی غلامی کی مدت کم ہو جائے اور اُس نے غلام اور اُس کے مولیٰ کے مابین اگرچہ آزادی کے بعد ہی کیوں نہ سہی ایسا علاقہ قائم کر دیا ہے کہ جو علاقہ نسب کے مانند ہے۔ اس میں سفید و سیاہ کا کوئی فرق نہیں کیا جاتا اور ان لوگوں کو یہ بھی معلوم ہُوا کہ اس شریعت کے ماننے والوں نے یہ بات دیکھ کر کہ شریعت غلام کے ساتھ سلوک اور احسان کے ساتھ پیش آنے کی ترغیب دیتی ہے۔ بہت سے ایسے طریقے اختیار کیے ہیں جن کا نتیجہ یہ ہے کہ غلاموں کے ساتھ نیکی اور سلوک کا برتاؤ کیا جائے اور یہ کہ بسا اوقات غلاموں کو غلامی کی بدولت ایسی نعمت ملتی ہے کہ اگر وہ غلامی میں داخل نہ ہوتے تو اُس کا ملنا اُن کو ممکن نہ ہوتا۔

پھر اُنھوں نے شرائع سابقہ کی نصوص کی دیکھ بھال کی تو اُنھوں نے اُن کتابوں میں جو شرائع سابقہ کی جانب منسوب کی جاتی ہیں اس بات کی تصریح پائی کہ غلامی اُن میں بھی مشروع تھی۔ پس دین محمدی میں غلامی کی مشروعیت پر جو اُن کا اعتراض تھا اُس وقت انھوں نے اُس کو واپس لیا اور کہنے لگے کہ جب اس دین کے ماننے والے اپنے نزدیک قطعی دلائل کی وجہ سے اس امر کا یقین کرتے ہیں کہ اُن کا دین خدا کی جانب سے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مشروع ہے اور اُن کے دین نے اپنے مخالفوں کا غلام بنا لینا اُن کے واسطے اس لئے مباح کر دیا ہے کہ وہ اُن کی خدمت سے نفع اُٹھائیں مخالفوں کی ایذا رسانی کی خلش اُن سے مٹ جائے۔ وہ پرخاش نکالنے سے باز رہیں اور اُن کے مالکوں پر ایسی شرطیں لگا دیں جو اس بات کی پوری کفیل ہیں کہ اُن کے غلاموں کو راحت ملے اور وہ اپنی زندگی بسر کرنے میں اُن ہی کے برابر ہیں اور مالکوں کے لئے اُن کے آزاد کرنے اور اُن کی غلامی کی مدت کم کرنے کے ترغیب دلانے والے ابواب کھول دیئے۔

پس اس کا نتیجہ یہ ہُوا کہ بتھیرے غلاموں کو تہذیب حاصل ہو جاتی ہے اپنی زندگی نہایت خوبی کے ساتھ بسر کرنے لگتے ہیں اور اُن کے ساتھ وہ وہ سلوک کرنے لگتے ہیں کہ اگر وہ غلام نہ ہوتے تو اُن کا حاصل کرنا اُن کو نصیب نہ ہوتا اور یہ کہ اُن کے دین نے مالکوں کو اپنے غلاموں کو ایذا رسانی اور اُن پر ظلم کرنے سے روک دیا ہے اور اُنھوں نے یہ بھی دیکھا کہ شرائع سابقہ میں بھی غلامی کی مشروعیت پائی جاتی ہے تو کہنے لگے پھر یہ کوئی نئی بات نہیں ہے اس لئے دینِ محمدی اور اُس کے ماننے والوں پر غلامی کے مشروع ہونے سے کوئی الزام نہیں عائد ہو سکتا۔

شریعت کی وصیتیں جو غلام کے ساتھ سلوک کرنے اور گزران میں مساوات کے لحاظ رکھنے کے بارہ میں کی گئی ہیں اور آزاد کرنے کی ترغیب اور آزادی کے وسائل جو شریعت نے مقرر کیے اور نیز غلام کا اپنے مولیٰ کے ساتھ نسب کی طرح رشتہ قائم ہو جانا وغیرہ

باقی رہیں وہ وصیتیں جو غلام کی راحت کی محافظ اور اس امر کی کفیل ہیں کہ وہ اپنے مالک کے برابر گزران کر سکے تو وہ شریعتِ محمدیہ میں نہایت کثرت سے پائی جاتی ہیں اور ہم اس موقع پر اتنی ہی پر اکتفا کرنا مناسب سمجھتے ہیں کہ آگے آتی ہیں۔

خدا تعالےٰ نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا ہے:۔ واعبدوا اللّٰہ ولا تشرکوا بہ شیئًا وّ بالوالدین احسانًا وبذی القربٰی والیتامٰی والمساکین

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

والجار ذی القربیٰ والجار الجنب والصاحب بالجنب وابن السبیل وما ملکت ایمانکم ان اللہ لا یحب من کان مختالاً فخوراً۔

"اور خدا کی عبادت کرو اور کسی کو اس کا شریک مت ٹھہراؤ اور (یہ وصیت مانو کہ) اپنے والدین کے ساتھ احسان سے پیش آیا کرو اور (نیز) اپنے قرابت مندوں اور یتیموں اور مسکینوں اور قرابت مند اور اجنبی پڑوسیوں، سفر کے ساتھیوں اور مسافروں اور اُن لوگوں کے ساتھ جن کے تمہارے ہاتھ مالک ہیں یعنی وہ تمہارے مملوک ہیں (احسان سے پیش آیا کرو) بے شک اللہ تعالےٰ اُس شخص کو پسند نہیں کرتا جو بڑائی مارتا اور اتراتا ہو۔"

پس اللہ تعالےٰ نے اس موقع پر جہاں اس بات کا حکم دیا ہے کہ اُس کی خالص طور پر عبادت کی جائے جو ایمان کی بنیاد ہے اور یہ کہ والدین کے ساتھ سلوک و احسان کا برتاؤ کیا جائے جس کی نعمتوں کا مرتبہ خدا کی نعمتوں کے بعد ہی ہے اور یہ کہ اُن لوگوں کے ساتھ احسان و سلوک کا برتاؤ کیا جائے جن کے ساتھ ایسا برتاؤ کرنا شفقت، رحمت اور انسانیت کا مقتضا ہے تو اس کے ساتھ ہی خداوند کریم نے ممالیک یعنی غلام اور لونڈیوں کے ساتھ احسان و سلوک سے پیش آنے کی بھی وصیت کی ہے اور اُس کو بھی امور مذکورۂ بالا کے مقارن گردانا ہے اور ممالیک کے لئے احسان و سلوک سے پیش آنے کا حکم کرنا تمام احسانات و سلوک کو جو اُن کے ساتھ ممکن ہیں سب کو شامل ہے اور جتنی تکلیفیں کہ اس کی مناقض ہیں سب کا دُور کرنا بھی اس میں آگیا اور اس کی شرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول سے معلوم ہوتی ہے :-

www.KitaboSunnat.com

عبیدکم اخوانکم جعلھم اللہ تحت ایدیکم اطعموھم مما تاکلون والبسوھم مما تکسبون ولا تعذبوا عباد اللہ۔

"تمہارے غلام تمہارے بھائی ہیں خدا نے اُن کو تمہارے ہاتھوں کے تحت میں یعنی تمہارے قبضہ میں کر دیا ہے جو تم کھاؤ اُسی میں سے اُن کو بھی کھلاؤ اور جو تم پہنو اُسی میں سے اُن کو بھی پہناؤ اور خدا کے بندوں پر عذاب نہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرو۔ یعنی اُن کو تکلیف نہ دو۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غلاموں کے حقارت سے ڈرانے اور اپنی بڑائی کے خیال سے بچنے کے بارہ میں فرمایا ہے:-

ولا یقل احدکم عبدی ولیقل فتائی و فتاتی و غلامی۔

"اور تم میں سے کوئی (اپنے غلام کو) یہ نہ کہے کہ میرا بندہ بلکہ یہ کہا کرے کہ میرا چھوکرا، میری چھوکری، میرا غلام۔"

اور دنیا سے رخصت ہوتے وقت جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری کلام ہے وہ آپ کا یہ کلام ہے:-

الصلوٰۃ و ما ملکت ایمانکم۔ "یعنی نماز اور اپنے ممالیک (غلام و لونڈی) کا بڑا خیال رکھنا۔"

پس اہلِ انصاف غور کر لیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے جہاں نماز کی وصیت کی ہے جو کہ دین کا ستون ہے اور جس میں کہ آپؐ کی آنکھوں کو دنیا میں ٹھنڈک حاصل ہُوا کرتی تھی چنانچہ آپؐ نے فرمایا ہے:- وجعلت قرۃ عینی فی الصلوٰۃ یعنی نماز میں میری آنکھوں کو ٹھنڈک حاصل ہوتی ہے۔ اُس کے ساتھ ہی ساتھ اس وصیت کو بھی ذکر کیا ہے جو آپ نے اپنے پیروی کرنے والوں کو ممالیک (غلام اور لونڈیوں) کے بارہ میں فرمائی ہے۔ اور ناظرین یہ بھی دیکھ لیں کہ آپؐ نے اپنے اصحاب سے انتقال کے وقت جو آخری کلام کیا ہے وہ انہی دونوں باتوں (نماز اور احسان ممالیک کی وصیت ہے) پس یہ امر غلاموں کے بارہ میں پوری پوری وصیت کر جانے پر دلالت کرنے میں بالکل کافی و وافی ہے۔ اب اس بارہ میں کسی اور چیز کے بیان کرنے کی کچھ حاجت نہیں اور ممالیک یعنی غلام و لونڈیوں کو تکلیف دینے سے ممانعت تو شرعی نصوص میں ایک مشہور بات ہے۔ یہاں تک وارد ہُوا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کا غلام آزاد کر دیا تھا جس نے اُسے اپنی لونڈی کے ساتھ پا کر اُس کا ناک، کان کاٹ ڈالے تھے اور اس کے ولاء[1] کو سرکاری کر دیا اور

---

[1] شریعت کا قانون ہے کہ کسی کا آزاد کردہ غلام یا لونڈی جب مر جائے اور اسکے قرابت مندوں میں سے اسکا کوئی وارث نہ ہو تو اس وقت اُسکی میراث اُسی آزاد کرنے والے کو ملتی ہے اور اسی کو ولاء کہتے ہیں۔ ۱۲ مترجم

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسلمانوں کو اُس کی اعانت کی وصیت کر دی اور اس کے بعد آپ نے مسلمانوں کے بیت المال سے اُس غلام کا نفقہ مقرر کر دیا اور آپ کے خلیفہ (عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ) نے ایک شخص کی لونڈی کو آزاد کر دیا تھا جس نے اُسے گرم توے پر بٹھایا تھا جس کی وجہ سے اُس کے سرین جل گئے تھے اور آپ نے اُس شخص کو خوب پٹوایا اور ایسے بہت سے واقعات ہیں جن میں اپنے غلاموں پر سختی کرنے والوں کو سخت سزا دی گئی ہے اور غلاموں کی ایذا رسانی کے بارہ میں قیامت کے دن کی وعیدیں تو مشہور ہی ہیں۔ باقی رہی ممالیک (یعنی غلاموں اور لونڈیوں) کے آزاد کرنے کی ترغیب تو اس بارہ میں تو شرعی نصوص اس کثرت سے ہیں جن کا کچھ شمار ہی نہیں اور یہاں ہم اسی قدر بیان پر اختصار کرنا مناسب سمجھتے ہیں جو آگے آتا ہے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حال تھا کہ آپ ممالیک کے آزاد کرنے کی برابر ترغیب دیا کرتے تھے اور شرعی نصوص میں وارد ہوا ہے کہ جو شخص ایک جان کو بھی آزاد کرے گا خدا اُس کے ہر ہر عضو کے مقابلہ میں آزاد کرنے والے کے ہر ہر عضو کو آگ سے رہائی دے گا۔ یہاں تک کہ اُس کو سُن کر مرد یہ پسند کرنے لگا کہ وہ کسی مرد کو آزاد کرے تاکہ اُس کے پورے پورے اعضاء رہائی پائیں اور عورت یہ چاہنے لگی کہ وہ کسی عورت کو آزاد کرے تاکہ اُس کے پورے پورے اعضاء رہائی پائیں (ایسا ہی عقود جواہر منیفہ میں بروایت حماد مذکور ہے اور حماد نے ابراہیم سے روایت کی ہے اور ایسی حدیث کا سا حکم مرفوع[1] حدیث کا سا حکم ہے اور دوسرے لفظوں میں یہ حدیث اس طرح مروی ہے جو شخص کسی رقبہ یعنی غلام یا لونڈی کو آزاد کرے خدا تعالیٰ اُس کے ہر ہر عضو کے مقابلہ میں آزاد کرنے

---

[1] مرفوع وہ حدیث کہلاتی ہے جس کا سلسلۂ روایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک بالتصریح پہنچا دیا گیا ہو اور جس حدیث کا سلسلۂ روایت صحابی تک پہنچا کر سکوت دیا گیا ہو اُس کو موقوف کہتے ہیں اور یہ اصول حدیث کا قاعدہ ہے کہ اگر صحابی کسی ایسی بات کی خبر دے جو بلا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنے ہوئے قیاس سے نہیں معلوم ہو سکتی تو گو اُس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سننے کی تصریح نہ کی ہو تاہم وہ حدیث اس حدیث کے مثل سمجھی جائے گی جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سننے کی تصریح بھی کر دی گئی ہو یعنی حدیث مرفوع کے مثل۔ ۱۲ مترجم

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والے کے اعضاء میں سے ہر ہر عضو کو آگ سے رہائی دے دیتا ہے یہاں تک کہ اُس کی شرمگاہ کے مقابلہ میں اُس کی شرمگاہ کو اور اللہ تعالے کے قول (فکُّ[1] رقبۃ) کی تفسیر میں مروی ہے کہ ایک دیہاتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپؐ سے عرض کرنے لگا۔ یا رسول اللہ! مجھے کوئی ایسا عمل بتا دیجئے جو مجھے جنت میں داخل کر دے۔ آپؐ نے فرمایا جان کا آزاد کرنا اور گردن کا چھوڑانا۔ اُس نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ کیا یہ دونوں ایک امر نہیں ہیں؟ آپؐ نے فرمایا۔ نہیں۔ جان کا آزاد کرنا یہ ہے کہ تو بلا شرکت غیرے اُس کو آزاد کرے اور گردن کا چھوڑانا یہ ہے کہ تو اس کی قیمت میں مدد کرے (ایسا ہی تفسیر رازی میں ہے) یعنی اگر آقا نے اپنے غلام سے کچھ روپیہ لے کر آزاد کرنے کا وعدہ کر لیا ہو تو کوئی شخص غلام کو روپیہ دے کر اُس کے آزاد کرانے میں معاون بن جائے اور اس بارے میں بہت سی نصوص بھی بھری پڑی ہیں۔

وہ ذرائع جو شریعت نے غلاموں کی آزادی کے لئے مشروع کئے ہیں

رہا یہ امر کہ شریعتِ محمدیہ نے بہت سے ایسے وسائط اور ذرائع مقرر کئے ہیں جن کا مقتضا یہ ہے کہ غلام بکثرت، اور عام طور پر آزاد کئے جائیں اور اُن کی غلامی کی مدت کم ہو جائے سو وہ یہ ہیں کہ اُس نے آزاد کرنا بہت سی جنایتوں کا شرع میں کفارہ قرار دیا ہے جیسے کہ کسی کا دھوکے میں قتل کر ڈالنا۔ رمضان کا روزہ بلا عذر توڑ ڈالنا قسم کھا کر اُس کے خلاف کرنا اور شریعت نے بعض ممنوع چیزوں سے رہائی پانے کا ذریعہ بھی آزاد کرنے کو قرار دیا ہے۔ جیسے کفارہ ظہار[2] کا اس لئے کہ جو اپنی عورت سے ظہار کرتا ہے اُس کے لئے جب تک کہ وہ کفارہ نہ ادا کر دے اپنی

---

[1] یعنی کسی کی گردن چھوڑانا ۱۲ مترجم [2] ظہار شریعت میں اُسے کہتے ہیں کہ کوئی شخص اپنی عورت کو اپنی ماں بہن وغیرہ (جن کے ساتھ اُسے نکاح کرنا حرام ہے) کے کسی ایسے عضو سے جس کی طرف اسے دیکھنا جائز نہیں (مثلاً پیٹھ یا شرمگاہ وغیرہ) تشبیہ دیکر اپنے اوپر حرام کرے مثلاً یوں کہے کہ تو میرے اوپر میری ماں کی پشت یا شرمگاہ کے مانند حرام ہے ۱۲ مترجم

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عورت کے پاس جانا یا اُس کے مقدمات جیسے بوسہ وغیرہ لینا ہرگز جائز نہیں اور کفارہ میں جس چیز کا اول مطالبہ کیا جاتا ہے وہ یہی آزاد کرنا ہے۔ پھر باوجودیکہ مطلقاً آزاد کرنا شریعت میں مستحسن ہے اور اُس پر ثواب کا بھی وعدہ ہے لیکن تاہم بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں جو اس قدر ہمت نہیں کر سکتے کہ غلام آزاد کر کے اپنے ہاتھ سے اس قدر مال جانے دے سکیں تو شریعت نے ان کا لحاظ کر کے مکاتبت کو مشروع قرار دیا ہے اور مکاتبت یہ ہے کہ آقا اپنے غلام کے ساتھ اس بات پر متفق ہو جائے کہ اگر غلام اتنا مال ادا کرے گا تو وہ آزاد ہو جائے گا پس اس وقت آقا کو مال حاصل کرنے کی سعی کرنے کے لئے اپنے غلام کو آزادی دینی پڑے گی۔ اور جب وہ غلام اُس قدر مال جتنے پر شرط ٹھہری تھی ادا کر دے گا تو آزاد ہو جائے گا اور شریعت نے آزادی کے لئے ایک اور عقد بھی مشروع کیا ہے جسے عتق علی مال کہتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ آقا اپنے غلام سے کہے کہ ہزار روپیہ پر مثلاً تو آزاد ہے۔ پس اگر غلام اُسے قبول کرلے گا تو فوراً آزاد ہو جائے گا اور اس کے ذمہ اُتنے روپوں کا ادا کرنا واجب ہو گا جتنے پر شرط ٹھہری ہے اور نیز شریعت نے اُس شخص کے حال کا لحاظ کر کے جسے غلام سے خدمت لینے کی مدت العمر ضرورت رہے گی مدبر بنانے کو مشروع کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ آقا اپنے غلام کو اپنے بعد آزادی دے دے یعنی یوں کہے کہ میرے مرنے کے بعد تو آزاد ہے۔ پس ایسی حالت میں غلام کا بیچنا۔ ہبہ کرنا کسی کو خیرات میں اُس کا دے دینا، رہن رکھنا ممنوع ہو جاتا ہے اور وہ اپنے آقا کے مرنے کے بعد فوراً آزاد ہو جاتا ہے اور شریعت نے وصیت بالعتق بھی مشروع کی ہے اور یہ بھی لحاظ کیا ہے کہ غلام کے بعض بعض مالکوں کو آزادی کے مذکورہ اسباب میں سے کسی کا بھی اتفاق نہیں پڑتا اور نہ اُنہیں آزاد کر کے ثواب حاصل کرنے کی ایسی رغبت ہی ہوتی ہے لیکن بسا اوقات وہ کسی نفع کے حاصل کرنے کی رغبت یا کسی مضرت رساں شے سے خوف کے وقت خدا سے یہ امید کر کے نیک کام کر گزرتے ہیں کہ اُس کے سبب سے اُن کا مقصد حاصل ہو جائے گا اس لئے اس نے آزاد کرنے کی نذر ماننے کو مشروع کیا ہے کیونکہ امید ہے کہ ان دونوں سببوں میں سے کسی کے حاصل ہونے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے وقت وہ نذر کر بیٹھیں یا ایسے لوگ جب اپنے اوپر کسی کام کے کہنے یا اس سے باز رہنے کو لازم کرنا چاہتے ہیں تو بسا اوقات اپنے اوپر ایسی شرط لگا لیتے ہیں جس کا کرنا اُن پر نہایت دشوار ہوتا ہے تاکہ جس امر کا انہوں نے التزام کیا ہے اُسے پورا کر سکیں۔ اس لئے اُس نے آزاد کرنے کے حلف کو مشروع کیا ہے کیونکہ شاید جس چیز کا انہوں نے التزام کیا تھا اس کے خلاف کر گزریں اور اسی بہانہ سے اُن کے غلام کو بھی آزادی مل جائے۔

پس جب کوئی تامل کرنے والا امور مذکورہ میں غور کرے گا تو اُسے معلوم ہو جائے گا کہ اُن سے مقصود یہی ہے کہ اتنے اسباب میں سے کسی نہ کسی سبب سے غلام کو ایسے طریق پر آزادی مل جائے جو شریعت میں پسندیدہ ہو اور یہ خدا کا انعام ہے کہ اُس نے غلاموں کو آزادی پھیلانے اور ان کی غلامی کی مدت کم کرنے کی غرض سے اتنے ایک وسیلے مقرر کر دیئے۔ پھر چونکہ شریعت نے مولیٰ کو لونڈی کے نفس کا مالک بنایا ہے اس لئے اس کی شرمگاہ کا بھی اس کو مالک قرار دیا ہے اور اُس کے لئے یہ بات مباح کر دی ہے کہ وہ لونڈی کو سریہ بنا لے یعنی اُس سے صحبت کیا کرے۔ کیونکہ شریعت کو یہ منظور ہے کہ اُس کی نسل معطل نہ رہے اور اپنے اپنے مولیٰ کی حمایت میں رہنا اُس کی اولاد کو اختلاط نسب سے محفوظ رکھے۔ پس اس وقت وہ اس کی زوجہ ہی کی طرح ہو گی اُس کی اولاد کا نسب محفوظ رہے گا کہ بخلاف زنا کے کیونکہ اُس میں یہ بات نہیں پھر منجملہ اُن رعایتوں کے جو اُس لونڈی کے ساتھ اس بات کے مقابلہ میں کہ مولیٰ کو اُس کے ساتھ صحبت کرنا جائز ہے کی گئی ہیں اور وہ رعایت منجملہ وسائل آزادی بھی ہے اور وہ یہ امر ہے کہ شریعت نے ایسی لونڈی کے لئے جو اپنے مولیٰ سے بچہ جنی ہو یا ہے وہ بچہ جس کے اعضاء ظاہر ہو گئے ہوں کم دنوں کا کیوں نہ ساقط ہو گیا ہو یہ حکم کیا ہے کہ وہ مستولدہ اور ام ولد ہو جاتی ہے۔ یعنی اُس وقت مولیٰ پر اُس کا بیچنا، ہبہ کرنا، رہن رکھنا اور اسی قسم کے اور تصرفات سب ممنوع ہو جاتے ہیں اور اُس کے مرنے کے بعد وہ بالکل آزاد ہو جاتی ہے۔

پس اس حکم میں غور کرنا اس امر کی قطعی دلیل ہے کہ شریعت کو لونڈیوں کے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اگر وہ غلامی میں داخل نہ ہوتے تو کسی طرح اُن کو ممکن نہ تھا۔

پس یہ بات اُن امور سے جو مسلمانوں میں مشاہدہ کئے جاتے ہیں بالکل واضح وظاہر ہو جاتی ہے اور وہ امور یہ ہیں کہ اُن کا اپنے بردوں اور آزاد کردہ غلاموں پر اوقاف کو وقف کر دینا اُن کے لئے میراث کی وصیت کر جانا وغیرہ۔ چنانچہ بتھیرے غلام اُن احسانات اور میراث کی بدولت اپنے مولیٰ کی اولاد سے بھی زیادہ مالدار ہو گئے ہیں اور بتھیروں نے اپنے مولیٰ کی لڑکیوں سے شادی کر لی بلکہ بتھیرے مولی ایسے بھی ہیں جو غلام کو آزاد کر کے متبنیٰ بنا لیتے ہیں بلکہ اُن کو اپنی اولاد سے بھی زیادہ عزیز سمجھتے ہیں یا اپنی بیٹی اُن کو بیاہ دیتے ہیں اور بتھیرے ایسے بھی غلام ہیں جو امیر یا سلطان بن گئے (جیسا کہ شاہانِ مصر جن کی شہرت عالمگیر ہے اور کافور اخشیدی کی نسبت تمام لوگوں کو یہ بات معلوم ہے) اور بتھیرے آزاد کردہ غلام مراتب جاہ اور مناصب علیہ جیسے کہ قضاء اور افتا تک بلکہ مرتبۂ اجتہاد تک پہنچ گئے ہیں (اس بارہ میں آپ کو عطاء بن ابی رباح کا حال معلوم ہو جانا کافی ہے جو کہ فقہ کے ایک جلیل القدر امام ہیں خلیفہ اُن کی زیارت کی تمنا میں رہا کرتا تھا اور دروازہ سے اُن کو پیش قدمی کر کے لیتا تھا اور اپنے پہلو میں نشست کے لئے جگہ دیتا تھا) اور یہ امر اس بات کے بیان کرنے کے لئے کافی ہے کہ غلاموں کو غلامی کی بدولت کیا کچھ نعمتیں مل جاتی ہیں کہ اگر وہ غلام نہ ہوتے تو اُن کو ہرگز نصیب نہ ہوتیں بلکہ وہ اپنے وحشی شہروں میں اپنی اسی موٹی جھوٹی حالت میں پڑے رہتے اب کیا اس کے بعد بھی کہا جا سکتا ہے کہ شریعت محمدیہ غلاموں کو آدمیت کے مرتبہ سے گرا ہوا اعتبار کرتی ہے اور انہیں انسانیت کے حقوق نہیں دیتی ایسے بہتان سے خدا کی پناہ !

غلاموں کے ساتھ بعض لوگوں کے سنگدلی سے پیش آنے کی وجہ سے شریعت پر اعتراض اور اُس کا جواب اور اس طریق کا نادر الوجود ہونا اور نیز یہ کہ غیر ممالک میں غلاموں پر زیادہ سختی کی جاتی ہے جس کا اسلامی ممالک میں نشان بھی نہیں

اور اگر کہا جائے کہ ہم تو بعض مسلمانوں کو دیکھتے ہیں کہ وہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایسی ایسی سنگدلی کا معاملہ کیا کرتے ہیں تو ہم کہیں گے کہ ہاں بعض ایسے احمق بھی تو ہیں جو عادل اور مہربان شریعت کے احکام کو چھوڑ کر اپنی اولاد کے ساتھ ایسا معاملہ کرتے ہیں جس کو شریعت ہرگز پسند نہیں کرتی اور نہ شفقت و رحمت اُس کی اجازت دیتی ہے لیکن ایسے لوگ بہت نادر اور قلیل الوجود ہیں۔ تو کیا ان سنگدلوں کو دیکھ کر یہ کہا جائے گا کہ سارے مسلمان اپنی اولاد سے ایسی ہی بُری طرح سے پیش آتے ہیں اور اس سے یہ نتیجہ نکال لیا جائے گا کہ مسلمانوں کو چاہیئے کہ ایسا کام ہی نہ کریں جس سے بچے پیدا ہوں۔

بلاشک یہ بے ہودہ نتیجہ ہذیانی دلیل سے پیدا ہُوا ہے کیونکہ یہ بات تو ہر عقلمند جانتا ہے کہ احکام صرف عام اور شائع فعل پر مبنی ہُوا کرتے ہیں قلیل اور نادرالوجود امور پر مبنی نہیں ہوتے۔ بلاشک بعض مہذب اور متمدن ممالک میں جو نوکروں اور غلاموں پر ایسی ایسی سنگدلیاں سُنی جاتی ہیں جس سے بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جائیں اور یہ اُنہی متمدن اور مہذب لوگوں میں شائع ہیں جو انسانی ہمدردی اور شفقت پر حریص ہونے کے دعوے مارا کرتے ہیں۔ اگر یہی معاملہ مسلمانوں میں اپنے غلاموں کے ساتھ عام طور پر رائج ہوتا اور اُن کی شریعت کی اُنہیں اجازت ہوتی تو البتہ شریعت محمدیہ میں غلامی کے بُرا سمجھنے کی ظاہر وجہ ہو بھی سکتی تھی لیکن یہ بات ہرگز نہیں ہے۔ چنانچہ پوری تلاش و استقرار اور اسلامی تاریخوں کے دیکھنے سے معلوم ہو سکتا ہے اور جو شخص بلادلیل قائم کئے ہُوئے محض متعصب اور خودغرض اشخاص کی اشاعت اور غیر محقق لوگوں کی خبروں پر اعتماد کر کے اس کے خلاف کہے گا تو سمجھ لیجئے کہ وہ شخص مسلمانوں پر اور ان کی شریعت پر بدگمانی کر کے غلط اور جھوٹی تہمت لگا کر بُہتان باندھتا ہے۔ خدائے پاک ہم کو ایسے افترا، اور بہتان اور جھوٹ سے پناہ میں رکھے جس سے انسانی شرافت پر بٹہ لگے۔

عہدِ عتیق و عہدِ جدید کی نصوص سے غلامی کا ثبوت

رہا یہ امر کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے پہلے جو شریعتیں تھیں اُن میں بھی غلامی مشروع ہے اور جو کتابیں ان شرائع کی جانب منسوب کی جاتی ہیں اُن میں اس کی تصریح موجود ہے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے بیان کے لئے توریت کی بکثرت آیتیں جو اپنے مخالفوں کے غلام بنا لینے پر دلالت کرتی ہیں کافی ہیں منجملہ اس کے کتاب استثناء میں ہے "اور جب تو کسی قریہ کے پاس اُس سے مقابلہ کرنے کو جائے پہلے اُس کو صلح کی طرف بُلا" پس اگر وہ قبول کر لے اور تیرے لئے دروازے کھول دے تو جتنے فرقے اُس میں ہوں گے وہ اخلاص کریں گے اور تیرے غلام بنیں گے تجھے جزیہ دیں گے"۔ اور سفر عدد سے ماخوذ ہوتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب بارہ ہزار آدمیوں کو اہل مدین کے محاربہ کے لئے بھیجا تھا تو اُن پر وہ غالب آئے تھے اور اُن میں سے سارے مردوں اور پانچ بادشاہوں کو قتل کر ڈالا تھا اور ان کی عورتوں، بچوں اور مواشی سب کے سب کو گرفتار کر لیا تھا اور قریوں، دیہاتوں اور شہروں کو آگ سے جلا ڈالا تھا پھر جب وہ لوگ واپس آئے تو موسیٰ علیہ السلام غضب ناک ہوئے اور کہنے لگے کہ تم نے عورتوں کو کیوں زندہ رہنے دیا۔ پھر ہر لڑکے (مذکر بچہ) اور ہر شوہر دیدہ عورت کو قتل کرنے اور کنواری لڑکیوں کے باقی رکھنے کا حکم کیا۔ پس اُن لوگوں نے ویسا ہی کیا جیسا موسیٰ علیہ السلام نے حکم دیا تھا اور غنیمت میں چھ لاکھ پچھتر ہزار بکریاں، بہتر ہزار گائیں، اکسٹھ ہزار گدھے، بتیس ہزار کنواری لڑکیاں تھیں۔

پس یہ آیت اس شریعت میں دشمنوں کے یہاں تک کہ لڑکوں اور شوہر دیدہ عورتوں کے قتل کے جائز ہونے پر دلالت کرنے کے ساتھ ہی غیر شوہر دیدہ عورتوں کے لونڈی بنا لینے پر بھی دلالت کرتی ہے اور سفر سموئیل میں ہے:۔

"اور موآب کے رہنے والے داؤد علیہ السلام کے غلام تھے اُن کو خراج دیتے تھے"۔ اور تیموتاؤس کی جانب پولس کے پہلے خط کے چھٹے باب میں یہ تصریح موجود ہے کہ وہ تمام لوگ جو غلام ہیں راہ روشن کے نشان کے نیچے ہیں۔ پس اُنہیں چاہیئے کہ اپنے سرداروں کو پورے اکرام کا مستحق سمجھیں تاکہ خدا کے نام اور اُس کی تعلیم پر بُہتان نہ باندھا جائے۔ اور جن کے سردار مسلمان ہیں وہ اُن کو حقیر نہ سمجھیں کیونکہ وہ بھائی ہیں بلکہ چاہیئے کہ اُن کی بہت زیادہ خدمت کریں اس لئے کہ جو فائدے میں شرکت رکھتے ہیں وہ مسلمان اور پیارے ہی لوگ ہیں اس کی تعلیم دے اور اسی کا واعظ کہہ۔ انتہی۔

اس نص سے شریعت عیسوی میں غلامی کا ثابت د برقرار رہنا سمجھا جاتا ہے اور

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ کہ غلاموں کو پورے اکرام کے ساتھ اپنے مالکوں کو تکلیف دی گئی ہے اگر اُن کے مالکوں کو اُن کا غلام بنا لینا اس شریعت میں مشروع نہ ہوتا تو اُن کو اُن کی اطاعت و خدمت کا ہرگز حکم نہ کیا جاتا اس لئے کہ شرائع سے جو بات معلوم ہوتی ہے اُس کے موافق مکلف کو ایسی چیز کے کرنے کا حکم نہیں کیا جا سکتا جو خدا تعالیٰ کے نزدیک ممقوت و مبغوض ہو اور اس سے یہ بھی سمجھا جاتا ہے کہ اُن پر اپنے مالکوں کی اطاعت واجب ہے چاہے وہ ایماندار بھی نہ ہوں کیونکہ پہلے عموماً کہا گیا پھر ایماندار مالکوں کی اس امر کے ساتھ تخصیص کر دی گئی کہ وہ اُن کو حقیر نہ سمجھیں اور اُن کی بہت زیادہ خدمت کریں اور اگر غلام بنانا اس شریعت میں جائز و مباح نہ ہوتا تو وہ شریعت ایمانداروں کے غلاموں پر اُن کی رعایت اور زیادہ خدمت لازم کر کے لوگوں کو اپنا غلام بنائے رکھنے پر ایمان داروں کو برقرار نہ رکھتی۔ چنانچہ یہ سب امور ظاہر ہیں اور تطیس کی جانب پولس کے خط کے دوسرے باب میں یہ تصریح موجود ہے:۔

"اور غلام اپنے مالکوں سے پستی سے پیش آئیں اُن کو تمام چیزوں میں راضی رکھیں اُن کے خلاف کوئی بات نہ کہیں اُن کے ساتھ اچکاپن نہ کریں بلکہ پوری پوری نیکی کے ساتھ امانت سے پیش آتے رہیں تاکہ وہ ہمارے مخلص یعنی اللہ کی تعلیم کو تمام امور میں مزین کریں۔" انتہی

اور یہ نص افادہ میں پہلی نص کے قریب ہی قریب ہے اور اپنے اس قول "ان کو تمام چیزوں میں" کے ظاہری عموم کے موافق پہلی نص پر اس بات کو اور بڑھاتی ہے کہ غلاموں کے ذمہ اپنے مالکوں کی اطاعت واجب ہے یہاں تک کہ ایسے امر میں بھی کہ وہ خدا کی نافرمانی ہی کیوں نہ ہو۔ جیسے کہ مثلاً جب مالک اپنے غلام کو زنا کا حکم کرے لیکن شریعت محمدیہ میں اپنے مالک کی ایسے امر میں اطاعت کرنا غلام پر واجب نہیں ہے کیونکہ اُس میں یہ قاعدہ ہے کہ خالق کی نافرمانی کے ساتھ کسی مخلوق کی اطاعت نہیں۔

پس غلام پر واجب ہے کہ خدا کی نافرمانی کے علاوہ اور امور میں اپنے مُدنی کی اطاعت کیا کرے مگر ہاں جب اُس پر جبر و زبردستی کی جائے اور اُسے قتل وغیرہ کی دھمکی دی جائے تو اُس وقت اس بارہ میں اُس کا حکم غیر مملوک اشخاص کا سا ہے یعنی اگر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اُن پر ایسی زبردستی کی جائے تو بعض گناہ زبردستی کی وجہ سے اُن کے لئے مباح ہو جاتے ہیں اور بعض مباح نہیں ہوتے جیسا کہ اس شریعت میں اُس کی تفصیل کی گئی ہے اس موقع پر جو کچھ مذکور ہُوا ہے وہ نص بالا میں اس قول " تمام چیزوں میں " سے جو عموم سمجھا جاتا ہے دوسری نصوص سے اس کی تخصیص کر لی گئی ہے اور وہ نصوص شریعتِ عیسوی کی جانب جو کتابیں منسوب کی جاتی ہیں اُن میں اس موقع کے علاوہ اور مواقع میں مذکور ہیں اور پطرس کے پہلے خط کے دوسرے باب میں مذکور ہے۔

" اے خادمو! پوری ہیبت کے ساتھ اپنے مالکوں کے لئے پست ہو جاؤ نہ فقط نیک اور نرمی کرنے والوں ہی کے لئے بلکہ سختی سے پیش آنے والوں کے لئے بھی۔ انتہیٰ

اور اس نص نے اگرچہ لفظ کے اعتبار سے غلاموں کو ذکر نہیں کیا بلکہ خادموں کا ذکر کیا ہے لیکن اُس کا قول " مالکوں کے لئے " یہ قرینہ اس امر کو معین کرتا ہے کہ خادموں سے غلام ہی مراد ہیں اور اس نص میں اطاعت واجب کی گئی ہے، یہاں تک کہ سختی سے پیش آنے والوں کے لئے بھی اور اگر عناداً اس قرینہ کا اعتبار نہ کیا جائے تو ہمیں اپنا مطلب ثابت کرنے کے لئے پہلے ہی کی دونوں نصوص بالکل کافی ہیں۔

پس جب اُس قوم کے لئے جو شریعتِ محمدیہ پر غلامی کے بارہ میں اعتراض کرتی تھی امور مذکورۃ الصدر ظاہر ہوئے اور اُن کو اس شریعت میں غلامی کے مشروع ہونے کی حکمت، اُس کے حدود اور شریعت کی وہ عنایتیں اور رعایتیں جو اُس نے غلاموں کے ساتھ مدنظر رکھی ہیں معلوم ہوئیں جن کی وجہ سے غلاموں کی راحت محفوظ رہتی ہے بلکہ کبھی کبھی اُن کو بہتیری نعمتیں حاصل ہو جاتی ہیں اور جو اُن کی غلامی کی مدت کی کمی کا باعث ہو جاتی ہیں اور اُنہوں نے موسوی و عیسوی شریعت کی اُن نصوص میں بھی غور کیا جو غلامی کے مشروع ہونے پر دلالت کرتی ہیں اور یہ بتلاتی ہیں کہ غلامی ان دونوں شریعتوں میں موجود تھی تو اُس وقت وہ کہنے لگے کہ شریعت محمدیہ پر اس بارہ میں کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا اس لئے کہ وہ عدل کے موافق حکم ہے اُس میں دو ضرروں میں سے ادنیٰ درجہ کا ضرر اختیار کیا گیا ہے اور یہ قاعدہ عقل

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے موافق ہے اور اُس میں شفقت، رحمت اور انسانیت کی حتی الامکان رعایت مدنظر رکھی گئی ہے اور اُس میں ضرورت کو اسی کے انداز پر رکھا ہے۔

پس اس بیان کے بعد ہر منصف اور وحی و شرائع کے تصدیق کرنے والے کے لئے کوئی اعتراض کی گنجائش باقی نہیں رہی۔ رہا دشمنوں کا مال چھین لینا اور اُن پر خراج (ٹیکس) مقرر کرنا سو اس میں بھی اعتراض و جواب کے اعتبار سے ویسی ہی گفتگو ہو سکتی ہے جو غلامی کے بارہ میں کی گئی ہے۔ اس لئے اب تطویل کی حاجت نہیں معلوم ہوتی بلکہ غلامی اور جہاد کے مسئلہ کی بابت جو دلائل اور شرائع متقدمہ کی نصوص مذکور ہوئیں وہی کافی ہیں اُن ہی سے اس بارہ خاص میں مستقل گفتگو کرنے سے استغنا ہو جاتا ہے۔ چنانچہ یہ امر سچے طور پر غور کرنے سے بخوبی ظاہر ہے۔ خداوند تعالےٰ اس کی توفیق دے کیونکہ وہی توفیق کا مالک ہے۔

شریعت کا اہلِ ذمہ کے ساتھ معاملہ اور اُن رعایتوں کا بیان جو اُن کے ساتھ کی جاتی ہیں ۱۲

پھر بعد اس کے کہ شریعت محمدیہ میں جہاد مشروع ہُوا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مخالفوں کے ساتھ محاربہ اور ایسا معاملہ شروع کیا جو خدا نے اس بارہ میں مشروع کیا تھا تو آپ اُن میں سے بعضوں کو اُن کی ایذا رسانی کے دفع کرنے اور اپنے متبعین اور دین کی حفاظت و نصرت کی غرض سے قتل کرتے تھے اس لئے کہ یہ تمام امور بغیر اُن کے قتل کے پورے نہیں ہو سکتے تھے اور بعضوں کو غلام بناتے تھے بعضوں پر خراج (ٹیکس) مقرر کرتے تھے اور اُن سے اطاعت کا عہد لے کر اُن کو صاحبِ ذمہ بنا لیتے تھے اس طرح پر کہ جو حقوق نفع حاصل کرنے کے لئے مسلمانوں کو حاصل ہیں اُن کو بھی د[یئے] ورجن امور سے مسلمانوں کو ضرر پہنچ سکتا ہے (یعنی خلاف قوانین تعزیرات اسلام کے عمل کرنے کی صورت میں) اور وہ سزا کے مستحق ہو سکتے ہیں۔ انہی امور سے وہ بھی مستحق ضرر و سزا ٹھہریں اور اُن کی حمایت و حفاظت اور اُن کے حقوق کی مراعات و نگہداشت مسلمانوں پر واجب ہو جاتی تھی۔ جان، آبرو اور مال کے اعتبار سے اُن کی ایذا رسانی حرام ہوتی تھی اور آپ اُن پر یہ شرط لگا دیتے تھے کہ شریعت کے چند

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایسے احکام کا بھی اتباع کریں جن کے باعث سے دوسروں کے حقوق پر اُن کی افترا پردازی اور تعدی سے حفاظت رہے اور اُن کو اُن کے دین پر رہنے دیتے تھے اور اپنے اعتقاد کے موافق اُنہیں اپنی مذہبی رسمیں ادا کرنے کی عام اجازت ہوتی تھی لیکن ایسے طریق پر جس سے دین محمدی کی شان و شوکت محفوظ رہے اور اُس کے پیروی کرنے والوں کے خیالات کو پراگندگی نہ لاحق ہونے پائے اور اُن کا اُخروی اور قیامت کا معاملہ خدا کے سپرد کرتے تھے اور غلامی یا خراج کو اُسی وقت اُن پر آپ مقرر کرتے تھے جب کہ آپ یہ دیکھ لیتے تھے کہ یہ امر اُن لوگوں کی ایذا رسانی کے دفعیہ کے لئے کافی ہے اور یہ کہ جو کچھ خراج اُن پر مقرر کیا گیا ہے پیروانِ شریعت کے لئے بھی نفع کا باعث ہوگا اور اپنے دشمنوں کے ساتھ محاربہ کرنے میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے حال کنویں پر کہ ڈول کی طرح تھا کہ کبھی اُن کے ہاتھ اور کبھی اُن کے ہاتھ یعنی کبھی آپ اُن پر غالب آتے تھے اور کبھی وہ لوگ مسلمانوں پر اور یہ بات خدا کی منجملہ عادات کے ہے کہ اُسے اپنے رسولوں کے بارہ میں برتا کرتا ہے لیکن آخر کار خدا کی جانب سے پوری پوری آپ ہی کی مدد ہوتی تھی اور آپ ہی فتحیاب ہُوا کرتے تھے (اور انجام نیک تو متقیوں کے لئے ہی ہے) یہاں تک کہ بہت سے شہروں پر آپ کا تسلط ہو گیا اور متعدد قبائل آپ کی اطاعت میں سرنگوں ہو گئے اور خدا نے اپنے دین کو باقی دینوں پر غالب کر دیا اور وہ برابر غالب رہا اور ہمیشہ رہے گا اور اگر اُس کو سیفی غلبہ کسی زمانہ میں نہ بھی ہو تاہم دلیل و برہان اور پختہ عقلوں کے اُس کو مستحسن شمار کرنے کے اعتبار سے تو اُس کا غلبہ کہیں نہیں گیا ہے۔

پھر آپ کے دین کے بعض دشمن قلعوں اور دمسوں میں پناہ گزین ہو گئے تھے اور آپ اُن کے لئے ہمیشہ موقع کے منتظر رہتے تھے اور اُن کی ہدایت پر حریص ہو کر برابر اُن سے دلائل کے ساتھ مراسلہ کرتے رہتے تھے اور اپنے اتباع کو اُس کی وصیت کیا کرتے تھے کہ ایسے طریق پر جو اُن کے معاملے میں مشروع ہے جب کبھی موقع اور وقت ملے اُن کو برابر دعوتِ اسلام کرتے رہیں اُس کو چھوڑیں نہیں اور یہ حکم قیامت تک جاری رہے گا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جو لوگ تکذیب پر مصر رہے اور قلع بند ہو گئے اُن کا حکم اور نیز منافقوں کا حکم اور اُن کی قسمیں اور علامات

پھر بعض دشمنوں نے ظاہر تو یہ کیا کہ وہ آپ کے دین کے متبع اور پیروانِ دین اور اُس کے نصرت کرنے والوں کی لڑی میں منسلک ہیں اور واقعی بات یہ تھی کہ وہ اپنے دلوں میں تکذیب کو چھپاتے رکھتے تھے اور اس پر برانگیختہ کرنے والا امر اُن کے لئے یا تو خوف تھا اور یا اُن غنیمتوں کی طمع تھی جو خدا نے آپ کے اور آپ کے اتباع کے ہاتھوں پر فتح کر دی تھیں۔ پس محمد صلی اللہ علیہ وسلم شروع شروع میں باوجودیکہ آپ کو اُن کی حقیقت حال اور بد طینتی کی پوری اطلاع تھی تاہم ان کو اپنے اتباع کے زمرہ میں شمار کر لیتے تھے اور اُن کے مخفی خیالات اور ارادوں کو فاش کر کے انہیں رسوا نہ کرتے تھے اور نہ اُن کو ضرر پہنچانا روا رکھتے تھے۔

اس خیال سے کہیں دشمن یہ بات نہ شائع کر دیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے پیروی کرنے والوں کو اپنی تصدیق کے بارہ میں جھوٹا سمجھتے ہیں اور اُن کے اخلاص میں شک کرتے ہیں اور اُن کو اپنے اغراضِ بد کے لئے مار ڈالا کرتے ہیں اور یہ ایسی بات تھی جس سے لوگوں کو سُن کر نفرت پیدا ہوتی اور جو لوگ متوجہ بھی ہوتے اُن کے ارادے بھی پھر جاتے خصوصاً جب کہ دین اپنے نشوونما کی ابتدائی حالت میں تھا لیکن جب شوکت اسلام کو قوت ہوئی اور اس کے بہت سے مدد کرنے والے ہو گئے اور اُس کا نور چھا گیا اور یہ بات عام طور پر ظاہر ہو گئی کہ اپنے اصحاب کے ساتھ آپ کا معاملہ محض خیر خواہی اور خالص شفقت پر مبنی ہے اور ان باطل اشاعات کی کوئی گنجائش نہ رہی تو اُس وقت آپ کے مولیٰ و مالک (خدا) نے ان منافقوں اور دوزخی لوگوں کی فضیحت اور سرزنش ملامت کی اور اس امر کی آپ کو اجازت دے دی کہ آپ اپنے مخلص پیروی کرنے والوں کی اُن سے اور اُن کے مکر سے ڈرایا کریں۔ پھر اس کے بعد یہ لوگ منقسم ہو کر دو فرقے بن گئے بعض نے تو جب اہلِ دین سے مخالطت کی اور اس پاک اور عادل شریعت کی حقیقت پر مطلع ہوئے اور اُنہوں نے اپنے باطل اعتقادات اور ادنیٰ درجہ کی عادات و رسوم

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا شریعت سے مقابلہ کیا تو اُن کی نیت خالص اور دل صاف ہو گیا اور گو پہلے منافقانہ ایمان لائے تھے لیکن پھر حقیقی مومن بن گئے اور پھر اُن کا شمار بھی بہترین اتباع اور بڑے بڑے انصار میں ہونے لگا اور بعض خوف کی حالت میں عداوت کا گھونٹ پی پی کر اپنے نفاق پر جمے ہی رہے اور ان لوگوں نے اگر اپنی جانوں کو تلوار کی دھار سے بچا بھی لیا تو کیا ہوا آخرت میں اُن کو دردناک عذاب اُٹھانا ہی پڑے گا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قسم کے لوگوں کی یہ علامت قرار دی ہے جو اُن کے نفاق کا عنوان اور فرومائیگی کی دلیل ہے اور وہ یہ ہے کہ منافق جب کوئی بات کہے تو جھوٹ بولے اور جب وعدہ کرے تو پورا کرے اور جب امین بنایا جائے تو خیانت کرے۔ خدا تعالیٰ سے ہم دین دنیا آخرت سب کی حفاظت اور سلامتی کی دُعا مانگتے ہیں۔

دین اسلام کے مکمل ہو جانے کے بعد رسول اللہ صلعم کا دار البقا کی جانب انتقال فرمانا اور اُس کی حکمت

یہ تو ہو چکا اب سنئے کہ جب خدا تعالےٰ اپنے نازل کئے ہوئے قرآن کریم اور آپ کی استوار سنت سے جس کی اُس نے اپنے رسول پاک کی جانب وحی کی تھی اپنے دین کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں پر پورا کر چکا (خدا تعالےٰ آپ کو آپ کی شان کے مناسب ہماری جانب سے جزائے خیر دے) تو اُس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے رخصت ہو گئے اور آپ نے رفیق اعلیٰ کو اختیار کر لیا۔ خدا تعالےٰ نے اپنے دین کو پورا کر کے ہمارے اوپر بہت ہی بڑا احسان کیا اور ہم کو بہت بڑی بزرگی سے سرفراز کر دیا۔ چنانچہ اُس نے اپنے باکمال رسول پر اس روز جو ہمارے لئے عید اکبر تھا اپنے اس قول کو نازل فرمایا :-

"الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا" (یعنی آج کے دن میں نے تمہارے دین کو تمہارے لئے مکمل کر دیا اور تمہارے اوپر اپنی نعمت پوری کر چکا اور تمہارے لئے میں نے دین اسلام کو پسند کیا ہے"

یہ کیسی کامل نعمت ہے اور کتنا ذی فضل احسان ہے۔ پس ہم اس کے عطاء

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنے والے خدائے پاک کی حمد اور اس کا شکر کرتے ہیں جیسی حمد و شکر کا وہ مستحق ہے اور سارے محامد اللہ تعالےٰ ہی کے لئے ہیں جس نے ہم کو اس کی ہدایت کی۔ اگر اللہ ہم کو ہدایت نہ کرتا تو ہم ہرگز ہدایت نہ پا سکتے تھے اور اس آیت کریمہ کا نازل ہونا بلاشک محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی موت کی خبر دیتا تھا جیسا کہ اس بات کو آپ کے صدیق اکبرؓ اس آیت کو سنتے ہی سمجھ گئے اور رونے لگے کیونکہ نورِ بصیرت سے اُن کے لئے یہ امر ظاہر ہو گیا تھا (اور مومن خدا کے نور سے دیکھا کرتا ہی ہے) کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا بھیجا جانا اور دنیا میں آپ کا وجود شریف تبلیغِ دین کی حکمت کے لئے تھا۔ پس جب دین کامل ہو چکا تو بعد اس کے دارِ فناء سے دارِ بقار کی جانب کہ وہی دارِ قرار ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے سوا اور کیا رہ گیا۔

پس آپؐ دنیا سے خوشی خوشی تشریف لے گئے اور حال یہ ہے کہ آپ نے راہِ راست دکھلا دی جو کچھ خدا تعالےٰ کے پاس سے لائے تھے سب اُس کے بندوں کو آپ نے پہنچا دیا برابر امت کی خیر خواہی میں رہے اُن کو ایسے روشن راستہ پر چھوڑ کر گئے جس کی رات بھی دن کے مانند ہے اُن کے دلوں میں اپنی ایسی محبت جگر میں کر گئے ہیں جس کو کبھی عارض ہی نہ ہو اور ایسی الفت جو کبھی نہ جائے تَو اُن لوگوں کی روحیں بھی آپ پر فدا ہیں ہر ہر زبان آپ کی حمد و شکر کی ثنا خوان ہے پس خدا تعالےٰ آپ کو تمام امت کی جانب سے جزائے خیر دے اور آپ کو وسیلا اور درجہ رفیع و عالی دارالبقار میں عنایت فرمائے اور آپ کے مولیٰ سبحانہٗ کی جانب سے آپ پر اور آپ کے ذی کرامت کنبہ والوں پر جو کہ ہدایت کے انوار ہیں اور آپ کے ذی عظمت اصحاب پر جو کہ تاریکی کے چراغ ہیں اشرف صلوات اور ازکی التحیات جب تک رات و دن آتے جاتے رہیں اور لیل و نہار کا دورہ ہوتا رہے نازل ہُوا کریں۔ اللّٰھم آمین۔

خاتمہ اس بات کے بیان میں کہ اسلام کا ماخذ قرآن و حدیث اور اجماع امت اور اجتہاد ہے اور اجتہاد مطلق کی شرطیں

اقد چونکہ یہاں پر آکر ہمارا اصل کلام ختم ہُوا اور خدا نے بقدر امکان دین اسلام کی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حقیقت اور حقانیت کے بیان کرنے میں ہم کو رسائی عنایت فرمائی۔ اس لئے ہمیں مناسب ہے کہ ہم اپنے آخری کلام میں ایک خاتمہ اور ایک تنبیہ لکھیں خداوند تعالے لے ہی توفیق دینے والا ہے۔

خاتمہ تو اس کی تحقیق میں ہے کہ دین محمدی اپنے عقائد (کہ جن کو اصول کہتے ہیں) اور احکام سمیت (جن کا کہ نام فروع ہے) قرآن شریف اور اُن احادیث نبویہ سے ماخوذ ہے جو ہمارے پیشوا محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہیں ان اصول و فروع میں سے کوئی شئے ان دونوں ماخذوں سے علیحدہ نہیں ہیں اور یہ دونوں ماخذ بلا شک دین کے پورے پورے متکفل ہیں اور دلیل اس کی وہی آیت ہے جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات ہی میں دین محمدی کے کامل ہونے کی تصریح کرتی ہے اور عقائد اگرچہ شمار میں آسکتے ہیں کہ الفاظ سے اُن کا صراحتًا یا قریب قریب صراحت کے بیان کر دیا جائے لیکن فروع اس قدر ہیں کہ اگر صراحتًا یا قریب قریب صراحت کے الفاظ سے اُن کو بتا دینے کا ارادہ کیا جائے تو اس قدر الفاظ کی حاجت پڑے گی جس سے جلدیں کی جلدیں پُر ہو جائیں گی اور اُس کے ثبوت میں یہ کیا کم ہے کہ نئے نئے حوادثات زمانیہ کے آنے سے فروع بھی نئے نئے ہو جاتے ہیں۔

پس قرآن شریف اور احادیثِ کریمہ نے بقدر کفایت عقائد اور بہتیری فروع کی تصریح کر دی ہے اور کچھ قواعد کلیہ و ضوابط بتلائے ہیں جو فروع و مسائل کے جم غفیر کو مشتمل ہیں یا اُن میں سے بہتیرے امور پر اشارتًا یا کنایتًا دلالت کرتے ہیں یہاں تک کہ یہ کہنا بالکل صحیح ہے کہ دین محمدی میں جتنی چیزوں کی حاجت ہے قرآن اور احادیث میں صراحتًا یا کنایتًا اور اشارتًا سب کی سب موجود ہیں اور چونکہ ان سب کا سمجھ لینا اُمت میں سے ہر شخص کا کام نہیں اس لئے خدا تعالے لے نے ان دونوں عظیم اصلوں سے احکام کے نکال لینے اور عام امت کے لئے شائع کر دینے کے لئے دو اور طریقے مشروع کئے ہیں۔ چنانچہ ان دونوں طریقوں میں سے ایک طریقہ امت محمدیہ کا کسی امر پر اجماع و اتفاق کر لینا ہے۔ یعنی ان لوگوں کا اجماع کر لینا جو دین کی کافی معرفت اور شناسائی رکھتے ہیں کیونکہ ان کا اجماع خطا سے محفوظ اور معصوم قرار دیا گیا ہے اس لئے کہ وہ لوگ سوائے ایسے امر کے جس کو انہوں نے نصوص قرآن اور احادیث سے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سمجھ لیا ہوگا اور کسی امر پر ہرگز اجماع نہ کریں گے۔ اگرچہ انھوں نے اپنے ماخذ کی تصریح نہ کی ہو اور دوسرا طریق ایسے شخص کا اجتہاد ہے جس کو خدا نے دین میں فہمید عطا کی ہو اور قرآن عظیم اور احادیث رسول کریم کے احکام کی سمجھ عطا فرمائی ہو۔ پس خدا تعالےٰ نے ایسے شخص کو اجتہاد کی اجازت دی ہے جو اجتہاد کی قابلیت رکھتا ہو اور یہ منصب اُن لوگوں کو عطا فرمایا ہے جن کا فضل امت میں ظاہر ہوچکا ہو۔

پس امت نے ان دونوں ماخذوں (قرآن اور احادیث) سے انہی دونوں طریقوں کے ذریعہ سے احکام کو استنباط کرنا شروع کئے یہاں تک کہ احکامِ دین کی تصریح سے اُن کے لئے احکام اجتہادیہ ہی کافی ہوگئے۔ اور اُن کو اپنی عبادات، معاملات آداب و حدود میں جتنی چیزیں لازم تھیں سب دستیاب ہوگئیں۔ پھر علماء امت نے اُن صفات سے بحث کی ہے جن کا وجود ایسے شخص (مجتہد) میں ضروری ہے اور جن کی وجہ سے وہ اجتہاد اور قرآن و احادیث سے احکام استنباط کرنے کے درجہ پر پہنچ جاتا ہے۔ پس اُنھوں نے اُن کو اُن شرائط میں منحصر پایا جن کا آگے بیان ہوتا ہے۔

پہلی شرط تو یہ ہے کہ یہ شخص قرآن شریف کے علم پر حاوی ہو اس طرح پر کہ اُس کے لغوی اور شرعی معانی سے واقف ہو۔ لغوی معانی سے تو اس طرح پر کہ (الفاظ) مفردات اور مرکبات کے معانی اور اُن کی خصوصیتوں سے واقفیت رکھتا ہو جو اُن میں معانی کے سمجھنے کے اعتبار سے پائی جاتی ہوں اور اُس کے لئے کئی علموں کی حاجت ہوگی۔ اول تو علمِ لغت ہے جس سے وہ معانی معلوم ہوں گے جن کے لئے عربی لغت کے (جس میں کہ قرآن کریم نازل ہوا ہے) الفاظ مفردہ وضع کئے گئے ہیں۔

دوسرے علم صرف ہے جس سے عربی لغت کے الفاظ مفردہ کی بناء اور اُن کے صیغوں کے احوال معلوم ہوتے ہیں۔

تیسرے علم نحو جس سے عربی لغت کے الفاظ مفردہ کے وہ حالات جو مرکب ہونے کے وقت اُن کو لاحق ہوا کرتے ہیں اور نیز اس وقت ان کے مبنی اور معرب ہونے کی کیفیت اور اُن کے ایسے معانی پر دلالت کرنے کا حال جو ترکیب سے پیدا ہوجایا کرتے ہیں معلوم ہوتا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چوتھے علم معانی جس سے کلام عربی کے وہ حالات معلوم ہوتے ہیں جن سے وہ کلام مقتضائے حال (یعنی موقع و محل کے مقتضاء) کے مطابق ہوتا ہے۔
پانچویں علم بیان جس سے ایک معنی کو مختلف طریقوں سے ادا کرنا معلوم ہوتا ہے لیکن اس امر میں یہ تعمیم ہے کہ ان علوم مذکورہ کو اُس نے پڑھ لکھ کر حاصل کیا ہو یا اپنے سلیقہ سے اُن سے واقفیت رکھتا ہو جیسا کہ مجتہدین صحابہ رضی اللہ عنہم کا حال تھا۔
رہا قرآن کے شرعی معانی کا جاننا سو اس طرح پر ہے کہ اُن معانی سے واقفیت ہو جو احکام شرعیہ میں مؤثر ہیں۔ مثلاً خدا تعالےٰ کے اس قول میں او جاء احد منکم من الغائط[1] میں یہ جانتا ہو کہ غائط سے مراد حدث ہے (یعنی بدن سے کسی نجاست کا نکلنا جو ناقض وضو ہے) اور یہ کہ حکم کی علت زندہ انسان کے بدن سے نجاست کا نکلنا ہے اور نیز وہ شخص (مجتہد) قرآن شریف کے اقسام جو اصول فقہ میں مذکور ہوتے ہیں جانتا ہو یعنی خاص، عام، مشترک، مجمل، مفسر، محکم، مطلق، مقید، صریح، کنایہ، ظاہر، نص، خفی مشکل، متشابہ، دال بعبارتہ، دال باشارتہ، دال باقتضائہ، دال بدلالتہ، مفہوم معتبر، امر و نہی کا مقتضا اور اس کے علاوہ وہ امور جن کا علم اصول میں ذکر ہوتا ہے کہ جو علوم دینیہ میں سے بہت ہی عظیم علم شمار کیا جاتا ہے اور ان اقسام کا محض جاننا ہی کافی نہیں بلکہ اس کو یہ بھی معلوم ہو کہ فلاں شئے خاص ہے اور فلاں عام ہے اور یہ ناسخ ہے اور وہ منسوخ ہے وغیرہ وغیرہ۔ اور یہ اخیر (یعنی ناسخ و منسوخ کا جاننا) نصوص کے نزول کی تاریخ سے واقفیت رکھنے پر موقوف ہے۔ اس طرح پر کہ فلاں نص پہلے نازل ہوئی پھر فلاں اُس کے بعد نازل ہوئی اور یہ امور معانی کے جاننے کے مغائر اور اُن کے علاوہ ہیں لیکن امور مذکورہ کے مواقع کا اس طور پر جان لینا کافی ہے کہ حکم کے طلب کرنے کے وقت اُن کی طرف رجوع کرنے پر قدرت ہو یعنی ان علوم میں اُسے خوب مہارت ہو یہ نہیں کہ زبانی یاد ہوں اور اس موقع پر قرآن سے مراد بھی اُسی قدر ہے جس کو معرفت احکام سے تعلق ہے۔ اجتہاد کی دوسری شرط یہ ہے کہ وہ کم سے کم احادیث سے اس قدر

---

[1] غائط لغت میں اُس میدان کو کہتے ہیں جو پست ہو اور اس سے پاخانہ سے کنایہ کیا جاتا ہے اس لئے کہ اکثر پست زمین میں قضائے حاجت کے لئے بیٹھتے ہیں۔ ۱۲ کما فی منتہی الارب

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

واقف ہو جس قدر کہ احکام سے تعلق رکھتی ہیں اور وہ بھی اس طرح پر کہ متن احادیث کو جانتا ہو۔ یعنی اُن کے لغوی اور شرعی معنی سے واقفیت رکھتا ہو جیسا کہ قرآن کے بارے میں گزرا اور اُن کے خاص و عام وغیرہ اقسام کو پہچانتا ہو جن کی نظیر قرآن کے بیان میں بھی گزر چکی ہے۔

اور اُن احادیث کی سند کا بھی علم رکھتا ہو اور مراد اس سے احادیث کے ہم تک پہنچنے کا طریق ہے خواہ وہ تواتر[1] ہو یا مشہوریت[2] ہو یا آحاد[3] ہو اور اس میں حدیث کے راویوں کے احوال کی معرفت بھی مندرج ہو جائے گی کہ وہ معدل ہیں یا مجروح ہیں اور یہ بہت ہی وسیع علم ہے۔ اس میں صحیح تاریخ سے مطلع ہونے کی بڑی ضرورت ہے لیکن چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مجتہدین کے مابین ایک طویل زمانہ حائل ہو گیا اس لئے راویوں کے حالات سے بطور خود واقف ہونا تو بہت ہی مشکل ٹھہرے گا۔ پس اُن ائمہ کی تعدیل اور تجریح پر اکتفا کیا جائے گا جو علم حدیث کے امام مانے گئے ہیں اور اُن پر اس بارہ میں وثوق کیا گیا ہے۔ اجتہاد کی تیسری شرط وجوہ قیاس کو جاننا ہے یعنی اُس طریق کو جس کے ذریعہ سے مجتہد احکام کو مستنبط کرتا ہے۔ ان سب طریقوں کے شرائط، اُن کے احکام، اقسام اور یہ کہ اُن میں سے کون سی قسم مقبول ہے اور کون سی مردود۔ ان سب کو جانتا ہو جیسا کہ کتب اصول میں بیان کیا گیا ہے۔ اجتہاد کی چوتھی شرط یہ ہے کہ اُن مسائل کو جانتا ہو جن پر اُن علماء اسلام کا اجماع ہو گیا ہے جن کا اجماع معتبر ہے تاکہ اپنے اجتہاد میں اُن کے اجماع کی مخالفت نہ کرے اور یہ تو سب ہی

---

[1] تواتر سے مراد یہ ہے کہ اس حدیث کے روایت کرنے والے ہر زمانہ میں اس قدر ہوں کہ عقل سب کا جھوٹ پر اتفاق کر لینا عادتاً محال سمجھتی ہو۔ [2] مشہور سے مراد یہ ہے کہ اس حدیث کے حد تواتر کو تو نہ پہنچی ہو لیکن کسی مرتبہ میں راوی تین سے کم نہ ہوئے ہوں۔ تین یا تین سے زائد ہی رہے ہوں۔ [3] آحاد سے مراد یہ ہے کہ اُس حدیث کی سند میں تواتر کے شرط نہ پائے جاتے ہوں۔ پھر خبر آحاد کی تین قسمیں ہیں۔ پہلی قسم مشہور ہے دوسری عزیز جس کے معنی یہ ہیں کہ اس کے راوی کسی مرتبہ میں دو سے کم نہ ہوئے ہوں۔ تیسری قسم غریب ہے جس کا کسی مرتبہ میں ایک راوی رہ گیا ہو۔ ۱۲ نخبۃ الفکر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جانتے ہیں کہ مجتہد کا ایماندار ہونا۔ عادل ہونا شرائط میں سے ہونا چاہیئے۔ اس بارہ میں کلام کے طویل کرنے کی کوئی حاجت نہیں اس لئے کہ یہ تو ظاہر ہی ہے۔

پس جب کسی شخص میں یہ شرعی شرطیں کامل طور سے پائی جائیں تو اُسے جائز ہے کہ قرآن اور حدیث سے شرعی احکام کا استنباط کرے اور دوسرے لوگوں کو جو اجتہاد کی قابلیت نہیں رکھتے اس کی تقلید اور پیروی کرنا اور اُس کے استنباط کئے ہوئے احکام پر عمل کرنا جائز ہے۔ پھر علمائے اہل سنت نے اس بات پر اعتماد کیا ہے کہ مسائل اجتہادیہ میں خدا کے نزدیک حق ایک ہی امر ہے اور بعد اس کے کہ مجتہد نے حق کے ظاہر کرنے میں اپنی پوری کوشش اور محنت صرف کر لی ہے۔ اگر حق تک اُس کی رسائی ہو جائے تو اُسے دو اجر ملتے ہیں اور اگر پوری کوشش کرنے کے بعد بھی وہ حق سے چوک جائے تو وہ معذور ہے اور اسے اپنی کوشش اور محنت کا اجر ملے گا اس لئے کہ اس کے ذمہ نہ صرف اپنی کوشش کو صرف کرنا تھا سو وہ کر چکا اور چونکہ امر حق کی دلیل خفی تھی اس لئے وہاں تک اس کی رسائی نہ ہو سکی۔ ہاں اگر امر صواب تک پہنچانے والی دلیل ظاہر ہو لیکن مجتہد اپنی کوتاہی اور تقصیر اور اجتہاد میں کوشش و مبالغہ نہ کرنے کی وجہ سے امر صواب تک نہ پہنچ سکا تب البتہ مستحق عقاب ہے اور بعض سلف سے جو آپس میں ایک دوسرے پر مسائل اجتہادیہ میں طعن کرنا منقول ہے تو وہ اس بات پر مبنی ہے کہ طعن کرنے والے کے گمان میں طریق صواب ظاہر تھا اور یہ سب کچھ مسائل فرعیہ کے باب میں ہے اس لئے کہ اُن میں غلبۂ ظن کافی ہوتا ہے اور عمل کرنے کے لئے اسی کا حاصل ہو جانا مقصود ہے رہا اصول و عقائد میں اجتہاد کرنا تو اُس میں خطا کرنے والا یا تو سزا دیا جائے گا یا وہ گمراہ سمجھا جاوے گا یا وہ کافر قرار دیا جائے گا۔ کیونکہ عقائد کے باب میں مطلوب ہوتا ہے کہ قطعی دلیلوں سے یقینی علم حاصل ہو جائے نہ کہ صرف ظنی اور صحیح یہ ہے کہ اگر ایسا شخص جو استدلال پر قادر ہو اگرچہ وہ دلیل اجمالی ہی سے کیوں نہ استدلال کر سکتا ہو جب کسی عقیدہ میں کسی دوسرے کی تقلید کر لے گا تو استدلال کے ترک کرنے کی وجہ سے ضرور گنہگار ہوگا اگرچہ یہ دوسرا شخص جس کی اُس نے عقیدہ میں تقلید کی ہے امام ابو حنیفہ نعمان رحمۃ اللہ علیہ ہی کیوں نہ ہوں یعنی اگر کسی شخص کے پاس کسی عقیدہ کی قطعی دلیل موافق قواعد شرعیہ کے موجود ہے چاہے وہ اجمالی ہی دلیل

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیوں نہ ہو تو اُس کو ہرگز جائز نہیں کہ محض دوسروں کی تقلید میں اُس عقیدہ کے خلاف کہنے لگے اور اپنی قطعی دلیل کے مقتضا کو چھوڑ دے۔

پس اس موقع سے آپ کو ان لوگوں سے نہایت تعجب معلوم ہوگا جو بلا کسی یقینی دلیل کے بہت سی باتیں محض اس وجہ سے یقین کر لیتے ہیں کہ علم افلاک کے فلاں جاننے والے علم جیالوجی کے فلاں جاننے والے نے یوں کہا ہے باوجودیکہ یہ باتیں عقیدۂ اسلامیہ یا متواتر نص شرعی کے ظاہر کی مصادم و مخالف ہوتی ہیں۔ ایسے رسوا کرنے والے جہل سے خدا کی پناہ۔

دین اسلام کا فروع کے اعتبار سے مختلف مذاہب رکھنا اور سوائے چار مذاہب کے اور مذاہب کا باقی نہ رہنا اور یہ کہ آپس میں مسلمان ان چاروں مذاہب والوں کو حق پر سمجھتے ہیں

ہاں جب اس مخالف کا قول ہمارے نزدیک قطعی دلیل سے ثابت ہو جائے تو اس وقت بے شک ہمارے ذمہ تاویل کر کے دونوں میں تطبیق دینا ضروری ہے جیسا کہ گزر چکا ہے (جو یہ جو کچھ گفتگو اجتہاد پر کی گئی یہ سب کی سب اجتہاد مطلق کے بارہ میں ہے اور یہ مضمون تنقیح اور اُس کے حواشی سے ماخوذ ہے اور اُس کے ساتھ بغرض توضیح کچھ میں نے بڑھا دیا ہے۔ رہا اجتہاد مقید یعنی کسی خاص مسئلہ میں اجتہاد کرنا سو اس میں یہ گفتگو نہیں ہے)

اسی مقام سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ مسلمانوں میں اختلاف مذاہب[1] کی کیا

---

[1] دین اس طریق کو کہتے ہیں جو اصول کے لحاظ سے قائم کیا جائے اور کسی دین میں جو فروع کے اعتبار سے طریق قائم کر لیا جائے اُسے مذہب کہتے ہیں۔ پس حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی ان سب کا دین [illegible] ہے یعنی اسلام اور مذاہب مختلف ہیں اور کبھی لفظ مذہب دین کے معنوں میں بھی مستعمل ہوتا ہے۔

۱۲ مترجم

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وجہ ہے۔ چنانچہ آپ دیکھیں گے کہ کچھ لوگ امام ابو حنیفہ نعمان بن ثابت کا اتباع کرتے ہیں۔ کچھ لوگ امام مالک بن انس کا کچھ لوگ محمد بن ادریس شافعی کا کچھ لوگ امام احمد بن حنبل کا (رضی اللہ عنہم وارضاہم)[1] اور وجہ یہ ہے کہ اُن میں سے ہر ایک ایسے درجہ پر پہنچ گیا تھا کہ وہ مطلق اجتہاد کر سکے اور شریعت محمدیہ کی نصوص قرآنیہ اور احادیث نبویہ سے جہاں تک کہ اُس کا اجتہاد پہنچے اور جہاں تک کہ اُس کے کمال علمی اور استعداد سے اس کو رسائی حاصل ہو اُس کے موافق احکام استنباط کیا کرے اور ساتھ ہی اُس کے یہ بھی ہے کہ اُن میں سے ہر ایک ٹھیک طریقہ پر چلتا تھا اور راہ صواب کے دریافت کرنے میں پوری کوشش سے کام لیتا تھا۔

پس ان ائمہ کے اتباع کرنے والے اُن مسائل پر عمل کر کے اُن کی تقلید کرتے ہیں جو ان ائمہ نے استنباط کئے اور شریعت سے سمجھے ہیں اور وہ اس تقلید میں خدا کے نزدیک ضرور نجات پانے والے ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالے نے مجتہدین کو اجتہاد کرنے کی اور مقلدین کو تقلید کرنے کی اجازت دی ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں خدا تعالےٰ نے ارشاد فرمایا ہے :-

فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون۔[2]

اور مجتہدین ہی ایسے لوگ ہیں جن کی بات پختہ ہوتی ہے اور دین میں معرفت رکھتے ہیں۔ پھر جب کسی مقلد سے اُس شخص کے بارہ میں دریافت کیا جائے گا جو اُس کے امام کے علاوہ کسی دوسرے امام کی تقلید کرتا ہے تو وہ یہی کہے گا کہ خدا کے نزدیک اس کو نجات ملے گی کیونکہ اُس نے ایسے مجتہد کی تقلید کی ہے جس میں اجتہاد کی پوری پوری شرطیں پائی جاتی ہیں اور ابتدائے اسلام میں ان چار مجتہدوں کے علاوہ جن کا ابھی ذکر ہوا صحابہ۔ تابعین اور اُس کے بعد کے لوگوں میں سے بہت سے مجتہد تھے (رضی اللہ عنہم اجمعین) لیکن اُن کے اس قدر پیروی کرنے والے نہ ہوئے جو اُن کے اقوال کو بطریق تواتر یا اور کسی صحیح طریق پر جس پر وثوق کیا جا سکے نقل کرتے

---

[1] خدا اُن سے خوش رہے اور انہیں بھی خوش کر دے ۱۲۔

[2] اگر تم کو معلوم نہ ہو تو ایسے لوگوں سے پوچھ لو جن کی بات پختہ ہوتی ہے ۱۲ ؞

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس لئے اُن کے مذاہب صفحۂ عالم سے مٹ گئے۔ باقی رہے یہ چاروں مجتہد سو بہ توفیق خداوندی اُن کے پیروی کرنے والے علماء اعلام ہوئے جنہوں نے اُن کے اقوال کو اس زمانہ تک بطریق تواتر یا ایسے طریق پر جس پر وثوق ہو سکے نقل کیا اُن کو یاد رکھا اور کتابوں میں اُن کو مدون کر دیا گیا۔ گروہ کے گروہ نے یکے بعد دیگرے بعض نے بعض سے بالمشافہ اور بذریعہ درس و تدریس کے ان کے مسائل کو حاصل کیا اسی وجہ سے اُن کے مذاہب باقی رہے اور آج تک اُن کی پیروی کرنے والے پائے جاتے ہیں اور ان مقلدین میں سے ہر فریق دوسرے فریق کو طعن نہیں کرتا اور نہ اُن کو گمراہ و فاسق کہتا ہے اور ہر شخص کو جائز ہے کہ ان اماموں میں سے جس کی چاہے تقلید کرے اور کسی کی تقلید کرنے کے بعد بھی اُسے جائز ہے کہ ایک امام کی تقلید چھوڑ کر انہی میں سے کسی دوسرے امام کی تقلید کرنے لگے اور یہ امر اُس کے دین میں معیوب نہ شمار کیا جائے گا جبکہ یہ انتقال اور ایک امام کو چھوڑ کر دوسرے کی تقلید کرنے لگنا کسی صحیح شرعی غرض سے ہو۔ مسلمانوں کے احوال پر جو کہ ان اماموں کے پیرو ہیں اطلاع رکھنے والا جن امور کا مشاہدہ کرتا ہے اُن سے یہ باتیں بالکل ظاہر ہو جاتی ہیں۔

چونکہ وہ دیکھتا ہے کہ یہ سب آپس میں شادی بیاہ کرتے ہیں چنانچہ حنفی مذہب کا آدمی شافعی یا مالکی یا حنبلی مذہب کی عورت لے آتا ہے یا اس کے بالعکس ہوتا ہے اُن سب کی مسجدیں بھی ایک ہوتی ہیں۔ اُن کا خلیفہ بھی ایک ہے۔ ایک دوسرے کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں۔ ان میں باہم کوئی ایسی شے نہیں معلوم ہوتی جس سے ذرا بھی عداوت یا طعن سمجھا جاتا ہو اور وہ یہ دیکھتا ہے کہ حنفی شافعی بن جاتا ہے اور کبھی بالعکس بھی ہوتا ہے۔ غایت سے غایت یہ ہے کہ ہر متبع اپنے امام کے مذہب کی رعایت کرتا ہے جس کی پیروی اُس نے اختیار کر لی ہے اور اسی پر عمل کرتا ہے۔ اور دوسروں پر جو ان مذاہب میں سے اپنے امام کے مذہب پر عمل کرتے ہیں انکار نہیں کرتا۔

پس چاروں مذہب کے اعتبار سے جو مسلمانوں میں شائع ہیں اُن کی مذکورہ حالت ہے اور یہ ایسی حالت ہے کہ اُن کے اصول شریعت پر پورے طور سے منطبق ہو جاتی ہے جو اس بات کو نہ جانتا ہو وہ اب اسے اچھی طرح جان لے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علماء حنفیہ کا چوتھی صدی کے بعد سے باب اجتہاد کے مسدود ہونے کا قائل ہو جانا اور اس قول کے صحیح اور عین حکمت ہونیکا ثبوت

پھر جب شرائط سابق الذکر میں غور کیا جاتا ہے جن کا موجود ہونا کسی شخص کے مجتہد بننے اور مرتبہ اجتہاد پر پہنچ جانے کے لئے ضروری ہے تاکہ وہ شرعی احکام کے استنباط کرنے کے لائق سمجھا جا سکے تو ہم کو یہ معلوم ہوتا ہے کہ گو اُن سب شرائط کا لوگوں میں مجتمع ہو کر پایا جانا آج تک عقلاً ممکن رہا اور آئندہ زمانہ میں بھی رہے گا لیکن بعض علماء اعلام اس بات کے قائل ہو گئے ہیں جیسا کہ علماء حنفیہ سے منقول ہے کہ چار سو ہجری سے اجتہاد کا (یعنی اجتہاد مطلق کا) دروازہ بند ہو گیا اور بسا اوقات بعض لوگوں کے خیال میں یہ آتا ہے کہ ان علماء کا یہ حکم لگانا درست نہیں ہے کیونکہ یوں کہا جا سکتا ہے کہ جب تک یہ بات ہے کہ اجتہاد کی شرائط مذکورہ کا مجتمع ہو کر کسی شخص میں پایا جانا آج تک عقلاً ممکن رہا اور آئندہ بھی رہے گا تو اس امر سے کون سا مانع ہو سکتا ہے کہ اُس زمانہ کے بعد بھی کوئی مجتہد جامع شروط مذکورہ پایا جائے حتیٰ کہ زمانہ موجود میں بھی لیکن اگر تدقیق نظر سے دیکھا جائے تو یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ ان علماء کا یہ کہنا بالکل صواب کے موافق عین حکمت اور مقتضائے مصلحت دینی ہے اور یہ قول ان علماء کے باریک بینی دقت نظری اور زمانہ اور انقلابات زمانہ کے احوال کی معرفت اور اس امت محمدیہ کی شان میں جو خداوندی اسرار ہیں اُن کی واقفیت پر مبنی اور اس سے ناشی ہے اور بیان اُس کا یہ ہے کہ یہ علماء جو چوتھی صدی ہجری سے باب اجتہاد کے مسدود ہونے کے قائل ہیں انہوں نے قرون ثلثہ (یعنی تینوں زمانوں کے لوگوں کے حالات) میں غور کیا اور وہ زمانۂ صحابہ، زمانۂ تابعین، زمانۂ تبع تابعین کے لوگ ہیں۔

پس انہوں نے دیکھا کہ ازمنہ ثلثہ کے لوگ بتوفیق خداوندی علوم شریعت کی تحصیل پر پورے اترے ہیں اور مواد اجتہاد کے حاصل کرنے پر بڑے حریص تھے۔ قرآن کریم اور جو تفسیریں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہیں اور اُن سے اور احادیث نبویہ، آثار صحابہ اور فتاویٰ صحابہ وغیرہ سے انہوں نے بخوبی واقفیت بہم

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پہنچائی تھی اور اُن سے احکام کے مستنبط کرنے میں وہ جان توڑ کر سعی کرتے تھے۔ علاوہ بریں اسی قبیل کے اور امور میں بھی انہوں نے اپنی کوشش کو صرف کیا تھا جس کی وجہ سے اُس زمانہ کے علماء اس لائق ہو گئے کہ ان میں سے بتھیرے مرتبۂ اجتہاد پر پہنچ جائیں خصوصاً جب کہ اُن کا زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے بھی قریب ہو یا آپ کے دیکھنے والوں کے زمانہ کے قریب ہو اور یہ خدا تعالےٰ کی بہت بڑی عنایت کا ظہور ہوا کہ اُس نے اُس زمانہ کے لوگوں کو اس قابل بنا دیا کیونکہ دین کے بارہ میں جس قدر چیزوں کی حاجت ہو سکتی تھی سب کی سب اسی زمانے میں مکمل اور تام ہو گئیں چنانچہ قرآن شریف جمع کر لیا گیا اُسے بتھیرے لوگوں نے یاد کر لیا کسی قسم کی تبدیل و تغیر کی گنجائش باقی نہیں رہی گئی۔ تمام آفتوں سے حفاظت کا پورا پورا سامان ہو گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثیں بڑی احتیاط سے جمع کی گئیں اور کتابوں میں مدون کر دی گئیں۔ ان کی تحصیل میں دور دراز ممالک کے سفر اختیار کیے گئے۔ علمائے امت میں سے جن میں اجتہاد کی قابلیت تھی وہ ان دونوں عظیم اصلوں یعنی (قرآن و حدیث) سے احکام استنباط کرنے پر ہمہ تن جھک پڑے۔ یہاں تک کہ اس میں اُنہوں نے اپنی پوری کوشش صرف کر دی اور دینی احکام کے اعتبار سے امت کی ضروریات میں سے سوائے ایک آدھ نادر امر کے جس کے وقوع کا اتفاق قوموں کی قوموں میں کہیں اتفاقی طور پر ہو سکتا ہے کوئی شئے باقی نہیں رہی اور نہایت بہتر اور استوار طریق پر دین کا کام پورا ہو گیا اور یہ ساری کارروائی قرون ثلثہ میں ہوئی۔

پس اس کے بعد کے لوگوں کے لئے صرف یہ کام رہ گیا کہ وہ اُنہی احکام کو مدون کریں اُن کو شائع کریں اور امت کو وہی احکام پہنچا دیں۔ پھر اس زمانہ کے بعد سے جو کچھ علوم دینیہ کی تحصیل کا ذوق و شوق اس سے پہلے عام طور پر پایا جاتا تھا اُس میں کمی شروع ہوئی اور اس بارہ میں لوگوں کی ہمتوں میں فتور آنا شروع ہوا اور دن بہ دن اس فتور میں زیادتی ہی ہوتی گئی۔ یہاں تک کہ پچھلے زمانوں میں یہ فتور اپنی انتہا کو پہنچ گیا اور یہ ایسا امر ہے کہ جو اسلامی تاریخ سے ادنیٰ درجہ کی بھی واقفیت رکھتا ہو گا وہ اس سے ہرگز انکار نہیں کر سکتا۔ چنانچہ آج کل کے بڑے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے بڑے علماء کو ہم دیکھتے ہیں کہ اگر ان علوم مذکورہ میں سے جو مجتہد کے لئے مشروط ہیں اُن کو بعض میں کمال حاصل ہوتا بھی ہے تو اور دوسرے علموں میں وہ قاصر رہتے ہیں۔ اگر نہیں تو پھر بتلائیے کہ وہ علماء میں سے کون شخص ہے جسے ہم ان ایام میں قرآن کے تمام علوم پر حاوی خیال کر سکتے ہوں یعنی وہ قرآن کے معانی، نحویہ اور شرعیہ کی معرفت بھی رکھتا ہو۔ علوم عربیہ، نحو، صرف، معانی اور بیان وغیرہ کا بھی ماہر ہو۔ قرآن کے اقسام مذکورہ خاص عام وغیرہ سے بھی واقف ہو اور یہ بھی جانتا ہو کہ قرآن شریف میں کون سا قول کون سی قسم میں داخل ہے اور باہم ایک دوسرے میں کیا فرق ہے اور اس میں کون ناسخ کون منسوخ ہے اور وجوہ قیاس بھی اُسے معلوم ہوں اور جن مسائل پر کہ امت کا اجماع ہو چکا ہے اُن کی بھی اُسے خبر ہو اور احادیث نبویہ کے متعلق متن اور سند کے اعتبار سے جو علوم ضروری ہیں اُن کو بھی جانتا ہو جیسا کہ مجتہد کی شرطوں کے بیان میں اُس کا ذکر ہو چکا ہے اور اگر کوئی شخص ان تمام شرطوں پر حاوی ہونے کا مدعی ہو تو اُسے دلیل سے ثابت کرنا چاہیئے ؎

کل من[1] یدعی بما لیس فیہ کذبتہ شواھد الامتحان

میرا خیال ہے کہ جو شخص اس امر سے واقف ہو گا کہ امام ابو حنیفہ کے اصحاب میں سے ابو یوسف، محمد، زفر، حسن (رضی اللہ عنہم) کے ایسے لوگوں نے جب اجتہاد مطلق کا دعویٰ نہیں کیا تو وہ شخص ضرور اس مرتبہ کے دعوے کرنے سے شرماوے گا خصوصاً جبکہ وہ اس زمانہ کے لوگوں میں سے ہو۔ اور اگر یہ کہا جائے کہ اس زمانہ میں قرآن و حدیث کی تفاسیر کی کتابیں اور اُن کی شروح اور کتب اسباب نزول اور ناسخ و منسوخ اور ایسے ہی اور علوم کی کتابیں جو مرتبۂ اجتہاد کے لئے رکن اعظم ہیں بکثرت ملتی ہیں۔ پس اس سے کون سا امر مانع ہے کہ اس زمانہ میں بھی ان علوم سے جو مجتہد کے لئے مشروط ہیں کوئی ماہر ہو جائے اور انہی کتب مذکورہ پر اعتماد کر لے اور یہی علوم جو مرتبۂ اجتہاد کے رکن اعظم ہیں اُن کے لئے یہ کتابیں بڑی کفیل ہیں اور اس بنا پر تو ظاہراً یہی معلوم ہوتا ہے کہ

---

[1] ترجمہ: ہر وہ شخص جو اپنی نسبت کسی ایسے وصف کا دعویٰ کرے جو اس میں نہ ہو تو شواہد امتحان اُس کی تکذیب کریں گے۔ ۱۲ مترجم

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صدر اسلام کی بہ نسبت جب کہ یہ کتابیں مدون نہیں ہوئی تھیں اس زمانہ میں اجتہاد بہت آسان ہے تو میں کہوں گا کہ ہاں یہ سب کچھ پایا جاتا ہے لیکن در سفینہ نہ در سینہ اور مجتہد کے لئے اگرچہ یہ شرط نہیں ہے کہ ان علوم پر اتنا حاوی ہو کہ سب کچھ اُس کے سینہ ہی میں موجود ہو لیکن اتنا تو ضرور ہے کہ اُن میں سے ہر شئے کے مرجع اور اصل میں سے اتنا ماہر ہو کہ کسی حکم کا مرجع اور اُس کے اصل اُس کے نزدیک مخفی نہ رہے یہاں تک کہ حاجت کے وقت بلاتکلف اُس کی جانب مراجعت کر سکے اور اگر انصاف سے دیکھا جاوے تو اُس زمانہ میں کوئی شخص ایسا بھی نہیں پایا جاتا ہے جو اس صفت کے ساتھ موصوف ہو۔

بھلا بتلائیے وہ کون شخص ہے جو اس زمانہ میں ان ساری شرطوں کو پورے طور سے حاصل کر کے ہر ہر حکم کے استنباط کرنے کے لئے مستعد ہو اور ان کتابوں میں سے ہر ہر حکم کے مرجع کی جانب مراجعت کرنے پر قدرت رکھتا ہو اس طرح پر کہ اُس کے ذریعہ سے ہر ناسخ و منسوخ آیت اور ہر ناسخ و منسوخ حدیث کی جو کسی آیت یا حدیث سے منسوخ ہوئی ہو معرفت تک رسائی حاصل ہو اور تواتر، مشہوریت اور آحاد وغیرہ مراتب حدیث سے پوری واقفیت رکھتا ہو اور تمام اجتماعی مسائل کو بھی جانتا ہو اور اُس کے علاوہ اُن امور سے بھی واقف ہو جو پہلے گزر چکے۔ خلاصہ یہ کہ جو لوگ چوتھی صدی ہجری سے باب اجتہاد کے مسدود ہو جانے کے قائل ہیں اُن کے قول کی صحت پر براہین قائم کرنا تو طوالت طلب ہے اس کے لئے اس باب میں ایک خاص تالیف کرنے کی ضرورت ہے۔

علامہ ابن الحاج کے کلام کو چوتھی صدی کے بعد سے باب اجتہاد کے مسدود ہو جانے کی تائید میں نقل کرنا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول سے قرون ثلثہ کی فضیلت ثابت ہونا

لیکن میں اس موقع پر علامہ ابن الحاج کا کلام جو میں نے مدخل میں دیکھا ہے نقل کروں گا جس سے اس مقام کی توضیح ہو جائے گی اور ہر منصف شخص کو جو عناد سے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بری ہو تسکین حاصل ہو گی۔ میں نے ان کی طویل تقریر کو دفع تشویش کی غرض سے کچھ مختصر کر لیا ہے۔ علامہ موصوف (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول "خیر القرون[1] قرنی ثم الذین یلونهم ثم الذین یلونهم" الحدیث پر گفتگو کرتے ہوئے یہ کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ کلام تینوں مذکورہ زمانے کے لوگوں کے بارہ میں ہے یعنی اُن کے غالب حالات کے لحاظ سے کہا گیا ہے ورنہ اُن میں ایسے فرقہ کے لوگ بھی تھے جن کی پیروی نہیں کی جا سکتی۔ اور آپ نے صرف اہل علم مراد لئے ہیں (پھر علامہ موصوف نے کہا ہے) اور شارع علیہ السلام کی حکمت کو دیکھو کہ اوروں کو نہیں صرف انہی تین زمانوں کے لوگوں کو کیسے اپنے قول میں فضیلت کے ساتھ خاص کیا ہے اگرچہ اور زمانہ کے لوگوں میں سے بھی بتیہروں میں خیر و برکت پائی جائے۔ وجہ یہ ہے کہ ان زمانوں کے لوگوں میں ایسی فضیلت موجود ہے کہ اُس میں اور زمانہ کے لوگ اُن کی برابری نہیں کر سکتے اور وہ یہ ہے کہ خدا تعالےٰ نے اُن کو اعلاء کلمۃ اللہ اور اپنے دین کی اقامت کے ساتھ خاص کیا ہے۔ پس اول قرن یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے لوگوں کے علم کا تو پوچھنا ہی کیا ہے اس کے علاوہ بھی خدا تعالےٰ نے انہیں ایسی خصوصیت بخشی ہے اور ایسی فضیلت عنایت کی ہے کہ کوئی شخص اُن کی (صحابہ رضی اللہ عنہم کی) گرد کو بھی نہیں پہنچ سکتا کیونکہ اللہ تعالےٰ نے ان کو یہ خصوصیت بخشی تھی کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دیکھنے والے تھے۔ آپؐ کے حالات اور آپ کے اوپر قرآن شریف کے تازہ بہ تازہ نازل ہونے کا مشاہدہ کرتے تھے اور یہ کہ قرآن کی آیتیں جو تھوڑی تھوڑی نازل ہوا کرتی تھیں اُن کو برابر یاد کرتے جاتے تھے۔ اس طور پر خدا تعالےٰ نے ان کو اس قابل کر دیا تھا کہ انہوں نے قرآن کو پورا پورا یاد کر لیا۔ ایک حرف بھی اُس سے ضائع نہیں ہونے پایا۔

پس انہوں نے قرآن کو یکجا کر دیا اور اپنے بعد والوں کے لئے آسانی کر گئے اور یہ کہ اُنہوں نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کو اپنے سینوں میں محفوظ رکھا اور جیسا کہ

---

[1] تمام زمانوں کے لوگوں سے میرے زمانہ کے لوگ بہتر ہیں پھر ان کے بعد والے، پھر ان کے بعد والے۔ ۱۲ مترجم

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چاہیئے تھا۔ اُنہوں نے اُن کو خطا، غلطی، سہو اور غفلت وغیرہ سے بچا کے رکھا اور احادیث کی حفاظت میں یہاں تک کوشش کی گئی کہ امام مالکؒ کو جب کسی حدیث میں شک ہو جاتا تھا تو وہ اُس کو قطعاً ترک کر دیتے تھے اور پھر کبھی بیان نہ کرتے تھے حالانکہ وہ قرون اول سے نہیں ہیں یعنی صحابیؓ نہیں بلکہ تبع تابعی ہیں۔ پھر جب اُن کی یہ حالت تھی تو قرون اول کے لوگوں (صحابہؓ) کی نسبت آپ کیا خیال کریں گے حالانکہ دین میں سب سے بہتر وہی لوگ پائے جاتے ہیں اور ضبط و حفظ کے لحاظ سے تو اُن کی تعریف کا احاطہ ہی ممکن نہیں ان کو کوئی پہنچ ہی نہیں۔ خدا تعالےٰ اپنے نبی کی اُمت کی جانب سے اُن کو جزائے خیر دے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ انہوں نے خلوص کے ساتھ دعوتِ اسلام کی اور دین میں جو نقص نکالے گئے ان کو دلیل سے دفع کیا۔ ابن مسعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ تم میں سے جو شخص کسی کی پیروی کرنا چاہے اُسے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کی پیروی اختیار کرنا چاہیئے کیونکہ اس امت کے لوگوں میں اُن کا دل سب سے زیادہ پاک تھا اُن کا علم سب سے زیادہ عمیق تھا۔ اُن میں تکلف سب سے کم تھا ان کی خصلتیں نہایت استوار تھیں۔ ان کا حال سب سے بہتر تھا۔ خدا نے اُن کو اپنے نبی صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی صحبت اور اپنے دین کی اقامت کے لئے انتخاب کیا ہے۔ اُن کے فضل کو پہچانو اور اُن کے قدم بقدم چلو کیونکہ وہ راہِ راست پر تھے انتہیٰ۔

پس جب یہ پاک نفس لوگ اپنی راہ چلے گئے تو اُن کے جانشین تابعینؒ ہوئے اور جو حدیثیں متفرق تھیں اُن کو اُنہوں نے جمع کیا اور بعض نے ایک ایک حدیث اور ایک ایک مسئلہ کی طلب و تحقیق میں مہینہ دو مہینہ کی راہ طے کی اور امر شریعت کو نہایت کامل طور پر منضبط کر دیا۔ احکام اور تفاسیر کو حضرت علیؓ بن ابی طالب اور حضرت ابن عباسؓ ایسے صحابہ سے حاصل کیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ جب تک کہ میں تم

لہ صحابی ان مسلمانوں کا لقب ہے جو رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے دیکھنے والے ہیں اور صحابی کے دیکھنے والے مسلمان تابعی کہلاتے ہیں اور تابعی کے دیکھنے والے مسلمان تبع تابعی کہلاتے ہیں۔ ۱۲ مترجم

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لوگوں میں ہوں مجھ سے پوچھ لو۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابن عباس رضؓ کے بارہ میں فرمایا ہے کہ یہ ترجمان قرآن ہیں۔

پس جو شخص ایسے لوگوں سے ملا ہو سمجھ لیجئے کہ اُس کا علم وعمل کیسا کچھ ہوگا اُس کی حالت کیسی ہوگی؟ پس اس دین کے اقامت اور نیز اس اعتبار سے قرن ثانی والوں کو بھی فضیلت کا وافر حصہ ملا کہ انہوں نے صاحب شریعت محمد صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے دیکھنے والوں کو اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا۔ چنانچہ اسی لئے وہ اپنے بعد والوں سے بہتر ٹھہرے۔ پھر اُن کے جانشین اُن کے اتباع کرنے والے ہوئے اور وہ لوگ تبع تابعین (رضی اللہ عنہم) کہلاتے ہیں۔ اُن میں بڑے بڑے فقہاء پیدا ہوئے جن کی کہ لوگ تقلید کیا کرتے تھے اور واقعات میں اُنہی کی جانب رجوع کرتے اور وہ تمام مشکلوں کو حل کر دیتے تھے۔

پس اُنہوں نے قرآن کو بحمد اللہ مجتمع پایا جس سے ہر طرح کی سہولت ہوئی اور حدیثیں بھی اُن کو منضبط اور محفوظ ملیں۔ پھر انہوں نے جو حدیثیں متفرق تھیں اُن کو جمع کیا اور قواعد شرعیہ کے موافق قرآن اور احادیث میں احکام کی جستجو اور دیکھ بھال کرنے لگے۔ قرآن و احادیث کے فوائد انہوں نے استخراج کئے اور اُن سے قواعد اور احکام کو مستنبط کیا اُن کو عقلی اور نقلی طور پر بیان کیا۔ انہیں کتابوں میں مدون کر کے لوگوں کے لئے سہولت کر دی۔ فروع کو اصول سے استخراج کر کے اور فرع کو اُس کی اصل کی طرف راجع کر کے تمام مشکلات کو بیان کر دیا اور اصل کو فرع سے متمیز کر دکھایا۔

پس دینی حالت نہایت منتظم اور باقاعدہ ہوگئی اور اُن کے سبب سے امت محمدیہ کے لئے دین میں خیر عظیم نے قرار پکڑا۔ پس اُن لوگوں کو بھی اقامتِ دین کی حیثیت سے یہ خصوصیت حاصل ہوگئی کہ وہ صاحبِ شریعت (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کے دیکھنے والوں سے ملاقی ہوئے اور باوجود اس کے ان لوگوں نے یہ بھی کیا کہ اپنے بعد والوں کے لئے دین میں کوئی ایسی شئے نہیں چھوڑی جس میں کسی کی اصلاح کی حاجت ہو یا وہ اس کی تکمیل میں مشغول ہو۔

پس جتنے لوگ اُن کے بعد آتے گئے وہ باعتبار غالب اُنہی کے مقلد اور

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

تابع رہے۔ اگر اُن کے بعد والے لوگوں کے لئے کوئی فقہی امر یا کوئی فائدہ اُن کے خلاف ظاہر ہُوا ہو تو وہ سب کا سب قابلِ ردّ ہے۔ اس سے میری مراد یہ ہے کہ جو احکام پہلے مقرر ہو چکے ہیں ان میں سے کسی میں کمی بیشی کریں تو وہ بالاجماع قابلِ ردّ ہے باقی رہے وہ فوائد جو اُن کے بعد والوں نے استخراج کئے ہیں اور وہ احکام کے متعلق نہیں ہیں تو وہ سب مقبول ہیں کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن شریف کے بارے میں فرمایا ہے :۔ "لا تنقضی عجائبہ ولا یخلق علی کثرۃ الرّد" یعنی اُس کے عجائب ختم نہ ہوں گے اور وہ بکثرت ہیر پھیر کرنے پر بھی پرانا نہ ہوگا" یعنی بار بار پڑھنے سے اُس کا لطف جاتا نہیں بلکہ ہر بار نیا لطف آئے گا۔

پس قرآن اور حدیث کے عجائب قیامت تک ختم نہ ہوں گے ہر زمانہ کے لوگ ضرور اُس سے اُن فوائد کثیرہ کو حاصل کرتے رہیں گے جو خداوند تعالےٰ نے اُن میں مخصوص کر دیئے ہیں اور جن پر کہ اُن کو مشتمل کر دیا ہے تاکہ اس امت کی برکت قیامت تک مستمر رہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے :۔ "امتی مثل المطر لا یدری ایۃ انفع اولہ او آخرہ" ترجمہ۔ میری امت بارش کے مثل ہے یہ نہیں معلوم ہو سکتا کہ اس میں سے کون زیادہ نافع ہے پہلی یا پچھلی (یعنی خیر و برکت دعوت الی اللہ اور احکام کے بیان کرنے کے اعتبار سے نہ یہ کہ وہ احکام میں سے کوئی نیا حکم نکالیں گے۔ ہاں اگر کوئی نادر الوقوع واقعہ ہو جو ان مجتہدین پیشین کے زمانہ میں قول و فعل۔ بیان کسی اعتبار سے کبھی پیش ہی نہیں آیا۔

پس اس وقت یہ واجب ہوگا کہ اُن کے صریح بیان کردہ قواعد کے موافق جو اُن سے ثابت ہیں اور جنہیں کہ انہوں نے احکام میں برتا ہے اُس واقعہ کے حکم میں غور کیا جائے گا۔ پس اگر یہ حکم اُن کے مقرر کردہ اصول کے موافق ہوگا تو البتہ مقبول شمار کیا جائے گا۔ پھر جب وہ بھی پاک نفسی کے ساتھ اپنے راستے چلے گئے اور اُن کے بعد آنے والے آئے تو اُنہیں دین میں کوئی ایسا کام نہ ملا جس کی درستی میں وہ بھی مشغول ہوتے اور اُن کو اُس کے ساتھ اختصاص ہوتا بلکہ اُنہوں نے دین کے کام

لہ حدیث کے الفاظ یہی یا اس کے قریب قریب ہیں۔ ۱۲

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو نہایت ہی کامل حالت پر پایا۔ پس سوائے اس کے اور کوئی امر باقی نہ رہا کہ جو کچھ پہلے لوگ مدون، مستنبط اور مستخرج کر گئے تھے اور جو کچھ وہ فوائد بتلا گئے تھے اُسی کی حفاظت کی جائے۔

پس اسی وجہ سے دین کی اقامت انہیں قرون ثلثہ کے ساتھ مختص کی گئی جن کا کہ حدیث میں ذکر ہے سوائے اس کے اور کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی چنانچہ اسی واسطے قرون ثلثہ کے لوگ اپنے بعد والوں سے بہتر ٹھہرے اور اُن کے بعد والوں کو دینی بھلائی اور بہتری اُس وقت تک کبھی نہیں حاصل ہو سکتی جب تک کہ وہ انہیں قرون ثلثہ کا اتباع نہ کریں جن کے لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہتری کی شہادت دی ہے۔ اسی باعث سے اُن کے بعد والے اُن کے ہم پلہ نہیں ہو سکتے اور نہ اُن کی نیکیاں اس پایہ کی ہو سکتی ہیں۔ پس آپ کے قول (خیر القرون قرنی ثم الذین یلونھم) کا مطلب ظاہر ہو گیا۔ علامہ ابن حاج کا کلام جو انہوں نے اپنی کتاب المدخل میں لکھا تھا یہاں تک ختم ہو گیا۔

اب میں کہتا ہوں کہ جو شخص اس جلیل القدر عالم کے کلام میں غور کرے گا اور نظر انصاف سے دیکھے گا اُس کے نزدیک اس قول کی صحت جو علمائے حنفیہ سے منقول ہے کہ اجتہاد کا دروازہ چوتھی صدی ہجری سے بند ہو گیا ہے ظاہر ہو جائے گی اور اس کے راز اور خداوندی حکمت کو وہ سمجھ جائے گا۔ خدا کا اس بات پر ہزار ہزار شکر ہے کہ ان علماء اعلام نے اس قول کی تصریح کر دی جس کی نہایت کافی و وافی بیان سے تائید ہوتی ہے اور یہ کہ سلاطینِ آلِ عثمان کو خدا تعالٰے نے اپنی پسندیدہ شئے کی توفیق دی کہ انہوں نے اپنی مسلمان رعایا میں اس قول کو نافذ کر دیا اور نہ اس زمانہ میں جس میں کہ ورع و پرہیزگاری کی کمی اور باطل دعوؤں کی کثرت ہے۔ آپ بہتیرے بے باک لوگوں کو دیکھتے جو اجتہاد کے بعض مواد کے حاصل ہو جانے سے اپنے دل میں مغرور ہیں اور چونکہ وہ بہت ہی کم اور اس درجہ پر پہنچنے کے لئے بالکل ناکافی ہے کہ وہ لوگ اس جلیل الشان منصب کے مدعی بنتے ہوتے اور کئی سیدھے سادھے اُن کے پیرو بھی بن جاتے اور وہ دین میں احکام کے نام سے بہت کچھ ایجادات کرتے اور یہ سب بجز بدعتوں اور گمراہیوں کے اور کچھ نہ ہوتا اور جس طریقے پر کہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سلف صالحین تھے جنہوں نے کہ امر دین کا نہایت کامل طور پر استیفا اور احاطہ کر لیا تھا یہ سب امور اُن کے مخالف ہوتے اور آپ دیکھتے کہ تھوڑے تھوڑے زمانہ میں دین کا حال متغیر ہُوا کرتا اور ہمیں ردّ و بدل لگا رہتا جیسا کہ سیاسیات اور ملکی قوانین میں زمانہ کے اقتضاء کے موافق ردّ و بدل ہُوا کرتا ہے (حالانکہ خدا تعالےٰ نے اسلامی دین کو ایسا بنایا ہے جس کے احکام قیامت تک ثابت رہنے والے ہیں) پس نتیجہ اُس کا یہ ہوتا کہ ایسی حالت تک نوبت جا پہنچتی کہ اُمتِ اسلامیہ اُس طریقہ سے جس پر کہ اُن کے پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اُن کے اصحاب کرامؓ تھے گمراہ ہو جاتے نعوذ باللہ من ذالک۔ پس خدا تعالےٰ علماء اعلام کو اس کی جزائے خیر دے کہ انہوں نے اس امر کو واضح طور پر بیان کر دیا اور خدا تعالےٰ دولت عالیہ عثمانیہ کو دائم و قائم رکھے جسے اس دین کو گمراہ کرنے والے دشمنوں سے حفاظت کرنے کی خدائے تعالےٰ کی جانب سے توفیق عنایت ہوئی۔ آمین اللّٰھم آمین

بعض ناواقفوں کا جو نام کے علماء ہیں یہ کہنا کہ صرف قرآن کو لینا ہمارے لئے بہتر ہے اور احادیث کے ساتھ تمسک کرنے کی کوئی ضرورت نہیں اور اُن کے اس شُبہ کا ردّ

یہ تو ہو چکا اب اور سُنئے کہ مَیں نے بعض لوگوں کو جو نظر کے قاصر اور کم فہم ہیں اور اپنے آپ کو علماء محققین کے زمرہ میں شمار کرنے پر (بقول شخصے۔ ہم بھی ہیں پانچویں سواروں میں) فخر کیا کرتے ہیں۔ یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ ہمارے لئے بہتر یہ ہے کہ ہم اُسی شے کو لیں جس کی قرآن شریف میں تصریح موجود ہے اور اس کا مطلب یہ ہے کہ جو اشیاء احادیث نبویہ میں واقع ہوئی ہیں وہ اُن کو نہیں لیتے اور نہیں مانتے اور یہ رائے محض فاسد اور اس امت کے علماء اعلام کی نظر میں بالکل باطل ہے۔ کیونکہ نص قرآنی اور اُن احادیث میں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہیں جس طرح کہ ہم کو یعنی امت محمدیہ کے لوگوں کو یہ حکم ہے کہ قرآن شریف میں جو کچھ وارد ہُوا ہے اُس کے ساتھ تمسک کریں۔ اسی طرح یہ بھی حکم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو احادیث ثابت

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہمیں اُن میں جو امور وارد ہوئے ہوں ان کو بھی اپنا متمسک ٹھہرائیں اور اس بات پر اجماع بھی منعقد ہو چکا ہے اور سنت مطہرہ کے تمسک کرنے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و افعال کی پیروی کرنے پر دلالت کرنے والی بکثرت آیات قرآنی موجود ہیں۔ چنانچہ خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں ارشاد فرمایا ہے :۔

ورحمتی وسعت کل شیء فساکتبھا للذین یتقون ویوتون الزکوٰۃ والذین ھم بآیاتنا یومنون الذین یتبعون الرسول النبی الامی الذی یجدونه مکتوباً عندھم فی التوراۃ والانجیل یامرھم بالمعروف وینھاھم عن المنکر ویحل لھم الطیبات ویحرم علیھم الخبائث ویضع عنھم اصرھم والاغلال التی کانت علیھم فالذین آمنوا به وعزروہ ونصروہ واتبعوا النور الذی انزل معه اولئک ھم المفلحون ۔

"اور میری رحمت ہر شئے کو گھیرے ہوئے ہے سو اب میں اُس کو اُن لوگوں کے لئے لکھوں گا جو تقویٰ کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور اُن لوگوں کے لئے جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں۔ نبی اُمّی کا اتباع کرتے ہیں جسے وہ توریت اور انجیل میں اپنے پاس لکھا ہُوا پاتے ہیں وہ اُنہیں اچھے کاموں کا حکم کرتا ہے اور بُرے کاموں سے منع کرتا ہے اور اُن کے لئے پاک چیزوں کو حلال کرتا ہے اور اُن پر ناپاک اشیاء کو حرام کرتا ہے اور اُن کا بوجھ اور وہ بیڑیاں جو اُن کے اوپر تھیں اُن سے اتارتا ہے پس جو لوگ کہ اس پر ایمان لائے اور (جنہوں) نے کہ اُس کا ساتھ دیا اور اس کی مدد کی اور نور کی پیروی اختیار کی جو اُس کے ساتھ اُتارا گیا ہے (سو) وہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت قرآن شریف میں موجود ہے :۔

"وما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحیٰ "

"وہ اپنی خواہش سے کچھ نہیں کہتا وہ تو صرف وحی (سنایا کرتا ہے) جو اُس پر ہُوا کرتی ہے" ۱۲

پس اگر ان کے علاوہ اور آیتیں قرآن شریف میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

موعظة مودع فما تعهد الینا قال اوصیکم بتقوی اللہ والسمع والطاعة وان کان عبدا حبشیا فانہ من یعش منکم فسیری اختلافا کثیرا فعلیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدین المھدیین تمسکوا بھا وعضوا علیھا بالنواجذ وایاکم ومحدثات الامور فان کل محدثة بدعة وکل بدعة ضلالة وکل ضلالة فی النار۔

اُور ابوداؤد اور ترمذی میں بروایت مقداد رضی اللہ عنہ مذکور ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سنتے ہو مجھے (خدا کی جانب سے) کتاب (قرآن شریف) دی گئی ہے اور اُس کے ساتھ اُسی کے مثل (اور کچھ بھی ہے) سُنتے ہو عنقریب کوئی شکم سیر شخص (مغرور اور غافل سے کنایہ ہے جو اپنی خواہش نفسانی میں منہمک ہو۔ پس شکم سیری کے ساتھ اُس کا مقید کرنا اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ اس قول مردود کا یہی باعث ہے اور اس میں یہ تنبیہ ہے کہ شکم سیر ہو کر کھانا حماقت اور غفلت کا سبب ہے اور اسی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شکم سیر ہو کر نہیں کھایا۔ (شفاء میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور اُن کے والد (ابوبکر رضی اللہ عنہ) کی روایت سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا شکم مبارک کبھی پُر نہ ہوا) اپنی مسند پر بیٹھ کر کہے گا کہ اس قرآن کو لو پس جو کچھ اس میں تمہیں حلال ملے اُس کو حلال جانو اور جو کچھ اُس میں تم حرام پاؤ اُسے حرام سمجھو اور بیشک اللہ کے رسول کا حرام کرنا ویسا ہی ہے جیسا کہ اللہ کا حرام کرنا۔" الحدیث

فی ابی داؤد والترمذی عن المقداد رضی اللہ عنہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا وانی اوتیت الکتاب ومثلہ معہ الا یوشک رجل شبعان علی اریکتہ یقول علیکم بھذا القرآن فما وجدتم فیہ من حلال فاحلوہ وما وجدتم فیہ من حرام فحرموہ وان ما حرم رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کما حرم اللہ۔

اور ابوداؤد میں بروایت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم لوگوں میں کھڑے ہوتے پھر فرمانے لگے کیا تم میں سے کوئی شخص اپنی مسند پر تکیہ

؎۱ فی شفاء عن عائشة (رضی اللہ عنہا) وعن ابیھا (رضی اللہ عنہ) لم یمتلی جوف النبی صلی اللہ علیہ وسلم قط ۱۲

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

موعظة مودع فما تعهد الينا قال اوصيكم بتقوى الله والسمع والطاعة وان كان عبداً حبشياً فانه من يعش منكم فسيرى اختلافاً كثيراً فعليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين المهديين تمسكوا بها وعضوا عليها بالنواجذ واياكم ومحدثات الامور فان كل محدثة بدعة وكل بدعة ضلالة وكل ضلالة في النار۔

اور ابوداؤد اور ترمذی میں بروایت مقداد رضی اللہ عنہ مذکور ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سنتے ہو مجھے (خدا کی جانب سے) کتاب (قرآن شریف) دی گئی ہے اور اس کے ساتھ اسی کے مثل (اور کچھ بھی ہے) سنتے ہو عنقریب کوئی شکم سیر شخص (مغرور اور غافل سے کنایہ ہے جو اپنی خواہش نفسانی میں منہمک ہو پس شکم سیری کے ساتھ اس کا مقید کرنا اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ اس قول مردود کا یہی باعث ہے اور اس میں یہ تنبیہ ہے کہ شکم سیر ہو کر کھانا حماقت اور غفلت کا سبب ہے اور اسی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شکم سیر ہو کر نہیں کھایا۔ (شفاء میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور اُن کے والد (ابوبکر رضی اللہ عنہ) کی روایت سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا شکم مبارک کبھی پُر نہ ہوا) اپنی مسند پر بیٹھ کر کہے گا کہ اس قرآن کو لو پس جو کچھ اس میں تمہیں حلال ملے اُس کو حلال جانو اور جو کچھ اُس میں تم حرام پاؤ اُسے حرام سمجھو اور بیشک اللہ کے رسول کا حرام کرنا ویسا ہی ہے جیسا کہ اللہ کا حرام کرنا۔" الحدیث

في ابي داؤد والترمذي عن المقداد رضي الله عنه قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الا واني اوتيت الكتاب ومثله معه الا يوشك رجل شبعان على اريكته يقول عليكم بهذا القرآن فما وجدتم فيه من حلال فاحلوه وما وجدتم فيه من حرام فحرموه وان ما حرم رسول الله صلى الله عليه وسلم كما حرم الله۔

اور ابوداؤد میں بروایت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم لوگوں میں کھڑے ہوئے پھر فرمانے لگے، کیا تم میں سے کوئی شخص اپنی مسند پر تکیہ

لہ في شفاء عن عائشة (رضي الله عنها) وعن ابيها (رضي الله عنه) لم يمتلئ جوف النبي صلى الله عليه وسلم قط ۱۲

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لگا کر یہ سمجھتا ہے کہ جو کچھ قرآن میں ہے سوائے اس کے اللہ تعالے نے کچھ حرام نہیں کیا۔ سُن لو کہ بے شک میں نے اچھی باتوں کا حکم کیا اور نصیحت کی اور بہت سی اشیاء پر آگاہ کر دیا کہ وہ قرآن کے مثل بلکہ اس سے بھی زائد ہیں اور بلاشک اللہ تعالے نے تمہارے لئے یہ حلال نہیں کیا کہ بلا اذن اہل کتاب کے گھر میں داخل ہو جاؤ اور نہ یہ کہ اُن کی عورتوں کو مارو اور نہ یہ کہ تم اُن کے پھل کھاؤ جب کہ وہ تم کو جو اُن کے ذمہ واجب ہے دیتے رہیں" الحدیث۔

" فی ابی داؤد عن العرباض بن ساریۃ رضی قام فینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال یحسب احدکم متکئا علی اریکتہ یظن ان اللہ تعالیٰ لم یحرم شیئا الا ما فی ھٰذا القرآن الا وانی قد امرت ووعظت ونھیت عن اشیاء انھا مثل القرآن او اکثر وان اللہ تعالیٰ لم یحل لکم ان تدخلوا بیوت اھل الکتاب الا باذن ولا ضرب نسائھم ولا اکل ثمارھم اذا اعطوکم الذی علیھم" ۔ ۱۲

اس کے علاوہ اور بہت سی حدیثیں اس بارہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہیں۔ اگر ہم اُن سب کو نقل کریں تو بہت طوالت ہو جائے اور جس قدر ہم نے نقل کر دی ہیں (مصنف کے لئے) اتنی ہی کافی ہیں اور اگر ان قاصرین کو اس باطل حکم کے لگانے اور اس فاسد رائے کے دینے میں کہ امت محمدیہ کو جو کچھ قرآن سے سمجھا جائے صرف اسی پر اقتصار کرنا لازم ہے اور جو کچھ احادیث سے مفہوم ہو اُسے ترک کر دینا ضروری ہے۔ یہ شبہ ہو کہ جو حدیثیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب منسوب کی گئی ہیں اُن میں بعض ضعیف حدیثیں بھی پائی جاتی ہیں جن کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وارد ہونے کا اس مرتبہ کا ثبوت نہیں ہے جو اخذ احکام کے لئے معتبر ہو اسی طرح اُن میں بعض موضوع حدیثیں بھی ہیں یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب اُن کی نسبت سچی نہیں ہے اور اس امر سے اُن لوگوں کے گمان کے موافق مطلقاً احادیث سے اعتماد اُٹھ جاتا ہو تو اس کے جواب میں ہم اُن سے کہتے ہیں کہ آپ کا یہ شبہ بالکل ساقط الاعتبار ہے اس لئے کہ یہ بات مخفی نہیں کہ دین محمدی کے محقق اور مدقق علماء اعلام نے جن پر کہ احادیث کی روایت اور اُن کے راویوں کی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سوانحعمریاں اور حالات سے واقفیت رکھنے کے بارہ میں بھروسا کیا جا سکتا ہے انہوں نے ان احادیث میں سے کوئی ایسی حدیث نہیں چھوڑی جس کی نسبت یہ نہ بیان کر دیا ہو کہ اس حدیث کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وارد ہونے کا کس مرتبہ کا ثبوت موجود ہے۔ اسی طرح جملہ احادیث کی صفات، اقسام اور اُن کے راویوں کے احوال پر اتم اور کامل طور پر انہوں نے احاطہ کر لیا ہے یہاں تک کہ اُس کے لئے علیحدہ اُنھوں نے ایک خاص فن مقرر کیا ہے جس کا نام فن مصطلح الحدیث ہے اور اُس میں بتھیری کتابیں اور رسالے تالیف کئے ہیں۔ متعدد قصائد نظم کئے ہیں۔ اسی طرح اُنھوں نے احادیث کے راویوں کی سوانح عمریوں کے بارہ میں کیا ہے، چنانچہ اس کے لئے بھی ایک جدا فن مقرر کیا ہے جن کا نام فن تعدیل و تجریح ہے بعد اس کے انہوں نے ہر حدیث کے مرتبہ سے آگاہ کر دیا ہے جس کا کتب احادیث میں برابر ذکر کیا جاتا ہے اور نیز اس امر پر کہ احکام کے بارہ میں اُس کا کیا حکم ہے یعنی اُس پر اعتماد کیا جا سکتا ہے یا نہیں۔

خلاصہ یہ کہ انہوں نے اس کا بیان کر دیا ہے کہ فلاں فلاں احادیث متواتر اور مشہور ہیں جن پر کہ اعتقادات اسلامیہ اور احکام شرعیہ کے بارہ میں اعتماد کیا جا سکتا ہے اور فلاں فلاں آحادی صحیح وحسن حدیثیں ہیں جن پر کہ صرف احکام کے بارہ میں اعتماد ہو سکتا ہے اور یہ کہ فلاں فلاں ضعیف حدیثیں ہیں جن پر کہ امور مذکورہ میں سے کسی کے بارہ میں اعتماد نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن ہاں فضائل اعمال میں اُن کو لے سکتے ہیں، یعنی اگر اُن میں کسی عمل کا بیان ہے اور شریعت کے خلاف اُس میں کوئی امر نہیں پایا جاتا تو اُس پر عمل کے کر لینے میں کوئی مضائقہ نہیں اُس کا عمل کر لینا جائز ہے۔ اسی طرح موضوع احادیث کی بھی انہوں نے تصریح کر دی جن پر کسی چیز میں بھی اعتماد نہیں کیا جا سکتا بلکہ اُس کے پڑھنے والے پر یہ بیان کر دینا واجب ہے کہ یہ حدیث موضوع ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لے کر آپ کی جانب سے جھوٹ کہہ دی گئی ہے اُس کو ہرگز نہ لینا چاہیئے اور جو کتابیں ان بیانات کی تکمیل و استیفاء اور ہر حدیث کے مرتبہ کے متمیز کرنے کے بارہ میں تالیف کی گئی ہیں وہ علماء امت میں پھیلی ہوئی ہیں۔ یہاں تک کہ ان پر ان حقائق میں سے کوئی شے بھی مخفی نہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پس بعد ان سب باتوں کے کیا نقصان اگر احادیث نبویہ پر بھی اعتماد کیا جائے جیسے کہ قرآن پر کیا جاتا ہے اور ان دونوں میں سے ہر ایک کا ثبوت کے اعتبار سے جو مرتبہ ہو اُس کو اُسی پر رکھا جائے۔

علاوہ بریں یہ خیال فرمائیے کہ لوگوں کی خبروں اور باتوں میں جھوٹی اور سچی سبھی طرح کی خبریں ہوتی ہیں تو کیا ہم کہہ سکتے ہیں کہ لوگوں میں چونکہ جھوٹی خبریں بھی موجود ہیں اس لئے ہمیں چاہیئے کہ کسی خبر کی بھی تصدیق نہ کریں واللہ ہرگز نہیں! ہرگز نہیں! ایسی بات کا سوائے نادان کے اور کوئی قائل نہیں ہو سکتا بلکہ امر صواب یہ ہے کہ ہم اُس کے جواب میں کہیں کہ ہمیں چاہیئے کہ ہم جھوٹی خبروں سے بحث کریں تاکہ ہم انہیں پہچان کر رد کر دیں اور اُن پر اعتماد نہ کریں اور اسی طرح سچی خبروں سے بھی بحث کریں۔ یہاں تک کہ ہم اُن کی شناخت کر کے انہیں لے لیں اور اُن پر اعتماد کر لیں۔ چنانچہ اسی طرح علمار امت نے بھی اُن احادیث کے ساتھ یہی معاملہ کیا ہے جو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب منسوب ہیں اُن سے بحث و تدقیق کی یہاں تک کہ انہیں اُن احادیث پر واقفیت حاصل ہو گئی جن کی روایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بالکل صحیح ہے۔

پس اُنہوں نے اُن کے ثابت ہونے سے لوگوں کو بھی آگاہ کر دیا اور خود بھی اُن پر اعتماد کر لیا اور اسی طرح جو احادیث اس کے خلاف تھیں اُن سے بھی واقف ہو گئے اور اُن سے بھی اُنہوں نے لوگوں کو آگاہ کر دیا اور حسب مرتبہ کی وہ تھیں اُن کو اسی مرتبہ پر رکھا یعنی اُن میں سے بعض کی نسبت تو یہ حکم لگایا کہ اُن پر احکام کے بارہ میں ہرگز اعتماد نہ کیا جائے (جیسا کہ حدیث ضعیف کا حکم ہے) اور بعض کی نسبت مطلقاً ترک کر دینے کا حکم کیا (جیسا کہ حدیث موضوع کا حکم ہے) اور اگر یہ قاصرین کہیں کہ ہمیں اس طرح احادیث کے مراتب پر کہاں واقفیت ہو سکتی ہے اور ہم کیونکر پہچان سکتے ہیں کہ اُن میں سے کون سی اعتماد کے قابل ہیں اور کون ناقابل۔ تو ہم اُن سے کہیں گے کہ اس وقت دینی حیثیت سے آپ کا عام لوگوں میں شمار ہو گا کیونکہ جو دین کے علمار ہیں وہ اس کو بخوبی جانتے ہیں اور اُن پر اُس میں سے کوئی شئے بھی مخفی نہیں ہے اس لئے آپ لوگوں کو لازم ہے کہ ایسی ہرگز جرأت نہ کریں اور اپنے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دینی امور میں آ ایسے علماء کی طرف رجوع کریں جو اہلِ ذکر و معرفت ہیں اور ان امور سے ایسے ہی واقف ہیں جیسا کہ اُن کی واقفیت کا حق ہے اور اگر ان قاصرین کا یہ شُبہ ہو کہ جو حدیثیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب منسوب ہیں اُن میں ایسی حدیثیں بھی پائی جاتی ہیں جن کا ظاہر قانون عقلی اور اُن امور کے خلاف ہے جن پر کہ عقلی قطعی دلیل قائم ہے اور جن کا پتہ زمانہ حال کے فنون کی تحقیقات و اکتشافات سے لگا ہے اور اس سے اُن کے گمان کے موافق خلاصی کی صرف یہ صورت ہے کہ قرآن پر اقتصار کیا جائے اور تمام احادیث نبویہ کو چھوڑ دیا جائے۔

پس میں کہتا ہوں کہ اُن کا یہ شُبہ مکڑی کے جالے سے بھی زیادہ بودا اور بالکل ہی لچر ہے اور اُن کا اس شُبہ سے تمسک کرنا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ وہ دینِ محمدی کی حقیقت کے سمجھنے سے بالکل ہی قاصر ہیں اور یہ اس لئے کہ شریعت محمدیہ کا قاعدہ ہے جیسا کہ علماء اعلام سے نقل کر کے ہم پیشتر بیان کر چکے ہیں کہ ہم مسلمانوں پر واجب ہے کہ قرآن اور حدیثوں کے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہیں ظاہری ہی معنی لیں۔ جب تک کہ کوئی عقلی قطعی دلیل اُن کے ظاہر کے خلاف نہ ہو اور اگر عقلی قطعی دلیل ایسی قائم ہو جائے جو ظاہر آیت یا حدیث کے منافی معلوم ہو تو ہمیں اس ظاہر آیت یا حدیث کی تاویل کرنا چاہیئے اور اُس کو کسی ایسے معنیٰ کی طرف راجع کرنا چاہیئے جس کا اُس عبارت سے احتمال ہو سکتا ہو چاہے وہ معنیٰ بعید ہی کیوں نہ ہوں تاکہ اس نص شرعی اور اُس قطعی عقلی دلیل میں تطبیق ہو جائے اور جو شخص قرآن شریف اور تمام احادیث نبویہ کو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہیں تلاش کرے گا تو اُسے اُن میں کوئی ایسی شئے نہ ملے گی جس کا ظاہر قطعی عقلی دلیل کے مخالف ہو اور اُس کے مناسب تاویل ممکن نہ ہو اور اُس میں اور اس دلیل میں تطبیق نہ دی جا سکے۔

باقی رہیں وہ نصوص جن میں تاویل کی گنجائش نہیں اور اُن کے معانی متعین ہیں تو اُن میں سے کوئی شئے بھی قطعی عقلی دلیل کے مخالف نہیں پائی جاتی اور نہ یہ ممکن ہے کہ کوئی قطعی عقلی دلیل اُس کے مخالف قائم کی جا سکے اور جس کا گمان اُس کے خلاف ہو اُسے بیان کرنا چاہیئے۔ خلاصہ یہ کہ ان قاصرین کے لئے امر صواب تو یہ تھا کہ اس شُبہ کی وجہ سے احادیث نبویہ کو ترک کر لینے کے عوض علماء امت سے ہر حدیث

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی تطبیق پوچھتے[1] جس کا ظاہر اُنہیں کسی عقلی قطعی دلیل کے خلاف معلوم ہوتا تھا اور وہ اُس کی نہایت استوار طریقہ پر تطبیق بیان کر دیتے اور اُس وقت اُن پر یہ بات ظاہر ہو جاتی کہ دین اسلامی کی نصوص میں سے حقیقتاً اور نفس الامر کے اعتبار سے کوئی شئے بھی عقل کے مخالف نہیں اور بعض نصوص میں جو بظاہر مخالفت کا خیال گذرتا ہے اُس کی وجہ یا تو فہم کا قصور ہے یا علم کی کمی ہے یا کسی حکمتِ الٰہی کی وجہ سے وہ نص ہی (جس طرح متشابہات) ایسے طرز پر وارد کی گئی ہے جس سے بظاہر مخالفت معلوم ہوتی ہے اب وہ حکمت یا تو یہ کہئے کہ شرعی نصوص کے سمجھنے میں علماء کی آزمائش اور امتحان کرنا ہے اور یہ دیکھنا ہے کہ حق کی تلاش اور امرِ صواب تک رسائی کے لئے وہ کہاں تک کوشش و اجتہاد کرتے ہیں اور یا اس کے سوا کوئی اور حکمت ہو۔

اور مَیں ایک ایسی کتاب کی تالیف کرنے والا ہوں جس میں میرا ارادہ ہے کہ تمام آیاتِ قرآنی اور احادیثِ نبویہ کا جن کا ظاہر دلیل عقلی اور اکتشافات وتحقیقاتِ جدیدہ یقینیہ کے خلاف معلوم ہوتا ہے بتوفیقِ خداوندی ذکر کروں اور قاعدہ متقدمہ کی بناء پر قانون عقلی کے موافق اُن میں سے ہر ایک کی مناسب تاویل کر کے تطبیق دوں۔

خدائے تعالےٰ وسبحانہٗ سے میری یہ دعا ہے کہ مجھ پر اپنا احسان کرے اور اُس کے تمام کرنے کی توفیق دے کر اپنے دین کی مجھ سے یہ خدمت لے لے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ایسی شئے کی جس میں حق پایا جاتا ہے ہدایت کرے اور ہمارے دلوں کو ایمان پر اور زبانوں کو صدق پر قائم و دائم رکھے اور جس امر میں اس کی رضامندی اور اُس کے برگزیدہ رسول کی خوشی ہو اُس کی ہمیں توفیق دے اور بہ طفیل ہمارے سردار سرورِ عالم محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمارا خاتمہ بالخیر کرے اور ہم کو سعادت ابدی عنایت کرے۔ آمین

⁂

---

[1] جس طرح کہ اِس قسم کی آیات میں وہ لوگ بھی تطبیق کی کوشش کرتے ہیں سو اس امر میں قرآن وحدیث دونوں مشترک ومساوی ہیں۔ پھر ایک کو قبول کر کے دوسرے کو ترک کر دینا محض زبردستی ہے۔ ۱۲ مترجم

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس بات پر تنبیہ کہ ناظرین رسالہ ہذا کو اگر کوئی امر بادی النظر میں غلط معلوم ہوتا ہو تو اس کی تغلیط میں عجلت نہ کریں بلکہ سیاق و سباق اور نیز اس امر کو دیکھ لیں کہ یہ رسالہ کیوں لکھا گیا ہے اور مؤلف کتاب کا اپنے عقائد کی تصریح کرنا

باقی رہی تنبیہ اس کا بیان یہ ہے کہ میں اس رسالہ کے ناظرین سے امید کرتا ہوں کہ جہاں کہیں بادی النظر میں اُن کی سمجھ میں یہ آوے کہ میں نے خطا کی ہے اور میں چوک گیا ہوں تو جس مقام کی میں تقریر کر رہا ہوں اُس کے پورے طور پر سمجھ لینے سے پہلے میرے مخطی ٹھہرانے میں جلدی نہ کریں بلکہ سیاق و سباق یعنی اُس کے ماقبل و مابعد کو خوب دیکھ بھال لیں اور یہ بھی مدّنظر رکھیں کہ میں نے اس رسالہ کو کس غرض سے تالیف کیا ہے اور اُس میں کیا ڈھنگ اختیار کیا ہے اور کس کیفیت پر اُس کی ترتیب دی ہے۔ پھر جو حق بات اُن کے نزدیک ظاہر ہو اُس کا حکم لگائیں کیونکہ جب تک میرا اُن آدمیوں میں شمار ہے جو خطا سے معصوم و محفوظ نہیں اُس وقت تک میں بھلا اپنے لئے خطا سے محفوظ و معصوم رہنے کا کیونکر دعویٰ کر سکتا ہوں حالانکہ خدا تعالےٰ نے بجز اپنے اور اپنے پیغمبر کے کلام کے کسی شخص کے کلام کے لئے خطا و لغزش سے محفوظ و معصوم رہنا تجویز نہیں فرمایا۔ غایت سے غایت میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ میں نے بقدر اپنی کوشش اور طاقت کے امر صواب کی جستجو میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا۔

پس اب جو کچھ اس میں حق ہو تو اُس کی جانب بہ توفیق خداوندی اور بہ ہدایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جن کی لائی ہوئی شریعت مطہرہ کے خدام میں ایک میں بھی ہوں میری رہنمائی ہوئی ہے اور جو کچھ اس میں بھول چوک ہوئی ہو وہ میری فہم کی کوتاہی میری کم علمی اور میرے فکر ضعیف کے باعث سے ہے اور میں خدا سے امید کرتا ہوں کہ وہ میری لغزشوں پر مواخذہ نہ کرے گا اور جس کا قصد میرے کلام کی جانچ پڑتال

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنے اور میری غلطیاں نکالنے کا ہو اُسے اختیار ہے لیکن اُسے اتنا لازم ہے کہ نیت کو خالص کر کے اس پر پیش قدمی کرے کیونکہ میرا تالیف کرنا محض اسلامی دین کی خدمت بجالانا ہے اس لئے اگر جانچ پڑتال کرنے اور غلطیاں نکالنے والا اسی دین کا پیرو ہے تو اُسے پہلے یہ دیکھ لینا چاہیئے کہ خدا و رسول کی خوشنودی اور رضا کس شئے میں ہے اور پھر اُس کے بعد جو کچھ اُسے کرنا ہو کرے۔

پھر میں اس رسالہ میں اگرچہ بعض فلسفی مباحث میں گھس پڑا ہوں لیکن اس سے میرا یہ قصد ہرگز نہیں ہے کہ دین میں فلسفیت کو دخل دوں بلکہ میں نے یہ طرز اس لئے اختیار کیا ہے کہ فلاسفروں کی عقول کو تسکین حاصل ہو اور یہ امر ظاہر ہو جائے کہ اسلامی دین نے اپنے متبعین کو محض ایسے ہی عقائد حقہ کے یقین کرنے کی تکلیف دی ہے جو قانون عقلی صحیح پر بالکل منطبق ہیں اور صرف ایسے ہی احکام کی بجاآوری کا مکلف بنایا ہے جن کا ثمرہ سراسر دین و دنیا کی بہتری ہی بہتری ہے۔ علماء کلام ہی کو دیکھیے کہ اسی غرض کے حاصل کرنے کے لئے فلاسفہ کے ساتھ مباحث فلسفیہ کی تشریح کرنے کے کیسے کچھ درپے ہوئے ہیں۔

پس میں کوئی ایسی نئی راہ نہیں چلا ہوں جس پر کہ اسلامی امت کے علماء نہ چلے ہوں اور جو شخص اس بات سے واقف ہوگا کہ فنون فلسفۂ جدیدہ کی کتابیں اور خود یہ علوم اس زمانہ کے لوگوں میں کس قدر شائع ہو رہے ہیں خصوصاً ان لوگوں میں جو دین اسلامی کی حقیقت پر آگاہی حاصل کرنے کی قدرت نہیں رکھتے۔ وہ جدید فلسفہ کے شوائب اور آلودگیوں سے جس میں کہ نئی نئی تحقیقات موجود ہیں اسلامی عقائد کو محفوظ رکھنے کی غرض سے اس طریق کے اختیار کرنے اور اس پر چلنے کو ضرور مستحسن سمجھے گا اور یہ وہ فلسفہ اور تحقیقات جدیدہ ہیں جن کا پتہ اُن علماء متقدمین کے زمانہ میں نہ لگا تھا جنھوں نے کہ فلسفۂ قدیمہ کے شوائب اور آلودگیوں سے اسلامی عقائد کی حفاظت میں کوئی کسر نہیں رکھی۔

پھر میں بعض بعض مباحث میں اپنے مقابل کے ساتھ ارخائے عنان سے پیش آیا ہوں اور اُسے میں نے یہ اختیار دیا ہے کہ جمہور نہ سہی اس اُمت کے بعض علماء کے اقوال ہی پر وہ اعتماد کر لے اور اس سے میری صرف یہ غرض ہے کہ میرے مقابل کو آسانی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو اور وہ بسہولت دین میں داخل ہو سکے۔ کیونکہ اس کا دین میں داخل ہو جانا گو وہ علماء اسلام میں سے بعض ہی کے قول پر کیوں نہ ہو اُس کے لئے اہلِ اسلام کے زمرہ میں شمار کئے جانے کے لئے کافی ہو گا اور صفت ایمان سے وہ محروم نہ رہے گا۔ پس یہ امر اس کے لئے اُس مہلک مخالفت سے جس پر کہ وہ پہلے تھا نجات کا باعث ہو جائے گا۔ امام غزالیؒ ہی کو دیکھئے انہوں نے اپنی کتاب تہافت الفلاسفہ میں مخالفین کے لئے بعض معتزلیوں ہی کے قول پر کیوں نہ ہو الزام حجت کو کافی سمجھا ہے اور اُسی پر اکتفا کیا ہے کیونکہ معتزلہ (کیسے ہی کیوں نہ ہوں) مسلمانوں کی شمار سے تو خارج نہیں ہیں اُن کا کلام قانونِ اسلام پر ہوتا ہے جیسا کہ موافقت میں ہے اور قول معتمد کی بنا پر اُن کا مآل کار بھی نجات ہے۔ اور سب کو جانے دیجئے یہ دیکھئے کہ خدا تعالیٰ نے قرآن مجید میں اپنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات کی اجازت دی ہے کہ وہ اُن سے اس قول کے ساتھ خطاب کریں :-

وانا وایاکم لعلی ھدی او فی ضلل مبین۔

"اور بے شک ہم یا تم یا تو ہدایت پر ہیں یا کھلی گمراہی میں"

حالانکہ جس طریق پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے اُس کے ہدایت ہونے میں آپ کو ذرا بھی شک نہ تھا اور یہ تو صرف مباحثہ اور دلیل کی سماعت کی جانب اپنے مقابل کو مائل کرنے کا ایک خطابی طرز ہے۔ اس سے یہ ہوتا ہے کہ دلیل اُس کے سامنے بسہولت بیان کر دی جاتی ہے پھر وہ اُسے سمجھ لیتا ہے اور اس طرح وہ دلیل حق پر اُس کو تسکین دلانے کے لئے باعث بن جاتی ہے اور مقصود حاصل ہو جاتا ہے۔

رہا اسلامی دین میرا اعتقاد جس کو اپنے دل میں لے کر خداوند کریم کے حضور میں حاضر ہوتا ہوں اور جس کی نسبت میری یہ دُعا ہے کہ خدائے رحیم اسی پر میرا انجام بخیر کرے وہ یہ ہے کہ جتنی چیزیں کہ حضرت محمد صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم لاتے ہیں اُن سب کا جس طرح کہ سلف صالحین یعنی صحابہؓ اور تابعینؒ اعتقاد کرتے تھے اُسی کے موافق اعتقاد جازم کے ساتھ میں بھی معتقد ہوں اور جو طریقہ کہ اہل سنت والجماعت

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا ہے اور نصوص شرعیہ کے اعتقاد میں تفویض[1] کی بابت بھی اُنہی کے مذہب پر ہوں چنانچہ میرا اعتقاد ہے کہ نصوص شرعیہ میں سے ہر نص حق ہے عقل صحیح کے مخالف نہیں ہو سکتی اور نہ کوئی اس سے محال لازم آسکتا ہے اور جو کچھ خداوند تعالےٰ نے اُس سے ارادہ کیا اُس پر مَیں ایمان لاتا ہوں اور متشابہات کے معانی میں سے کسی خاص معنیٰ کی تعیین کا علم خدا کے حوالے کرتا ہوں لیکن جس وقت میری گفتگو اور میرا مقابلہ ایسے شخصوں سے ہو جو اِن نصوص شرعیہ میں سے کسی پر معترض ہوں یا اُن سے ایسے معانی کا اعتقاد کرتے ہوں جو اصولِ دین کے خلاف ہیں اُس وقت میں خلفاء رضی اللہ عنہم کا طریقہ اختیار کرتا ہوں اور اُن نصوص کی جن کا ظاہر عقل کے خلاف معلوم ہوتا ہو ایسی تاویل کر دیتا ہوں جس سے اُن میں اور عقل میں موافقت ہو جائے جیسا کہ اس قاعدہ کا بیان پیشتر ہو چکا ہے اور یہ بات صرف اس لئے کی جاتی ہے کہ مخالف کی تسکین ہو جائے اور اُس کو یہ الزام دے دیا جائے کہ نص کو اس تاویل سے سمجھ لینا ممکن ہے اور ہلاک کرنے والی مخالفت کو وہ اس طرح پر ترک کر سکتا ہے اور حقیقی اعتقاد ایسی نصوص میں یہی ہے کہ اس نص کے ضرور کوئی صحیح معنیٰ عقل صحیح کے موافق ہیں اور اس معنیٰ کو یقینی طور پر معین کر کے ہم نہیں بتا سکتے کہ اس کی تعیین کا علم خدا کے حوالہ کرتے ہیں جیسا کہ پیشتر گزر چکا ہے یہی میرا مذہب ہے جس کا مَیں التزام کرتا ہوں اور یہی میرا مختار ہے۔ پس ہر مقام پر میرے کلام کو اسی پر محمول کرنا چاہیئے اور خدا تعالیٰ توفیق دینے والا ہے۔

پھر میں نے اس رسالہ کے تحریر کرنے میں حتی الامکان ایسے طریقہ کا التزام کیا ہے جو عام لوگوں کی فہموں کے مناسب ہو اور جس کو وہ بھی سمجھ لیں حتیٰ کہ بعض بعض مواقع پر

---

[1] تفویض سے مراد یہ ہے کہ اگر کسی نص کی مراد نہ معلوم ہو جیسے کہ حروف مقطعات یا کسی کی اصل مراد تو معلوم ہو لیکن اُس کی کوئی خاص کیفیت صاحبِ شریعت کی جانب سے بیان نہ کی گئی ہو جیسے قیامت میں خدا کی رویت پر دلالت کرنے والی نصوص تو ایسی صورت میں اپنی طرف سے کچھ تعیین نہ کرنا اور تعیین خدا کے حوالہ کر کے اُس کا اجمالی اعتقاد کر لینا جتنا کہ اُن الفاظ سے معلوم ہوتا ہے۔ ۱۲ مترجم ؎

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب مرجع دور ہو گیا ہے یا کسی قسم کا اُس میں خفاء آ گیا تو مَیں نے عبارت کی عبارت کو بغرض آسانی مکرر کر دیا ہے اور بعض عام لوگوں کے الفاظ بھی مَیں نے استعمال کئے ہیں اور علاوہ بریں بعض اور امور ایسے ہیں جن سے کہ اُن علماء کی تالیفات جو نہایت خوش اسلوبی اور عمدگی سے تالیف کرتے ہیں خالی ملیں گی اور یہ سب کچھ مَیں نے صرف اس لئے اختیار کیا ہے تاکہ سمجھنے میں آسانی ہو اور مقام کی توضیح ہو جائے۔ شاید خدا تعالےٰ میرے دینی سرشت میں شریک بھائیوں کو اس رسالہ سے نفع بخشے۔ مَیں اپنے انکسار، ضعف اور عجز کے ساتھ خدا کے سامنے زاری کرتا ہوں اور صاحبِ شریعت مطہرہ و ملت منورہ مولانا و سیدنا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا توسل کرتا ہوں کہ خداوند تعالےٰ میرے عمل کو قبول فرما دے اور اپنے بندوں کو اُس سے نفع دے اور میری نیت کو لوجہ اللہ خالص کر دے اور ہمارے مولیٰ امیر المومنین اور خلیفہ رب العالمین (سلطان بن السلطان سلطان عبدالحمید خاں) کی دولت کی تائید اور نصرت کرے اور انہیں نافع خلائق امور کی توفیق دے اور عین عنایت اور اپنی محافظت کے حرز سے اُن کی حفاظت کرے۔ خدا ہی سے خیر وجود کا فیضان ہے۔ آمین یا رب العالمین!

ترجمہ خاتمۂ کتاب مصنفِ علّام

خدا تعالیٰ نے مجھے یوم مبارک جمعہ کی صبح کو آفتاب نکلنے سے پہلے اس رسالہ کے تمام کرنے کی توفیق دی اور یہ یوم سعید ایک ہزار تین سو چھ (۱۳۰۶) ہجری کے ماہِ شوال کی پہلی تاریخ یعنی عید الفطر کا مبارک دن تھا جسے خدا نے فریضۂ صیام کے ادا کرنے کے بعد اپنے مسلمان بندوں کے لئے باعثِ راحت و فرحت گردانا ہے اور جیسے کہ سال حج کے مبارک عبادت کے مہینوں کی آمد پر سبب بہجت و مسرت قرار دیا ہے۔ اُس خدا کا ہزار ہزار شکر ہے جس کے فضل و احسان کی بدولت نیک کام انجام کو پہنچتے ہیں اور اُس کے تمام انبیاء اور مرسلین خصوصاً افضل رسل محمد مصطفےٰ نبی امی پر جن کی بدولت ہمیں راہ ہدایت دیکھنا نصیب ہوئی اور ان سب کے آل و اصحاب پر ہزاروں درود اور لاکھوں سلام نازل ہوں۔

آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

فقط

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خاتمہ از مترجم

شکر صد شکر ٹھکانے لگی محنت میری
طے ہوئی آج کی منزل ہیں مسافت میری

۲۰ر جمادی الثانی ۱۳۱۵ھ یوم سہ شنبہ وقتِ ظہر مدرسہ جامع العلوم کانپور میں احقر خدام علماء کرام و فضلائے عظام عاجز اسحاق علی عفی عنہ مدرس سوم عربی مدرسہ مذکور کے ہاتھوں یہ ترجمہ بتائید خداوندی اور بتوجہ مربی و مولائی و اُستازی معتمدی و سندی جناب حافظ قاری شاہ مولوی محمد اشرف علی صاحب مدظلہ العالی ختم ہُوا۔ خدائے پاک اس کو قبول فرمائے اور اپنے بندوں کو اس سے نفع بخشے اور عاجز مترجم کو ریا و سمعہ سے محفوظ اور اسکی نیت کو شوائب نفسانی سے خالص رکھے۔ آمین ثم آمین!

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آخر میں مؤلف رسالہ حمیدیہ کا تعدادِ ازدواج، عورتوں کے پردہ اور طلاق کے بارہ میں ایک چھوٹا سا رسالہ لگا تھا تتمیم فائدہ کے لئے اُس کا ترجمہ بھی اُس کے ساتھ کر دیا گیا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ والصلوٰۃ علیٰ رسول اللہ وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین۔ بعد حمد وصلوٰۃ کے خدا کی رحمت کا محتاج حسین الجسر طرابلسی ناظرین کی خدمت میں عرض کرتا ہے کہ اسلام کے مہم مسائل میں سے تعدد ازدواج، عورتوں کے پردہ اور طلاق کا مسئلہ ہے اور چونکہ اس اثنا میں کسی غیر مسلم کی کتاب ان مسائل پر نکتہ چینی کے بارہ میں میری نظر سے گزری ہے اور اس شخص نے اُس میں پہلے کے دونوں مسئلوں سے تعرض کیا ہے، چنانچہ خاص کر پہلے کی نسبت اُس نے یہ کہا ہے کہ "تمام ممالک میں مردم شماری کے اعتبار سے مردوں کی تعداد عورتوں سے کچھ تھوڑی ہی زیادہ ہوتی ہے اور عجب نہیں کہ عنایت ایزدی اور حکمت الٰہی نے جو یہ رعایت مدِنظر رکھی ہے اُس کی یہ وجہ ہو کہ مرد بہ نسبت عورتوں کے زیادہ ہلاک ہوتے ہیں کیونکہ اُن کے موت کے اسباب عادتاً کچھ زائد ہیں جیسے کہ سفر کی مشقتیں اُٹھانا، بحری خطروں کو جھیلنا، لڑائیوں کی مصیبتیں برداشت کرنا وغیرہ وغیرہ۔ اور (مرد وعورت کی) اس نسبت سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ خداوندی حکمت نے مرد کے لئے ایک زوجہ سے زیادہ جائز نہیں رکھی ہیں اس لئے زوجات کا تعدد امر طبعی کے مخالف ہے الخ اور اس میں مرد کی ایک سے زیادہ شادیاں کرنے پر جیسا کہ یہ ہماری پاک شریعت کا حکم ہے اور اس بات پر کہ یہ حکم نظام طبعی کے خلاف ہے اس مؤلف نے جھونک (تعریض) کی ہے اور اس کتاب میں اس مؤلف نے خاص کر دوسرے مسئلہ کی نسبت یہ کہا ہے کہ حق اور انصاف کی بات نہیں ہے کہ عورت کی حقارت کی جائے یا اُس پر ظلم روا رکھا جائے یا اس کو لکھایا پڑھایا نہ جائے یا اُس کے ساتھ بدگمانی کر کے اُس کو گھر میں بند کر دیا جائے جیسے کہ قیدی بند کئے جاتے ہیں باوجودیکہ مردوں کا گناہ میں پھنس جانا بہت قریب ہے اور یہ سب سنگدلی کی رسمیں ہیں الخ اور اس میں عورتوں کے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پردہ اور اُن کے گھروں کے اندر رہنے کے بارہ میں ہماری عادل شریعت کے حکم پر چھونک (تعریض) کی ہے اس لئے ہم نے چاہا کہ اس معاملہ میں جو حق بات ہو اُس کو عقلی قانون کے موافق ہم بیان کر دیں کیونکہ مؤلف مذکور کو شرعی احکام تسکین نہیں دلا سکتے۔ اس لئے کہ وہ شریعت کے ماننے والوں میں سے نہیں ہے۔ سو ہم نے بیان کا ایسا طرز اختیار کیا ہے جس سے ہر عاقل کو تسکین ہو سکے۔ چنانچہ ہم کہتے ہیں کہ مؤلف مذکور نے ایک چیز تو یاد رکھی اور بہت سی چیزوں سے قطع نظر کر لی اُن کا خیال نہ کیا۔

بیان اس کا یہ ہے کہ اگر ہم تسلیم بھی کر لیں کہ مردوں اور عورتوں کی تعداد قریب قریب ہے اس کے بعد بھی یہ امر مخفی نہیں کہ خداوندی حکمت کا مقتضا رہے کہ مرد و عورت کے مابین نوع انسانی کا توالد و تناسل ہوتا ہے اُس کے افراد بڑھتے رہیں اور اس طرح پر یہ نوع جب تک خدا کو منظور ہو باقی رہے اور اگر ایسا نہیں ہے تو اس کی نقیض ثابت ہو گی اور ہمارے ذمہ واجب ہو گا کہ مختلف ذریعوں سے توالد و تناسل کی تقلیل اور انسان کے نیست و نابود کرنے میں کوشش کریں حالانکہ یہ بات واقع کے خلاف ہے۔ اب یہ دیکھئے کہ توالد و تناسل مرد کے حاملہ کرنے اور عورت کے تخم سے انجام پاتا ہے اور یہ بات معلوم ہے کہ مرد میں حاملہ کرنے کی ہمیشہ صلاحیت باقی رہتی ہے اگرچہ سو برس کا کیوں نہ ہو جائے اور اس عمر کو پہنچ جانا ممکن بلکہ موجود ہے کوئی نادر بات نہیں۔ یہاں تک کہ بعض حکماء اس کے قائل ہیں کہ اگر انسان کو موت جلدی ہی نہ آگھیرے تو اُس کی خلقت اور قدرتی ساخت کا مقتضا یہ ہے کہ سو برس تک زندہ رہے (بلکہ مشہور تو یہ ہے کہ انسان کی عمر طبعی ایک سو بیس برس کی ہے) رہی عورت پس چونکہ جنین کا بار اُٹھانے، وضع حمل کی مصیبت برداشت کرنے اور دُودھ پلانے سے اُس کی قوت ضائع ہو جاتی ہے اور ان سب باتوں کی وہ اُسی وقت متحمل ہو سکتی ہے جب کہ اُس کا جسم اس قدر قوت کو پہنچ جائے۔ لہٰذا خداوندی حکمت اس بات کو مقتضی ہوئی کہ عورت میں بچہ جننے کی استعداد سن احتلام (سنِ بلوغ) سے لے کر پچاس برس کے سن تک ہے (جیسا کہ بعض کا قول ہے اور اوروں کا قول ہے کہ پچپن برس کی عمر تک اس میں بچہ جننے کی قابلیت رہ سکتی ہے) اور یہاں سے چونکہ اُس کی طبعی قوت زائل ہونا شروع ہوتی ہے اس لئے باری تعالےٰ حمل کو اُس سے روک دیتا ہے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور اُس کا خون حیض منقطع کر دیتا ہے جو کہ جنین کی غذا ہے اور بمقتضائے لطف واحسان تخم سے جس سے بچہ بنتا ہے اُس کو محروم کر دیتا ہے۔

پس عورت میں بچہ جننے کی قابلیت کل پینتیس برس رہتی ہے اس لئے کہ اکثر وہ پندرہ برس میں بالغ ہوتی ہے اور جب یہ بات ٹھہر چکی تو اب ہم کہتے ہیں کہ عورت اپنے بچہ جننے کی قابلیت کی مدت میں جب بالغ مرد کے پاس رہے گی خواہ اس کی عمر کا کوئی زمانہ کیوں نہ ہو تو مرد میں برابر حاملہ کرنے کی استعداد پائے گی اور وہ اس امر سے قاصر نہ رہے گا۔ ہاں اگر کوئی غیر طبعی وعارضی سبب ہو جائے تو بات ہی دوسری ہے۔ رہا مرد اُس کی یہ حالت ہے کہ جب وہ عورت کے پاس دونوں کے بالغ ہو جانے کے بعد رہے اور ایک ہی عورت کا ہو رہے تو بسا اوقات اُسے اپنی عمر کی کچھ مدت نسل سے معطل رہنا پڑے گا۔ اپنی تخم ریزی کا کوئی نتیجہ حاصل نہ کر سکے گا۔ بیان اس کا یہ ہے کہ اگر دونوں کا ایک دوسرے کے پاس رہنا دونوں کے ابتدائے بلوغ سے فرض کیا جائے تو عورت کے سن ایاس تک دونوں سے توالد وتناسل ہونا ممکن ہے اور اس کے سن ایاس کو پہنچنے کی مدت پچاس برس ہیں۔ پس اگر دونوں ساٹھ برس تک زندہ رہیں گے تو مرد پر عورت دس برس معطل رہے گی یعنی عورت کی وجہ سے مرد کو دس برس تک معطل رہنا پڑے گا اور اگر دونوں ستر برس تک جئیں گے تو مرد پر بیس سال معطل رہے گی۔ اسی طرح یہاں تک کہا جاسکتا ہے کہ اگر دونوں سو برس تک زندہ رہیں گے تو مرد پر اُسے پچاس برس تک معطل رہنا پڑے گا اور ایسا ہی اُس وقت بھی کہا جاسکتا ہے جب کہ مرد وعورت دونوں ہم سن ہوں اور عورت سن ایاس کو پہنچ گئی ہو اور اُس وقت کسی وجہ سے دونوں میں مقارنت ہوئی ہو اور جب یہ صورت لی جائے کہ سن کے اعتبار سے دونوں میں مخالفت ہو تو مرد کو عورت سے بڑا فرض کرنے کی بنا پر غالب یہ ہے کہ عورت اس وقت بھی مرد پر معطل ہی رہے گی حتیٰ کہ اگر یہ بھی فرض کر لیا جائے کہ جس وقت عورت اور مرد میں مقارنت ہوئی ہے اُس وقت مرد پچاس کا اور عورت پندرہ برس کی تھی اور پھر دونوں کی عمر سو برس کی ہوئی تب بھی عورت مرد پر پندرہ برس تک معطل رہے گی۔ لیکن اگر عورت عمر میں مرد سے بڑی فرض کی جائے تو اب مرد کا بہت بڑا نقصان ہوگا اور اس وقت معطل رہنے کا زمانہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مرد و عورت کے سِن بلوغ کے فرض کرنے کے اعتبار سے متفاوت نکلے گا اور زیادہ سے زیادہ جو یہاں متصور ہوسکتا ہے وہ یہ ہے کہ اگر کسی سبب سے اُس وقت مرد و عورت میں مقارنت ہوئی ہو جبکہ مرد پندرہ برس کا اور عورت کا سن سن ایاس سے کچھ پہلے ہو پس اگر یہ عورت اُس مرد سے ایک بچہ جَن کر آئسہ ہو جائے گی تو مرد کی سو برس کی عمر فرض کرنے کی بنا پر عورت پچاسی برس تک اُس پر معطل رہے گی۔

پس اگر مرد کے لئے ایک سے زیادہ عورتوں کے ساتھ مقارنت کے مباح کرنے کے سوائے اس تفاوت کے اور کوئی سبب مقتضی نہ ہوتا تب بھی یہ بالکل کافی تھا اس لئے کہ یہ بات ظاہر ہوچکی ہے کہ مرد اپنی تولید کے قابلیت کے زمانہ میں عورت پر ایک دن بھی معطل نہیں ہوتا اور وہ بہتیرے برسوں تک اُس پر معطل رہتی ہے۔ پس مرد کے لئے ایک سے زیادہ مقارنت مباح کر دینے سے اُسے جو معطل رہنے کا احتمال تھا اُس کا تدارک کرنا ممکن ہوگا۔ اور یہ بات سب جانتے ہیں کہ بنظر اس کے کہ خدا نے بخلاف عورت کے مرد ہی کو کمانے کی قوت اور اُس کے شدائد کے تحمل کی طاقت عنایت کی ہے اس لئے مرد ہی اہل و عیال کا خبر گیراں قرار دیا گیا ہے اور عورت کے نان و نفقہ کا سامان بھی اُسی کے ذمہ ہے اور اُس کے مقابل میں عورت کے متعلق یہ کام کیا گیا ہے کہ وہ خانہ داری کا انتظام اور اولاد کی پرورش کرے اور یہ بات انسان کے لئے ایک طبعی امر کی طرح ہو رہی ہے اور بعض جو اُس کی مخالفت کرتے ہیں وہ نظام خداوندی اور اُس طریق کے خلاف چلتے ہیں جس کے ساتھ عام طور پر طبعتیں مالوف ہو رہی ہیں اور یہی معلوم ہے کہ محتاج اور ایسے لوگ جو زوجہ کے نان و نفقہ کے بار اُٹھانے سے قاصر ہیں بہ نسبت مالداروں کے جو اس کی قدرت رکھتے ہیں۔ اکثر ممالک میں بکثرت ہیں اگرچہ بعض بعض ممالک میں سب قریب قریب درجہ کے مالدار بھی موجود ہیں۔

پس جو ممالک پہلی قسم کے ہیں اس میں کوئی شک نہیں کہ وہاں کے بہتیرے محتاج آدمی عورت کے نان و نفقہ کے بار اُٹھانے کے خوف سے شادی نہیں کرتے بلکہ عادل شریعت جب وہ اپنی نسبت یہ جانتے ہوں کہ نان و نفقہ سے عاجز ہونے کے باعث وہ عورت کی حق تلفی کریں گے تو اُن کو شادی کرنے سے روکتی اور منع کرتی ہے اور بعض ائمہ کے نزدیک تو جبکہ خاوند عورت کے نان و نفقہ سے عاجز ہو تو اُس ظلم کے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دفع کرنے کے لئے جس کو عقلیں ناگوار سمجھتی ہیں حاکم کو یہاں تک حق حاصل ہے کہ ان دونوں میں تفریق کر دے اور ان ایام میں ہم ایسے عاجز مردوں کی زیادہ تعداد دیکھتے ہیں اور اگر ان کے ساتھ فوجی آدمیوں کو بھی ملالیں تو مجرد آدمیوں کی تعداد میں اور اضافہ ہو جاتا ہے کیونکہ فوج میں نوکری کرنے والے اس خوف سے شادی کرنے سے باز رہا کرتے ہیں کہ فوجی کام کی انجام دہی کے زمانہ میں انہیں اپنی زوجہ کو بلا کسی خبر گیراں کے چھوڑنا پڑے گا۔ پس جب مرد کے لئے ایک عورت سے زیادہ عورتوں سے شادی کرنا جائز نہ رکھا جائے گا تو وہ عورتیں جوان مجرد مردوں کے مقابلہ میں بچیں گی توالد و تناسل سے معطل رہیں گی اور جو خداوندی حکمت نوع انسانی کی زیادتی اور اس کے ازدیاد کے باقی رکھنے کے بارہ میں تھی وہ باطل ہو جائے گی لیکن جب مرد کے لئے یہ بات مباح کر دی جائے کہ ایک سے زیادہ عورتوں سے شادی کر سکے تو جو لوگ نان و نفقہ پر قدرت رکھتے ہوں گے تو وہ عورتوں کی اس تعداد میں سے جو نسل سے معطل ہونے کو تھیں ایک سے زیادہ عورتوں سے شادی کر سکیں گے اور اس وقت ان بے چاروں میں جو توالد و تناسل کی استعداد پائی جاتی تھی وہ ضائع نہ جائے گی اور نظام خداوندی مختل ہونے سے محفوظ رہے گا اور بغیر اس کے ان مصیبت زدہ عورتوں کی اسی طرح عمر گزر جائے گی اور نوع انسانی کو ان سے ثمرہ حاصل نہ ہو سکے گا جو کہ یادگار رہ سکے۔

رہے دوسری قسم کے ممالک یعنی جہاں کے رہنے والے قریب قریب برابر درجہ کے مالدار ہیں ممکن ہے کہ وہاں ہر مرد ایک ہی عورت سے شادی کرے اور وہاں کی عورتوں میں سے کوئی معطل نہ رہنے پائے اور ایسے مقامات میں مرد خود ہی ایک سے زیادہ شادی نہ کر سکے گا اس لئے کہ جب وہ شادی کرنا چاہے گا تو اسے فاضل عورت ملے ہی گی نہیں۔ کیونکہ حساب کی رو سے تعداد ختم ہو چکی اور اگر کوئی کہے کہ اس تفصیل کا تو یہ مقتضا ہے کہ صرف پہلی قسم کے ممالک کے رہنے والوں کے لئے ایک سے زیادہ عورتیں مباح کر دی جائیں نہ کہ دوسری قسم کے تو ہم کہیں گے کہ یہ بات معلوم ہے کہ ممالک محتاجی اور مالداری کے اعتبار سے ہمیشہ ایک حالت پر نہیں رہتے بلکہ زمانہ کے دوران میں ہر مملکت پر دونوں قسم کے حال آتے جاتے رہتے ہیں اور اس کا منضبط کرنا اور اس کے لئے زمانہ کی کوئی حد مقرر کر دینا ممکن نہیں اور بالفرض اگر اس کا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انضباط ممکن ہو اور اُس کی کوئی حد مقرر بھی کی جا سکے تو جب اس معترض کے کہنے کے موافق حکم دیا جائے گا تو نتیجہ اس کا یہ ہو گا کہ ہمیشہ اختلاف رہے اور زمانہ کی ہر مدت میں حکم اپنی ضد سے بدلتا رہے اور بسا اوقات یہاں تک نوبت پہنچ جائے گی کہ ایک سال تو مرد کے لئے بہتیری عورتوں سے شادی کرنا جائز کر دیا جائے اور اُس کے بعد والے سال میں اس سے روکنا پڑے یا اس کے بالعکس معاملہ ہو کیونکہ ممکن ہے کہ مملکت ایک ہی سال میں مالدار ہو جائے اور پھر محتاج بھی بن جائے یا اس کا الٹا معاملہ ہو اور خداوندی احکام اس مرتبہ کے نہیں ہو سکتے کہ آئے دن بدلا کریں اور ان میں تبدل و تغیر کے ایسے ابواب نہیں کھل سکتے جس سے خود غرض اور شہوت راں انسان اُن احکام کو کھیل بنا سکیں۔

پس تقریر سابق سے یہ نتیجہ برآمد ہوا کہ مؤلف مذکور کے قول کے خلاف متعدد زوجات کا جائز ہونا ہی امر طبعی اور عقل سلیم کے موافق ہے۔ رہا ازواج کا چار ہی میں منحصر کر دینا اُس سے مؤلف مذکور نے کچھ تعرض نہیں کیا ہے۔ لیکن اب ہم اسی تقریب میں اُس کی حکمت بھی ذکر کئے دیتے ہیں۔ پس ہم کہتے ہیں کہ اس حکم میں ایک شرعی حکمت بھی ہے۔ مگر اس کے ذکر کا یہ موقع نہیں کیونکہ مؤلف مذکور ہماری شریعت کے ماننے والوں میں سے نہیں ہے۔ یہاں تک کہ شرعی حکمتوں سے اُس کے خیالات کو تسکین حاصل ہو سکے۔ ہاں اس کی عقلی حکمت ایسی ہے کہ جو اس کے امور مالوفہ کے طرز پر ہے اور اُس سے مؤلف مذکور کی تسکین ہو سکتی ہے۔

بیان اس کا یہ ہے کہ ہم پیشتر ذکر کر چکے ہیں کہ نان و نفقہ سے عاجز آدمی شادی کرنے سے باز رہا کرتا ہے اور جو اس پر قادر ہوتا ہے وہ اس پر پیش قدمی کرتا ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ تلاش و استقرار سے کسب معاش کے چار ہی قسم کے عادی ذریعے نکلتے ہیں۔ حکومت، تجارت، صناعت اور زراعت۔ پس گویا باری تعالیٰ نے ہر ہر سبب کے مقابلہ میں ایک ایک زوجہ جائز رکھی۔ پس جب کسی مرد کو سارے اسباب میسر آ جائیں گے تو وہ چار عورتوں کو رکھ سکے گا اور جب ان ذرائع میں سے کوئی ذریعہ اُس سے مفقود ہو جائے تو وہ تین ہی عورتوں پر اقتصار کرے گا۔ یہاں تک کہ جب کسی سے سارے ذرائع مفقود ہو جائیں تو وہ شادی نہ کرے اور یہ امر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مالداروں کے حوالہ کرے اور جب کسی کو ایک ہی ذریعہ سے اس قدر فراغت نصیب ہو جائے کہ دوسرے ذریعہ کے قائم مقام ہو سکے بلکہ اُس سے بھی زیادہ ہو تو وہ بقدر اپنی وسعت کے شادیاں کر سکے گا۔ اب اگر آپ تقریر گزشتہ اور اس تقریر کو سمجھ گئے ہوں گے تو آپ پر اس کا راز بھی کھل جائے گا کہ مرد کو لونڈیوں میں سے چار سے زیادہ عورتوں کو سُرّیہ بنانا (یعنی اُن کو جماع کے لئے متعین کر لینا) کیوں جائز کیا گیا اس لئے کہ ایسی عورتیں جس مملکت میں کہ لائی جاتی ہیں وہاں اُن کے مقابلہ میں مردوں کی تعداد نہیں پائی جاتی۔ پس جس حالت میں کہ نادار لوگ اُن کے مالک بننے کی قدرت نہیں رکھتے اور مالداروں کے لئے بھی اُن میں سے کئی عورتیں جائز نہ ہوتیں تو وہ نسل سے معطل رہ جاتیں۔ پس مالداروں کے لئے لونڈیوں میں سے کئی عورتیں جائز نہ ہوتیں عین حکمت ہے اور اس قدر بیان سوچنے سمجھنے والے آدمی کے لئے بالکل کافی معلوم ہوتا ہے۔

رہا جو کچھ کہ مؤلف مذکور نے خاص کر دوسرے مسئلہ کے بارہ میں اپنی کتاب میں بیان کیا ہے اور وہ مرد اُس سے عورتوں کا پردہ ہے تو اس کی نسبت ہم کہتے ہیں کہ عورتوں کا اجنبی مردوں سے پردہ کرنا تو ایک ایسی بات ہے جسے عقلِ سلیم ضروری سمجھتی ہے اور جو کہ انسانیت، نظامِ خداوندی اور قانونِ طبعی سب کے نزدیک مستحسن ہے اور بیان اس کا یہ ہے کہ ہم بیشتر ذکر کر چکے ہیں کہ نان و نفقہ کے سامان کی تکلیف طبعی طور پر مرد ہی کو دے دی گئی ہے۔

رہی عورت وہ صرف انتظام خانہ داری اور اولاد کی پرورش کی مکلف ہے اور یہی علی العموم مالوف طریقہ ہے اور اسی کو عقلیں بھی مستحسن شمار کرتی ہیں اور اس میں کوئی شک نہیں کہ مردوں اور عورتوں کے اختلاط میں بے حیائی کے ارتکاب کرنے کے بہت سے سبب اُٹھ کھڑے ہوتے ہیں کیونکہ دونوں طرف سے اس کا پورا مقتضا موجود ہوتا ہے اور سب جانتے ہیں کہ دیکھنے بھالنے کو اس امرِ قبیح کے ارتکاب میں بڑا دخل ہوتا ہے جس کو کہ تمام شریعتیں حرام بتاتی ہیں اور عقلیں بُرا سمجھتی ہیں کیونکہ اس سے نسب مختلط ہو جاتے ہیں اور باہمی ہمدردی کو ضعف لاحق ہوتا ہے اور اس کی برائی اس قدر ہے کہ جس کی کوئی حد نہیں اور اس کے ثبوت میں اتنا ہی کافی ہے کہ خدا تعالیٰ نے بہت سی امتوں کو اس فعل شنیع کے ارتکاب کے باعث سے ہلاک کر ڈالا ہے بس

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جس قانون سے کہ اس کی کثرت رک سکتی ہے وہ صرف یہی ہے کہ اجنبی مردوں اور عورتوں کو باہمی اختلاط سے روکا جائے اور ظاہر ہے کہ یہ امر بغیر اس کے کہ دونوں میں سے ایک فریق کو گھر کے اندر رہنے کا پابند کر دیا جائے انجام نہیں پا سکتا اور جب ہم مردوں کو دیکھتے ہیں کہ ان کو گھر کے باہر تمام مصارف خانہ داری حاصل کرنے کے لئے کوشش کرنے کا مکلف بنایا گیا ہے اس لئے وہ تو گھر میں رہنے کے پابند نہیں کئے جا سکتے البتہ بنظر اس کے کہ عورتیں خانہ داری کے اندرونی انتظامات کی مکلف ہیں تو گھروں کے اندر رہنے کا پابند ہونا انہی کے مناسب معلوم ہوتا ہے کیونکہ جس کام کی کہ عورتیں مکلف ہیں یہ اُس کے موافق ہے۔

پس عورتوں کا گھر کے اندر ہی رکھنا عین حکمت ہے اور اگر کہا جائے کہ عورتوں کو گھروں کے اندر ہی رکھنے سے اُن کو ضرر پہنچے گا تو ہم کہیں گے کہ اس سے کیسا کچھ ضرر کیوں نہ فرض کر لیا جائے لیکن مردوں اور عورتوں کے اختلاط سے جو ضرر ہو گا وہ ضرر اُس سے کہیں بڑھ کر اور نہایت شدید ہو گا اور دو ضرروں میں سے ادنیٰ درجہ کے ضرر کا ارتکاب کر لینا معقول بات ہے اور شرع کے بھی موافق ہے اس لئے شریعت نے عورتوں پر پردہ کا حکم لگایا ہے اور یہ حکم عورتوں کی مصلحت کے جس کی کہ وہ مکلف ہیں اور نیز نوع انسانی کی مصلحت یعنی حفاظت نسب کے بالکل موافق ہے۔

علاوہ بریں جو عورتیں اپنے بچپن سے پردہ ہی میں پڑی ہوئی ہیں اُن پر تو اُس ضرر کا نام و نشان بھی نہ پایا جائے گا اور یہ اس لئے کہ یہ امر اُن کی عادت مالوفہ میں داخل ہو جائے گا اور یہ مخفی نہیں کہ عادت سے ایسی ایسی چیزیں قبول کر لینے کی انسان میں قابلیت آجاتی ہے جن سے کہ عادت نہ ہونے کی صورت میں وہ بالکل عاجز ہوتا ہے۔ چنانچہ مؤلف مذکور نے خود اپنی اس ہی کتاب میں کہا ہے جس کا ماحصل یہ ہے کہ انسان بہت سی اشیاء کا عادی بن سکتا ہے چاہے وہ زہریلی ہی کیوں نہ ہوں اس طرح پر کہ وہ ایسی مقدار اُس میں سے کھا سکتا ہے کہ اگر ایسا شخص جس کو عادت نہ ہو اُس قدر کھائے تو اُس کو سخت ضرر پہنچے۔

پس ہم عورتوں کو جو پردہ کی عادی ہو رہی ہیں دیکھتے ہیں کہ وہ پردہ میں رہنے پر فخر کرتی ہیں اور اُس کو اپنی آبرو کی حفاظت کا بہت بڑا سبب شمار کرتی ہیں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور بے پردہ عورتوں کو جو پردہ کا خیال نہیں کرتیں اور اُن کے بے حیائی اور اپنی آبرو کی حفاظت نہ کرنے کی جانب منسوب کرتی ہیں اس کی وجہ سوائے اس کی اور کچھ نہیں کہ وہ پردہ کی عادی ہو رہی ہیں اور اُس کے ساتھ مالوف ہوگئی ہیں اور بے پردگی کے ساتھ پھرنے سے پردہ کو انھوں نے اپنے حق میں بہتر پایا ہے۔ پس جب یہ بات ٹھہری تو ظاہر ہو گیا کہ عورتوں پر پردہ کا حکم اُن کے حقوق کو تلف نہیں کرتا اور نہ ظلم و سنگدلی شمار کیا جا سکتا ہے اور اس مؤلف مذکور کا قول اس کے خلاف ہے جیسے کہ عادل شریعت کے اسرار سے ذرا بھی واقفیت نہیں اُس نے جو چاہا اٹکل پچو ہانک دیا۔

رہا مؤلف مذکور نے جو عورتوں کی تحقیر اور اُن پر ظلم کرنے اور اُن کو نوشت خواند سے محروم رکھنے کے بارہ میں کہا ہے تو یہ خود ایک ایسا امر ہے جس کو ہماری روشن شریعت جائز نہیں رکھتی اور اُس کے خلاف کا حکم کرتی ہے اور اس تحقیر یا ظلم کے ارتکاب کو شرع کے مقدس احکام کی مخالفت شمار کرتی ہے۔ پس مؤلف مذکور نے اس امر کا جو اپنی کتاب میں ذکر کیا ہے تو ہمارے خیالات کو اُس سے کوئی واسطہ اور لگاؤ نہیں اور نہ اس بارہ میں ہمیں اُس سے گفتگو کرنے کی کوئی ضرورت ہے کیونکہ ایسی تحقیر ستم ہے ہماری شریعت منع کرتی ہے۔

رہا طلاق کا مسئلہ سو مجھے اب خبر پہنچی ہے کہ ایسے ہی لوگوں میں سے کسی شخص نے ایک کتاب کی تالیف شروع کی ہے جس کا نام اُس نے "الطلاق" رکھا ہے بظاہر یہی ہے کہ اس فرقہ پر جن کے مذہب میں طلاق جائز ہے اُسے رد کرنا مقصود ہے اور ہمیں نہیں معلوم کہ اُس میں وہ کیا دلیل پیش کرے گا لیکن اب ہم ایسی تقریر بیان کرتے ہیں جس سے یہ امر مدلل اور مبرہن ہو جائے کہ طلاق کا جائز ہونا عقل کے موافق ہے اور اس سے منع کرنا نظام خداوندی اور ترتیب طبعی کے منافی ہے سوائے اپنی بڑائی کے زعم میں ہٹ دھرمی کرنے والے کے اس کا کوئی مخالف نہیں ہو سکتا۔ پس ہم کہتے ہیں کہ اس رسالہ کے شروع میں بیشتر یہ بات بیان ہو چکی ہے کہ حکمت الٰہی اس امر کو مقتضی ہے کہ نوع انسانی میں توالد و تناسل جاری ہے اور اُس کی کثرت ہوتی رہی اور یہ کہ مرد میں سن احتلام سے لے کر مرتے دم تک تولید کی استعداد و قابلیت رہتی ہے اور عورت میں سن احتلام سے لے کر صرف سن ایاس ہی تک تولید کی قابلیت پائی جاتی ہے اُس کے بعد نہیں رہتی اور اس مدت کی کل مقدار

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پینتیس (۳۵) سال ہوتے ہیں۔ پس جب خاوند و زوجہ میں مقارنت ہو اور اُن دونوں میں توالد و تناسل نہ پایا جائے اور یہ بہت ہوتا ہے تو اس صورت میں اتنے احتمال ہونگے کہ اس کا مانع یا تو خاوند کی جانب سے ہے۔ پس جس حالت میں کہ طلاق ممنوع ہو تو ان دونوں کی ساری عمر بلا نسل کے گزر جائے گی اور اگر ان دونوں میں سے کسی میں تولید کی استعداد موجود ہوگی تو اُسے نسل سے ناحق معطل رہنا پڑے گا اور کبھی کبھی اس معطل رہنے کی مدت پچاسی برس تک متصور ہو سکتی ہے لیکن جب طلاق جائز ہوگی تو وہ کچھ دن صبر کرنے کے بعد اُس عورت کو طلاق دے کر دوسری عورت سے مقارنت کر سکے گا اور اُس عورت کو بھی دوسرے مرد سے مقارنت کرنا ممکن ہوگا۔

پس اُن دونوں میں سے جس میں تولید کی استعداد ہوگی اُس وقت وہ نسل سے کامیاب ہو سکے گا اور معطل نہ رہے گا اور جس میں استعداد نہ ہوگی اس پر اپنی حقیقتِ حال کے ظاہر ہو جانے سے اُس کے دل کو راحت نصیب ہو جائے گی اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ اُن دونوں میں تولید نسل کی استعداد موجود ہوتی ہے لیکن ان دونوں کے آلۂ تناسل متوافق نہیں ہوتے۔ پس جب دونوں میں مفارقت ہو جائے گی تو ان میں سے ہر ایک کو ممکن ہوگا کہ کسی دوسرے سے مقارنت کر کے نسل حاصل کر سکے اور اپنی تولید کی استعداد کے ثمرہ سے محروم نہ رہے اور یہاں پھر ہم اُس امر کی طرف رجوع ہوتے ہیں جس کی بحث ہم پہلے کر رہے تھے۔ چنانچہ ہم کہتے ہیں کہ ایسی صورت میں جب مرد اُس عورت کو طلاق دینے میں توقف کرنا چاہے جو کہ اُس سے حاملہ نہیں ہوئی تو اُسے (تعدد ازواج کی بنا پر) ممکن ہوگا کہ اس بات کے ظاہر کرنے کی غرض سے کہ حمل کا مانع کس کی جانب سے ہے کسی دوسری عورت سے مقارنت کرے۔ پس اگر وہ مانع زوجہ کی جانب سے ظاہر ہو تو اس صورت میں اگر وہ چاہے گا تو اُسے بدستور عقد میں باقی رہنے دے اور اُس فضل و احسان کو جو اُس کے اور زوجہ کے مابین ہے نہ بھولے۔ اس لئے کہ اب اس کے طلاق دینے سے کیا فائدہ (کیونکہ وہ دوسرے سے مقارنت کر کے نسل تو حاصل کر ہی نہیں سکتی اس لئے کہ اُس میں سبب مانع حمل موجود ہے اب اُس کے حق میں یہ خاوند اور دوسرا شخص دونوں برابر ہیں اس لئے اگر خاوند چاہے تو اُسے اپنے پاس رہنے دے) اور اگر یہ ظاہر ہو کہ حمل کا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مانع ہو تو اُسی خاوند ہی کی جانب سے ہے تو اُسے اس عورت کو اپنے پاس رکھنے کا اختیار ہے اور ہم قانون سابق کے مقتضا کے موافق یہ نہیں کہتے کہ اُسے اس وقت طلاق دینا واجب ہے تاکہ وہ عورت دوسرے سے مقارنت کر سکے۔ کیونکہ اُس عورت میں استعداد تولید کا پایا جانا ہی متیقن نہیں ہے بلکہ اس میں شک ہے کیونکہ ممکن ہے کہ عورت میں بھی استعداد تولید موجود نہ ہو اور احکام شک پر مبنی نہیں ہُوا کرتے۔

پھر کبھی طلاق کے جائز کئے جانے کا ایک اور بڑا اہم اور ضروری سبب پایا جاتا ہے اور وہ یہ ہے کہ خاوند و زوجہ میں نفرت پیدا ہو جائے اور اُس کے بہت سے اسباب ہیں۔ مثلاً یہ کہ کسی مزمن مرض کا لاحق ہونا۔ بدصورت ہو جانا، آلۂ تناسل کا معطل ہونا، عورت کا اپنے خاوند کی اولاد کے نسب محفوظ رکھنے کے بارہ میں اس طرح اُس سے خیانت کرنا کہ اُس کو خاوند ظاہر نہ کر سکتا ہو اور حاکم کے روبرو ثابت کرنا اُسے ممکن نہ ہو۔ پس اگر طلاق ممنوع ہو گی تو اس حالت میں دونوں کی زندگی تلخ ہو جائے گی اور دونوں کے دونوں اپنی تمام عمر اس تلخی کا مزہ چکھتے رہیں گے اور اُن دونوں کی آنکھوں میں فساد اور بے حیائی کے دروازے کھل جائیں گے۔ لیکن جب طلاق جائز ہو گی تو دونوں اس تنگی اور اس بے لطفی سے چھٹکارا پانے کا قصد کریں گے اور بے حیائی کے ارتکاب سے اور نیز دیوث بننے سے محفوظ اور پاک وصاف رہ سکیں گے۔

باقی رہا یہ امر کہ طلاق صرف خاوند ہی کے ہاتھ میں کیوں رکھی گئی عورت کے اختیار میں کیوں نہ ہوئی اس کی یہ وجہ ہے کہ یہ ثابت ہو چکا ہے کہ مرد کی عقل عورت سے زیادہ درست اور ثابت ہُوا کرتی ہے اور عورت کے خیالات ذرا سی بات میں فوراً بدل جایا کرتے ہیں اور میرا خیال ہے کہ یہ امر علی العموم مسلم ہے اور پہلے یہ گزر چکا ہے کہ عورت کے نان ونفقہ کی مرد ہی کو تکلیف دی گئی ہے۔ پس جب عورت سے اُسے کسی قسم کی نفرت پیدا ہو جائے گی تو مرد کے نزدیک راجح یہی امر ہو گا کہ جہاں تک ہو سکے اس کو برداشت کر لے اس نظر سے کہ اُس کی عقل ثابت اور قوی ہے اور نیز اُسے یہ خوف بھی لگا ہو گا کہ جو کچھ اُس نے عورت پر خرچ کیا ہے کہیں ضائع اور

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

برباد نہ ہو جائے۔ پس اس وجہ سے اُسے طلاق دینے اور اس کی مفارقت اختیار کرنے سے حتی المقدور باز رہے گا۔

رہی عورت چونکہ وہ ان دونوں باتوں سے (یعنی قوت عقل اور خوف ہلاک نفقہ) خالی ہے نہایت قریب ہے کہ جب ذرا بھی کوئی نفرت کا باعث پایا جائے گا تو وہ بلا تامل طلاق دینے اور اُس کی مفارقت اختیار کر لینے پر آمادہ ہو جاوے گی اور اُس کو چھوڑ دوسرے کو جا ڈھونڈے گی۔

پس اسی واسطے خداوندی حکمت کا یہ مقتضا ہوا کہ طلاق مرد ہی کے ہاتھ میں رہے نہ کہ عورت کے قبضہ میں اور یہی عین حکمت ہے۔ پس سمجھدار سوائے اُس حالت کے کہ وہ بالکل مضطر ہو جائے طلاق دینے پر کبھی پیشقدمی نہ کرے گا۔ رہا بعض بعض بے وقوفوں کا ذرا ذرا سی بات میں طلاق دینے پر پیش قدمی کرنا سو یہ بات حکم شرعی اور نظام عقلی کے خلاف ہے اور خدا تعالےٰ اُس کو پسند نہیں کرتا جیسا کہ ائمہ اعلام نے اس کی تصریح کی ہے۔

منصف کے لئے اس قدر بیان کافی ہے اب ہم اس زمانہ کے متمدن (سویلائزڈ) فرقوں کے کچھ حالات جس سے کہ ہماری تقریر کی تائید ہوتی ہے ذکر کرکے اپنے کلام کو ختم کرتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ یہ فرقے جو اشیاء ہماری شریعت نے مباح کی ہیں اُن کو مستحسن شمار کرنے لگے ہیں۔ چنانچہ ان فرقوں میں سے بعضوں نے دو شادیاں جائز کر دی ہیں۔ لیکن دوسری زوجہ اور اس کی اولاد کی بڑی بدنصیبی یہ ہے کہ کیونکہ نہ اُس کو یہ لوگ مذہبی زوجہ شمار کرتے ہیں اور نہ اُس کی اولاد ہی کو مذہبی اولاد سمجھا جاتا ہے۔

پس میں نہیں سمجھ سکتا کہ یہ متعصب مؤلف عورتوں کے لئے یہاں کیا کہے گا اور بعض ممالک میں طلاق بھی جائز کر دی گئی ہے۔ جیسا کہ اخباروں میں یہ بات شائع و ذائع ہو چکی ہے۔ جملہ توصیف و ثناء کا خداوند تعالےٰ ہی مستحق ہے جس نے ہماری شریعت کو ایسا بنایا کہ عقلیں اس کے احکام کو اچھا سمجھتی ہیں اور اس کے نظام معقول کی پیروی کرتے ہیں۔

ہم ان مؤلف صاحب اور ان ہی کے ایسے اور صاحبوں سے امید کرتے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں کہ اپنی کتابوں میں ایسی باتوں سے تعرض نہ کیا کریں جن کو ان کے پڑوسیوں سے (اہل اسلام) کے خیالات سے تعلق ہو بلکہ اس کے علاوہ اپنے علوم کو شوق سے بیان کریں اور فخر کریں ورنہ یہ یاد رکھیں کہ مقدس شریعت کے احکام خداوندی حکمت اور نظامات عقلیہ پر مبنی ہیں۔ اُن کی ضعیف رائیں اُن میں خلل نہیں ڈال سکتیں اور اس کے اس کثرت سے حامی کار لوگ موجود ہیں جو اُس پر سے اعتراضات دفع کر سکتے ہیں اور قیامت تک دفع کرتے رہیں گے۔

الحمد للہ رب العالمین فقط

۴ رجب ۱۳۱۵ھ کو بعد ظہر یہ ترجمہ مترجم صاحب سے ختم ہوا۔

نقلہ خاکسار

محمد انعام اللہ عفی عنہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سائنس اور اسلام

حضرت مولانا قاری محمد طیب رح مہتمم دارالعلوم دیوبند کی وہ معرکتہ الآرا تقریر جو آپ نے انجمن اسلامی تاریخ وتمدن کے زیرِ اہتمام مسلم یونیورسٹی علی گڑھ میں کی۔ جس میں سائنس اور اسلام کا صحیح مفہوم اور حقیقت بیان کی گئی ہے اور ثابت کیا ہے کہ ارتقاء پسند انسانی عقل اور ہدایاتِ ربّانی کا سنگم صرف اسلام ہے۔

— ناشر —

اِدارۂ اِسلامیات ۱۹۰۔ انارکلی لاہور ۲

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرست مضامین

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۱	تقریظ : حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ	۵۶۸
۲	تقریظ : حضرت مولانا اعزاز علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ	۵۶۹
۳	تقریظ : جناب ڈاکٹر ذکی الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ	۵۷۱
۴	سائنس اور اسلام	۵۷۳
۵	تمہید	۵۷۴
۶	فن سائنس کا موضوع	۵۷۶
۷	عناصر کی قوتوں کا باہمی تفاوت اور اس کا اصولی معیار	۵۷۷
۸	عنصرِ خاک	۵۷۸
۹	عنصرِ آتش	۵۸۲
۱۰	عنصرِ آب	۵۸۳
۱۱	عنصرِ ہوا	۵۸۵
۱۲	جامع العناصر انسان اور اُسکی طاقت	۵۸۶
۱۳	عناصر میں انسانی تصرفات	۵۸۶
۱۴	عناصر میں انسانی ایجادات	۵۸۹
۱۵	انسانی طاقت و تسخیر کا راز اسکی روح میں مضمر ہے	۵۹۳
۱۶	روح انسانی کی لطافت اور حسّی نورانیت	۵۹۴
۱۷	روحِ انسانی کی معنوی لطافت و طاقت	۵۹۶
۱۸	صفاتِ روح سے الٰہیات پر استدلال	۵۹۸
۱۹	روح کی طاقتوں کا غلط استعمال	۶۰۱
۲۰	قوائے رُوح کے غلط استعمال کا نتیجہ حرمان و خسران ہے	۶۰۵
۲۱	روحانی طاقتوں کے محیّر العقول کارنامے	۶۰۷
۲۲	مادّی تصرّف کوئی حقیقی کمال نہیں	۶۰۹
۲۳	انسان میں محتاجگی اصل مادہ ہے	۶۱۱
۲۴	عناصرِ اربعہ کے اخلاق اور ان کی محتاجانہ خاصیتیں	۶۱۱
۲۵	مٹی اور اُس کے جبلّی اخلاق	۶۱۱
۲۶	آگ اور اُس کے جبلّی اخلاق	۶۱۳
۲۷	ہَوا اور اُس کے جبلّی اخلاق	۶۱۵

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۲۸	پانی اور اُس کے جبلّی اخلاق	۶۱۶
۲۹	رذائلِ نفس کے چار اصول	۶۱۶
۳۰	فضائلِ نفس کے چار اصول	۶۱۶
۳۱	اخلاق کا ظہور اعمال کے بغیر ممکن نہیں	۶۱۷
۳۲	مادّی اخلاق کا مظہر فعلِ امساک ہے	۶۱۷
۳۳	روحانی اخلاق کا مظہر فعلِ انفاق ہے	۶۱۸
۳۴	صدق سے غناء کس طرح حاصل ہو سکتا ہے	۶۱۹
۳۵	مادّیات سے استغناء ہی تعلق مع اللہ کی بنیاد ہے	۶۲۱
۳۶	تعلق مع اللہ کی قوت ہی سے روحانی عجائبات کا خوارق کا ظہور ہوتا ہے	۶۲۲
۳۷	سائنس محض یہ کبھی غناء پیدا نہیں کر سکتی	۶۲۳
۳۸ / ۳۸	سائنس اور اسلام میں وسیلہ و مقصود کی نسبت ہے	۶۲۴
۳۹	سائنس اور اسلام کی حقیقتوں کا ہم پر تقاضا کیا ہے؟	۶۲۶
۴۰	مادّیاتِ محضہ کی مضرتیں	۶۲۸
۴۱	طلباء یونیورسٹی کو خطابِ موعظت	۶۲۸
۴۲	مادّیات کی مضرتیں رفع کرنے کا طریقہ	۶۲۹
۴۳	یادِ حق اور اُس کا ابتدائی آسان طریقہ	۶۳۰
۴۴	صحبتِ صلحاء اور اہل اللہ سے رابطہ	۶۳۲
۴۵	خلاصۂ بحث	۶۳۲
۴۶	مباحثِ تقریر کا رابطہ حدیث زیبِ عنوان سے	۶۳۳
۴۷	مباحثِ حدیث کے لطیف نتائج	۶۳۶
۴۸	لطافتِ روح مذہبی بننے میں مضمر ہے	۶۳۶
۴۹	اسلام کی بنیادی حقیقت	۶۳۷
۵۰	سائنس کی جڑ بنیاد کیا ہے؟	۶۳۸
۵۱	ایک غلط فہمی کا ازالہ	۶۴۱
۵۲	طلبائے یونیورسٹی کے لئے مقامِ عبرت!	۶۴۳
۵۳	خاتمۂ کلام اور خلاصۂ نصیحت	۶۴۴

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تقریظ

از

حضرت علّامہ شبّیر احمد صاحب عثمانی رحمتہ اللہ علیہ

صدر مہتمم دار العلوم دیوبند

بسم اللہ الرحمن الرحیم

برادرِ محترم مولانا قاری محمد طیّب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند نے چند ماہ پیشتر مُسلم یونیورسٹی علی گڑھ میں ایک معرکۃ الآرا تقریر کی تھی جسے بعد میں منضبط کر کے ایک کتاب کی صورت میں مرتب کر دیا گیا اور اس کا نام "سائنس اور اسلام" رکھا گیا۔ چھپنے سے پہلے برادرِ ممدوح نے مجھے بھی اس کے مطالعہ کا موقع دیا۔ میں اس مضمون کے مطالعہ سے بے حد محظوظ و مسرور ہُوا اور دل سے مؤلف کے حق میں دُعا نکلی۔

یوں تو اس موضوع پر مختلف مذاق کے لوگ سینکڑوں مضامین لکھ چکے ہیں اور لکھتے رہیں گے لیکن یہ مضمون اپنی نوعیت میں نرالا ہے جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ صاحبِ مضمون حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم رحمۃ اللہ علیہ کی صرف نسبی اولاد ہی نہیں ان کے علمی وارث بھی ہیں۔ جدید تعلیم کے اس بڑے مرکز (علی گڑھ) میں صحیح اور موزوں تبلیغی خدمت کا جو گہرا اور خوشنما نقش آپ کی اس تقریر نے چھوڑا وہ مسلمانوں کے اصلاح کی ایک خوش آئند اور درخشاں علامت ہے۔ حق تعالٰے ہمارے نوتعلیم یافتہ بھائیوں کو بار بار اس طرح کے افادات سے استفادہ کی توفیق بخشے۔

شبّیر احمد عُثمانی

۲۳ ربیع الاول ۱۳۶۱ھ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تقریظ

از

حضرت مولانا محمد اعزاز علی صاحب سابق شیخ الادب و الفقہ

دار العلوم دیوبند

حامداً و مصلیاً و مسلماً - اما بعد - اس رسالہ کے اوراق اس مقبولِ عام تقریر کے حامل ہیں جو عالی جناب مولانا الحاج المولوی محمد طیب صاحب مہتمم دار العلوم نے "اسلام اور سائنس" کے خشک مگر ضروری عنوان پر بمقام علی گڑھ کالج اسٹریچی ہال میں فرمائی تھی۔ خالص علمی اور خشک عنوان پر تقریر اور ایسے شخص کی تقریر جس کو کتب عربیہ کے مطالعہ عربی طلباء کے ہجوم میں عربی الفاظ مصطلحات کی مزاولت سے فرصت ہی نہ ملتی ہو اور وہ بھی ایسے میں جہاں اس کے برعکس انگریزی زبان اور اس کے محاورات مادری زبان کے حکم میں آگئے ہوں، یقیناً اضداد کے اجتماع کے حکم میں تھی اور اگر ضب (سوسمار) اور نون (ماہی) کی ضدیت اور بُعد مکانی کا صحیح مشاہدہ ہوسکتا تھا تو یہاں ہونا چاہیئے تھا لیکن بیان کی سلاست، مضامین کے ارتباط اور دقائق علمیہ ظاہرانہ انداز سے روزمرہ کے محاورہ میں ادا کرنے نے ایسا سہل الحصول صعب بنا دیا ہے کہ اس کے شروع ہوجانے کے بعد ختم کلام سے پہلے سیری ہی نہیں ہوتی تھی۔

پھر یہی نہیں کہ صرف سائنس اور اسلام کے ہر ہر گوشہ پر مقرر ممدوح نے روشنی ڈال کر اس پتھریلے راستہ اور سنگلاخ زمین کو طریقۂ بیضاء بنا دیا بلکہ اس کے ساتھ بہت سے دوسرے معارف و دقائق علمی و اسلامی بھی نہایت سہولت کے ساتھ اہلِ بصیرت اور اربابِ نظر کے پیش نظر کر دیئے اور قابلِ تحسین یہ امر ہے کہ جس جگہ کوئی دقیقہ علمیہ ایسا سمجھانا ہو جس کو سمجھنے کے لئے علومِ قدیمہ سے واقفیت مصطلحات فنونیہ کا تداول شرط تھا یا فی الحقیقت اس میں مقرر کے لئے دلچسپی پیدا کر لینا ضروری تھا تاکہ اذہان میں نشاط پیدا ہو اس کو اگر ایک جگہ معمولی معمولی مثالیں دے کر کالشمس فی نصف النہار کر دیا تو دوسری جگہ ادیبانہ تشبیہات و استعارات لطائف و ظرائف سے مزین بنا کر ذہن نشین کر دیا۔ پس یقیناً یہ تقریر اگر ایک جانب

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حقائق اسلامیہ، معارف شرعیہ کا آئینہ ہے تو دوسری طرف ادبی دلچسپیوں کا ذخیرہ بھی ہے ؎

در کفے جام شریعت در کفِ سندانِ عشق !

ہر ہوسنا کے نداند جام و سندانِ باختن !

پس اگر یہ امر قابلِ تعجب نہیں کہ مشک ان دماغوں کو معطر کر دیتا ہے جو مالوف نہ ہو تو یہ بھی شایانِ تعجب نہیں کہ نزدیکانِ بے بصر کے علاوہ تمام قلوب اس تقریر سے مستفید ہوئے اور اگر یہ لائقِ حیرت نہیں کہ آفتاب افق مشرق سے طلوع کرنے کے بعد اپنے مقابل زمین کے ہر ہر گوشہ کو منور کر دیتا ہے تو یہ بھی موجبِ حیرت نہیں کہ اس تقریر نے مسئلہ مبحوث عنہا کے کسی گوشہ کو روشن کئے بغیر نہ چھوڑا۔ اور اگر یہ صحیح ہے کہ ٹھنڈا اور میٹھا غیر مکدر پانی پیاسوں کی پیاس کا اس طرح ازالہ کر دیتا ہے کہ ان کے رونگٹے رونگٹے سے تشنگی کی اذیت، یبوست کی تکلیف زائل ہو جاتی ہے تو پھر یہ بھی صحیح ہے کہ اس تقریر نے عنوانِ بالا سے متعلق تشنگانِ کمال کی تشنگی اسی دلچسپی کے ساتھ زائل کر دی جو پیاسے کو پانی سے ہوتی ہے۔ قاسمی فیضان کی وجہ سے میرے نزدیک تو یہ تقریر نہ قابلِ تعجب ہے اور نہ مقررِ ممدوح کی دوسری تقریریں یا تالیفات۔ اگر کسی ناواقف کو تعجب ہو تو وہ جانے اُس کا کام ؎

عجیب فی الزمان وما عجیب

اتی من آل سیاس عجیبا !

محمد اعزاز علی غفرلہ

www.KitaboSunnat.com

تقریظ

از

جناب ڈاکٹر محمد ذکی الدین صاحب شیخ الطبیعات مُسلم یونیورسٹی علی گڑھ

حضرت الحاج مولانا قاری محمد طیب صاحب کا نام مسلمانانِ ہند کے لئے محتاجِ تعارف نہیں آپ نے سائنس اور اسلام کے سے اہم موضوع پر ایک نہایت عالمانہ خطبہ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کی انجمن اسلامی تاریخ و تمدن کے سامنے فرمایا۔ اب وہی خطبہ شائع کیا جا رہا ہے تاکہ لوگ اس سے استفادہ کر سکیں۔

سائنس اور مذہب کی بحث اور فلسفہ اور مذہب کی بحث مدت سے چلی آتی ہے۔ سائنس اور مادیات کی وجہ سے مذہب کو (اسلام اور عیسائیت کو خاص طور پر) سخت نقصان پہنچا۔ ساتھ ساتھ علماء کی یہ کوشش رہی کہ ان نقصانات کی تلافی کی جائے۔ ڈریپر نے ایک کتاب سائنس اور مذہب کے عنوان سے لکھی ہے۔ اس کتاب میں اسلام اور سائنس کے متعلق مختلف سلسلہ میں ذکر کیا گیا ہے۔ علامہ جمال الدین افغانیؒ نے پیرس جا کر مشہور و معروف فلسفی رینان سے بحث کی اور یہ ثابت کر دیا کہ اسلام سائنس کی مخالفت نہیں کرتا۔ اس کے بعد وہ اس موضوع پر کئی مضامین بھی شائع کر چکے ہیں۔ ان کے بعد ان کے شاگرد علامہ محمد عبدہٗ اور علامہ رشید رضا نے مسلسل اس موضوع پر قلم اٹھایا۔

ہندوستان میں سرسید نے اسلام اور سائنس کے متعلق بہت کچھ لکھا۔ اسلامک ریویو میں خواجہ کمال الدین نے بہت سے مضامین شائع کئے۔ مولانا عبدالعلیم صدیقی اور دیگر علماء نے متعدد خطبات اور مضامین اس سلسلہ میں دیئے۔ علماء کی کوشش یہ تھی کہ یہ ثابت کیا جائے کہ (۱) سائنس اسلام کے مخالف نہیں (۲) جب مسلمان عروج پر تھے تو انہوں نے بہت سی سائنس کی ایجادات کیں جس سے یہ ثابت کیا گیا کہ سائنس اسلام کی مخالفت نہیں کرتا۔

مصر میں علامہ طنطاوی نے "تفسیر جواہر" ۲۲ جلدوں میں شائع کی ہے۔ اس میں اس بات کی کوشش کی گئی ہے کہ قرآن شریف کی آیتوں کا تعلق سائنس سے دکھایا جائے اور

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک حد تک اس میں علامہ موصوف کو کامیابی بھی ہوئی۔

پچھلی صدی میں یہ ایک شوق پیدا ہو گیا تھا کہ سائنس کے مختلف اصولوں اور نظریوں کو قرآن مجید کی آیتوں سے ثابت کیا جائے۔ اس سلسلہ میں ایک نہایت ہی فاش غلطی علماء سے سرزد ہوئی۔ وہ یہ کہ انہوں نے سائنس کے اصولوں اور نظریوں کو ابدی سمجھ لیا اور یہ بالکل بھول گئے کہ جوں جوں زمانہ ترقی کرتا جاتا ہے۔ سائنس کے نظریوں اور اصولوں کی خامیاں ظاہر ہوتی جاتی ہیں اور اس کی ضرورت محسوس ہوتی ہے کہ ان میں وقتاً فوقتاً زمانہ کی رفتار کے ساتھ ساتھ تبدیلیاں کی جائیں۔ ساتھ ساتھ ہمارا یہ دعویٰ بھی ہے کہ قرآن شریف خدا کا یہ پیغام ہے جو ہمیشہ کے لئے آیا ہے جو دو متضاد چیزیں ہیں۔

حضرت مولانا کا یہ فاضلانہ خطبہ آپ کے سامنے ہے۔ مجھے امید ہے کہ آپ اس سے پورے طور پر مستفید ہوں گے اور یہ خطبہ ہمارے ان نوجوانوں کے لئے جن کے دماغ میں سائنس اور الحاد مترادف ہے مشعلِ ہدایت ہو گا۔

زکی الدین

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سائنس اور اسلام

الحمد للہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ۔ اما بعد فقد قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لما خلق اللہ الارض جعلت تمید فخلق الجبال فقال بھا علیھا فعجبت الملٰئکۃ من شدۃ الجبال فقالوا یارب ھل من خلقک شیء اشد من الجبال قال نعم الحدید فقالوا یارب ھل من خلقک شیء اشد من الحدید قال نعم النار فقالوا یارب ھل من خلقک شیء اشد من النار قال نعم الماء فقالوا یارب ھل من خلقک شیء اشد من الماء قال نعم الریح فقالوا یارب ھل من خلقک شیء اشد من الریح قال نعم ابن اٰدم تصدق صدقۃ بیمینہ یخفیھا من شمالہ۔ (رواہ الترمذی)

(ترجمہ) "نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے زمین کو پیدا کیا تو وہ کانپنے اور ڈولنے لگی، تب اللہ تعالیٰ نے پہاڑوں کو پیدا کیا اور ان سے زمین پر جم جانے کے لئے فرمایا۔ ملائکہ نے پہاڑوں کی شدت وصلابت پر تعجب کیا اور کہنے لگے کہ اے پروردگار! تیری مخلوق میں کوئی چیز پہاڑوں سے بھی زیادہ سخت ہے؟ فرمایا۔ ہاں لوہا ہے۔ اس پر پھر ملائکہ نے عرض کیا کہ اے پروردگار! تیری مخلوق میں لوہے سے بھی کوئی چیز سخت ہے؟ فرمایا۔ ہاں آگ ہے۔ پھر عرض کرنے لگے کہ الٰہی! آپ کی مخلوق میں آگ سے بھی زیادہ کوئی چیز سخت ہے؟ فرمایا۔ ہاں پانی ہے۔ پھر انھوں نے عرض کیا کہ اے پروردگار! تیری مخلوق میں پانی سے بھی زیادہ کوئی چیز سخت ہے؟ فرمایا۔ ہاں ہوا ہے۔ تو پھر ملائکہ نے عرض کیا کہ اے پروردگار! تیری مخلوق میں ہوا سے بھی زیادہ کوئی چیز سخت ہے؟ فرمایا۔ ہاں آدم کی اولاد ہے جو دائیں ہاتھ سے اس طرح چھپا کر صدقہ کرے کہ بائیں ہاتھ کو بھی خبر نہ ہو۔"

(روایت کیا اس کو ترمذی نے)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تمہید

صدرِ محترم! بزرگانِ قوم و برادرانِ عزیز طلباء! مجھے اس وقت جس موضوع پر تقریر کرنے کی ہدایت کی گئی ہے اس کا عنوان "سائنس اور اسلام" ہے۔ مجھے جس طرح اس پر تعجب ہے کہ اس عظیم الشان اجتماع میں جس میں ایک مرکزی جگہ پر قوم کے منتخب فضلاء مختلف علوم و فنون کے ماہر اور مخصوص اربابِ کمال جمع ہیں۔ تقریر کے لئے مجھ جیسے بے بضاعت طالب علم اور ناکارۂ علم و عمل کا انتخاب کیا گیا۔ اسی طرح بلکہ اسے بھی بدرجہا زائد اس پر تعجب ہے کہ تقریروں کے اہم موضوعات میں سے اس اہم تر بلکہ مشکل ترین موضوع کو مجھ ناچیز کے سر پر عائد کیا گیا ہے۔ عنوان مذکور حقیقتاً ایک غیر معمولی عنوان ہے جس کے لئے معمولی قابلیت کافی نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ یہ عنوان "سائنس اور اسلام" اپنی لفظی حیثیت میں جس قدر سہل اور مختصر ہے اسی قدر اپنی معنوی وسعت اور دقت کے لحاظ سے طویل اور صعب ترین ہے۔ وجہ ظاہر ہے کہ یہ عنوان تین چیزوں پر مشتمل ہے، ایک سائنس، دوسرے اسلام، تیسرے ایک درمیانی عطف۔ اس لئے قدرتی طور پر اس کے ماتحت تین امور کی تشریح مقرر کے ذمہ عائد ہو جاتی ہے۔ ایک سائنس کا مفہوم اور اس کی حقیقت، دوسرے اسلام کا مفہوم اور اس کی حقیقت، تیسرے ان دونوں کی باہمی نسبت اور اس کا حاشیتین سے ارتباط اور پھر ایک چوتھی چیز ان تین سے خود بخود پیدا ہو جاتی ہے اور وہ ان تین امور کا مقتضی ہے۔ یعنی اگر سائنس اور اسلام اور ان کی درمیانی نسبت واضح ہو جائے تو یہ ایک واقعہ کا اثبات ہو گا۔ مگر ہر واقعہ محض ایک واقعہ کی حیثیت سے ایک افسانہ سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتا جب تک کہ اُس سے کوئی عمل کوئی حکم اور کوئی طلب نہ پیدا ہو۔ اس لئے چوتھا مقصد یہ ہو گا کہ ان تین ثابت شدہ حقائق کا ہم پر تقاضا کیا ہے اور یہ واقعات ہم سے کیا چاہتے ہیں۔ اس لئے اس تقریر کے موضوع سے تین مقصد پیدا ہو جاتے ہیں جن پر اس مضمون کی بنیاد ہو گی۔ سائنس اور اسلام کی حقیقت سائنس اور اسلام کی درمیانی نسبت اور اسلام اور سائنس سے پیدا شدہ موعظت۔ ظاہر ہے کہ یہ تینوں امور جسقدر اہم ہیں اسی قدر میری نسبت سے صعب اور مشکل ہیں کیونکہ اول تو اسلامی حقائق و مقاصد ہی پر سیر حاصل روشنی ڈالنا ایک بے مایہ طالب علم کے لئے یقیناً دشوار گزار

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے تاہم اگر اس حیثیت سے کہ مجھے علماء کی ایک مرکزی جماعت (علماء دار العلوم دیوبند) کی جوتیوں میں رہنے کا اتفاق ہوا ہے اور ہم القوم لا یشقی جلیسھم کے قاعدہ کے موافق میں کوئی ایک آدھ جملہ اسلام کے مقاصد کے متعلق کہہ بھی دوں تو بہر حال سائنس تو میرے لئے ہر صورت میں ایک نئی چیز اور اجنبی ہے۔ نہ میں اس کے اصول سے واقف ہوں نہ فروع سے باخبر اور نہ فنی حیثیت سے مجھے اس کے مبادی اور مقاصد سے کوئی تعارف حاصل ہے اور ظاہر ہے کہ جملہ کے اطراف میں سے اگر ایک طرف بھی گوشۂ چشم سے ایک طرف رہ جائے تو طرفین کی درمیانی نسبت پر روشنی ڈالنا کس قدر مشکل ہے؟ تاہم جب کہ ایک محترم جماعت کی طرف سے مجھے مامور کیا گیا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ من اللہ ایک طلب ہے اس لئے غیبی امداد کی توقع پر جرأت ہوتی ہے کہ عنوان زیر نظر پر اپنی بساط کے موافق کچھ کلام کروں اور سامعین سے اپنے اغلاط کے سلسلہ میں عفوو مسامحت کی درخواست کر کے امیدوار تسامح رہوں۔

حضرات! اس وقت جو حدیث میں نے تلاوت کی ہے وہ عنوان مذکورہ کی تینوں جہات پر انتہائی جامعیت کے ساتھ حاوی ہے اور اس میں میرے علم و فہم کی مطابق پہلے سائنس کی حقیقت پر اس طرح روشنی ڈالی گئی ہے کہ گویا اس کا مغز اور لب لباب کھول کر سامنے رکھ دیا گیا ہے۔ اس کے بعد اسلام کی اصلیت واشگاف فرمائی گئی اور پھر ان دونوں چیزوں کی باہمی نسبت اس انداز سے آشکارا کی گئی ہے جس سے یہ بھی واضح ہو جاتا ہے کہ ان میں مقصودیت کی شان کس کو حاصل ہے اور وسیلہ محض ہونے کی کس کو؟ اور پھر یہ کہ اس وسیلہ سے اس کے مقصود کو حاصل کرنے کا طریقہ کیا ہے؟ اور پھر حصولِ مقصد کے بعد اس کے کیا ثمرات مرتب ہوتے ہیں جن کی توقع پر تحصیل مطلوب کی سعی کی جائے۔

ہاں مگر حدیثی حقائق کھولنے سے پیشتر مناسب ہے کہ میں سائنس کا موضوع متعین کر دوں تاکہ اس پر انضباط کے ساتھ بحث کی جا سکے۔ مگر ساتھ ہی یہ بھی عرض کئے دیتا ہوں کہ فنِ سائنس کے موضوع کی تعیین فن کی حیثیت سے تو میری قدرت میں اس لئے نہیں کہ میں نے اس فن کی تعلیم نہیں پائی۔ البتہ اس کے مشہور اور زبان زد آثار کو سامنے رکھ کر اپنی ذہنی سعی سے سائنس کا جو کچھ موضوع متعین کر سکتا ہوں اُسی کو عرض کروں گا۔ مجھے اُمید ہے کہ اگر میں اُس میں غلطی کروں گا تو اس مرکز کے اہلِ فن اور سائنس دان استاد مجھے اس غلطی پر قائم نہ رہنے دیں گے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فنِ سائنس کا موضوع

حضرات! اس دورِ ترقی میں جب تمدنی ایجادات اور مادیات کے نئے نئے انکشافات کا چرچا ہوتا ہے تو بطورِ تکملہ سائنس کا ذکر بھی ساتھ ہی ساتھ ہوتا ہے۔ جب یہ کہا جاتا ہے کہ دورِ حاضر نے اپنی اعجازی کروٹ سے دنیا کو دیوانہ بنا دیا۔ مثلاً وسائلِ خبر رسانی کے سلسلہ میں ٹیلیفون اور ٹیلیگراف سے دنیا کو حیرت میں ڈال دیا۔ ریڈیو اور لاسلکی اور دوسرے ایسے ہی برقی آلات سے عالم کو مبہوت کر دیا تو ساتھ ساتھ سائنس کا ذکر بھی ہوتا ہے کہ یہ سب کچھ اسی کے سنہری آثار ہیں یا مثلاً وسائل نقل وحرکت کے سلسلہ میں جب ریل، موٹر، ہوائی جہاز اور دوسری بادپا سواریوں کا تذکرہ کیا جاتا ہے تو ساتھ ہی سائنس کا نام بھی لیا جاتا ہے کہ یہ سب کچھ اسی کا طفیل ہے۔ یا مثلاً صنائع وحِرف کے سلسلہ میں لوہے لکڑی کے خوشنما اور عجیب وغریب سامانِ تعمیرات کے نئے نئے ڈیزائن اور نمونے سیمنٹ اور اس کے ڈھلاؤ کی نئی نئی ترکیبیں اور انجینئرنگ کے نئے سے نئے اختراعات جب سامنے آتے ہیں تو سائنس کا نظر فریب چہرہ بھی سامنے کر دیا جاتا ہے کہ یہ سب اسی کے خم ابرو کی کارگزاریاں ہیں۔ اسی طرح نباتاتی لائن میں زراعتی ترقیات پھل پھول کی افزائش کے جدید طریقے اور نباتات کے نئے نئے آثار وخواص کے متعلق انکشافات کا نام جب لیا جاتا ہے تو وہیں سائنس کا نام بھی پورے احترام کے ساتھ زبانوں پر آجاتا ہے۔

اسی طرح حیوانی نفوس میں مختلف تاثیرات پہنچانے کے لئے ترقی یافتہ وسائل اور اپریشنوں کی عجیب وغریب پھرتیلی صورتیں کیمیاوی طریق پر فنِ دواسازی کی حیرت ناک ترقی، تحلیل وترکیب کی محیّر العقول تدبیریں بجلی کے ذریعہ معالجات کی صورتیں جب زبانوں پر آتی ہیں تو ساتھ ہی انتہائی وقعت کے ساتھ سائنس کا نام بھی زبان زد ہوتا ہے کہ یہ سب اسی کے درخشندہ آثار ہیں۔ اس سے میری ناقص عقل نے مجھے اس نتیجہ پر پہنچایا ہے کہ موضوعِ عمل موالید ثلاثہ جمادات، نباتات اور حیوانات کے دائرے سے باہر نہیں ہے۔ پھر چونکہ ان ہر سہ موالید کی ترکیب عناصرِ اربعہ، آگ پانی ہوا مٹی سے ہوتی ہے جو تقریباً ایک مسلمہ چیز ہے اور اس لئے اس پر کسی استدلال کے قائم کرنے کی ضرورت نہیں۔ اس لئے گویا سائنس کا موضوع بلحاظ حقیقت عناصرِ اربعہ ٹھہر جاتے ہیں۔ جن کی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خاصیت اور آثار کا علماً سمجھنا اور پھر کیمیاوی طریق پر ان کی تحلیل و ترکیب کے تجربات سے عملاً نئی نئی اشیاء کو پردۂ ظہور پر لاتے رہنا سائنس کا مخصوص دائرۂ علم و عمل ہو جاتا ہے۔ پس سائنس کی یہ تمام رنگ برنگ تعمیریں درحقیقت انہی چار ستونوں (عناصر اربعہ) پر کھڑی ہوئی ہیں۔ اس کے بعد اگر اس تفصیلی حقیقت کا مختصر عنوان میں خلاصہ کیا جائے تو یوں کہا جا سکتا ہے کہ سائنس کا موضوع "مادہ اور اس کے عوارض ذاتیہ" سے بحث کرنا ہے اور پس جو بھی مادیت میں زیادہ سے زیادہ منہمک رہ کر ان کے خواص و آثار سے کام لینے والا ثابت ہوگا وہی سب سے بڑا سائنسدان اور بہترین ماہر سائنس کہلائے جانے کا مستحق ہوگا۔ موضوع متعین ہو جانے کے بعد اب سائنس کے اس چو رنگ مادہ آگ، پانی مٹی، ہوا پر جس کا مرتب بیان حدیث زیب عنوان میں کیا گیا ہے۔ ایک ذرا سا غور فرمایئے تو محسوس ہوگا کہ ان چاروں عنصروں کے خواص و آثار اور ذاتی عوارض یکساں نہیں بلکہ کافی حد تک متفاوت ہیں اور نہ صرف عوارض و آثار میں ہی تفاوت ہے بلکہ خود ان کی جوہری طاقتیں بھی ایک درجہ کی نہیں ہیں۔

عناصر کی قوتوں کا باہمی تفاوت اور اس کا اصولی معیار

ان میں کوئی عنصر ضعیف ہے کوئی قوی، کوئی قوی تر ہے اور کوئی اقوی تر ہے اور پھر یہ قوت و ضعف کا تفاوت بھی بے جوڑ یا اتفاقی نہیں بلکہ معیاری ہے۔ وہ معیار یہ ہے کہ ان عناصر میں سے جس میں بھی لطافت بڑھتی گئی ہے اسی قدر اس کی طاقت بھی بڑھتی گئی ہے۔ اسی قدر طاقت ہی کے اندازہ سے اس میں غلبہ و تسلط اور اقتدار کی شان قائم ہوتی گئی ہے اور جس حد تک لطافت کم ہو کر کثافت کے لئے جگہ خالی کرتی گئی ہے اُسی قدر اس عنصر میں کمزوری آتی گئی ہے اور پھر کمزوری کی قدر اس میں بے بسی مغلوبیت اور ذلت و پستی بھی نمایاں ہوتی گئی ہے۔

راز اس کا یہ معلوم ہوتا ہے کہ لطافت ایک وصفِ کمال ہے جو کثافت کی ضد ہے اور ہر وجودی کمال کا مخزن حضرت واجب الوجود کی ذات بابرکات ہے اس لئے لطافتوں کا منبع بھی وہی ہے اور اسی قاعدہ سے بوجہ لطافت طاقتوں کا منبع بھی وہی ہے۔ چنانچہ اس کی بے انتہا لطافت کا عالم تو یہ ہے کہ آنکھوں سے اوجھل حواس و

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خیال کی حدود سے بالاتر اور ادراک و انکشاف کی حدبندیوں سے ورا الورا ہے۔ پھر اسکی بے انتہا طاقت کا کرشمہ یہ ہے کہ تمام جہانوں پر اپنی اور صرف اپنی شہنشاہی کا نظام محکم کئے ہوئے ہے اس لئے جس چیز میں بھی لطافت کا کوئی کرشمہ ہے وہ درحقیقت اسی کی ذات و صفات کا کوئی پرتو ہے جس کا اثر بقدر استعداد اس نے قبول کر لیا ہے اور جبکہ قبولِ اثر بغیر کسی مناسبت کے نہیں ہوتا۔ اس لئے یہ کہا جانا بعید از قیاس نہ ہوگا کہ ہر لطیف شئے کو بقدرِ لطافت حق تعالےٰ سے مناسبت ہے اور ظاہر ہے کہ جس حد تک بھی کسی چیز کو ذات بابرکات کے ساتھ قرب و تناسب قائم ہوگا وہ اسی قدر قوی، غالب اور با اقتدار بنتی جائے گی۔ ادھر کثائف کو اس کی ذات سے بے انتہا بُعد اور بیگانگی ہے کہ وہاں کثافت کا نشان نہیں۔ اس لئے جو چیز بھی بقدرِ کثافت اس لطیف و خبیر سے دور پڑتی جائے گی اسی وجہ سے پست، مغلوب اور ذلیل ہوتی جائے گی اور اس میں سے غلبہ و استیلا کی شان نکلتی جائے گی۔ بلکہ اسی طرح جس طرح پانی سے کوئی چیز قریب ہوجائے تو اس میں پانی کے آثار برودت و رقت وغیرہ سرایت کرتے چلے جائیں گے۔ آگ سے قریب ہوجائے تو حرارت و سخونت وغیرہ آثار راسخ ہوجائیں۔ مٹی سے قریب ہوجائے تو یبوست اور خشکی کے آثار گھر کر جائیں۔ اسی طرح جو چیز کسی وصف کے ذریعہ بھی ذاتِ بابرکات حق سے قرب و مناسبت پیدا کرے گی وہ اسی حد تک بقدرِ استعداد شئون ربانی اور صفاتِ کمالیہ کا مرکز و محور بنتی چلی جائے گی اور ضرور ہے کہ اس میں استیلاء و استغناء کا ظہور ہوا اور وہ قوی تر، غالب اور رفیع المنزلت ہوتی جائے۔ فرق اگر ہے تو یہ کہ حسیات میں قرب بھی حسی ہوتا ہے اور آثارِ قرب بھی محسوس طریق پر نمایاں نظر آتے ہیں۔ مگر اس کی بارگاہ رفیع میں جس کی رسائی نہیں۔ اس لئے اُس کا قرب بھی حسی ہونے کے بجائے وصفی ہے۔ یعنی جو چیز اخلاق و اوصاف کے لحاظ سے قرب و مناسبت کا درجہ حاصل کرلے گی وہی اس کے کمالات سے بقدرِ استعداد حصہ پانے لگے گی اور اسی حد تک غلبہ و تسلط اور استغناء و استیلا اُس کے حصہ میں آجائے گا۔

عنصرِ خاک

اس معیار کے ماتحت جب ہم عناصر اربعہ پر نظر ڈالتے ہیں تو سب سے زیادہ کثیف عنصر "مٹی" نظر آتا ہے، جس کا مخزن یہ زمین ہے۔ یہ خاک کا ڈھیر کثیف ہی نہیں بلکہ وہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کثافت آور بھی ہے۔ ساری چیزوں میں اگر کثافت و غلاظت آتی ہے تو اس مٹی ہی کی بدولت آتی ہے۔ آگ نے آج تک کسی چیز کو گندہ اور غلیظ نہیں کیا۔ یہ الگ بات ہے کہ آگ پر پکانے سے کسی چیز میں غلظت آجائے۔ سو یہ غلظت آگ میں سے نہیں آتی بلکہ آگ اس شئے کا جوہر لطیف کھینچ لیتی ہے جس سے اس کا اصل مادہ غلیظہ باقی رہ کر نمایاں ہو جاتا ہے اور شئے غلیظ معلوم ہونے لگتی ہے سو آگ اس میں کوئی چیز ڈالتی نہیں بلکہ اس سے کچھ نکال لیتی ہے۔ پس یہ غلظت آگ میں سے نکل کر نہیں آتی بلکہ خود اس شئے کی ذات میں اُٹھ کھڑی ہوتی ہے جبکہ آگ اس کا جوہر لطیف کھینچ لیتی ہے۔ اسی طرح پانی کسی چیز کو مکدر اور غلیظ نہیں بناتا بلکہ اس کی بدولت تو غلاظتیں اور کدورتیں صاف کی جاتی ہیں کہ اس کی اصلیت پاکی اور پاکبازی ہے۔

اسی طرح ہوا بھی کسی چیز کو مکدر اور گندہ نہیں کرتی۔ یہ الگ بات ہے کہ ہوا میں غیر محسوس طریقہ پر اجزاء ارضیہ ملے ہوئے چلے آئیں اور کسی شئے کو مکدر بنا دیں تو پھر یہ کدورت بھی زمین ہی کا فیض ہوگا نہ کہ ہوا کا۔ اس لئے انجام کار ساری کثافتوں کی جڑ یہ خاک دھول ہی بنتی ہے جس کو لطافت سے دُور کی بھی کوئی مناسبت نہیں اس لئے عام عناصر میں ان کی کوئی وقعت نہیں۔ آپ ساری ہی زمین کے اس طویل و عرض کرہ کو لے لیجئے اس میں بجز پامالی اور ذلت و مسکنت کے اور کوئی جوہر دکھائی نہ دے گا۔ یہ زمین رات دن روندی جاتی ہے مگر ذلت و پستی کا یہ عالم ہے کہ چوں تک نہیں کر سکتی، نہ اس میں ادراک ہے نہ احساس، نہ غلبہ ہے نہ اقتدار، اگر غلبہ ہے تو دوسرے تمام عناصر کا خود اسی پر ہے۔ گویا سارے ہی عناصر کا قدم اُس کے سر پر ہے اور ہر ایک عنصر کا یہ کھلونا ہے۔ ہوا اسے اُڑائے پھرتی ہے۔ پانی اسے بہائے پھرتا ہے آگ اسے جُھلسا رہتی ہے مگر یہ ذرا بھی زور نہیں دکھا سکتی کہ زور ہو تو دکھائے۔ طاقتیں تو اس کی کثافت مطلقہ نے سلب کر رکھی ہیں زور آئے تو کہاں سے آئے؟ پھر فقدانِ لطافت کا یہ عالم ہے کہ اس کا مادہ بھی کثیف اور صورت بھی کثیف۔ اسے کتنا ہی صیقل کرو مگر سطح پھر بھی کرکری ہی رہے گی نہ چکناہٹ قبول کرے گی نہ چمکاہٹ۔ پھر نہ صرف کثیف المادہ اور کثیف الصورت ہی ہے بلکہ کثیف الطبع بھی ہے۔ ایک ڈھیلے کو کتنا ہی زور سے اوپر پھینکو جب تک پھینکنے والے کا عارضی زور اس کے ساتھ رہے گا وہ اونچا ہوتا چلا جائے گا، لیکن جب اس کی اصلی حالت اور عرضی طبیعت عود کرے گی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تو پھر نیچے ہی آ پڑے گا۔ بہرحال جب کہ زمین کے مادہ صورت اور طبیعت میں کسی جہت سے بھی لطافت نہیں۔ گویا اُسے ذاتِ اقدس سے اِس وصف میں بُعدِ مطلق حاصل ہے تو ضعفِ مطلق اور ذلّتِ مطلقہ بھی اسی عنصر کے حصّہ میں آنی چاہیئے تھی۔ اس لئے قرآن کریم نے زمین کو ذلیل ہی نہیں بلکہ ذلول فرمایا ہے جو ذلّت کا مبالغہ ہے۔ ارشادِ ربّانی ہے:۔

هُوَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ ذَلُولًا فَامْشُوا فِي مَنَاكِبِهَا۔

ہاں اس زمین کا ایک جزو پہاڑ بھی ہیں جن کی مٹی یعنی ریت نے بہ نسبت غبار کے کچھ لطافت وستھرائی قبول کر کے کدورت و کثافت سے قدرے بُعد پیدا کر لیا تو اس کی شان اسی حد تک مٹی سے فائق ہو گئی۔ چنانچہ خشک ریت کو اگر جھاڑ دو تو بکھر جاتی ہے۔ پانی ڈالو تو کیچڑ نہیں بنتا۔ اس کے ذرّات کو دیکھو تو چمک بھی اُٹھتے ہیں۔ اس پر نظر ڈالو تو خاک کی بہ نسبت نظر فریب بھی ہے۔ حتیٰ کہ بعض اوقات اُس کی صاف سُتھری صُورت اور اُس کی آب و تاب دیکھ کر پانی اور دریا کا بھی شُبہ ہو جاتا ہے۔ غرض جس حد تک اس میں لطافت وسُتھرائی آئی تھی۔ اسی حد تک وہ بہ نسبت غبار کے عزیز الوجود بھی ہو گیا اس کی قدر و قیمت بھی بڑھ گئی اور پھر اس کی ترکیب سے اگر پتھر اور پتھروں کی ترکیب سے پہاڑ بنے تو اُن کی عظمت و شان اور قدر و قیمت زمین کی سطح سے کہیں دوبالا ہو گئی۔ چنانچہ مٹی کی نسبت سے پتھروں کی طاقت کا یہ عالم ہے کہ مٹی کے بڑے بڑے ڈھیلوں بلکہ مٹی کی پختہ سے پختہ اینٹوں کو ایک پتھر سے چکنا چُور کیا جا سکتا ہے لیکن مٹی کے تودے پتھروں کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ اگر پہاڑ کی کوئی چٹان زمین پر آگرے تو زمین دہل جاتی ہے اور دب جاتی ہے اور اس میں گہرا غار قائم ہو جاتا ہے۔ لیکن اس کے برخلاف مٹی کا منوں ڈھیر بھی اگر کسی سنگین چٹان پر آ پڑے تو اُسے اپنی جگہ سے ہلا بھی نہیں سکتا چہ جائیکہ اُسے شکستہ بنا لے۔ نہ وہ ہلتی ہے اور نہ اس میں غار پڑتا ہے۔ پھر انہی پتھروں میں بھی جوں جوں صفائی، ستھرائی اور جلا بڑھتی جاتی ہے ان کی قیمت اور جلا بڑھتی جاتی ہے۔ ان کی قیمت اور معنوی طاقت بھی ترقی کرتی جاتی ہے۔ سنگِ خارا عام پتھروں سے قیمتی، سنگِ مرمر اس سے زیادہ قیمتی، جواہرات اور لعل یاقوت اس سے زیادہ قیمتی، ہیرا اس سے زیادہ قیمتی۔ فرق ہے تو وہی لطافت و کثافت کا اور غلاظت و صفائی کا ہے۔ زمین کی سطح تو اس حد تک کثیف تھی کہ اسے کتنا ہی صیقل کر دلیکن ہاتھ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھیرنے سے کامل چکنا ہٹ کبھی محسوس نہیں ہوسکتی۔ لیکن پتھروں میں بوجہ لطافت مادہ یہ قابلیت ضرور ہے کہ اگر انہیں صیقل کر دو تو مسکہ کی طرح املس اور چکنے ہو جاتے ہیں۔ پھر بعض میں چمک پیدا ہو جاتی ہے اور بعض جھٹمٹا سا عکس بھی دکھلانے لگتے ہیں۔ پس پتھروں نے جس حد تک بھی صفائی قبول کی اسی حد تک ان میں شدت و قوت پیدا ہو گئی۔

بہر حال پہاڑ اور اُن کا مادہ بہ نسبت زمین اور اس کے غبار کے لطیف ہے اس لئے طاقتور بھی ہے اور زمین سے کہیں زیادہ شدت و صلابت اور قوت کا مالک ہے۔ پس وجہ شدت و قوت وہی لطافت و ستھرائی نکل آئی ہے۔ لیکن یہی پہاڑ اور اُن کے شدید القویٰ پتھر جن کی شدت کے سامنے زمین تھرتھرا بھی نہیں سکتی تھی اور پامال محض تھی اسی وقت تک شدید ہیں جب کہ زمین کی خاک دھول سے ان کا مقابلہ ہوتا رہے۔ لیکن اگر پہاڑوں کی ان شدید و مدید چٹانوں کا سامنا لوہے سے ہو جائے تو پھر ان کی یہ ساری سنگدلی ہَوا ہو جاتی ہے۔ لوہے کی ایک بالشت بھر کدال بڑی بڑی چٹانوں کا منٹوں میں فیصلہ کر دیتی ہے۔ وزنی پتھروں کو چکنا چور ہوتے دیر نہیں لگتی۔ ریل کی پٹڑیوں پر یہ دو طرفہ لاکھوں من پتھروں کے ڈھیر انہی پہاڑی پتھروں کے جگر پارے ہیں جو چھوٹی چھوٹی کدالوں کی برکت سے مٹی اور لائن دبانے کی خدمت پر لگا دیئے گئے اور اپنی بے انتہا رفعت سے گر کر اس بے انتہا پستی پر آئے تھے۔ ان پتھروں پر لوہے کی کدالیں اس طرح پڑتی ہیں جیسے ایک بے دست و پا قیدی کے سر پر کوڑے اور بید پڑتے ہیں کہ وہ کچھ نہیں کر سکتا۔ اس سے صاف واضح ہے کہ لوہا پتھروں سے زیادہ شدید اور طاقتور ہے کیوں؟ راز اس کا بھی وہی لطافت ہے۔ لوہے کے اجزاء نے خلقی طور پر پتھروں کے ریتے سے زیادہ صفائی اور ستھرائی قبول کی ہے اور اس میں مٹی تو کیا ریت جیسی بھی کثافت نہیں ہے۔ لوہے کا برادہ اُڑتا نہیں پھرتا کہ چیزوں کو آلودہ کر دے۔ ریتہ اگر پانی میں بھی پڑ جاتا ہے تو بہر حال اسے کسی نہ کسی حد تک مکدر کر دیتا ہے کہ آخر کار خاک ہی ہے مگر لوہے کے اجزاء اگر برادہ کر کے بھی پانی میں ڈال دیئے جائیں تب بھی اس کی جلا اور رقت و سیلان میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اگر لوہے پر پالش کر دی جائے تو چاندی کی طرح چمک اٹھتا ہے۔ بلکہ اُسے صیقل کر دو تو آئینہ بن جاتا ہے جو باریک سے باریک خدوخال تک کا عکس دکھلانے لگتا ہے۔ لیکن پتھر میں نہ ایسی پالش قبول کرنے کی استعداد ہے اور نہ وہ اس طرح کے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صیقل ہونے کی صلاحیت ہی اپنے اندر رکھتا ہے۔ پس اگر پتھر منجمد ہو کر اشیاء کی ذات کا سراپا کسی حد تک نمایاں کر سکتا تھا تو لوہا اس سراپا کی تمام باریک سے باریک خوبیاں بھی عیاں کر سکتا ہے اس لئے لوہے کی لطافت پتھروں سے کہیں زیادہ نکلی۔

بس اسی لطافت کی بنا پر لوہا تو پتھروں پر گراں اور طاقتور ہے اور پتھر اپنی کثافت کی بنا پر اس کے سامنے ذلیل و خوار ہے۔ بس بڑے سے بڑا پہاڑ بھی اپنی اس نمایاں عظمت و ہیبت کے باوجود ذرا سے لوہے کے سامنے اپنے عجز کو نہیں چھپا سکتا۔

عنصرِ آتش

لیکن یہی طاقتور لوہا جس کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں کا بڑے بڑے پہاڑوں نے لوہا مان رکھا ہے جب ہی تک طاقتور ہے جب تک کہ پتھروں کے سر پر ہے لیکن اگر اسی لوہے کو کہیں آگ چھو جائے یا لوہے کا بڑے سے بڑا ٹکڑا کسی لوہار کی بھٹی میں پہنچ جائے تو اس کا رنگ روپ متغیر اور چہرہ فق ہو جاتا ہے وہ اپنی صورت نوعیہ اور ذاتی خاصیت تک کو برقرار نہیں رکھ سکتا۔ آگ اس کے جگر تک میں گھس کر اسے ہم رنگ آتش بنا ڈالتی ہے۔ پھر اگر اس غریب لوہے کو آگ کی بھٹی سے تھوڑی دیر اور نہ چھڑایا جائے تو آگ اسے گلا کر پانی کی طرح بہا دیتی ہے اور اسکی شدت و صلابت کی کچھ بھی پیش نہیں جاتی۔ کوئی اب تو اس لوہے سے کہے کہ پہاڑ کی ایک چھوٹی سے چھوٹی ٹکڑی کا ہی سر کچل دے۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ آگ لوہے سے بھی زیادہ شدید اور طاقتور ہے غور کرو تو اس کا راز بھی وہی عقلی اور طبعی اصول ہے کہ آگ میں لوہے سے بھی زیادہ لطافت موجود ہے اور لوہا اس کے مقابلے میں کثیف ہے۔ لوہے میں اگر اتنی لطافت تھی کہ وہ باوجود پتھروں کی طرح کثیف المادہ ہونے کے عوارض کے سبب رقت و سیلان قبول کر لیتا تھا تو آگ اپنی ذات سے ہی کوئی ٹھوس جسم نہیں رکھتی جس میں کوئی چیز گھس نہ سکے۔ ادھر تو ہر چیز آگ کے جگر میں گھس سکتی ہے اور ادھر آگ بھی ہر چیز کے جگر تک میں سرایت کر جاتی ہے جس کی صلاحیت لوہے میں نہیں۔

پھر لوہا اگر کسی وقت چمک کر باہر سے نورانی شعاعیں قبول کر لیتا تھا تو آگ کی لطافت کا یہ عالم ہے کہ اس میں خود بخود شعاعیں پھوٹتی ہیں۔ یعنی لوہا دوسروں کی روشنی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قبول کرتا ہے اور آگ اپنی روشنی خود دوسروں پر ڈالتی ہے۔ خود بھی روشن ہے اور دوسری تاریک چیزوں کو بھی روشن کر سکتی ہے۔ پھر صیقل شدہ لطیف لوہا جسے آئینہ کہتے ہیں اس لطافتِ صورت کے باوجود پھر بھی اتنا ثقیم الجسم اور کثیف المادہ ہے کہ اگر اس پہ ہاتھ مارو تو اس کے متکاثف جسم سے ہاتھ ٹکرا کر واپس آجاتا ہے لیکن آگ کی جسمانی لطافت کا عالم یہ ہے کہ اس کے جسم میں سے ہاتھ آر پار نکل جاتا ہے اور پھر اس کا جسم بھی نہیں ٹوٹتا۔ پھر صیقل شدہ لوہا تو صرف عکس ہی قبول کرتا ہے لیکن آگ اصلی جسم ہی کو قبول کر لیتی ہے اور پھر بھی اس کے جسم میں پھٹن نہیں پائی جاتی اور وہ کسی دوسرے جسم کے تداخل سے مانع نہیں ہوتی اس لئے وہ لوہے سے زیادہ شدید اور زیادہ طاقت ور ہے بلکہ وہ اسی لطافت کی حد تک اس کا حلقۂ اثر بھی کثیف اشیاء کی نسبت وسیع ہوتا گیا ہے۔ پتھر اور لوہا جہاں رکھا ہوا ہے اتنی ہی جگہ اُس سے پُر ہو جاتی ہے اور اس حد سے باہر اس کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔ لیکن آگ جس مکان میں ہے اس سے باہر تک اُس کے اثراتِ نورانیت و حرارت پہنچتے ہیں اور اگر آگ اور اس کا مکان نگاہوں سے اوجھل بھی ہو تب بھی اُس کے پھیلنے والے آثار اس کے وجود کی خبریں دُور دُور تک پھیلاتے رہتے ہیں اس لئے آگ لوہے پر غالب ہے اور اُسے فناء کے گھاٹ اُتار ڈالتی ہے۔

عنصرِ آب

لیکن یہی دہکتی ہوئی آگ اور اس کا یہ کرّ و فر جب ہی قائم ہے جب تک اُس کے آس پاس کہیں پانی کا نشان نہ ہو۔ اگر پانی کے چند قطرات بھی اُس پر آگریں تو آگ کی چمک دمک اور یہ تعلّی و ترفع سرنیچا ہی نہیں کرتی بلکہ سب ختم ہو جاتی ہے۔ پانی اس کے وجود ہی کو نہیں چھوڑتا کہ وہ کچھ اُبھر سکے بلکہ جس لکڑی کو کچھ دیر آگ سے اپنی جان بچانا ہے وہ پانی کی چادر اوڑھ لے یا نمناک ہی ہو جائے۔ آگ چمک مار کر رہ جائے گی لیکن اس کی گیلی لکڑی پر کوئی بس نہ چلے گا۔

بہر حال جہاں پانی موجود ہو آگ کے پَر نہیں جم سکتے خواہ پانی آگ پر چھڑک دو یا آگ پانی میں گرا دو، آگ کی خیر نہیں رہتی۔ بڑے سے بڑا انگارہ پانی پہ گرا دو تو اس کے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گرتے ہی پانی اِدھر اُدھر ہٹ جائے گا اور پھر اچانک چاروں طرف سے سمٹ کر اس انگارے کو دبوچے گا تو وہ غریب رُوسیاہ ہو کر رہ جائے گا۔

غرض یہ اُس کے سامنے آئے یا وہ اس کا سامنا کرے ہر صورت میں پانی کی طاقت کے سامنے آگ کی شعلہ زنی کچھ کارگر نہیں ہوتی جس سے پانی کی شدت و طاقت آگ پر نمایاں ہو جاتی ہے۔ لیکن اس غلبہ و مغلوبیت کی رُوح یہاں بھی وہی اصول ہے جس کو ہم ابھی ذکر کر چکے ہیں۔ آگ اپنی لطافتِ جسم کے سبب کسی شئے کی ذات کو اپنے اندر کھپا لیتی تھی، لیکن اس کا چہرہ اتنا صاف نہ تھا کہ اشیاء کا عکس قبول کر سکے۔ مگر پانی عکس اور اصل دونوں کو اپنے اندر کھپا لیتا ہے کہ وہ فقط لطیف المادہ ہی نہیں بلکہ لطیف الصورت بھی ہے۔ یعنی کچھ ہی اس میں ڈال دو وہ چیز اس کے قعر اور جگر میں سما جائے گی۔ پھر اس رقّت و سیلان کے باوجود اس کا چہرہ یا سطح اس قدر صاف اور شفاف ہے کہ آئینہ کی طرح صورت بھی دکھلا سکتا ہے۔ پانی کی یہ صفت کہ ہر چیز اس کے آر پار نکل جاتی ہے گو آگ کو بھی میسر ہے لیکن پانی کا کمالِ لطافت یہ ہے کہ نگاہ تک بھی اس سے پار ہو جاتی ہے جو آگ میں ممکن نہیں۔ بس پانی لوہے کی تصویر کشی اور آگ کے عدمِ تکاثف دونوں کا جامع ہے اس لئے اس کی قوت بھی آگ اور لوہے کی قوت سے زیادہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ تو آگ اور لوہے دونوں کو ختم کر سکتا ہے لیکن یہ دونوں اس پر غالب نہیں آسکتے اور اسی لئے پانی کا حلقہ اثر بھی آگ سے زیادہ وسیع ہے۔ آگ کا اثر اگر اسے کسی بند اور محدود مکان میں روشن کیا جائے اسی مکان کی چہار دیواری تک محدود ہوگا لیکن پانی جس مکان میں مسدود ہے اُس سے باہر بھی دُور دور تک نمی اور رطوبت کے آثار پھیلے ہوئے ہوتے ہیں۔

شہروں کے ارد گرد تالاب اور نہریں ہوتی ہیں تو آب و ہوا ہی نہیں بلکہ لوگوں کے مزاج تک مرطوب ہو جاتے ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ یہ سب اس کی لطافت اور سرعتِ نفوذ کے کرشمے ہیں۔ لوہا اور آگ مسامات میں نہیں گھُستے لیکن پانی بوجہ لطافتِ خاص باریک سے باریک منفذ میں بھی گھر کر لیتا ہے اور جب کہ غلبہ و طاقت بقدرِ لطافت ہے تو پانی کی طاقت بھی بلاشبہ آگ سے کہیں بڑھ کر رہی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عنصرِ ہَوا

اب آگے چلو! یہی پانی جو آگ کا تہس نہس کر دیتا ہے ہَوا کے سامنے یہ مسکین بھی عاجز اور ناتواں ہے اور اس کی کچھ پیش بھی نہیں جاتی۔ وہ چلتی ہَوا میں اگر سکون سے رہنا چاہے تو نہیں رہ سکتا۔ ہَوا کے جھکڑ جب چلتے ہیں تو تالاب اور جھیلیں ہی نہیں بڑے بڑے سمندر تہہ و بالا ہو جاتے ہیں۔ پانی کی موجیں بلکہ فوجوں کی فوجیں ایک دوسرے پر گرتی پھرتی پڑتی ہیں۔ سمندر کے عظیم الشان کرّہ کو باہیں عظمت و ہیبت قرار نہیں ہوتا۔ ٹھہرا ہُوا پانی ہو تو ہَوا اُسے خشک کر دیتی ہے اور اُڑا ڈالتی ہے۔ اگر پانی کا کوئی مخزن و منبع نہ ہو جو اس کی مدد کرے تو پانی کا وجود ہی باقی نہیں رہتا۔ اس سے معلوم ہُوا کہ ہَوا پانی پر بھی غالب اور حکمران ہے وجہ وہی اصول ہے کہ ہَوا سب عناصر سے بڑھ کر لطیف و شفاف ہے۔ چنانچہ اس کی جسمانی لطافت کا تو یہ عالم ہے کہ نگاہ جیسی لطیف چیز بھی اس کی لطافت کے سامنے لطیف ہے جو اس پر جم ہی نہیں سکتی اور ہَوا کو دیکھ نہیں سکتی۔ بدن کو لگ کر گو ہَوا محسوس ہو جائے جس سے اس کے جسم ہونے کا انکار نہیں کیا جا سکتا لیکن اور کوئی لطیف سے لطیف حاسہ حتیٰ کہ تا بہ نگاہ بھی جو الطف ترین اجسام ہے نہ اس میں نفوذ کر سکتا ہے نہ اُس کا ادراک ہی کر سکتا ہے۔ اسی طرح ہَوا اپنی شدتِ لطافت کے سبب رنگ و رُوپ کو بھی قبول نہیں کرتی کہ یہ چیزیں بہرحال نگاہ و بصر ہی سے متعلق ہیں اور وہ بصر ہی کو قبول نہیں کرتی تو محسوسات بصر تک کیا نوبت پہنچ سکتی ہے۔ ہاں آواز اور خوشبو جیسی لطیف اشیاء جن کی نہ کوئی حِسّی شکل ہے نہ ہیئت ہَوا سے ساز کر لیتی ہے اور اپنی لطافت کی بدولت ہَوا میں سما جاتی ہے جنہیں ہَوا قبول کر کے اِدھر سے اُدھر منتقل کر دیتی ہے۔ پھر اثر کا یہ عالم ہے کہ فوق و تحت کے گوشہ گوشہ میں اور ایک ایک منفذ میں موجود جہاں آگ کی روشنی اور پانی کی نمی نہیں پہنچ سکتی، وہاں ہَوا قائم اور دائم ہے۔ ذرا بھی کہیں خلا، پیدا ہو جائے تو ہَوا کو آتے دیر نہیں لگتی۔ پانی کو بھی لاؤ تو نالی بناؤ، نشیب پیدا کرو اور پھر بھی اس کی نقل و حرکت میں تدریج لیکن ہَوا کو نہ نشیب کی ضرورت نہ فراز کی، جگہ ہوئی اور وہ دفعتہً آئی گویا پہلے سے موجود تھی۔ غرض ہَوا لطیف تر تھی تو قوی تر اور غالب بھی ہوئی جو تمام عناصر پر حکمران اور سب سے بالا و فوق اور پھر سب میں جاری و ساری ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جامع العناصر انسان اور اس کی طاقت

لیکن اگر ان سارے عناصر اور اُن کے تینوں موالید اور موالید کی بھی بے انتہا شاخوں کو ایک طرف رکھ کر تنہا انسان کو ایک طرف رکھو تو نظر آتا ہے کہ انسان ان سب سے ہی زیادہ اشدّا قویٰ اور ان پر غالب و متصرف ہے۔ یہ سب عناصر اپنی کارگزاری میں اس کے محتاج اور اس سے مغلوب ہیں لیکن وہ ان میں سے کسی کے زیرِ تصرف اور کسی سے مغلوب نہیں کیونکہ اوّلاً تو :-

(۱) عناصر کی باہمی اور نسبتی طاقت جو ایک دوسرے کے مقابل آنے سے کھلتی ہے، اپنے جزئیاتی ظہور میں انسان کی محتاج ہے۔ لوہا خود بخود پتھروں کو کچلتا نہیں پھرتا۔ آگ جگہ جگہ لوہے کو خود گرماتی اور پگھلاتی نہیں پھرتی۔ پانی خود بخود آگ بجھاتے نہیں جاتا۔ ہوا کی یہ جزوی منصادم حرکات خود بخود نہیں ہو جاتیں بلکہ انسان کے کئے ہوتی ہیں۔ وہی کدالیں بناتا ہے اور پتھر توڑتا ہے۔ وہی بھٹیاں بناتا ہے اور لوہے کو تپاتا ہے۔ وہی مشکیزے اور ظروف میں پانی لاتا ہے اور چولھے ٹھنڈے کرتا ہے وہی ہوا کو قید کرتا ہے اور سیالات کو اُڑاتا ہے۔ پس عناصر کی یہ متغلبانہ کارفرمائی بہت حد تک انسانی افعال کی دستِ نگر ہے۔ اگر انسان ان میں دخل نہ دے تو عناصر اربعہ اپنے اپنے خزانوں میں پڑے ہوئے جیسے چاہیں اینٹھتے رہیں لیکن میدانِ مقابلہ میں پہنچ کر اُن جزوی افعال میں اپنا تغلب نہیں دکھلا سکتے۔ پس جس پر کسی غالب کا غلبہ موقوف ہو اور جس پر کسی قوی کی فتح و نصرت معلق ہو ظاہر ہے کہ وہ ان سب پر غالب ہوگا اور اس کی اشدیت کی یہی سب سے بڑی دلیل ہوگی۔

عناصر میں انسانی تصرفات

(۲) پھر یہی نہیں کہ انسان ان کی باہمی نسبت کھول دینے ہی کا ایک ذریعہ ہے نہیں بلکہ ان کی یہ تمام طاقتیں بھی اس کے پنجۂ تصرف و تسخیر میں قید ہیں۔ زمین کا قلب و جگر چاک کر دیا۔ کنوئیں بنائے راستے بنائے، تہہ خانے تیار کئے۔ ارضی معدنیات، سُرمہ، ہڑتال، سونا چاندی اور پیتل وغیرہ کے خزانے اس سے چھین لئے، پہاڑوں کو تراش کر تہہ بہ تہہ مکانات بنائے۔ پہاڑوں کی ٹھنڈی اور برفانی چوٹیوں کو جہاں درندوں کو بھی پناہ نہ ملتی تھی اپنی بستی بنا کر ان میں راستے نکالے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اُنہیں بر ما کر اُن میں سرنگیں بنائیں، اُن میں اپنی سواریاں دوڑائیں وَتَنۡحِتُوۡنَ مِنَ الۡجِبَالِ بُیُوۡتًا۔ زمین کے خزائن و دفائن کا راز فاش کر کے اثقالِ زمین کو عالم آشکارا کر دیا اور زمین اور اسکے اجزا سے برابر چاکروں اور غلاموں کی سی خدمت لے رہا ہے۔

پانی کو لو تو زمین کی تہہ میں سے اُسے کھوج نکالا۔ کنوئیں کھود کر ڈول رسی کے جال سے اُسے پکڑا۔ نل لگا کر سینکڑوں فٹ نیچے سے اوپر کھینچ نکالا۔ دریاؤں کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے۔ نہروں اور نالیوں میں بہا کر کھیت سیراب کئے۔ مکانات ٹھنڈے کئے، پی کر کلیجے ٹھنڈے کئے۔ جمنا اور گنگا جگہ جگہ ماری پھرتی ہے۔ اُسے واٹر ورکس کے ذریعہ گھر گھر رسوا کیا۔ وہ مائی بھی تو جگہ جگہ اس بچّہ نے اس سے گو مُوت دھلوا کر چھوڑا۔ پانی جیسا آزاد عنصر ٹینکیوں میں قید نلوں میں بند اور نکلنے میں براسکاگ کی حرکت کا محتاج۔ یہ سب اس انسان کی تسخیر کا نتیجہ ہے۔ وہ غریب اپنے طبعی میلان سے نیچے کو جاتا ہے۔ یہ اُسے بیس بیس منزلہ مکانوں میں اوپر چڑھا لے جاتا ہے اور پھر وہاں سے ٹپک دیتا ہے کبھی برف بنا کے اُسے جما دیا، کبھی بھاپ بنا کر اُڑا دیا، کبھی آگ دکھا کر گرما دیا۔ غرض وہی پانی جس سے آگ جیسا قوی عنصر بھی پناہ مانگتا تھا، انسان کے سامنے ایسا بے بس اور بے یار و مددگار ہے کہ اُسے سنبھلنے کا بھی موقع نہیں ملتا۔

پانیوں کا سب سے بڑا گھر اور ابو المیاہ سمندر اعظم کہ جس کی بے پناہ عظمت سے ڈر کر دنیا کا ربع مسکون گویا ایک طرف پڑا ہُوا ہے اور جس کی کوہ پیکر موجوں کا لگاتار سلسلہ خشکی کے کناروں پر اس طرح حملہ آور محسوس ہوتا ہے کہ گویا ابھی کرۂ زمین کو نگل جائے گا۔ بایں ہیبت و عظمت بھی انسانی دستبرد سے نہ بچ سکا۔ انسان نے سمندروں کے جگر چیر ڈالے۔ اس میں جہاز چلائے، تار دوڑائے، آبدوز کشتیوں سے اُس کی گہرائیوں پر قبضہ کیا۔ اس کے مدفون موتیوں کے خزانے اُگلوائے۔ اُس کی تہہ کی چھپی ہوئی چیزوں بازاروں میں رسوا ہو رہی ہیں۔ خود سمندر کے نمکین پانی کو بھی تحلیل کر ڈالا۔ اس کا نمک الگ کر دیا اور رطوبت الگ، گویا پانی کا خون تک پی گیا اور پھر اس کے سب نکلے الگ کر دیئے۔ غرض یہ قوی تر پانی زمین کی تہہ میں جا کر چھپتا ہے تو اُسے پناہ نہیں۔ پہاڑوں کے دامن میں پناہ لیتا ہے تو اس کو رستگاری نہیں۔ مجبور بھی ہے اور قید بھی۔ پھر ذلیل سے ذلیل خدمتیں اس سے لی جا رہی ہیں، نجاستوں کا دھونا، ظروف صاف کرنا، مَیلے کپڑے پاک کرنا وغیرہ اس کے سر ہیں جس سے اندازہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرلیا جائے کہ انسانی طاقت نے کس درجہ اس لطیف عنصر کو اپنا غلام اور پابند قیدی بنا لیا ہے۔ آگ جیسے خونخوار عنصر کو دیکھو تو وہ انسان کے سامنے ایک خاک رغلام کی طرح مجبور ہے۔ وہ لوہے اور پتھروں میں جا کر چھپتی ہے تو انسان لوہے اور پتھر کو ٹکرا کر آگ کی مخفی چنگاریاں کھینچ لیتا ہے۔ وہ آفتاب میں جا کر چھپتی ہے انسان نے آتشی شیشوں کے ذریعہ اُسے گرفتار کیا اور پھر جب خود اُسے چھپانے اور قید کرنے پر آیا تو ایک ذرا دیا سلائی کے سرے پر رتی برابر مسالح میں قید کر دیا۔ جب چاہا دیا سلائی کا سرا رگڑا اور اس قیدی کو نکال باہر کیا۔ گویا وہ آگ جو سر نیچا ہی نہ کرتی تھی انسان کے سامنے تنکے چننے لگی اور اس کی وہ رفعت و تعلّی خاک میں مل گئی۔ کہیں چولھوں میں انسان کی خدمت کر رہی ہے کہیں انگیٹھیوں میں محبوس ہے۔ کہیں اس کا تزکیۂ نفس کیا تو آگ کا گیس بنا دیا جس کا دھواں اور دخان سب رخصت ہو گیا۔ غرض آگ کا عنصر بھی انسان کے ہاتھوں میں ایک کھلونا ہے کہ جب چاہا اور جس طرح چاہا اُلٹ پلٹ کر دیا جسے کسی حالت میں بھی چین نہیں۔

ہَوا بہت زیادہ لطیف اور مخفی تھی جس پر انسان کی نگاہ تک فتح نہ پا سکی تھی، مگر اس کی یہ پردہ نشینی بھی انسان کی زد سے اُسے نہ بچا سکی اور اس اُڑتے ہوئے پرندہ کو بھی انسان کے ہاتھ میں کھلونا ہی بننا پڑا۔ ہوائی فضا رمیں انسانوں کے جہاز اُڑ رہے ہیں اور ہَوا اپنے کندھوں پر انہیں سوار کئے پھر رہی ہے۔ ہَوا ایک ہے انسان کا ایک ہوائی گھوڑا ہے جس پر بے لگام اُس نے سواری کس رکھی ہے۔

انسان کی خبر رسانی کی خدمت پر ہُوا مجبور ہے۔ مشرق سے مغرب تک انسان کے افسانے دوڑ رہے ہیں اور ہَوا اپنی مخفی طاقتوں سے اُنہیں لئے پھر رہی ہے۔ گویا انسان کی ایک چھٹی رساں ہے جو بلا اُجرت غلامی کر رہی ہے۔ ادھر برقی پنکھوں کو حرکت میں لانے کے لئے ہُوا ناچ رہی ہے تاکہ انسان کا پسینہ خشک کرنے کی خدمت انجام دے۔ غرض خدمت گزاری کے فرائض میں چاکروں کی مانند مصروف ہے اور چون وچرا نہیں کر سکتی۔ پھر انسان اُسے قید کرنے میں اُترا تو موٹروں کے پہیوں میں وہ بند، سائیکلوں کے ٹائروں میں وہ قید، برتنوں میں وہ گرفتار، اور ربڑ کی گیندوں میں وہ محبوس۔

غرض یہ نادیدہ طاقت جس نے سمندروں کو تہہ و بالا کر رکھا تھا پھنسی تو ایسی پھنسی کہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انسان کے ہاتھ میں ایک قیدیٔ محض بن کر رہ گئی جس کا کوئی پرسانِ حال نہیں ۔

عناصر میں انسانی ایجادات

(۳) پھر اس ظالم انسان کو اسی پر قناعت نہیں کہ عناصر کو باقی رکھ کر ہی ان سے کام لیتا رہے۔ نہیں اپنی ایجاد پسندی کے جذبہ میں انہیں فنا کر کر کے اور انہیں باہم لڑا لڑا کر بھی ان سے نئی نئی چیزیں عالم آشکارا کرتا رہتا ہے تاکہ کائنات کے دوسرے مدفون خزانوں سے بھی اپنی غلامی کرائے۔ آگ پانی کے درمیان لوہے کا پردہ حائل کر کے آگ کو دھونکا دیا۔ آگ تو جوش میں پانی کو اڑا دینا چاہتی ہے اور پانی کھول کھول کر آگ کو ٹھنڈا کر دینا چاہتا ہے۔ دونوں اپنی جگہ غیظ و قیظ میں ہیں اور انسان ان کے جوش و خروش سے اسٹیم کی طاقت پیدا کر کے انجن اور مشینیں چلا رہا ہے۔ لاکھوں ٹن لوہا اس بھاپ کی مخفی طاقت پر ناچ کر رہا ہے۔ مِل چل رہے ہیں مشینیں گھوم رہی ہیں۔ انجنوں میں کوئلہ کی کانیں پھنک رہی ہیں۔ مشینوں میں غلہ اور زمین کی پیداوار پس رہی ہے۔ گویا ساری کائنات کچلی جا رہی ہے۔ کٹ رہی ہے، مٹ رہی ہے مگر اُف نہیں کر سکتی کہ انسان کا بچہ مشین کی کل دبائے کھڑا ہے جس کی ایک انگلی کی حرکت سے عناصرِ اربعہ اور موالیدِ ثلاثہ پہ یہ طوفان بپا ہو رہے ہیں ۔

پھر پانی کو پانی سے ٹکرایا اور برق پیدا کر لی گویا پانی میں آگ لگا دی۔ پھر وہ بجلی جو سیکنڈوں میں اقلیموں کی خبر لیتی اور آسمان و زمین ایک کر ڈالتی ہے اسے تلبنے اور جست کے ایک پتلے سے تار میں اس طرح باندھ رکھا ہے کہ وہ بایں زور و طاقت اس گرفت سے باہر نہیں جا سکتی۔ ایک ذرا سی پیتل کی گھنڈی جسے سوئچ کہتے ہیں اس کا قفل ہے، اسے نیچے کو ہلا دو تو بجلی آموجود اور اوپر کو اٹھا دو تو غائب۔ گویا برق رو کی ایک عظیم الشان فوج ایک دبلے پتلے سپاہی کی قید میں گرفتار ہے اور وہ پوری فوج اس کا کچھ بگاڑ نہیں سکتی۔ پھر یہ مصنوعی بجلی ہی نہیں آسمانی بجلی کی گرفتاری کے لئے بھی انسان ہتھکڑیاں اور بیڑیاں لئے تیار ہے۔ بڑی بڑی بلڈنگوں پر چیٹے تار چڑھائے ہوئے ہیں کہ اگر یہ جہاں سوز بجلی عمارت پر آپڑتی ہے تو یہی معمولی سا تار اسے الجھا دیتا ہے اور وہ عمارت کو ذرہ برابر آنکھ محض دکھا نہیں سکتی بلکہ اس تار میں غلطاں پیچاں ہو کر رہ جاتی ہے ۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پٹرول جیسی سیال اور بہتی چیزیں آگ لگادی۔ آگ اور تیل لڑ رہے ہیں جس سے گیس پیدا ہو رہا ہے اور حضرتِ انسان کی موٹر چل رہی ہے اور ہوائی جہاز اُڑ رہے ہیں۔ غرض ساری کائنات کا ناک میں دَم ہے۔ ایک مُشتِ استخواں سے کائنات کا ذرّہ ذرّہ عاجز ہے۔ عناصر نے باہم اپنی طاقتوں کے کیا جوہر دکھلائے تھے جو اس مجموعۂ عناصر نے کر دکھایا۔ بحر و بر اور خشکی و تری کی ساری ہی کائنات اس ظالم انسان کی بدولت ایک مصیبت میں گرفتار ہے کہ اسے کسی وقت چَین نہیں اور انسان ہے کہ رات دن ان عناصر کے اُلٹ پھیر میں انتھک طریق پر لگا ہُوا ہے جس سے ساری کائنات کا دم بند ہے اور سارے ہی جماد و حیوان قید و غلامی میں مقیّد ہیں۔

مثل مشہور ہے کہ ایک شیر نے اپنے خورد سالہ بچہ کو نصیحت کی تھی کہ انسان سے بچتے رہنا یہ بڑی چیز ہے۔ وہ انسان کے شوقِ دید میں تھا۔ کچھ شعور پاکر انسان کے تلاش میں نکلا کہ دیکھوں آخر یہ ہے کیا بلا جس سے سلاطینِ صحرا بھی اپنے دار السلطنت میں بیٹھ کر کپکپاتے ہیں۔ چلا تو پہلے اتفاق سے گھوڑے پر نظر پڑی جس کی جسامت اور پھُرتی و چالاکی کو دیکھ کر اسے شُبہ ہُوا کہ شاید یہ ہی انسان ہے پوچھا تو گھوڑے نے کہا کہ مجھ بے چارے کی کیا مجال ہے کہ مَیں انسان کے سامنے ٹھہر سکوں۔ چوبیس گھنٹے گلے میں رسّی پیروں میں بیڑیاں اور اصطبل کا جیل ہے اور جب حضرتِ انسان کا جی چاہا تو میری پیٹھ پر سوار منہ میں لگام اور اوپر سے تڑا تڑ کوڑوں کی مار جیسی مجھ پر گزرتی ہے مَیں ہی جانتا ہوں۔

شیر کا بچہ سہم گیا کہ یا اللہ کیا بلا ہے انسان کہ عناصر ہی نہیں موالید بھی گرفتارِ بلا ہیں۔ آگے بڑھا تو اونٹ نظر پڑا جو گھوڑے سے دوگنا اور عجیب الخلقت تھا۔ اُسے یقین آگیا کہ ہو نہ ہو یہی انسان ہے کہ یہ گھوڑے سے بھی چار ہاتھ اونچا ہے۔ اس سے دریافت کیا تو اسے بھی انسان کی دوہائی دیتے ہوئے سنا۔ وہ بولا کہ میرے اس قد و قامت پر نہ جاؤ۔ انسان نے بایں جسامت و قامت میرا ناطقہ بند کر رکھا ہے۔ مَیں کیا سینکڑوں مجھ جیسے میرے بھائی بند۔ صرف ایک نکیل میں گرفتار اور ایک خورد سال بچہ ہمیں جنگل در جنگل لئے پھرتا ہے۔ منوں بوجھ کمر پر ہے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہم بلبلاتے ہیں مگر شنوائی نہیں۔ انسانوں کے لئے ہماری گردنیں سیڑھیاں ہیں جب چاہتا ہے کمر پر دھرا جاتا ہے۔ پھر ایک نہیں دو نہیں، تین تین آدمی لد کر جاتے ہیں اور نہ صرف خود لدتے ہیں بلکہ بڑے بڑے پلنگ ہماری کمروں پر کس کر براجمان ہوتے ہیں۔ ہم چپ چاپ کان دبائے منزلیں قطع کرتے رہتے ہیں، راتوں چلتے ہیں اور دنوں کو بلبلاتے ہیں۔ مگر کوئی مخلص نہیں نکلتا۔

غرض ہماری یہ ساری مصیبت و غلامی صرف اسی انسان کی بدولت ہے۔ بھلا ہم انسان تو کیا ہوتے، ہم تو اس کا نام بھی بے خوف ہو کر نہیں لے سکتے۔

شیر کا بچہ اور بھی زیادہ حراساں ہوا کہ خدا جانے انسان کیسے ڈیل ڈول کی چیز ہوگی جس سے ایسے عظیم الخلقت جانور پناہ مانگ رہے ہیں۔ آگے بڑھا تو اتفاق سے ہاتھی پر نظر پڑ گئی جو ایک عظیم الشان بلڈنگ کی طرح سامنے سے آتا ہوا نظر پڑا۔ جس کی عمارت چار بڑے بڑے ستونوں پر کھڑی ہوئی تھی اسے یقین محکم ہو گیا کہ یہ بالضرور انسان ہے اور یہی ایسی ہستی ہے جو اونٹوں اور گھوڑوں پر غالب آسکتی ہے اُس نے ڈرتے ڈرتے ہاتھی سے کہا کہ غالبًا جناب ہی کا نام نامی انسان ہے؟

ہاتھی نے نہایت حیرت سے بچہ شیر کو دیکھا اور کہا کہ بیٹا تم ناسمجھ ہو کس بُری بلا کا نام لے رہے ہو۔ مجھے لمبے ڈول کی جو گت اس ظالم انسان نے بنائی ہے خدا دشمن کو بھی نہ دکھائے۔ گھوڑے کے منہ میں لگام تو دے دیتا ہے اونٹ کی ناک میں نکیل تو پہنا دیتا ہے لیکن مجھ پر تو بے ڈھانٹی سوار ہوتا ہے۔ لگام میرے نہیں نکیل میرے نہیں، مگر پھر بھی میں ایسا گرفتار اور مجبور محض ہوں کہ اس ظالم کے آگے چوں تک نہیں کر سکتا۔ ہر وقت میری گردن پر سوار لوہے کا آنکس ہاتھ میں، ذرا چوں کروں تو سر پر اتنے پڑتے ہیں کہ کھایا پیا بھول جاتا ہے۔ میری کیا مجال ہے کہ انسان کے سامنے اُف بھی کر سکوں۔ میں آپ کو نصیحت کرتا ہوں کہ اپنے باپ کی وصیت پر عمل پیرا رہیں اور اپنی جنگل کی بادشاہت کی حُرمت کو قائم رکھیں۔ اس انسان کے قریب بھی نہ پھٹکیں۔ ورنہ یہ شاہزادگی ساری کرکری ہو جائے گی اور پھر کوئی فریاد کو بھی نہ پہنچے گا۔

شیر کا بچہ حیران تھا کہ انسان آخر کس تن و توش کا ہو گا جس کے غلبہ و تسلط کا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چار دانگ عالم میں یہ شہرہ اور شور نشور برپا ہے۔ آخر کار اس نے بے نیل و مرام واپسی کا قصد کر لیا۔ لَوٹ رہا تھا کہ ایک بن میں ایک بڑھئی کے بچہ کو دیکھا کہ وہ ایک بڑے شہتیر کو آرے سے چیر رہا ہے اور جتنا چیر چکا ہے اُس میں ایک کھونٹی گاڑ رکھی ہے بچۂ شیر کا التفات بھی نہیں ہو سکتا تھا کہ یہی انسان ہے۔ لیکن پتہ لینے کے لئے اس سے سوال کیا کہ جناب انسان سے واقف ہیں؟ اُس نے کہا کہ آپ کو کیا کام ہے؟ کہا کہ میں اس کے درشن کرنا چاہتا ہوں۔ اس نے کہا بندہ ہی انسان کہلاتا ہے۔ شیر نے حقارت و تعجب سے دیکھ کر کہا۔ ارے کیا تو ہی وہ انسان ہے جس سے شیر، گھوڑا اور اونٹ سب لرزتے ہیں؟ اُس نے کہا جی ہاں واقعہ تو یہی ہے۔ بچۂ شیر نے کہا کہ او دُشمن تُو ہے کیا مال؟ تیرا کام تو مَیں ابھی اپنے ایک طمانچہ سے ختم کئے دیتا ہوں۔ بڑے ہی بے وقوف میرے آباؤ اجداد تھے جو تجھ سے کانپتے رہے اور بڑے احمق وہ تھے جنہوں نے راستہ میں مجھے خواہ مخواہ سہما دیا۔ اس لاف زنی کے ساتھ بچۂ شیر آگے بڑھا تاکہ قوت آزمائی کرے۔ بڑھئی کے بچے نے سمجھ لیا کہ وقت آ برابر ہُوا۔ اب تدبیر سے کام لینے کی ضرورت ہے۔ کہا کہ واقعی آپ بڑے بہادر ہیں مَیں بیچارہ کیا چیز ہوں آپ جو چاہیں فرمائیں۔

اس وقت میرا ایک کام در پیش ہے جسے میں اپنے ضعف کی وجہ سے انجام نہیں دے سکتا۔ خدا نے آپ جیسا قوی اور بہادر بھیج دیا۔ پہلے وہ کام کر دیجئے پھر میرے ساتھ جو چاہے سلوک فرمائیے اور وہ یہ ہے کہ اس شہتیر میں سے یہ کھونٹی سرکانا چاہتا ہوں۔ ذرا آپ اپنا ہاتھ اس شہتیر کے شگاف میں ڈال کر اسے تھام لیجئے تاکہ مَیں کھونٹی سرکا دوں۔ شیر صاحب اس مدح و ثنا سے مسحور ہو کر بے تکلف آگے بڑھے اور ایک نہیں دونوں ہاتھ شگاف میں ڈال دیئے۔ بڑھئی کے بچہ نے کھونٹی نکال لی۔ کھونٹی کا نکلنا تھا کہ شہتیر کے دونوں پٹ مل گئے اور شیر صاحب کے دونوں ہاتھ اس میں پھنس کر رہ گئے۔ اب شیر صاحب نے تو چیں چیں کرنا شروع کیا اور بڑھئی کے بچہ نے ہنسنا شروع کیا کہ فرمائیے انسان کو دیکھ لیا؟ اس وقت شیر نادم ہُوا کہ واقعی تجربہ کاروں اور بڑوں کی نصیحت سے روگردانی کا انجام بُرا ہوتا ہے مگر پھر سوچنے لگا کہ ظاہر میں تو یہ انسان بڑا ہی کمزور اور حقیر ہے۔ اس کا جُثہ تو قطعًا طاقتور

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں معلوم ہوتا۔ ہاں کوئی اندرونی طاقت ہے جس سے اُس نے مجھے اس وقت بے بس کر دیا اور ساری کائنات کو پچھاڑ رکھا ہے۔

یہ حکایت عبرت اور انسانی طاقت سامنے لانے کے لئے پیش کرتی ہے' ان مشاہدات کی رُو سے ماننا پڑتا ہے کہ انسان میں ان عناصر سے کہیں زیادہ طاقت موجود ہے جب ہی وہ ایک چھوٹے سے جُثہ میں کم سے کم ہونے کے باوجود بھی عناصر کے مخزنوں اور موالید کے جنوں پر بھاری ہو رہا ہے اور ان کے غلبہ کے ساتھ ہر قسم کے تصرفات اور حاکمانہ کاروائیاں کرنے میں کسی سے مغلوب نہیں اور جب یہ مان لیا جائے تو پھر یہ بھی تسلیم کرنا پڑے گا کہ اس میں لطافت بھی عناصر سے کہیں زیادہ موجود ہے کیونکہ پہلے یہ اصول ثابت ہو چکا ہے کہ طاقت درحقیقت لطافت ہی میں ہے کہ کثافت میں بجُز ضعف و درماندگی کے اور کچھ نہیں۔

پس انسان میں جب ہَوا سے بھی زیادہ طاقت ہے جو الطف العناصر تھا تو ناگزیر ہے کہ اس میں لطافت بھی ہَوا سے کہیں زیادہ ہو تاکہ وہ اس پر اپنی یہ طاقت در حکمرانی برقرار رکھ سکے۔

انسانی طاقت وتسخیر کا راز اُس کی رُوح میں مُضمر ہے

مگر یہ ظاہر ہے کہ انسان کے ظاہر میں تو کوئی لطیف چیز محسوس نہیں ہوتی۔ نہ وہ صیقل شدہ آئینہ یا صاف پانی کی سی چمک رکھتا ہے کہ اس میں منہ نظر آنے لگے۔ نہ وہ خود ہی ایسا روشن ہے کہ فضا میں اس سے شعاعیں پھوٹتی ہوں اور روشنی نکلتی ہو۔ نہ وہ ہَوا کی طرح غیر مرئی ہے۔ پھر اُس میں یہ لطافتوں کو زیر کر دینے کی لطافت آخر کہاں چھپی ہے؟ ظاہر ہے کہ یہ طاقت اور لطافت اس کے بدن کی نہیں ہو سکتی کہ بدن تو وہی آگ، پانی، مٹی اور ہَوا کا مجموعہ ہے۔ اگر اس بدن میں کوئی طاقت بھی ہو تو پھر بھی وہ بیچارہ اس تھوڑے سے آگ پانی سے سارے جہان کے اس آگ پانی پر کیا غلبہ حاصل کر سکتا تھا۔ یہ بدنی آگ پانی تو خود آفاقی آگ پانی سے لیا ہوا ایک قلیل سا جزو ہے اور جزو قلیل اپنے کل پر کیا غالب آ سکتا ہے۔ ایک قطرہ دریا کو کیا مغلوب کر سکتا ہے؟ ایک چنگاری کرۂ نار پر کیا تسلط جما سکتی ہے۔ ایک ذرہ کرۂ ارض پر کیا حکومت کر سکتا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے؟ بلکہ اس صورت میں تو قصہ برعکس ہونا چاہیئے تھا کہ یہ مادی جہان خود اس انسان پر ہر حیثیت سے غالب رہتا اور اُسے دم بخود رکھتا۔ چہ جائیکہ اس مشتِ خاک سے ساری کائنات آب و گِل مسخر ہو جائے اور خود اسی کا دم اس ضعیف البنیان کے سامنے بند ہو؟ پس یہ تسخیر یقیناً اس کے بدن اور بدنی آب و آتش یا ہوائی لطافتوں کا کام نہیں ہو سکتی، بلکہ انسان کی یہ غلبہ پانے والی قوت بلا شبہ ایسی ہونی چاہیئے جو آگ پانی تو کیا ہوا سے بھی لطیف تر ہو کہ ہوا جیسی غیر مرئی چیز کی ٹکر تو انسان کو محسوس بھی ہوتی ہے اس کی لطافت وہ ہو کہ باوجود انسان کے رگ و پے میں سمائے ہوئے ہونے کے کبھی اس کا دھکا تک انسان کو نہ لگا ہو۔ بلکہ کبھی اس کے ملس و مس تک کا بھی اسے احساس نہ ہوا ہو۔ وہ متصل تو اتنی ہو کہ انسان اُس سے ملے بغیر اپنی ہستی کو باقی نہ رکھ سکے اور متصل ایسی ہو کہ انسان کے کسی حاسہ کی رسائی اس تک نہ ہو۔ خود اس پر کوئی سرد و گرم نہ پہنچ سکے۔ اس لئے وہ فقط اپنے بدن پر ہی نہیں بلکہ جہان کے عناصر اربعہ پر غالب آ جائے اور ظاہر ہے کہ بدن کو چھوڑ کر انسان میں روح کے سوا اور کون سی چیز ہو سکتی ہے جس کی یہ صفات ہوں کہ ان دو ہی سے انسان مرکب ہے یعنی انسان میں یہ طاقت نہیں ہے۔

روح انسانی کی لطافت اور حسّی نورانیت

یہ کرشمے ہیں تو دُوسرے ہی جزو میں ہو سکتے ہیں۔ پس حاصل یہ نکلا کہ روح عناصر اربعہ ہی نہیں تمام مادی عالموں سے بھی زیادہ لطیف چیز ہے پھر روح کی یہ لطافتیں نہ صرف معنوی اور غیر مرئی ہی ہیں بلکہ حسّی طور پر بھی اس کی لطافتیں عالم آشکارا ہیں خود عناصر میں جتنی اقسام کی لطافتیں تھیں، اگر غور کرو تو وہ بھی سب کی سب روح میں جمع ہیں۔

اگر صیقل شدہ آئینہ یا شفاف پانی صورتوں کا عکس اُتار لیتا تھا تو انسان کی آنکھوں کو روح نے ایک ایسی چمک دے رکھی ہے کہ جدھر اُٹھ جاتی ہے ادھر کے تمام نقشے، فوٹو اور سینریاں اپنے اندر اُتار لیتی ہے۔ آئینہ کا فوٹو تو بے اصل محض ہے کہ پشتِ آئینہ خالی ہے، لیکن آنکھ کا فوٹو بے اصل نہیں کہ اس کے پیچھے حسِ مشترک میں اس کا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پورا مصور علم قائم ہے۔

اگر آگ سے تارِ شعاع پھیلتے ہیں تو آنکھوں سے تارِ نگاہ منتشر ہوتے ہیں جو ان شعاعوں سے کسی طرح کم نہیں۔ کیونکہ یہ تارِ شعاع سے تو چیز کی صورت محض آنکھ ہی کے سامنے روشن ہو جاتی ہے اور تارِ نگاہ سے یہ سب چیزیں دل کے سامنے روشن ہو جاتی ہیں جو اُن کی حقیقت پر بھی غور کر سکتا ہے۔

اگر پانی غایتِ لطافت سے اجسام میں نفوذ کر جاتا ہے اور سخت سے سخت جسم بھی اس کے سریان سے نہیں بچ سکتا۔ جبکہ اس سے اتصال قائم ہو جائے تو روح بھی جسم کی رگ رگ میں سمائی ہوئی ہوتی ہے حتیٰ کہ سخت سے سخت ہڈیاں بھی اس سے تازگی لئے ہوئے ہوتی ہیں۔ پھر پانی تو اپنے سریان سے اپنے محل کو محض ٹھنڈا ہی کئے ہوئے رہتا ہے اور روح اپنے دوران سے اپنے محل کو زندہ کئے ہوئے ہوتی ہے۔

اگر ہوا غایت لطافت سے دکھلائی نہیں دے سکتی تو روح بھی اپنی لطافتِ بے غایت سے آج تک نادیدہ ہے۔ اور جیسے ہوا کا رنگ و بو غیر محسوس چیز با ہے ہی نہیں ایسے ہی روح بھی ان خواص سے بَری ہے۔

غرض عناصر میں لطافت کے جو جو کمالات اور لطافت کے جس قدر مراتب درجات تھے وہ سب روح میں موجود ہیں اس لئے اگر عناصر کو حق تعالےٰ سے جزدی مناسبتیں تھیں اور اس بنا پر وہ قوی تھے تو روح کو بحیثیت مجموعی اس سے یہ ساری مناسبتیں قائم ہیں۔ اس سے وہ عناصر سے زیادہ قوی ہونی چاہیئے اور جو کام عناصر کر سکتے ہیں وہ سب اس سے بے تکلّف سرزد ہو جانے چاہئیں۔

پھر کوئی وجہ نہیں کہ عناصر کو تو اُن کی طاقتوں کی بنا پر درجہ بدرجہ اشدّ کہا جائے اور روح کو اشدّ ترین نہ کہا جائے اس لئے عنصری اور مادی طاقتوں پر روحانی طاقتوں کے فوقیت لے جانے کی ایک وجہ یہی کافی ہو سکتی ہے کہ عناصر جزدی لطافتیں رکھتے ہیں اور روح ان کی ساری لطافتوں کے جامع ہے اور انہیں ذاتِ بابرکات سے جزوی مناسبتیں ہیں تو روح کو کلی مناسبت ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رُوحِ انسانی کی معنوی لطافت و طاقت

لیکن اگر مزید غور کرو تو روح کو حق تعالےٰ سے محض عناصر ہی کی سی مناسبت نہیں۔ یا بالفاظِ دیگر محض مناسبت ہی نہیں بلکہ ایک جہت سے ایسی مماثلت بھی حاصل ہے کہ وہ اس کے مخصوص اوصاف و کمالات کے لئے بطورِ مثال پیش کی جا سکتی ہے اور عناصر اس کے لگ بھگ بھی نہیں رہ سکتے کہ وہ سرے ہی سے ان کمالات سے عاری اور کورے ہیں۔ مثلاً حق تعالےٰ اگر غیر مرئی طریق پر تمام عالم کا قیوم اور مدبر ہے تو اسی طرز پر روح کائناتِ بدن کی قیوم اور مربی ہے۔ وہ ذرا اپنی توجہ ہٹا لے تو کائناتِ بدن درہم برہم ہو جائے جیسا کہ موت کے وقت ہو جاتا ہے۔

پھر جس طرح حق تعالےٰ کے انوار ساری کائنات کے ذرّہ ذرّہ میں جلوہ افروز ہیں اور ہر ہر خطہ اور اس کے ہر ہر جُزو سے اُس کے مناسب کام لے رہے ہیں۔ اور باوجود اس ظہورِ تام کے پھر بھی آج تک کسی آنکھ نے اسے نہیں دیکھا اسی طرح روح کے انوار بدنی کائنات میں اس طرح پھیلے ہوئے ہیں کہ ہر ہر عضو سے اُس کے مناسب کام لے رہے ہیں اور باوجودیکہ بدن کی رگ رگ میں روح کا ظہور ہے۔ آنکھ کی چمک میں، رُخسار کی سُرخی میں، بالوں کی سیاہی میں، دانتوں کی سفیدی میں، بدن کی تازگی میں اُسی کا جلوہ ہے۔ وہ نہ ہو تو یہ سارے جلوے ایک آن میں ختم ہو جائیں۔ مگر باوجود اس ظہورِ تام کے پھر بھی آج تک ایسی نادیدہ ہے کہ خود اپنا نفس بھی اس کے دیدار سے محروم ہے ؎

بے حجابی یہ کہ ہر ذرّہ سے جلوہ آشکار   اس پہ گھونگٹ یہ کہ صورت آج تک نادیدہ ہے

پس جیسے وہ ظاہر بھی ہے اور باطن میں بھی، ایسے ہی روح ظاہر بھی ہے اور باطن میں بھی۔

پھر جس طرح اس ساری کائنات کی زندگی اور زندگی کی ہر نقل و حرکت سے ذاتِ حق اول اور اقدام ہے کہ وہی تو معطئ وجود ہے اور وجود سے پہلے کوئی بھی اقدام ممکن نہیں۔ آپ عالم کا کوئی اقدام ایسا نہیں پیش کر سکتے کہ وہ ہو جائے اور ذاتِ حق تعالےٰ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے بعد آئے۔ اس کے بغیر تو کائنات کی زندگی ہی نہیں اور بلا زندگی اس کی کوئی نقل وحرکت ہی ممکن نہیں۔ تو مخلوق خالق سے پہلے کیسے ہو سکتی ہے؟ ضرور ہے کہ ہر مخلوق اور مخلوق کے ہر فعل سے خالق کی ذات مقدم ہو۔ پھر اسی طرح کائنات کی ہر نقل وحرکت کا منتہیٰ بھی اس کی ذات ہے۔ آپ عالم کا کوئی اقدام بھی ایسا پیش نہیں کر سکتے کہ وہ ذاتِ حق سے گزرتا ہوا آئے، پہنچ جائے اور ذاتِ حق کو اُدھر ہی چھوڑ آئے۔ کیونکہ جب ذاتِ حق ہی سے اس کائنات کی زندگی قائم ہے تو یہ دعویٰ ایسا ہو گا کہ کائنات اپنے افعال کرتی ہوئی زندگی کی حد سے گزر جائے اور پھر بھی اُس کے افعال جاری رہیں جو عقلاً ناممکن ہے۔

پس عالم کے ہر حرکت وسکون کا منتہیٰ بھی اُس کی ذات نکلتی ہے۔ اس کے آگے اور بعد کچھ نہیں۔ وہی ہر چیز کا اول بھی ہے اور وہی آخر بھی۔ جیسے کہ وہی ظاہر تھا اور وہی باطن بھی۔ ٹھیک اسی طرح بدنی کائنات کی ہر نقل وحرکت بلکہ اس کی نفسِ ہستی ہی سے روح اول بھی ہے اور آخر بھی۔ کیونکہ جب روح ہی بدن کے لئے باعثِ ہستی وحیات ہے تو کسی زندہ کا کوئی اقدام زندگی سے قبل کیسے ہو گا۔ پس ہر کام بلکہ بدن کے ہر کام کے اوّل روح آتی ہے اور اسی طرح جبکہ روح ہی بدن کے لئے باعثِ حیات ہے تو کائناتِ بدن کا کوئی اقدام بھی حیات سے مؤخر نہیں ہو سکتا۔ بلکہ آخر اور منتہاءِ حیات بھی یہی رہے گی۔ پس رُوح ہی اس بدن عالم کے لئے اوّل بھی ہوئی اور آخر بھی جیسا کہ وہی ظاہر تھی اور وہی باطن بھی۔ پھر جیسا کہ ذاتِ حق عالم سے متصل تو اتنی ہی ہے کہ اَقْرَبُ اِلَیْہِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ اور وَھُوَ مَعَکُمْ اَیْنَمَا کُنْتُمْ اور پھر منفصل بھی اتنی کہ ورار الورا، ثم ورار الورار، مخلوق ظلمت محض اور وہ نور مطلق ع

اے برتر از خیال وقیاس وگمان ووہم

ٹھیک اسی طرح روح بھی بدن سے متصل تو اتنی ہے کہ زندہ بدن کی کسی رگ کا کروڑواں حصّہ بھی اس سے الگ نہیں ورنہ زندہ نہ رہے۔ لیکن دور بھی اتنی ہے کہ اس کی پاکیزگیاں بدن سے کوئی لگاؤ ہی نہیں رکھتیں۔ لطیف وکثیف میں کیا تناسب اور کیا رشتہ؟

کجا یہ مُشکِ خاک اور کجا وہ جوہر پاک
چراغِ مُردہ کجا نورِ آفتاب کجا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صفاتِ روح سے الٰہیات پر استدلال

ان مماثلوں کے سبب جس طرح ہم تشبیہ کے سلسلہ میں اُدھر سے اِدھر آئے۔ اِدھر سے اُدھر بھی جا سکتے ہیں۔ یعنی اپنی ہی روحانی کائنات کے ذریعہ حق تعالیٰ کی ذات و صفات کی یکتائی اور بے چونی پر استدلال بھی کر سکتے ہیں اور کہہ سکتے ہیں کہ جس طرح یہ ہماری بدنی کائنات بلا اس غیر مرئی مدبّر یعنی روح کے موجود اور باقی نہیں رہ سکتی اسی طرح یہ ساری کائناتِ عالم بھی بلا کسی مدبّر حکیم کے موجود اور بقاء پذیر نہیں ہو سکتی۔ پس روح کی بدولت وجودِ صانع پر ہمارے ہی اندر سے دلیل نکل آئی۔

پھر جس طرح بدن میں ایک ہی روح تدبیرِ بدن کر سکتی ہے اگر دو ہوں تو کائنات بدن فاسد ہو جائے کہ ایک میان میں دو تلواریں اور ایک اچکن میں دو انسان نہیں سما سکتے۔ اسی طرح کائناتِ عالم میں ایک ہی واحد قیّوم اور مدبّر حکیم کی تدبیر کارگر ہو سکتی ہے ورنہ لو کان فیھما آلھۃ الا اللہ لفسدتا کا ظہور ہو جائے گا۔ پس روح کے طفیل ہمارے ہی نفوس میں سے توحیدِ صانع کی دلیل بھی پیدا ہو گئی۔

پھر جس طرح بدن کے قعر تک میں گھس جانے سے روح کا کوئی کم وکیف کوئی لون و رنگ اور کوئی سمت و جہت نہیں دکھائی دے سکتی اسی طرح وہ ذاتِ بابرکات بھی بے چون و بے چگون اور سمت و سمات سے مبرّا اور رنگ و لون سے منزّا ہے کہ رنگ برنگ کے جلوے تو اس سے ہیں۔ مگر وہ ہر رنگ سے بری و بالا ہے۔ پس روح کی بدولت اس کی شانِ تنزیہہ و تقدیس بھی ہمارے ہی اندر سے ہویدا ہو گئی۔

پھر جس طرح روح بدن کے ذرہ ذرہ میں موجود اور بدن کی رگ رگ سے اس کا تعلق وابستہ ہے مگر تعلقات کی شدّت و ضعف کا یہ تفاوت بھی ناقابلِ انکار ہے کہ جو تعلق قلب سے ہے وہ دماغ سے نہیں۔ جو دماغ سے ہے وہ کبد و معدہ سے نہیں اور جو اُن سے ہے وہ عام جوارح بدن سے نہیں۔ اسی لئے قلب و دماغ کی ادنیٰ ایذاء یا توہین سے روح میں غصہ و جوش پیدا ہو جاتا ہے اور ان اعضاءِ رئیسہ پر ادنیٰ سی ضرب بھی پڑ جانے سے روح اپنی حیات کو سمیٹ لے جاتی ہے۔ بخلاف عام اعضاء کے کہ اگر ہاتھ پیر بھی کاٹ لئے جائیں تو کمالِ زندگی خواہ چھن جائے مگر نفسِ زندگی مسلوب نہیں ہوتی۔ اسی طرح

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذاتِ بابرکات کا جلوہ جہانوں کی رگ رگ میں سمایا ہُوا ہے۔ مگر مواضع کے تفاوت سے تعلق کی شدت وضعف میں بھی تفاوت ہے کہ جو تعلق اس کی ذات کو عرشِ عظیم سے ہے وہ اور مقامات سے نہیں کہ وہ مرکزِ استوار ہے پھر جو تعلق بیت المعمور سے ہے اور سماوی مواضع سے نہیں کہ وہ قبلۂ ملائکہ ہے۔ پھر جو تعلق بیت اللہ اور مسجدِ اقصٰی یا حرمِ نبوی سے ہے وہ اور جگہوں سے نہیں ہے۔ پھر جو تعلق عام مساجد و معابد سے ہے وہ اور مقامات سے نہیں ہے۔ اس لئے اگر ان پر کوئی توہینی کار یا جارحانہ اقدام ہو تو روحِ اعظم کا غضب بھڑک اُٹھتا ہے۔ عالم میں ہیجان شروع ہو جاتا ہے اور دنیا کی زندگی خطرہ میں پڑ جاتی ہے حتیٰ کہ بیت اللہ کی اینٹیں اُکھڑ جانے پر بھی اس عالم سے زندگی کھینچ لی جائے گی۔ پس روح کی بدولت ہم پر اللہ کے تعلقات کی نوعیت بھی منکشف ہو گئی۔

پھر جس طرح ہر شخص اپنی روح کی پکار اور حقانی دعوت کو دل کے کانوں سے بے تکلف سُنتا ہے اور اُس کی نصیحتوں کو قلب کے واسطہ سے ادراک کرتا ہے لیکن پھر بھی اس کے کلام میں نہ لفظ ہیں نہ آواز۔ یہی شان حق تعالےٰ کے کلام کی ہے کہ کلام بھی ہے اس میں حقائق بھی ہیں، اس میں سماع بھی اور اسماع بھی ہے۔ اور مخصوص افرادِ بنی آدم (انبیاء علیہم السلام) جو بنی نوعِ انسان میں مثل قلب کے ہیں۔ اسے سُنتے بھی ہیں پر نہ وہاں الفاظ کی حدبندیاں ہیں نہ الفاظ و تلفظ کی قیود۔ گو ظہور کے بعد مخلوق میں پہنچتے پہنچتے یہ ساری تحدیدات نمایاں ہو جائیں۔ پس روح کی بدولت ہمیں ذات کے کلامِ نفسی اور کلام لفظی کا بھی فی الجملہ ادراک ہُوا۔

پھر اگر تم آنکھ بند کر لو تو روح کا دیکھنا بند نہیں ہوتا اور کان بند کر لو تو اس کے سُننے میں فرق نہیں پڑتا۔ بلکہ آنکھ کان بند کر کے تصور کے لامحدود عالم میں یہی روح دیکھنے کی چیزوں کو اور زیادہ بے تکلفی کے ساتھ دیکھتی ہے اور سُننے کی چیزوں کو اور زیادہ بے غائلہ سنتی ہے۔ حالانکہ نہ آواز روح سے ٹکراتی ہے اور نہ کسی صورت کا رنگ و روغن اور جسم اس کے آس پاس پھٹک سکتا ہے۔ ٹھیک اسی طرح وہ ذات بے چون وچگون ہر چیز کو سنتی اور دیکھتی ہے۔ مگر نہ وہاں رنگ و روپ اور مادیت کو قرب نصیب ہوتا ہے اور نہ آوازوں کے نغمے ہی اس کی سمع سے ٹکر کھاتے ہیں۔ پس اپنی ہی روح کی بدولت ہمیں اللہ کی سمع و بصر کی بے کیفی اور بے چونی کا بھی ایک گونہ اندازہ ہُوا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی طرح جب ہم اس پر نظر کریں کہ بدن کی حیات تو روح کی زندگی سے قائم ہے۔ مگر روح کے لئے کسی اور روح کی حاجت نہیں۔ وہ خود اپنے ہی معدنِ حیات کی ایک موج ہے تو ہمیں اندازہ ہوتا ہے کہ عالموں کی زندگی تو ذاتِ بابرکات کی حیات سے قائم ہے اور خود اس کی حیات کے لئے کسی اور ذات کی حاجت نہیں بلکہ وہ اپنی ذاتی حیثیت سے حیّ ہے جس میں کوئی فرق نہیں آسکتا اور اس طرح ہم پر اللہ کی صفتِ حیات کے ذاتی اور خانہ زاد ہونے کا اندازہ بھی اپنے ہی اندر سے ہو گیا۔

بہرحال روح کو ذاتِ بابرکات سے مناسبتیں ہی نہیں بلکہ فی الجملہ مماثلتیں حاصل ہیں جس سے حق تعالےٰ کے لامحدود کمالات کی مثالیں ہمارے نفوس میں پہنچ گئی ہیں اور ہم اپنے اندر ہی سب کچھ عیاناً دیکھنے پر قادر ہو گئے۔ اس لئے روح کی اس سے زیادہ جامع تعریف اور کچھ نہیں ہو سکتی جو قرآن کریم نے فرمایا:

قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي وَمَا أُوتِيتُمْ مِنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا۔

غرض روح اس ساری سے ایک لطیفۂ ربانی ثابت ہوجاتی ہے اور جسم محض ایک کثیفۂ ظلماتی۔ لیکن جب کہ یہ بدنی عناصر جو عالمِ خلق کی چیزیں ہیں اس روح سے تھوڑی سی مناسبت اور واجبی سا لگاؤ پیدا کر کے ایسے قوی ہو سکتے ہیں کہ ساری دنیا ان کی طاقت پر ناچنے لگتی ہے تو خود روح جو عالمِ امر کی چیز ہے اور اس کی مناسبت مع اللہ بلکہ مماثلۃ کی گہرائیوں کی کوئی حد نہیں۔ اللہ سے اس قوی مناسبت ومماثلۃ کی بدولت کیا کچھ قوی اور غالب ومتسلط نہ ہو گی۔ اگر ڈھنگ سے اس کی قوتوں کو استعمال کیا جائے تو کیا پھر کائنات اس کا تحمل کر سکے گی؟

پس بچۂ شیر کے قول کے مطابق انسان اگر پانی اور مٹی سے کہیں زیادہ قوی ہے تو وہ بدن کی بدولت نہیں کہ بدن تو وہی آگ پانی کا ایک مختصر مجموعہ ہے یہ بے چارہ قلیل وحقیر بدن اپنے عظیم وکثیر مخزن پر کیا غالب آسکتا ہے۔ بلکہ انسان کی یہ غیر معمولی قوت اور قوت کی یہ غیر معمولی کرشمہ آرائیاں درحقیقت اس کی روح کی بدولت نمایاں ہو رہی ہیں کہ روح کی لطافتوں کی کوئی حد نہیں اور وہ مجموعۂ لطافتِ سفلی وعلوی ہے جس سے یہ ثابت ہو گیا کہ روح تمام مادیات اور تمام عناصر سے اقویٰ واشدّ ہے۔ پس جہاں ذاتِ بابرکات حق نے عالمِ آفاق میں اپنی مثالیں رکھی تھیں تاکہ اس کے کمالاتِ ظاہرہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

در آیاتِ بلنیہ کا کسی حد تک ادراک و احساس ہو سکے۔ اسی طرح بلکہ ان سے بدرجہا زائد جو مخصوص مثالیں ہمارے انفس میں رکھ دیں تاکہ ان شئون باطنیہ اور کمالِ بطون در بطون تک ہم بقدرِ استعداد اور کچھ رسائی پا سکیں۔

سَنُرِيهِمْ آيَاتِنَا فِي الْآفَاقِ وَفِي أَنفُسِهِمْ حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُ الْحَقُّ أَوَلَمْ يَكْفِ بِرَبِّكَ أَنَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ؕ

"ہم عنقریب ان کو اپنی نشانیاں ان کے گرد و نواح میں دکھائیں گے اور خود اُن کی ذات میں بھی یہاں تک کہ ان پر ظاہر ہو جائیگا کہ وہ حق ہے۔ کیا آپ کے رب کی یہ بات کافی نہیں کہ وہ ہر چیز کا شاہد ہے۔"

غرض مادی سائنس کی یہ کرشمہ سازیاں جن کی طرف تمہید میں میں اشارہ کر چکا ہوں، دیکھنے میں تو بدن اور بدنی عناصر سے نمایاں ہو رہی ہیں مگر بلحاظِ حقیقت یہ سب کچھ روح کا طفیل ہے جس کی مخفی طاقتیں اس چوہ تگ مادہ کو نچاتی رہتی ہیں اور مزدور کی طرح چین سے نہیں بیٹھنے دیتیں۔

روح کی طاقتوں کا غلط استعمال

لیکن سوال یہ ہے کہ روح نے اپنے یہ باطنی کمالات صرف کرنے میں جس قدر بھی جدوجہد کی اور ترکیب و تحلیل کے ذریعہ آگ، پانی، ہوا اور مٹی کے جس قدر بھی عجائبات موالید ثلاثہ میں نمایاں کئے۔ اس سے خود روح کو کیا نفع پہنچا اور روح کو بکیفیت روح اس جدوجہد سے کیا شرف حاصل ہوا۔

ظاہر ہے کہ اول تو ان تمام سائنسی ایجادات کا نفع روح کو کچھ بھی نہیں۔ صرف بدن ہی کو پہنچا۔ بدن کی راحت اور جسمانی عیش ہی میں اضافہ ہوا۔ سردی میں آگ کی حرارت گرمی میں پانی کی تبرید۔ برسات میں ہوا تفریح بدن ہی کے لئے ہے۔ روح تو نہ گرمی کی محتاج نہ سردی کی کہ حرارت و برودت روح کے اوصاف ہی نہیں۔ اسی طرح ہوائی جہاز نے اگر فضا میں اڑایا تو بدن کو ورنہ روح جیسی لطیف چیز کو اڑانے کے لئے اس وزنی اور کثیف اور طیارہ کی حاجت ہی نہ تھی۔ مرنے کے بعد وہ نہ معلوم کہاں کہاں اڑتی ہے؟ تو کون سے ہوائی جہاز اس کے لئے جاتے ہیں۔ پھر سوچو کہ خود ہوا کے اڑنے کے لئے کس ہوائی جہاز کی ضرورت ہے؟ ہوا تو خود ہی جہاز کو

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو اڑاتی ہے تو جو رُوح ہَوا سے بھی لطیف تر ہے اور جس نے خود ہَوا ہی کو مسخر اور قید کر رکھا ہے، بلکہ ہَوا کے خلافِ طبع اسے جگہ جگہ اڑا رکھا ہے وہ اپنے اُڑنے میں اس کی کیا محتاج ہوتی ؟ اور جب اُس کی محتاج نہیں تو اُس کے بھی محتاجوں یعنی طیاروں کی محتاج کیسے ہوسکتی ہے ؟

اسی طرح ریلوں اور موٹروں سے روح کو کیا فائدہ ؟ ریل اور موٹر اپنے وجود و ظہور میں خود ہی روح کے محتاج ہیں تو روح کو ان کی احتیاج کیا ہوسکتی ہے۔ اس لئے ان تمام مادّی کرشمہ آرائیوں اور سائنسی ایجادات کا نفع اگر ہوسکتا ہے تو صرف بدن ہی کے لئے نہ کہ رُوح کے لئے۔ ریل اور موٹر میلوں منتقل کرسکتے ہیں تو بدن کو برق اور گیس اگر ضیا پاشی کرسکتے ہیں تو اجسام پر نہ کہ ارواح پر، جن کے نور سے خود ہی وہ ظہور میں آئے۔ گراموفون ٹیلیفون ٹیلیگراف اور لاسکی وغیرہ اگر منقطع کرسکتے ہیں تو اجسام کو، ورنہ روح اپنی حقیقی قوتوں کے لحاظ سے ان اپنے پروردوں کی کیا محتاج ہوسکتی ہے۔

پس ان تمام اسبابِ راحت کی راحت رسانی بدن تک محدود نکلی اور بدن کیا ہے ؟ وہی عناصر اربعہ کا مجموعہ اور آگ، پانی، ہوا، مٹی کا گھروندہ۔ تو یوں کہو کہ آپ نے ان آگ پانی کی ایجادات کے ذریعہ آگ پانی ہی کو نفع پہنچا دیا۔ بالفاظِ دیگر آپ نے باہر کا آگ پانی لیا اور اندر کے آگ پانی تک پہنچا دیا اور اب روح کا کام یہ رہ گیا کہ وہ اپنے علم و ادراک کا سرمایہ آفاقی آگ پانی پر خرچ کرتی رہے اور یہ بیرونی آگ پانی بدن کے آگ پانی کو دیتی رہے، یعنی جسم کی خدمت گزاری میں ہمہ وقت مصروف رہے۔ اس کے صاف معنی یہ نکلتے ہیں کہ آپ نے روح کو جو ان عناصر سے لطیف تر اور بالاتر تھی اور جو ان پر حکمرانی کر رہی تھی۔ آپ نے دھوکہ دے کر اسے جسم جیسی کثیف چیز یا بعنوانِ دیگر عناصر کا غلام بنا دیا۔ ایک لطیف چیز کو کثیف کے تابع کر دیا اور بہ تعبیرِ دیگر آپ نے لطیف روح کو خود اُسی کی لطافت مٹانے میں استعمال کیا جو قلب موضوع ہے۔ پس اب اس مسکین روح کی مثال ایسی ہوگئی جیسے ایک عالم و فاضل بادشاہ جس سے ملک و قوم کو بڑے بڑے منافع کی توقع ہو اور جس کے حسنِ سیاست اور کمالِ تدبر سے ملک کے رفاہ و بہبود کی ہزارہا امیدیں وابستہ ہوں، باوجود اس علم و فضل کے اس کے مزاج میں کوئی چالاک اور کمینہ غلام دخیل ہوکر رُسوخ پالے اور اپنی ذاتی اغراض و منافع میں بادشاہ کو استعمال کرنے لگے اور ملک کا پیٹ کٹوا کر صرف اپنا تنورِ شکم بھرنے کی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فکر میں لگا رہے۔ ادھر بادشاہ غلام کی چکنی چپڑی باتوں میں آکر اسی کا کہا کرنے لگے۔ وزراء لاکھ سمجھائیں نصائح کریں اور منت وسماجت سے بادشاہ کو راہِ راست پر لانے کی کوشش کریں لیکن یہ کمینہ غلام کسی کی نہ چلنے دے بلکہ اور اُلٹا وزراء سے بدظن کر دے اور بادشاہ کے وسیلے اور ذرائع معلومات کو چہار طرف سے مسدود کر کے صرف اپنے ہی ڈھنگوں پر لگالے، گویا زمامِ سلطنت بظاہر تو بادشاہ کے ہاتھ میں ہو۔ لیکن حقیقتاً بادشاہ کے پردہ میں یہ کمینہ غلام حکومت کر رہا ہو۔ ظاہر ہے کہ اس صورت میں حکومت کا قضیہ برعکس ہو جاتا ہے جو حاکم تھا وہ محکوم ہو گیا اور جو محکوم تھا وہ حاکم ہو گیا۔

سب جانتے ہیں کہ ایسی مملکت جس میں کمینے برسرِ اقتدار آجائیں اور اشراف دھکے کھاتے پھریں دیر پا نہیں ہو سکتی۔ بلکہ ایسے ملک کی تباہی کے آثار ہی جلد سامنے آنے لگیں گے اور نتیجہ یہ ہوگا کہ یہ بادشاہ معزول کر دیا جائے گا۔ اس کی عمارت وسلطنت چھین جائے گی۔ ادھر آپ خود سمجھ لیں کہ انقلابِ سلطنت کے بعد اس کمینہ غلام کا کیا حشر ہوگا؟ وہی اس کے وسائلِ عمل اور اعضاء کار جو اُن خود غرضیوں میں اس کے ہم نوا اور مددگار تھے خود اسی کے خلاف گواہی دیں گے اور اپنے کو تباہ ہوتے دیکھ کر پہلے خود اسی کو تباہ کرنے کی کوشش کریں گے جس سے ہر صورت میں سب سے زیادہ یہی کمینہ گردن زدنی قرار پائے گا اور اس کے لئے ملک کے کسی گوشہ میں پناہ نہ ہو گی۔

ٹھیک اسی طرح سمجھ لو کہ روح ایک عالمِ فاضل فرمانروا ہے جس میں محسوسات، معقولات اور وجدانیات کے پاکیزہ ملکات ودیعت ہیں جو کائناتِ بدن ہی میں نہیں بلکہ اس کے واسطہ سے کائناتِ عالم پر حکمرانی کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔ عقل اس کا وزیرِ اعظم ہے اور نقل اس کا قانون ہے۔ مگر ساتھ ہی اس کا ایک کمینہ اور بدذات خادم بھی ہے جس کے واسطہ سے ملک میں شاہی احکام جاری ہوتے ہیں تاکہ وزراء و عمائدان کا نفاذ کریں۔ وہ کمینہ خادم یہ بدن ہے جو عناصرِ اربعہ کا مجموعہ ہے۔ کمینہ اس لئے ہے کہ جس قدر بھی اس کے اجزاء ترکیبی ہیں سب بے شعور، لا یعقل جاہل اور بے تمیز ہیں جن میں اچھے بُرے کا کوئی امتیاز نہیں۔ کمینگی کی یہ حالت کہ جو اُن سے زیادہ محنت کر کے ان کا قرب حاصل کرے اسی کے سبب سے زیادہ دشمن اور قاتل بن جاتے ہیں۔

ایک انسان مٹی کی مورتوں اور پتھر کے وزنی پتھروں کے سامنے کتنے ہی طویل زمانے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تک سجدے کئے جائیں۔ لیکن اگر وزنی مورت اوپر سے آ گرے تو پہلے اپنے اس مقرب پجاری کا سر پھوڑے گی۔ اسے قطعاً خیال نہ ہوگا کہ یہ میرا محب اور عبادت گزار بندہ ہے مجھے اس کا سر نہ کچلنا چاہیئے، بلکہ میرا یہ معاملہ صرف ان لوگوں کے ساتھ ہونا چاہیئے جو مجھ سے بعید تر ہیں اور معبودانہ عظمت کو تسلیم نہیں کرتے۔

اسی طرح ایک شخص اگر سینکڑوں برس بھی کسی دریا کے پانی کے سامنے ڈنڈوت کرے ناک رگڑے اور عابدانہ التجائیں کرے، لیکن جب بھی سیلاب کی رو آئے گی تو پہلے اسی کو غرق کرے گی جو اس سے زیادہ قرب حاصل کئے ہوئے ہوگا۔ اسے قطعاً یگانے اور بیگانے کی تمیز نہ ہوگی۔ ایک مجوسی برس ہا برس بھی اگر آتش کدہ میں سر بسجود رہے لیکن آگ اُس کی اعانت نہیں کرسکتی۔ بلکہ اس کی پہلی لپیٹ اپنے اسی مقرب کو پہلے پھونکے گی۔ ہوا پرست ہزار ہوائی باتوں میں رہیں لیکن ہوا نفس کے جھکولے پہلے صاحب ہوا ہی کو غارت کریں گے۔ دوسروں تک نوبت کہیں بعد میں آوے گی۔

آپ تمدن کے سلسلہ میں ہی دیکھ لیں کہ جو زیادہ سے زیادہ مادیات کے عاشق ہیں وہی مادیات کے ہاتھوں زیادہ تباہ و برباد بھی ہیں۔ مشینوں کی لپیٹ میں وہی زیادہ آتے ہیں جو مشینری میں رات دن مبتلائے عمل ہیں۔ ہوائی جہازوں سے زیادہ وہی تباہ ہوتے ہیں جو اُن سے زیادہ مزاولت اور مقاربت رکھتے ہیں۔

ڈریڈناٹ اور وزنی آلاتِ جنگ سے وہی لوگ زیادہ ختم ہو رہے ہیں جو ان آلات کے سامنے سر بسجود ہیں۔ گیس اور زہریلے ٹینک رائفلیں اور ریوالور کارتوس اور بارود سے انہی کا خاتمہ زیادہ ہو رہا ہے جو اِن کے عشق میں جان باختہ ہیں اور کبھی بھی مادیات کے ان روشن آثار کو ادھر التفات نہیں ہوتا کہ جو ہمارے موحد اور غلام بے درہم ہیں اور جنھوں نے اپنی جانوں ہی کو نہیں بلکہ ایمانوں کو بھی ہم پر نثار کر دیا ہے کم از کم ہم انہیں تو اپنا نشانہ نہ بنائیں انہی کو جا کر تباہ کریں جو بے لگا ذرہ کر ہم سے کوئی دلچسپی نہیں رکھتے۔

پس اس سے زیادہ مادیات کی کمینگی اور سفلہ پن اور کیا ہو سکتا ہے کہ انہیں نہ صرف دوست دشمن ہی کا کوئی امتیاز نہیں بلکہ جو اُن کا زیادہ دوست ہے اس کے زیادہ دشمن ہیں۔ پھر سفلہ پن کی اسی پر حد نہیں بلکہ مزید برآں یہ بھی ہے کہ جو اُن کا دشمن ہے اُلٹے اس کے قدموں میں پڑکے دعوئے دوستی کرتے ہیں۔ پس ان کی اطاعت شعاری علم و شعور سے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں، فاضلانہ اخلاق سے نہیں بلکہ جوتے کے زور سے۔ یہ واضح رہے کہ اخلاق کے جہان میں دباؤ کی اطاعت کو اطاعت نہیں کہا جاتا۔ پس جن عناصر کے سفلہ پن کی یہ حالت ہو ان سے مرکب شدہ بدن سے کب کسی خیر کی توقع کی جاسکتی ہے؟ اور ایسے بدن کے لئے اگر کمینہ کا لقب اختیار کیا جائے تو کیا حرج ہے؟

قوائے رُوح کے غلط استعمال کا نتیجہ حرمان وخسران ہے

بہر حال اس نالائق اور کمینہ غلام (بدن) نے اپنے ذاتی تعیش کی خاطر روح کو اپنے ہی ڈھب پر لگالیا۔ عقل دور اندیش سے برسر پیکار کر دیا۔ قانونِ نقل کو طاقِ نسیان پر پھینکوا دیا۔ حظوظِ نفس کی تحصیل اور عاجل منافع کی تکمیل کے سبز باغ دکھلا کر روح کو اس کے حقیقی حظوظ اور پائدار منافع سے لاپرواہ بنا دیا اور اس غفلت زدہ روح نے اپنے تمام کمالاتی قوتوں سے وہ حظوظ حاصل کرنے شروع کر دیئے جن کا نفع فقط اس چور رنگ مادہ یا کمینہ غلام ہی کو پہنچ سکتا تھا۔

نتیجہ یہ نکلا کہ بدن کو تو کچھ مل گیا مگر روح خالی ہاتھ رہ گئی۔ بلکہ جو کچھ بھی اس نے حاصل کرنے کا عزم باندھ رکھا تھا اس میں بھی خود اس غلام ہی کی محتاج ہو گئی۔ وہ روح جو کہ کمالاتِ ربانی کا نمونہ ہونے کے سبب استغنار کی اعلیٰ شان رکھتی تھی اور کسی کی محتاج نہ تھی وہ اپنے اس لایعقل بدن کی محتاج ہو گئی، جو ہر جہت سے خود اس کا محتاج تھا۔ وہ غنی روح جس سے ان تمام وسائلِ کار کا وجود تھا وہ اپنے ہر عمل میں خود ان وسائل کے ہاتھوں کو دیکھنے لگی اور وہ روح جو کبھی مسجود ملائک بنی تھی آج عبد الاسباب بن کر اپنے ہی غلاموں باندی کو سجدے کرنے لگی اور اس درجہ عناصر کی غلام بن گئی کہ اگر مادی وسائل اس کے ہاتھ میں نہ ہوں تو وہ بے کار اور اپاہج ہے۔

اندریں حالات اس روح نے اپنی علمی طاقتوں سے مادی منافع کا ایک تمدن تو قائم کیا مگر اپنے ان جوہری کمالات کو کھو کر جو اس کے جزوِ نفس ہوتے اور ہر موقعہ پر اس کے ساتھ رہتے۔ وہ شہر میں ہوتی یا جنگل میں، اسباب کے ہجوم میں ہوتی یا بے وسیلہ ہر جگہ اپنا جوہر نمایاں کر سکتی۔ لیکن یہ غلام اور غلامی پسند روح محتاجگی کے اس درجے پر آگئی کہ اگر شہر میں ہے اور شہر بھی وہ جہاں بجلی سسٹم اور اسٹیم کی طاقت مہیا ہو تو با کمال ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ریڈیو سے خبر بھی دے سکتی ہے، ٹیلیفون کر سکتی ہے۔ ٹیلیگراف سے آواز بھی پہنچا سکتی ہے کیمرہ ہو تو فوٹو بھی اتار سکتی ہے۔ لیکن اگر وہ دیہات میں ہو جہاں ان مادّی وسائل کا وجود نہ ہو یا شہر ہی میں ہو مگر بجلی فیل ہو جائے یا دشمن بڑھ کر برقی تاروں کو کاٹ دے تو یہ پھر رُوح اپاہج اور نکمّی ہے۔ اس کا حاصل بجز اُس کے اور کیا نکلتا ہے کہ یہ روح اپنے اصلی اور جوہری کمالات لوہے پیتل کے حوالہ کر کے خود کوری ہو بیٹھی جو محتاجگی اور غلامی کی بدترین مثال ہے۔ حالانکہ روح تو وہ تھی جو شئونِ ربّانیہ کی جامع تھی، وہ علم اور معرفت کا ایک حظِ وافر لے کر آئی تھی وہ لطافتوں اور طاقتوں کا خزانہ تھی۔ اُس کا استغنا اور کمالِ غیرت تو یہ ہونا چاہئیے تھا کہ وہ اپنے کسی فعل میں بھی اپنے باندی غلاموں اور ان بے شعور اور اپاہج مادّوں کی محتاج نہ ہوتی۔ وہ اگر دیہات میں بیٹھ کر جہاں نہ بجلی کا فون ہو تا نہ گیس کا خزانہ، اگر آواز نکالتی تو وہ آواز مشرق سے مغرب تک پہنچ جاتی۔ وہ اگر ایسی جگہ نقل وحرکت پر آتی جہاں نہ ریل ہوتی نہ موٹر اور طیارہ تو سیکنڈوں میں ہزارہا میل کا سفر طے کر لیتی۔ وہ اگر دیکھنے پر آتی تو ایک تنگ وتاریک کونہ میں بیٹھ کر ساری دنیا ہی کی نہیں عرشِ عظیم تک کی کائنات کا معائنہ کر لیتی۔ زمین اس کے لئے سمٹ جاتی، ہوائیں اس کے لئے مسخر ہوتیں اور زمانہ اس کے لئے سمٹ جاتا۔ وہ سیرابی وتری میں دریاؤں کے رحم وکرم کی محتاج نہ ہوتی بلکہ دریا خود ہی اپنی روانی اور طغیانی میں اس کے اشاروں کو دیکھتے۔ وہ جنگ وقتال میں لوہے اور ہتھیاروں کی محتاج نہ ہوتی، بلکہ جس چیز پر ہاتھ ڈالتی وہی اس کے لئے ہتھیار ہو جاتی۔ اور یہ سب کچھ اس لئے ہوتا کہ یہ مادّی اور عنصری آلات جبکہ اس عنصری لطافت پر ایسی طاقتوں کے کام کر سکتے تھے تو روح نہ صرف ان سب لطافتوں کی جامع تھی بلکہ ان سے ہزارہا گنا بڑھ چڑھ کر لطافتوں کا ایک عمیق خزانہ تھی اور انہی لطافتوں کے سبب اس مالک الملک کی ذات پاک سے مناسبت تامہ رکھتی تھی جو اپنے کسی کام میں وسائل کا محتاج نہیں بلکہ وسائل ہی اپنے وجود میں اس کے محتاج ہیں۔ تو ضرور تھا کہ روحِ ربّانی کی شان بھی ایسی ہی ہوتی کہ وہ اپنے کاروبار میں ایک لمحہ کے لئے بھی ان مادی وسائل کی محتاج نہ ہو۔ آخر اس کی کیا وجہ ہے کہ بجلی تو پل بھر میں آسمانوں پر چڑھ جائے اور جو روح بجلی کو مسخر کرنے کی طاقت رکھے وہ زمین سے ایک انچ بھی بجلی کی مدد کے بغیر اوپر کو نہ اُٹھ سکے۔ کیا وجہ ہے کہ ایک انجن تو اپنی آگ پانی کی اندرونی طاقت سے مشرق سے مغرب تک

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر ڈالے اور جو انسان خود انجنوں میں یہ طاقت مہیا کرنے کی قدرت رکھتا ہے وہ ایسی سربجانہ حرکتوں میں ایک قدم بھی نہ اٹھا سکے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ تار اور ٹیلیفون کی برقی رَو تو ہزار ہا میل کی خبر منٹوں میں لے آئے اور وہ انسان جو مشینریوں میں خود بجلی کی روح پھونکتا ہے ایک میل بھی از خود اپنی آواز نہ پہنچا سکے۔

بہرحال اگر مادیات سے ایسے عجائبات کا ظہور ہو سکتا ہے اور وہ بھی بہ طفیل روح، تو خود روح اور روحانیت سے تو ایسے ہی نہیں بلکہ اُن سے کہیں بڑھ چڑھ کے عجائبات کا کارخانہ کھل جانا چاہیئے تھا تاکہ اس غیر محتاج روح کے استغناء وغیرت کا پورا پورا ظہور ہو سکتا ورنہ یہ کیسی الٹی بات ہے کہ مستعیر تو طاقت ور اور مالک کا کلیۃً ضعیف و لاچار غلام تو حکمران اور بادشاہ مجبور و بے بس۔

روحانی طاقتوں کے محیّر العقول کارنامے

آپ اسے کوئی خیالی بات یا محض کوئی علمی نظریہ نہ سمجھیں بلکہ حقیقتاً روح جب بھی اپنی اصلی فطرت پر چلی ہے تو اس سے بلاواسطہ اسباب ایسے ہی عجائبات کا ظہور ہُوا ہے اور اس نے مادّوں سے اپنی غلامی کرا کر انہیں اپنی روحانیت کے بل بوتہ پر خوب نچایا ہے۔

فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ممبر نبویؐ پر خطبہ پڑھتے ہوئے اچانک "یاساریۃ الجبل" کی صدا مدینہ سے نہاوند کی پہاڑیوں تک عراق میں پہنچادی۔ حالانکہ اس وقت تک لاسلکی کا خواب بھی کسی کو نہ آیا تھا۔

حضرت ابراہیم علیہ السّلام نے مقامِ ابراہیم پر کھڑے ہوکر اعلانِ حج کی ندادی تو وہ عالم کے گوشہ گوشہ میں ہی نہیں بلکہ ماؤں کے رحموں میں چھپے بچوں کو بھی کانوں میں گونج گئی، حالانکہ وہ کسی مکبر الصوت آلہ کے ذریعہ نہیں دی گئی تھی۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آسمان کے ایک نئے دروازہ کے کھلنے کا تڑاکہ زمین پر بیٹھے بیٹھے سُن لیا جو یقیناً کسی برقی آلہ کے ذریعہ نہیں سنا گیا تھا۔

آپ نے جہنم کے قعر میں ایک پتھر کے گرنے کا دھماکہ دنیا ہی میں سُن لیا جو یقیناً برس میں اس کی تہہ تک پہنچا تھا۔ حالانکہ یہاں بھی کوئی جِستی اور آلہ صوت استعمال میں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں لا یا گیا۔

حضورؐ نے حارث ابن ابی ضرار کے فدیہ کے اونٹ اور لونڈیاں مع تعداد اس کے بتلانے سے پیشتر ہی بتلا دیں۔ حالانکہ وائرلیس کے ذریعہ بعید کی خبریں دینے کی کوئی بھی ایجاد اس وقت تک نہ ہوئی تھی۔

آپؐ نے وحی الہٰی سے پتہ دیا کہ کسی بشر کی زبان سے کوئی حکم نہیں نکلتا کہ وہ محفوظ نہ کر لیا جاتا ہو مایلفظ من قول الّا لدیہ رقیب عتید۔ حالانکہ اس وقت ریڈیو کی برقی لہروں کی ذریعہ جو کی آوازیں جذب کرنے والوں اور ان کے نظریوں کا کوئی نشان بھی نہ تھا۔

حضورؐ نے غزوۂ موتہ کے پورے نقشۂ جنگ کو مسجد نبوی کے ممبر ہی پر سے معائنہ فرما کر حاضرین کو پتہ دیدیا۔ حالانکہ وہاں آج کے آلاتِ خبر رسانی کی بود و نمود نہ تھے۔

حضورؐ نے مکّہ کے حرم میں بیٹھے ہوئے مسجد اقصیٰ کی محرابیں اور طاق تک دیکھ کر گن دیئے حالانکہ اس وقت تک دوربین کی کوئی ایجاد کسی کے حاشیۂ خیال میں نہ تھی۔

اُس سے آگے بڑھ کر صلوٰۃِ خوف میں ان ہی عرب کی وادیوں میں آپؐ نے جنت و نار کا مشاہدہ فرمالیا۔

عرفات کے میدان میں شیطان کو ذیل و ثبور کرتے ہوئے دیکھ لیا۔

یوم بدر میں ملائکہ مسومین کی فوجوں کے پرے مشاہدہ فرمالئے اور ایک شب تار میں غیبی حقائق یعنی فتن و آلام کے نزول کا معائنہ فرمالیا۔ درحالیکہ وہاں مادی شیشوں کی کوئی دوربین درمیان میں نہ تھی۔

حضرت سلیمان علیہ السّلام نے تختِ سلیمانی پر فضا میں پروازیں کیں اور ہوائیں ان کے اشاروں پر چلیں۔ حالانکہ آج کے ہوائی جہازوں کی ساخت کی طرف اس وقت کوئی ادنیٰ التفات بھی کسی کے ذہن میں نہ تھا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ صرف فضاء آسمانی بلکہ سارے ہی آسمانوں کا سفر لمحوں میں طے فرمالیا۔ حالانکہ وہاں کسی پٹرولی طیارہ کا واسطہ اس سیر میں نہ تھا کہ طیاروں کا تخیل بھی کسی کے ذہن میں نہ تھا اور طیارے ہوتے بھی تو انہیں آسمانی سیر سے کیا علاقہ ہوتا۔

اس طرح کے ہزارہا واقعات بطونِ تاریخ میں منضبط ہیں جس سے یہ اندازہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوتا ہے کہ روحانی قوتوں کے مالک مادّوں کے غلام کبھی نہیں ہوئے بلکہ مادیات ہی نے ان کے اشارۂ ابرو پر ہمیشہ کام کیا اور ان کی غلامی کی۔

خلاصہ یہ ہے کہ روح کے اصلی شان استغنار ہے کہ وہ اپنے منبعِ وجود ذاتِ حق سے وابستہ رہ کر اور اسی کے ساتھ اپنی مناسبتوں اور مماثلتوں کو بحال رکھ کر اپنے کسی فعل میں ان مادّیات کی جواس۔ سے بدرجہا کمتر ہیں محتاج نہ ہو۔ جیسا کہ اُس کی فطری لطافتوں کا تقاضا ہے اور جس کی متعدد مثالیں انبیاء علیہم السّلام کے معجزات اور اولیاء اللہ کی کرامات وخوارق سے پیش کی گئیں جن میں ایک لمحہ کے لئے بھی مادیات سے کوئی مدد نہیں لی گئی، بلکہ وہ محض روحانی آثار کے مظاہرے ہیں جن میں مادیات کو روحانیت کے سامنے جھکنا پڑتا ہے۔

مادی تصرّف کوئی حقیقی کمال نہیں

بہرحال روحانی اقتدار کے ان ثابت شدہ نمونوں اور خوارق کی ان سچّی مثالوں سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ ایک باکمال روح کا اصلی کمال درحقیقت مادیات سے مستغنی ہونے اور مادّی وسائل کی گرفت سے آزاد ہو جانے میں پنہاں ہے ورنہ کسی روح کا مادّیات میں مادی وسائل کے ذریعہ تصرّفات کر لینا خود روح کا کوئی مخصوص کمال اور ممتاز کارنامہ نہیں ہے۔ یوں تو ایک مادہ بھی مادّہ میں بلا واسطۂ روح تصرف کر لیتا ہے۔

کہیں مٹی اور غبار اُڑ اُڑ کر بھی چند صدیوں میں دریا کو خشکی بنا دیتا ہے۔ رواں پانی نشیب میں نئے نئے نکاس نکال کر بَر کو بحر اور بحر کو بَر بنا دیتا ہے۔ کوہِ آتش فشاں پھٹ کر خنک فضا کو کرۂ نار بنا دیتا ہے۔ ہوائیں چل چل کر تالابوں اور جھیلوں کو خشک کر دیتی ہیں۔ پس مادّہ میں تصرفات کر لینا اگر کوئی کمال ہے تو یہ کمال تو ... دی قوتیں بھی کر دکھاتی ہیں جہاں روحانیت کا کوئی توسط نہیں ہوتا۔ پس اگر انسان کی انسانیت ان عناصر سے بدرجہا افضل ہے اور ضرور ہے اور اگر وہ عناصر کے تینوں موالید میں اعلیٰ و اشرف ترین نوع ہے اور بلاشبہ ہے تو اس کا مابہ الفخر یا مابہ الامتیاز کمال وہ نہیں ہو سکتا جو اس سے ارذل ترین اشیاء سے بھی سرزد ہو سکتا ہو، خصوصاً جبکہ روح کے یہ تصرفات بھی ان مادّیات ہی کے واسطہ سے ہوں۔ گویا روح ان کی وساطت کے بغیر اس تصرف پر بھی قادر نہ ہو تو پھر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

روح کے لئے یہ بے کمال ہی نہیں بلکہ ایک کھلا ہوا عیب ہوگا کہ اپنے سے ارذل ترین اشیاء کی محتاج بن جائے اور اپنا کمال ان سے ڈھونڈنے لگے۔ کیونکہ کسی کامل کے لئے عیب کی جڑ استکمال بالغیر ہے۔ جبکہ وہ غیر اپنے سے ارذل اور کمتر ہو۔ ہاں اپنے سے برتر سے استکمال کرنا عیب کی بجائے ایک بہترین ہنر ہے۔ کیونکہ بلا استکمال بالغیر اپنی ذات سے خود بخود باکمال ہونا صرف ایک ذاتِ بابرکاتِ حق کی ہی شان ہوسکتی ہے جو ہر عیب سے منزہ اور ہر کمال کا منبع و مخزن ہے۔ مخلوق کسی حال میں بھی بے عیب محض نہیں ہوسکتی اور کچھ نہیں تو مخلوقیت کا عیب تو اس سے ہٹ ہی نہیں سکتا جس کی حقیقت عدم اصلی نکلتا ہے اور جب کہ مخلوق ذات کے درجہ میں معدوم نکلی تو ناگزیر یہ ہے کہ درجۂ ذات میں کمالات سے عاری بھی ہو کہ عدم ہی تمام نقائص و عیوب کا منبع ہے اور ظاہر ہے کہ پھر اس عیب دار کے باکمال بننے کی اس کے سوا کوئی صورت نہیں کہ وہ اسی منبعِ وجودِ ذات (یعنی حق جل مجدہٗ) کی طرف رجوع کر کے استکمال کرے جو کمالات کا مخزن اور عیوب سے مبرا ہے۔ نہ یہ کہ حصولِ کمال کے لئے اپنے سے ارذل ترین چیز (مادہ) کی طرف جھکنے لگے کہ مادیت انسان کے لئے نہ مابہ الشرف ہے نہ مابہ الفخر، کیونکہ مادیت تو اس کی بھی وہی ہے جو گدھے اور بیل کی ہے۔ اس لئے واضح ہے کہ اگر وہ حصولِ کمال کے لئے اپنے بدن یا مادیت کی طرف جو مجموعۂ عناصر ہے رجوع کرے، گویا آگ، پانی، ہوا، مٹی سے کمال کا جویا ہو تو وہ استکمال نہیں بلکہ ازالۂ کمال اور استحصالِ نقص ہے کہ اپنے سے ارذل کی احتیاج و غلامی ہے اور گویا سلاطین کا غلاموں کی بندگی کرنا ہے جو بذاتِ خود ایک بدترین اور شرمناک عیب ہے۔

پس اگر سائنس کی حقیقت یہی ہے کہ انسان مادہ کے ذریعے مادوں میں سے تصرفات کرنے پر قادر ہو جائے تو اس صورت میں انسان آگ پانی کے گھروندہ سے باہر ہی نہیں نکلتا کہ اسے حقیقی انسانیت کا حامل کہا جائے بلکہ ایک ناقص اور عیب دار انسان ثابت ہوتا ہے جس کا عیب بھی حد سے گزر کر شرمناک ہو۔ ورنہ کم سے کم کوئی ایسا ہنر تو کسی سے بھی ثابت نہیں ہوتا کہ جس سے انسانیت کی کوئی امتیازی شان ہویدا ہوتی ہو۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انسان میں محتاجگی کی اصل مادہ ہے

ہاں اگر مادہ میں کچھ بھی استغناء کی شان ہوتی تب بھی ممکن تھا کہ اُس کی غلامی سے تھوڑا بہت استغناء ہی ہاتھ لگ جاتا لیکن جب کہ خود اُس کی اصل اور ذاتی صفت ہی محتاجگی اور پابستگی ہے اور گویا مجبوریت ہی اس کی شانِ امتیاز ہے تو اس کی غلامی سے کیا استغناء تو کیا حاصل ہوتا، حاصل شدہ استغناء بھی فناء ہو جائے گا اور مجبوری در مجبوری پیدا ہو جائے گی جو تمام ذلتوں کی جڑ ہے۔ پس روح جیسے مستغنی جوہر کا مادہ جیسے مجبور و محتاج عنصر کی دہلیز پر جھکنا حقیقتًا اپنی امتیازی شان کا فنا کر دینا ہے۔

عناصر اربعہ کے اخلاق اور ان کی محتاجانہ خاصیتیں

ہاں اب یہ معمہ حل طلب رہ جاتا ہے کہ اس چور نگ مادہ میں یہ ذاتی محتاجگی کیوں ہے؟ اور کہاں سے آئی ہے؟ سو ظاہر ہے کہ ہر چیز کی خیر و شر اس کی طبعی اخلاق سے پھوٹتی ہے۔ اس چورنگ مادہ کے جبلّی اور طبعی اخلاق ہی سرتا پا احتیاج و غلامی ہیں۔ اس لئے انسانی نفس جس حد تک بھی مادہ اور مادّیات کا شغل قائم رکھے گا اسی حد تک محتاجگی اور غلامی کا اکتساب کرتا رہے گا۔ چونکہ انسان کے نفسِ امّارہ کا نشو و نما اور امتزاج انہی عناصر اربعہ سے ہے اس لئے وہ انسان کو پستی و دنائیت اور محتاجگی کی طرف لے چلتا ہے جو درحقیقت عناصر کی طبعی اور خاموش رہنمائی ہوتی ہے۔ اگر اس انسانیت پر روحانیت کا نور فائز نہ کیا جائے یا وہ اپنی روحانیت کی پناہ میں نہ آئے تو یہ چورنگ مادّہ اور اس کے جبلی اخلاق ایک لمحہ کے لئے بھی اسے محتاجگی اور بے بسی کی دَلدل سے نہیں نکلنے دیتے کہ مادہ کی خلقت و جبلت ہی بے بسی اور محتاجی ہے۔

مٹی اور اس کے جبلی اخلاق

چنانچہ اوّلاً مٹی ہی کو لے لیجئے اور غور کیجئے کہ اس کی جبلّی اور بنیادی خاصیت کیا ہے؟ ظاہر ہے کہ اس کی حسّی خاصیت تو پستی اور تسفّل ہے اور معنوی یا اخلاقی خاصیت قبض اور بخل ہے۔ چنانچہ جو چیز بھی زمین میں رکھ دی جائے اُسے دبا لے گی اور

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب تک آپ اُس کا جگر چاک کر کے خود ہی نہ نکالیں، نہ دے گی۔ آدم کی اولاد کے نامعلوم کس قدر خزانے اور کتنے دفینے اس نے اپنے بطنِ حرص و آز میں چھپا رکھے ہیں اور اُس کا پیٹ چاک کر کے نکال لو تو فبہا ورنہ از خود اطلاع نہ دے گی نہ چیز دے گی۔ آپ زمینی کشتِ زار کو دیکھ کر خیال نہ کریں کہ زمین تو بڑی فیاض ہے جو ایک کے سو کر دیتی ہے اور کھیتوں کے ذریعہ اس کے جود و سخا کی داستان سنانے لگیں۔ کیونکہ دانہ خود آپ کا ہے جس میں زمین کا دخل نہیں اور اگر وہ زمین سے حاصل شدہ بھی ہے تو وہ بھی کسی ڈالے ہوئے دانہ کا طفیل ہے نہ کہ خود زمین نے دانے اور بیج کی بھی ایجاد کی ہے۔

اس سے واضح ہے کہ سب سے پہلی اور ابتدائی کھیتی کا بیج یقیناً باہر سے زمین میں ڈالا گیا ہے نہ کہ زمین نے ابتدار کی ہے۔ پس دانہ یقیناً آپ کا ہے نہ زمین کا۔ اس لئے داد و دہش کی ابتدار زمین سے نہیں ہوتی بلکہ انسان سے۔ پھر دانہ ڈال کر اس کو محفوظ رکھنے، بڑھانے اور پھر نکالنے کے سامان بھی آپ ہی کی طرف سے ہیں۔ اگر پانی نہ دیا جائے تو زمین اصل بیج کو بھی سوخت کر دیتی ہے۔ چہ جائیکہ اُسے باقی رکھ کر بڑھائے۔ پس پانی دینا درحقیقت بیج کو باقی رکھنا، بڑھانا اور بڑھا کر اس میں سے دوسرا دانہ کھینچ لینا ہے۔ گویا پانی اس دانہ کو بڑا بنا کر کھینچ لینے کا ایک آلہ ہے۔ اس لئے زمین نے نہ محض خود بیج کو بڑھا نہ دیا بلکہ پانی کا لشکر بھیج کر آپ نے جبرًا اس سے راس المال مع سود کے منگوا لیا۔ اس لئے زمین کا ذاتی حصہ قبض و بخل بحالہ ثابت شدہ رہا۔ اب جبکہ یہی قابض اور بخیل مادّہ انسان کا جزوِ اعظم ہے اور وہ مشتِ خاکی کہلایا۔ تو جبلی طور پر اس کے نفس میں پہلا خلق یہی قبض اور بخل کا سرایت کرتا ہے۔ چنانچہ پیدا شدہ بچہ کو ذرا بھی ہوش آتا ہے تو وہ قبض اور بخل یعنی لینے اور ہضم کرنے کے لئے چیختا ہے نہ کہ دینے اور ترک کرنے کے لئے۔ آپ جو چیز بھی بچہ کے سامنے ڈال دیں گے اُسے اٹھائے گا اور طبعی تقاضا سے منہ کی طرف لے جائے گا تاکہ اسے قبض کر کے ہضم کر جائے۔ اسے دیتے رہو گے تو وہ خوش رہے گا اگر چھیننے لگو تو چلائے گا۔

پس جبلی طور پر اس کی طبیعت سخا اور ایثار کی طرف نہیں جاتی بلکہ قبض اور بخل کی طرف کہ اس کے عنصرِ خاکی کا غالب خلق یہی قبض و بخل ہے اور ظاہر ہے کہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قبض و بخل جس کا منشاء حرص و طمع ہے، محتاجگی اور غلامی پیدا کرتے ہیں۔ غناء و استغنأ سے انہیں کوئی واسطہ نہیں۔ کیونکہ بخیل اوّل تو خود اس شئے کا محتاج ہوا جس میں بخل ظاہر ہُوا۔ پھر اس شخص کا محتاج ہُوا جس کی شئے ہے۔ پھر اس کی عطار کا محتاج جس کی بدولت یہ شئے اس کے پاس آئے گی۔ پھر اگر معطی اور عطا اور عطیہ نہ ہو تو یہ بخیل اس درجہ محتاج ہے کہ اپنے بخل کا بھی پوری طرح اظہار نہیں کر سکتا۔ اس لئے ایک بخیل کسی چیز کے لینے سے پیشتر تو معطی کا محتاج ہے اور لینے کے بعد اس عطیہ کا محتاج ہو جاتا ہے کہ اپنے قلب و قالب کو اس سے جُدا کر لینے کی قدرت نہیں رکھتا اس لئے بخیل کے اوّل و آخر محتاجی اور غلامی ہی نکلتی ہے اور زمین میں چونکہ یہی وصف ایک امتیازی وصف ہے اس لئے اس کی محتاجگی و ذلّت بھی سارے ہی عناصر سے زائد ہے۔ اس لئے یہ خاکی انسان خاکی رہتے ہوئے جبلّی طور پر بخل کے رذیلہ میں گرفتار رہتا ہے جو سراپا احتیاج (نمایاں ہو) ذلّت ہے۔

اور قبض و بخل کے بجائے سخا و ایثار پیشہ بن جائے تو اس کا ثمرہ استغنار ہے جو سراپا عزّت و محبوبیّت ہے اور اس میں کسی غیر کی احتیاج و غلامی نہیں بلکہ غیر ہی سے اپنی غلامی کراتا ہے۔

آگ اور اُس کے جبّلی اخلاق

اسی طرح آگ کو لو تو اس کی طبعی خاصیت اور جبلّت ترفّع ہے کہ سر نیچا ہی نہیں کرتی کسی واجبی مصلحت سے بھی دباؤ تو نہیں دیتی۔ گویا آگ خاک کی ضد ہے کہ وہ ہمہ تن پستی ہے اور یہ سرتاپا تعلّی ناری۔ شیطان نے یہی کہہ کر آدمؑ کے سامنے سر جھکانے سے انکار کر دیا تھا کہ خَلَقْتَنِیْ مِن نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ۔ ظاہر ہے کہ انسان میں آگ کا بھی ایک کافی حصہ رکھا گیا ہے، چنانچہ اس کی بدنی حرارت اور بعض اوقات بخار کا ہیجان اس کی کافی دلیل ہے۔ اس لئے ہوش سنبھالتے ہی اس میں جبلّی طور پر وہی ترفع و تعلّی شیخی اور انانیت کا جذبہ اُبھرتا ہے جو حقیقت پر ناری اثر ہے۔ چنانچہ تعلّی اور شیخی سے مغلوب ہو کر جب انسان میں جوش غضب اور غصّہ کی لہر دوڑ جاتی ہے۔ اس کی رگیں پھول جاتی ہیں اور چہرہ پر آگ کی سُرخی آجاتی ہے تو عرف میں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھی کہا جاتا ہے کہ فلاں شخص آگ بگولا ہو گیا۔ فلاں میں غصّہ کی آگ بھڑک اٹھی۔ یہ نہیں کہا جاتا کہ فلاں میں غصّہ کا پانی بہہ گیا۔ یا غصّہ کی مٹّی بکھرنے لگا۔ بلکہ مٹّی ہو جانا اُس کے ٹھنڈے ہو جانے کی علامت شمار ہوتی ہے کہ مٹّی درحقیقت آگ کی ضد ہے۔

بہرحال انسان کا یہ ترفع و تعلّی اور انانیّت درحقیقت وہی ناری خلق ہے۔ اب اس خلق پر غور کرو تو یہ بھی سراپا احتیاج و ذلّت نظر آئے گا۔ کیونکہ تعلّی اور ترفع کا حاصل دوسروں پر بڑا بننے اور اپنے آپ کو ان کی نظروں میں بڑا دکھانے یا ان کے خیال پر نکلا، جس کے یہ معنیٰ ہوتے ہیں کہ اگر دوسرے ہی نہ ہوں یا ان کا خیال اس کی بڑائی کی طرف نہ آئے یا اگر ہٹ جائے تو اس کی بڑائی کی عمارت منہدم ہو جائے۔ ظاہر ہے کہ اس سے زیادہ محتاجگی اور کیا ہو گی کہ عزّت ہماری ہو اور تابوہیں دوسرے کی ہو۔ رفعت ہماری ہو اور دوسرے کے خیالات کی بہنے والی رَو میں بہتی جا رہی ہو کہ دوسرے پاس بھی اسے تمکّن اور استقرار نصیب نہیں۔

اسی بنا پر تعلّی و تفاخر کے لئے مداراۃ ناس اور تملّق بھی لازمی ہے تاکہ ان کا خیال بدلنے نہ پائے اور یہ ترفع کا مُہو کا ان کی نظروں میں مُشبک نہ ہونے پائے۔

پس جو خلق ایک انسان کو ہزارہا انسانوں کا محتاج بناتا ہو اس سے زیادہ ذلّت آمیز اور احتیاج خیز خلق اور کون سا ہو گا؟ ہاں اس کے بالمقابل تواضع کا خلق ہے جس کی حقیقت بلا مجبوری و پابندی محض اپنے قصد و ارادہ سے کسی کے سامنے جُھکنا ہے جس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ ہم آپ کے اس خیال کے محتاج نہیں کہ آپ ہمیں کیا سمجھتے ہیں؟ آپ جو کچھ بھی ہمیں سمجھیں وہ سمجھیں، مگر ہم تو اپنی اصلیت پر ہیں، جو آپ کے سمجھنے نہ سمجھنے سے کسی حال میں بھی تبدیل نہیں ہو سکتی۔

پس تواضع کا حاصل استغناء، اور ترفع کا حاصل محتاجگی اور غلامی نکل آیا۔ نیز تواضع کے سلسلہ میں بلند اور رفیع ہوتے ہوئے قصد و ارادہ سے جھکنا اعتماد علی النفس کی دلیل ہے کہ اس پر قابو کو قابو ہے کہ وہ اپنی ناریت سے مرتفع ہونا چاہتا تھا اور ہم اُسے حاکمیت سے جُھکا دیتے ہیں اور ظاہر ہے کہ نفس پر قدرت اور قابو مالکیت کی دلیل ہے جو محتاجگی کے منافی ہے۔ کیونکہ محتاجگی ہمیشہ مملوکیت میں ہوتی ہے نہ کہ مالکیت میں۔ اور شیخی میں انسان کو اپنے اوپر قدرت نہیں رہتی جو مجبوری اور

www.KitaboSunnat.com
محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محتاجگی ہے۔ پس تواضع سے استغنار اور ترفع و نخوت سے احتیاج و غلامی پیدا ہونا اس جہت سے بھی تواضع ہے۔

غرض جب تک انسان اس ناریت کے حال سے رہا نہ ہو، یہ ناری خلق اُسے محتاج اور ذلیل ہی بنائے رکھتی ہے کہ احتیاج کی خاصیت ہی ذلت و مسکنت ہے۔ حاصل یہ نکلا کہ آگ بھی اپنی جبلت سے محتاجگی کا ثمرہ پیدا کرتی ہے نہ کہ غنار کا۔

ہَوا اور اُس کے جبلّی اخلاق

اسی طرح ہَوا کو لیجئے کہ اس میں انتشار اور پھیلاؤ کی خاصیت ہے کہ وہ ہر جگہ موجود رہے۔ ہر جگہ گھسی رہے، ہر جگہ بھری رہے، ذرّہ ذرّہ اس سے وابستہ رہے۔ گویا اسے پھیلنا رہے۔ انسان میں ہوائی جُزو بھی ہے جیسے ریاح اور سانس وغیرہ سے نمایاں ہے۔ تو وہ بھی چاہتا ہے کہ مَیں ہر جگہ موجود رہوں، ہر جگہ گھسا رہوں، ہر زمان اور ہر مکان میں میرا وجود رہے۔ مگر چونکہ اس کا مادی نفس اتنا پھیلاؤ نہیں رکھتا کہ وہ خود ہر جگہ رہے۔ اس لئے وہ انتشاریّت، شہرت اور ہَوا بندی چاہتا ہے کہ لوگ جگہ جگہ میرا چرچا کریں، میرا ذکر پھیلائیں اور اپنے ذکر و تذکرہ کے ذریعہ مَیں ہر جگہ موجود رہوں۔ پس ہوائے شہرت انسان میں اسی ہوائی جُزو کا اثر ہے۔ غور کرو تو اس شہرت پسندی کے خلق کا حاصل بھی وہی محتاجگی ہے۔ کیونکہ انسان کی یہ خواہش بھی اس کے بغیر پوری نہیں ہوسکتی کہ پہلے دوسرے ہوں پھر وہ اُسے پہچانیں اور اس کے بعد اس کی ہَوا بندی بھی کریں۔ اس کا پروپیگنڈہ اور چرچا بھی کریں۔ اور اُسے اڑاتے بھی رہیں۔ پس اس خلق کا حاصل بھی وہی غیروں کی احتیاج نکل آئی۔ اس لئے شہرت پسندی بھی کوئی عزت آفرین خلق نہیں بلکہ ایک ذلت افزا ملکہ ہے جو اپنے مقاصد کو دوسروں پر معلق کر دیتا ہے۔ برخلاف شہرت پسندی کی ضد کے جسے اخفار و تستر کہتے ہیں کہ اس کی حقیقت میں خود بخود مگن رہنا اور دوسروں سے ہمہ تن مستغنی اور بے پرواہ ہوجانا ہے۔ درآں حالیکہ اس غنار پر جو قدرتی شہرت کا ثمرہ مرتب ہوتا ہے وہ اس مصنوعی اور جعلی شہرت سے بدرجہا پائدار ہوتا ہے۔ بہرحال ہَوا کے خلق کا حاصل بھی وہی محتاجگی اور جگہ جگہ مارے مارے پھرنا نکل آیا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پانی اور اُس کے جبلّی اخلاق

اسی طرح پانی کو لو تو اس کا طبعی فعل ہے، عدم الکف اور عدم الضبط۔ یعنی پانی میں اعتماد علی النفس کا نشان نہیں۔ وہ اپنے نفس کو خود نہیں روک سکتا۔ ہر طرف سے آپ روک لگائیں رک جائے گا اور جہاں بند ٹوٹا یا برتن پھوٹا، وہیں پانی بکھرا اور سیدھا چل رہا ہے اور جہاں ذرا نشیب آیا وہیں بہہ گیا۔ ذرا کسی نے زمین کھود ڈالی اور وہ اپنا مُستقر چھوڑ کر وہیں آ رہا۔ انسان میں بھی چونکہ پانی کا جزو موجود ہے جیسا کہ تھوک، رینٹ، بلغم، پیشاب وغیرہ سے واضح ہے اس لئے اُس میں بھی ضبطِ نفس کا پیدائشی طور پر نشان نہیں ہوتا۔ ذرا کسی کی اچھی چیز دیکھی، بکھر پڑے۔ کسی عورت پر نظر پڑ گئی تو گھورنے لگے۔ کوئی قبول صورت چیز نظر آ گئی تو وہیں اس کے پیچھے ہو لئے۔ کوئی عمارت اچھی دیکھ لی تو وہیں للچاتی نظروں سے اُسے دیکھنے لگے کہ کاش یہ بلڈنگ ہماری ہوتی۔

غرض ذرا سا نشیب سامنے آنے سے بکھر پڑنے کا مادہ انسان میں آبی جُزو سے آیا ہے۔ مگر اُس کا حاصل بھی وہی احتیاج اور بے بسی ہے۔ کیونکہ غیر کو دیکھ کر قابو میں نہ رہنا اور اپنے نفس کو سنبھال نہ سکنا، عدم قدرت اور عجز کی دلیل ہے اور عجز جڑ ہے محتاجگی کی۔ ہاں ضبطِ نفس اور اچھی سے اچھی چیز دیکھ کر بھی اس سے بے نیاز رہنا خود کو قابو میں رکھنا اور گرنے سے بچا لینا قدرت کی دلیل ہے جس کا حاصل بھی وہی استغنا نکلتا ہے اس لئے پانی کی طبعی خاصیت بھی وہی احتیاج اور غلامی نکل آئی۔

رزائلِ نفس کے چار اصول

پس اس طرح ان مادی اخلاق یا رزائلِ نفس کے چار اصول نکل آتے ہیں قبض و بخل، تعلّی و ترفع، شہرت پسندی و انتشاریت، عدم ضبطِ نفس، یعنی حرص و ہوا جو آدمی کو سراپا احتیاج و غلامی بنا دیتے ہیں۔

فضائلِ نفس کے چار اصول

ہاں پھر یہیں سے استغنار و خودداری کے اصول پر بھی روشنی پڑ جاتی ہے کہ وہ ان

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اخلاقِ چار گانہ کی ضد ہو سکتے ہیں۔ چنانچہ قبض وبخل کی ضد سخا وایثار ہے۔ کبر و نخوت کی ضد تواضع و فروتنی ہے۔ شہرت پسندی اور نام آوری کی ضد اخفار وتستّر ہے حرص و ہوا اور بکھر پڑنے کی ضد ضبطِ نفس اور قناعت ہے۔ اور جبکہ یہ چار گانہ اصل مادہ کے چار گانہ اخلاق کی ضدیں ہیں تو یقیناً انہیں مادی اخلاق بھی نہیں کہا جا سکتا، بلکہ اس رُوح کے روحانی اخلاق شمار کئے جائیں گے جو مادہ کی ضد ہے اور اس طرح اگر مادہ کے جوہر میں سے رذائلِ نفس کے چار اصول نکلے تھے تو رُوح کے جوہر میں سے فضائلِ نفس کے بھی چار ہی اصول نکل آئے۔ ایثار، تواضع، اخفار، قناعت ∴

اخلاق کا ظہور اعمال کے بغیر ممکن نہیں

لیکن یہ بھی ایک واضح حقیقت ہے کہ اخلاق کے جبلی آثار افعال ہی کے ذریعہ ظاہر ہو سکتے ہیں۔ اگر ان اخلاق کے مناسب افعال سرزد نہ ہوں تو اخلاق کے طبعی آثار ظہور پذیر ہی نہیں ہو سکتے جیسے مثلاً خلقِ شجاعت کی تاثیرات بغیر فعل مقاتلہ و مقابلہ کے کبھی نہیں کھل سکتیں۔ خلقِ سخاوت کی تاثیرات بغیر فعلِ داد و دہش کے کبھی نمایاں نہیں ہو سکتیں۔ خلقِ تواضع کی کیفیات بغیر انکساری کے جھکاؤ کے سامنے نہیں آسکتیں۔ یہی حال اور تمام اخلاق کا بھی ہے۔ اس لئے ناگزیر ہے کہ ان مادی اخلاق کے اثراتِ محتاجگی اور روحانی اخلاق کے آثار کو ظاہر کرنے والے افعال کون سے ہیں؟

مادی اخلاق کا مظہر فعلِ امساک ہے

سو مادی اخلاق کے آثار پر جہاں تک غور کیا، اُن کا حاصل بجز خود غرضی اور خود طلبی کے اور کچھ نہیں نکلتا۔ بخل ہو یا حرص، شہرت پسندی ہو یا تعلّی، سب کی بنیاد نفس کی اس خواہش پر ہے کہ مال و جاہ سب کا سب ساری دنیا سے کٹ کر تنہا اسی کے دامنِ ہوس میں سمٹ آئے۔ گویا ہر چیز کا اوروں سے روک کر اپنے لئے مختص کر لینا ان نفسانی اخلاق کا مقتضیٰ ہے۔ چنانچہ قبض اور بخل میں اپنی مقبوضہ چیز اوروں سے روکی جاتی ہے۔ حرص و ہوس میں دوسروں کی مقبوضہ چیز ان سے روک کر اپنے لئے پسند کی جاتی ہے تعلّی و ترفّع میں ہر درجہ کمال کو دوسروں سے منفی کر کے اپنے سے مختص ظاہر کیا جاتا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شہرت پسندی اور نام آوری میں اوروں کی نمود روک کر صرف اپنا نام چاہا جاتا ہے۔

پس ان سب اخلاق میں کسی نہ کسی جہت سے اوروں سے رکاوٹ اور اپنا اختصاص کار فرما رہتا ہے۔

اس لئے واضح ہو جاتا ہے کہ اخلاق کے طبعی آثار کو جو فعل بطور قدر مشترک کے کھولتا ہے وہ اِمساک ہے۔ بخل و حرص میں یہ اِمساک مالی ہوتا ہے اور تعلی و نام آوری میں امساک جاہی۔ مگر حُبِ جاہ ہو یا حُبِ مال، دونوں کا مظاہرہ اس فعلِ امساک ہی سے ہوتا ہے۔ گویا ان اخلاق کے طبعی آثار خود غرضی و محتاجگی بغیر فعل امساک کے نمایاں نہیں ہو سکتے۔

روحانی اخلاق کا منظہر فعلِ نفاق ہے

ادھر روحانی اخلاق چونکہ ہر ہیئت سے مادی اخلاق کی ضد ہیں۔ اس لئے ان کے طبعی اثرات اور ان اثرات کا ظاہر کرنے والے افعال بھی مذکورہ افعال کی ضد ہی ہو سکتے ہیں۔ چنانچہ یہ ایک کھلی ہوئی حقیقت ہے کہ جیسے مادی اخلاق کا اثر خود غرضی تھا، روحانی اخلاق کا اثر بے غرضی ہے۔ چنانچہ ایثار و تواضع ہو یا اخفار و قناعت، ان میں سے کسی ایک خلق کی بنیاد بھی نفس کی اس خود غرضانہ خواہش پر نہیں ہے کہ سب کچھ تنہا اسی کو مل جائے۔ بلکہ اس پر ہے کہ اپنا واجبی حق بھی دوسروں کے لئے چھوڑ دیا جائے۔ چنانچہ سخاوت میں اپنی چیز دوسروں کو دی جاتی ہے، قناعت میں دوسروں کی چیز انہی کے لئے چھوڑ دی جاتی ہے۔ تواضع میں اپنی عزت دوسروں پر نثار کی جاتی ہے اور اخفار میں دوسروں کی عزت کے لئے پورا میدان دے دیا جاتا ہے۔

غرض ان تمام اخلاق کی بنیاد دوسروں سے روکنے یا چھیننے پر نہیں بلکہ دوسروں کو دینے اور عطاء و نوال پر ہے، اس لئے واضح ہوتا ہے کہ جو فعل ان روحانی اخلاق کے طبعی آثار کو کھولتا ہے، وہ فعلِ امساک نہیں بلکہ اس کی ضد انفاق ہو سکتا ہے سخاوت و قناعت میں یہ انفاق مالی ہوتا ہے اور تواضع و اخفار میں انفاق جاہی، مگر استغنار مالی ہو یا استغنا رجاہی، بغیر فعلِ انفاق کے کھل نہیں سکتا اور یہ ایک مشاہدہ ہے کہ جاہ و مال سے یہ بے نیازی ایک طرف تو غیروں سے غنی بنا دیتا ہے اور دوسری طرف

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنے میں بے غرضی مستحکم کر دیتی ہے، جس سے وسعتِ صدر اور فراخدلی کا پیدا ہو جانا ایک قدرتی امر ہے اس لئے ان روحانی اخلاق کا اثر وسعتِ حوصلہ، استغنار، وقار، خودداری و بے نیازی اور بے احتیاجی نکلتا ہے جس کے ظہور کا ذریعہ انفاق ثابت ہوتا ہے۔
شریعت کی اصطلاح میں اس نفاق ہی کا نام صدقہ ہے۔ جس کے معنی جان و مال آبرو و قول و عمل کو مالک الملک کے لئے دینے اور خرچ کرنے کے ہیں۔ پھر صدقہ کرنے میں چونکہ محبوباتِ نفس اور لذائز طبع کو ترک کرنا پڑتا ہے جو نفس پر بالطبع شاق ہے۔ اس لئے اس کا دوسرا نام مجاہدہ بھی ہے۔ اس لئے خاصہ یہ نکلا کہ طبعی امساک کے ذریعہ انسان میں جو محتاجگی اور تنگی قائم ہوتی ہے۔ اس کے مٹانے اور اس کی جگہ استغنار و خودداری کی دولت جاگزین کرنے کا ذریعہ صرف صدقہ و مجاہدہ اور انفاق فی سبیل اللہ ہے۔
گویا انفاق کا جو درجہ بھی امساک کے مقابلہ پر آتا رہے گا اُسی درجہ نفسِ انسانی میں محتاجگی و غلامی مٹ کر استغنار کے مراتب قائم ہوتے رہیں گے۔ کیونکہ صدقہ سے وہ مادی اخلاق مضمحل اور کمزور ہوتے جائیں گے۔ جن کی بدولت امساک کے افعال نمایاں ہوتے تھے۔

صدقہ سے غنا کس طرح حاصل ہو سکتا ہے؟

چنانچہ ایک صدقہ دینے والا جب اپنے محبوب مال و متاع کو اپنے سے کھو دیتا ہے تو ظاہر ہے کہ اس نے قبض و بخل کی تو جڑ کاٹ دی، جو ارضی خلق تھا، ورنہ غلبۂ بخل کے ہوتے ہُوئے یہ متاع جدا ہی کب کی جا سکتی تھی، اور ظاہر ہے کہ جس حد تک بھی قبض و بخل کا ذریعہ سست پڑے گا جو محتاجگی کی جڑ تھا، اُسی حد تک سخا و ایثار کا ملہ راسخ ہوگا جو ذریعۂ استغنار ہے اور اس طرح استغنار کے ایک بڑے درجہ پر فتح ہو جائے گا۔
پھر جب کہ ایک صدقہ دہندہ کو عطار و نوال میں لطف محسوس ہونے لگا تو ظاہر ہے کہ اب وہ دوسروں کی چیز پر نہ نگاہِ حرص ڈال سکے گا نہ کسی کی چیز دیکھ کر بکھر سکے گا، بلکہ اس کے عطار و تصدّق کے معنی ہی یہ ہیں کہ وہ کم سے کم پر اپنے نفس کو تھامے رکھنے کا خواہشمند ہے جسے قناعت کہتے ہیں۔ پس اسی صدقہ و انفاق کے ذریعہ حرص کا بھی خاتمہ ہو گیا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جو آبی خلق تھا اور اس طرح استغنار کا ایک دوسرا مقام طے ہو گیا۔

فرق اگر ہے تو یہ کہ پہلے مقام پر پہنچ کر اپنی چیز کی محبت قطع ہوئی تھی جس سے بخل قائم تھا اور دوسرے مقام پر پہنچ کر غیر کی چیز سے محبّت جاتی رہی جس سے حرص قائم تھی اور اس طرح ایک انسان مالی سلسلہ میں نہ اپنا غلام رہا نہ دوسروں کا، پھر جب کہ یہ صدقہ اخفار کے ساتھ کیا گیا جس میں نام و نمود کی کوئی خواہش نہیں ہو سکتی ورنہ چھپانے کی کیا ضرورت تھی تو اس سے شہرت پسندی اور نام آوری کی جڑ کٹ گئی جو ہوائی خلق تھا۔ اس عظیم محتاجگی کی جڑ کٹ جانے سے جس کی تفصیلات آ چکی ہیں استغنار کا ایک اور مقام میّسر آ گیا۔

پھر ظاہر ہے کہ یہ صدقہ دہندہ اپنے اس عمل کو چھپانے کی سعی جب ہی کر سکتا ہے جب کہ اُسے اپنا یہ عمل دوسروں کے عمل سے کم نظر آئے اور وہ اپنے عمل کی دوسروں کے عمل کے مقابلہ میں کوئی برتری اور بڑائی اپنی نگاہوں میں محسوس نہ کرے ورنہ وہ اس عمل کو مخفی رکھنے کے بجائے دوسروں کے عمل سے برتر اور فائق تر ظاہر کرنا اور جا بجا اس کا چرچا کرنا پسند کرتا۔ لیکن جبکہ وہ اپنے صدقہ کو دوسروں کے صدقات سے نسبت تک دینے سے رُک رہا ہے تو صاف ظاہر ہے کہ وہ اپنے عمل کے تفوّق و برتری کے خیال سے بھی جدا ہو چکا ہے اور اس طرح دوسروں کی نسبت خود اپنی ذات کی برتری اور تعلّی سے بھی بے زار ہے۔ ظاہر ہے کہ اس اخفار صدقہ سے تعلّی اور ترفع کی جڑ بھی کٹ گئی جو آتشی خلق تھا اور اس طرح استغنار کا ایک چوتھا مقام میسّر آ گیا۔

پھر یہ بھی ظاہر ہے کہ اپنی نیکی کے اخفار میں مبالغہ اور وہ بھی اس حد تک کہ اپنے بائیں ہاتھ کو بھی پتہ نہ چلے کہ دائیں ہاتھ نے کیا دیا اور کس کو دیا۔ گویا خود اپنے نفس کو بھی خبر نہ ہو جس کے معنی یہ ہیں کہ اس نیکی پر خود اپنے ضمیر میں بھی اسے کوئی فخر و ناز محسوس نہ ہو، وہی کر سکتا ہے جس کے دل میں اس نیکی کی بمقابلہ غیر ہی نہیں بلکہ بحیثیت اپنے فعل ہونے کے بھی ذرّہ برابر وقعت و عظمت نہ ہو، بلکہ وہ اسے محض ادائے فرض کہہ کر کرے نہ کہ ادائے حق جان کر۔ ظاہر ہے کہ صدقہ کے اس اخفار تام سے خود پسندی اور عجب کی جڑ کٹ جاتی ہے جس سے استغنار کا ایک بہت ہی دقیق اور اہم مقام میسّر آ جاتا ہے۔

استغنار کے یہ آخری تین مقامات جاہ کے سلسلے میں محتاجگی سے آزادی دلاتے ہیں۔ جیسا کہ اوّل کے دو مقامات مال کے سلسلہ میں محتاجگی سے بچاتے تھے۔ ان تین مقامات میں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باہمی فرق و تفاوت ہے تو یہ کہ پہلے مقام پر پہنچ کر صدقہ دہندہ دوسروں سے طالبِ جاہ نہیں رہتا۔ دوسرے مقام پر اپنے عمل سے کاسبِ جاہ نہیں رہتا اور تیسرے مقام پر خود اپنے نفس سے بھی تخیلِ جاہ قائم کرنے کا روادار نہیں رہتا۔ اور اس طرح ان پانچوں مقامات کے ذریعہ مال و جاہ دونوں کے سلسلہ میں اس محتاجگی اور پابستگی سے آزاد ہو کر جس نے اُسے ذلّت و پستی کے حضیض میں گرا رکھا تھا، غیر سے بھی غنی ہو جاتا ہے اور خود اپنے سے بھی مستغنی۔

مادیات سے استغناء ہی تعلق مع اللہ کی بنیاد ہے

الحاصل اس مادہ پرست اور مادی نفس کے دو رذیلے بخل اور حرص تو نفس صدقہ ہی سے ختم ہو گئے اور تین رذیلے تعلق نام آوری اور خود بینی اخفاء صدقہ کی قید سے ختم ہو گئے اور ظاہر ہے کہ جب ایک شخص بخیل نہ رہا سخی ہو گیا۔ جس کے یہ معنی ہیں کہ اسے اپنی دولت کی بھی پرواہ نہ رہی، حریص نہ رہا بلکہ قانع ہو گیا جس کے یہ معنی ہیں کہ اسے غیروں کی دولت کی بھی پرواہ نہ رہی، شہرت پسند نہ رہا بلکہ عزلت پسند ہو گیا جس کی یہ معنی ہیں کہ اسے لوگوں کی مدح و ذم کی بھی پرواہ نہ رہی۔ شیخی پسند اور خود بین نہ رہا بلکہ خود گزار ہو گیا۔ جس کے یہ معنی ہیں کہ اسے اپنے نفس کی بھی پرواہ نہ رہی، تو اس کا صاف نتیجہ یہ ہے کہ وہ ان روحانی اخلاق کی بدولت جو اس نے صدقہ سے حاصل کئے ہوئے عالم میں کسی کا غلام نہ رہا اور اُسے ہر چیز سے کامل آزادی اور حُرّیت میسّر آگئی اور یہ سب جانتے ہیں کہ ساری کائنات سے بے پرواہ ہو کر اب اگر اس کا رشتۂ نیاز کسی سے جُڑ سکتا ہے تو صرف اُسی خالقِ کائنات سے جس کی خاطر اُس نے یہ اپنا مال اپنی آبرو اور اپنا نفس سب کچھ تج دیا تھا اور جس کے اخلاق سے اُس نے یہ تخلّق کیا۔ اندریں حالات اُسے مناسبت پیدا ہوئی تو اس غنی عن العالمین سے اور لگاؤ پیدا ہُوا تو صرف اُسی ذاتِ بے نیاز سے جو اپنے کاموں میں کسی کا محتاج نہیں بلکہ ہر چیز اپنے وجود ظہور میں اسی کی دستِ نگر ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تعلق مع اللہ کی قوت سے ہی روحانی عجائبات اور خوارق کا ظہور ہوتا ہے

اس صورت میں ضروری ہے کہ اس مردِ متصدق اور بندۂ مجاہد یا تارکِ ماسوی اللہ سے بھی جس نے اس غنیِ مطلق سے نسبت قائم کر لی ہے۔ غناءِ کامل کا ظہور ہو اور وہ بھی اپنے کسی کام میں ان مخلوقاتی وسائل یعنی مادی ذرائع کا محتاج نہ رہے بلکہ خود یہ وسائل ہی اس کی چشم و آبرو کو دیکھنے لگیں۔ اس کے تصرف بلا وسائل زمین تک ہی نہیں آسمانوں تک بھی پہنچنے لگیں۔ وہ اوپر جائے تو طیاروں کا محتاج نہ ہو اور زمینی مسافت طے کرے تو ریلوں اور موٹروں کا پابند نہ ہو۔ وہ عالم میں اپنی صدا پہنچائے تو ہوا و برق کا دستِ نگر نہ ہو اور عالم کی صدائیں سننا چاہے تو ریڈیو اور ٹیلیفون کا محتاج نہ ہو۔

غرض اس کے ہاتھوں پر وہ سب کچھ ظاہر ہو جسے دنیا کے سارے فلسفی اور سائنسدان مل کر بھی ظاہر نہ کر سکیں ورنہ کم سے کم غناء کا یہ درجہ تو اسے ضرور حاصل ہو جائے کہ علم و اعتقاد کے درجہ میں تو ان وسائل کا مؤثرِ حقیقی نہ سمجھے اور عمل کے درجہ میں اسے ان اسباب و وسائل سے کوئی شغف باقی نہ رہے۔ بلکہ عادت کے طور پر محض حیلہ کے درجہ میں اور وہ بھی امرِ خداوندی سمجھ کر انہیں استعمال میں لاتا رہے۔ پس پہلا درجہ توکل و غناء کا اعلیٰ مقام ہے جس میں ترکِ اسباب پر پوری قدرت محسوس ہونے لگے اور دوسرا درجہ ثانوی ہے جس میں گو یہ قدرت نہ ہو، مگر معرفت صحیح ہو جائے اور اختیار اسباب میں غلو اور انہماک باقی نہ رہے۔

بہرحال اب پوری طرح کھل گیا کہ مادہ میں بجز محتاجگی اور ذلتِ نفس پیدا کر دینے کے کوئی جوہر نہیں کہ اس کے اخلاق کی خاصیت ہی احتیاج و غلامی ہے جس کا ظہور فعلِ امساک سے ہوتا ہے اور روح میں بجز عزتِ نفس پیدا کرنے کے دوسرا کوئی جذبہ موجود نہیں کہ اس کے فطری اخلاق کی طبیعت ہی استغناء و غناء ہے، منشاءِ عزت و عظمت ہے جس کا ظہور فعلِ انفاق سے ہوتا ہے جسے صدقہ کہتے ہیں۔

اس سے آپ نے اندازہ لگا لیا ہو گا کہ مادی اور روحانی اخلاق ان کی زینتوں اور اُن کے خواص و آثار میں تضاد کی نسبت ہے کہ خود روح و مادہ ہی میں تضاد کی نسبت ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

روح ایک لطیفۂ ربانی ہے اور جسم ایک کثیفۂ ظلمانی۔ وہ مائل بہ علو ہے، یہ مائل بہ سفل۔ وہ انسان کو عرشی بناتی ہے یہ فرشی، وہ اُسے سر بلند کرتی ہے یہ سرنگوں۔ گویا ان دونوں کی مثال ترازو کے دو پلّوں کی سی ہے کہ جتنا ایک کو جھکا دیا جائے دوسرا اُسی قدر اُٹھ جائے گا۔ اس لئے آپ ان مادی تصرّفات کے ذریعہ مادّی اخلاق کو جس قدر بھی قوت اور رسوخ دیں گے۔ روحانی اخلاق اسی قدر مضمحل ہوتے رہیں گے اور اسی حد تک استغناءِ نفس مٹ کر احتیاج و ذلتِ نفس کی زنجیریں مضبوط ہوتی رہیں گی جس کو دوسری تعبیر سے یوں سمجھ لیجئے کہ روح جیسا فاضل بادشاہ جس حد تک جسم جیسے کمینہ اور بے شعور غلام کے زیرِ اثر بسر کرتا رہے گا۔ اسی حد تک اپنی ساری فرمانروائی کی عزت و شوکت برباد رہے گی اور نتیجۃً انجام کی تباہی و بربادی دونوں ہی کو گھیرتی رہے گی۔

لیکن اگر صدقہ و مجاہدہ یعنی مادیات اور مادی لذّات سے بے نیازی کے ذریعہ ان روحانی اخلاق کو قوۃ و رسوخ کا موقعہ دیتے رہیں گے تو احتیاج و غلامی مٹ کر اسی حد تک استغناء و کمال کی جڑیں مضبوط ہوتی رہیں گی، جس سے کائناتِ بدن میں روح کی حکمرانی قائم ہو جائے گی اور بدن کا غلام ہر آن اس کے سامنے دست بستہ رہ کر محض بجا آوری احکام کے لئے رہ جائیگا جس سے دونوں اپنے اپنے منصبی کاموں میں بھی لگے رہیں گے۔ دونوں کی عزت بھی بقدرِ مرتبہ قائم ہوگی اور اقلیمِ جان بھی عدل بھی استوار رہے گا۔

سائنس محض کبھی یہ غناء پیدا نہیں کر سکتی

اور جب کہ یہ پہلے ثابت ہو چکا ہے کہ یہی مادی تصرّفات جن سے احتیاج اور ذلتِ نفس کا ثمرہ پیدا ہوتا ہے۔ سائنس کا موضوع عمل ہیں اور یہی روحانی تصرّفات یعنی صدقہ و مجاہدہ جن سے استغناء و عزتِ نفس کا ثمرہ ظاہر ہوتا ہے اسلام کا موضوع عمل ہیں تو یہ نتیجہ خود بخود نکل آیا کہ سائنس تو انجام کار انسان کو ذلتِ نفس اور ہلاکت کی طرف لے جاتی ہے اور اسلام انجام کار اُسے عزت و فلاحِ دارین کی طرف بڑھاتا ہے۔

پہلی صورت یعنی مادّیات کا غلو اور سائنس کا بحران روح کی پامالی اور مادّہ کے غلبہ کی ہے، جس سے عزیز تو ذلیل اور ذلیل عزیز ہو جاتا ہے جو قلبِ موضوع اور دونوں کے لئے موجبِ ہلاکت ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسری صُورت یعنی روحانیت کا شغل اور اسلام کا شغف روح کی سربلندی اور مادّہ کی محکومی کی ہے جس سے عزیز مسندِ عزت پر اور ذلیل اپنی حدِ ذلت و مقہوریت پر باقی رہتا ہے جو عین عدل اور دونوں کے لئے دارین میں موجبِ فلاح و بہبود ہے۔ بس یہ ہے سائنس اور اسلام کی ماہیتوں کا اجمالی خاکہ جو اپنی بساطِ علم کی قدر میں نے آپ کے سامنے عرض کر دیا ہے اور یہی اس تقریر کے تین مقاصد میں سے پہلا مقصد تھا جو الحمد للہ کہ اتمام کو پہنچ گیا۔

سائنس اور اسلام میں وسیلہ و مقصود کی نسبت ہے

اب اس پر غور کیجئے کہ یہ چونکہ مادّہ ہے اور اس سے تیار شدہ بدن ایک ڈھانچہ ہے جس کی زندگی روح سے ہے اور روح اسے زندہ رکھ کر اپنے علوم و کمالات کو اسی کے ذریعہ عملاً نمایاں کرتی ہے۔ پس بدن کمالاتِ روح کے ظہور کا ایک ذریعہ اور آلہ ہے، چنانچہ روح اپنے مقررہ عمل سے فارغ ہو کر جب اس مقامِ معلوم تک پہنچ جاتی ہے جو ازل سے اس کے لئے طے شدہ تھا جب ہی اس ڈھانچہ اور وسیلہ کو روح سے جُدا کر دیا جاتا ہے۔ پس جسم حقیقتاً فاعل نہیں بلکہ محض قابل ہے اور اصل نہیں بلکہ محض وسیلہ ہے۔ اگر اس جسم کو بالاستقلال مقصودیت کا درجہ دے دیا جائے تو یہ فی الحقیقت لاشہ کو مقصود بنا لینا ہے جس کا انجام سڑنے گلنے اور دماغوں کو پراگندہ کرنے کے سوا کچھ نہیں اور جب کہ سائنس کا موضوع محض یہ جسمانیات اور مادّی چیزیں ہی ہیں اور مادّیات ڈھانچہ اور وسیلہ سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتیں، تو خود بخود حل ہو گیا کہ سائنس کے تمام کرشمے بھی اصولاً وسائل سے زیادہ کوئی وقعت نہیں رکھ سکتے اور جب کہ اسلام کا موضوع بالاصالۃ روحانیت اور روحانی افعال ہیں اور روح اصل ہے تو یہ بھی خود ہی واضح ہو گیا کہ اسلام کے تمام امور بھی مقصودیت کے درجہ سے کسی طرح نہیں گر سکتے۔
ان دونوں صورتوں کے ملانے سے یہ نتیجہ صاف نکل آتا ہے کہ جیسے بدن روح کے لئے وسیلۂ عمل ہے ایسے ہی سائنس اصولی طور پر اسلامی کارناموں کے لئے ایک وسیلہ و ذریعہ اور ایسا ڈھانچہ ہو گی جس کی زندگی اور روح اسلامی اخلاق و افکار اور اسلامی اقوال و افعال ہوں گے۔ اگر یہ روح اس ڈھانچہ میں نہ ہو تو یہ پوری سائنس اور اس کی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تشکیلات ایک لاشہ ہوں گی جس کا انجام بجز پھولنے پھٹنے اور سڑ گل کر صحیح دماغوں اور سچے قلوب کو پراگندہ کرنے اور صاف فضاء کو خراب کر دینے کے اور کچھ نہیں ہو سکتا۔

چنانچہ ایسی ہی سائنس جس کا حاصل تعیش محض اور عناصر اربعہ کے خزانوں کو بلا دینی روح کے استعمال میں لانا ہے اور جسے اصطلاح میں دُنیوی زندگی پکارا جاتا ہے۔ قرآن کی زبان میں لاشۂ بے جان اور چند دن اپنی سطحی چمک دمک اور زینت دکھا کر خاک کا ڈھیر ہو جانیوالا لاشہ ہے جس پر حقیقت سے بے بہرہ لوگ ہی ریجھ سکتے ہیں۔

ارشادِ حق تعالےٰ ہے:-

اِعْلَمُوْا اِنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ وَّزِيْنَةٌ وَّتَفَاخُرٌۢ بَيْنَكُمْ وَتَكَاثُرٌ فِي الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ ۭ كَمَثَلِ غَيْثٍ اَعْجَبَ الْكُفَّارَ نَبَاتُهٗ ثُمَّ يَهِيْجُ فَتَرٰىهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَكُوْنُ حُطٰمًا ۔

"تم خوب جان لو کہ دنیوی زندگی محض لہو و لعب اور زینت اور باہم ایک دوسرے پر فخر کرنا اور اموال و اولاد میں ایک دوسرے سے اپنے کو زیادہ تبلانا ہے جیسے مینہ کہ اس کی پیداوار کاشتکاروں کو اچھی معلوم ہوتی ہے، پھر وہ خشک ہو جاتی ہے سو تو اس کو زرد دیکھتا ہے، پھر وہ چورا چورا ہو جاتی ہے۔"

اس غیر ضروری تعیش یا تعیش محض اور جمع وسائل کا نام اسلام کی زبان میں دنیا ہے۔ جس کے دلدادہ کو احمق اور بے وقوف کہا جاتا ہے۔ ارشادِ نبویؐ ہے:-

اَلدُّنْيَا دَارُ مَنْ لَا دَارَ لَهٗ وَلَهَا يَجْمَعُ مَنْ لَا عَقْلَ لَهٗ۔

"دُنیا نگھرے کا گھر ہے اور اس کی جمع پر وہی پڑے گا جس میں عقل کا نشان نہ ہو۔"

بہر حال حسی، عقلی اور نقلی طور پر یہ واضح ہو گیا کہ جس طرح جسم اور مادہ روح کے لئے وسیلۂ عمل ہیں خود مقصود اصلی نہیں۔ اسی طرح مادی تصرفات جن کا نام سائنس ہے، روحانی تصرفات کے لئے جن کا نام اسلام ہے، اصولاً محض وسیلہ و ذریعہ کا درجہ پیدا کر سکتے ہیں خود مقصودیت کی شان کبھی نہیں پیدا کر سکیں گے۔

اور ظاہر ہے کہ جب سائنس وسائل میں سے ہوئی تو پھر یہ ایک عقلی اصول ہے کہ وسیلۂ مقصود کی ضرورت سے اختیار کیا جاتا ہے اور اسی حد تک اختیار کیا جاتا ہے جس حد تک مقصود میں معین ہو یعنی بقدرِ ضرورت ورنہ بالاصالۃ اس میں انہماک رکھنا اس میں مقصودیت کی شان قائم کرنا ہے جو قلب موضوع اور خلاف عقل ہے اس لئے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عقلاً ہی یہ بھی واضح ہوا کہ مقصودِ اصلی یعنی دین سے جدا رہ کر سائنس محض میں انہماک پیدا کرنا کوئی عاقلانہ فعل قرار نہیں پا سکتا بلکہ اسے وسیلہ کی حد تک اور بمقدارِ ضرورت ہی اختیار کرنا دانائی ہو گی۔

اسی لئے دنیائے سائنس اور محفل چار عناصر کے تصرفات کو اسی حد تک حاصل کرنے کی اجازت زبانِ نبوی پر دی گئی ہے جس حد تک مذہبی مقاصد میں ان کی ضرورت ہے۔ ارشادِ نبوی ہے :-

اعمل للدنیا بمقدار بقائك فیها واعمل للآخرة بمقدار بقائك فیها۔ "دنیا کے لئے اتنا کرو جتنا دنیا میں رہنا ہے اور آخرت کے لئے اتنا کرو، جتنا وہاں رہنا ہے"

خلاصہ یہ ہے کہ سائنس کا درجہ وسیلہ کی حد سے آگے نہیں بڑھتا کہ اس کا معمول اصلی مادہ ہے اور مادہ روح کے لئے محض وسیلہ ہے اور اسلام کا درجہ مقصودیت سے گر نہیں سکتا کہ اس کا معمول اصلی روح ہے اور روح مادہ کے لئے اصل مقصود ہے۔

اس تقریر سے الحمد للہ پوری طرح "سائنس اور اسلام" کی درمیانی نسبت بھی واضح ہو گئی اور کھل گیا کہ ان میں وسیلہ و مقصود کی نسبت ہے جو موضوعِ تقریر کا دوسرا مقصد تھا اور جس کا حاصل یہ ہے کہ سائنس کے کارنامے جب تک مذہب کے لئے بطورِ وسیلہ استعمال ہوں گے، خواہ وہ ترقی کی کسی حد پر ہی پہنچ جائیں ان کا انجام خوش کن ہو گا اور جب تک اس سے جدا ہو کر خود مقصودیت کی شان لے لیں گے، یعنی روحانیت ترک ہو کر مادیت محضہ مقصود کی جگہ لے لیگی، خواہ وہ کم سے کم بھی ہو، جب ہی انجام خطرناک اور ذلت آمیز نکلے گا۔

سائنس اور اسلام کی حقیقتوں کا تقاضہ ہم پر کیا ہے؟

اسی سے آپ یہ بھی سمجھ لیں گے کہ آپ کی ترقی کا میلان کیا ہونا چاہیئے؟ جس کے شور سے آج فضاءِ دنیا گونج رہی ہے۔ اس کا فیصلہ بھی وہی عقلِ سلیم کر سکتی ہے جس نے ان میں سے ایک کو وسیلہ اور ایک کو مقصود باور کرایا ہے کہ آیا ترقی وسائل میں کی جاتی ہے یا مقصد میں؟ اور ترقی کی دوڑ راستہ کے لئے ہوتی ہے یا منزلِ مقصود کے لئے؟

پس اگر سائنس وسیلہ ہے اور بشہادۃ عقل و نقل ضرور ہے، جیسا کہ ثابت ہو گیا تو

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھر عقل ہی کی شہادت سے وہ کبھی مطلقاً میدانِ ترقی بھی قرار نہیں پا سکتی کہ وہ تو راہِ محض ہے، منزلِ مقصود نہیں۔ اور اگر اسلام مقصودِ اصلی ہے اور ضرور ہے جیسا کہ عقل و نقل سے ثابت ہو چکا ہے تو اسی کو دوڑنے اور ترقی کرنے کا میدان بھی بنایا جا سکتا ہے کہ وہ راہِ محض نہیں، شہرِ مطلوب ہے جس میں پہنچنے کے لئے ساری جدوجہد تھی۔ چنانچہ قرآن کریم نے ترقی کو روکا نہیں بلکہ انسان کو دنیا میں بھیجا ہی ترقی کرنے کے لئے ہے۔ ہاں وسائل میں ترقی کرنے کو اضاعتِ وقت کہا ہے اور مقاصد میں جس کا عنوان خیرات و مبرّات رکھا ہے، ترقی کرنا نہ صرف روا ہی بتلایا ہے بلکہ ضروری اور واجب قرار دیا ہے۔ ایک جگہ ارشادِ ربانی ہے :۔

وَلِكُلٍّ وِّجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيْهَا فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ ؕ "ہر قوم کیلئے ایک قبلہ مقصود ہے جسکی طرف وہ رُخ کرتی ہے سو تم ایک دوسرے سے بھلائیوں میں سبقت کرو۔"

دوسری جگہ نعیمِ آخرت کا ذکر فرما کر جو تمام خیرات و مبرّات کا مقصودِ اصلی ہے ارشاد فرمایا ہے :۔

وَفِیْ ذٰلِکَ فَلْیَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُوْنَ ۔ "اور حرص کرنے والوں کو ایسی ہی چیز کی حرص کرنی چاہیئے۔"

پس ایک جگہ سبقتِ باہمی اور ایک جگہ حرصِ باہمی کے عنوان سے مسلمانوں کو ترقی کے لئے اُبھارا گیا اور مامور کیا گیا ہے لیکن یہ ترقی اسی میدان کی ہے جس کی نظرتاً ہونی چاہیئے یعنی مقاصد کی۔ کیونکہ وسائل میں ترقی، ترقی نہیں بلکہ بے عقلی ہے۔ اس اصولی حقیقت کے پیشِ نظر اب آپ اپنا جائزہ لیجئے کہ آپ نے کس طرح اس موضوع کو اُلٹ دیا ہے۔ مقصود کو وسیلہ اور وسیلہ کو مقصود، بادشاہ کو غلام اور غلام کو بادشاہ بنا دیا ہے۔ اسلام کو تابع محض اور رسمی واہمی کر ڈالا ہے اور سائنس کو مقصودِ حقیقی اور مطلوب اصلی قرار دے لیا ہے۔ پھر ساتھ ہی اس کے انجامِ بد کو بھی پیشِ نظر رکھئے کہ ان حالات میں یہ مادہ کا کمینہ غلام آپ کو حرمان و خسران کے کس گڑھے میں لے جا کر گرائے گا۔ جیسا کہ اب تک اقوام کو گراتا آیا ہے۔ اللہ کے نذیرِ مبین صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی خالص نمائشی کرّ و فر اور مادیات کی اسی چمک دمک پر جس کا نام شریعت کی اصطلاح میں زینت اور زہرۃ ہے، خوف کھاتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے :۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَاللّٰہِ مَا اَخْشٰی عَلَیْکُمُ الْفَقْرَ وَلٰکِنْ مِمَّا اَخْشٰی عَلَیْکُمْ مِنْ بَعْدِیْ زَھْرَۃُ الدُّنْیَا تُفْتَحُ عَلَیْکُمْ فَتُھْلِکُکُمْ کَمَا اَھْلَکَتْھُمْ۔

"خدا کی قسم! مجھے اپنے بعد تم پر فقر و فاقہ پڑ جانے سے کوئی خوف نہیں، خوف ہے تو اس کا کہ میرے بعد تم پر دنیا کی چمک دمک کھلے گی اور تمہیں اسطرح ہلاک کر ڈالیگی جسطرح اس نے تم سے پہلوں کو ہلاک کیا ہے۔"

مادیاتِ محضہ کی مضرتیں

ہاں مادیات کی یہ ہلاکت آفرینیاں پہلے علم کے میدان میں قدم جماتی ہیں جس سے اعتقادات بگڑتے ہیں اور پھر عمل کے میدان میں چھاجاتی ہیں جس سے ہمتِ عمل ختم ہوجاتی ہے۔ علمی میدان میں اس طرح کہ کہ مادیات خود بے شعور ہیں۔ چنانچہ آگ، پانی، ہوا، مٹی میں سے کوئی ایک مادہ بھی عقل و ہوش نہیں رکھتا ورنہ انسانوں کے ہاتھ میں اس طرح سے بے بس ہوکر مسخر نہ ہوتا اس لئے ان جہالت کے کھلونوں سے رات دن کھیلنا ظاہر ہے کہ جہل سے آگے نہیں بڑھا سکتا۔ نیز یہ مادیات چونکہ خود محسوسات کی انواع ہیں اس لئے ان کا دلدادہ انسان زیادہ سے زیادہ حِس ہی کی گہرائیوں تک رسائی پاسکتا ہے اور حِس کا تعلق حواسِ خمسہ آنکھ، ناک اور کان وغیرہ سے ہے۔ اس لئے ایک چشم و گوش کا بندہ مشاہدات چشم و گوش ہی میں گھرا رہتا ہے۔ علومِ قلب، علومِ ارواح اور علومِ حقائق تک اس کی رسائی ہونے ہی نہیں پاتی اور ظاہر ہے کہ جس علم کی راہ سے آدمی ناواقفِ محض ہو اور ناواقفی کے ساتھ اُدھر کا رُخ بھی کرے تو اس کا مبلغِ پرواز بجز اوہام و خیالات اور شکوک و شبہات کے علوم و معارف کب ہوسکتے ہیں۔

اسی لئے مادی انسانوں کو روحانی میدان میں شکوک و شبہات ہی گھیرے رہتے ہیں، جو درحقیقت مادیات میں انہماک و شغف رکھنے کا ایک معمولی ثمرہ ہے۔ اس کا علاج اس کے سوا کچھ نہیں کہ روحانیت کی طرح رجوع کرکے جو منشا علوم و ادراکات ہیں قلب میں علم کی شمع روشن کی جائے جس سے اوہام و وساوس کی یہ اندھیریاں رفع ہوں۔

طلبائے یونیورسٹی کو خطابِ موعظت

مگر مجھے معاف کیا جائے اگر میں نیازمندان طریق پر یہ عرض کروں کہ آج مسلمانوں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں اور آپ بُرا نہ مانیں تو آپ جیسے نئی ذہنیت کے افراد میں اس علمی اور عرفانی روشنی کا سرے سے ہی پتہ نہیں ملتا جو شکوک و شبہات کا تریاق اور وساوس و اوہام کا بدرقہ ہے بلکہ قلوب میں رَیب و ارتیاب اور تحیّر نے جگہ پکڑ کر اصل حقیقت ہی سے بیگانہ بنا دیا ہے اور جب کہ ایمان کی وہ شفاف روشنی جو ظلماتِ جہل اور جہل سے پیدا شدہ شبہات کو دفع کرتی ہے اور مشاہدۂ حق کی وہ تجلی ریزی جو ہر سوال کا جواب خود ہی بنتی ہے۔ قلوب میں یبوست ہی نہیں تو محض علمی تعبیرات سے آپ قلوب کو کب تک بہلاتے رہیں گے۔

یہ علمی عجائبات جو تقریروں کے ذریعہ آپ سننا چاہتے ہیں، اس وقت کا مشغلہ ہیں جب کہ اصلِ علم کا راس المال ہاتھ میں ہو، یہاں اپنے ایمان ہی کی خیر نظر نہیں آتی، تا بہ اسلام و عمل چہ رسد؟

مادیات کی مضرتیں رفع کرنے کا طریقہ

اس لئے میری صلاح تو یہ ہے اور نہ میری صلاح بلکہ اسلام کی حقیقت کا تقاضا ہی یہ ہے کہ میرے عزیز بھائی اوپر کی ٹیپ ٹاپ اور مرہم پٹی کو چھوڑ کر اُس مادۂ فاسد کا تنقیہ کریں جو مادی سائنس کے غیر ضروری انہماک اور لغو نے پیدا کر دیا ہے اور فلسفیت کے علم نما جہل نے اس کی آبیاری کی ہے۔ ان حالات میں اُن کا فرض ہے کہ وہ جسم کے بجائے روح کو اُبھرنے کے قابل بنائیں کہ وہ ہی انسان میں علم کا منبع ہیں جس کی پہلی کڑی یہ ہے کہ ہوائے نفسانی اور مادّی خواہشات کے بے شمار مقاصد سے ذرا ایک طرف ہو کر اس منبع جود و کمالِ ذاتِ حق کی طرف رجوع کریں جس سے علم و معرفت کی روشنی چلتی اور شبہات و وساوس کی دنیا کو تنگ بنا دیتی ہے۔

استحکامِ توحید

گویا دوسرے لفظوں میں تعدد مطالب یا شرک کو چھوڑ کر توحید پر استقامت اختیار کی جائے جو اسلام کی روح اور اصلِ اصول ہے۔ اس کی تدبیر بجز اس کے اور کیا ہو سکتی ہے کہ کلمۂ توحید کو بار بار اور بکرات و مرات دوہرایا جائے تاکہ قول کا اثر قلب پر پڑے اور توحید راسخ ہو۔ ارشادِ نبوی ﷺ ہے:۔ جَدِّدُوْا اِيْمَانَكُمْ بِقَوْلِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔ پھر اس

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه میں ایک توحید ذات ہی کا تصور نہ کریں بلکہ توحید صفات کا دھیان بھی اسی کلمہ سے کریں۔ یعنی اللہ کے سو ناموں یا سو صفات کی توحید بھی اسی کلمہ سے حاصل کریں۔ گویا اُلوہیت کا اثبات و نفی اس ترکیب سے حاصل ہوتا ہے۔ ایسی ہی رحمانیت، نافعیت ضاریت وغیرہ کا اثبات و نفی بھی اس طرح کیا جائے۔ لا رحمٰن الا اللّٰه لا مالک الا اللّٰه لا نافع الا اللّٰه لا ملک الا اللّٰه ۔ وغیرہ ظاہر ہے کہ اس طور پر جب قلب میں یہ ذہن نشین ہو جائے گا کہ مالک بھی ایک وہی ہے نافع بھی وہی اور ضار بھی وہی ہے عظمت و جبروت والا بھی وہی ہے اور ذوالجلال والاکرام بھی ایک وہی ہے تو اس کا قدرتی ثمرہ یہ ہوگا کہ قلب سے سب عظمتیں مٹ کر صرف ایک ذاتِ واحد کی عظمت رہ جائے گی اور یہی کسوٹی اور یک رُخی قلب کی قوت ہے۔ ایک غلام دو آقاؤں کو بیکدم خوش نہیں رکھ سکتا۔ وہ ہمیشہ متفکر متردد اور مذبذب رہے گا جس سے قلب میں کمزوری پیدا ہو جائے گی۔ لیکن جو اس یقین پر ہے کہ میرا ایک ہی آقا ہے اور وہ بھی ایسا جو علی الاطلاق ہر چیز کا مالک ہے اور راس پر قابض و متصرف ہے تو وہ متردد رہنے کے بجائے متیقن اور مطمئن ہو جائے گا اور یقین و اطمینان ہی قوتِ قلب کی بنیاد ہے جس سے اس کی قوتِ فکری سمٹ کر ایک امر کز پر جمع ہو جاتی ہے اور پھر اُس سے عجائباتِ فکر اور غرائب علوم پیدا ہوتے ہیں اور انسان کی بصیرت و معرفت میں اضافہ کرتے رہتے ہیں۔ اسی قوتِ یقین کے ماتحت حضرات صحابہ اور سلف کے وہ محیّر العقول کارنامے ہیں جنہوں نے متمدن دُنیا کو آج تک حیرت میں ڈال رکھا ہے۔

ان کی ترقیات اور طوفانی کارنامے روپیہ پیسہ اور دھن دولت کے رہینِ منت نہ تھے بلکہ دولتیں خود ان کے کارناموں سے بنتی اور بگڑتی تھیں اس لئے سب سے پہلے اپنے توحیدی اعتقاد درست کیجئے کہ یہی ہر خیر و کمال کی بنیاد ہے۔

یادِ حق اور اُس کا ابتدائی آسان طریقہ

ہاں پھر اس توحیدی فکر کو پختہ اور راسخ کرنے کے لئے طمانیتِ قلب کی حاجت ہے۔ ورنہ وساوس و خطرات اور تشویشاتِ فکر اس صاف حقیقت پر قائم نہیں رہنے دیں گے۔ اس لئے قرآن کریم نے طمانیتِ قلب پیدا کرنے کا مؤثر ذریعہ فرمایا کہ:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ ۔ " یاد رکھو! اللہ کی یاد ہی سے دل چین پاتے ہیں "
اس سے مقصود ذکرِ قلبی ہے۔ مگر ذکر قلب راسخ نہیں ہوتا جب تک کہ زبان سے اُس کا بار بار تکرار نہ کیا جائے۔ چنانچہ طالب علم اپنے سبق کو قلب میں محفوظ کرنے کے لئے زبان ہی سے اس کو بار بار دوہراتا ہے اور رٹتا ہے۔ اس لئے اوّلاً زبان کو ذاکر بنانا چاہیئے تاکہ قلب ذاکر بن جائے اور یہ ایمان و توحید دل میں اپنی جڑیں چھوڑ دے اور قلب اس پر قانع اور مطمئن ہو جائے۔ اسی لئے شریعت نے ذکرِ حق کی مختلف صورتیں تجویز کی ہیں۔ مگر افسوس ہے کہ آج اُن کا استعمال تو بجائے خود رہا اُن کا علم تک بھی مسلمانوں اور اس طبقہ کو نہیں ہے جو تعلیم یافتہ کہلاتا ہے۔

شریعت نے سب سے پہلے فرائض رکھے جو ذکر اللہ کا اعلیٰ مظہر ہیں اور ہر چھوٹے بڑے پر لازم کئے۔ اس لئے فرائض علوم وصلوٰۃ وغیرہ کی پابندی کیجئے۔ پھر اوقاتِ مخصوصہ کی دعائیں یاد رکھیں تاکہ چلتے پھرتے بھی خدا کی تسبیح و تہلیل آدمی کی زبان پر جاری رہے اس لئے اس قسم کے اذکار کو یاد کرنے کی فکر کیجئے۔ پھر مختلف مواقع کلام کے محاورے اسلامی زبان نے ایسے رکھے ہیں کہ ان میں بلا ارادہ بھی ذکر اللہ زبان پر جاری رہے۔

بِسْمِ اللّٰہِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ، جَزَاكَ اللّٰہُ، اِنَّا لِلّٰہِ، مَاشَاءَ اللّٰہُ، اِنْشَاءَ اللّٰہُ، استغفرُ اللّٰہَ، اِلَّا اللّٰہ، سبحان اللہ ۔ وغیرہ۔ آپ کی زبان کے رات دن کے محاورے ہیں۔ اگر آپ استعمال کریں اور اغیار کی زبانوں سے شغف پیدا نہ کریں۔ آپ کی زندگی کا کوئی ایسا کام جس سے کلام کا تعلق ہو ایسا نہیں ہے جس کے متعلقہ کلام میں اللہ کا نام داخلِ محاورہ نہ ہو۔

گویا اسلامی معاشرت میں رہ کر کلام کرنے والا بے ارادہ بھی ہر وقت اللہ تعالیٰ کا نام لینے پر مجبور ہے۔ لیکن آج مسلمان اپنی دینی زبان سے جس کی بدولت وہ ارادہ و بے ارادہ ہر وقت خدا کا نام لینے کی توفیق پاتے تھے، نہ صرف بے پرواہ ہی ہیں بلکہ اس کے مٹانے کی فکر میں لگے ہوئے ہیں حالانکہ اسلام نے عربیت اور عربی محاورے قائم رکھنے پر اسی لئے کافی زور دیا تھا کہ زبان کا اثر تہذیب، کلچر، تمدن اور عام احوالِ زندگی پر پڑتا ہے۔ چنانچہ انگریزی اقتدار کے وقت کے علمائے وقت اور خصوصًا اکابر دار العلوم دیوبند نے مسلمانوں کی فہمائش کی تھی کہ وہ اپنی عربیت کو تھامے ہوئے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غیر زبان کی ترویجِ وتقویت پر اس ذوق وشوق سے زور نہ دیں کہ وہی زبان ان کی بنائے اور قبلۂ مقصود بن جائے مگر مسلمانوں نے ان مبصروں کا کہنا نہ مانا اور بالآخر آج وہ اس کے نتائجِ بد سے دوچار ہوئے کہ ان کی تمدنی صورت وسیرت ہی مسلمانوں جیسی نہ رہی، چہ جائیکہ ان کا علمی دین اصلی رنگ میں محفوظ رہتا۔

بہر حال رجوع کے لئے کسی وقت کی تخصیص نہیں۔ اگر آپ پوری تندہی سے آج ذکر اللہ کے پابند نہیں ہو سکتے تو کم از کم عربیت کو زبان ہی کی حیثیت سے باقی رکھنے کی سعی کیجئے اور اس کے دینی محاورات ہی کو زبانِ زد کرتے رہیئے تاکہ اسی بہانہ سے خدا کا نام زبانوں پر جاری رہے۔ نامِ حق کی یہ زبانی مشق اگرچہ بے ارادہ بھی ہو پھر بھی انشاء اللہ قلوب میں ایک حد تک ذکر اللہ کو قائم کرتی رہے گی۔

صحبتِ صلحاء اور اہلِ اللہ سے رابطہ

مگر ان امور کی توفیق اس کے بغیر مشکل ہے کہ اسبابِ توفیق بھی اس کے ساتھ جمع کئے جائیں اور ان میں مؤثر ترین سبب سچوں کی صحبت ومعیت ہے۔ اسی لئے حق تعالےٰ نے ارشاد فرمایا:۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ ۔

"اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سچوں کی معیت اختیار کرو۔"

چنانچہ صحبت یافتہ جاہل بعض اوقات غیر صحبت یافتہ عالم سے بدرجہا زائد مقاصدِ دین کو سمجھتا ہے اور دینی رنگ سے رنگین اور متبتع ہو جاتا ہے۔ اس لئے اہلِ علم اور اہلِ اللہ کے پاس آمد ورفت کو ایک مستقل مقصد کی حیثیت سے قائم رکھئے۔ بردِ یقین اور ثلجِ صدر استدلال سے پیدا نہیں ہو سکتا۔ اکبرؔ نے خوب کہا ہے ؎

فلسفی کو بحث کے اندر خدا ملتا نہیں

ڈور کو سلجھا رہا ہے پر سرا ملتا نہیں

آگے حصولِ یقین ودین کی تدبیر کے بارہ میں کہتا ہے ؎

نہ کتابوں سے نہ کالج کے ہے ڈر سے پیدا

دین ہوتا ہے بزرگوں کی نظر سے پیدا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس لئے میں نیاز مندانہ التماس کروں گا کہ میرے عزیز بھائی اہل اللہ اور اہلِ دین سے بیگانے نہ رہیں، بلکہ اُن سے وابستگی پیدا کرنے کی صورتیں نکالیں تا کہ انہیں دولتِ دین ویقین حاصل ہو اور شکوک و شبہات یا ترددات کا مادۂ فاسدہ ختم ہو جائے۔ ورنہ محض تقریروں اور وہ بھی ایسے کلی مسائل کی تقریروں سے جو خالص علمی حقائق پر مشتمل ہوں، اصلاحِ نفوس کی راہیں استوار نہیں ہوتیں۔ یہ اس وقت کا مشغلہ ہے جب ذوقِ یقین سے قلب معمور ہو چکے ہوں دین کا رنگ قوتِ عمل اور صحبتِ صلحاء ہی سے قلوب پر چڑھ سکتا ہے۔ پس آپ حضرات کا فریضہ ہونا چاہیئے کہ مادیت کے اس ہجوم میں روحانیت کو فراموش محض نہ کر ڈالیں۔

خلاصۂ بحث

بہر حال اس تقریر سے اسلام کی حقیقت اور اس کی غرض و غایت بھی واضح ہو گئی کہ وہ انسان کو روحانی میدان میں دوڑا کر اُسے دائمی رفعت و عزت اور طمانیت و بشاشت کی منزل تک پہنچا دیتا ہے کہ دائمی رفعت و عزت روحانیت ہی میں ہے اور پھر ساتھ ہی سائنس کی حقیقت اور اس کی غرض و غایت بھی سامنے آ گئی کہ وہ انسان کو مادی میدانوں میں چھوڑ کر انجامِ کار اسے ذلت و خسران کی طرف دھکیل دیتی ہے کہ محض مادیات کا انجام فنا و ذلت کے سوا کچھ نہیں اور آخر کار ایک سائنس زدہ نہ اپنے مادی منافع ہی کو باقی رکھ سکتا ہے اور نہ اُسے روحانی منافع ہی نصیب ہوتے ہیں۔ نیز "سائنس اور اسلام" کی باہمی نسبت بھی واضح ہو گئی کہ ان میں وسیلہ و مقصود کی نسبت ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ جب تک سائنس کے کارنامے مذہب کے لئے خادم اور ذریعۂ تحصیل نہ بنیں گے اُن کا انجام خوش کن نہ ہو گا اور اسی کے ساتھ بطورِ ثمرہ یہ مقصد بھی حل ہو گیا کہ جب اسلام مقصود ہے اور سائنس اُس کا وسیلہ تو اسلام کی مقصودیت کا تقاضہ یہ ہے کہ ترقی کا میدان اسلام کو بنایا جائے نہ کہ سائنس کو کہ ترقی ہمیشہ مقاصد میں کی جاتی ہے نہ کہ ذرائع اور وسائل میں یعنی سائنس کے معمولات اسی حد تک اختیار کئے جائیں جس حد تک اسلام کو ان کی ضرورت ہے۔

مباحثِ تقریر کا ربط حدیث زیبِ عنوان ہے

یہی وہ مقاصد سہ گانہ تھے جن کی تشریح کا حدیث زیبِ عنوان کے دائرے میں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رہتے ہوئے میں نے ابتدا ر تقریر میں وعدہ کیا تھا کہ الحمد للہ ان مقاصد کی ایک حد تک توضیح وتشریح ہو چکی ہے۔ اب میں چاہتا ہوں کہ ان مقاصد کی اس طولانی بحث کو سمیٹ کر اور حدیثِ عنوان پر منطبق کر کے یہ واضح کروں کہ تقریر کی یہ تمام تفصیلات جو عرض کی گئی ہیں اسی حدیث کے چند جامع اور بلیغ جملوں کی شرح ہیں اور صرف اسی کی تعبیرات سے مستنبط ہیں۔

سو بہ غور سنئے کہ اس حدیث کی ابتدا ر میں اوّلاً تو ملائکہ کے سوال پر عناصرِ اربعہ کا تذکرہ فرمایا گیا ہے جو عالم کا مادہ اور اس کے موالید ثلاثہ (جمادات، نباتات، حیوانات) کی اصل ہے جن سے یہ دُنیا پیدا کی گئی ہے۔

پھر یہ تذکرۂ عناصر ایک ایسے بلیغ پیرایہ میں فرمایا گیا کہ ان کے شدت وضعف کے باہمی مراتب پر بھی ایک سیر حاصل روشنی پڑ گئی ہے کہ ان میں سے مثلاً مٹی سب سے زیادہ ضعیف ہے اس سے قوی لوہا ہے جو اجزار ارضیہ میں سے ہے اس سے اشدّ آگ ہے۔ اس سے اشدّ پانی ہے اور اس سے اشدّ ہوا ہے۔ یہ بیان قال نعم الرّیح تک چلا گیا ہے۔

پھر ان مادّی عنصروں سے منتقل ہو کر ان کے مرکب موالید کی طرف رُخ فرماتے ہوئے موالید کے اعلیٰ ترین جزو انسان کی طرف توجہ فرمائی گئی اور بتلایا گیا کہ ان سب سے زیادہ اقویٰ اور اشدّ انسان ہے جس کا ذکر قال نعم ابن آدم کے جملہ سے فرمایا گیا ہے جیسا کہ میں نے انسانی افعال دکھلا کر واضح کر دیا ہے کہ انسان ہی وہ نوع ہے جس کے اشاروں پر تمام مادیات اور سارے ہی موالید ناچ رہے ہیں۔

پھر ان مادّیات سے منتقل ہو کر روحانیت کی طرف حدیثِ مبارک کا رُخ ہُوا اور بتلایا گیا کہ ابنِ آدم علی الاطلاق اشدّ اور اقویٰ نہیں بلکہ اس شرط کے ساتھ ہے کہ وہ روحانی بنے اور مادّی نہ رہے۔ یعنی مادّیات کو ترک کرتا ہو جس کا بیان تصدّق صدقۃً میں فرمایا گیا ہے۔ کیونکہ صدقہ ہی ترکِ ماسوار یا ترکِ مادّیات کا نام ہے۔

پھر روحانیت سے منتقل ہو کر روح کے بھی اعلیٰ مقامات تجرد خالص اور غوائل نفسانیہ سے برأت اور کثافتِ اخلاق سے پاکی، پھر لطافتِ اخلاق سے آراستگی کی طرف حدیث کا رُخ ہُوا اور بتلایا گیا کہ انسان کا محض صدقہ دے دینا یا مادّیات سے انقطاع کر لینا بھی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کوئی چیز نہیں جب تک کہ اس میں خلوص اور قطعِ ریا رنہ ہو اور اسی کا نام اخفاءِ صدقہ ہے جس کا بیان یُخْفِیْهَا میں فرمایا گیا ہے۔ یعنی محض صدقہ دہندہ سے وہ مخلص صدقہ دہندہ قوی اور شدید ہوتا ہے جس کے صدقہ میں ریا، ونمود کا دخل نہ ہو۔ گویا یہ صدقہ با ترکِ مادیات محض حسبۃً للّٰہ ہو اور یہ مُتصدق بجائے مادّی ہونے کے روحانی بن کر صدقہ دے رہا ہو۔

پھر فرمایا گیا کہ مخلوق سے چُھپا کر صدقہ کرنا بھی قوت و شدّت کے لئے کافی نہیں جبکہ خود اپنے نفس سے بھی اس کو مخفی نہ رکھا جائے۔ یعنی اس میں خود بینی اور اعجاب و ناز بھی شامل نہ ہو اور خود اپنے نفس میں اس کو کوئی چیز بھی نہ سمجھ رہا ہو۔ گویا صدقہ دہندہ نفسانی ہونے کے بجائے خالص ربّانی بن کر صدقہ کرے تو وہ تمام عناصرِ اربعہ، تمام موالید، تمام انسانوں، تمام صدقہ دہندہ انسانوں، پھر تمام مخلص اور بے ریا صدقہ دہندوں سے بھی اشدّ و اقوئ ہو گا۔ اسی مقام کی طرف یُخْفِیْهَا مِنْ شِمَالِهٖ میں اشارہ فرمایا گیا ہے۔ یعنی اس درجہ مخفی صدقہ ہو کہ بائیں ہاتھ کو بھی خبر نہ ہو کہ دائیں ہاتھ نے کیا دِیا اور کیسے دیا ؟

پھر ظاہر ہے کہ استغنار اور ترک کی یہ کامل شان کہ آدمی نے دُنیا ہی کو نہیں خود اپنے نفس کو بھی چھوڑ دیا ہو۔ جب کہ دُنیا اور اپنے نفس کے دکھاوے کے لئے نہیں، تو ظاہر ہے کہ بجُز خدا کے اور کس کے دکھلانے کے لئے ہو سکتی ہے اور جبکہ خدا کے لئے ہونے یعنی اس کامل للّٰہیت نے یا بالفاظِ دیگر صدقہ کی نسبت خدا کی طرف ہو جانے نے اس ضعیف البنیان صدقہ دہندہ میں وہ غیر معمولی طاقت پیدا کر دی کہ اس نے ساری مادّیات اور اس کے عناصر و موالید کو مسخر کر لیا۔ تو اس سے صاف واضح ہو گیا کہ حقیقتاً قوی مطلق اور شدید مطلق صرف خدا ہی کی ذات ہے اور یہ کہ اسی کی طرف دوڑنے یا اسی کی سی نسبت پیدا کرنے میں ساری قوتیں اور شدتیں پنہاں ہیں۔

اُدھر حدیث ہی کی ترتیبِ بیان سے یہ ثابت ہو چکا ہے کہ قوت و طاعت بقدرِ لطافت ہوتی ہے۔ تو یہ بھی حدیث ہی کی دلالت سے نکل آیا کہ جو خدا قوت و طاقت اور شدّت کا مخزن ہے وہی لامحدود لطافت کا بھی مخزن ہے۔ چنانچہ اس کی لامحدود لطافت کا یہ عالم ہے کہ اسے نگاہیں بھی نہیں پا سکتیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ ۝ ''اس کو تو کسی کی نگاہ محیط نہیں ہوتی اور وہ سب نگاہوں کو محیط ہو جاتا ہے''۔

اس لئے حدیث سے گویا یہ اصول بھی مستنبط ہو گیا کہ قوی و متین صرف اللہ کی ذات ہے۔ پھر جو اس سے مناسبت پیدا کرے وہ بقدرِ مناسبت قوی ہو جاتا ہے اور اس سے مناسبت پیدا کرنے کا طریقہ مادیات سے ہٹ کر روحانیت کی طرف آنا ہے جس کا طریق صدقہ ہے۔ چونکہ مخلص متصدق ہو بلا اعجابِ نفس اور بلا ریا بخلق صدقہ دے رہا ہے اس سے کامل مناسبت پیدا کر لیتا ہے۔ اس لئے وہی کامل لطافت کا حامل اور سب سے بڑھ کر طاقت ور ہو جاتا ہے۔

مباحثِ حدیث کے لطیف نتائج

بہر حال حدیث کے اس مرتب بیان سے کہ ہر کثیف کو پہلے بیان کیا اور ہر لطیف کو اس کے بعد اور پھر ہر پچھلے کو پہلے سے اشدّ اور اقویٰ فرمایا۔ یہ ثابت ہو گیا کہ معیارِ شدّت و قوت یہ وصف لطافت ہی ہے اور اس کی ترتیب طبعی یہی ہو سکتی تھی کہ مٹی سے لطیف لوہا، لوہے سے لطیف آگ، آگ سے لطیف پانی، پانی سے لطیف ہوا، ہوا سے لطیف انسان۔ عام انسانوں سے لطیف تارک الدنیا اور عام تارکینِ دنیا سے لطیف وہ تارک مخلص اور زاہد بے ریا انسان ہے، جس کا قلب شواغلِ دنیا سے پاک، مادیات کی محبت سے بالاتر، مادی کثافتوں سے نفور اور روحانی لطافتوں کا محور ہو۔ گویا وہ روحانی اور ربانی انسان ہی کامل لطافت کے حامل بن سکتے ہیں۔ جو بدن کے پالنے میں منہمک نہ ہوں بلکہ روحوں کی تکمیل میں لگے ہوئے ہوں اور مادی تصرفات کے بجائے روحانی اعمال ان کا شعار بن گئے ہوں۔

لطافتِ روح مذہبی بننے میں مضمر ہے

اور یہ سب جانتے ہیں کہ ربانی بننے کے طریقے اور روحانی شعائر برپا کرنے کے ڈھنگ سکھلانا مذہب کا موضوع ہے نہ کہ سائنس کا۔ اس لئے اسی حقیقت کو دوسرے لفظوں میں یوں بھی ادا کر سکتے ہیں کہ لطیف تر اور قوی تر انسان وہی ہو سکتا ہے جو مذہبی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو اور جس کا اوڑھنا اور بچھونا مذہب ہی مذہب ہو چکا ہو۔ اس لئے حدیث سے جہاں قوت و شدت کا معیار مستفاد ہُوا کہ وہ لطافت ہے۔ وہیں حصولِ لطافت کا طریقہ بھی مستفاد ہُوا کہ وہ مذہب ہے جو روحانیت کو مستحکم کر کے لطافت پیدا کر دیتا ہے اور اس طرح رُوح بادشاہ ٹھہر جاتی ہے جو اس کا حقیقی منصب ہے۔ نفس اس مملکت کا خاکروب ٹھہرتا ہے جو تقویٰ کے وسیلہ سے سئیات کا کوڑا کرکٹ صاف کرے چوریاں اور ڈکیتیاں کرتا نہ پھرے۔ عقل اس کا وزیر ٹھہر جاتی ہے جو مفید مشورے دے۔ وحیٔ الٰہی اس کا حتمی قانون ٹھہر جاتی ہے جس سے راہ ملے اور اس طرح روح کی منتظم حکمرانی سے روحانیت کا عدل چار دانگ اقلیم بدن میں پھیل جاتا ہے۔ چور اور ڈاکو مقید ہو جاتے ہیں جن سے بدامنی پھیلتی تھی، پھر ایسے مامون اور مضبوط ملک میں جس کا فرمانروا بیدار، وزیر دانشمند، قانون روشن اور عدل و انصاف کے سبب پوری اقلیم منظم ہو، نہ تو بیرونی دشمن کو حملہ کی ہمت ہوتی ہے کہ اس اقلیم میں گھس کر فتنہ و فساد مچائیں اور نہ اندرونی خائنوں اور چوروں کو جرأت ہوتی ہے کہ بدنظمی پھیلائیں۔ بیرونی دشمن یعنی شیطان کے بارہ میں تو قرآن نے فرمایا کہ :-

اِنَّهُ لَيْسَ لَهُ سُلْطَانٌ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ۝ "یقیناً اس (شیطان) کا قابو اُن لوگوں پر نہیں چلتا جو ایمان رکھتے ہیں اور اپنے رب پر بھروسہ رکھتے ہیں"

اندرونی دشمن یعنی نفس امارہ کے بارہ میں فرمایا کہ وہ اپنی سرکشی چھوڑ کر خود ہی قانون کے تابع ہو جاتا ہے اور اسی پر مطمئن اور راضی بن جاتا ہے۔ ارشادِ ربانی ہے :-

يٰۤاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِيْۤ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ۔ "اے اطمینان والی رُوح تُو اپنے پروردگار کی طرف چل اسطرح سے کہ تو اُس سے خوش اور وہ تجھ سے خوش"

اِسلام کی بُنیادی حقیقت

اب اس تمام مضمون کا حاصل یہ نکل آتا ہے کہ یہ سارا عالم دو حصّوں میں تقسیم شدہ ہے۔ مادیت اور روحانیت یا "سائنس اور اسلام" اسلام اور روحانیت کی بنیاد بفحوائے حدیث دو اصولوں پر ہے۔ ایک ترک ماسوی اللہ جسے صدقہ سے تعبیر کیا گیا اور ایک اخلاص، جسے اخفاء سے تعبیر کیا گیا ہے۔ پہلے اصول کا حاصل یہ ہے کہ خدا کے سوا دنیا ہو یا اپنا نفس اور ہوائے نفس سب کی وہ الفت قلب سے نکال پھینکنا جو الفتِ حق میں خلل انداز ہو اور دوسرے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اصول کا حاصل یہ ہے کہ اس ترکِ ماسویٰ میں خالص اُسی ایک محبوب حقیقی کے راضی کرنے کا جذبہ کام کر رہا ہو جو اس ارض و سماء کی محفل کا خالق ہے۔ اسی بارے میں نہ خود بینی ہو نہ خود نمائی نہ خودی ہو نہ خود ستائی۔

سائنس کی جڑ بنیاد کیا ہے؟

اس کے بالمقابل سائنس کی بنیاد جو اسلام کے متقابل ہے خود بخود ان دو اصولوں کی ضدوں پر نکل آتی ہے۔ ترکِ ماسویٰ کی ضد حبِ ماسوایٰ ہے اور اخلاق کی ضد نفاق ہے۔ حُبِ ماسویٰ کا حاصل یہ ہے کہ ہر غیر اللہ اور ہر باطل کی محبت ہو اور نہ ہو تو خدا اور حق کی محبت نہ ہو۔ چونکہ غیر اللہ کی محبت کے سلسلہ میں اپنا نفس سب سے مقدم ہے اس لئے گویا سب سے پہلے اور سب سے زیادہ محبت اپنے نفس سے ہو اور نفس کو چونکہ تمام مادی لذائز سے محبت ہے اس لئے بواسطۂ نفس سارے مادی لذائذ سے محبت ہو جس کا نام دُنیا ہے۔ گویا جب ماسویٰ کا حاصل حُبِ دُنیا اور حُبِ نفس نکلا۔ دوسری اصل یعنی نفاق کا حاصل یہ ہے کہ نفسِ جاہل بوجہ حقیقت ناشناسی کے انہیں دی۔ لذائذ کو جن کی صورت آراستہ ہے اور انجام گندہ ہے اپنا منتہائے مقصود ظاہر کرنا چاہتا ہے۔ لیکن جب کہ فی نفسہٖ یہ مادی لذائز کسی برتری اور انجام کی خوبی نہ رکھنے کے سبب اہلِ بصیرت کی نگاہوں میں باوقعت نہیں بنتے اور وہ ایسے دنی مانوس کو قابلِ ملامت ہی سمجھتے رہتے ہیں۔ اس لئے یہ نفوس اپنے خسیس مطلوبات پر اصول اور شائستگی کا پردہ ڈال کر انہیں معقول باور کرانے کی سعی کرتے ہیں۔ اور اس قسم کے تمام نفسانی جذبات کو جن سے مذاقِ سلیم کتراتا ہے، کمالات کا لباس پہنا کر سامنے لاتے ہیں تاکہ اپنے ان خسیس مطلوبات کو عام نگاہوں میں کچھ باوقعت بنا سکیں۔

مثلاً عام لہو و لعب اور بازاری رقص و سرور کو فنونِ لطیفہ کے عنوان سے پیش کرتے ہیں منظم عیاشیوں اور بدکاریوں کو قانونی رنگ میں لے کر تہذیب و تمدن کا عنوان دیتے ہیں۔ استعمار اور جوع الارض کو خوش نما الفاظ میں پیش کر کے ترقی کا عنوان دیتے ہیں۔ جنگی آلات کی بے پناہ خوں ریزیوں اور تباہیٔ انسانیت کو جنگِ حق و صداقت اور قیامِ امن کے نام سے یاد کرتے ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وسائل عیش و طرب کی فراہمی کو سوسائٹی کی بلندی اور برتری سے تعبیر کرتے ہیں۔ پرستش اپنے نفس اور ہوائے نفس کی کرتے ہیں اور الفاظ کے چکر سے اسی کو حق کی پرستش دکھلاتے ہیں۔ عقیدت و اطاعت اپنے جذبات کی ہوتی ہے اور نام سچائی کی عقیدت کا لیتے ہیں۔ غرض یہ مادّی نفوس اچھے عنوان سے فائدہ اٹھا کر اپنی ہوسناکیوں کو چھپانے اور انہیں خوب صورت الفاظ میں دکھلا کر باوقعت بنانے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔ درحالیکہ حقیقت اس کے خلاف ہوتی ہے۔ ظاہر ہے کہ نفاق کی حقیقت اس کے سوا اور کیا ہے کہ اندر کچھ ہو اور دکھلایا کچھ جائے۔ باطن گندہ ہو اور ظاہر کو آراستہ کیا جائے اور دیکھنے والوں کی نگاہوں کو دھوکہ اور فریب دیا جائے۔

مادّی تمدّن کی انہی خوشنمائیوں اور گندم نما جو فروشیوں کو قرآن کریم نے زینت کے لفظ سے تعبیر فرمایا ہے جس کی حقیقت یہی ہے کہ اندر کچھ نہ ہو مگر ٹیپ ٹاپ اور سطحی آرائش سے اس میں دلفریبی کافی پیدا کر دی جائے۔

ارشادِ حق تعالےٰ ہے :۔

زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوَاتِ مِنَ النِّسَاءِ وَالْبَنِينَ وَالْقَنَاطِيرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ مِنَ الذَّهَبِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْأَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ۗ ذَٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۖ وَاللَّهُ عِنْدَهُ حُسْنُ الْمَآبِ ۔

"وہ خوشنما معلوم ہوتی ہے لوگوں کی محبّت، مرغوب چیزوں کی، عورتیں ہوئیں، بیٹے ہوئے، لگے ہوئے ڈھیر ہوئے سونے اور چاندی کے، نمبر لگے ہوئے گھوڑے ہوئے، مواشی ہوئے اور زراعت ہوئی۔ یہ سب استعمالی چیزیں ہیں دنیوی زندگی کی اور انجام کار کی خوبی تو اللہ ہی کے پاس ہے۔"

اس میں شہوت پرستیوں، مالی ہوسناکیوں، اسبابِ مفاخرت و ریاست، غرض مالی تکاثر اور جاہی تفاخر کو زینتِ دُنیا فرما کر تبلایا گیا ہے کہ ان تمام چیزوں زن، زر، زمین وغیرہ میں محض سطحی عاجل اور ناپائیدار لذّت ہے۔ ورنہ ان کی اندرونی حالت تیرہ و سیاہ ہے اور ان سب کی وابستگی کا انجام کدورت اور تلخی ہے۔ اگرچہ اُس پر کتنے ہی پردے خوشنما اور دلفریب عنوانات کے لباس پڑے ہوئے ہوں جس کا حاصل ہے بے حقیقت دکھلاوا ہے جسے اصطلاحی لباس میں نفاق کہتے ہیں۔

اب اگر آپ غور کریں تو سائنس کے ان دونوں اصولوں، حُبِّ ماسویٰ اور نفاق کی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حقیقت باطل نکلتی ہے۔ نفاق کا باطل ہونا تو اس لئے ظاہر ہے کہ باطل کے معنی ہی یہ ہیں کہ دیکھنے میں بہت کچھ ہو اور حقیقت میں کچھ بھی نہ ہو۔ اوپر سے چمک رہا ہو اور اندر سے تاریک ہو۔ پس جبکہ نفاق کی بھی یہ ہی کیفیت ہے کہ اندر کچھ ہو اور اوپر کچھ ہو تو نفاق کا باطل ہونا واضح ہے۔

اُدھر ماسوی اللہ بھی باطل ہی کا ترجمہ ہے۔ کیونکہ ہر ماسوی اللہ کی ہستی ظاہر ہے کہ اللہ ہی کے وجود دیئے سے قائم ہوتی ہے۔ نہ وہ از خود قائم ہے اور نہ از خود موجود ہے۔ اس لئے حقیقتاً ماسویٰ اللہ کی ذات میں کوئی وجود یا کوئی کمال نہیں ہوتا، بلکہ اس کے ذریعہ محض وجودِ حق اور کمالاتِ حق کا منظاہرہ ہوتا ہے اور جب کہ ماسویٰ اللہ کا خواہ وہ نفسِ انسانی ہو یا دوسرے موالید عناصر اربعہ ہوں یا دوسرے اجزائے کائنات، خود ہی کوئی وجود نہ نکلا، تو وہ بظاہر تو موجود ہیں، مگر کوئی ہستی ہی نہیں رکھتے۔ اس لئے کُل کا کُل ماسویٰ اللہ بھی اپنی ذات سے باطل ہی نکلا۔

اَلَا كُلُّ شَيْءٍ مَا خَلَا اللّٰهَ بَاطِلٌ

اور جب کہ سائنس کی بنیاد انہی دو باطلوں پر تھی۔ ایک خدا سے قطع ہو کر ماسوای اللہ پر جو آفاقی باطل ہے۔ ایک نفاق پر جو نفسی باطل ہے تو پوری سائنس کی حقیقت بجز باطل ہونے اور باطل پسندی کے اور کچھ نہ ہوئی جس پر سائنسدانوں کا یہ ناز اور شور و شغب ہے کہ اس سے ساری زمین اور آسمانی فضا گونج رہی ہے۔

ہاں اس کے بالمقابل اگر ماسویٰ اللہ کو ترک کر کے اللہ کو اختیار کیا جائے تو وہ حق ہے اور نفاق کو ترک کر کے اخلاص کو اختیار کیا جائے تو وہ بھی حق ہے اور اللہ کے ساتھ اسی مخلصانہ تعلق قائم کرنے کا ہی نام اسلام ہے تو اسلام کی بنیاد ایسے حق پر نکلتی ہے جس میں باطل کا نشان نہیں۔ اس لئے یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ سائنس تو ایک شورِ بے بنیاد اور باطل کا نام ہے اور اسلام ایک حقیقت ثابتہ اور حق کا نام ہے، جس کی جڑیں مستحکم اور دائمی ہیں، باطل کا کلمہ بے بنیاد، حق کا کلمہ اپنی بنیادوں پر ثابت و راسخ ہے۔

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ

(کیا آپ کو معلوم نہیں کہ اللہ تعالےٰ نے کیسی مثال بیان فرمائی ہے کلمہ طیبہ کی کہ وہ مشابہ ہے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ ۝ تُؤْتِيْٓ اُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍۢ بِاِذْنِ رَبِّهَا ۗ وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ۝ وَمَثَلُ كَلِمَةٍ خَبِيْثَةٍ كَشَجَرَةٍ خَبِيْثَةِ ۨ اجْتُثَّتْ مِنْ فَوْقِ الْاَرْضِ مَا لَهَا مِنْ قَرَارٍ ۝

ایک پاکیزہ درخت کے جس کی جڑ خوب گڑی ہوئی ہو اور اس کی شاخیں اونچائی میں جا رہی ہوں وہ خدا کے حکم سے ہر فصل میں اپنا پھل دیتی ہوں اور اللہ تعالےٰ مثالیں لوگوں کے واسطے اس لئے بیان فرماتے ہیں تاکہ وہ خوب سمجھیں اور گندہ کلمہ کی مثال ایسی ہے جیسے ایک خراب درخت ہو کہ وہ زمین کے اوپر ہی اوپر سے اکھاڑ لیا جائے اس کو کچھ ثبات نہ ہو۔"

ایک غلط فہمی کا ازالہ

مگر اس تقریر سے یہ غلط فہمی نہ ہونی چاہیئے کہ میں نفس سائنس اور اس کی ایجادات کو رد کر رہا ہوں یا سائنس کی تعلیم پر حرمت کا فتویٰ دے رہا ہوں یا اس میں اشتغال کلیتہً باطل ہے، بلکہ مقصد وہی ہے جو مختلف عنوانوں سے تقریر کے ذیل میں آچکا ہے کہ میں اسے قبلۂ مقصود اور کعبۂ مطلوب بنانے سے منع کر رہا ہوں۔ اگر یہ ساری جدّوجہد جو آج سائنس کے سلسلہ میں کی جا رہی ہے کسی حقیقی مقصود کے لئے ہو وہ نہ صرف جائز ہی ہے بلکہ آج کے دور میں مطلوب ہے اور وہ مقصود نہ ساری دنیا ہے کہ وہ تو خود وسیلہ ہے۔ نہ مادی راحت و آرام ہے کہ وہ بھی وسیلہ ہے بلکہ ایک مسلمان کے لئے آخرت اور اس کی مذہبی دیانت ہی ہو سکتی ہے کہ وہی مقصود اصلی ہے اور اسی کے لئے انسان کی تخلیق عمل میں آئی ہے۔

پس سائنس مذہب سے بے تعلق رہ کر کلمہ خبیثہ ہے جس کے لئے کوئی ثبات و قرار نہیں اور مذہب کے ساتھ بحیثیت ایک خادم اور ذریعہ مطلوب کے وابستہ ہو کر وہ بلاشبہ نافع اور کارآمد ہوگی اور کلمہ طیبّہ ہی کے ذیل میں آجائے گی جس کی جڑیں مضبوط اور شاخیں آسمان سے باتیں کر رہی ہوں۔

لیکن میں جہاں تک محسوس کرتا ہوں آج سائنسی جدوجہد ایک حقیقی مقصود کی سی نظر آرہی ہے۔ لوگ اس پر اُسی کی خاطر جھک پڑے ہیں اور نہ صرف یہی کہ اس کے ردّ و قبول کا معیار مذہب کو نہیں بنایا گیا بلکہ بیشتر مواقع میں اُسے مذہب کے خلاف

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

استعمال کیا گیا ہے اور کہا گیا ہے کہ سائنس نے مذہب کی بنیادیں ہلا دی ہیں اور گویا سائنس ایک ایسا مقصود ہے کہ مذہب اس کا وسیلہ تک بھی بننے کی صلاحیت نہیں رکھتا چہ جائیکہ اُس کا قرار پائے۔

بہت ممکن ہے کہ دُنیا کے قدیم مذاہب کے لئے سائنس نے کوئی ایسا ہی تخریبی اقدام کیا ہو۔ مگر میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ دُنیا کے جس مذہب کے ایک ایک جزو کے ساتھ سائنس ساتھ رہ کر چل سکتی ہے وہ نہ صرف مذہب فطرت یعنی مذہب اسلام ہے۔ اگر اس کی تفصیلات دیکھنی ہوں تو میں نے اس پر ایک مستقل رسالہ "تعلیماتِ اسلام اور مسیحی اقوام" لکھا ہے جسے "ندوۃ المصنفین" دہلی نے شائع کیا ہے، جس میں واضح دلائل سے دکھلایا گیا ہے کہ سائنس کی تمام ایجادات درحقیقت اسلام کی معنویتوں کا مادّی رُخ ہیں اور اس دَور میں اسلام کی تفہیم اور اس کے اقرب الی الفہم کرنے کے لئے ہی تکوینی طور پر سائنسی ترقیات کا وجود عمل میں آیا ہے۔

پس جو شخص سائنس کو اسلام کا وسیلہ بنا کر استعمال کرے گا وہ اسلام کو قوت پہنچائے گا اور جو اسے مستقلاً مقصود بنا کر عمل میں لائے گا وہ اپنے نفس کو ضعف اور ضرر پہنچائے گا مگر اسلام کا اس سے کچھ نہیں بگڑ سکتا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طلبائے یونیورسٹی کیلئے مقامِ عبرت!

بہرحال جب کہ سائنس محض یعنی بلا توسط مذہب کلمہ خبیثہ ہے جس کی کوئی بنیاد نہیں اور اسلام کلمۂ طیبہ ہے جس کی جڑیں مستحکم اور ہستی پائیدار ہے۔ تو نیک نہاد اسلام فرزندوں کے لئے اس میں سے عبرت و موعظت پیدا ہوتی ہے کہ وہ اپنے اوقات عزیز کو سائنس محض کے معمولات میں اس طرح نہ گنوائیں کہ وہ مقصودِ اصلی قرار پا جائے اور اس کی فانی لذات اصل ہو جائیں کہ یہ انجام کی ندامت کا سبب ہوگا۔ نیز وہ اُن اقوام کی ظاہری چمک دمک اور ٹیپ ٹاپ پر فریفتہ نہ ہوں جنہوں نے آگ، پانی، ہوا اور مٹی کے گھروندہ میں سے کچھ چمکیلی چیزیں بنا کر دنیا کے لہو و لعب میں اضافہ کر دیا ہے کہ اس کی چمک دمک کی عمر بہت قلیل اور ہمیشہ قلیل ہی رہتی ہے۔

یہ سائنسی تمدن اور شہریت کی کمر چاندنی ایک متاعِ قلیل اور اس تمدن میں منہمک رہنے والی اقوام کی زندگی بہت محدود اور چند روزہ ہے وہ وقت بہت جلد آنے والا ہے کہ چمکیلی تہذیب اپنے ہی تمدن سے ٹکرائے اور اپنے ہی متمدنوں کو اس اندرونی تصادم اور ٹکر سے ختم کر ڈالے۔

لَا یَغُرَّنَّکَ تَقَلُّبُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا فِی الْبِلَادِ مَتَاعٌ قَلِیْلٌ ط ثُمَّ مَاْوٰھُمْ جَھَنَّمُ وَ بِئْسَ الْمِھَادُ ط

"تم کو ان کافروں کا شہروں میں چلنا پھرنا مغالطہ میں نہ ڈال دے چند روزہ بہار ہے۔ پھر اُن کا ٹھکانہ دوزخ ہوگا اور وہ بُری ہی آرام گاہ ہے۔"

دیکھنے میں عناصر اربعہ بھی نہایت نظر فریب ہیں۔ آگ نہایت چمکیلی باکر و فر اور حرارت کے دور رس اثرات کی مالک ہے۔ پانی دیکھنے میں چاندی کی طرح شفاف اور نمناکی کے پھیلنے والے اثرات کا حامل ہے۔ ہوا بظاہر لطافت کے سبب نہایت رفیق الجسم اور ہر جگہ بہ ذاتِ خود منتشر اور موجود ہے۔ کرۂ زمین بحیثیت مجموعی نگاہوں میں نہایت باعظمت اور شکوہ اور تا حدِ نظر پھیلا ہوا دکھائی دیتا ہے۔ مگر اپنے جبلی اخلاق و آثار کی بدولت یہ چاروں ہی عناصر محتاج، لسماندہ اور بے حد ذلیل

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ثابت ہوئے اور ان کی یہ ظاہری چمک دمک اُن کی جوہری پستی کو نہ مٹا سکی۔ جیسا کہ مفصل ثابت ہو چکا ہے۔

ٹھیک اسی طرح سمجھ لو کہ جس قوم یا سوسائٹی یا فرد پر ان مادّی اخلاق کا غلبہ ہو اور وہ رات دن مادیات ہی کے جوڑ توڑ میں لگی رہے تو وہ قوم یا سوسائٹی گو بظاہر آگ کی سی چمک پانی کا سا گورا رنگ، ہوا کی سی دور رسی اور پھیلاؤ اور زمین کی سی ٹھوس عظمت کی مالک نظر آ رہی ہو۔ مگر اپنے ان مادّی اخلاق کے سبب جو اس میں مادّی اشغال کی بدولت رچ چکے ہوں اپنے کو انجام کی ذلّت و خواری سے کسی طرح نہیں بچا سکتی جو آخرت سے پہلے دنیا ہی میں اُس کے سامنے آ کر رہے گی۔ کیونکہ جس مادّہ کی قیمت میں بدفطرت ہی سے کوئی عزت نہیں لکھی گئی۔ اُس کی بنائی ہوئی قومی عمارتیں جتنی بھی زیادہ سربفلک ہوں گی، اتنی ہی جلدی منہدم ہو جائیں گے۔

خاتمۂ کلام اور خلاصۂ نصیحت

پس اے عزیزانِ ملّت! آج کی نام نہاد متمدّن اقوام کی ظاہری شوکت پر نہ جاؤ۔ ان کا ہلاکت آفریں انجام عنقریب ہی سامنے آنے والا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ خدا نہ کردہ ان کی نقالی اور تقلید سے تم بھی اُس انجام کی لپیٹ میں آ جاؤ۔ ان اقوام کی طاقت آپ کے ضعف میں مضمر ہے نہ کہ خود اُن کے کسی جوہر میں۔ روحانیوں نے میدان چھوڑ دیا تو مادیوں نے اُسے آ دبایا۔ ورنہ جب دورِ اسلاف میں روحانیوں کی کثرت اور روحانی قومیت قائم تھی تو دُنیا جانتی ہے کہ اُنھوں نے مادّی عظمتوں کو کس کس طرح نیچا دکھایا اور مادّی رفعتوں کی کیا گت بنائی ہے۔ اگر آج بھی آپ اپنی حقیقت پہچان کر حقیقت پسند بن جائیں تو وہ سابقہ عظمت لوٹ سکتی ہے ورنہ یہ صورتوں کی یہ نمائشیں زیادہ دیر پا ثابت نہ ہو سکیں گی۔

بہرحال حدیث کی ایک حد تک شرح ہو چکی ہے اور اسلام کے موضوع کے عوارض یعنی دو آتوں کی حقیقت، دونوں کی غرض و غایت، دونوں میں مقصود و وسیلہ کی تعین، دونوں کے طبعی اخلاق و خواص دونوں کا انجام اور پھر دونوں کے مقتضا میں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے اپنی بساط کے موافق اس حدیث سے استنباط کر کے آپ کے سامنے پیش کر دیا اور جس عنوان کا بیان آپ حضرات نے مجھ پر عائد فرمایا تھا، الحمدللہ کہ میں اُس سے ایک حد تک عُہدہ برآ ہو چکا ہوں۔ اس لئے دُعائے توفیق و استقامت پر اس بیان کو ختم کرتا ہوں۔

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ اَوَّلاً وَّ آخِراً۔

احقر محمد طیّب غفرلہٗ وَلِوَالِدَیہ

مہتمم دارالعلوم دیوبند

(۷ راگست ۱۹۳۸ء مطابق ۸ رجمادی الثانی ۱۳۵۷ھ یوم یکشنبہ)

المکتبۃ الرحمانیۃ
۹۹۔ جے ماڈل ٹاؤن۔ لاہور
نمبر 15618

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وقل لعبادی یقولوا التی ھی احسن

مآثرِ حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ

ترمیم و اضافہ شدہ آخری ایڈیشن

حکیم الامت مجدد ملت حضرت شاہ محمد اشرف علی تھانوی قدس سرہ العزیز
کی سوانح حیات اور خانقاہِ اشرفیہ کا تفصیلی خاکہ، آپ کی خصوصیاتِ زندگانی تصوف و سلوک کے
ضوابط، اجتہادی و تجدیدی انفرادیت اندازِ تعلیم و تربیت، دیگر مفید مضامین و ملفوظات کا انتخاب
اور ان کی تشریحات کو خاص ترتیب کے ساتھ مربوط کیا گیا ہے

ارشادات و افادات

حضرت عارف باللہ ڈاکٹر محمد عبد الحی صاحب عارفی قدس اللہ سرہ
خلیفہ مجاز حضرت حکیم الامت مولانا شاہ محمد اشرف علی تھانوی قدس سرہ العزیز

مرتب: جناب مسعود احسن علوی مرحوم

ادارۂ اسلامیات ○ انارکلی لاہور ۲

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بارہ مہینوں کے فضائل و احکام

محرم الحرام
صفر المظفر
ربیع الاول
ربیع الثانی
جمادی الاولیٰ
جمادی الثانیہ
رجب المرجب
شعبان المعظم
رمضان المبارک
شوال المکرم
ذوالقعدہ
ذوالحجہ

ہجری اسلامی سال کے بارہ مہینوں سے متعلق اسلامی تعلیمات پر مشتمل مفید کتابوں کا بہترین مجموعہ جس میں اسلامی تہواروں اور وقتی دینی عبادات کے فضائل و مسائل قرآن و حدیث اور فقہ کی روشنی میں پوری تفصیل سے بیان کیے گئے ہیں اور بتلایا گیا ہے کہ ایک مسلمان کو ان مواقع پر کیا کرنا چاہیئے اور وہ کون سے رسوم و رواج ہیں جن سے بچنا ہمارے لیے ضروری ہے۔

— مجموعۂ رسائل —

① حضرت مولانا مفتی سید عبدالکریم صاحب گمتھلوی رحمۃ اللہ علیہ
مجاز بیعت حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہٗ

② صاحبزادہ حضرت مولانا مفتی سید عبدالشکور ترمذی صاحب
مہتمم مدرسہ عربیہ حقانیہ ساہیوال ضلع سرگودھا

ناشر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انبیاء کرام علیہم السلام کے بعد دُنیا کے مُقدس ترین انسانوں کی سرگزشتِ حیات

سیر الصحابہ رضی اللہ عنہم

تاریخِ اسلام، اسماء الرجال اور ذخیرۂ احادیث کی گرانقدر کتابوں سے ماخوذ
مستند حوالہ جات پر مبنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نیز مشہور تابعین و تبع تابعین اور
ائمہ کرام رحمہم اللہ کے مفصل حالاتِ زندگی پر اردو میں سب سے جامع کتاب

جلد اوّل ۱
خلفائے راشدین رض

جلد دوم ۲ — سیر مہاجرین کامل دو حصے
جلد سوم ۳ — سیر انصار کامل دو حصے
جلد چہارم ۴ — چار کبار صحابہ رض / ۵۰ اصغار صحابہ رض
جلد پنجم ۵ — اُسوۂ صحابہ کامل دو حصے
جلد ششم ۶ — سیر الصحابیات / اسوۂ صحابیات / اہل کتاب صحابہ
جلد ہفتم ۷ — تابعین کرام رح
جلد ہشتم ۸ — تبع تابعین رح (اوّل)
جلد نہم ۹ — تبع تابعین رح (دوم)

مکمل پندرہ حصے نو جلدوں میں مجلد، ساڑھے پانچ ہزار صفحات، عمدہ کتابت و طباعت
گلیز سفید کاغذ، مضبوط ڈائی دار جلد، قیمت کامل سیٹ ۹ جلد

طلب فرمائیے، اِدارۂ اسلامیات ۱۹۰۔ انار کلی۔ لاہور ۲
(فون۔ ۵۳۶۳۹)

www.KitaboSunnat.com
محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

ادارہ اسلامیات

پبلشرز، بک سیلرز، ایکسپورٹرز

لاہور ـــ ۱۴۔ دینا ناتھ مینشن، مال روڈ، لاہور

فون ۷۳۲۴۴۱۲ فیکس ۷۸۵ ۷۳۲۴ ـ ۴۲ ـ ۹۲

لاہور ـــ ۱۹۰۔ انارکلی، لاہور، پاکستان

فون ـــ ۷۲۴۳۹۹۱ ـ ۷۳۵۳۲۵۵

کراچی ـــ موہن روڈ

چوک اردو بازار، کراچی ـــ فون ۷۷۲۲۴۰۱

ای میل ـــ E mail:idara@brain.net.pk

ای میل ـــ E mail:islamiat@lcci.org.pk